ضمیمہ کرزن گزٹ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

حیات حمید

حصہ دوم

یعنی

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبد الحمید خان غازی والئی روم کے سوانح عمری

مرتبہ میرزا حیرت دہلوی

سنہ ۱۳۱۸ھ سنہ ۱۳۰۸ف سنہ ۱۹۰۱ء سمت ۱۹۵۸

کرزن پریس دہلی واقع شنگنج میں چھپی

حیات حمیدیہ

دوسرا حصّہ

پہلا باب

جنگ کا نیا زمانہ

دو جنگجو قوموں کو ہم حصّہ اول میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نکوپولس پر چھوڑ آئے ہیں۔ میدانِ کارزار روسیہ کی فتوحات ہونے پر بھی اُسی طرح گرم ہے۔ ترکوں کے سپاہ سالار اب بھی اُسی غفلت کی نیند پڑے سوتے ہیں۔ مگر سپاہی جانبازی دکھانے کے لئے بیتاب ہوئے جاتے ہیں اُن کی سنگینیں دشمن کے کلیجوں میں بھُکنے کے لئے تیز ہیں اور اُن کے دل اپنے افسروں کی بُزدلی اور غفلت سے نالاں ہیں۔ وہ

تاریخ آلِ عثمان

پہلا باب

عثمان اوّل سنہ ۱۳۰۱ء سے ۱۳۲۶ء تک

آغاز سلطنت عثمان۔ جنگیں اور فتوحات۔

وفات عثمان

عثمانی سلطنت کا آغاز سنہ ۷۰۰ ہجری قدسی اور سنہ ۱۳۰۱ء سے ہوتا ہے۔ اس وقت فتوحات اسلام کا ستارہ ایک طرف سے غروب ہونا شروع ہوگیا تھا مگر دوسری طرف سے طلوع ہونے لگا۔ اِس آتار خِلفاؤں کے زمانہ میں عثمان طغرل کے بیٹے نے جو اُمرا یا شہزادوں میں سے تھا اپنی ایشیائی سلطنت کو

جنگ کے لئے ہاتھ سے ہاتھ ملتے ہیں لیکن کچھ نہیں کر سکتے۔ ہر ترک کی رگوں میں عثمانی خون موجیں مار رہا ہے اور اپنے ملک پر جس کو اُس کے باپ دادا نے خون اور روپیہ سے خریدا تھا جان دینے کیلئے آمادہ ہے۔ ہر ترکی بچّہ کا عزم بالجزم ہے کہ اخیر دم تک جنگ کرے اور جب تک ایک بارہ برس کا بچّہ بھی زندہ ہے اپنے ملک سے قدم پیچھے نہ ہٹائے۔ ترکی کی رگ رگ میں بجلی دوڑ چکی ہے۔ اور اِن شکستوں کے بعد بھی اُس میں قوت باقی ہے کہ اپنے صعب ترین دشمن کا کامیابی سے مقابلہ کرے بشرطیکہ اُس کے افسروں میں قوت ہو اور وہ ایمانداری سے جنگ کریں۔

ترکی کی عرب اور افریقہ کی سلطنتیں متزلزل ہو چکی ہیں۔ روسیہ کے ڈینوب پار ہونے سے اُن کی بنیادیں ہل گئی ہیں لیکن پھر بھی ملک کا ذرہ ذرہ روسی افواج کی قدم قدم پر مزاحمت کرنے کو آمادہ ہے۔ ابھی بہت سے میدان ہونے باقی ہیں اور ابھی بہت سے جانباز خاک و خون میں لتھڑیں گے۔ ابھی کربِ بلا کی دردناک صدائیں سُننی باقی ہیں اور ابھی ملک الموت کو بہت کچھ پھرتی دکھانے کی ضرورت ہوگی۔ روسیوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور انہیں چودہ طبق روشن ہوں گے۔ ترکوں کی بہادری اور ایماندار افسروں کے مہرِ جنگ کا

اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ مجھے خداوند تعالیٰ نے محض اس لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ میں اسلام کو جسے چنگیز خاں اور اس کی اولاد سے صدمہ پہنچا ہے پھر قایم کروں اور آگے ترقی دوں عثمان کی شجاعت مستقل مزاجی۔ اولو العزمی اور متقی ہونے نے ہزاروں آدمیوں کے دلوں پر فتح پائی اور غول کے غول اُس کے مطیع بن گئے۔ پوری قوت حاصل کر کے اور پے در پے کی کامیابیوں سے مطمئن ہو کے آخر سب سے پہلے اپنی توجہ یونانیوں کی طرف پھیری اور ایک خط کے ذریعہ سے انہیں اطلاع دی کہ کیا تو وہ اسلام قبول کریں اور یا خراج ادا کریں۔ اس صورت سے عثمان نے اپنی سلطنت کا انتظام خاطر خواہ کر لیا۔ اپنا رعب جمانے اور مال غنیمت کے حاصل ہونے کے خیال سے پہلا حملہ اکونیم پر ہوا۔ تاتاریوں سے خوب لڑائی ہوئی اور اخیر اس کو فتح کر لیا۔ ان ابتدائی کامیابیوں نے آگے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دی۔ اُس نے بی تھینیا پر حملہ کیا اور بروسا کا جو سلطنت مشرقی کا پایۂ تخت تھا محاصرہ کر لیا۔ لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو بھی مشرقی تجارت کا ستیاناس کر دیا۔ فوج قلعہ کو قید کر لیا اور تمام قرب و جوار کے اضلاع پر قابض ہو گیا۔ اور اس خیال سے کہ اُس کی افواج قاہرہ بیکار نہ پڑی رہیں اُس نے تاتاروں کے ایک گروہ عظیم پر

نمونہ دنیا کی آنکھوں کے آگے پیش ہوگا اور اس بات کا ثبوت دیا جائے گا کہ اگر ترکی افسر ایمانداری سے جنگ کریں تو خوفناک سے خوفناک دشمن سے بھی ہیٹے نہیں رہ سکتے۔ ہر ترکی سپاہی کی نظروں کے آگے بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہ اُس میں داخل ہونے کے لئے بیتاب ہو رہا ہے۔ جنگ کے کامل اُتار چڑھاؤ دیکھنے کا موقع آگیا ہے۔ شجاعان ترک روسیہ کے جوانمردی کے جوہر دکھائی دیں گے۔ جنگ مدافعت کا عثمان پاشا تازہ سبق سپاہ سالاران عالم کو پڑھائیں گے۔ پلونا کے طولانی معرکوں سے دنیا کی نگاہ میں ترکوں کی عظمت بیٹھے گی۔ شہنشاہ روسیہ جان سے بیزار دکھائی دے گا اُس کے بڑے بڑے جنرل عثمان پاشا کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھیں گے۔ فوجوں کے پروں کے پرے روئی کی طرح سے دھنکے جائیں گے۔ شور قیامت برپا ہوگا۔ سینٹ پیٹرسبرگ میں زلزلہ آجائے گا اور عثمان پاشا کی فتوحات یورپ میں ہل چل ڈالدے گی روسیوں کی مایوسیوں کا ساماں دکھائی دے گا اور عثمانی جانبازوں کے تیور معرکۂ جنگ میں عجیب آن بان سے نظر آئیں گے۔ شکست یاب ہونے پر بھی ترکوں کی چاروں طرف سے واہ واہ ہوگی۔ ترکی سپاہ سالار کی شہنشاہ روسیہ پیشوائی کرے گا اور شہنشاہ کا بھائی فخراً بیان کرے گا کہ مجھے اور میرے خاندان کو

حملہ کیا جو ایشیائے کوچک میں برابر تاخت و تاراج کر رہے تھے۔ اس مہم میں عثمان کو کامیابی ہوئی تاتاریوں پر نمایاں فتوحات حاصل کرنے کے بعد ایک معاہدہ ہوا۔ جس کی شرطیں یہ تھیں کہ تمھیں آباد ہونے کے لئے زمینیں دی جائیں گی بشرطیکہ تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ بُت پرست تاتاریوں نے عثمانی معاہدہ کی ان شرطوں کو بہت خوشی سے قبول کر لیا اور سب دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اس آسانی سے عثمان کے جھنڈے کے نیچے خونخوار سپاہیوں کا ایک گروہ آگیا۔

جب عثمان کی فوجوں میں ان نو مسلم تاتاریوں کا اضافہ ہوگیا تو اُس کے بیٹے ارخان نے جو شجاعت۔ اولوالعزمی اور جرأت میں اپنے باپ سے کم نہ تھا بروصہ پر حملہ کیا اور چند روز کے محاصرہ کے بعد اُسے فتح کر لیا۔ عثمان اب بہت ضعیف ہوگیا تھا اور اُس کی عمر ۶۹ برس کی ہوگئی تھی وہ اپنی نئی مفتوحہ سلطنت میں اپنا پایۂ تخت تبدیل کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اُس کی وفات ۱۳۲۶ء میں ہوگئی۔

عثمان نہایت روشن ضمیر۔ اور اول درجہ کا جری سلطان تھا اُسے اپنے ساتھیوں میں جوانمردی اور جوش کی روح پھونکنے میں کمال تھا۔ اُس نے وحشیوں کو اپنی نمایاں فتوحات سے اچھا سبق پڑھایا۔ ہزاروں

تمام عمراس ترکی سپاہ سالار سے ہمنبرد ہونے کا فخر ہوگا۔ توپونکی گرج پہاڑوں کو ہلادے گی۔ گھوڑوں کی ٹاپیں زمین کو روند ڈالیں گی۔ کروروں روپیہ کا خون ہوگا لاکھوں من غلّہ جلایا جائے گا۔ شہر اور قصبے اُلٹ پلٹ ہو جائیں گے۔ غرض چاروں طرف ایک خوفناک سماں معلوم ہوگا۔

یہ خونی بیانات ہیں جو ہم اس حصّہ میں کرنے ہیں۔ ہم شجاعانِ ترکی و روسیہ کے کارنامے لکھیں گے اور ہم سے سوا اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ بہادروں کی خواہ وہ صلیبی ہوں یا ہلالی داد دیں اور اُن کی یادگار ہندوستان میں قایم کرجائیں اور بس۔

بنامِ خداوند کار آفریں — ہزار آفریں صد ہزار آفریں
جہاں پادشاہِ خدیوان خدیو — ارا بہ کش اوچہ کاؤ وچہ گیو
نہ اورا نگاہے بہ بیم و گاہ — نہ اورا نیازے بخیل و سپاہ
ازل تا ابد بارگاہِ ویست — کران تا کراں در پناہِ ویست
درش را ابد ربان سرد کار نیست — ولے ناکساں را برش بار نیست

بلکہ لاکھوں بُت پرست تاتاروں کو مسلمان بناکے نئی زندگی بخشدی۔ اور ایک ایسی سلطنت کی بُنیاد ڈالگیا جس نے یورپ کو ہلادیا۔ اور جس سلطنت میں زوال پر بھی وہی آن بان باقی ہے۔ عثمان کا خون اب بھی وہی اثر رکھتا ہے اور انتہا درجہ نکبت کی حالت میں بھی عثمانی سپاہی دنیا کے شجاعوں میں اوّل درجہ کا شمار ہوتا ہے۔

چو من سکّہ برنام سلطاں زنم — دم از دودۂ آلِ عثماں زنم
کسے گوید از عیص اسحاق شاں — کسے سید ہد از قطورہ نشاں
نگارندگاں کردہ اند اختلاف — ولیکن دریں گفتہ نبود خلاف
کہ عثمان غازیست زاباءِ شاں — زآباءِ شاں جدِّ اعلائے شاں
بششصد نود بود و شہ در شمار — کہ چوں حق بہ او گزگرفت اقتدار
چو عثماں بہ تختِ خلافت نشست — بہ تسخیر بر صہ کمر چست بست
بسے از نصارا مسلماں شدند — بسے کشتہ بر دستِ ارخاں شدند

ستایش سزایاں ستایش گرش
سر سر بلنداں نیاز آورش

قضایش برآرد بہر جا کہ تیغ
کہ آرد کہ دارد سر از وے دریغ

اگر از جلالش زند دم زباں +
بلرزد سپہر و بجنبد جہاں

بہ یکتائیش ہر کہ دم می زند
نہ دم بل دو عالم بہم می زند

خرد را بدرگاہ او راہ نیست
ز کنہ بودش اندیشہ آگاہ نیست

از و کوس کائوسیاں پُر صدا
وز و نائے ناقوسیاں پُر نوا

بہ عثمانیاں روم را رام کرد
تبلے شام آں بوم را بام کرد

رخ غازیاں را بخوں غازہ ساز
بآبِ دم تیغ جاں تازہ ساز

بشمشیر کشور کشائی دہد +
بتدبیر کار آزمائی دہد +

بہ حکمش ابابیل چوں پر زند
صفِ ژندہ پیلاں بہم برزند

فگند قطرہ را در صدف دُرِّ ناب
دہد سایہ را پایۂ آفتاب

ازاں روز ایں دودہ باشد بکام
ورا فزائیش دین و دولت مدام

بلے بود ہر یک بیاریٔ بخت
پدر بر پدر صاحبِ تاج و تخت

چو بر ہشتصد و پنج و پنجہ گزشت
مرادِ دوم رخت ہستی نوشت

بہ سلطاں محمد خلافت رسید
جہاں را از و زیب و زینت رسید

چو قسطنطیں آں قیصرِ ملک روم
ز سلطاں مخالف شد از بخت شوم

برآشفت سلطان و لشکر کشید
بہ قسطنطنیہ شد قیامت پدید

پس از ریز و آویز پنجاہ روز
ظفر یافت بر لشکر کینہ توز

چناں بر فصیلش شدہ گولہ بار
کہ بشکست و شد فتحیاب آشکار

در آمد ازاں رہ سپہ تند و تیز
برآورد سر فتنۂ رستخیز

بکف تیغ قیصر بناموس و ننگ
بزد خویشتن را بہ تیغ و تفنگ

سر از دوش قیصر تہِ پا فتاد
نہ سر کنگر قصر کسرے فتاد

ہوس را نہد بر سر خوان لعسل	مگس را کند خانہ پُر از عسل
دل رنجاں دہد تاب و طاقت دہد	عجب ایں کہ بے خدمت اُجرت دہد
اگرچہ شہ گرداں بود در زمین	بہ قہرش نہ آں باز ماند نہ ایں
ہمہ اوست و ہم او بماند بجائے	کہ جاوید بانست و جاوید پائے
بہر جا کہ منزل کنی کوئے اوست	بہر سو کہ رو آوری روئے اوست
بیا اے فلک تازکن خاک را	برآرائے زمیں بر فلک تاک را
بدہ اے نمو شاخ را توشۂ	سرائے خوشہ بر کش زہر گوشۂ
بگیر اے کدیور ازاں خوشہ آب	بتاب آفتاب آب را کن شراب
برآرے شراب از تہ خم بہ جام	کہ باشی بہ کام شہنشہ مدام
زعدل وے اقلیم ہندوستاں	بود خرّم و سبز چوں بوستاں
چو خلقش خداداد و مُلکش وسیع	چو اقبال او بارگاہش رفیع

چو سلطاں لوائے ظفر بر فراخت	درون رفت و بنشست و جا گرم ساخت
سن ہشتصد بود و پنجاہ و ہفت	کہ از دست نصرانی آں مُلک رفت
ازاں روز ایں گل زمیں گلشن ست	بداں دودہ ایں مملکت روشن ست
کنوں داوری را کہ از سروری	نشانند بر مسند قیصری
بود سی و چارم ازاں دُودماں	بماناد او تا بماند جہاں
برآرد فلک گرچہ شام و سحر	مہ دیگر و آفتاب دیگر
بچشم کسے کو دل آگاہ ہست	ہماں آفتاب و ہماں ماہ ہست
بیا ساقی آں ساغر لالہ رنگ	بمن دہ کہ باشد دل از غصہ تنگ
چو نوشم آں مے پر تکالی کنم	دل از غم بافسانہ خالی کنم

نگرید بہ عہدش کسی جز سحاب | ننالید در دورش ولی جز رباب
نہ بیداد صرصر رسد بر گلے | نہ گل بشکند خاطرِ بلبلے
چو از عدل و داد دست پیرایش | بود برتر از ہمسران پایہ اش
مے عیش دارد جہانے بکام | تو گوئی بود دورِ او دورِ جام
فلک عہد جنباں زمیں عہد اوست | چو شہزادہ ویلز ولیعہد اوست
ز دانش پژوہانِ عالی مقام | کہ کرسی نشینند و منبر بنام
چو انجم یکے انجمن دادہ ساز | بداں میدہد سلطنت را طراز
گورنر کہ صاحب کلاہی کند | بہ حکمِ شہنشاہ شاہی کند
بود ہند را شاہ و اورا وزیر | گر ایں ماہ آں ہست مہرِ منیر
شہنشاہ آرے بود آفتاب | کہ ہر ذرّہ را ہست ازو آب و تاب
بود فیض او دہر را ہمچو نہر | کہ ہر شہر دارد ازاں نہر بہر

دوسرا باب ۲

ارخان خاں ۱۳۲۶ء سے ۱۳۶۰ء تک

۵۳ برس کی عمر میں شہزادہ اپنے باپ کی جگہہ تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ یہی پادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے "سلطان" کا لقب اختیار کیا۔ اور اپنے دربار میں وہ شان و شوکت پیدا کی کہ دیکھنے والے عش عش کرتے تھے اپنے بھائی علاءالدین کو اپنا وزیرِ اعظم مقرر کیا اور سلطنت میں اپنے سے دوسرا درجہ اُس کا قرار دیا یہ مثال اُس کے بعد کے سلطانوں میں نہیں پائی جاتی کسی سلطان نے اپنے بھائی کو وزارت نہیں دی بلکہ باہم مخالفت رہی۔

ارخان نے سب سے پہلے چاندی اور سونے کو مسکوک کیا۔ لشکر کی ترتیب احسن طریقہ پر کی اور عیسائیوں کے بچّوں کو جو مختلف حملوں میں گرفتار ہو کے آتے تھے تعلیم دے کے ایک ایسی زبردست فوج بنا دی جس نے بعد ازاں سلطنت کی بہت بڑی امداد کی۔

پری چہرگانِ فرنگیس فر ٭ بخدمت برش بستہ پیشش کمر
فلک در تگاپوی کارِ وی ست ٭ کہن سال خدمتگزارِ وی ست
نہیبش بہر جا کہ لشکر کشد ٭ کہ دارد سر آں کہ سر برکشد
زبیم شجاع بحرش آتش بآب ٭ شود مرغ و ماہی بہ دریا کباب
جہاں را مسخر بہ تدبیر کرد ٭ کہ تدبیر او کار شمشیر کرد
نہد آسماں سر تہ پائے ہند ٭ کہ در ظلّ مہرش بود جائے ہند
برانداختہ رسمہائے کہن ٭ برآوردہ نخلِ ستم را ز بُن
نشست آتشِ فتنہ در عہد او ٭ نسوزد زنِ ہند و از مرگ شو
زبیہری و جہلِ دوران گزشت ٭ ز دختر کشی رائے رایاں گزشت
زبینی نہ بینی بجز کار و کشت ٭ شدہ ہند خرم چو باغ بہشت
بہر شہر طرحِ مدارس نہاد ٭ کراں ہند را گشت روشن سواد

بھی اپنی سلطنت کی جنگجو قوموں میں سے ایک رسالہ کی ترتیب دی اور اس رسالہ سے ایسا کامیاب ہوا کہ ہر جنگ میں دشمن پر سراسیمگی چھا جاتی تھی اور رسالہ کی خوفناک فوج سے مخالف فوجیں تتر بتر ہو جاتی تھیں۔

ابھی ارخان تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اُس کے آگے خونریز جنگوں کا دروازہ کھُل گیا۔ اینڈرونکس نوجوان شہنشاہ یونان نے ارخان کی بڑھتی ہوئی قوّت دیکھ کے سمندر کو عبور کر لیا اور ترکی حملوں کی روک تھام کے لئے کثیر تعداد فوجیں ڈالدیں۔ ارخان نے شہنشاہ یونان پر حملہ کیا بڑی خونریز اور انقطاعی جنگ کے بعد اُسے سخت بیعزتی کی شکست دی۔

اس نمایاں فتح سے سربلند ہو کے ۱۳۲۷ء میں بہادر سلطان نے نکومیڈیا پر حملہ کیا اور اپنے جرار لشکر کی شائستگی اور بہادری کے طفیل سے بہت جلدی اس شہر کو فتح کر لیا۔ اعلیٰ انتظام فوج اور اپنے بیٹے کی شجاعت کے صدقہ سے اور بھی متعدد فتوحات یکے بادیگرے ارخان کو نصیب ہوئیں مشہور اور عظیم شہر نائس کا محاصرہ کر لیا گیا اور یہ محاصرہ کامل دو برس تک قایم رہا۔ ان دو برس میں عیسائیوں سے

بہر جا شفا خانہا ساختہ	کہ بنیاد صحت در انداختہ
طلسم دگر ساخت از تلگراف	کہ گر خود ندیدم شمردم گزاف
ز شہرے بشہرے تنیدہ یدتار	سخن را رہِ راست شد آشکار
ہم از باختر تا بخاور زمیں +	پل و راہہا ساختہ آہنیں
رواں گشتہ کالسکہائے بخار	جہانے بہ رومی شود در رہ سپار
بہ کشتی دودے و بادی مدام	تواں رفت از ہند تا روم و شام
بہ پیمانِ دیریں ز راہ وداد	بہ سلطانِ روشن بود اتحاد
بہر جا معین و مددگار اوست	بزور و بزر یار و غمخوار اوست
مرا ہست حیرت با حوال شاہ	کہے مہر سیگو میش گاہ ماہ
کجا ماہ را ہست افسر بہ سر	کجا تیغ خورشید را بر کمر +
کنندہ گر از مہر کسب ضیا	دلش ہست روشن ز نورِ خدا

بڑے بڑے میدان ہوئے اخیر ارخان فتح کا نقارہ بجاتا ہوا شہر میں داخل ہوا پھر امرائے اناطولیہ کی طرف اُس کی ظفر موج فوجوں نے رُخ کیا اور مختلف کامیاب اور مہیب جنگوں کے بعد کل چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کر لیا اس طرح تمام اناطولیہ کا ساحل دریائے فرات سے لگا کے ہیلسپانٹ تک کل ملک اُس کے زیر نگیں آگیا۔

ان عظیم کامیابیوں کے ہونے سے ارخان یورپ میں یونان پر حملہ کرنے کے لئے سخت بے چین تھا یونان پر اُس کی نظریں اُٹھ رہی تھیں اور اُس کے مُنہ میں پانی بھرا چلا آتا تھا کہ جس طرح ہو بہت جلد یونان پر قبضہ کرنا چاہئے۔ اخیر اس کے نوجوان بیٹے سلیمان نے جو عالی حوصلگی۔ جرأت اور اولوالعزمی میں اپنے باپ اور دادا سے کسی طرح بھی کم نہ تھا آبناؤں سے عبور کرنا چاہا۔ لیکن بغیر جہاز کے ترکی فوجیں آبناؤں کے پار کیوں کر ہو سکتی تھیں کیونکہ اس وقت تک ترکوں کے پاس ایک معمولی کشتی بھی نہ تھی اس پر بھی دریا پار اُترنے کا حوصلہ بہادر شہزادہ کا پست نہوا راتوں رات بکثرت تختوں کو بہم پہنچا کے انھیں رسیوں میں کس دیا اور شب کی تاریکی سے فائدہ اُٹھا کے عالی حوصلہ بہادر شہزادہ مع اسّی آدمیوں کے اُن

بہ قسطنطیہ پایۂ تخت او ✤ بہ چرخ بریں تارک بخت او
فلک بہرِ خدمت کمر چست بست ✤ کہ بر تخت عبد الحمید او نشست
ملک گفت سالِ جلوس سعید ✤ شدش جائے گوئی بعرشِ مجید
باورنگ شاہنشہی پائے اوست ✤ ولے در دلِ عالمے جائے اوست
بود دست خالی وسے وقت جود ✤ کند سر فرو لیک گاہ سجود
مہیں پاسبانِ کہن خانقاہ ✤ کہن دیدہ بانِ مہیں خوابگاہ
ز پشتش قوی پشتِ اسلامیاں ✤ بدورش بلند اختر شامیاں
درش مرجع ہفت ملت بود ✤ وسے مرکزِ پنج نوبت بود
شود کار بند او بو خشو رہند ✤ کہ از دین و دنیا بود بہرہ مند
گہ حملہ چوں بر نشیند بزیں ✤ باستد سپہر و بجنبد زمیں
محیط است دستش دم صلح و جنگ ✤ کہ گاہے گہر آرد و گہ نہنگ

تختوں پر بیٹھا اور صبح ہوتے ہوتے کیسل آف طرمنی کے دامن میں یورپی ساحل ہیلسپانٹ پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک کسان سے ملاقات ہوگئی جسے بہت کچھ انعام واکرام کی اُمید دی گئی اور بہت سا زر و جواہر اُس وقت ہی اُس کی نذر کیا۔ اِس کسان نے ایک چور راستہ سے نوجوان شہزادہ کو معہ اُس کے اسّی ساتھیوں کے محل شاہی میں پہنچا دیا۔ فوج قلعہ ترکوں کی صورت دیکھتے ہی کانپ گئی اُس کے ہوش پرّاں ہوگئے کہ ترک یکایک نمودار کیوں کر ہوگئے حالانکہ وہ تعداد میں بہت زیادہ تھی اور اگر کچھ بھی استقلال اور جرأت سے کام لیتی تو شہزادہ کا کامیاب ہونا محال تھا مگر اُس کی ہمت ٹوٹ گئی اور ترکوں کی صورت دیکھ کے اُس کے تن بدن میں ایسا لرزہ پیدا ہوا کہ اخیر اُسے ہتیار ڈالتے ہی بن پڑی سلیمان نے فوراً اُس قلعہ کے خاص خاص آدمیوں کو جمع کیا اور انہیں بیم و رجا سے اپنا مطیع بنالیا۔ اور ساحل پر جتنے جہاز موجود تھے سب پر خاموشی سے قبضہ کرلیا اور اپنی فوج کے لینے کے لئے اُن جہازوں کو روانہ کردیا۔ غرض شام ہونے سے پہلے پہلے چالیس ہزار ترکی فوج سے زیادہ ساحل یورپ پر آ اُتر آئی اور ایک قلعہ کو فتح کرکے گیلی پیپولی کا محاصرہ کرلیا۔ فوج قلعہ نے ترکوں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن کچھ کام

نہنگ ست تیغش بہ ہنگام زور — کہ افگندہ شوری بدریائے شور
بہ فرعونیاں لطمۂ رود نیل — ہمو سائیاں سایۂ جبرئیل
دو دستش در شاخ از یمین و یسار — یکے بار دار و دیگے خار دار
ہوا خواہ را زاں یکے بار و برگ — وزیں خصم را در جگر بید برگ
کند گنج ازاں صرف تیغ و تفنگ — کہ ظاہر شود گنج از قلب جنگ
سلح میخرد آب و تابش دہد — بدست انچہ آرد بتابش دہد

نکوپولس جہاں غنیم کی افواج پچی پڑی ہیں ایک افسوسناک منظر بن رہا ہے۔ آگ نے اس خوبصورت شہر کو جلا کے خاکستر کر دیا ہے۔ امید نہ تھی کہ آگ اس شدت سے لگی ہوگی لیکن یہاں آکے دیکھا تو عجیب افسردہ سماں نظر آیا۔ جو لوگ شہر میں گئے چار پانچ ایکڑ زمین پر تو سوائے ڈھیروں اور جلے ہوئے پشتوں کے کچھ نظر نہ آیا۔ ترکوں نے اس شہر کو اس طرح آگ لگا دی جیسے روسیوں نے نپولین بوناپارٹ کے حملہ کے وقت ماسکو میں آگ دے دی تھی۔ لاکھوں من غلہ یہاں جمع کیا گیا تھا لیکن

نہ چلا۔ سامان رسد کی کمی اور قلعہ بندی کے نقص اور ترکوں کے دھواں دھار حملوں سے وہ برہمر نہ آسکے اور ناچار شہر و قلعہ کی کنجیاں ترکوں کے سپرد کرتے بن پڑی۔ گیلی پیپولی یورپ کی کنجی اس صورت سے ترکوں کے قبضہ میں آگئی۔

اس وقت یونانی سلطنت میں سخت پیچیدگیاں پڑ رہی تہیں۔ کانٹاکوزین جو نوجوان پیلیولوگس کا محافظ تھا چاہتا تھا کہ سلطنت پر میرا قبضہ ہو جائے مگر نوجوان شہزادہ نے اُسے تسلیم نہ کیا اب دو گروہ ہوگئے تھے ایک گروہ شہزادہ کی طرفداری کر رہا تھا اور دوسرا محافظ کی یہاں تک جھگڑا بڑھا کہ دونوں نے سلطان ارخان سے مدد طلب کی۔ کانٹاکوزین نے اپنی خوبصورت لڑکی بکثرت جواہرات وغیرہ کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجی گویا سلطان کو ڈولا دیا۔ ارخان نے اس حسینہ کو اپنی حرمسرائے میں داخل کیا اور اپنے خسر کی امداد پر فوجیں روانہ کیں۔

ارخان نے اُن فوجوں کا سرکردہ بنا کے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ سلیمان ابھی بچہ ہی تھا لیکن اولوالعزمی اور شجاعت میں اپنے باپ سے کم نہ تھا اُس نے جاتے ہی ہترلیس اور دوسرے مقامات کو قبضہ میں کر لیا اسی اثنا میں

روسیوں کے ہاتھ گیہوں کا ایک دانہ بھی نہ آیا۔ سب جلا ہوا ڈھیر ملا۔ ترکوں سے جتنا لیجایا گیا لیگئے باقی کل غلہ میں آگ لگا دی کہ روسیہ کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔

شادم کہ از رقیبان دامن کشاں گزشتی گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

یہاں ترک فی الحقیقت اپنی بہادری کا نمونہ دکھا گئے۔ نکوپولس کی ویران زمین پر انھوں نے قبضہ تو کرلیا لیکن دس قدم پر انہیں اس قبضہ کرنے کا پورا مزا آگیا۔ قلعہ نکوپولس کے عقب میں اناج کے کھیت لہلہا رہے تھے اور ساتھ ہی بڑے بڑے درختوں کا ہجوم اس کثرت سے ہو رہا تھا کہ دو گز کے فاصلہ کا آدمی نہ معلوم ہوتا تھا۔ ترکوں نے نہایت عقلمندی سے ان کھیتوں کے پیچھے مورچہ بندی کرلی تھی۔ اور اُن کی اژدہا پیکر توپیں منہ کھولے ہوئے فتحمند روسیوں کا انتظار کررہی تھیں جہاں ایک گھمسان کی جنگ ہوگی اور بہادروں کے پورے حوصلے نکلیں گے۔

نکوپولس میں جب روسی داخل ہوئے ہیں تو انہوں نے شہر کے بڑے حصّہ کو ویران پایا تو بھی قلعہ کے ایک حصّہ میں بہت سا سامان حرب اور بندوقیں ملیں۔ قلعہ کے فتح ہونے سے روسیوں کا یہ خوف کہ ترک

جب ترکی فوجیں آگے بڑھی چلی جارہی تھیں دونوں فریق نے باہم صُلح کرلی اس صُلح نے عثمانی لشکر کی بڑھتی ہوئی رَو پر کچھ اثر نہ کیا۔ کئی مشہور مقامات رومیوں کے قبضہ میں آگئے۔

جب ترکوں کی حکومت یونانی شہروں پر اس طرح قایم ہوگئی تو اب شہزادے ڈرے کہ کہیں کل یونان ترک فتح نہ کرلیں اس خوف میں آکے کانٹا کوزین نے ارخاں کے پاس کردار روپیہ دے کے ایک خاص سفارت روانہ کی کہ یہ روپیہ لیلو اور ہمارے شہر چھوڑ دو۔ ارخان نے وہ روپیہ تو لیلیا لیکن شہر چھوڑنے کے جواب میں یہ کہا "میرے ترک جہاں قدم جما لیتے ہیں پھر وہاں سے نہیں ہٹاتے۔

سلیمان اپنی فتوحات مشرق میں بھی بڑھا رہا تھا۔ اُس نے تاتاریوں سے الیضرا اور کرانیتا شہروں کو فتح کرلیا۔ جب یہاں سے فراغت پا چکا تو پھر یونان کا رُخ کیا اور تھریس کا باقی ماندہ حصّہ بھی اپنی عملداری میں شریک کرنا چاہا مگر یکایک ایک دن گھوڑا چراغ پا ہوا اور یہ بہادر شہزادہ اور اعلیٰ درجہ کا سپاہ سالار گر کے جاں بحق تسلیم ہوگیا۔ ارخان کو اپنے جوان بیٹے کی موت کا بہت صدمہ ہوا وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور دو مہینے کے بعد ۱۳۶۰ء میں اس نے بھی قضا کی۔

اُن کے بازوئے راست پر حملہ کرتے بالکل جاتا رہا اور اسی طرح اس قبضہ نے ترکی جنگ مدافعت کو ایک حد تک ضعیف کر دیا تھا۔ ترکی فوج قلعہ کی اس پر بھی تعریف نہیں ہو سکتی جس شجاعت اور جوانمردی سے اپنے سے کئی گنے دشمنوں کا مقابلہ کیا اس نے یورپی اخباروں کے نامہ نگاروں کو حیران کر دیا۔ مگر ترکی سپاہ سالار کی جان کو سب روتے ہیں کہ اس نے نہ قلعہ کی اچھی حفاظت کی اور جب قلعہ کا بچانا ناممکن ہو گیا تو قرب و جوار میں فوجوں کو لیجا کے نہیں ڈالا۔ حسن پاشا جس کی شجاعت کی خود شہنشاہ روسیہ اور اس کے فوجی افسروں نے بہت تعریف کی ۱۷ ارجولائی کو جب شہنشاہ روسیہ کے آگے پیش ہوا جو مقام باوکلا قریب دریائے جانٹرا کے خیمہ زن تھا تو نہایت آن بان سے کھڑا ہوا حالانکہ وہ مثل قیدیوں کے پیش ہوا تھا لیکن اس کی سپاہ گری کی طمطراق میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ شہنشاہ روسیہ نے دریافت کیا تم نے ہماری اطاعت کیوں قبول کرلی تو حسن پاشا نے جواب دیا "سُن اے شہنشاہ میں نے اس وقت تیری فوج کی اطاعت کی ہے جب میرے پاس سامان حرب بالکل ہو چکا تھا۔ اصل میں یہ جنگ ہی نہایت لغو اور نالایق طریقہ سے اُٹھائی گئی ہے انگریزوں کی وجہ سے اس جنگ کا ظہور ہوا ہے اور جب یہ جنگ ختم ہو جائیگی

ارخان کی عمر وقت وفات ستر سال کی تھی۔ ۲۵ برس بڑی کامیابی سے اس نے حکومت کی۔
ارخان کی فتوحات کا بڑا حصہ اُس کے بیٹے سلیمان کی شجاعت تھی جسے خود ارخان نے فنون سپاہ سالاری کی تعلیم دی تھی اور اُسے مثل اپنے مرد میدان بنا دیا تھا۔ ارخان کی سلطنت سے ترکی حکومت میں ترقی کی رُوح اور وہ قوت حاصل ہو گئی تھی کہ آیندہ ترکی عظمت و برتری گویا اسی تازہ روح اور قوت سے حاصل ہوئی ہے۔

تیسرا باب ۳

مرادخان اوّل ۔ تیسرا سلطان

سنہ ۱۳۶۰ء سے سنہ ۱۳۸۹ء تک

سلطان مرادخان اول کی تخت نشینی۔ فتوحات یورپ و ایشیا۔ جان نثاریوں اور سپاہیوں کی فوجوں کی ترتیب۔ بیٹوں کی بغاوت۔ سزائیں۔ یونانی شہنشاہ کی کنارہ کشی کساوہ کے میدانوں میں خونریز لڑائیاں۔ شہزادہ سرویا کی شکست۔ سلطان مرادخان کی وفات

تو قوم بہت خوش ہوگی"۔ پھر شہنشاہ نے دریافت کیا کہ ہمارے جنگی افسر کیا لڑ رہے ہیں۔ یہ سن کے حسن پاشا کو غصّہ آگیا اور نہایت حقارت انگیز لہجہ میں کہا" اے شہنشاہ اپنے افسروں کی جوانمردی پر نازاں نہ ہو وہ اول درجہ کے بزدل اور بے حمیّت ہیں کیونکہ جب وہ کوئی مقام لے لیتے ہیں تو بے پناہ عورتوں اور بچّوں پر توپخانہ سے حملہ کرتے ہیں۔ مرد میدان کی ہرگز یہ شان نہیں ہے۔ بے پناہ لوگوں پر حملہ کرنا سخت بزدلی اور نامردہ پن ہے"۔ حسن پاشا کی اس گرم اور سچی گفتگو سے شہنشاہ روسیہ دنگ رہ گیا اور اسے معلوم ہوگیا جس قوم کے سپاہ سالار کا قید میں یہ جوش و خروش ہے اس قوم کا زیر کرنا منہ کا نوالہ نہیں ہے۔

شہنشاہ روسیہ سستوو اسے جانب جنوب چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن تھا ۱۵ر جولائی کو اس کے پاس تار بابو کا ایک مراسلہ پہنچا کہ ترک نکوپولس سے سستوو ا پر بڑھ رہے ہیں اور ان کا منشا ہے کہ روسیوں کا سلسلۂ آمد و رفت کاٹ کے پل کو برباد کردیں۔ اس خبر نے شہنشاہی کیمپ میں سخت پریشانی پیدا کردی شہنشاہ گھبرا گیا اور فوراً رستوں کی حفاظت کے لیے فوجیں روانہ کیں اور مخبر دوڑا دیئے کہ جا کی اس خبر کی

یہ شہزادہ ارخان کا دوسرا بیٹا تھا اکتالیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سب سے پہلے اس سلطان نے اپنی رعایا اور اپنی فوج کا دل ہاتھ میں کرنے اور ان کی آنکھوں میں واجب الاحترام بننے کی تدبیر کی اور وہ تدبیر یہ تھی کہ خلیفۃ المسلمین اور ظل اللہ کا لقب اختیار کیا۔

مراد خاں نے اپنا پہلا فرض یہ سمجھا کہ فتوحات یورپ کی جن کو اس کے باپ اور بھائی نے بڑی شجاعت سے شروع کیا تھا تکمیل کرے۔ پیلیولوگس سے ایک معاہدہ کرکے اس نے اپنا پائے تخت ایڈریانوپل کو بنایا۔ چند ہی روز ہوئے تھے کہ اسے یکایک ایشیائی صوبوں کی بغاوت کی خبریں پہنچیں۔ مراد خاں بغاوت کی خبریں سنتے ہی بیتاب ہوگیا اور فوج کثیر کے ساتھ ہیلسپانٹ کو عبور کرکے مفسدوں کے سر پر پہنچ گیا۔ کئی خفیف جنگوں کے بعد اس نے باغی صوبوں میں امن قائم کردیا اور کل انتظامات کرنے کے بعد اپنی باگیں یورپ کی طرف اٹھائیں۔ یورپ میں آکے اس نے اپنی فوجوں کو دم نہیں لینے دیا فوراً فیراسق پر حملہ کیا اور بہت جلد اسے فتح کرلیا۔ اس کے بعد سرویا پر حملہ کرکے اس کو مطیع کیا۔ بعد ازاں سلطان مراد کو شاہ سرویا نے اپنی بیٹی دیدی۔ سلطان نے اس ہدیہ کو قبول کرکے اس کی بیٹی سے شادی کرلی اور اس طرح باہم صلح ہوگئی۔

اصلیت دریافت کریں۔ تھوڑی دیر کے بعد مخبروں نے آ کے بیان کر دیا کہ ساری خبریں غلط ہیں اور نکوپولس کے چاروں طرف بالکل خاموشی ہے۔
اتنے میں بیرن کذیزہ کی فتح کی خبریں آئیں کہ اُس نے ڈینیوب کے سواحل پر ترکوں کو پسپا کر دیا اور تار بابو نے جو پریشان خبریں ترکوں کی نقل و حرکت کی دی تھیں اُس کی اصل یہ ہے کہ نکوپولس کے اردگرد اس نے بندوقوں کی آواز سن لی تھی اور وہ ڈر گیا تھا کہ شہنشاہ روسیہ کی خیر نہیں ہے تمام زمانہ جنگ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ روسیہ کئی بار ترکوں کی زد پر آ گیا لیکن ترکی افسروں کی نمک حلالی نے اُس کی جان بچا بچا دی۔ یہ موقع بھی اعلیٰ درجہ کا تھا کہ اگر ترکی فوجیں شہنشاہی کیمپ پر حملہ آور ہوتیں تو زار کو ہمیشہ زاری کرتے ہی بن پڑتی وہ آسانی سے زندہ گرفتار ہو جاتا اور پھر روسیوں کی کمر ٹوٹ جاتی شہنشاہ کے پاس فوج بھی قلیل تھی اور فتح کے نشہ میں اُس نے کوئی معقول انتظام بھی نہ کیا تھا اس غفلت اور بے پروائی کا خدا ستیاناس کرے کہ اُس نے ترکوں کو آخیر میں جا کے یہ روزِ بد دکھایا۔
اس وقت شمالی بلغاریہ پر روسیوں کے قدم مضبوطی سے جم گئے تھے اور ترکی حکومت باستثنائے چند قلعات کے

کامیابی نے سلطان کی رکاب پر بوسہ دیا۔ اور اقبال گھوڑے کی باگ پکڑ کے آگے بڑھا۔ فتوحات کا دروازہ مراد خاں کے آگے قدرت نے کھول دیا اور نصرت نے تلوار کے قبضہ کو چوم کے جلو میں رہنا قبول کیا مراد خاں نے سرحدات پر حملے کرنے شروع کئے۔ ہزاروں قیدی گرفتار ہو ہو کے پائے تخت ترکی میں داخل ہونے لگے۔ ان قیدیوں میں جس نے اسلام قبول کر لیا وہ رسالہ میں بھرتی کر دیا گیا اور اس طرح ایک زبردست فوج سلطان ترکی کی ماتحتی میں پیدا ہو گئی۔ جب رسالہ تیار ہو گیا تو سلطان نے اپنی پیادہ فوج کی درستی کا خیال کیا اور بہت جلد ایک ایسی شائستہ فوج ترکی میں پیدا ہو گئی جس نے یورپ کی سرزمین میں ہل چل ڈالدی۔
۱۳۶۱ء میں مراد خاں نے جان نثاریوں کی نئی فوج ترتیب دی۔ اور اس کی یہ ترکیب نکالی کہ جب کسی مفتوحہ ملک سے عیسائی گرفتار ہو کے آتے تھے تو ان میں سے ۱/۵ حصہ لیلیا جاتا تھا۔ اور یہ لوگ خواہ بخوشی خواہ بمجبوری مسلمان ہو جاتے تھے۔ جان نثاریوں کی تعداد پہلے دس ہزار ہوئی اور پھر چند سال کے بعد بہت بڑھ گئی۔
مراد خاں اور پیلیولوگس ایشیا میں جنگ کر رہے تھے کہ دفعتاً ان دونوں شہنشاہوں کو اُن کے بیٹوں کی

کل صوبہ سے اُٹھ چکی تھی۔ دریا کے عبور کرتے ہی حملہ آوروں نے مفتوحہ مقامات میں اپنی حکومت قائم کر دی اور کل انتظامات شہزادہ سجر کسکی کے سپرد کرکے روسی حکومت کا رنگ پیدا کر دیا۔ بلغاری بطور پولیس کے مقرر کئے گئے۔ عدالتیں کھل گئیں اور چاروں طرف روسی پھریرا اُڑنے لگا۔ شہنشاہ روس نے نہایت بزدلانہ اور ظالمانہ حکم شہزادہ کے نام جاری کیا کہ ہر مسلمان کا مال و متاع اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ سب چھین لی جائے زمیندار مسلمانوں کو مار ڈالا جائے یا مار کے نکال دیا جائے۔ یہ حکم پہنچتے ہی شہزادہ نے مسلمانوں کو لوٹنا شروع کیا۔ بڑے بڑے بلغاری مسلمان امرا کو گرفتار کر لیا اُن کی سربازار سخت توہین کی گئی اور ایسی سخت سزائیں دی گئیں کہ وہ بیچارے چند روز کے بعد جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ عام مسلمانوں کے بدن سے کپڑے تک اُتار لئے اور اُنھیں نہایت ذلت اور خواری سے شہر بدر کر دیا۔ یہ مظلوم مسلمان خاص بلغاریہ کے رہنے والے تھے اور انھیں یہاں رہتے ہوئے صدیاں گزر گئی تھیں۔ سفاکوں کی جن تلواروں نے لنگڑے لولے اور بے بس مردوں کو قتل کیا ان ہی تلواروں نے بے پناہ اور بے خطا عورتوں اور معصوم بچوں کی گردنیں اڑائیں۔ حاملہ عورتوں کے پیٹوں میں سنگینیں بھونکی گئیں اور شیر خوار بچوں کو اُچھال

بغاوت کی خبریں پہنچیں۔ بغاوت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ دونوں شہنشاہوں کے لڑکوں نے جاں نثاری فوج کا سرکردہ بن کے ہمسایہ قوموں کی متفقہ فوج کو ایسی فاش شکست دی کہ تمام ملک میں ہل چل پڑ گئی اس غیر معمولی فتح سے خوش ہو کے دونوں لڑکوں نے اپنے اپنے باپ سے بغاوت کی۔ جوں ہی بغاوت کی خبریں پہنچیں دونوں شہنشاہ بے اوسان ہو کے باغیوں کی طرف لپکے اور خفیف لڑائیوں کے بعد دونوں شہزادے مغلوب ہو گئے۔ سلطان مراد خاں نے جلادوں کو اپنے بیٹے کی دونوں آنکھیں نکال لینے کا حکم دیا اور پیلیولوگس کو بھی یہی رائے دی کہ وہ بھی اپنے بیٹے کی آنکھیں نکلوا ڈالے۔ شہنشاہ یونان نے صرف ایک آنکھ اپنے بیٹے کی نکلوائی جو بعد ازاں اچھی ہو گئی تھی۔

پھر اُس کے پوتے مینوئیل نے سلطان ترکی کے خلاف سازش کی لیکن اُس کے ساتھی بعد میں جلد تتر بتر ہو گئے اور اُس نے ترکی سپاہ سالار کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور تھیسلونیکا کی کنجیاں ٹھنڈے پیٹوں اُسکو سپرد کر دیں تاکہ وہ سلطان سے سفارش کرکے اس کی جاں بخشی کرائے۔ ترکی سپاہ سالار نے سفارش کی سلطان نے فوراً اُس کی خطا کو معاف کر دیا۔ اس صورت سے یہ صوبہ خون کی ایک بوند گرائے بغیر اُس کے

اُچھال کے چوزنگ اُڑایا گیا۔ یہ تمام خطرناک مظالم ترکی نمک حرام افسروں کے نامۂ اعمال میں لکھے گئے ہیں اور اس تمام بیرحمانہ قتل عام کے جواب دہ علاوہ سنگدل روسیوں کے بدخواہ قوم و ملت ترکی افسر بھی ہوں گے۔

تمام صوبہ میں پھانسیاں کھڑی کردی گئیں اور بلغاریوں کے معمولی اشارہ سے بیگناہ مسلمانوں کو بلا تفتیش جرم سی میں لٹکا دیا گیا۔ کل مسلمانوں سے جبراً ہتیار چھین لئے گئے اور عیسائیوں کو اسلحے سے آراستہ کیا گیا۔ بلغاری انتظامی انجمن کا انعقاد ہوا اور اُس کا نگراں روسی فوج کو بنایا گیا۔ یہ حالت دیکھ کے ایک تحریک شروع ہوئی کہ روسیہ کو اپنا دوست بنایا جائے چنانچہ مسٹر لوئیس نے جو روسیوں کا دوست تھا اور لندن کے ایک اخبار سے تعلق رکھتا تھا سینٹ پیٹرسبرگ سے ایم اکساکف کو لکھا کہ آپ ہمیں امداد دیں کہ برطن اعظم اور روسیہ میں تصفیہ ہو جائے اور کسی قسم کی کشیدگی باقی نہ رہے اس کا جواب ماسکو کی سلاوونک سوسائٹی کے پریزیڈنٹ نے یہ دیا "ایسے وقت میں کہ جنرل کیمبل ایشیا میں ترکی افواج کا سپاہ سالار بنا ہوا ہے اور انگلستان اپنے جنگی جہازی بیڑے سے ہمیں دھمکی دے رہا ہے اور انگلش ایجنٹ

قبضہ میں آگیا۔ پیلیلوگس نے ترکوں کی اس نمایاں کامیابی سے خوف کھا کے اپنے بیٹے مینویل کو تخت نشین کردیا اور آپ یورپ کے شہنشاہوں کے پاس فریادی پہنچا اور جا کے التجا کی کہ وحشیوں سے مہذب نصارٰی کے ممالک کو بچایا جائے۔

ترکوں کی دھاک تمام یورپ میں بندہ رہی تھی کسی نے مشرقی شہنشاہ کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا سب نے صاف انکار کردیا کہ ہم ترکوں کے خلاف کوئی امداد نہیں دے سکتے۔ ہاں پوپ اربن پنجم اور چارلس پنجم شاہ فرانس نے کچھ سہارا دیا تھا لیکن وہ ایسا سہارا تھا کہ شہنشاہ مشرقی کی اُس سے کچھ ڈھارس نہ بندہ سکتی تھی بیچارہ یورپ میں ناکارہ کوششیں کر رہا تھا اور وہاں مراد خاں اپنی سلطنت کو وسعت دیرہا تھا۔ اور برابر شہر پر شہر فتح کئے لیتا تھا۔

سلطان مراد خاں کی حکمت عملی اس کی شمشیر خوں آشام سے کم درجہ نہ تھی۔ صرف تلوار ہی پر فتوحات کا دار و مدار نہ تھا بلکہ اُس کی عاقلانہ تدابیر ملکی بھی بلا کی تھیں اُس نے معاہدوں کی رو سے ایشیا میں بہت سے صوبے حاصل کر لئے تھے اُس کے سپاہ سالاروں نے جاں نثاریوں کی بدولت تمام البانیا کو

روسی ہیڈکوارٹروں میں ترکی کے مخبر پہنچے آئے ہوئے ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ روسیہ انگلستان کی طرف سے اپنا دل صاف کرلے اور اُس کی دوست بنجائے۔

"این خیال است و محال است و جنوں"

سب سے زیادہ عجیب بات جو اس خط میں درج ہے وہ یہ ہے کہ سر آرنالڈ کیمبل ترکی سپاہ سالار ایشیا میں ہیں۔ تعصب نے پریزیڈنٹ روسیہ کی آنکھوں پر پٹی باندہ دی اور اس کے حواس خمسہ میں ایسا فرق آیا کہ وہ جنرل کیمبل کو سپاہ سالار افواج ترکی کا کہنے لگا۔ یہ بات محض غلط اور لغو ہے سر آرنالڈ کیمبل انگلستان کے جنگی اٹاچی تھے جو ایشیا میں ترکوں کے سپاہ سالار کے ساتھ رہنے کے لئے حسب قوانین بین الاقوام بھیجے گئے تھے اسی طرح کل دول یورپ کے جنگی اٹاچی ترکوں اور روسیوں کے ساتھ ایشیا اور یورپ میں موجود تھے۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسیوں کے بڑے بڑے افسروں کے کیسے نالائق اور بازاری خیالات ہیں اور وہ اپنے مخالف پر کیسے بزدلانہ حملے کرتے ہیں۔ اور اُنھیں جھوٹ اور فریب سے بھی دریغ نہیں ہے۔

فتح کرلیا تھا شہنشاہ ترکی جب یورپ واپس آیا تو اُسے ایک خطرناک دشمن سے جنگ کرنی پڑی اور یہ خطرناک دشمن شاہ سرویا تھا جس نے ولیچین۔ ہنگیرین۔ ڈالمیشین کی افواج کثیر لیکے ترکی کو روندنے کو قدم اُٹھایا۔ شہنشاہ ترکی بھی فوراً اس کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور اپنی افواج قاہرہ کا خود سپاہ سالار بن کے میدان جنگ میں اُترا سپاہی بہادروں نے اپنی شجاعت کے پورے جوہر دکھائے خوب کٹ کٹ کے لڑے مگر اخیر میدان سلطان ہی کے ہاتھ رہا ۷۹۱ ہجری قدسی مطابق ۱۳۸۹ء یہ عظیم اور خونریز جنگ مقام کسا وہ پر ہوئی تھی۔ فتح کے بعد سلطان مراد خاں گھوڑے سے اُتر کے میدان جنگ اور اپنی فتوحات کی عظمت کو دیکھنے کیلئے چلے۔ خون اور دست و پا بریدہ سپاہیوں کی سیر کر رہے تھے اور اپنے مصاحبوں سے کہتے جاتے تھے کہ یہ تو ابھی بچے ہی تھے جو ہمارے مقابلہ میں آئے تھے اور ابھی تک ان کی مسیں ہی بھیگ رہی ہیں۔ وزیر نے عرض کیا۔ اے سلطان یہ بچے مذہبی جوش میں ہم سے جنگ کرنے آئے تھے" جب آگے بڑھے تو ایک اُنھوں نے دیکھا جو زخمی پڑا ہوا ہے اس نے سلطان کو دیکھ کے سلام کیا سلطان قریب گئے اور اُس سے باتیں کرنا چاہتے تھے کہ اُس نے پیش قبض نکال کے سلطان کو مارنا چاہا فوراً اُس پہ

ایشیا میں اگرچہ روسیوں کو برابر ناکامی ہورہی تھی لیکن یورپ میں اُن کا پانسہ زبردست تھا اور وہ ترکی افسروں کی نمک حرامی سے فائدہ اُٹھا کے ترکی عملداری کا بہت سا حصّہ حاصل کر چکے تھے۔ جب مشرقی یورپ کی یہہ کیفیت ہوئی تو انگلستان کی آنکھیں کھلیں اور اب اسے اپنے مقاصد کی طرف خیال ہونے لگا۔ مبادا روسیہ ایڈریانوپل پر بڑھے اور اُس کے مقاصد سیاسیہ کو صدمہ پہنچے۔ جو تعلقات انگلستان کے ترکی کے ساتھ تھے وہ جنگ ہونے کی وجہ سے سخت پیچیدگی میں پڑ گئے تھے۔ جون کے مہینہ میں وزرائے انگلستان اور باب عالی میں نہر سویز کے بارے میں بہت کچھ خط کتابت ہو چکی تھی مسٹر لیبارڈ نے بیان کیا کہ گورنمنٹ ترکی سے یہ سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ وہ تمام دول یورپ کے جہازوں کو نہر سویز میں آنے جانے دے جب روسیہ سے اعلان جنگ ہوا ہے تو ترکی وزیر خارجہ نے انگلستانی وزیر خارجہ کو لکھ کے بھیج دیا تھا کہ نہر سویز اصل میں ہماری ملک ہے ہمیں اختیار ہے کہ بوقت جنگ ہم غنیم کے جہازوں کو یہاں سے نہ گزرنے دیں ہم نے دو راستوں کی کامل حفاظت کر لی ہے اور ان دو راستوں سے ہم مقاصد ترکی کو بچا سکیں گے۔ ۲۵ جون سر اسٹافرڈ نارتھ کوٹ نے جلسہ پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ روسیہ نے اس بات کا اعلان دیدیا ہے

تلواریں چڑھ گئیں اور پارہ پارہ کر دیا گیا۔

سلطان مراد خاں کی عمر اکہتر سال کی تھی تیس برس حکومت کی۔ انتظام سلطنت اور فوجوں کی ترتیب میں یہ سلطان حد سے زیادہ سخت اور درشت تھا۔ خلیفۃ المسلمین کے لقب حاصل کرنے سے عام طور پر لوگ عزت کرتے تھے یہ سلطان تعلیم کا بھی بہت دوست تھا۔ اس نے بڑے بڑے پبلک اسکول بنائے اور کثرت سے شفاخانے تعمیر کرائے۔ ترکی میں پبلک مدارس اور شفاخانوں کی بنیاد اسی سلطان نے ڈالی اس کے بیٹے بایزید نے بروصہ میں ایک عالیشان مقبرہ بنوایا۔ یہاں اُس کے باپ دادا بھی مدفون ہیں ابھی تک وہ مقبرہ موجود ہے جس میں جانے سے مرحوم سلطان کی عظمت پائی جاتی ہے۔

چوتھا باب ۴

بایزید اول۔ ترکی کا چوتھا شہنشاہ سنہ ۱۳۸۹-۱۴۰۳ء

بایزید کا سلطان بننا۔ فتوحات۔ یورپ میں اُسکی افواج کو شکست

کہ ہم مصر پر فوجکشی نہیں کریں گے نہ نہر سویز کے راستہ کو برباد کریں گے اس لئے گورنمنٹ انگلستان مطمئن ہے کہ اس کے راستہ ہند میں مزاحمت نہیں ہوگی۔ اب کوئی خطرہ نہیں تا او ہم ہر طرح مطمئن ہیں۔ تو بھی ہم نے مناسب جانا کہ خلیج بسیکا میں اپنا بیڑہ جہازات بھیج دیں۔ کیونکہ یہ ایسا موزوں مقام ہے اگر کوئی فوری ضرورت پڑی تو ہمارا سفیر متعینہ قسطنطنیہ اس جنگی بیڑے سے فوراً خط کتابت کر سکتا ہے۔ اس جنگی بیڑے میں آٹھ جہاز تھے سات آہن پوش اور ایک غیر سلح۔ باوجودیکہ روسیہ نے انگلستان کو ہر طرح کا اطمینان دیدیا تھا لیکن انگریز غور کی نظروں سے روسیہ کی حکمت عملی کو تک رہے تھے۔ روسیہ نے یہ صاف الفاظ میں کہدیا تھا کہ میں اپنے دشمن سے چاہے جو کچھ برتاؤ کروں لیکن انگلستان کے مقاصد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچنے دوں گا۔

روسی سپاہ سالاروں میں سب سے زیادہ اولوالعزم اور بہادر جنرل گور کو تھا جو ایک زبردست فوج کے ساتھ ۱۲ جولائی ٹرنووا سے جانب جنوب روانہ ہوا تھا اس کا ارادہ تھا کہ ایلنیان بلقان کو عبور کر کے کنزلک پہنچ جائے اور اس صورت سے تنجا ویلی پر پورا قبضہ ہو جائے تاکہ ایڈریانوپل پر بڑھنے کا صاف

مینویل شہنشاہ یونان۔ ترک منصب۔ تیمور۔ جنگ عظیم۔ بایزید کا
قید ہونا۔ تیمور سے ملاقات۔ فاتح کی مفتوح پر لوازشات۔ بایزید کی وفات

خورج نے مراد خاں کے بڑے بیٹے بایزید کو اپنا سلطان تسلیم کیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے شاہ قرغیہ پر حملہ کیا۔ جو بایزید کا سسر بھی تھا۔ اس کا ملک فتح کر کے شاہ کو اپسالا میں جلاوطن کر دیا۔ یہاں سے شاہ سلطان کے خوف سے ایران بھاگ کے چلا گیا۔

یکایک یورپ میں بایزید کو اعلان جنگ دیا گیا اور یہ اعلان اسٹیفن شاہ مالڈیویا فاتح پونس اور ہنگیرین نے دیا تھا اور یہ ایسا زبردست اور خوفناک دشمن تھا جس کے مقابلہ میں آنے کے لئے مراد خاں کے سپاہ سالار بھی پس و پیش کیا کرتے تھے۔ غرض سلطان بایزید جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ نوجوان سلطان کے لئے آزمایش کا بہت بڑا موقع تھا۔ اسٹیفن اپنی افواج کی خود سپاہ سالاری کر رہا تھا اس کے مقابلہ میں سلطان بایزید بھی بنی خونخوار جاں نثاریوں کے پہروں میں بڑی آن بان سے دشمن کی فوجوں کو تک رہا تھا۔ غرض نقارہ جنگ پر چوب پڑی بہادروں کے دل سینوں میں ہل گئے اور ایک خطرناک بازار قتل و غارت گرم ہوا صلیبیوں اور ہلالیوں کے خوب

راستہ نکل آئے۔

روسی اولوالعزم افسر کا یہ خیال بہت ہی درست تھا لیکن راستہ سخت دشوار گزار تھا بڑے بڑے پہاڑ اور درے اونچی نیچی زمینیں سامان باربرداری کے لئے مشکلات پیدا کر رہی تھیں اور یہ ضروری تھا کہ سامان خورد و نوش کو گھوڑوں پر لادیں کیونکہ بغیر اس کے محض ناممکن تھا کہ کوئی گاڑی یا چھکڑا دو قدم بھی چل سکے۔ ایسے خطرناک راستوں کو ترکوں کی مٹھی بھر فوج کافی ہوتی اور ترک تھوڑی سی فوج سے روسیوں کے کثیر تعداد لشکر کو یہیں قتل کر سکتے تھے لیکن گورکو کو اس بات کا یقین تھا کہ ان خوفناک دروں میں میری مخالفت نہیں ہونے کی کیونکہ ترکی فوجیں اور اور مقامات پر مورچہ زن ہیں اور انھوں نے ان خوفناک دروں کو بے پناہ چھوڑ دیا ہے۔

چند روز میں اس جنرل نے ایک اور فوج کثیر کی ترتیب دی جو عقب سے اس کی حفاظت کرے۔ تمام قسم کا سامان حرب اور رسد بوچرست میں رکھا گیا تھا۔ سستووا اور ٹرنووا بھی گودام بنائے گئے سمنتزا اور ٹرنووا کے بیچ میں ایک عارضی پل تیار کیا گیا۔ ان تمام عظیم تیاریوں کے بعد جنرل گورکو بڑے زور شور سے بڑھا

خوب دل کے حوصلے نکلے جاں نثاریوں کی صفیں آگے بڑھیں ترکی سواروں نے نیزوں کو جھکائے ہوئے گھوڑوں کو اٹھایا۔ تلواروں کے قبضہ پر بہادروں کے ہاتھ پڑے۔ نبرد آزمائی کے جوہر طرفین سے ظاہر ہونے لگے۔ میدان جدال و قتال گرم ہوا اور شمشیر جنگجوؤں کے سر اڑنے لگے۔ ادھر شاہ سرویا اپنے مسیحی بہادروں کے دل بڑھا رہا تھا۔ اور ادھر سلطان ترکی اللہ اکبر کے نعرے مار کے صلیبی صفوں پر گر رہا تھا۔ ایسی گھمسان کی جنگ ہوئی جو کبھی نہ ہوئی تھی۔ صلیبیوں نے اپنی بہادری پوری دکھا دی اور امید سے زیادہ کام کیا۔ مگر جاں نثاریوں کے پرے جس طرف حملہ آور ہوتے تھے کائی سی پھٹ جاتی تھی وہ خونریز اور انقطاعی جنگ ہوئی کہ مشرقی یورپ کی سر زمین پر کبھی نہ ہوئی تھی۔ آخر صلیبیوں کو کامل شکست ملی اور وہ جاں نثاریوں کی خون آشام تلواروں سے بچنے کے لئے بھاگے۔ اسٹیفن شاہ سرویا سب سے پہلے بھاگ کے اپنے محصور شہر کے دروازہ پر پہنچا جہاں وہ اپنی ماں اور اپنے بال بچوں کو چھوڑ آیا تھا دروازہ کھلوانا چاہا لیکن اس کی ماں نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور کہا "جاؤ یہاں سے چلے جاؤ کیا تو بدنامی کے اس داغ کو اپنے دامن سے دھو یا اس بیعزتی سے خودکشی کر لے"۔ یہ جملہ غضب کا پرتاثیر تھا۔ اسٹیفن فوراً واپس پھرا اپنی پریشان فوج کو اکٹھا کر کے بے خبر ترکوں پر اچانک آپڑا۔

تاکہ بلقان کے جنوبی سلویوں کو صاف کر دے۔

اس کی فوج میں آٹھ رجمنٹیں رسالے کی اور چھ بٹالین شیرپیوز بریگیڈ کی تھیں یہ کثیر تعداد فوج یک لخت ایلینا پر بڑھی۔ خود جنرل اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ جانب چیپ روانہ ہوا تاکہ سید ہاعلہ کی سڑک پر ہوتے جو عثمان بازار کی سید ھ میں چلی گئی ہے۔ اس طرف آنے سے صرف یہ غرض تھی کہ دشمن کی فوج کو دیکھا جائے آیا یہاں پڑی ہوئی ہے یا نہیں۔ جنرل کا خیال ٹھیک نکلا اس نے چھ ہزار ترکی فوج کو دیکھا جو ڈینیوب اور بلقان میں باز وسئے چیپ پر پڑی ہوئی تھی۔ اپنی فوج سے جنرل گورکو نے چھ ہزار عثمانی فوج پر حملہ کیا۔ ترکی فوج نے کلّہ بکلّہ اس کے حملہ کا جواب دیا خوب جنگ ہوئی اور بڑی سخت خونریزی ہوئی۔ جنرل گورکو کا سارا رسالہ باستثنائے چند سواروں کے ترکوں نے کاٹ ڈالا۔ اور پیادہ فوج کو بھی نقصان عظیم پہنچا۔ جنرل گورکو اپنی آرمزوں کے ساتھ عثمان بازار کے قریب مجبوراً پس پا ہوا لیکن عقلمندی یہ کی کہ آٹھویں کور کی ایک ڈیٹچمنٹ نگرانی کے لئے چھوڑ کے اپنی بڑی فوج سے جا کے مل گیا۔ اور سید ہابلقانی دروں میں روانہ ہوا۔ تین درے تو بالکل متوازی آکے واقع ہوئے ہیں اور باقی درے تنجہ ویلی کی طرف چلے گئے ہیں اپنی بڑی فوج کو

چونکہ ترک بالکل تیار نہ تھے پس پا ہوگئے اور اس طرح یہ آخری میدان اسٹیفن کے ہاتھ لگا۔

کارامان اوغلی جو ایشیا کے حکمرانوں میں ایک چھوٹے سے صوبہ کا حکمراں تھا بایزید کی شکست کی خبر سنتے ہی خوش ہوگیا اُس نے اس شکست سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے بایزید پر حملہ کرنے کی تیاری کر دی۔ جوں ہی بایزید نے سنا آندھی اور مینہ کی طرح کارامان پر جھپٹا جب سے بایزید کا نام یلدرم یعنی روشنی پڑ گیا کیونکہ اُس کی رفتار مثل روشنی کے تیز تھی۔ کہ آناً فاناً میں دشمن کے سر پر آپہنچتا تھا۔ بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ اور اوغلی پارہ پارہ کر دیا گیا۔ اور ساتھ ہی کئی اور صوبوں کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کرامان اوغلی کی یہ بڑی بھاری غلطی تھی اصل میں بایزید یلدرم کو شکست نہیں ہوئی تھی۔ بایزید نے فتح تو پوری حاصل کر چکا تھا۔ فوج فتح پا کے بے خوف وخطر آرام کر رہی تھی کہ اسٹیفن آپڑا اور ایک حصّہ فوج کو سخت چشم زخم اُٹھانی پڑی۔ اس وقت آرمینیا کا بہت بڑا حصہ بایزید کے زیر نگیں آچکا تھا۔ اس خفیف چشم زخم کا جو بایزید کو یورپ میں ہوئی تھی انتقام لینے کے لئے سخت پریشان تھا۔ ایشیائی عظیم فتوحات پر قانع نہ ہو کے محض انتقام لینے کیلئے بہادر سلطان نے ڈینیوب کی ریاستوں پر حملہ کیا اور کئی صوبے سواحل ڈینیوب کے فتح کر لئے۔ یہاں تک کہ تمام

تین حصّوں میں منقسم کرکے اور اسے ملکی مسیحی باشندوں کی رہنمائی پر چھوڑ کے خود غاروں پر قابض ہو گیا اور جانب جنوب بہت تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔ وسطی درہ کو جس کا نام قصبہ کے نام پر شپکوئی تھا اور جو جنوب کی انتہا پر جا کے ختم ہوتا ہے لشکر کثیر کے ساتھ عبور کیا۔ رستہ بہت ہی تنگ تھا۔ توپوں کی گاڑیاں بھی نہ جا سکتی تھیں جب تک سرنگ دیکے پتھروں کو نہ اڑایا جاتا تھا۔ روسی فوجیں آگے بڑھتی جاتی تھیں اور برابر راستہ بنا رہی تھیں۔ تاریک گڑھے اور ٹوٹے ہوئے چٹان سخت مزاحمت کر رہے تھے اور بڑی مشکل سے قدم اٹھایا جاتا تھا۔ ان دروں کے بعد کھلے ہوئے میدان پڑے ہوئے تھے جہاں غلّہ کے کھیت لہلہا رہے تھے اور منظر بہت ہی دلکش تھا۔ مسٹر میک گاہان ڈیلی نیوز کا نامہ نگار اس دشوار گزار راستہ کی بابت لکھتا ہے "اصل میں شہزادہ سیبر تلف نے اس راستہ کا پتہ چلایا تھا کیونکہ یہ شہزادہ مخبروں کے طور پر کام کرتا تھا۔ راستوں میں دشمن کی فوجوں کی نقل و حرکت اور تعداد کی خبر دینی اس کے ذمہ تھی۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ترک سلونوا اور گیبروا دو دروں میں مورچہ زن ہیں اور انھوں نے ایسی مضبوطی سے مورچہ بندی کی ہے کہ زبردستی ان دروں میں گھس جانا محال ہے۔ مگر کونٹ مولٹکی نے اپنی کتاب میں ان درونکی پوری کیفیت

ولیچا پر قابض ہو گیا۔ سجسمند شاہ ہنگیری بایزید کی فتوحات سے بیچین اور خوفزدہ ہو کے مسیحی شاہوں سے ملتجی ہوا کہ للہ مجھے بچاؤ اور عیسائیت کی لاج رکھ لو۔ کل شاہان یورپ نے اس کی امداد کی سجسمند ایک لاکھ زبردست فوج کے ساتھ بایزید سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے بڑھا۔ بایزید ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ نبرد آزمائی کے لئے آیا۔ بڑی خطرناک جنگ ہوئی میدان کارزار میں کشتوں کے پشتے اور سروں کے ڈھیر لگ گئے ترکوں نے اپنے دشمنوں کو کھیرے اور ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا۔ سجسمند نے جب یہ بربادی دیکھی اور اپنے جانبازوں کو ہمیشہ کی نیند میں خاک و خون میں پڑا ہوا دیکھا تو اس کی کمر ٹوٹ گئی اور اس نے جان بچا کے بھاگ جانا چاہا میدان سے فرار ہونا آسان نہ تھا ناچار اس نے بھیس بدلا اور اندھیری رات میں بہ مشکل بچکے اپنی جان بچائی۔

سلطنت مشرقی کم ہوتے ہوتے صرف شہر قسطنطنیہ تک محدود ہو گئی تھی اور یہ شہر بہت دنوں سے ترکوں کو مدعو کر رہا تھا۔ جان پسر اینڈرونیکس نے اپنے چچا مینویل کے خلاف بایزید سے مدد طلب کی اور وعدہ کیا کہ اگر موریا میں یونانیوں کے مقبوضات پر میرا قبضہ ہو گیا تو میں آپ کو قسطنطنیہ دیدوں گا۔

بایزید نے دس ہزار ترک اس کی امداد کے لئے روانہ کئے اور خود دوسری فوج کے ساتھ اس ملک کو

لکھی ہے اس کا بیان ہے کہ یہ درے عملی طور پر جنگ مدافعت لڑنے کے قابل نہیں ہیں۔ شہزادہ سپرنکلف نے بھی دروں کی کیفیت معلوم کر لی کہ اُن سے گزر جانا کچھ مشکل نہیں ہے اور پہلے کئی بار خود ترک اور بلغاری گزر چکے ہیں۔ ترکوں کو عام طور پر یقین تھا کہ ان دروں میں کوئی قدم نہیں رکھ سکتا جن مقامات میں نہ کوئی جانور جا سکے اور نہ پرندہ پر مار سکے وہاں انسان کیونکر جا سکتا ہے۔ ان ہی خیالات سے ترکوں نے ان دروں پر جہاں سے روسی فوجیں گزر رہی تھیں مطلق توجہ نہ کی۔ کاش تھوڑی سی فوج بھی ان دروں کی حفاظت کے لئے چھوڑ دی جاتی تو روسیوں کا ادھر سے گزرنا محال ہو جاتا اپنی تدابیر کو عمل میں لانے کے لئے شہزادہ نے ایسے شخص کی تلاش کی جو دو برس ہوئے ادھر سے گزر چکا تھا اس نے ساری کیفیت راستہ کی بیان کر دی مگر چونکہ دو سال کا عرصہ ہو چکا تھا اس لئے خوف تھا کہ راستہ اور بھی ناقابل گزر ہو گیا ہوگا۔ یہ خیال کہ اگر ایک بیل گاڑی بھی چلی گئی تو توپوں کا چلا جانا ممکن ہو جائیگا اور اس صورت سے اگر کوئی ٹکڑا یا پہاڑ بیچ میں ہوا تو وہ سرنگ سے اُڑا دیا جائے گا۔ بہت مناسب تھا۔ گرانڈ ڈیوک کے ٹرنووا کے پہنچنے کے تین روز پیشتر جنرل راچ دو سو کوہ قافیوں کو ساتھ لیکے بلغاریوں کی رہنمائی پر اس مطلب برآری کے لئے روانہ ہوا خوب دیکھ بھال کے اُسے خوشی ہوئی کہ بغیر سرنگ سے اُڑائے توپیں نکل

بہت دور دور فتنہ و بالا کرنے لگا یہاں تک کہ شہر کو گھیر لیا اور اس کا راستہ سامان رسد وغیرہ آنے کا بالکل بند کر دیا۔ مینوئیل نے جب یہ دیکھا کہ یونانی سلطنت کی آنکھیں بند ہوا چاہتی ہیں تو اُس نے یہ خیال کر کے کہ میرے اب وجد کی سلطنت دوسروں کے ہاتھوں برباد ہو اس سے یہی مناسب ہے کہ میں جان سے بچاؤں اُس کا قبضہ ہو جانا ترکوں کے قبضہ سے ہزار درجہ بہتر ہے آخر جان سے اُس نے معاہدہ کیا اور شہر کی کنجیاں اُس کے سپرد کر دیں۔ مینوئیل نے خالی شہنشاہی لقب ہی پر قناعت کی اور جتنا زر و جواہر وہ لیجا سکا لیکے یورپ روانہ ہو گیا۔ سلطنت سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوا اور لاکھوں روپیہ کا سامان اور شہنشاہ کا خالی لقب لیکے یورپ کی سرزمین میں زندگی گزارنے کی ٹھان لی۔

اگر قدرتی طور پر عیسائیوں کی امداد نہ ہو جاتی تو بایزید نہ صرف قسطنطنیہ بلکہ تمام آسٹریا کو ہڑپ کر چکا تھا۔ بدقسمت مسلمان اگر باہم جنگ نہ کرتے تو آج روئے زمین پر ایک غیر سلطنت بھی نہ دکھائی دیتی اور اگر کوئی سلطنت رہتی تو وہ عظمت و جلال میں مسلمانوں سے نہ بڑھ سکتی۔ یکایک تیمور لنگ نمودار ہوئے اور انہوں نے بایزید کی ترقی کو بالکل مسدود کر دیا تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لو کہ اگر تیمور یورپ فتح کرنے کے لئے بایزید سے مل جاتا

جانے کا راستہ ٹھیک ہے۔ تین روز کامل ان روسوں نے قافیوں نے یہاں کام کیا اور اس عرصہ میں بلغاری کسان برابر آتے جاتے رہے مگر ترک خبر نہ ہوئے کہ درہ میں کیا ہو رہا ہے اور کون شخص کام کر رہا ہے اس غفلت کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا کہ عمداً آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور دشمن کی طرف مطلق خیال نہیں کیا روسیوں نے کزانلک سے سلونا تیر پہاڑ کی حفاظت کے لئے بھی روانہ کیں جو روسیوں کی عام نقل و حرکت کے روز خفیہ ہو کے گزریں تو بھی ترک غفلت کی نیند سوتے رہے اور اس آرہ چلنے کی انہیں خبر نہ ہوئی جو ان کی گردنوں پر چل رہا تھا۔ بارہ پہاڑی قصبوں کی بلغاری آبادی کو روسیوں کی نقل و حرکت کی پوری خبر تھی لیکن ان ہزارہا بلغاریوں میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ترکوں کو اس معاملہ کی خبر کرتا۔ جہاں مخالفت کی یہ کیفیت ہو کہ ترکوں کی سب رعایا کا بچہ بچہ ترکوں کا جانی دشمن بن گیا ہو اور جہاں خود ترک ایسے غافل ہوں وہاں روسیوں کی قوت اور ترکوں کی کمزوری کی بحث محض بے سود ہے جو شخص یا قوم اپنے ہاتھ سے اپنے پیر پر کلہاڑی مارے اس کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہیں ہے۔

ترکی افسروں کا کبھی اس درہ کی طرف خیال ہی رجوع نہ ہوا تھا اور وہ اس درہ کو ایسا ناقابل گزر سمجھے تھے

اور دونوں متحدہ فوجیں یورپ پر حملہ آور ہوتیں بھلا کس سلطنت میں جان تھی جو ان افواج قاہرہ کا مقابلہ کرتی۔ مگر نہیں فاتح اور خونخوار تیمور کو یہ منظور نہ تھا وہ صاحبقراں بننا چاہتا تھا اُسے اس کی پروا نہ تھی کہ میری تلوار مسلمان کے مقابلہ میں اٹھتی ہے وہ علماء کے فتوے سے ہندوستان کی اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہوا تھا اور یہاں تمام اسلامی قوت کو زیر و زبر کر کے چھ مہینے میں واپس چلا گیا تھا۔ اس میں کلام نہیں کہ وہ کلمہ گو تھا لیکن اپنے جد امجد چنگیز خاں کی خونخواری۔ بے رحمی اور فتوحات جدید کا جوش اُس کی رگوں میں خون کے ساتھ آمیز ہو رہا تھا اور چونکہ یہ ایک قدرتی بات تھی وہ اپنی دوسری فطرت نہ بنا سکتا تھا۔ اس کے کارنامے عجیب و غریب ہیں اس سے زیادہ اولوالعزم شہنشاہ دُنیا میں نہیں گزرا۔ سکندر کی پرانی کہانیاں بہت سنی ہیں لیکن اس کے سچے واقعات کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس نے سکندر سے زیادہ ملک فتح کیا اور اس کی تہلکہ فوجوں نے سخت سے سخت اور سنگین سے سنگین موقعوں پر بھی دل نہیں مارا۔

تیمور نے بہادر اور مشہور تاتاریوں کو فنون جنگ کی تعلیم دے کے شائستہ بنا لیا تھا۔ کل ایشیا اور یورپ کا بہت سا حصہ اس کے قدموں پر نثار تھا۔ کروڑہا باشندوں کی جانیں محض اُس کے رحم پر تھیں۔ اُس نے

کہ انہوں نے اس کی دیکھ بھال کے لئے نہ فوج متعین کی اور نہ جاسوس چھوڑے روسیوں کو اگر کوئی خوف تھا تو صرف ان باشی بزوقوں کا جو خینیا میں مقیم تھے اور روسیوں کو یقین تھا کہ اگر راستہ بننے کی بھنک ان کے کانوں میں پڑ گئی تو پھر ایک روسی کی بھی خیر نہیں ہے اسی خوف کے مارے انہوں نے ابھی تک کوئی سرنگ نہ اڑائی تھی مبادا اس کی آواز سے باشی بزوق چونکیں اور فوراً ترکی لشکرگاہ میں ہماری اس کارروائی کی خبر ہو جائے۔

شہزادہ سیرز تلف بلغاری کسان کا بھیس بدلکے پہلے خود اس درہ میں آیا۔ یہ پہلا روسی شخص تھا جو سہ اپنے گھوڑے کے اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور اس نے گویا درہ کا دروازہ اپنی فوجوں کے لئے کھول دیا۔

۱۳ر جولائی لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے فوجوں کی یلغار کی ایک دلچسپ چشم دید کیفیت لکھی ہے جو حسب ذیل ہے: "اول اول یہ راستہ صاف تھا اگرچہ اونچی نیچی پہاڑی زمین برابر قدم قدم پر آ رہی تھی لیکن گزرنے میں چنداں دقت نہ تھی۔ جب ہم آگے بڑھے تو گہرے غار اور اونچے اونچے درخت دکھائی دیئے۔ درہ میں ایک ندی بہتی ہے اور اس کے نیچے بہت بڑا چٹان ہے بعض اوقات تیز ہوا کے جھونکوں سے سطح آب اچھی طرح دکھائی دیتی تھی۔

سرسیتیا۔ ایران۔ عراق عرب اور شام کو فتح کر کے بغداد کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے دروازے اس کے لئے کھول دے اس نے ساتھ ہی سارے ہندوستان کو بھی کھنگال ڈالا تھا غرض جہاں اس کی فوجوں نے رخ کیا بغیر فتح کے قدم نہیں اٹھایا۔

تیمور نے مسلمان شہزادوں کا اپنے کو محافظ قرار دیا بالخصوص امیر ارسنجان پر سرپرستی کا ہاتھ رکھا اس امیر کو سلطان ترکی نے اپنا باجگزار بنا لیا تھا۔ امیر مذکور اپنے ملک سے بھاگ کے جا رجیا امیر تیمور کے پاس پناہ گزین ہوا اور التجا کی حضور میرے سر پر ہاتھ رکھیں۔ اب کیا تھا تیمور بہانہ ڈھونڈ رہا تھا فوراً فوجوں کی ترتیب کا حکم دیا آناً فاناً میں فوجیں تیار ہو گئیں۔ اپنی سپاہ کا سرکردہ بنکے بایزید سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

انگورا کے میدانوں میں ۲۸ر جولائی ۱۴۰۲ء میں بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ بایزید کی فوجیں تیموری لشکر سے تعداد میں نصف تھیں تو بھی ترکوں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھا دیئے لیکن مقابلہ میں ترکمان بھی کم بہادر نہ تھے دوسرے ان کی تعداد دگنی تھی۔ اخیر ترک پسپا ہو گئے۔ بایزید نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی

شب کی تاریکی راستہ کی دشوار گزاری اور ساتھ ہی گزرنے والوں کی لاعلمی نے ایک ایسا خوفناک منظر پیدا کیا تھا کہ دل دہلا جاتا تھا۔ کل روسی فوج بلغاری رہنما کے رحم پر تھی اور اس کی مٹھی میں ہزاروں روسی سپاہیوں کی جان تھی اگر وہ چاہتا تو باسانی سب کو غارت کر سکتا تھا۔ بعض اوقات درختوں کی شاخیں سر پر آ جاتی تھیں سوار چلتے چلتے ٹھیر جاتے تھے کہ آسانی ہاتھ تو انہیں آگے بڑھنے سے نہیں روکتا۔ پتہ کا کھڑکنا روسیوں کے لئے ملک الموت کے نعرے سے زیادہ خوفناک تھا اور وہ بہت ہی پھونک پھونک کے قدم رکھ رہے تھے۔ کاش ایک بندوق بھی مقابل جانب سے چلا دی جاتی تو کل روسی وہیں ڈھیر ہو جاتے۔ پنچھی درختوں میں اڑ رہے تھے اور ان کی چمک سے بعض اوقات روسی سپاہی چونک پڑتے تھے۔ ایک بات بھی باہم نہ ہوتی تھی زبان سے ایک لفظ نکالنے کا حکم نہ تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز کے سوا اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔ گھوڑے کچھ ایسے سدھے ہوئے تھے کہ برابر بڑھے چلے جاتے تھے اور انھیں اس دشوار گزار رستہ کا خوف مطلق محسوس نہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات تیز جھونکوں کے ساتھ چٹانوں پر کھڑکے پڑنے سے ایک عجیب کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوتی تھی اور راہی پریشانی میں وشام سے کسی کے گرنے کی

لیکن تقدیر سے اُسے کوئی چارہ نہ تھا جب بایزید مایوس ہو گیا اور اس کا بڑا بیٹا مصطفےٰ اُسی کے پہلو میں مارا گیا تو اس نے اپنے وزیر اعظم کو ہدایت کی کہ تو میرے چھوٹے بیٹے سلیمان کو لیکے بروصہ چلا جا۔ تاکہ ہماری آیندہ نسل کے لئے ایک لڑکا تو باقی رہے۔

میدان کارزار اس مایوسی پر بھی اُسی طرح گرم تھا۔ جنگ خوب ہو رہی تھی۔ ترکمانوں کا ایک رسالہ قلب لشکر میں گھسا چلا آتا تھا یہاں تک کہ بایزید کے پاس پہنچ گیا۔ بایزید آسانی سے گرفتار ہونے والا نہ تھا ترکمانوں سے دست بدست جنگ کی آخر تین ترکمانوں کو مار کے زندہ گرفتار ہو گیا۔ ترکمانوں نے ترکی شہنشاہ کو گرفتار کر کے اُس کی مشکیں کس لیں اور گھوڑے پر سوار کر کے اپنے شہنشاہ تیمور کے پاس لائے۔ تیمور شام ہونے پر میدان جنگ سے واپس چلا آیا تھا اور اپنے بیٹے کے ساتھ خیمہ میں بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا تھا۔ تیمور کو اطلاع دی گئی کہ سلطان ترکی بحیثیت ایک قیدی کے حاضر ہے تیمور نے بے پروائی سے کہا اُسے دروازہ پر ٹھیرائے رکھو میں یہ بازی ختم کر لوں۔ اللہ اکبر یہ بے پروائی اور یہ اطمینان نپولین بوناپارٹ کی بڑی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ توپوں کے نیچے اُسے آرام ملتا تھا اور ایک دن خیمہ میں بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا کہ ایک گولہ

صد اول وہلا دیتی تھی تھوڑی دیر میں معلوم ہوتا تھا کہ گھوڑا پھسل کے گڑھے میں گر پڑا ہے کیونکہ کہر مثل مینہ کے برس رہی تھی اور چٹان بے انتہا پھسلواں ہو رہے تھے ہم بالکل تاریکی میں چل رہے تھے بار بار دیا سلائیاں روشن کر کے دیکھتے تھے کہ آیا راستہ تو نہیں بھولے اور صحیح ہی راستہ پر چل رہے ہیں۔ کبھی کبھی چمک سی ہوتی تھی اور اس میں صاف پانی کا بہنا چٹانوں میں ہو کے معلوم ہو رہا تھا باقی پھر ویسی ہی تاریکی ہو جاتی تھی۔ چٹان سر پر سایہ کئے ہوئے تھے بے برگ درخت مثل پھانسی کی لکڑیوں کے اوپر اٹھے ہوئے خوفناک معلوم ہو رہے تھے۔ ہم دل میں سوچتے تھے کہ آیا بلغاری رہنما سچا ہے؟ بظاہر ندی کے کنارے پر کوئی علامت راستہ کی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ بلغاری روسی سپاہ سالار کو ندی کے اونچے پشتہ پر چڑھا کے لیگیا اور یکایک وہ اس اکسر سطح آب میں غائب ہو گیا۔ جنرل نے چپکے سے کہا کہیں ہمیں دغا تو نہیں دی گئی؟ یکایک بلغاری رہنما کی آواز آئی جنرل میرے پیچھے چلے آؤ۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ ندی کی دوسری جانب کوئی شے زندہ دکہائی دیتی ہے۔ ایک بہت بڑا چٹان ندی کے اوپر چھایا ہوا تھا جس سے ہم دوسرے کنارہ کا شخص نہ دیکھ سکتے تھے۔ یہ خاک معلوم نہیں ہوا کہ دوسرے کنارہ پر جو کچھ لوگ کہڑے ہوئے ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں یا دوست جب ہم بہت قریب پہنچ گئے

اس کے پاس آکے بیٹھا اس نے ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ گولہ یا گولہ انداز کا شکریہ ادا کیا کہ مجھے جاذب کی ضرورت نہیں ہوئی اس لئے کہ گولہ کے پھٹنے سے بے انتہا خاک اڑ رہی تھی۔ تیمور کی اس اولوالعزمی کے آگے نپولین کی ساری باتیں بچوں کا کھیل معلوم ہوتی ہیں ایسی خونریز جنگ ہوئی ہوا اور شہنشاہ ترکی فاتح یورپ مشکیں کسا ہوا دروازہ پر کہڑا ہو اور تیمور بے پروائی سے کہدے دروازہ پر ٹہیراؤ بازی ختم کر کے بلائیں گے۔ کہدینا بہت آسان ہے لیکن خونی واقعات پر نظر کر کے رائے قایم کرنا کارے دارد۔

غرض جب بازی ختم ہو چکی تو تیمور نے بایزید کو بلایا۔ بایزید کو اس کے سپاہیوں نے سامنے حاضر کیا تیمور نے فوراً مشکیں کہلوا دیں اور اسی وقت ایک اعلیٰ درجہ کا قیمتی اونی جامہ دیا۔ نہایت رحم آمیز گفتگو کر کے بایزید کو اسکی بے رحمیوں پر لعنت ملامت کی۔ تیمور کے الفاظ درشت نہ تھے بلکہ نصیحت آمیز تھے۔

بایزید نے تیمور کی لعنت ملامت کا جواب اسی طمطراق سے دیا جس طرح بحیثیت ایک سلطان ترکی کے تیمور سے باتیں کرتا۔ الفاظ میں کسی قدر گرمی پائی جاتی تھی لیکن تیمور نے گردن نیچے کر کے خاموشی سے سنا تیمور ایسا کم فہم نہ تھا وہ جانتا تھا کہ اس عالیشان سلطان کی کتنی وقعت کرنی چاہئے اگرچہ اس وقت شومی طالع سے وہ قیدی بنا ہوا

تو معلوم ہوا کہ وہ روسی ہیں۔ جنرل نے تالیاں بجائیں اور بہت خوش ہوا اور کہا اے میرے بچوں گڈ نائٹ انہوں نے جواب دیا گڈ نائٹ یور اکسلنسی۔ پیادہ فوج کا یہہ وہ گروہ تھا جو پہلے ہی سے گزر آیا تھا۔ اب یہاں سے راستہ بالکل صاف تھا۔

۱۴ تاریخ غار کے کٹھن راستہ میں یکایک ترکی فوج نظام کا ایک دستہ نمودار ہو گیا۔ جوں ہی اس نے روسیوں کی یلغار کو دیکھا سخت تعجب کے ساتھ سٹ پٹا گیا اور ایسا سناٹا آیا کہ معمولی لڑائی کے بعد جس میں چند مقتول اور مجروح ہوئے تھے دستہ کا دستہ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس مقام کے عمدہ عمدہ پشتوں پر بڑی بڑی توپیں چڑھی ہوئی تھیں لیکن بارود گولہ ہی نہ تھا پھر کیا خاک ترکی سپاہی روسی فوجوں کی رَو کو روک سکتے ترکی ہزیمت خوردہ فوج نظام چھوٹے سے شہر کونا رو میں چلی گئی لیکن امداد آجانے سے اس نے جنرل گورکو کی فوج طلیعہ پر حملہ کیا مگر اب کے بھی وہ پس پا کر دیئے گئے اور اخیر میں کونا رو بھی کھو دیا جہاں روسی فوج نے قبضہ کر لیا۔ اس سے زیادہ ترکی اعلیٰ افسروں کی بے ایمانی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مورچوں پر سیگزین ہی نہ رکھا پھر بھلا بیچارے سپاہی کیا لڑ سکتے تھے۔ اسی روز ریلوے لائن اور تار برقی کاٹ ڈالی گئی۔ اور ۱۷ تاریخ تک روسیوں نے

اس کے آگے کھڑا تھا۔ تیمور نے بایزید کو انتہا درجہ اطمینان دیا اور کہا خوف کی بات نہیں ہے میں قسمیہ کہتا ہوں کہ تیری زندگی پر کوئی آنچ نہ آنے دوں گا اور تیرا مثل شہنشاہوں کے احترام کروں گا۔ تیمور نے فوراً بایزید کے بال بچوں کو طلب کیا اور ان سے مثل شاہوں کے برتاؤ برتا۔

اس عظیم فتح کا یہ نتیجہ ہوا کہ الشہر نے اپنے دروازے تیموری فوجوں کے لئے کھول دیئے اور بروصہ بالکل برباد ہو گیا نیسیا اور تمام ملک ہتھر تھئین باسفورس زیر و زبر کر ڈالا گیا۔ تیمور نے بعد ازاں ان شہزادوں کو جنہیں بایزید نے بیدخل کر دیا تھا پھر ان کی ریاستیں سونپ دیں۔ تو بھی اس نے بایزید سے چشم پوشی نہیں کی اور اناطولیہ کا کل صوبہ اس کے زیر نگین کر دیا۔ حالانکہ خاطر و مدارات میں تیمور نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا لیکن بایزید کو اس شکست عظیم کا رنج کھا گیا اور وہ قبل از وقت ۹ مارچ ۱۴۰۳ء میں فوت ہو گیا۔ تیمور نے یہاں بھی عالی حوصلگی سے کام لیا اور بایزید کا جنازہ شہنشاہی جلوس کے ساتھ بروصہ بھیج دیا جہاں وہ اس مقبرہ میں دفن ہوا جو اس نے پہلے سے اپنے لئے بنایا تھا۔

تیمور کا یہ فعل کہ اس نے ایک ترقی کناں اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی سخت حقارت سے

ایک حد تک بڑی کامیابی حاصل کرلی۔

دوسری جنگ مقام اُفلامی پر ہوئی یہاں ترکی توپخانہ۔ سوار اور پیادے موجود تھے بڑی معرکہ کی جنگ ہوئی ترک تعداد میں کم تھے لیکن انہوں نے داد شجاعت دے کے صدہا روسیوں کو کاٹ ڈالا اس مقام پر بھی گولے بارود نے جواب دیدیا تھا۔ ناچار ترکوں نے سنگینوں اور تلواروں سے جنگ کا خاتمہ کرنا چاہا۔ دونوں فوجیں بھڑ گئی تھیں خوب دست بدست لڑائی ہوئی۔ کئی ہزار روسی ترکی تلواروں کے نذر ہوئے۔ تمام نامہ نگار تسلیم کرتے ہیں کہ روسیوں کا بہت نقصان ہوا نہ صرف ترکی گولوں نے روسیوں کا کھلیان کردیا بلکہ اُن کی تلواروں نے صدہا جانبازوں کے سر اُڑا دیئے۔ اخیر امداد نہ پہنچنے پر وہ پیچھے ہٹ آئے۔ جنرل گورکو ے ارتاریم کزانلک جا پہنچا یہ شہر درہ شپکا کے دہانہ پر واقع ہے جس کے پرے تنجاویلی ہے۔

اب کیا تھا ترکوں میں تہلکہ پڑ گیا اور اب انہوں نے آنکھیں کھولیں کہ دشمن تو ہمارے گھر میں چلا آیا جنرل گورکو نے ہر طرف سے خفیف خفیف مقابلے ہوئے لیکن وہ خون اور مردوں کے ڈھیروں میں سے اپنا راستہ کرتا ہوا سیدھا شہر کزانلک پر جا پہنچا۔

دیکھا جائے گا لیکن جو گالیاں تاریخ تیمور والے نے اُسے دی ہیں وہ تیمور پر کسی طرح بھی موزوں نہیں ہوتیں عربی تاریخ تیموری کا مصنف مثل عبدالقادر بدایونی کے ہے جو اکبر کو گالیاں دیا کرتا تھا اور اپنے تعصب سے اُسے اور اُس کے مصاحبوں کو کافر اور بے دین کہا کرتا تھا۔ تاریخ تیموری والا تیمور کی نسبت یہ دلخراش جملے لکھتا ہے "فقال بعضهم يكون شرطياً۔ وقال بعض ينشأ لصّاً حراميّاً۔ وقال قوم "بل قصابا سفاكا وقال اخرون بل يصير جلادا بتاكا وتظافرت هذه الاقوال الى ان آل امره الى ما آل وكان هو وابوه من الفدادين ومن طائفة اوشاب لا عقل لهم ولا دين وقيل كانا من الحشم الرحالة والاوباش البطالة وكانت ماوى امرهم ماواهم وقيل كان ابوه اسكافا فقيرا جدا وكان هو شابا حديدا جلدا وبسبب تلك الاجرام تيضرا وتبضرام"۔ یہ گالیاں ہیں جو تیمور اور اوس کے باپ کو دی گئی ہیں کہیں اُسے قزاق اور چور بتایا گیا ہے اور کہیں اُسے چرواہا کہا گیا ہے۔ کہیں اوباش اور بیہودہ گو کہیں اس کے باپ کو کفش گر اور فقیر بتایا گیا ہے۔ مگر فاضل مورخ نے ان میں سے بعض اقوال لفظ "قیل" سے شروع کئے ہیں جس سے قول کا ضعف اور بے بنیاد افواہ ہونا پایا جاتا ہے۔

ترک جاگے بھی تو کیا جاگے "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد"۔ سب سے پہلے تو انہیں اپنے دشمن کو ڈینیوب ہی پر روکنا تھا اور بعد ازاں اس خوفناک درہ کا انتظام کرنا تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے مگر انہوں نے کچھ نہیں کیا اور تھوڑے سے لالچ۔ بیجا غرور اور غفلت سے ایسے صعب ترین دشمن کو اپنے گھر کے اندر بلا لیا۔ ہائے بربادی برحماقتِ ما۔

درۂ شپکا پر ترکوں کی کثیر تعداد فوج پڑی تھی لیکن اس عظیم فوج کے افسر وہی ترک تھے جن کی بدقسمتی کو ہم بارہا رو چکے ہیں۔ یہ درہ جنگ کرنے کی جان تھا اور یہاں بہت کامیابی سے جنگ مدافعت لڑی جاسکتی تھی مگر ترکی افسروں نے ایسی نامردی اور بے اوسانی سے کام کیا کہ دشمن نے معمولی جنگ کے بعد اس درہ پر آسانی سے قبضہ کرلیا۔ ترکی فوجیں جنرل گورکو کے عقب میں پڑی ہوئی تھیں جنوب کی طرف سے تونڈکور روسی سپاہ سالار نے حملہ کیا اور شمال کی جانب سے روسی شہزادہ نے نوپ ڈیویژن کے ساتھ ترکوں پر دھاوا کیا۔ سب کا خیال یہ تھا کہ روسی فوجیں ۱۹ ر تاریخ کو انلک پہنچتے ہی ۱۷ ر کو میدان جنگ میں آجائیں گی لیکن گورکو کی فوجیں ۱۷ ر کی شام کو مقام مقصود پر پہنچیں مگر بہت ہی تھک گئی تھیں۔ شہزادہ مرسکی ترکوں سے ہمنبرد ہو چکا تھا اور

باوجودیکہ بایزید کو جنگ کا بہت جوش تھا تو بھی اس نے وہ کثیر فوائد جو زمانہ امن میں حاصل ہو سکتے ہیں ملک اور قوم کو پہنچائے۔ اس نے قسطنطنیہ کے مقابلہ میں ایک بہت بڑے مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور اپنے پائے تخت کو خوبصورت اور وسیع بازار اور عالیشان عمارتیں بناکے آراستہ کیا ساتھ ہی علم کا شائق بھی بہت تھا صدہا مدارس قائم کئے اور قوم میں علم حاصل کرنے کی روح پھونکی۔ ہر جنگ میں خود موجود ہوتا تھا اور مال غنیمت بڑی فراخ حوصلگی سے اپنے بہادر سپاہیوں کو تقسیم کردیتا تھا۔ تمام فوج بایزید یلدرم پر جان دیتی تھی۔ کسی ترکی سلطان نے فوج کو ایسا مالامال نہیں کیا جتنا بایزید نے۔

فتوحات کا اس سلطان کو حد سے زیادہ شوق تھا۔ اس کے جانشینوں نے مسلمان حکمرانوں پر بہت کم فوج کشی کی ہے اور ہمیشہ ایک مسلمان سے ہمنبرد ہونا انہیں برا لگتا تھا لیکن بایزید اپنی فتوحات کے جوش میں اس کا بہت کم لحاظ کرتا تھا اور جو حکمراں خواہ عیسائی ہو یا مسلمان اس کے رستہ میں آگیا پھر وہ اسے نہیں سمجھتا تھا ایک اژدہا تھی جو سب کو ہڑپ کرتی چلی جاتی تھی۔ اگر تیمور سے ہمنبرد ہونے کا موقع نہ ملتا تو بایزید اپنی فتوحات کی ایک ایسی نظیر قائم کرجاتا جس کا مثل دنیا میں نہ نکلتا۔

جنگ خوب گھمسان کی ہو رہی تھی۔ ترکوں نے بڑی مضبوطی سے مورچہ بندی کر رکھی تھی اگر بدبخت جان توڑ کے لڑتے تو ایک روسی بھی میدان جنگ سے نہ جا سکتا۔ روسی شہزادہ نے بڑی نادانی سے صرف ایک رجمنٹ تین کالم میں کرکے ترکوں پر دوسری جانب سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔

ترکوں کے چھ مورچے یکے بادیگرے نہایت مضبوطی سے بنے ہوئے تھے اور اُن پر زبردست توپیں نصب کی گئی تھیں فوجیں بھی برا جمائے کھڑی تھیں۔ روسیوں کا جانب راست کا فوجی کالم ایک طرف درہ سے گزرنے پر کامیاب ہوا لیکن جانب چپ کا کالم راستہ بھول گیا اور ترکوں کی فوج کے مقابلہ میں آگیا۔ یہہ کالم ترکوں کی صورت دیکھتے ہی بھاگنا چاہتا تھا لیکن ترکوں کی زد سے بھاگنا محال تھا۔ خوب جان توڑ کے اور بہادری سے جنگ کی مگر کل کالم کا کالم کاٹ ڈالا گیا صرف ایک افسر رہگیا مگر وہ بھی زخموں سے چور تھا۔

جنرل گورکو نے ۱۷ تاریخ حملہ کرنا چاہا تھا مگر ۱۸ تاریخ سے پہلے اس سے انتظام نہو سکا۔ جوں ہی ڈیٹاچمنٹ رلیف ترکی فوجوں کے عقب میں پہنچی روسی فوج سے امن طلبی کا ایک جھنڈا بھیجا گیا اور چند ہی منٹ میں

یہ حکایت کہ تیمور نے بایزید کو لوہے کے پنجرہ میں قید کیا تھا بے بنیاد معلوم ہوتی ہے کیونکہ علاوہ تاریخی شہادت کافی نہ ہونے کے تیموری برتاؤ اس خبر کی تردید کرتا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ تیمور ان گوناگوں مہربانیوں پر بایزید کو پنجرہ میں قید کرتا۔ پنجرہ میں قید ہونا بالخصوص اُس زمانہ میں کوئی اعجوبہ بات نہیں تھی موجودہ متمدن زمانہ میں جب مظالم کی انتہا ہو جاتی ہے تو اُس سپاہیانہ عہد میں ایسی باتوں سے کیونکر دریغ ہو سکتا مگر تاریخوں سے اس واقعہ کی سند نہیں ملتی۔ ہاں یورپ کے مورخ اعظم گبن نے اس حکایت کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہہ کل حکایت بے بنیاد نہیں معلوم ہوتی مگر افسوس ہے کہ گبن نے بے بنیاد نہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔

پانچواں باب ۵

سلیمان اور موسے۔ ملک بے تاج و تخت

۱۴۰۳ء سے ۱۴۱۰ء تک

سلیمان بایزید کا دوسرا بیٹا۔ شہنشاہ یونان کی حفاظت۔ تیمور کا مراسلہ

عہد وپیمان شروع ہوئے جنگ بالکل بند ہوگئی۔ یہاں عہدنامے ہورہے تھے اور وہاں روسی افواج نے اپنی جنگی ترتیب میں کچھ تبدیلی پیدا کی ترک یہ سمجھے کہ روسی دھوکہ دیکے اُن پر حملہ کرنا چاہتے ہیں انہوں نے بندوقوں کی باڑیں ماردیں۔ وہ شخص جو روسیوں کی جانب سے امن کا جھنڈا لیکے گیا تھا قتل کر ڈالا گیا۔ چند منٹ میں ۳۴۱ آدمی مقتول اور مجروح ہوگئے۔ اور باقی روسیوں نے بغیر حکم کے ترکوں پر حملہ بول دیا خوب خطرناک جنگ ہوئی اخیر ترک پسپا ہوگئے اور روسیوں نے اُن کے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ اسی اثنا میں گورکو نے ترکوں سے کہلا بھیجا کہ ہتیار ڈالدو۔ اس کے جواب میں محمد پاشا نے جو یہاں کی ترکی افواج کا سپاہ سالار تھا یہ لکھ کے بھیجا کہ ہم کل مقامات چھوڑنے کو تیار ہیں کل باقاعدہ ہتیار ڈالدیں گے۔ علی الصباح جب روسی فوجیں ان مقامات پر بڑہیں تو ایک ترک بھی نہ پایا۔ اس عرصہ جنگ میں شہزادہ مرسکی نے اپنی جگہہ سے جنبش نہیں کی اور جنرل گورکو کے احکام کا منتظر رہا ۱۹ تاریخ کو جو روسی جنرل اسکوبلوف درہ شپکا میں شمالی سمت سے بڑہا اور اسی ترکیب سے اس نے کئی مقامات طے کیے کہ ترکوں کو کانوں کان خبر نہوئی۔ ایک طرف سے گورکو بڑھ رہا تھا اور دوسری جانب سے اسکوبلوف

سلیمان کا تخت سے اُترنا اور موسلے کا اس کی جگہہ بیٹھنا۔ ملکی جنگ۔ سلیمان کی وفات۔ موسلے کی سلطنت۔ اپنے بھائی محمد کو اپنی حکومت تقسیم کرنا۔ موریا اور سرویا کے مقابلہ میں کامیابی۔ ہنگیرین فوجوں پر فتحیابی۔ محمد کا فوج کے ساتھ بھائی کے مقابلہ میں بڑھنا۔ موسلے کی شکست اور وفات۔

جنگ انگورا سے جہاں اُس کا باپ قید ہوگیا تھا سلیمان مجبوراً فرار ہوکے قسطنطنیہ پہنچا یہاں شہنشاہ یونان مینویل نے اس کی سرپرستی کی اور دوبارہ اُسے تخت پر بٹھادیا۔ سلیمان اگرچہ مینویل کے صعب ترین دشمن کا بیٹا تھا لیکن پھر بھی وہ سلیمان سے مہربانی پیش آیا اور اُسے حکومت تھریس سونپ کے اپنے لئے تھسیلونیکا رکھ لیا۔

اس کے بعد ترکی شہزادہ ایڈریانوپل واپس چلا آیا اور یہاں عیاشی میں مصروف ہوگیا اُسے نہ باپ کی قید کا خیال رہا اور نہ اتنی بھاری شکست کا۔ مے نوشی اور عیش نے اُسے دین و دنیا کا نہ رکھا۔ امیر تیمور کا ایک ایلچی اس کے دربار میں آیا جس نے آکے اسے ایڈریانوپل میں اُس کے باپ کی موت کی خبر سنائی اور ایلچی نے

دونوں فوجیں آکے مل گئیں اور درۂ شپکا پر روسیوں کا پورا قبضہ ہوگیا۔

ان پہاڑی سنگین مقامات میں بھی ترکوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور جو بے پروائی اور سستی وہ ابتدائے جنگ سے دکھا رہے تھے وہی اب بھی برتی درۂ شپکا ایک خطرناک مقام تھا اور یہاں ترکی فوجیں اور توپخانہ بھی کافی تھا مگر خدا اس بے پروائی کا ستیاناس کرے جس نے ترکوں کو لومڑی بنا دیا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔

جو قلعہ اور گڑھیاں شپکا کے پہاڑوں پر بنی ہوئی تھیں ایک انگریزی انجنیئر کی رائے کے مطابق اس قدر مضبوط تھیں کہ حملہ آور فوجیں اگر اچھی طرح مستعدی سے حفاظت کی جاتی تو کبھی نہ گزر سکتی تھیں مگر ترکوں نے بے پروائی کر کے خود اپنے پیر میں کلہاڑی ماری اور دنیا کے بزدلوں میں اپنا نام لکھوایا۔ روسیوں کی سرکاری رپورٹ کے بموجب مفصلۂ ذیل ترکی فوج درہ میں معرکہ زن تھی۔ چودہ ترکی بٹالین جن کے قبضہ میں آٹھ مقامات تھے اور یہ وہ مقامات تھے جہاں سے بے جنگ کئے ترک بھاگ نکلے تھے ترکی سپاہی جو روسیوں کی قید میں آئے تھے بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارا افسر فوج بھاگ گیا اور اس کے بعد دس ہزار فوج فرار ہوگئی اور یہ سب باقاعدہ فوج تھی۔ روسیوں کے ایک کثیر مقدار فوجی بکسوں کی ہاتھ لگی پانچ پہاڑی توپیں

کہا ہمارا شہنشاہ آپ پر مہربان ہے اور آپ کی حسب خواہش آپ سے سلوک کرنا چاہتا ہے۔ سلیمان اس وقت شراب کے نشہ میں تھا ایسا سخت مغرورانہ جواب دیا کہ ایلچی دنگ رہ گیا اور نہایت ناراض ہو کے دربار سلیمان سے واپس چلا آیا۔ تیمور نے جب یہ کیفیت سنی تو سلیمان کی حماقت پر افسوس کیا۔ فوراً اس کے بھائی موسےٰ کو سلطان اناطولیا بنا دیا اور ولایت اماسیا بایزید کے سب سے چھوٹے بیٹے کو دیدی۔ تیمور نے ان دونوں شہزادوں کو لکھ کے بھیجا "تم دونوں اپنے باپ کی میراث لو" ایک سچی شہنشاہی روح اس بھید کو خوب جانتی ہے کہ کیوں کر فتح کرتے ہیں اور کس آسانی سے پھر مفتوحہ ملک بخش دیتے ہیں۔

تیمور ان شہزادوں کو اُن کا ملک واپس دیکے جنھیں بایزید نے تخت سے اُتار دیا تھا سمرقند واپس چلا گیا۔ اور اپنی ان عظیم فتوحات کا کوئی ثمرہ نہیں اُٹھایا۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے بھائیوں پر حملہ کیا اُنھیں مار کے ملک سے باہر نکال دیا مگر اس کی عیاشی اور قوانین شریعت سے خلاف ورزی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ خود اس کے مصاحب اس سے برگشتہ ہوگئے اور سب جا کے موسےٰ سے مل گئے۔ اس نے شکست یاب ہونے پر بھی سلیمان پر حملہ کیا۔ جب موسےٰ کی فوجیں قریب آگئیں سلیمان کا تمام لشکر موسےٰ سے جا ملا اور سلیمان

پانچ کرپ توپیں تین رجمنٹ کے جھنڈے اور ایک تعداد خیموں کی۔ جنرل گورکو کی فوج اس وقت بلقان کے بہت بڑے حصّہ کی مالک بن گئی تھی۔ ترکوں نے بلقان کے جنوبی سلسلہ میں روسیوں کے داخل ہونے پر مطلق مزاحمت نہیں کی۔

کزانلک میں پہنچنے سے پہلے جنرل گورکو نے کوہ قافی فوج کا ایک دستہ بھیجا کہ وہ اس ریل کو کاٹ ڈالے جو یانی زگرا سے یمبولی کو جاتی تھی اسی طرح روسی افسر نے اسکی زگرہ کی طرف ایک دستہ فوج روانہ کیا جو مرتزا ویلی کے بلند چٹانوں پر بلقان کے جنوب میں واقع ہے۔

ان رسالوں کے آدمیوں کا صرف یہ کام تھا کہ باربرداری کا سامان مہیا کریں لیکن حالت زیادہ خطرناک تھی۔ بدقسمت تمام امور مطلوبہ حاصل ہوگئے۔ درۂ شنکوئی کا راستہ صاف کرنے کے لئے قیدی لگا دیئے گئے اس وقت جنرل گورکو کے قدم قدم پر ترکی افسروں کی نمک حرامی کی بدولت کامیابی نثار ہو رہی تھی۔ جو ارادہ کرتا تھا وہ آسانی سے ہوجاتا تھا۔ خود اپنا قیام روسیلیا میں کیا۔ اور یہاں سے بٹلنوا تک اُس کا راستہ صاف کھلا ہوا تھا۔ آزادی سے خط کتابت ہوتی تھی اور کوئی مزاحم نہ تھا۔ شہنشاہ روسیہ نے

اپنی جان بچاکے بھاگ گیا۔ چند روز کے بعد موسٰے نے سنا کہ سلیمان کو اس کے ساتھیوں نے قتل کرڈالا اگرچہ باہم جنگ و جدل ہو رہی تھی لیکن خون کا جوش اُمڈ آیا اور موسٰے نے اپنے بھائی کے قاتلوں کو سزا دیکے اپنے بھائی کا جنازہ شاہانہ جلوس سے اُٹھایا اور اُسے بروصہ میں لاکے اُس کے دادا مراد خاں کے پہلو میں دفن کردیا۔

تخت نشین ہوتے ہی موسٰے نے اِن صوبجات پر قبضہ کرنا چاہا جو سلیمان نے شہنشاہ یونان کو دیدیئے تھے۔ موسٰے نے اپنی نصف حکومت اپنے بھائی محمد کو دیدی یعنی ایشیا کے کل صوبے اس شرط پر اُس کے حوالے کئے کہ وہ یورپ کے صوبجات سے دست بردار ہوجائے۔

پھر موسٰے نے کثیر تعداد فوج کے ساتھ سوریا پر حملہ کیا۔ بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں اخیر سوریا کو فتح کرلیا۔ اس کے بعد سرویا پر حملہ آور ہوا ایک انقطاعی جنگ کے بعد اُسے بھی زیر و زبر کرڈالا اور بالکلیہ اُس پر قابض ہوگیا۔ سجسمند شاہ ہنگیری نے جب موسٰے کی یہ بڑھتی ہوئیں فتوحات دیکھیں تو چوکنا ہوا۔ اپنی کثیر تعداد فوج کے ساتھ حفظ ماتقدم کے طور پر موسٰے پر حملہ آور ہوا۔ موسٰے کا وزیر اعظم بذات خود جنگ کر رہا تھا۔

جنرل گورکو کے پاس مبارکبادی کا ایک مراسلہ ارسال کیا اور اس کی گوناگوں قابلیتوں کی انتہا درجہ تعریف کی۔ لیکن بعض صورتیں وہ تھیں جن سے یہہ خلاف امید کامیابی مشتبہ نظروں سے دیکھی جاتی تھی۔ روسی فوجیں اندھا دُھند آگے بڑھی تو چلی آئی تھیں لیکن اُنہوں نے اس کا بہت کم خیال کیا تھا کہ اگر ضرورت پڑی تو امداد کیوں کر آسکیگی۔ جنرل گورکو کو فتح کا نشہ اس قدر تھا کہ اُسے آگے پیچھے کا کچھہ خیال نہ رہا تھا اور اب اُس کی نگاہوں میں ترک ذلیل اور نامرد جچنے لگے تھے۔

جب کزانلک میں داخل ہوئے تو بلغاریوں نے بڑے جوش سے اُن کا استقبال کیا لیکن ترک خوف کے مارے اپنے گھروں میں چھپ کے بیٹھ گئے سادہ بلغاری روسیوں کی حمایت پر اُنھیں کچھہ صدمہ پہنچائیں روسی شائستہ افواج سے اُنہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا دیسی عیسائیوں نے اُنھیں ستایا۔ بلغاری چند روسی کوہ قافیوں کو ساتھ لیکے بعض ترکی گھروں میں داخل ہوئے اور تمام ترکی مال و متاع علانیہ لوٹ لیا اور جو چیز نہ لیجا سکے اسے برباد کر دیا۔ سب سے زیادہ سعد اللہ بے کا مکان لوٹا گیا جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے بلغاریوں کو بہت ستایا تھا۔ اس کے مکانات معہ اور مکانوں کے لوٹنے کے بعد

خونریزی اور گھمسان کی جنگ کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اب تک جتنی لڑائیاں موسٹے اور اُس کے باپ دادا لڑ چکے تھے سب سے زیادہ اس جنگ میں خونریزی ہوئی۔

اس خونریز جنگ کے بعد جب موسٹے لڑائیوں سے تھک گیا تو آپ گھر واپس چلا آیا اور اپنے سپاہ سالاروں کو مزید جنگ کرنے کے لئے میدان جنگ میں چھوڑ آیا سپاہ سالار خود اپنے سلطان کے مساوی پُرجوش اور خونخوار تھے اُنہوں نے تھسلونیکا پر حملہ کر کے سلطانی عملداری میں ملا لیا۔ یہاں فتوحات ہو رہی تھیں اور ایڈریانوپل میں موسٹے بارام اپنی زندگی بسر کر رہا تھا۔ خوب عیش اُڑانے شروع کئے اور دُنیا ومافیہا سے بےخبر ہوا موسٹے کے سپاہ سالاروں کو اپنے آقا کی یہہ معاشرت بُری معلوم ہوئی اُنہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہہ تجویز کیا کہ دوسرا سلطان بنانا چاہئے ایسا عیاش سلطان آئندہ فتوحات میں ہرگز ترقی نہیں کر سکتا وزرا باہم مشورہ کر کے محمد کے پاس ایشیا میں گئے اور اس سے التجا کی کہ تو اپنی باگیں یورپ کی طرف پھیر جس وقت تو یورپ میں داخل ہو جائے گا ہم سب تیری امداد کو آجائیں گے۔ یہ سنکے محمد بہت خوش ہوا اور اس بہانہ سے کہ میں اپنے بھائی سلیمان کا انتقام لینا چاہتا ہوں فوجکو ساتھ لیکے یورپ کی طرف بڑھا۔

منہدم کر دیئے گئے اور روسی اور بلغاریوں نے جہاں تک اُن سے ممکن ہوا برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ روایت ہے اخباروں کے اکثر نامہ نگار اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اکثر ترکوں کے مکان اس لئے لوٹے گئے کہ ان کا ایک قابل حقارت قوم سے تعلق ہے اور وہ قوم ترک ہے۔ بلغاریوں اور روسیوں کی نگاہوں میں سوا اس کے کوئی جرم نہ تھا کہ ایک شخص لفظ ترک سے پکارا جاتا ہو وہ نفس ترکوں کے دشمن تھے اُنہیں یہ غرض نہ تھی کہ یہ ترک گنہگار ہے یا بیگناہ۔ اگر جنرل گورکو چاہتا تو یہ خلاف تہذیب و تمدن اور خلاف رحم جرائم کا انسداد ہو سکتا تھا صرف کزانلک میں ایک گارڈ کا متعین کر دینا یہ کل انتظامات کر سکتا تھا لیکن وہ کزانلک میں داخل ہوتے ہی آگے بڑھ گیا تاکہ درہ شپکا پر حملہ کرے جہاں ترک مورچہ بندی کئے ہوئے اُس کے عقب کو دھمکی دے رہے تھے۔ چند روز کے بعد روسی سپاہ سالار نے چند روسی افسروں کو کزانلک بھیجا تاکہ انتظام اور امن قائم کریں مگر یہاں رکھا ہی کیا تھا لوٹ مار کا فیصلہ ہو چکا تھا اور ترکی عالیشان مکان اور حویلیاں منہدم کر دی گئی تھیں۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ جتنے مکانات بچ گئے تھے انہیں روسی افسروں نے برباد ہونے دیا۔

جب بایزید ثانی شہزادہ نے یہ سنا کہ دونوں بھائیوں کی کشمکش ہے وہ فوراً محمد سے آملا اور موسیٰ کے خلاف اُسے امداد دینی شروع کی ادھر موسیٰ کی فوج کا کثیر حصہ محمد سے آملا جب موسیٰ نے یہ دیکھا تو ایک کھائی میں چھپ کے بھاگا۔ راستہ میں سپاہیوں نے اُسے دیکھ لیا اور چاہا کہ زندہ گرفتار کر کے لیجائیں مگر یہ ایک محال امر تھا زندہ گرفتار ہونا کارے دارد۔ سپاہیوں سے دست بدست جنگ کی کئی آدمیوں کو قتل کیا آخر ایک بازو موسےٰ کا اُڑ گیا۔ اس نے التجا کی مجھے بھائی محمد کے پاس لیچلو سپاہیوں نے بھی قبول کر لیا مگر خون نہ رُک سکا اور وہ زیادہ خون کے نکل جانے سے جان بحق تسلیم ہو گیا۔ محمد بڑی شان و شوکت سے ایڈریانوپل میں داخل ہوا۔ بڑی دھوم سے استقبال ہوا اور فوج و رعایا نے دلی مسرت اور جوش سے خیر مقدم کیا۔ فوج اور پاشاؤں نے محمد کو اپنا سلطان بنایا اور اس کے ہاتھ پہ بیعت کی۔

ترکی مورخ موسیٰ اور سلیمان کو اپنے شہنشاہوں میں نہیں داخل کرتے کیونکہ ان میں سے ایک نے کبھی کل سلطنت پہ جو بایزید کے ہاتھ سے نکل گئی تھی حکومت نہیں کی۔ یہ کل سلطنت جب تک محمد تخت پر

اخبار کے ایک نامہ نگار نے شہزادہ سیرز تلف کو دیکھا کہ وہ مجرموں کو اپنے ہاتھ سے کوڑے مار رہا تھا شہزادہ نے ایک دفعہ اپنے کمان افسر کو ایک ترک کے گھر میں جا کے پکڑا جو ایک بلغاری سے لوٹ کا حصہ بٹا رہا تھا۔ یہ دیکھ کے شہزادہ برہم ہو گیا اور اپنے ہاتھ سے ایسا کوڑا اس کے منہ پر مارا کہ اُس کے گلہ کی کھال اُڑ گئی پھر اُسے فوراً گرفتار کر لیا مگر یہ تشدد اس بربادی کا جو اس سے پہلے ہو چکی تھی کوئی معاوضہ نہ ہو سکتا تھا۔
جس وقت قسطنطنیہ میں یہ خبر پہنچیں کہ روسی فوجیں جنوبی بلقان تک پہنچ گئی ہیں ایک تہلکہ عظیم برپا ہو گیا۔ گورنمنٹ ترکی اور خود ترک سخت پریشان ہوئے حکومت میں زلزلہ محسوس ہوا اور چاروں طرف سخت سراسیمگی معلوم ہونے لگی۔ پہلے یہ خبر آئی کہ ایک روسی فوج نے تمام رومیلیا کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اور اب تحقیقاً ستمبر ۱۸۲۹ء کے ایڈریانوپل پر قبضہ کر لیں گے۔
جب ایڈریانوپل پر قبضہ ہو گیا تو پھر قسطنطنیہ کا بچنا محال ہے جب تک اولوالعزمانہ طور پر ملہ آور روسی بڑھتی ہوئی فوجوں کو نہ روکا جائے گا سلطنت ہرگز نہیں بچ سکتی۔ سلطان المعظم کی پریشانی کا کچھ حال نہ پوچھو اپنے افسروں کی نمک حرامی کا رنگ دیکھ دیکھ کے انگاروں پر لوٹ رہے تھے اور اُن کی عجیب کیفیت تھی۔

نہیں بیٹھا وہ بارہ ترکی قبضہ میں نہیں آئی۔

چھٹا باب

محمد اوّل۔ پانچواں سلطان

۱۴۱۳ء سے ۱۴۲۱ء تک

محمد اوّل۔ سلطنت کا دوبارہ حصول۔ کامیاب حکومت۔ وینین کا ترکی بیڑے کو برباد کرنا۔ ملکی جنگ۔ وفات اور چال چلن۔

محمد کی تخت نشینی کی عام طور پر خوشی منائی گئی۔ آغاز سلطنت میں اُس نے تھسلینکا شہنشاہ یونان مینوئل کو دیدیا۔ اور ساتھ ہی بحر اگزائن کے کنارے کے کل قلعجات بھی حوالہ کر دیئے۔ محمد شہزادگان ولاچیا۔ بلغاریہ۔ مالڈیویا کے ایلچیوں سے مہربانی کے ساتھ پیش آیا اور اُن کا مرسلہ خراج بخندہ پیشانی قبول کر لیا۔

عبدالکریم پاشا کی نالایقی نے یہ سارا روز بد دکھایا تھا۔ آپ نے یہ مناسب خیال کیا کہ عبدالکریم کو موقوف کرکے اس کی جگہہ دوسرا لایق سپاہ سالار مقرر فرمائیں۔ اخیر بڑی پس و پیش کے بعد عبدالکریم کی جگہہ محمد علی پاشا کو مقرر کیا اور بلقانی افواج کی کمان سلیمان پاشا کے سپرد کی۔ سلیمان ابھی مونٹی نگرو والوں پر نمایاں فتوحات حاصل کر چکا تھا۔ اسی اثنار میں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے وزیر خارجہ کے عہدہ سے صفوت پاشا کو موقوف کر دیا اور عارفی پاشا کو اس ممتاز عہدہ پر نامزد کیا۔ سلیمان پاشا ابھی نوجوان ہی تھا اسکی عمر صرف چالیس کے پیٹے میں تھی۔ اس کے چہرہ سے جنگی قابلیت اور پھرتی ٹپکتی تھی۔ آنکھیں بھوریں اور نہایت خوبصورت شخص تھا بڑی بڑی موچھیں اور گھونگروالے مڑے ہوئے بال تھے۔ یہ بالکل شمالی یورپ کا شخص معلوم ہوتا تھا۔ اسے حکم ہوا کہ فوراً مانٹی نگرو سے روانہ ہو جائے سلیمان پاشا حکم ہوتے ہی مانٹی نگرو سے سیدہا اڈریانوپل کی شمالی جانب روانہ ہوا اور اپنا قیام سلطان کے قدیم محل میں کیا۔ اس محل کے کھنڈر توڑ ڈالے گئے اور ان پر توپیں چڑہائی گئیں اور جو افواج سلیمان اپنے ساتھ لایا تھا ان سے کارروائی کرنی شروع۔

شل یورپ کے ایشیا میں بھی محمد کو سلطان تسلیم کیا گیا۔ کرمان اوغلی (اسی نام کا ایک حکمران بایزید کے پنجہ میں گرفتار ہو کے قتل ہو چکا تھا) کو مطیع کرنے اور اس کی سلطنت کو اپنے تصرف میں لانے کے بعد شہزادہ کستاموفی کی سلطنت پر حملہ کیا اور اسے زیر و زبر کرنے کے بعد سمرنا پر اس کی فوجیں بڑھیں اسکو اور اطاعت کرنے پر مجبور کیا اور بہت سے شہر اور قصبے یونانی شہزادوں سے فتح کر لئے جو ابھی تک اپنے کو خود مختار سمجھتے تھے مگر سلطان سمندر میں زیادہ خوش قسمت نہیں ثابت ہوا۔
وینس کی جمہوری سلطنت کا اس وقت بڑا عروج تھا یورپ کی تمام تجارت کا دار و مدار محض اسی کی ذات پر تھا۔ اس کے مقبوضات کیپ ڈی اسٹریا سے قسطنطنیہ تک پھیلے ہوئے تھے جب اس نے ترکوں کی یہ دھوم دھام سنی تو سپلسیا ڈنٹ میں اپنے جنگی جہازات روانہ کئے۔ ان جہازوں نے عثمانی بیڑے کو برباد کر دیا لیکن یہ جرأت نہیں ہوئی کہ خشکی میں اتر کے اپنی اس فتح کی تکمیل کرتے اسی زمانہ میں ایک پادری صاحب پیرسگلیا نامی پیدا ہوئے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف وعظ کہنا شروع کیا اور اعلان دیا کہ یہ لوگ کافر ہیں ان پر جہاد کرنا چاہئے۔ جن لوگوں نے اس کا ذب پیغمبر کے مذہب

روسیوں کی یہ نمایاں کامیابی دیکھ کے قسطنطنیہ کے صلح پسند گروہ میں بھی تحریک پیدا ہوئی اور اب وہ بھی سلطنت کے بچانے کی تدبیریں کرنے لگا۔ یہ سب پر روشن تھا کہ ترک مٹ جائیں گے لیکن روسیوں کی شرطوں کو نہیں تسلیم کرنے کے۔ روسیوں کا اصلی منشا یہ تھا کہ ترکوں کو بھوجرا بنا دیا جائے اور اُنکا قدیمی غرور اُن کے دماغ سے نکال دیا جائے اور براہ راست یا دوسرے طریقہ سے سلطانی مقبوضات یورپ پر حکمراں بنجائے۔ سلطان پر کیا منحصر ہے کوئی خود مختار حکمراں جب تک بالکلیہ برباد نہو جائے ہرگز ایسی ذلیل شرطوں کو قبول نہیں کرسکتا۔ ترکی اس نیم مُردہ حالت میں اب بھی ایک جنگی سلطنت تھی اور ایشیا میں ابھی تک اُسی کا پہلو زبردست رہا تھا۔ تمام یورپی پائے تختوں میں صلح کی سلسلہ جنبانی شروع ہوگئی تھی لیکن ترکوں میں ان شکستوں کے بعد بھی جوش عثمانی باقی تھا اور وہ ایسی بے عزتی کی صلح کو سخت حقارت سے دیکھتے تھے۔

سلیمان پاشا نے وہ پرجوش روح اپنی فوجوں میں پھونکی کہ حلقۂ وزرا میں وقعت کی نظروں سے دیکھے جانے لگے۔ روسی فتوحات سے انگلستان میں سخت پریشانی پیدا ہوگئی۔ جولائی کے اخیر حصّہ میں وزرائے انگلستان نے

اختیار کرنے میں چون وچرا کی وہ قتل کرڈالے گئے اس شخص نے ابتدا میں تو نہیں لیکن جب اس کی جمعیت زیادہ بڑھ گئی تو پیغمبری کا دعوے کرلیا۔

سلطان محمد اس شخص کی ترقی سے چونکا فوراً اپنے بیٹے مراد خاں کو جسکی عمر مشکل سے بارہ سال کی ہوگی ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کاذب پیغمبر بھی اپنے کل معتقدوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ مراد خاں نے اُس کی فوجوں کو پارہ پارہ کردیا۔ یہ کاذب پیغمبر زندہ گرفتار کرلیا گیا اور فوراً اُسے سولی دیدی گئی اُس کے بقیۃ السیف ساتھی اپنی جان بچا کے فرار ہوگئے۔

اس کے بعد ایک نیا فرضی دعوے دار سلطنت کھڑا ہوگیا جس کی شکل ہوبہو مصطفےٰ سے ملتی تھی اس نے اعلان دیا کہ ترکی تخت کا مالک اصل میں میں ہوں اس فرضی دعوے دار سے بہت سے لوگ مل گئے جن میں ایک شخص پاشا بھی تھا جس پر سلطان محمد نے طرح طرح کی مہربانیاں کی تھیں اور اُس کے سپرد گورنمنٹ نکوپلس کردی تھی جس نے اپنے مہربان آقا کی مہربانیوں کا یہ صلہ ادا کیا کہ اُس کے دشمن سے ملکے اُنھا اسے تخت سے محروم کرنے پر آمادہ ہوگیا حالانکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ شخص فرضی دعوے دار ہے۔

یہ تجویزیں کرنی شروع کیں کہ انگلستانی سپاہ کو مدد پہنچنے سے بچائیں۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کو جلسہ وزرا نے حکم دیا کہ فوراً ایک جنگی بیڑہ جہازات مالٹا روانہ ہو جائے جس میں دو نیا بٹالین ہوں اور ہر بٹالین کی تعداد نو سو سپاہیوں کی ہوگی۔ تمام ممالک میں احکام جاری ہو گئے کہ فوجیں تیار ہو جائیں تاکہ پہلی حکم سے میدان جنگ میں بڑھ سکیں یہ بھی افواہ اڑی کہ گیلی پولی پر ایک مہم روانہ کی جائے گی اور انگلستان و آسٹریا ملکے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیں گے اور چالیس ہزار فوج ہندوستان سے مصر روانہ کی جائے گی مگر یہ ساری باتیں محض بے بنیاد تھیں اور ان کل باتوں میں یہ تو ضرور صحیح تھی کہ مالٹا کو مضبوط کیا گیا تھا باقی نرا فسانہ تھا۔

اگرچہ حکومت انگلستان کو ترکی اور روسیہ سے کوئی تعلق نہ تھا تو بھی روسیوں کی ان غیر معمولی فتوحات سے سخت بے چین تھی اور قسطنطنیہ کے خطرہ میں پڑنے سے پریشان خاطر ہو رہی تھی۔ روسی افواج ابھی تک جانب جنوب گھسی چلی جاتی تھیں اور انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔

جب جنرل گورکو تنجا ویلی میں اپنی افواج کی کامیابی کی کوشش کر رہا تھا اس وقت کوہی سلسلہ اور ڈینیوب کے درمیان چند نامور لڑائیاں ہوئیں۔ وڈن کی ترکی فوج کا ایک بڑا حصہ عثمان پاشا کی ماتحتی میں پلونا کے

اس فرضی وارث نے قلیل فوج جمع کی اور تھسلونیکا کی دیواروں میں محمد کا مقابلہ ہوا۔ لیکن جاں نثاریوں اور ترکی سپاہیوں نے باغیوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ فرضی وارث بھاگ کے شہنشاہ یونان کے ہاں پناہ گزیں ہوا اور جب سلطان ترکی نے طلب کیا تو اس نے دینے سے انکار کیا لیکن یہ قبول کیا کہ میں اسے آرچی پیلیگو میں جلا وطن کر دیتا ہوں چنانچہ سلطان راضی ہو گیا اور وہ مقام مذکور میں جلا وطن کر دیا گیا۔

چونکہ بوالاچیا والوں نے اس فرضی شہزادہ کی امداد کی تھی اس لئے محمد نے ان پر حملہ کیا اور ان کا سارا ملک تاخت و تاراج کر ڈالا۔ ۱۴۶۲ء میں یہ جنگ واقع ہوئی۔ والاچین کا بہت ہی ستیاناس ہوا آخر انہوں نے معافی مانگی۔ سلطان محمد نے معاف تو کر دیا لیکن خراج دگنا کر دیا جو انہوں نے برضا و رغبت دینا منظور کیا۔

ابھی سلطان کی طبیعت میں ممالک یورپ فتح کرنے کے بڑے بڑے حوصلے باقی تھے کہ یکایک ایک سخت مرض نے اس پر دورہ کیا اور وہ آٹھ برس سلطنت کر کے ۴۷ سال کی عمر میں ملک جاودانی کو سدھارا مرنے سے پہلے اس نے اپنے دو وزیروں کو بلا کے وصیت کی کہ تم مراد خاں میرے بیٹے کی اطاعت کرنا اس وقت وہ ایشیا کی افواج کی سپہ سالاری کر رہا ہے تم اسے بلا کے تخت نشین کر دینا۔ اور اپنے دو چھوٹے بیٹوں کو

ادہر اُدہر خیمہ زن تھا۔ پلونا ایک چھوٹا سا شہر نکوپولس کے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ عثمان پاشا اپنی فوج کو لیکے نکوپولس کی خلاصی کے لئے جا رہے تھے کہ رستہ میں انہیں خبر پہنچی کہ شہر مذکور روسیوں نے فتح کر لیا۔ یہ سنتے ہی عثمان پاشا واپس آئے اور پلونا پر قبضہ کر لیا۔ فوراً جنرل چلڈر شلڈنر روسی سپاہ سالار نے نویں کور کے ساتھ جس میں ایک بریگیڈ پیادہ فوج رسالہ اور توپخانہ تھا حملہ کیا۔ ترکی فوج کی تعداد کل ۸ ہزار تھی روسی فوجوں کی تعداد اس سے ڈیوڑھی سمجھنی چاہئے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی پہلے روسیوں نے پلونا پر قبضہ کر لیا لیکن بعد ازاں عثمان پاشا نے انہیں پارہ پارہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔ روسی سپاہ سالار نے پھر کچکچا کے حملہ کیا پھر عثمانی فوجوں نے بھگا دیا سہ بارہ حملہ ہوا اور اب کی دفعہ بھی شکست ہوئی۔ دوسری شب جنرل کرڈنر نے چھ ہزار فوج چلڈر شلڈنر کی امداد کے لئے روانہ کی اسی اثنا میں ترکوں کی مدد بھی آگئی اور اب ترکی فوج کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ کرڈنر کو یہ معلوم نہ تھا کہ ترکی فوجوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے اس نے سات ہزار پانسو فوج سے عثمان پاشا پر حملہ کیا۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی روسیوں کا سخت خطرناک نقصان ہوا تو بھی چند امور مقامات پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ شب کو تین ہزار فوج نکوپولس سے

سلطان نے یونانی شہنشاہ کی سرپرستی اور نگرانی میں سپرد کرنے کی وصیت کی۔

محمد کی سلطنت انصاف اور رحم کے ساتھ متصف ہے بڑا ہی رحیم اور منصف سلطان تھا اس کی قلیل مدت سلطنت میں ترکی شان و شوکت اور جاہ و جلال جو بایزید کے وقت میں برباد ہو گیا تھا پھر عود کر آیا سلطنت کو وسعت ہو گئی اور یورپی شہنشاہوں کی نگاہوں میں اس کی شان دگنی ہو گئی۔ سلطان محمد بروصہ میں دفن ہوا اپنی زندگی میں اپنے لئے ایک عالیشان مقبرہ بنوایا تھا اسی میں وصیت کے مطابق اُسے دفن کیا گیا۔ اس کے مقبرہ کے پاس ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے جو نہایت آراستہ ہے اور اُسے مسجد سبز کہتے ہیں۔

ساتواں باب

مراد خاں ثانی ترکی کا چھٹا سلطان

۱۴۲۱ء سے ۱۴۵۱ء تک

مراد خاں کی تخت نشینی۔ مصطفےٰ بایزید کے فرضی بیٹے کا دعوےٰ سلطنت

اُن کی امداد کے لئے اور آگئی۔ ۲۱ تاریخ جنگ پھر شروع ہوئی۔ نصف روز جنگ رہی جنرل گرد ترکی فوجیں پارہ پارہ کردی گئیں ترکوں نے حملہ کرکے تمام مقامات سے جن پر روسیوں نے قبضہ کیا تھا مار کے نکال دیا۔

عثمان پاشا نے اپنا لشکرگاہ پلونا میں قایم کیا۔ اور روسیوں نے اس شہر کے سامنے اپنے مورچے جمائے یہاں چوتھی کور کے دو ڈیویژن اُن کی امداد کے لئے آگئے ان کا کمان افسر زوتف تھا۔ ترکوں کی بھی برابر امداد چلی آرہی تھی لیکن انہوں نے اپنی سہ روزہ فتوحات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کو تک رہی تھیں اور موقع کی منتظر تھیں۔ عثمان پاشا نے باقاعدہ اپنی فوجوں کی ترتیب دی اور اس بات کے منتظر ہوئے کہ روسی اُن پر حملہ کریں۔ روسی اس انتظار میں تھے کہ ترک حملہ آور ہوں۔ یہ التوائے جنگ روسیوں کے لئے مفید تھا۔ اُن کی امداد کے لئے روبینیا سے ہر ہفتہ کثیر تعداد فوجیں ڈینیوب کو عبور کرکے چلی آرہی تھیں اور روز بروز قوت بڑھتی جاتی تھی۔

اس اثنا میں مانٹی نگرو میں ترکوں کو امید سے زیادہ کامیابیاں حاصل ہوگئی تھیں مانٹی نگرو کی پہاڑی تو نو تکو

گیلی پولی میں اُترنا۔ فرضی دعویدار کی پہلی کامیابی۔ پھر بربادی۔ اس کے بچنے کی صورت گرفتاری اور قتل سینس۔ تھسولونیکا کی فتح۔ سرویا۔ ہنگیریا اور دوسری اقوام سے جنگیں البینا میں سکندر بیگ کی حکومت۔ مراد خاں کی غاصب پر چڑھائی۔ شکست اور وفات۔

۱۸ سال کی عمر میں مراد خاں تخت نشین ہوا۔ اگرچہ عمر تھوڑی ہی تھی لیکن تجربہ بڑھا ہوا تھا اور سلطان جیسے اعلیٰ مرتبہ کا قابل تھا اس کے باپ نے ایشیا کے سرکشوں کی سرکوبی کے لئے اسے مقرر کردیا تھا جہاں اس نے نمایاں فتوحات حاصل کیں اور جنگ کا اچھی طرح تجربہ ہوگیا۔ امور جہانداری میں بھی اسے کامل درک تھا کیونکہ ایشیا کا انتظام اسی کے سپرد تھا جس کو اپنے باپ کی زندگی میں نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ اس تجربہ جنگ اور جہانداری سے اس نے نہایت شوکت اور قوت سے آغاز سلطنت کیا۔ شہنشاہ یونان نے سلطان محمد کی خواہش کے بموجب مراد خاں کو لکھا کہ تم اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کو میرے پاس بھیجدو تاکہ میں انہیں تعلیم و تربیت دلاؤں اور ان کی کامل نگرانی کروں۔ مراد خاں (ثانی) نے جواب دیا یہ صحیح ہے کہ میرے باپ نے یہ وصیت کی تھی کہ دونوں چھوٹے بچے شہنشاہ یونان کی نگرانی میں دیدیئے جائیں تب بھی میں [illegible] شہزادوں کو

اچھا سبق پڑھا دیا تھا۔ یہ فاتح ترکی فوجیں کافی طور پر روسی مقابل سپاہ کو دبکی دے سکتی تھیں تکسس کا قلعہ ہنوز مانٹی نگرو والے محاصرہ کئے ہوئے تھے اور قلعہ وتیر ۲۳ر جولائی کو عیسائیوں کے قبضہ میں آچکا تھا اور بہی بعض مقامات ترکی فوج کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ سلیمان پاشا جیسا قابل سپاسالار وہاں سے بلا لیا گیا تھا اس لئے ترکی فوجی قوت کمزور ہوگئی تھی۔

بوسینا میں ابہی تک جنگ ہو رہی تہی اس کے سردار ڈسپا لوورچ نامی نے ایک مجلس منعقد کرکے یہ استفسار کیا آیا یہ افواہ صحیح ہے کہ ہم آسٹریا کے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے اور آیا ہمیں اُس کی سرپرستی میں چلا جانا چاہئے کیا تم میرا ساتھ دو گے۔ یہ سنتے ہی سب نے حلفیہ کہا کہ تو ہمارا جنرل ہی ہے اور ہمارا بھائی بھی ہے ہم تیرا ساتھ کبہی نہیں چھوڑیں گے تیری اطاعت کرنی ہم پر فرض ہے۔ فوراً ایک کمیٹی قایم ہوئی اور اس نے یہ تجویز کی کہ معاملات بغاوت اور صوبہ کے اختیارات ڈسپا لوورچ کو دیدیئے جائیں اور سیاہ سفید کرنے کی پوری قوت اس کے سپرد کردی جائے۔

یہ بہی سمجہنا چاہئے کہ بوسینا بجائے خود کئی ٹکڑوں پر منقسم تہی۔ ترکی گورنر نے مسلمانان بوسینا کے نام ایک اعلان

ایک کافر شہنشاہ کی نگرانی میں تعلیم دلوانا کسی صورت سے بہی جائز نہیں خیال کرتا۔ یہ جواب سخت تلخ تریں تھا شہنشاہ یونان مراد خاں کا خط دیکھتے ہی آگ بگولا ہوگیا اور اس نے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ انتقام لینے کی سب سے بہتر تدبیر یہ کی کہ فرضی مصطفےٰ کو جو جلاوطن ہوگیا تھا بلایا۔ سنفس اُس کے ہمراہ ہوا اور لیمن سے جہاں قید تھا گیلیپولی میں آکے فروکش ہوئے۔ یہاں شہنشاہ یونان نے ان کا استقبال کیا اور فرضی مصطفےٰ کو وارث تاج و تخت قرار دیا۔ یہ خبر سنتے ہی مراد خاں نے اپنا وزیر اعظم قلیل فوج کے ساتھ روانہ کیا لیکن وزیر ترکی کو کامیابی نہیں ہوئی اور وزیر پسپا ہوکے ایڈریانوپل میں آگیا۔ اس فتحیابی پر یونانیوں نے چند مقامات اپنی امداد کے معاوضہ میں طلب کئے فرضی مصطفےٰ نے ایسے معاوضہ کے دینے سے انکار کیا۔ شہنشاہ یونان مینویل جل گیا اور اب مراد خاں کی حمایت پر آمادہ ہوگیا۔ فرضی مصطفےٰ نے یورپ میں پوری کامیابی حاصل کرنے کے بعد آبنائوں کو عبور کرکے مراد خاں کو اعلان جنگ دیا۔ فرضی شہزادہ کی فوجوں کا سپاہ سالار سنفس تھا جس کی سپاہ سالاری مشہور زمانہ تھی اور مراد خاں بہی اس کی فنون جنگ کی قابلیت کو خوب جانتا تھا۔ عقلمندی اسی میں دیکھی کہ اُس وقت جنگ

دیا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ سلطنت خطرہ میں ہے اس لئے تمہیں چاہئے کہ مسلح ہو کے دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم سے جہاں تک ہو سکا انسانیت اور تمدن کے قائم کرنے اور قوانین بین الاقوام کی پابندی میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا لیکن جب ان ریاستوں نے اپنے کل عہد ناموں کو توڑ ڈالا اور بلاوجہ بغاوت کی تو اب ہم بھی اس بات پر آمادہ ہیں کہ اس جنگ کو اختتام تک پہنچا کے فیصلہ ہی کر دیں اور کوئی کسر اپنی طرف سے نہ اٹھا رکھیں۔

علی بے جو اس ضلع کا کمان افسر تھا گورنر کے حکم سے باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔ جنگی پولیس کے افسروں کو انعام دیئے گئے کہ جہاں تک ممکن ہو ناراضی اور بددلی کو نہ پھیلنے دیں۔ باغیوں نے چند قصبوں اور گاؤں پر حملہ کیا اور بعض کو جلا دیا۔ یہ لڑائیاں معمولی ڈھول دھپے کا حکم رکھتی تھیں ان سے کوئی انقطاعی فیصلہ نہ ہو سکتا تھا۔ مگر ۹ اگست کو ڈسپاٹو وچ سے بڑی بھاری لڑائی ترکوں کی ہوئی۔ اخیر پوسینا کے سردار کو سخت ہزیمت ملی۔ اس کے ساتھی کاٹ ڈالے گئے اور وہ آسٹریا کی سرحدات میں بھاگ کے چلا گیا جہاں ایک قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ اس بھاری شکست سے بغاوت کا فیصلہ ہو گیا۔ باغی تتر بتر ہو گئے سینکڑوں تو ڈلمیشیا میں پناہ گزین

ذکی جائے اور جس طرح ہو صلح ہو جانی چاہئے چنانچہ صلح کی شرطیں پیش ہوئیں اور صوبہ سمرنا سنسنس کو دیدیا گیا سنسنس رضامند ہو گیا اور اپنی فوجوں کو لیکے مراد خاں کے لشکرگاہ میں آگیا۔ جب فرضی مصطفیٰ نے یہ دیکھا کہ میرا ساتھی ٹوٹ گیا تو وہ گھبرا گیا۔ اب اس نے چاہا جس طرح ہو آبنائے کو عبور کرکے بھاگ جاؤں۔ بڑی دقت کے بعد اُسے ایک جہاز ملا جس میں بھیس بدل کے سوار ہوا لیکن کنارہ پر ترکی فوج نے آلیا۔ اب بھی اس فرضی شہزادہ کے ساتھ اس کے ساتھی موجود تھے۔ جنگ ہوئی اور فرضی شہزادہ خوب جان توڑ کے لڑا۔ اس کے تمام ساتھی کاٹ ڈالے گئے اور خود فرضی صاحب گرفتار ہو گئے۔ ترکی سپاہ نے مراد خاں کے پاس ایڈریانوپل روانہ کر دیا۔ مراد خاں نے جلاد کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا فوراً گردن اڑا دی گئی۔

مراد خاں اس فریب اور دغابازی کو نہیں بھولا تھا جو شہنشاہ یونان نے اس کے ساتھ کی تھی کہ اس کے رقیب کو ابھار کے اس کے مقابلہ میں لا جمایا تھا۔ مراد خاں کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا اور وہ شہنشاہ یونان کو سزا دینے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے اخیر فوجیں جمع کیں اور رقیب شہنشاہ پر حملہ کیا۔ تھسلی، مقدونیہ اور تھریس کو زیر و زبر کر ڈالا یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی حالت معرض خطرہ میں آگئی۔

ہوسنے اور ہزار ہا پڑ یا تنگ کے جزائر میں بھاگ کے چلے گئے۔

بلغاریہ اور آرمینیا کی خونخوار جنگوں میں لوگوں کی توجہ کچھ ایسی مائل تھی کہ طرفین کے جنگی جہازوں کا خیال ہی نہ رہا تھا کہ بحری جنگ کس صورت سے ہو رہی ہے اور اس کی کیا حالت ہے۔ اگرچہ ایسی کوئی نامور بحری جنگ نہیں ہوئی تھی لیکن سمندر میں جو لڑائیاں کہ اب تک ہوا کیں وہ یک لخت قلم انداز کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

جولائی میں ترکی جنگی بیڑا ایک دفعہ اور بھی اوڈیسہ کے آگے نمودار ہوا۔ لیکن بغیر فیر کئے واپس چلا آیا۔ وہاں اس نے سوا اس کے اور کوئی نقصان نہیں کیا کہ اوڈیسہ کے لوگوں کی پریشانی بڑھا دی اور انہیں کچھ دیر تک جاں کندنی میں رکھا۔

مہینہ کی چودہویں تاریخ ہوبرٹ پاشا کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کا شرف حضوری حاصل ہوا۔ دو گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی سلطان المعظم نے جنگ کے کل اُتار چڑھاؤ ملاحظہ فرما کے ہوبرٹ پاشا کو چند راز دارانہ احکام دیئے۔ اسی اثناء میں ترکی بیڑۂ جہازات اور ایک بار سپاسٹوپل کے آگے نمودار ہوا۔ جوں ہی روسی جنگی

شہنشاہ یونان نے یہ دیکھ کے کہ اب اس کا پائے تخت نہیں بچ سکتا سوائے اس کے کوئی تدبیر نہ کی کہ سلطان کے خاندان میں کشیدگی پیدا کر دے اور اس صورت سے اُسے اور چندے نجات مل جائے ساتھ ہی شہنشاہ نے یہ بھی چاہا کہ کسی صورت سے اپنے دو بھائیوں کو اپنی حفاظت کے لئے قربان کر دے۔ کیونکہ ان بھائیوں پر بغاوت کا جرم پہلے ہی عائد ہو چکا تھا اور وہ انہیں سزائے موت بھی دینی چاہتا تھا۔

یہاں یہ تدبیریں ہو رہی تھیں اور وہاں مراد خاں کو ایک دوسرے باغی پر چڑھائی کرنی پڑی یہ باغی وہی سنس نامی سپاہ سالار تھا جسے مراد خاں نے فرضی مصطفےٰ سے توڑ کے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اخیر اس پر چڑھائی ہوئی اور وہ سمرنا بھاگ گیا۔ سلطانی افواج نے اُس کا تعاقب کیا۔ بڑی لڑائی کے بعد سنس پسپا ہوا اور جھاڑیوں میں بھاگ کے چھپ گیا۔ کچھ عرصہ تک وہ ڈاکہ زنی اور چوری کرتا رہا لیکن اخیر سلطانی فوج نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

اسی اثناء میں شہنشاہ یونان مر گیا اور تمام آرزوئیں اس کی خاک میں مل گئیں ہائے "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" اس کا جانشین پیلیولوگس ہوا جو اس کے ساتھ معاملات جہانداری کو طے کر چکا تھا مرتے وقت وصیت کی گئی

جہازوں نے دیکھا وہ ساحل پر چلے آئے ان جہازوں کی کمان نائب روسی امیر بحر کر رہا تھا۔ ترکوں کو یہ خوف ہوا سبادا روسیوں نے تارپیڈو بچھا رکھے ہوں اور ان سے جہازوں کو صدمہ پہنچے یہ خیال کرکے ترکی بیڑہ ایو پیٹریا چلا آیا یہاں اس نے نصف شہر اور روسی توپخانہ کو برباد کرکے ایک روسی جہاز کو جس میں نمک بھرا ہوا تھا گرفتار کر لیا۔ اس وقت ایک ترکی اور ایک روسی جہاز میں بڑی سخت جنگ ہوئی۔

آغاز موسم بہار میں کپتان برنف روسی شہنشاہی بحری فوج کے افسر کا ایک مضمون گولس نامی اخبار میں طبع ہوا اس میں متوفی سٹرابلیڈر کی تجویزات بحری اور آہن پوش جہازوں پر رائے دی گئی تھی۔ اس مضمون نگار کی رائے کے بموجب روسیہ کے پاس آہن پوش جہاز نہ تھے کیونکہ اس نے ایسے وزنی جہازوں کو غیر ضروری خیال کیا تھا۔ کریمیا کی جنگ میں یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ خواہ کیسے ہی وزنی جہاز ہوں وہ ساحل کی توپوں کی مار کی تاب نہیں لا سکتے۔ اس لئے اس نے اپنی گورنمنٹ کو رائے دی تھی کہ آہن پوش جہاز بنوانے یک لخت موقوف کر دے۔ اور بحری جنگ اسی پر محدود کر دے کہ چند گشتی جہازات چھوڑ دے کہ وہ دیکھ بھال کرتے رہیں اور موقع پا کے دشمن کے اکیلے دکیلے جہاز کو جہاں پائیں گرفتار کر لیں۔ روسی وزارت بحریہ سے

کہ جہاں تک ممکن ہو ان کافر مسلمانوں کو برباد کر دیجو۔

مینوپل تو مر گیا اور پیلیلوگس جانشین ہوا۔ جدید شہنشاہ نے متوفی کی وصیت پر عمل کرنا مناسب نہیں خیال کیا بلکہ نہایت دانائی سے مراد خاں سے صلح کر لی اور تمام شہر جو مراد خاں ابھی تک فتح کر چکا تھا ٹھنڈے پیٹوں اس کے حوالہ کر دیئے اور ساتھ ہی تھسیلونیکا جس کو ابھی تک فتح ہی نہ کیا تھا مراد خاں کو دیدیا۔ آخر الذکر شہر والوں نے جب یہ سنا کہ ہم ترکوں کے تحت میں آجائیں گے انہوں نے فوراً وینے شئنس کی سرپرستی میں آنے کی درخواست کی اور سابق الذکر نے اپنا ایک گورنر روانہ کر دیا۔ سلطان کو بھی یہ خبر پہنچی۔ فوراً اپنے لشکر گاہ میں آیا اور اپنی فوجوں کو مخاطب کرکے کہا "شہنشاہ یونان نے تھسیلونیکا مجھے دیدیا ہے لیکن وینے شئنس قبضہ کرنا چاہتے ہیں میں اس پر حملہ کروں گا تمہیں سارے شہر کی لوٹ معاف کرتا ہوں صرف سرکاری عمارتیں اور شہر پر میں قبضہ کروں گا لونڈی غلام کل مال و متاع تم لیلو" یہ سنتے ہی ترکی سپاہیوں میں جوش پیدا ہو گیا اور سب آمادہ پیرخاش ہو گئے۔ بڑی دھوم دھام سے حملہ کیا گیا۔ بڑی بھاری لڑائیاں ہوئیں اخیر بماہ اپریل ۲۹ ۱۴ء میں تلواروں کے منہ پر تھسیلونیکا کو ترکوں نے فتح کر لیا تمام باشندوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا وینے شئنس نے

کپتان کی اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ آزمائش کے طور پر وہ کشتی جہاز سے تجربہ کرکے دکھلائے۔ چنانچہ ایک جہاز ویسٹا نامی اُسے سپرد کیا گیا۔ یہ جہاز بہت ہلکا تھا اگرچہ لوہا اس پر بھی چڑھا ہوا تھا لیکن زیادہ وزنی نہ تہا۔ چنانچہ یہ جہاز سپاسٹوپل سے دشمن کی تلاش کے لئے روانہ ہوا۔ رستہ میں اس کا مقابلہ ترکی جہاز انتار توفیق نامی سے ہوا جس پر بارہ ۱۲ ٹن کے وزن کی توپیں چڑھی ہوئی تہیں اور سارا آہن پوش تھا۔ روسی جہاز سے اس کا وزن بہت بڑہا ہوا تہا اس کی رفتار گھنٹہ بھر میں ۳۰ ناٹ تہی۔ دونوں کی جنگ ہوئی چونکہ روسی جہاز ہلکا پھلکا تھا اِدہر اُدہر بچاؤ کے لئے آسانی سے دوڑا دوڑا پھرتا تھا اور اس تیز گردش سے اُس پر صرف تین ہی گولے پڑے تھے برخلاف ترکی جہاز کے کہ اُس میں اتنی پھرتی نہ تہی روسی جہاز کی توپوں کے گولے پے درپے پڑ رہے تھے۔ ایک گولہ ترکی جہاز پر پڑا مگر اس کا کچھ نقصان نہوا دوسرے گولے نے ڈک میں آگ لگادی اور تیسرے گولے نے ترکی ملاحوں میں ہل چل ڈالدی روسی جہاز کی حالت بہی سخت خطرناک ہوگئی تہی۔ ترکی گولا جہاز کے میگزین میں جاکے پڑا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سارا جہاز جل بھن کے کوئلہ ہو جائے گا۔ آگ لگنے میں کوئی کسر نہ رہی تہی لیکن روسی کپتان نے بہت پھرتی سے

بہتیرا زور مارا لیکن کچھ دال نہ گلی اناطولیا میں اور شہروں پر بہی قبضہ ہوگیا۔ ناچار سابق الذکر سلطنت نے صلح کرلی اور ان عظیم فتوحات کا دروازہ اس صورت سے فی الحال بند ہوگیا۔ لیکن چند سال کے بعد پھر جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا اور اب مراد خاں نے مزید شہر فتح کرلئے بلغراد کا شہزادہ شاہ ہنگیری کے دربار میں چلا گیا اور بلغراد جاکے نذر کردیا کہ آپ لیجیے اور کسی طرح ترکوں سے بچائیے۔

ترکوں نے شاہ ہنگیری پر حملہ کیا۔ ہنگیری کی طرف سے ترکوں کے مقابلہ میں سب سے پہلے (۱۴۳۹ء) توپوں کا استعمال ہوا۔ ترکوں نے توپیں اور گولہ باری کبہی نہ دیکھی تہی وہ سخت پریشان ہوگئے اور محاصرہ اُٹھاکے چلدیئے۔ جب ترک پس پا ہورہے تہے تو ہنگیریا کے دو نامی جنرلوں نے مراد خاں کے لشکر پر حملہ کیا ناچار سلطان نے ۱۴۴۳ء میں دس برس کے لئے صلح کرلی۔

کرمان اوغلی شہزادہ کرامینا مراد خاں کا بہنوئی ایشیا ہی میں بیٹھے بیٹھے یورپی شہزادوں سے گٹھ گیا۔ لیڈسلاک شاہ ہنگیری ان یورپی شہزادوں کا سرکردہ بنا۔ پوپ الیوجن رابع جن کا تقدس خداوند یسوع مسیح کے حضور میں بہت بڑہا ہوا تھا اور جن کے پاس دوزخ بہشت کی بہی کنجیاں تھیں اور جو اول درجہ کے

جہاز کو ادھر اُدھر گردش دے کے جلدی جلدی ترکی جہاز پر گولہ باری شروع کی۔ لڑائی خوب تُلی ہوئی تھی۔ اسی اثنا میں ترکی جہاز آ نکلے جو آثار توفیق کی امداد کے لئے آئے تھے۔ ان جہازوں کو دیکھ کے کپتان کے چھکے چھوٹ گئے وہ اسی شکستہ حالت میں بھاگا اور سامنے جہاز کو برباد ی سے بچا کے معہ سپاہیوں کے ساحل پر لے آیا۔

تین افسر اور چار سپاہی مقتول تین افسر اور گیارہ سپاہی مجروح ہوئے۔ آخرالذکر میں خود کپتان برنف بھی تھا اس میں شک نہیں کہ کپتان برنف نے بڑی بے جگری سے جنگ کی اور اپنے جہاز کو اگرچہ وہ سخت شکستہ حالت میں تھا صاف بچا لایا۔ شہنشاہ روسیہ نے انعامات دیئے اور کپتان کی بہادری کی بہت تعریف کی۔

آہن پوش جہازوں کی قدر ابھی تک جوں کی توں باقی ہے اگرچہ روسی کپتان نے یہ تجربہ بھی کر لیا لیکن دول آہن پوشوں کی قیمت سے غافل نہیں ہیں۔ کسی اتفاقی حادثہ پر عام فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ایک جزو کلیہ پر کبھی حاوی نہیں ہو سکتا۔ آہن پوش جہاز بڑا کام دیتے ہیں اور فی الحال دولی جہازوں سے

ایماندار اور پاکباز تھے اس بات پر آمادہ ہوئے کہ معاہدہ کو توڑ ڈالنا چاہئے کیونکہ کفار سے معاہدہ کرنا کوئی چیز نہیں ہے چنانچہ شاہ ہنگیری کو اُبھارا کہ تو معاہدہ کی شکست کر کے اعلان جنگ دیدے اور کافروں کو قتل کر اُن کے شہروں کو برباد کر دے اور اس بات کی کوشش کر کہ ایک کافر بھی زندہ نہ چھوڑا جائے۔ شاہ ہنگیری نے فوراً پوپ صاحب کے مشورہ پر عمل کیا اور ایک زبردست بیڑہ جہازات ترکوں کی ترقی فتوحات روکنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس بیڑہ جہازات کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ عثمانی فوجیں اس بیڑہ کی آنکھوں کے آگے وارنا کی طرف بڑہیں جو بحراسود کے سواحل پر واقع ہے۔ یہاں یورپی شہزادوں اور شاہوں کی فوجیں پٹی پڑی تھیں تمام اقوام یورپ کے سپاہی اس فوج میں موجود تھے۔ جوش میں بھرے ہوئے اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے۔ ترکوں نے اپنے لشکر کی جو دشمن سے بہت کم تھا باقاعدہ ترتیب دی۔ جاں نثاریوں کی فوجوں کے آگے ایک جھنڈا تھا جس پر عیسائیوں کا معاہدہ چسپاں تھا اور اس جھنڈے کی دوسری طرف یہ لکھا ہوا تھا کہ عیسائیوں نے نہایت بے ایمانی سے اپنے اس معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

جنگ میں بڑا کام نکلتا ہے۔

موسم گرما کے آغاز میں انگلستان کی حکمت عملی سے روسیہ میں سخت جوش اور پریشانی پیدا ہوگئی۔ روسی یہ سمجھ گئے تھے کہ لارڈ بیکنسفیلڈ کی گورنمنٹ روسیہ سے جنگ کرنا چاہتی ہے اس کے چرچے تمام روسی جلسوں میں علانیہ ہونے لگے تھے۔ روسی اخبارات بہت ہی غصہ میں بھر گئے تھے بعض اخبار انگریزی فوجوں کا مضحکہ اڑا رہے تھے کہ انگلستان کیسی شاندار فوج میدان جنگ میں لائے گا۔ بعض نے یہ لکھا تھا کہ ترکی کنٹنجنٹ فوج مقیم مصر کو انگریزوں نے روپیہ دے کے شائستہ بنایا ہے اور کل جنگی اخراجات کا خرچ انگلستان ہی دیتا ہے اس خوف سے انگلستان سلطنت کے شمالی حصوں پر حملہ آور ہو تمام بنادر پر تار پیڈ و بوٹ بچھا دیئے گئے تھے۔ انیش۔ سواحل بالٹک۔ ہلسنگ فورس۔ وی بورگ۔ ڈونا بنڈی یہ بنادر تھے جہاں روسیوں نے خوب تیاری کی تھی۔ روسیہ کو یہ خبر نہ تھی کہ اس قسم کی بدگمانی کا نقصان اُسے بھگتنا پڑے گا اور وہ خود بخود اپنے کو خطرہ میں ڈالتی ہے۔

اس میں کلام نہیں انگلستان میں ایک گروہ ایسا ہی تھا جو روسیہ سے جنگ کرنے کی تحریک کر رہا تھا۔

---

۱۰ ویں نومبر ۱۸۷۷ء میں جنگ ہوئی وہ جنگ جو ابھی تک بحر اسود کے سواحل پر کبھی نہ ہوئی تھی۔ یورپ کی اکثر قومیں جن میں پوپ معصوم (برعکس نہند نام زنگی کافور) نے روح القدس پھونکی تھی اس قدر شجاعت سے لڑیں اور ایسی کٹ کٹ کے لڑیں کہ جنگ کا مزا آ گیا۔ شاہ ہنگیری دور سے کھڑا ہوا جنگ کے آثار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا اور خوش تھا کہ روح القدس کی بھیڑیں کس خونخواری سے جنگ کر رہی ہیں۔ جنگ کا نقشہ دیکھ کے اس سے رہا نہ گیا وہ اپنا باڈی گارڈ لیکے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور جاں نثاریوں کی صفوں میں گھس گیا۔ سخت گھمسان کی جنگ ہوئی۔ ایسی مہیب جنگ مسلمان ابھی تک نہ لڑے تھے۔ جاں نثاریوں نے اولوالعزم اور بہادر شاہ ہنگیری کو معہ اس کے باڈی گارڈ کے پارہ پارہ کر دیا۔ ایک متنفس بھی جاں نثاریوں کی صفوں سے جان بچا کے نہ جا سکا۔ جنگ کا زور لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جاتا تھا۔ دست بدست جنگ ہو رہی تھی اس وقت محض تلواروں پر طرفین کی قسمت کا فیصلہ تھا۔ نوجوان عیسائی خوب ہی لڑے اور جان تک لڑا دی میدان جنگ سے ایک حد تک منہ نہیں پھیرا۔ مگر جاں نثاریوں کے جانسوز حملوں کی تاب نہ لا سکے۔ شاہ ہنگیری مارا جا چکا تھا۔ اس کے قتل سے

لیکن اُس کے مقابلہ میں ایک صلح جو بھی گروہ تھا دونوں کی آپس میں بحث مباحثہ ہو رہی تھی مگر جلسہ وزرا میں حملہ ہونے نہونے کے متعلق ابھی تک کوئی رائے ابھی پیش نہوئی تھی۔ لارڈ ڈربی نے صاف اظہار کر دیا تھا کہ انگلش گورنمنٹ روسیہ کی کبھی مخالفت نہیں کرنے کی ہاں یہ بات اس وقت تک مدّنظر رہے گی جبتک انگلستانی مقاصد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

یہ عام افواہ اُڑ رہی تھی کہ ترک بلغاریہ سے بالکلیّہ خارج کردیئے گئے اور اب روسیہ زبردستی دردانیال میں سے اپنے جنگی جہاز لیجائے گی۔ یہ ساری افواہی باتیں تھیں جن کا وجود کچھہ نہ تھا۔ انگلستان کیطرف سے روسیوں کو محض بے بنیاد خوف تھا اور قدرتاً ایسی نازک حالت میں خوف کا پیدا ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے ورنہ انگلستان نے تو اول ہی روز صاف کہدیا تھا کہ ہمیں نہ ترکوں سے واسطہ ہے اور نہ روسیوں سے۔ ہاں جس وقت ہمارے مقاصد کو صدمہ پہنچے گا اُس وقت ہم ہاتھہ پاؤں ہلائیں گے۔ انگلستان نے اخیر زمانہ جنگ تک اپنی اسی تجویز پر عمل کیا اور اس نے نہ روسیہ کو امداد دی اور نہ ترکوں کو بلکہ اخیر میں جزیرہ سائپرس پر قبضہ کرکے اس بات کی ضامن ہوگئی کہ ایشیائے کوچک پر روسیہ کو حملہ نکرنے دے گی اور بس۔

مسیحی فوجوں کو سخت دہچکا پہنچا جاں نثاریوں کا جوش بڑھتا جاتا تھا اور وہ جوش تھا جس کا نتیجہ فتح ہوتا ہے۔ ایک آگ تھی جو چاروں طرف لگی ہوئی تھی اور چچاچخ تلواریں چل رہی تھیں بہادروں کے جسم تلواروں سے روئی کیطرح دُھنکے جا رہے تھے۔ بھٹّے سے سر اُڑ رہے تھے۔ سراسر خون بہ رہے تھے مگر بہادروں کے جوش شجاعت میں کچھہ فرق نہیں تھا۔ اخیر ایک کامل فتح جاں نثاریوں نے حاصل کی دشمن کو پراگندہ کرکے خرگوشوں کی طرح دوڑا دوڑا کے مار ڈالا۔ کل مورّخ یک زبان ہیں کہ بہت بڑا قتل عام ہوا۔

مراد خاں نے اپنی فتوحات کو آگے نہیں بڑہایا اور جو کچھہ حاصل کرچکا تھا اسی پر قناعت کی۔ بار سلطنت سے ایسا ماندہ ہوگیا تھا کہ اُس نے سلطنت ہی کو استعفا دیدیا۔ اپنے بیٹے محمد کو جس کی عمر پندرہ سال کی تھی اپنا جانشین مقرر کیا۔ اپنے سامنے تمام تقریبات تاج پوشی ادا کیں اور ایڈریانوپل میں اعلان جاری کرکے آپ میگ نیسیا چلا آیا اور یہاں گوشہ نشینی اختیار کی۔ محمد ابھی بچہ ہی تھا اس لئے اُس کا رعب وزرائے دربار پر زیادہ نہ پڑتا تھا بہت سے وزرا سخت آرام طلب ہوگئے اور اپنے منصبی فرائض سے بے پروا ہو کے تعیش میں

دوسرا باب ۲

عثمان پاشا کی جنگ

اور خطرناک مظالم

عبدالکریم پاشا کی علیحدگی سے یا حالت کے نازک ہونے سے ترک چوکنّے ہوئے اور اُن میں وہی جوش عود کر آیا جو ایسے موقعوں پر ہمیشہ ہوا کرتا ہے اور جب وہ پورے بھڑک اُٹھتے ہیں تو اس قسم کی اولوالعزمی اور جوش دکھایا کرتے ہیں۔ جولائی کی اخیر تاریخوں میں حالت بہت ہی سخت ہوگئی تھی اور معاملات کا رنگ کچھ اور نظر آنے لگا تھا۔ میدان جنگ کی ہی وہ صورت نہ ہی تھی پلونا کے آگے جنرل کُردنر کی شکستوں نے جو ۱۹ اور ۲۰ اور ۲۱ کو ہوئیں حملہ آوروں کو یہ دکھا دیا کہ بلغاریہ میں آنکھ بند کرکے چلا آنا آسان نہ تھا اور اب بہت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نکوپولس کی حالت خطرناک ہوگئی تھی۔ روسی افسروں نے اپنی امداد کے لئے چوتھا رومینی ڈیویژن طلب کیا اس ڈیویژن کا کمان افسر جنرل مانو تھا۔ روسی لشکرگاہ بجائے ٹرنووا کے بیلا

پڑ گئے۔ وفادار ارکین سلطنت کو خوف معلوم ہوا مبادا سلطنت کے لینے کے دینے پڑ جائیں بھاگے ہوئے مراد خاں کے پاس آئے اور عرض کیا بلند توجہ فرمایئے اور دوبارہ تخت نشین ہو کے ان تمام بدعتوں کا فیصلہ کر دیجے ورنہ رنگ بگڑا جاتا ہے اور ڈر ہے مبادا کوئی دوسری صورت پیدا ہو۔ مراد خاں نے مجبوراً اس درخواست کو قبول کیا۔ ایڈریانوپل میں آکے تخت نشین ہوا رعایا نے بڑے جوش وخروش اور شادمانی سے اپنے سلطان کا استقبال کیا مراد خاں نے ایسے غیر محتاط اشخاص کی تنبیہ کر دی۔ اور جو لوگ بغاوت کرنا چاہتے تھے اُن کی پوری سرکوبی کر کے اُن کا فیصلہ کر دیا۔ اور اپنے بیٹے محمد کو میگنیسیا روانہ کر دیا کہ وہاں جاکے فوجی تعلیم اور جہانداری کے اصول سیکھے۔

مراد خاں نے اپنے زمانہ سلطنت میں بہت فتوحات حاصل کیں اور اُس کا زمانہ سلطنت نہایت کامیابی سے گزرا مگر زندگی کے اخیر زمانہ میں مراد خاں کو ایک ایسے صَعب ترین دشمنوں سے واسطہ پڑا جس نے اُس کے قلب کو جنبش دیدی۔ یہ شخص مشہور اسکندر بیگ تھا جس کی شجاعت کی تعریف میں مورخ رطب اللسان ہیں۔ سکندر بیگ جان کیسٹریٹ شہزادہ اپیرس کا بیٹا تھا جس نے اپنے بیٹے کو یونانی شہزادوں کے ساتھ محفی

منتقل کر دیا گیا۔

عثمان پاشا جانب جنوب پلونا سے مقام لوفچا پر روانہ ہوئے۔ اس مقام پر پہلے ترکی فوج قابض تھی لیکن روسی اسے فتح کر چکے تھے۔ ۲۶ جولائی کو عثمان پاشا نے حملہ کر کے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ ایک دن چند گھنٹے تک جنگ ہوتی رہی اور دوسرے دن کا بہت سا حصّہ بھی اس کے فتح کرنے میں صرف ہوا۔ تو بھی روسیوں کے قبضہ میں ابھی تک وہ مقامات تھے جن کا مرکز پلونا تھا۔ اب روسیوں میں ایک کھلبلی مچ گئی اور انہیں اپنی حفاظت کا فکر ہونے لگا۔

جس وقت شہنشاہ روسیہ کا تار شہزادہ رومینیا کو فوج کے بارے میں پہنچا ہے شہزادہ چارلس کو تامل ہوا۔ تامل ہونے کی دو وجہیں تھیں۔ اوّل تو پلونا پر جنرل کردنر کو شکست ہو چکی تھی دوسرے معاہدہ میں فوجی امداد کا کہیں ذکر نہ تھا اس کے علاوہ ریاست کے لوگ بھی فوج روانہ کرنے کو اچّھا نہیں خیال کرتے تھے یہاں پس و پیش ہو رہا تھا کہ یکایک جنرل گھیکا رومینی اتاچی متعینہ لشکرگاہ روسیہ ریاست مذکور میں آیا اور شہزادہ چارلس سے کہا کہ فوج ضرور روانہ ہونی چاہئے میں نے کل انتظام قابل اطمینان کر لیا ہے۔

اطاعت کی علامت ظاہر کرنے کے لئے دربار عثمانی میں بھیجدیا تھا۔ اس شہزادہ نے اسلام قبول کر لیا اس لئے ترک اس سے محبت کرنے لگے اور تمام جنگوں میں ساتھ لئے پھرے۔ شہزادہ کو جنگ میں اس قدر تجربہ ہو گیا اور اس نے ترکی فوج کے ساتھ ایسے نمایاں کام کئے کہ ترک اسے سکندر کہنے لگے اور اسلام کی نشانی کے طور پر "بیگ" کا لفظ اس کے نام کے ساتھ اور بڑھا دیا۔ جب شہزادہ اپیرس یعنی سکندر بیگ کے باپ کا انتقال ہو گیا تو مراد خاں نے ایک ترک کو یہاں کا گورنر بنا کے بھیجدیا اور سکندر بیگ کے حقوق کا کچھ خیال نہیں کیا۔ سکندر بیگ کو بڑا غصّہ آیا اور اس نے قسم کھائی کہ مراد خاں سے اس کا انتقام لونگا موقع کی تاک میں لگا رہا۔ ایک روز وزیر ریاست کو ڈیرہ میں بلا کے زبردستی کی کہ گورنر اپیرس کی معزولی اور میری جانشینی پر مُہر کر دے۔ وزیر مجبور رہا سکندر بیگ نے صاف کہدیا مُہر نہ کی تو ابھی قتل کر ڈالونگا ناچار جان بچانے کے خوف سے وزیر نے دونوں امور پر مُہر کر دی سکندر بیگ نے مُہر کا کاغذ لیلیا اور اس کے بعد وزیر کو فوراً قتل کر کے وہیں دفن کر دیا تاکہ یہ نمک حرامی اور دغابازی کا کام چھپا رہے یہ مُہری کاغذ لیکے فوراً اکر دیا روانہ ہوا۔ مذکور مقام اپیرس کا پایۂ تخت تھا۔ وہاں گورنر ترکی کو یہ مُہری فرمان

شہزادہ مجبوراً راضی ہوگیا اور اپنے سپاہ سالار مانو نامی کو حکم بھیجا کہ سرحد کو عبور کرکے نکوپولس پر قبضہ کرلے۔ مانو فوجیں لیکے روانہ ہوا اُسے بولٹی کا پل تیار کرنا پڑا اس لئے معمول سے زیادہ دیر ہوگئی کہ ایک اور مراسلہ لشکرگاہ روسیہ سے شہزادہ چارلس کے نام آیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو امداد بھیجی جائے ورنہ میدان کارزار کا رنگ بالکل بدل جائے گا۔ شہزادہ نے فوراً اپنے وزیراعظم براٹیانو کو جنرل مانو کے پاس بھیجا کہ کیوں دیر لگا رکھی ہے وجہ کیا کہ اب تک مقام مقصود پر فوج نہیں بھیجی۔ جنرل نے جواب دیا " ڈینوب تو گزرا ہی جائے گا لیکن اس کے عبور کرنے کا غلط مشورہ شہزادہ کو دیا گیا ہے"۔ وزیر نے شہزادہ چارلس سے جنرل کی رائے کا اظہار کردیا اس نے یہ سنتے ہی اپنے سپاہ سالار کو واپس بلالیا۔ جنرل گرد نر نے سپاہ سالار رومینی کو حکم بھیجا کہ نکوپولس کے بیرونی مقام پر فوراً قبضہ کرلے سپاہ سالار مذکور نے صاف انکار کردیا کہ میں قبضہ نہیں کرتا۔ اسی اثنا میں شہزادہ چارلس نے اُسے واپس طلب کرکے اس کی جگہ جنرل انجی لسکو کو بھیج دیا۔

اس وقت میں جنرل گورکو کی اُن لڑائیوں کا تذکرہ کرتا ہوں جو جنوبی بلقان میں اُسے لڑنی پڑیں۔ جنرل مذکور کنالک سے یانی زگرا پر بڑھا تھا جو جنوب مشرقی کی طرف واقع ہے اس نے اپنی فوجوں کے تین حصّہ

دکھایا اس نے دیکھتے ہی حکومت صوبہ سے علیحدگی اختیار کی اور سکندر اس کی جگہ ہوگیا۔ سب سے پہلے اس نے البینیوں کو سلطان کی اطاعت سے سبکدوش کرکے اپنے قبضہ میں کرلیا اور ایک زبردست فوج مہیا کی اور اپنی خودمختاری کا اعلان دیدیا۔ وینٹس والوں نے سکندر بیگ جیسے بہادر شخص کی اس وقت مدد کرنی بہت ہی ضروری خیال کی اور انہیں ترکوں کو نیچا دکھانے کے لئے بہت اچھا موقع ملا۔ کل وینٹس ساتھ ہوگئے۔ اور اب سکندر بیگ کے پاس ایک مہیب لشکر جمع ہوگیا۔ سلطان مراد خاں بذات خود اپنی سپاہ کا سرکردہ بنکے سکندر بیگ پر حملہ آور ہوا۔ ترکی فوج نے آتے ہی کرویا کا محاصرہ کرلیا مگر سکندر بیگ کے آگے کامیابی مشکل تھی۔ کیونکہ وہ بھی جاں نثاریوں ہی کا پروردہ تھا ترکی فوج کو پسپا ہونا پڑا۔

مراد خاں کا زمانہ حکومت مجموعی صورت سے نہایت شاندار اور فتحمند گزرا ہے۔ اس نے ہنگیرین کو سخت بیعزتی کی شکست دے کے اُن کا خاتمہ ہی کردیا تھا پھر ہنیادیز کا قلع قمع کیا اور شہزادہ لڈسلاس کی کی موت پر جو لوگ چیرہ دست ہوگئے تھے انہیں نیچا دکھایا۔

کر دیئے تھے اور اُن کو اس صورت سے روانہ کیا تھا کہ موقع جنگ پر اگر ضرورت ہو تو سب ملکے جنگ کر سکیں ایک حصّہ فوج بلغاریہ والوں کا تھا ان کے ساتھ دو توپخانے اور تین رجمنٹیں رسالوں کی تھیں یہ کالم فوج اسکی زگرا سے روانہ ہوا۔ مرکزی حصّہ فوج پر جنرل گورکو خود کمان کر رہا تھا جس میں رئفل برگیڈ اور ایک رجمنٹ کوہ قافیوں کی اور چار توپخانے تھے یہ فوج کزانلک سے روانہ ہوئی تیسرا کالم کنکوٹی سے روانہ ہوا۔ جس میں پانچ بٹالن پیادہ فوج دو توپخانے اور کچھ کوہ قافی تھے۔ ۲۹ر جولائی گورکو کزانلک سے روانہ ہوا۔ چالیس میل کا ماندہ سفر کر کے ۳۰ر کی صبح کو یانی زگرا پہنچا۔ اور فی الفور ترکی بازوئے چپ پر جو ریلوے اسٹیشن کے سامنے پڑا ہوا تھا حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا اچانک اور اس جوش سے کیا گیا کہ ترکی فوج کے اوسان باختہ ہو گئے۔ پہلے توپیں چلتی رہیں اور پھر بندوقیں اور بندوقوں سے سنگینوں پر نوبت آگئی۔ دست بدست کی جنگ نے میدان جنگ کو لاشوں سے ڈھانک دیا۔ دو بجے دن تک یہ مہیب جنگ رہی ترکوں کو شکست ملی اور یانی زگرا پر روسیوں کا قبضہ ہو گیا۔ روسیوں نے ریلوے اسٹیشن کو برباد کر کے میگزین کو اُڑا دیا مگر سوار نہ ہونے کی وجہ سے ترکوں کا تعاقب نکر سکے۔ اس کے بعد جنرل گورکو نے یہ سُنا کہ اسکی فوج کا بازوئے چپ نازک

جب سلطان مراد خاں ایڈریانوپل واپس آیا تو اپنے بیٹے محمد کی شادی سلیمان بیگ کی بیٹی سے کر دی عام دعوت کے دن جب شہزادہ کی شادی کی خوشی میں جشن منایا جا رہا تھا مراد خاں بیمار ہوا اور یہ ایسی بیماری تھی جس نے تین دن میں فیصلہ کر دیا۔ ۹ر فروری ۱۴۵۱ء میں ۳۲ برس اور چھ مہینے کی سلطنت کے بعد مراد خاں کا انتقال ہو گیا۔

آٹھواں باب

محمد ثانی۔ ساتواں سلطان

۱۴۵۱ء سے ۱۴۸۱ء تک

محمد ثانی کی سلطنت اور طرز و انداز۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ اور فتح۔ سلطان کا شہر میں داخلہ۔ ایڈریانوپل میں واپسی۔ سکندر بیگ کا اعلان جنگ دینا۔ نہایت شجاعت سے محمد کے مقابلہ میں قایم رہنا۔ سکندر بیگ کی وفات

حالت میں ہے اور وہ زبردستی اپنا راستہ اسکی زگرا میں نہیں کرسکتا۔ یہ سنتے ہی فوراً اس کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ اسی شب مقام کارابونر پہنچا اور تمام وادی کو سوختہ گاؤں سے بھرا پایا۔ علی الصباح ۱۴ کی صبح کو مقام زورسانلی میں پہنچا لیکن اسکی زگرا اور مقام مذکور کے بیچ میں تیس ہزار ترک پڑے ہوئے تھے۔ جنرل گرڈنر کو اس کی خبر نہ تھی۔ ترکی فوج نے گرڈنر کے حصہ مقابل پر گولہ باری شروع کی۔ مذکور جنرل نے پیادہ فوج کو آگے بڑھایا اور اب ایک خطرناک جنگ شروع ہوئی۔ جنرل گورکو کا کالم سڑک کے جانب چپ ایک جھاڑی میں قایم تھا۔ لندن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ دو کوہ قافی توپوں کو ایک پشتہ پر نصب کرکے ترکوں کا جواب دینا شروع کیا۔ اور پیادہ فوج کا ایک دستہ جنگل کی مشرقی جانب ترکی فوج کا منہ پھیرنے کے لئے بھیجا گیا۔ جب روسیوں کی فوجوں کی ترتیب اس صورت سے ہوئی تو ترکوں نے مخدوش مقامات کو خالی کردیا۔ تھوڑی دور جاکے ترک واپس چلے آئے اور کوہ قافی توپوں کی بھرمار میں بعض مقامات پر قبضہ کرلیا۔ اب دھواں دھار توپوں کے فیر ہونے لگے اور نہایت شان سے ترکوں نے قدم جما کے جنگ کرنی شروع کی۔ جنگل میں جس طرف روسی گئے وہیں انہیں بھون دیا۔ ترکوں کا گولا بلند سڑک اور روسی

محمد کا بلغراد کو محاصرہ کرنا۔ سخت نقصان کے ساتھ پس پا ہونا۔ کریمیا
میں فتوحات۔ رہوڈس پر ناکام حملہ۔ نگروپانٹ کی اطاعت۔ بیرحمی۔ پھانسی۔

نوجوان محمد نے فوج سے اس محبت کی میراث کا حصہ لیا جو اس کے باپ کو حاصل تھی یا بالفاظ دیگر فوج اور رعایا نے نہایت محبت سے محمد کو تخت نشین کیا اور اطاعت وفاداری کی قسمیں کھائیں۔ محمد نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے سوتیلے بھائی کو جو شہزادی سرویا کے بطن سے تھا قتل کرڈالا اور اس شہزادی کو جلاوطن کردیا کہ اپنے گھر چلی جائے۔ یہ فعل سخت بیرحمی کا کیا گیا مگر سیاسی لحاظ سے اس پر زیادہ نکتہ چینی نہیں ہوسکتی کیونکہ مسیحی شہزادیاں شہنشاہ مینویل کے ساتھ ملکے ترکی سلطنت میں رخنہ ڈال چکی تھیں۔

اس میں کلام نہیں کہ محمد سلطان کا یہ بے رحمانہ فعل تھا مگر قانون قدرت یہ ہے جب ایک ہاتھ گل جائے اور اس سے تمام جسم کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ہاتھ کاٹ ڈالا جائے اگر وہ عورت وطن نہ بھیجی جاتی اور بچہ زندہ رہتا تو ضرور ایک دن دعوئے سلطنت کرتا اور مسلمانوں کو ایک عورت اور بچہ کی وجہ سے سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہزاروں مسلمان قتل ہوتے اور ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں رانڈ ہوجاتیں۔

فوج کے جانب راست پڑ رہا تھا۔ شہنشاہ روسیہ کی شاہی فوج قدم جما جما کے لڑ رہی تھی لیکن اُس کا مُنہ پھرا جاتا تھا جنگل پر حملہ کرنے میں ترکوں نے ایسی بہادری دکھائی کہ یورپ میں ہل چل پڑ گئی۔ اُنکی شجاعت کا نئے سرے سے ڈنکا بجگیا۔ روسی رجبٹ کے ایک کرنیل نے جب اپنی فوج کو فرار ہوتے ہوئے دیکھا تو گھوڑا دوڑا کے آگے بڑھا اور بہت زور سے غل مچا کے کہا "کس کی مجال ہے جو قدم پیچھے ہٹالے"۔ اس جملہ نے ایک تازہ روح روسی فوج میں پھونک دی اور اس نے جان توڑ کر حملہ کیا اور ترکوں کو ایک مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ روسی افواج کا دہنا بازو بہت ہی نازک حالت میں پھنس گیا تھا اگر شہزادہ ایوجینی لیچٹن برگ امداد کو نہ آجاتا تو جنرل گورکو مع اپنی کل فوج کے گرفتار ہی ہو گیا تھا۔

ترک جوش میں بھر آئے تھے اور اپنی موروثی شجاعت سے حملے کر رہے تھے۔ اس وقت جنگ خوب تلی ہوئی تھی اور ایسی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ طرفین کو مزا آرہا تھا۔ ترکوں نے اسکازری کے گرد ونواح میں بلغاریوں کو بڑی بھاری شکست دے کے صفوں کی صفوں کو کاٹ ڈالا تھا۔ بہتیری اُنہوں نے کوشش کی کہ جگہ سے جنبش نہ کھائیں لیکن ترکوں کے جوشیلے حملوں کی تاب نہ لاکے بھاگ کھڑے ہوئے

محمد ثانی نے فی الفور توپخانہ کی سپاہ کی ترتیب دی اور دردانیال میں اپنے دادا کے قلعہ کے سامنے ایک جدید قلعہ بنایا۔ شہنشاہ یونان نے شکایت کی کہ یہ قلعہ عہدنامہ کے خلاف بنا ہے فوراً منہدم کر دیا جائے مگر محمد ثانی نے اس کی مطلق پروانہ کی۔ جب یہاں سے صاف جواب ملا تو شہنشاہ یونان نے پوپ نکولس پنجم سے امداد کے لئے اپیل کی۔ پوپ نے جواب دیا اس شرط پر میں تمہیں مدد دے سکتا ہوں اگر تم گریک چرچ اور رومن چرچ کو ایک کردو۔ شہنشاہ یونان اور اُس کے کل وزرا اس شرط سے سخت آزردہ ہوئے۔ اور صاف انکار کر دیا خواہ آپ امداد دیں یا نہ دیں یہ شرط تو ہمیں کسی طرح بھی منظور نہیں ہے۔

اس اثنا میں سلطان کی فوجوں نے موریا کے اس حصّہ کو تہ و بالا کر دیا جس پر ابھی تک شہنشاہ یونان کا قبضہ تھا۔ جینوسی نے پانچ جنگی جہاز سامان حرب رسد اور پانسو سپاہیوں کے بندر پر روانہ کئے کنارہ پر سپاہی اُتار دیئے گئے ترکی جہازوں نے اُن پر حملہ کیا اگرچہ ان کی تعداد بہت بڑی تھی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اس پر سلطان کو بہت ہی غصّہ آیا کہ اس کثیر تعداد پر بھی کام نہ بنا اس نے نہایت شجاعت سے ارادہ کیا کہ پائے تخت کا محاصرہ کر لیا جائے۔ توپخانہ کا استعمال ترک کرنے لگے تھے اور ہر جنگ میں

اور شمال سے ہوتے ہوئے درۂ شپکا میں گزرتے ہوئے بلغاریہ میں چلے آئے۔ وہ بلغاری جو شپکا سے ہو کے بھاگے تھے اُن کی تعداد سولہ سو سے صرف پانسو رہ گئی تھی۔ ساری مہم کی مہم ہی بیکار گئی۔ جنرل گورکو جن کی امداد کے پہنچنے پر بلغاریوں کی مدد کے لئے روانہ ہوا تھا لیکن جب اُس نے یہ دیکھا کہ میرا عقب خطرناک حالت میں ہے تو وہ بلغاریوں کو اُن کی قسمت پر چھوڑ کے واپس چلا آیا۔ اور بمشکل جتنا جلد اس سے ممکن ہو سکا ہنکوئی اور ڈلبوکا کے دروں سے گزرا۔ چونکہ درے بہت تنگ اور دشوار گزار تھے اس لئے اُسکی فوجوں کو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

گورکو کی فوج کا چند روز گزشتہ میں بڑا ہی کھلیان ہو گیا تھا۔ مجروحین کی کثیر تعداد مر چکی تھی اور تندرست توی ہیکل سپاہی بھوک اور لوؤں سے مرے چلے جاتے تھے۔ ۳۰ ر اور ۳۱ ر جولائی کی جنگ میں گورکو کے تین ہزار سپاہی میدان جنگ کے نذر ہو چکے تھے اس تعداد میں بلغاریہ والے شامل نہیں ہیں جو کئی ہزار تک برباد ہو چکے تھے۔

۲ ر اگست حملہ آور فوج کے ایک ڈیویژن نے بلقان کی شمالی سمت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ضرورت یہ تھی

تھوڑی بہت توپوں کی لڑائی لڑتے تھے لیکن اس موقع پر اُنہوں نے بڑے پیمانہ پر توپوں کو جمع کیا تھا۔ سلطان کے ہاں کئی اعلیٰ درجہ کے سپاہ سالار تھے اُن سے مشورہ کیا گیا کہ قسطنطنیہ پر کدھر سے حملہ کیا جائے توپخانے کہاں کہاں نصب ہوں اور کتنی فوج شہر پر قبضہ کر سکتی ہے۔ سپاہ سالاروں کے مشورہ کے بموجب قسطنطنیہ کے اردگرد جتنی بلندیاں تھیں سب پر قبضہ کر لیا کہتے ہیں تین لاکھ فوج چاروں طرف پڑی ہوئی تھی قسطنطنیہ کی قدرتی طور پر چاروں طرف سے حفاظت ہو رہی تھی آٹھ ہزار بہادر عیسائی شہر پناہ کے اندر موجود تھے کثیر تعداد یونانی فوجیں چاروں طرف پٹی پڑی تھیں۔ یہ ایک ہی شہر سلطنت روستہ الکبریٰ کی آخری یادگار رہ گیا تھا اور یہ وہ شہر تھا جس کی حکومت دور دور دراز پھیلی ہوئی تھی اور اب اُس کا محاصرہ ہو رہا تھا۔

سلطان محمد نے پہلے باقاعدہ اعلان جنگ دیا اور سات توپخانوں سے جو خشکی کی جانب نصب تھے شہر پر گولہ باری شروع کی۔ محصورین نے بھی توپوں کا جواب دیا لیکن کوئی بیّن نتیجہ نہ نکلا۔ روز بروز سلطان کو یہ کھلتا گیا کہ خشکی کی طرف سے حملہ کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکتی اس لئے اس نے ساحل سمندر سے حملہ کرنیکی

کہ چند ضروری گھاٹیوں پر بھی تصرف کرلیا جائے۔ درہ شپکا خوب ہی مضبوط کیا گیا تھا ۲۸ توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور نویں ڈیویژن کی ایک رجمنٹ بطور فوج قلعہ کے مقیم تھی۔ دو رجمنٹوں نے درہ ہنکوی پر قبضہ کرلیا۔ جنوب کی طرف امداد بھیجی جارہی تھی تاکہ مقبوضہ مقامات اور مضبوط کر دیئے جائیں۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم تھا۔ طرفین کی فوجوں میں جوش پیدا ہوگیا تھا۔ مذہبی جوش جنگ میں مل گیا تھا اور ایسی حالت میں جو مہیب افعال کا صدور ہوتا ہے اُسے سب جانتے ہیں۔

لندن کے اخباروں کے نامہ نگار متفق اللفظ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ترکی فوجیں بلغاریہ کے شمالی حصص سے واپس آئی ہیں تو انہوں نے عیسائیوں کو بالکل نہیں ستایا تھا اور نہ اُن کے مال و متاع کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھا تھا لیکن جب روسیوں نے مسلمان اور بچوں اور بے پناہ عورتوں پر مظالم توڑے اور انہیں چور رنگ اُڑایا تو ترکوں کو بھی غصہ آیا اور یہ غصہ ایسا تھا جس میں خونریزی چھپی ہوئی تھی پہلے اس کا سان و گمان بھی نہ تھا اور اب ترک سخت خوفناک ہوگئے تھے۔ علاوہ روسیوں کے بلغاریوں نے اپنے قدیم آقاؤں کے ساتھ ایسا ظالمانہ برتاؤ کیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ترکوں کی اس تبدیلی کا

تجویز کی۔ لیکن معمولی طریقہ سے وہ ساحل میں داخل نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ زبردست فولادی زنجیریں ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک پھیلی ہوئی تھیں۔ سلطان بے چین تھا اور چاہتا تھا جس صورت سے ہو ساحل کی طرف سے حملہ کیا جائے بدقت اس میں کامیاب ہوا اور ایک ہی حملہ میں گلاٹا پر جو شاخ زرین کے سامنے واقع ہے قبضہ کرلیا۔ یہاں اس نے ایک راستہ بنایا اور گھوڑوں۔ بیلوں۔ آدمیوں اور انجنوں سے ساٹھ جہاز خشکی میں سے گھسٹوا کے لیگیا۔ شب کو اُن جہازوں کو بندر پر پہنچا کے کل سپاہیوں کو کنارہ پر اُتار دیا۔ یونانیوں نے اس بندر کی پوری حفاظت نہ کی تھی اگرچہ ترکوں کے مقابلہ کے لئے بہت کچھ سپاہ اور سامان حرب موجود تھا یونانی جانتے تھے کہ دہری دہری فصیلیں بنی ہوئی ہیں ترک قیامت تک ان کو پھلانگ کے نہیں آسکتے مگر جب اُنہوں نے ترکی جنگی بیڑے کو ساحل پر دیکھا تو سخت مضطرب ہوئے تو بھی اُنہوں نے گولہ باری شروع کی۔ نہایت شجاعت اور جانبازی سے یونانیوں نے جنگ کی۔ شہنشاہ یونان خود موجود تھا اور نامی سپاہ سالار جسٹی نیانا سے امداد لے رہا تھا جس سے بہتر جنگ مدافعت لڑنے والا اور قلعہ کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ سلطان سخت متحیر تھا کہ جہاں گولہ سے دیوار میں کوئی دراڑ پڑی اور

صرف یہ سبب تھا اور یہ سبب ہرگز نکتہ چینی کے قابل نہیں ہوسکتا۔
آغاز جنگ میں مقام کستنجی پر سب سے پہلے عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا ابھی تک مسلمانوں کی طرف سے مطلق زیادتی نہ ہوئی تھی۔ پھر کوہ قافی لشکر اس صوبہ میں آگیا۔ اُف مظالم کی کوئی انتہا نہ تھی ترکوں کے بال بچے نہایت بے رحمی سے عام طور پر قتل کئے گئے اور ان مظلوم مقتولین کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کرچکی تھی۔ یورپ میں کل مدبرین سلطنت اور واقفکاروں کا عقیدہ ہے کہ جب تک ترکوں کو چھیڑا نہ جائے ان کے برابر کوئی حلیم نہیں ہوتا اور جب انہیں چھیڑ دیا اور ان کے بال بچوں یا مذہب کی توہین کی پھر یہ آپے کے باہر ہوجاتے ہیں اور اس وقت انسانیت سے گزر جاتے ہیں۔ پھر نہ وہ عورتیں دیکھیں اور نہ بچے سب کا یکساں صفایا بول دیتے ہیں۔ لیکن ایسے مظالم پر پیش قدمی نہیں کرتے اور ہمیشہ اپنی مسیحی رعایا سے اوراُن لوگوں سے جن سے انہیں سابقہ پڑتا ہے مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں۔
جنگ کے ابتدائی زمانہ میں باب عالی کی طرف سے اُن مظالم کے بیانات شائع ہوئے تھے جو روسی فوجیں نہایت بزدلی سے عورتوں اور بچوں پر کرچکی تھیں۔ ان میں لکھا تھا کہ روسیوں اور بلغاریوں نے

اسی وقت اس کی مرمت ہوگئی۔ اتنی شدید جنگ کے بعد بھی سلطان کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بڑے زبردست حملے ہورہے تھے لیکن سب کے ساتھ ناکامی ملی ہوئی تھی عین معرکہ جنگ میں ایک وینٹن افسر کاپ نامی نے شہنشاہ یونان سے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں ترکی بیڑہ جہازات کو برباد کردوں۔ شہنشاہ نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ پوشیدہ پوشیدہ اس کی تیاریاں ہونے لگیں مگر یہ بھید ترکوں کو بھی معلوم ہوگیا کہ سپاہ سالار کوپ معہ چند نوجوان یونانی سپاہیوں کے بیڑہ جہازات برباد کرنا چاہتا ہے انہوں نے فوراً اُسے گرفتار کرلیا اور محصورین کی آنکھوں کے آگے سب کی گردنیں اڑادیں۔
قسطنطنیہ کی حالت برابر خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ محاصرہ کو چالیس دن ہوچکے تھے۔ ہر روز یہ معلوم ہوتا تھا کہ محاصرہ کو ابھی بڑا طول ہوگا۔ شہنشاہ یونان نے سوا اس کے کوئی تدبیر نہ دیکھی کہ اگر ممکن ہو تو وزیراعظم خلیل کو ملالے اور محاصرہ کے اُٹھ جانے میں اُس کی مدد لے۔ چنانچہ اس نے کوشش کی اور دونوں کی پوشیدہ خط کتابت ہونے لگی۔ شہنشاہ یونان نے ایک کثیر دولت کی بشارت دی کہ اگر محاصرہ کو اٹھوا دیا تو یہ روپیہ تمہیں دیا جائے گا۔ دغاباز وزیر راضی ہوگیا اور شہنشاہ یونان سے

اں کے نہ صرف بے پناہ اور لنگڑے لولے مردوں کو قتل کیا بلکہ عورتوں اور بچوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ ان ترکی توضیحات کا یورپ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ ہمدردی کا راگ صرف عیسائیوں کے ساتھ گایا جاتا تھا مسلمان ایسی ہمدردی میں شریک نہیں تھے۔ ۱۸۷۶ء میں محض اس قتل و غارت پر یورپ کا یورپ ترکوں کی طرف سے بھڑک اٹھا تھا مگر اب کسی نے سانس بھی نہیں لیا۔

پال مال گزٹ اخبار لندن کے نامہ نگار نے ۲۷ر جولائی کو لکھا کہ خاص بچورسٹ میں ایک برگیڈ کی ترتیب دی گئی تھی جس کا نام انتقامی برگیڈ رکھا تھا اس میں چار بٹالن مفسد بلغاریوں کی تھیں اور مختلف ممالک سے اور بھی بکثرت باغی آکے اس میں شریک ہوگئے تھے۔ اس برگیڈ کی ترتیب محض اس لئے دی گئی تھی کہ یورپ سے مسلمانوں کو مار کے نکال دے۔ ترکی عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالے۔ مساجد اور مکانات جلادے غرض مسلمان کے نام کا ایک بچہ بھی زندہ نہ رکھے۔ خود شہنشاہ روسیہ بھی اس میں شریک تھا اور اسی کی رائے سے اس انتقامی برگیڈ کی ترتیب دی گئی تھی۔ اس سے زیادہ ذلت کا فعل ایک ایسے شہنشاہ کے لئے جو تمدن اور تہذیب کا مدعی ہو کیا ہو سکتا ہے جو خود ایسے برگیڈ کی ترتیب دے جس کا کام

اقرار کرلیا کہ میں محاصرہ وغیرہ سب توڑوا دوں گا۔ سلطان برابر حملے کئے جاتا تھا اور روز بروز اس کا جوش بڑھتا جاتا تھا اب کے حملے اور بھی زیادہ خطرناک تھے چاروں طرف دیواروں میں چھید کر دیئے تھے اور کئی مقامات سے فصیلیں منہدم ہوگئی تھیں۔

اس وقت تک یونانیوں کے بہت سے جنگجو ضائع ہوچکے تھے تو بھی اتنی فوج باقی تھی کہ کافی طور پر شہر کی حفاظت کرسکتی۔ کھائیاں نصف بھری ہوئی تھیں۔ لوگوں کے دل ٹوٹتے جاتے تھے خیال یہ تھا کہ اگر قحط پڑا تو سب کا صفایا بول دے گا۔

جب بدنصیب قسطنطین نے یہ دیکھا کہ لوگوں کی حالت خراب ہوتی جاتی ہے تو اس پر بڑا اثر ہوا محض اپنی رعایا اور شہر کی حفاظت کے لئے اس نے سلطان ترکی سے صلح کرنی چاہی اور خراج دینا قبول کیا۔ سلطان نے صلح کرنے سے صاف انکار کردیا۔ جب شہنشاہ نے یہ دیکھا کہ سلطان صلح نہیں کرتا تو اس نے دل سے ارادہ کرلیا کہ اخیر تک بڑی شجاعت سے جنگ کی جائے کیا تو سلطنت کو بچا لیا اور کیا فیصلہ ہوگیا۔

عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا اور مساجد و مکانات کا جلانا ہو۔ یہ ظالمانہ افعال محض بزدلی اور نامردی پر دلالت کرتے ہیں اور ان سے وحشت پائی جاتی ہے روسیہ کو متمدن قوم ہونے کا ناز و عوئے ہی دعویٰ ہے اس سے زیادہ وحشی اس سے زیادہ ظالم اور جابر دنیا میں کوئی قوم نہیں ہے۔

روسی مظالم کی بابتہ ۱۲ جولائی ۱۸۷۷ء سفیر متعینہ پیرس کے پاس ترکی طرف سے یہ مراسلہ پہنچا جس میں یہ لکھا تھا " بتاریخ ایک روسی ڈیویژن قصبات کستان اور بیلوداں میں آیا۔ آتے ہی اس نے مسلمانوں سے ہتیار لیلئے اور وہ اسلحہ بلغاریوں میں تقسیم کردیئے۔ جب مسلمان نہتے ہوگئے تو بلغاریوں نے ان پر حملہ کیا مردوں۔ عورتوں شیرخوار بچوں کو قتل کرکے ان کے گھروں میں آگ لگادی جو کچھ ہوا روسی فوج کے اشارہ سے ہوا۔ افسوس ہے ہمارے بھائی مسلمانوں نے اس سلطنت کے ہاتھ یہ خطرناک مظالم سہے جو انسانیت اور رحم کی طرفدار اور حمایت کی مدعی بنکے نکلی ہے اور اس نے اعلان دیا ہے کہ وہ بلا رو رعایت کل آبادی کی طرفدار ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ یورپ کو ان مظالم کا حال پڑھکے غصہ آئے گا اور اسے معلوم ہوگا کہ روسیہ کتنی رحملی اور انسانیت کی کارروائی کررہی ہے۔ اس کی تصدیق اعلیٰ درجہ کے ذرائع سے

سلطان محمد قسطنطنیہ پر حملہ کرکے تلواروں کے منہ پر اسے فتح کرنا چاہتا تھا اور اسی دھن میں لگا ہوا تھا کہ جس طرح ہو حملہ کرکے شہر لیلیا جائے اس نے اپنے لشکر سے مخاطب ہوکے کہا ملا بہشت کا دروازہ اُن مسلمانوں کے لئے کھلا ہوا ہے جو میدان جنگ میں شہید ہوں اور جو غازی ہوں گے ان کے لئے قسطنطنیہ کی غنیمت وقف ہے"۔ ان فقروں سے ترکوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا اور لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوئے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے۔ سلطان کا گھوڑا سب سے آگے تھا۔ سپاہ بڑہی چلی جاتی تھی اور سخت کشت و خون ہورہا تھا۔ سلطان نے ترکیب یہ کی تھی کہ سب سے آگے بڑی سے بڑی فوج کو کردیا تھا اور جاں نثاریوں کو موقع کے لئے محفوظ رکھا تھا کیونکہ آگے والی فوج بھیج ہی بہت رہی تھی۔ سلطان جانتا تھا کہ موقع پر جاں نثاریوں کا ایک حملہ کامل فتح دلوا دے گا۔ اخیر اس کی تدبیریں کامیاب ہوگئیں۔ یونانیوں کا کچومر نکل چکا تھا۔ اور اگر اُن کی بعض فوجوں میں کچھ دم ہی تھا تو وہ خونخوار ترکوں کی رُو کا جو دریا کی طرح اُمڈے چلے آتے تھے کیا کرسکتی تھیں۔ فصیلوں میں شگاف ہوچکے تھے اور مختلف مقامات سے ترکی فوج شہر میں داخل ہورہی تھی۔ قسطنطین اب بھی اسی سرگرمی سے اپنا کام

ہو رہی ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔"
لندن ٹمس کے نامہ نگار نے ۷ ار جولائی کو شملہ سے یہ لکھا تھا میں نے سسٹووا کے قریب چھ مجروح عورتوں سے سوالات کئے جو وحشی کوہ قافیوں کا شکار ہوئی تھیں۔ اس میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے جو کچھ وحشی روسی سپاہیوں نے کیا بالکل سچ ہے۔" دوسرا نامہ نگار لکھتا ہے کہ میں نے سترہ جلا وطن مجروح مسلمانوں سے جو مقام رسگراڈ میں آکے پہنچے تھے باتیں کی تھیں ان میں سے ایک شیر خوار بچی دو برس کی تھی جس کے دھڑ میں گولی لگی تھی اور جس کے سر پر روسی سپاہی نے اپنی بندوق کا کندہ مارا تھا اور اُس کا سر پاش پاش ہو رہا تھا۔ ایک عورت کے تین گہرے گہرے زخم تھے اور اس کا سر بھی پھٹا ہوا تھا۔ دوسری عورت جس کی عمر ساٹھ برس کی تھی اس کے ایک نیزہ توران میں لگا تھا اور دو کندے سر پر مارے گئے تھے جن سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔ پانچ برس کے ایک بچے کے جسم پر تین زخم تھے ایک نوجوان بیاہی ہوئی عورت کا سر تین جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور ایک ضعیفہ کی حالت تو ایسی خراب تھی کہ سارا جسم زخموں سے چور ہو رہا تھا۔ اسی نامہ نگار نے ان خطرناک واقعات کا چشم دید ذکر کیا ہے اور مجروحین کی ایک بڑی تعداد رسگارڈ کے اسپتال میں

کر رہا تھا لیکن جب پانی سر سے گزر چکا اور تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تو اس نے شکستہ خاطر ہو کے یہ کہا "کیا یہاں ایسا کوئی بھی رحم دل عیسائی ہے جو میرا کام تمام کر دے تاکہ میں دشمن کے ہاتھ میں زندہ نہ گرفتار ہوں۔" یہاں سے کچھ جواب نہ دیا گیا بھلا کون عیسائی شہنشاہ پر ہاتھ اُٹھا سکتا تھا۔ ناچار شہنشاہ نے اپنا زرہ بکتر اور تاج اُتار کے تلوار ہاتھ میں لی اور جان نثاریوں کے غول میں گھس گیا۔ اور لڑائی میں ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئے۔ جان نثاریوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شہنشاہ ہے ورنہ زندہ گرفتار کر لیتے۔
جب شہنشاہ اور اُس کی فوج ترکوں سے فصیل پر کھڑی ہوئی خونریز جنگ لڑ رہی تھی ترکی فوجیں دروازوں میں سے شہر میں داخل ہو رہی تھیں۔ قسطنطنیہ کا یہ نظارہ بھی بڑا ہی ہیبت ناک تھا۔ ہزاروں آدمی شاہراہوں پر پریشان اِدھر اُدھر بھاگے پھرتے تھے۔ ہزاروں عیسائی سینٹ صوفیہ میں جمع ہو کے ایک معجزہ کی منتظر تھے اور دعائیں کر رہے تھے کہ ہماری فتح ہو اور دشمن پسپا ہو جائے زمانہ مدید سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا کہ جب کافر شہر میں داخل ہو کے سینٹ صوفیہ میں آنا چاہیں گے تو آسمان سے ایک فرشتہ ننگی تلوار لیکے اُترے گا اور کل کافروں کو شہر سے مار کے بھگا دے گا۔ بیچارے غریب عیسائی اسی امید اور انتظار

دیکھی یہہ نامہ نگار کہتا ہے "ان غریبوں کے زخم بندوق کے کندوں گولیوں اور سنگینوں کے تھے" یہہ کل شیطانی افعال روسیوں نے اپنے حکام کے اشاروں سے کئے اور ان مظالم میں سپاہی سے لیکے افسر تک اور افسر سے لیکے شہنشاہ تک کل لوگ شریک تھے۔ ان مجروحین کو دیکھ کے یہ معلوم ہورہا تھا کہ ظالم حملہ آوروں نے عمداً انہیں جان سے نہ مارا تھا غرض یہہ تھی کہ سسکتے رہیں اور جانکندنی میں پڑے رہیں یہہ بدنصیب مجروحین ۲۰ رجون کو ایلانو دا سے جلاوطن کردئے گئے تھے۔ جب یہہ غیر مسلح اور بے خانماں وطن سے باہر نکلے تو روسی سپاہی ان پر گر پڑے اور ان میں سے ۳۵ مرد عورتوں اور بچوں کو قتل کردیا۔

ان مظالم کو دیکھنے کے بعد اگر ترکوں کو غصہ آگیا ہو اور انہوں نے سختی اور بیرحمی سے کام لیا ہو تو یہہ بات قابل اعتراض نہیں ہوسکتی۔ کل ہسپتالوں میں یہی کیفیت تھی شملہ میں چالیس مرد و زن بچے سخت مجروحی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ ایک شیر خوار بچی کو اس کی ماں کی گودی میں دیکھا کہ جسم زخموں سے چور ہورہی تھی اور ماں کی گود میں بلک رہی تھی۔

میں رہے اور وہاں جاں نثاریوں کے پرے کے پرے مقام مقدس میں داخل ہوگئے اللہ اکبر کی صدائیں گوش گزار ہونے لگیں مسلمانوں نے عین گرجے میں دوگانہ نماز کا ادا کیا۔ یہاں عیسائیوں نے خفیف مقابلہ کیا مگر سب کے سب گرفتار کرلئے گئے۔ قیدیوں کی تعداد پچاس یا ساٹھ ہزار بیان کی گئی ہے۔

رات تک برابر حملہ ہوتا رہا۔ زرہ بکتروں خودوں اور تلواروں کی جھنکار تمام آبادی پر غضب برپا کررہی تھی۔ قسطنطنیہ بڑی فراخ دلی سے لوٹا گیا اور جتنے آدمی قید کئے تھے سب اپنی فوج کو دیدئے گئے سلطان محمد نے اپنے وعدہ کے موافق کل قیدیوں کو بطور لونڈی غلاموں کے اپنی فوج کے سپرد کردیا کارڈینل اسیدور پوپ کا سفیر قید کرلیا گیا لیکن اس نے چالاکی یہ کی کہ ایک مقتول شخص کا لباس پہن کے اور اپنا لباس پھینک جان بچا کے چلدیا گرانڈ ڈیوک نوٹارس جو سلطنت مشرقی کا بہت بڑا افسر تھا اور جو اب بھی شاہانہ زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا گرفتار ہو کے سلطان محمد کے آگے پیش کیا گیا سلطان نے نہایت التفات اور عزت کا برتاؤ کیا لیکن جب اس سے یہ سوال کیا "کیا وجہ ہے کہ یونانی اس مایوسی اور انتہا درجہ کی شکستہ حالی

دولت علیہ ترکی نے روسی مظالم کے کسی قدر تاویل سے یورپ کے آگے توضیح کرنی شروع کی ۲۳ جولائی کو بابعالی نے اپنی سفیر متعینہ پیرس کے نام ایک مراسلہ بھیجا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ گورنر ٹرنووہ کا وزیر اعظم ترکی کے پاس ایک مراسلہ آیا ہی جس میں روسیوں کے وحشی مظالم کی تصدیق کی گئی ہی اور صاف طور پر بیان کیا گیا ہی کہ ٹرنووہ کے فتح کرنے کے وقت روسیوں اور بلغاریوں نے ملکر مسلمان آبادی پر شدید ظلم توڑے تھے قریب کے قصبوں کو بھی نہیں بخشتا۔ ایک مسجد کو جس میں نس لینی کے باشندوں نے آکے پناہ لی تھی روسیوں نے آگ دیدی تھی سب مظلوم عورتیں اور بچے جلکر خاکستر ہو گئے۔ روسیوں نے بعد ازاں قیدیوں سے یہ سلوک کیا کہ انہیں بالجبر اُس عثمانی فوج سے جنگ کرنے کے لیئے بھیجا جو انھیں خلاصی دلوانے آئی تھی۔ سلیمان بادشاہ کے بموجب اسباب کی تصدیق ہوئی کہ دس مسلمان قصبہ اسکی زگرا کے رہنے والوں کو بلغاریوں اور روسیوں نے قتل کر ڈالا۔ اُن مکانوں کی نام بنام ایک فہرست دی گئی تھی جن میں مسلمانوں کو بند کر کے روسیوں نے زندہ جلا دیا تھا۔ اِن میں صدہا عورتیں اور بچے بھی تھے۔

کیوں مقابلہ کئے جاتے تھے اور اس امید سے انہوں نے اخیر تک ہتیار نہیں ڈالے" شہزادہ نے یہ جواب دیا "اس لئے کہ آپ کے اعلیٰ افسر ہمیں برابر تحریک کئے جاتے تھے کہ ہم اپنی جگہ پر قایم رہیں" یہ سنتے ہی سلطان کو اپنے وزیر کی نسبت شبہ ہوا اور یہ شبہ یقین کے ساتھ بدل گیا فوراً حکم دیا کہ وزیر کی گردن اُڑا دی جائے چنانچہ وزیر اعظم قتل کر دیا گیا مگر بدقسمت شہزادہ بھی نہ بچا وہ اور اُس کے دونوں بیٹے قتل کر ڈالے گئے۔

ٹھیک اسکی بنیاد کے ۱۱۲۳ سال کے بعد اور رومتہ الکبرےٰ کے بارہ سو پانچ سال کے بعد ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء میں ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کیا۔ اس صورت سے رومتہ الکبرےٰ کا اخیر سایہ ہمیشہ کیلئے مٹا دیا گیا قسطنطنین کا پایہ تخت جو اس شہر میں منتقل ہو کے آ گیا تھا اب قدیم بازنطینیم کے کھنڈروں میں نظر آتا ہی وہ سلطنت جس کی دھاک ایک زمانہ میں جم رہی تھی مٹی کے تودوں اور پتھروں کے ڈھیروں میں نظر آتی۔

جب سلطان فتح کے بعد قسطنطنیہ میں داخل ہوئے تو سیدھے سینٹ صوفیہ گرجے کی طرف گئے اور قریب

متعدد مقامات میں روسیوں نے مسلمانوں کے نام کا ایک بچہ بھی نہ چھوڑا تھا اُن قصبوں کے نام تک لکھ دیئے گئے تھے اور اسکی تصدیق میں کسیکو چارہ نہ تھا۔ بہت سے گاؤں میں آگ لگادی گئی تھی اور جس وقت مظلوم مسلمان اور اُنکی عورتیں اور بچے آگ سے بچنے کے لئے بھاگے تو روسیوں نے اُنکو پکڑ پکڑ کے آگ میں ڈال دیا۔ ۲۴ جولائی کو مسٹر لے یارڈ نے ارل آف ڈربی کو لکھا کہ روس اور بلغاریوں کا رومینیا اور بلغاریہ میں بڑھنے سے مسلمانوں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ روسیہ کیا تو تمام آبادی کو قتل کر ڈالے گا یا جلاوطن کر دے گا جن اضلاع پر روسیوں نے قبضہ کر لیا تھا وہاں سے مسلمان نہایت پریشان اور خوف زدہ گروہ کے گروہ بھاگ کے قسطنطنیہ چلے آئے اُن کی مصیبتناک حالت دیکھی نہ جاسکتی تھی سلطان نے حکم دیدیا تھا کہ ان آفت زدوں کو پناہ دی جائے اُن کے لئے سامان خورد ونوش تیار کر دیا گیا تھا اور یہ سارے اخراجات سلطان نے اپنی جیب خاص سے اُٹھائے تھے۔ مسٹر لے یارڈ نے یہ درخواست کی تھی کہ آپ ملکہ معظمہ اور دولت انگلشیہ پر زور دیں کہ وہ شہنشاہ روس پر اثر ڈالکے ان مظالم کو دور کرائے۔ بعض مقامات پر عیسائی اور مسلمان حکام نے ملکے امن قایم

پہنچ کے گھوڑے پر سے اُترے فوراً نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور آج کی تاریخ سے یہ گرجا مسجد کی صورت میں بنا لیا گیا۔ وہ گھٹنے جو تین خداؤں کے آگے جھکتے تھے اب اکیلے ان دیکھے خدا کے آگے جھکنے لگے۔ اور وہ پیشانی جو حضرت مریم علیہ السلام کے بُت کے آگے ٹکائی جاتی تھی وحدہ لاشریک خالق اکبر کے آگے ٹیکنے لگی۔ اللہ اکبر کی صداؤں سے سینٹ صوفیہ گونج اُٹھا تھا۔ سلطان نے علی الاعلان کہا کہ آج سے یہ گرجا مسجد بنا یا گیا ہے اور یہاں خدائے واحد کی پرستش مسلمان کیا کریں گے۔ تمام بُت فوراً نکالدیئے گئے اور وہ تصویریں جو کثرت سے اِدھر اُدھر لٹکی ہوئی تھیں یا اُتار ڈالی گئیں یا دیواروں پر سے چھپا ڈالی گئیں۔ کسی قسم کا مسیحی معجزہ جس کی امید عیسائیوں نے کی تھی ظاہر نہیں ہوا نہ کوئی فرشتہ آسمان پر سے اُترا کہ کافروں (مسلمان) کو قتل کرتا خدا کی مار اسے کہتے ہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت آپ نہ بدلے۔ عیسائی ہوں یا مسلمان جب تک اپنی حالت قایم رہیں گے اُنھیں کوئی آسیب نہیں پہنچ سکتا اور جہاں اُنہوں نے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی جنبش کی اور کئی گز پرے کو سرکا دیئے گئے۔ ہمیشہ سے یہی ہوا ہے اور اخیر زمانہ تک یہی ہوتا چلا جائیگا

رکھنے کے لیئے اچھا انتظام کیا تھا اور مخلوق میں کسی قسم کی پریشانی نہونے دی تھی ترکی وزیر خارجہ نے اخیر جولائی اخبارات ترکی کے ڈائرکٹر کو لکھکر بھیجا کہ تم اخبارات کو ہدایت کردو کہ وہ واقعات جنگ کو نرم الفاظ میں بیان کریں اور ایسی اشتعال انگیز تحریریں نہ لکھیں کہ جس سے عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں میں جوش پیدا ہو تو بھی مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہوتی جاتی تھی۔ اشتعال۔ غصّہ۔ انتقام اور جوش میں طرفین بھرے ہوئے تھے۔

ان مظالم کی مزید توضیحات ترکی گورنمنٹ نے وقتاً فوقتاً بیان کیں جو کچھہ لکھا گیا بالکل سچ نکلا کیونکہ اسکی صداقت آزاد نامہ نگاروں نے بخوبی کردی تھی ۲۴ جولائی کو لنڈن ٹائمز کے نامہ نگار نے ایڈریانوپل سے مفصلہ ذیل چھٹی لکھی ہے میں نے احمد پادشاہ کے مکان میں دو ترکی عورتیں دیکھیں جنہیں بلغاریوں نے زخمی کیا تھا اور ایک دو برس کا بچہ نظر پڑا جسکے جسم پر روسی کے نیزے کا زخم تھا اور جسکی ایک ٹانگ گولی سے اڑادی گئی تھی ۵ اور بچے مقام تاکی میں مرے ہوئے پڑے تھے پھر کرنیل براففوک ۱۷ جولائی کو چھاؤنی شملہ سے لکھتے ہیں۔ جب میں اس مقام پر پہنچا تو میں نے چند مصیبت زدہ مسلمانوں کو یہاں دیکھا اور جو کچھ مجھ سے۔

جس وقت سلطان نماز پڑھ رہا تھا تو قریب شاہراہ پر ایک فقیر کی صدا سنائی دی اور وہ صدا یہ تھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ ایک معجزہ تھا جو عیسائی سرزمین میں دکھائی دیا اور اس آواز کو ترک غیبی آواز سمجھتے ہیں۔

جب محلات پر سلطان المعظم کا قبضہ ہوگیا اور سلطان نے چند روز کے بعد دربار کیا اور کل جنگی اور ملکی حکام صف باندھ کے کھڑے ہوئے تو سب سے پہلے عیسائیوں کا بطریق اعظم طلب کیا گیا ممکن ہے اُس کے دل میں یہ خیال آیا ہو گا مباد اسلطان میری بےعزتی کرے اور مجھے سزائے موت دے وہ کمبخت ڈرتا ڈرتا آیا جوں ہی سلطانی محل کے دروازہ پر پہنچا وزرا اور چند جنگی عہدے دار اُس کے استقبال کے لیئے سلطان کے حکم سے دروازہ تک گئے اور بڑی عزت سے سلطان کے آگے پیش کیا یہ عزت دیکھ کے بطریق اپنے دل میں پھولا نہیں سمایا اور سلطان کی جان و مال کو دعائیں دینے لگا۔ سلطان نے بڑے اخلاق اور انسانیت سے اپنے پاس بٹھایا اور خسروانہ نوازشیں فرمائیں خلعت سے فوراً سرفراز کیا گیا اور ایک عصا خود اپنے ہاتھ کا اور ایک اپنی عبا بطریق کو دی۔ ساتھ ہی خاص اپنی سواری کا گھوڑا معہ کل ساز و سامان کے بطریق کو

ہو سکا میں نے اُنکی مدد کی پھر میں اٹھارہ زخمی عورتوں اور بچوں کے پاس ایک جنگی اسپتال میں گیا اور اُنکی بھی اپنی حیثیت کے موافق مدد کی بڑے غضب کی بات تھی کہ بزدل روسیوں نے بیگناہ عورتوں اور بچوں کو بھالے مار مار کر زخمی کر دیا تھا جو مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے اور زخموں کے درد سے غل مچا مچا کے روتے تھے۔ ۷ اور ۸ برس کے بچے اس مجروحی حالت میں نظر آئے یہانتک کہ ایک نو مہینے کے بچے کو دیکھکر چھاتی پھٹ گئی کہ اُسے بھی ظالم اور بیدرد روسی نے سنگدلی سے زخمی کیا تھا یہ حادثات اتفاقیہ پیش نہیں آئے تھے بلکہ روسی شایستہ فوج نے عمدًا ایسا کیا تھا پھر مقام ہانی زگرا سے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے حسب ذیل تحریر بھیجی۔ یہ ایک محال امر ہے کہ میں اُن خطرناک حادثات کا جو روسیوں کے قبضے کے بعد ہوئے مفصل بیان کروں۔ ان ہولناک مظالم کو دیکھ دیکھکے میرا دل بجھا جاتا اور کلیجہ شق ہوا جاتا تھا۔ تمام بستی سنسان ویرانہ بنگئی تھی آدمی نہ آدم زاد کوئی نظر نہیں آتا مویشی اپنے مالکوں کے مردہ اجسام کے پاس اُن نیم سوختہ کھیتیوں میں چر رہے تھے جہاں اُنہوں نے پرورش پائی تھی وہ اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے تھے اور کوئی اُنکا پوچھنے والا نہیں تھا۔ آپ یقین جانئے کہ میں یہ ہولناک حادثے اپنے قلم سے

مرحمت ہو آزادی کا فرمان لکھا گیا اور سلطان نے اس فرمان پر مہر کر دی۔ عیسائی مذہب بالکل آزاد کر دیا گیا اور وہ دیوانی اور فوجداری کے اختیارات جو سلطنت مشرقی میں بطریق کے سلب ہو چکے تھے پھر نئے سرے سے عطا کئے گئے۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ عیسائی بالکل آزاد ہیں وہ اپنی ہر مذہبی تقریب بآزادی کر سکتے ہیں اور اُنہیں کوئی مانع نہ ہوگا۔ اپنے مذہبی فرائض بازادی انجام دیں کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا جب بطریق سلطان سے رخصت ہوا اور سلطانی گھوڑے پر سوار ہوکے باہر نکلا ایک ہلچل پیدا ہوگئی کہ ترکوں سے یہ امید ہرگز نہ تھی عجیب بات یہ ہے کہ جو آزادی سلطان نے عیسائیوں کو دی خود اُن کی سلطنت میں بھی اُنھیں نصیب نہ تھی۔

جتنے گرجے اور تھے سب عیسائیوں کے حوالہ کر دیئے گئے اور ایک اعلان سلطانی جاری ہوا کہ جو عیسائی خوف کے مارے بھاگ کے قسطنطنیہ سے چلے گئے ہیں وہ پھر آکے بآزادی آباد ہو جائیں وہ ہر طرح سے بلحاظ مذہب و تجارت آزاد ہیں۔ یہ اعلان دیکھتے ہی عیسائی جوق جوق قسطنطنیہ میں آنے شروع ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہی چہل پہل ہوگئی۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں عیسائی جو رومینیا اور ایشیائے

نہیں لکھ سکتا۔ یہ سارے کرتوت روسی باقاعدہ فوج کے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ بے گناہ عورتوں اور بچوں نے ان بزدل سپاہیوں کا کیا بگاڑا تھا میں صدہا پناہ گزینوں سے ملا اور باتیں کیں میں نے کئی یہودی خاندان انھیں پناہ گزینوں میں دیکھے جو بمشکل حملہ آوروں کی زد سے بچکر آئے تھے۔ اسکی زگرا کا حال بہت سے لوگوں نے چشم دید بیان کیا کہ جنرل گورکو کے حکم سے روسی سپاہیوں نے باستثنائے زن و بچہ سب کو قتل کر ڈالا یا چورنگ اُڑا دیا میں نے سب سے زیادہ ایک ایسا ہولناک واقعہ دیکھا جس سے میرا کلیجہ کانپ گیا اور میں کبھی اُس خونی نظارہ کو مدت العمر نہیں بھولوں گا۔ ایک کم سن لڑکی دم توڑ رہی تھی اور اُس کے گرد اُس کے مجروح بہن بھائی اور بوڑھے ماں باپ تڑپ رہے تھے" سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ شرمناک حال انیسویں صدی میں مسٹر آر کی بالڈ فوربز نے چشم دید لکھا تھا کہ روسی وحشی سپاہیوں نے چار سو یہودی بہنوں سے اُن کے والدین کے سامنے زنا بالجبر کیا اور پھر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیئے" یہ تھے افعال اس شایستہ اور متمدن قوم کے جو محض انسانیت اور عیسایت کی حمایت پر ترکوں کے خلاف شمشیر بدست ہوئی تھی اور لطف یہ ہے

کوچک میں آباد ہو گئے تھے سلطان کا حکم پہنچا کہ تم فوراً واپس آؤ چنانچہ غول کے غول خوشی خوشی چلے آئے جب قسطنطنیہ اسی طرح آباد ہو گیا اور پورا امن ہوا تو سلطان ایڈریانوپل چلا آیا اور یہاں اس نے شہنشاہ یونان کی باقیماندہ عملداری کو مطیع کر کے قبضہ میں کیا۔

سکندر بیگ ایک بار اور بھی میدان جنگ میں سلطان کے مقابلہ کے لئے نکلا اگرچہ اس نے سلطان کو کوئی اعلان جنگ نہیں دیا تو بھی مدتوں سلطان کے سپاہ سالاروں کو جنگ پریشان سے ستاتا رہا اور جب تک ۱۴ فروری ۱۴۶۶ء اُس کا انتقال نہ ہو گیا اس جھگڑے کا خاتمہ نہیں ہوا۔ سکندر بیگ کی سپاہ سالاری کی چار دانگ عالم میں شہرت تھی اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ تاریخ میں ایک نامور جنرل کی حیثیت سے اُس کا ذکر کیا گیا ہے۔ عثمانی سلطنت کو مدت تک اس نے پریشان رکھا بڑے بڑے خونریز میدان لڑے شکستیں دیں بھی اور کھائیں بھی لیکن اس کے مرنے کے بعد محض اس کی شجاعت اور قابلیت سپہ سالاری پر ترکوں نے بھی اگرچہ وہ ان کا دشمن تھا افسوس ظاہر کیا۔

پوپ کالکزٹس ثالث ترکوں کی اس ترقی سے خوف زدہ ہوا اس نے کوشش کی کہ شاہان یورپ سے

کران ظالمانہ اور شرمناک افعال پر بھی یورپ ایسا کانوں میں تیل ڈال کے بیٹھا کہ ہوں تک نہیں کی کہاں گیا وہ گلیڈ اسٹون رحم اور پاک عیسایت کا جلوہ جس کے راگ الاپے جارہے تھے۔ ملک گیری کی خواہش سے ہمیشہ یہی مظالم ہوتے رہے لیکن ان کا کھوج مسیحی دنیا میں زیادہ ملتا ہے۔ جو دعویٰ کیا جاتا ہے وہ زبانی اور جو کچھ کہا جاتا ہے اُس کا اثر دل پر مطلق نہیں ہوتا۔ ایک قوم دوسری قوم کو وحشی اور نا تربیت یافتہ کہتی ہے مگر اپنے گریبان میں کوئی منہ نہیں ڈالتا حضرت مسیح نے سچ فرمایا کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا شہتیر اور اپنی آنکھ کا شہتیر تنکا نظر آتا ہے۔ بزدل اور ظالم روسیہ نے جو کچھ ۱۸۷۷ء میں کیا اس کا عشر عشیر بھی نہ چنگیز خان نے کیا اور نہ ہولاکو خاں نے نہ تیمور اور نادر نے جن کی داستانیں محض مبالغہ آمیزی سے بیان کی گئی ہیں پھر بھی اگر وہ سب صحیح مان لی جائیں روسیوں کے ان شرمناک مظالم سے اُن کی تعداد کسی طرح نہیں بڑھ سکتی۔ دھاوے میں یا گولہ باری کرنے میں چند عورتوں یا بچوں کا اُڑ جانا واقعی کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے لیکن چُن چُن کے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اس سے زیادہ بزدلا پن اور ہو نہیں سکتا۔ اگر مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہو

تحریک کر کے انہیں ترکوں کے خلاف متفق کر دیا جائے اور سب مل کے ترکوں پر حملہ کریں جب پوپ کے خط شاہان یورپ کے پاس پہنچے تو اُن میں سے اکثر نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ جنگ صلیبی کی چاشنی ابھی تک ہماری زبانوں پر موجود ہے اس وقت ہمارے اتفاق نے کوئی ایسی کامیابی ہمیں نہیں دی تھی کہ آپ ترکوں کے مقابلہ میں ہم کسی کامیابی کی امید کریں۔ اور وہ شاہ جو اس اتفاق میں راضی ہو گئے تھے انہیں تیاری جنگ میں اتنا عرصہ ہو گیا کہ سلطان نے محض دوراندیشی کی وجہ سے پہلے خود ہی حملہ کرنا چاہا وہاں تیار ہوتے رہے اور یہاں سلطان نے حملہ کر دیا سب سے پہلے بلغراد کا محاصرہ کر لیا گیا ہنیاڈس نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا خوب گھسان کی جنگ ہوئی اور ہر لڑائی میں سلطانی فوجیں ناکام رہیں اخیر سلطان نے محاصرہ کو توڑ کے فوجوں کو اٹھا لیا۔ اس ناکامی پر سلطان شکستہ دل نہ ہوا فوراً موریا پر حملہ کر کے اس کو بالکل فتح کر لیا اور پھر پایہ تخت یونان کا محاصرہ کر کے اُس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا۔ بلغراد کا پورا بدلہ وہاں نکل گیا۔

نائٹس اف اوڈس جو بعد ازاں نائٹس اف مالٹا کہلائے سواحل عثمانی پر چلے آتے اور ترکوں کی

کہ انگریز روسیوں کی نسبت مجسم رحم ہیں اگرچہ غدر میں ناخدا ترس باغیوں نے ان کے بچے اور عورتوں کو سخت بیرحمی سے قتل کیا تھا لیکن انہوں نے باغی شہروں کو فتح کرنے کے بعد نوجوان مردوں کو تو بیشک قتل کیا اور پھانسیاں دیں لیکن عورتوں اور بچوں کو ہاتھ نہ لگایا حالانکہ وہ انتقام لے سکتے تھے اور ان کا یہ انتقام لینا بری نظروں سے بھی نہ دیکھا جاتا کیونکہ ان کے بیگناہ معصوم بچے اور عورتیں پہلے ماری جا چکی تھیں۔ ایسے موقع پر اگر روسی ہوتے تو العظمۃ للہ ایک شیرخوار بچہ بھی نہ بچتا اور یہ ظالم قوم سب کو تہ تیغ کرتی خدا اسے صفحہ ہستی سے مٹا دے اور یہ اپنے مظالم کا پورا مزا چکھے۔

لندن ٹیمس لندن کا نیم سرکاری اخبار ابتدا سے ترکوں کا دشمن تھا اس نے مخالفت کا ایک پہلو اختیار کر لیا تھا اور اخیر تک اس کو نبھاتا رہا۔ پھر بھی اسے اپنے ایک ایڈیٹر میں یہ تسلیم کرنا پڑا (چنانچہ وہ لکھتا ہے) "شملہ سے ہمارے نامہ نگاروں نے جو تحریریں بھیجی ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ سخت قتل عام ہوا اور اسمیں عورتیں اور بچے بھی مجروح اور مقتول ہوئے۔ روسیوں کے جو مظالم بیان کئے گئے ہیں کچھ بھی شک نہیں کہ وہ اکثر صحیح ہیں۔" پھر کیا اس قبول کرنے کے بعد بھی لندن ٹیمس روسیوں کی حمایت پر

تجارت کا ستیاناس کرنا شروع کیا۔ سلطان نے ارادہ کیا کہ روڈس پر حملہ کر کے نائٹ آف سینٹ جان آف اورشلیم کو برباد کر دے۔ لیکن یہ ارادہ کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر کے جزیرہ آرکی پیلیگو پر حملہ آور ہوا اس کا خیال تھا کہ نائٹ روڈس کی امداد کو آئیں گے اور یہاں سب کسر نکل جائیگی۔ مقام لیسبس پر تو سلطان نے قبضہ کر لیا۔

اس خوشنما اور بار آور جزیرہ کو فتح کرنے کے بعد آرکی پیلیگو کے اور جزائر پر حملہ آور ہوا اور سب کو تلوار کے منہ پر فتح کر کے اپنی عملداری میں شریک کر لیا۔ اس کے بعد ایوبیا پر قبضہ کر لیا۔ اس جزیرہ کے گورنر نے بڑی بہادری سے جنگ مدافعت لڑی لیکن سنہ ۱۴۷۰ء میں مجبوراً اسے اطاعت کرنی پڑی۔ اس گورنر سے اگرچہ سلطان نے معافی کا وعدہ کر لیا تھا لیکن اس کی ایک سازش کا سلطان کے خلاف افشا ہو گیا اس لئے گورنر معہ اپنے کل افسروں کے قتل کر ڈالا گیا۔

یہاں سلطان فتوحات پر فتوحات کر رہا تھا اور وہاں اس کا بیٹا مصطفٰے ایرانی سرزمین میں کئی کامیاب میدان جیت چکا تھا مگر سلطان نے بعد ازاں اپنے بیٹے کو بغاوت کے جرم میں قتل کروا ڈالا

تلا رہا اور اس مہذب پرچہ کو یہ نہ ہوا کہ روسیوں کو ان مظالم پر دھتکارتا اور اپنی گورنمنٹ کو آمادہ کرتا کہ وہ اس معاملہ میں دست اندازی کرکے روسیہ کا ہاتھ بچوں اور عورتوں کے قتل سے روک دے اور اس متمدن اور انسانیت کے زمانہ میں کئی صدی پہلے کے سے ظلم نہ کرے۔ مگر کون سنتا ہے مسلمان پہلے ہی سے وحشی ہیں ان وحشیوں کا کیا کہنا ان کا مرنا جینا انسان کا مرنا جینا نہیں ہے ایک کے بدلہ ہزار مارے جائیں اُن کی بلا سے ملا کو اپنے حلوہ مانڈھے سے کام مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں اُسے اپنے گلچھرے اُڑانے سے غرض۔

جو کچھ کیا روسی اور بلغاریوں نے اپنے اعلےٰ افسروں کے حکم سے کیا جو کبھی قابل معافی نہیں ہوسکتا ایسا وحشت ناک قتل اُف ری کہ کبھی نظر نہیں آیا۔ نو مہینے کے بچے کے ظالم روسی ماں کی گود میں نیزہ مارے اور ریفل سے ایک ٹانگ اُڑا دے اور وہ ماں کے گلے لپٹ کے تڑپتا رہجاتا ہے۔ آہ اے ظالم آسمان تونے کیا کیا گردشیں نہیں دکھائیں ایک وہ زمانہ تھا کہ روسی ماسکو سے ترکوں کے ڈر کے مارے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یا اب وہ زمانہ ہے کہ وہی روسی ترکی سرزمین میں ترکی گورنمنٹ اور ترکی قوم کی

نائٹس اف روڈس نے اس التوائے جنگ سے فائدہ اٹھا کے خوب تیاری جنگ کرلی اور آیندہ حملہ کی روک تھام کے لئے ہر قسم کی قلعہ بندیاں تیار کیں اور بہت مضبوطی سے مورچے باندھ لئے جب گرانڈ ماسٹر پیپری ڈی ایولوسن نے یہ دیکھا کہ سلطان نے وینس کے جمہوری سلطنت سے صلح کرکے ایشیا کی کل جنگوں کا خاتمہ کردیا تو اس نے تین مہینے کی سلطان سے مہلت جنگ مانگی سلطان نے یہ مہلت دیدی اس عرصہ میں اکثر مسیحی شہزادے روڈس کی امداد کے لئے جمع ہوگئے ۱۴۸۰ء میں ترکی جہازوں کا جنگی بیڑا زبردست فوج اور سامان باربرداری کے ساتھ روڈس پہنچا اور فوراً محاصرہ شروع ہوا۔ جہازوں پر اژدھا پیکر توپیں نصب تھیں اور ہر قسم کا سامان حرب نہایت کامل اور افراط سے تھا۔ طرفین نے جان توڑ کے جنگ کی اور اس بہادری سے لڑے کہ کبھی ایسی لڑائی نہ ہوئی تھی۔ محصورین کی توپوں کے گولے زیادہ پراثر ثابت ہوئے ترکوں کے دل چھوٹ چھوٹ گئے برابر گولوں کی بھرمار ہورہی تھی اور میدان جنگ پورے شباب پر تھا۔ اس جنگ میں سلطان شریک تھا پاشا جنگ کررہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک عیسائی پاشا کے پاس آیا اور کہا اگر مجھے یہ انعام دیا جائے

موجودگی بیگناہ حاملہ بڑھیا اور بن بیاہی عورتوں کو معہ اُن کے شیر خوار بچوں کو قتل کر رہے ہیں اور کوئی ہوں تک کرنے والا نہیں۔ تفو باد بر چرخ گرداں تفو

کاش ترکی افسروں میں قومی ہمدردی ہوتی اور وہ عقلمندی اور دلسوزی سے جنگ کرتے تو کیوں کئی لاکھ عورتیں اور بچے بیرحم روسیوں کے ہاتھوں ضایع ہوتے۔ اے صبا ایں ہمہ آوردۂ تست اپنے کئے کی سزا پائی اور ایسے نمک حراموں کی یہی سزا تھی جو دی گئی۔ لندن ٹیمس نے ان خونی اور بیرحمانہ واقعات کی بڑی چھان بین کی ہے اور اس نے اس کی تحقیقات کے لئے کئی خاص نامہ نگار بھیجے جو کچھ نامہ نگاروں نے تحقیق کیا لکھ کے لندن ٹیمس کو بھیج دیا۔ مگر یہ تحقیقات بہت کامل تحقیقات تھی کیونکہ مجروحین کے ہر مقام پر نامہ نگاروں نے اظہار لئے تھے اور یہ اظہار اُن کی زبانی تھے جو دم توڑتے ہوئے بیان کرتے جاتے تھے اسی طرح جب بلغاریوں کے قتل عام کا الزام ترکوں پر لگایا ہے اور جب اس کی کامل تحقیقات ہوئی تو سارے الزامات محض بے بنیاد اور لغو تھے اور معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تمام کہانیاں جو ایجاد کی گئی ہیں محض غلط ہیں مگر روسی مظالم کے ساتھ یہ بات نہیں ہوئی اس کے کل مظالم صحیح نکلے اور

تو میں گرانڈ ماسٹر کو زہر دیدیتا ہوں ترکی پاشا نے منظور کیا۔ وہ عیسائی زہر دینے کی تدبیر کر رہا تھا کہ یہ عقدہ کھل گیا فوراً گرانڈ ماسٹر نے اسکی گردن اُڑا دی۔ پھر ایک جرمنی ترکی لشکر گاہ سے مخبری کے لئے روڈس روانہ ہوا۔ تمام قسم کی اطلاع اُس نے حاصل کر لی۔ مگر واپس آتے وقت گرفتار ہو گیا اور گرانڈ ماسٹر کے حکم سے اسکی بھی گردن ماردی گئی۔ ترک پے درپے حملے کر رہے تھے اور ہر بار اُنہیں پسپا ہونا پڑتا تھا۔ کیونکہ نائٹ گولوں کا مینہہ برساتے جاتے تھے۔ اس پر بھی پاشا نے دل نہیں ہارا اور برابر اپنے حملوں میں سرگرم رہا اور اخیر یہ ارادہ کر لیا کہ ایک انقطاعی جنگ لڑنی چاہئے اِدھر یا اُدھر اخیر عزم بالجزم کر کے ترکوں نے حملہ کیا۔ نائٹ کی شجاعت میں شک نہیں خوب ہی جان توڑ کے جنگ کر رہے تھے اُس شدّت کی جنگ ہوئی کہ الامان۔ گرانڈ ماسٹر اس حملے میں سخت مجروح ہوا اور اخیر ترک مورچوں اور قلعبندیوں کو توڑتے ہوئے مسیحی بہادروں کی صفوں کو چیرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ ان کا داخل ہونا تھا کہ نائٹ برافروختہ ہو گئے کل فوج اور رعایا نے یکبارگی حملہ کیا۔ دست بدست جنگ ہونے لگی سخت خونریزی ہوئی اور مجبوراً ترک شہر چھوڑ کے باہر چلے آئے۔ اخیر اگست

منفرق تحقیقات کے بعد بھی ایک بات غلط نہ نکلی۔ ترک کبھی ایسا نہیں کرتے ترکوں کی شایستہ فوج رحم کا پتلا ہے اس سے زیادہ رحم دل اور قانوں کی پابند دنیا میں کوئی ایسی فوج نہ ہوگی تفسیلی میں جو کچھ اُنہوں نے فاتحانہ داخل ہونے کے بعد کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ گاؤں کے چھوٹے چھوٹے بچے ترکی کیمپ میں چلے آئے تھے تو ترکی شایستہ سپاہیوں نے اپنے کندھوں پر بٹھا لیا تھا اور انھیں بہت دیر تک کھلاتے رہے تھے ایک سپاھی نے کسی دوکان سے ایک قمیص اُٹھالی تھی اس کے اوسم پاشا نے اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے تھے یہ تہذیب اور تمدن ترکوں اور روسیوں کا جس کا مقابلہ ناظر بخوبی کر سکتا ہے۔

ادھر روسی اپنے مظالم کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے اور ادھر لندن کی پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ چھڑ گیا۔ عام طور پر لندن میں روسیہ سے سخت ناراضی ظاہر کی گئی اور اس بات کا ثبوت ہو گیا کہ روسیہ نے اس مسلمان آبادی پر جو اُس کے قبضہ میں آئی بلغاریہ کے ساتھ ملکے بہت ہی ظلم کئے۔ پارلیمنٹ میں مضمون بیان کیا گیا لارڈ ڈربی نے کچھ خط کتابت پیش کی جو اس مضمون پر مختلف عہدے داروں سے

نہ ہوا۔ انہیں جہازوں میں سوار ہو کے اپنے ملک واپس آنا پڑا فتح کے بعد شکست یہ ایک خاص راز ہے جس کا کھلنا مشکل ہے۔

جب سلطانی سپاہ سالار پیلٹولوگس کو شکست فاش ہوئی تو اس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور وہ ایسا شکستہ خاطر ہوا کہ اخیر اسے قسطنطنیہ واپس آنا پڑا اور وہ اس بات سے حیران تھا کہ میں اس شکست کا کیا عذر سلطان کے آگے پیش کروں گا۔ جوں ہی سلطان نے اس بے ہنگام شکست کی خبر سنی مارے غصہ کے کانپ گیا اور فوراً حکم دیا کہ مخبروں کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ مگر پیلٹولوگس پر اتنی عنایت کی کہ جان سے تو نہیں مارا ہاں جلاوطن کر کے گیلی پیولی روانہ کر دیا

سلطان نے اپنی فوج کی اس بےعزتی کو کھونے اور اس شکست کا انتقام لینے کے لئے دو بڑی بڑی فوجوں کی ترتیب دیکے ایک کو ایران فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسری کو یورپ۔ یہ بات خاص راز میں رکھی گئی تھی سوائے سلطان یا خاص وزرا کے کسی کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ یہ جرّار فوج یورپ کے کس ملک کو زیر و زبر کرنے کے لئے روانہ کی گئی ہے ابھی یہ فوجیں کامل تیار ہو کے روانہ بھی نہ ہوئی تھیں کہ

کی گئی تھی۔ تمام بحث و مباحث ہونے کے بعد پارلیمنٹ کی کتاب شایع ہوئی جس میں کل کونسلوں کی رپوٹیں درج کی گئیں اور تحقیقات کے بہت سے نتایج بیان کئے گئے۔ پارلیمنٹ کی کتاب کا نام بلیوبک آون ٹرکی تھا۔ اس کتاب کا نمبر ۲۸ تھا۔ اس کتاب میں علاوہ کونسلوں کی رپوٹ کے زخمی عورتوں اور بچّوں کے بیان بھی درج کئے گئے ہیں جو اُنھوں نے کونسلوں کے آگے کئے تھے اسی بلیوبک میں ترکوں کی زیادتی کا بھی روسیوں کے پہلو بہ پہلو ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب مجموعی ہیئت سے ایک دفتر ہے اُن مظالم کا جو آجتک بہت کم ہوئے ہوں گے۔ ہولاکوخاں نادر اور تیمور کے مظالم کا رنگ ان روسی ستم شعاروں کے مظالم کے آگے محض بے حقیقت ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ کرنیل ویلسلے نے اپنی ۱۶ اگست کے مراسلہ میں ان سب باتوں کی تردید کی ہے اور لکھا ہے جتنے الزامات روسیوں پر لگائی گئے ہیں سب بے بنیاد ہیں کرنیل صاحب کی اس نرالی تحقیق اور رائے کو دیکھ کے سب پریشان ہو گئے اور اُس کی مدلل تردیدیں شروع ہو گئیں اور سرکاری طور پر یہ لکھا گیا کہ کرنیل ویلسلے نے جو کچھ لکھا ہے محض غلط ہے کیونکہ جن گاؤں اور قصبوں میں روسیوں نے ظلم کئے تھے وہاں وہ نہیں گیا

یکایک ۲ جولائی ۱۴۹۱ء کو تیس برس سلطنت کے بعد ۵۳ برس کی عمر میں سلطان محمد کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان محمد جیسا عالی حوصلہ شاہ تاریخ کے صفحوں میں بہت کم نظر آتا ہے۔ اسکی قابلیت انتظام سپاہ سالاری اور شجاعت نے دنیا کے نامور سلاطین کے پہلو بہ پہلو کر دیا۔ سلطان محمد کا نام فتح قسطنطنیہ کے ساتھ ہمیشہ مشہور رہے گا۔ جو کچھ اس زمانہ میں ترکوں کو ترقی ہوئی وہ حد سے زیادہ تعریف کے قابل ہے۔ سلطنت مشرقی کا قدیم سایہ اسی نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا۔ یہ پہلا بادشاہ دنیا کا ہے جو کئی میل تک جہازی بیڑا خشکی میں گھسیٹ کے لیگیا۔ ترک سلطان محمد ثانی کو شہنشاہ اعظم سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ سلطان محمد کی زمانہ سلطنت کا بہت کم حصّہ جنگ میں گزرا پھر بھی قلیل زمانہ جنگ میں اس نے دو سلطنتیں۔ دو ملک اور تین سو شہر فتح کر لئے تھے۔

یہ ہمیشہ روسی فوج ہراول کے ساتھ رہتا تھا اور جو کچھ اس نے لکھا ہی محض سنی سنائی باتوں کی بنا پر اس سے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں ہوسکتا محض یہ الفاظ لکھ کے کہ کل واقعات غلط ہیں اس نے اپنے دعوے کی صداقت چاہی ہے حالانکہ یہ اُس کا ہی خیال ہے بغیر معتبر عینی شہادتوں کے کوئی بات تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ ترکی گورنمنٹ نے لکھا ہے اس لئے غلط ہی کہ وہ اُسوقت روسیہ سے جنگ کر رہی تھی اور ایک حریف دوسرے حریف پر ہمیشہ الزام رکھا کرتا ہی اگر ترکی نے روسیہ کو مظالم کا ملزم گردانا تو یہ بات زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہوسکتی مگر یہ بات نہیں تھی بلکہ انگریزی کونسل۔ انگریزی اخبارات اور وہ اخبارات جو ترکوں کے سخت مخالف تھے۔ جرمنی اور اسٹریا کے اخبارات اور دوسرے اشخاص متفق اللفظ ہیں کہ روسیوں نے عورتوں اور بچوں پر بزدلانہ ظلم کئے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور کلیجہ پھٹتا ہے۔ ان مظالم میں نہ صرف بلغاری اور کوہ قافی شریک تھے بلکہ روسیہ کی شائستہ فوج نے بھی کوئی کسر نہیں رکھی تھی لندن ٹیمس کا بحری نامہ نگار ان قابل رحم مظالم کی اپنی ۱۶ اگست کی چھٹی میں حسب ذیل توضیح

نواں باب ۹

بایزید ثانی۔ ترکی کا آٹھواں سلطان

۱۴۸۱ء سے ۱۵۱۲ء تک

بایزید کی جانشینی۔ رقیب۔ شہزادہ جم۔ بایزید کا حج بیت اللہ۔ اس کی غیر موجودگی میں جم کی وجہ سے ملکی لڑائی کا ہوجانا۔ جم کی شکست اور مصر بھاگنا شہزادہ کا پائے تخت واپس آنا۔ پہلے نائٹس اف روڈس کے ہاں پناہ لینا پھر فرانس میں جاکے قیام کرنا۔ رومتہ الکبریٰ میں زہر سے وفات پانا۔ وینٹینس کی شکست۔ بایزید کے بیٹے سلیم کے حکم سے بایزید کا تخت سے اُتار دینا اور زہر کھلاکے مروا ڈالنا۔

بایزید سلطان محمد کا بڑا بیٹا اپنے بھائی سے جھگڑا کرنیکے بعد تخت سلطنت کے لئے نامزد ہوا۔ بجائے اِس کے

کرتا ہے" پرسوں میں بمقام ہین بوغاز شاہی فوج کے ساتھ گیا۔ کل میں نے مقام لینالی پر جو درہ سے ڈھائی گھنٹہ کی مسافت پر تھا ایک سو بیس مسلمان دیکھے جنھیں نہایت وحشیانہ طور پر بلغاریوں اور کوہ قافیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔ مقتولین میں دو عورتیں بھی تھیں اُن میں سے ایک نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی جو اسی وحشیانہ طریقہ سے قتل کرکے ایک تالاب میں ڈالدی گئی تھی باقی مقتولین خالی زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کئی خاندان جن میں عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے شریک تھے زندہ کوؤں میں ڈالدیئے گئے۔ ان عورتوں اور بچوں کے لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ دولتمند گھرانے کے تھے۔ ایک گھر میں صرف عورتیں اور بچّے ہی بند کر دیئے گئے تھے اور اُن پر دس روز سے بلغاری اور کوہ قافی سخت ظلم توڑ رہے تھے۔ اسی نواح کی ایک ضعیفہ عورت نے مجھسے کہا کہ بزدل ناخدا ترس روسیوں نے ایک مکان میں پندرہ عورتوں کو بند کرکے جلادیا تھا۔ جب بلغاریوں نے یہ سنا کہ بمقام ہین بوغاز ترکی فوج آگئی ہے تو بلغاری کل ترکی عورتوں اور بچوں کو جن کی عمر تین سال سے تیس سال تھی بھگا کے بلقان لیگئے

کہ وہ قسطنطنیہ میں سلطانی تخت پر بیٹھ کے تمام تقریبات تاج پوشی ادا کرتا سید ھا مکہ معظمہ حج کے لیئے روانہ ہوگیا اور اپنے وزرا سے یہ کہہ گیا کہ میری غیر موجودگی میں میرا نابالغ بچہ حکومت کرے گا۔ یہ سلطان انتہا درجہ مذہبی دماغ رکھتا تھا ایسے موقع پر اسے کسی طرح بھی زیبا نہ تھا کہ وہ سلطنت کو خطرہ میں چھوڑ کے اور تاج پوشی کی رسم ادا کیئے بغیر حج کرنے چلاجاتا۔ مگر اس نے بے انتظامی اور قتل و غارت ہونے کا مطلق خیال نہ کیا اور سیدھا مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ اِدھر سلطان نے پیٹھ موڑی اور اُدھر ملکی لڑائی شروع ہوگئی۔ بیچارہ معصوم شہزادہ میں نہ اتنی قابلیت تھی اور نہ قوت تھی کہ ایسے وسیع سلطنت کو سنبھال سکتا۔ جم سلطان کا بھائی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی مشیروں کی ہمت بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح تخت پر قبضہ ہوجائے لیکن ہر بار اُس کے ساتھیوں کو شکست ملی اور اخیر اُس کی ساری فوج پارہ پارہ کردی گئی۔ ۲۰ جون ۱۴۸۱ء کو اُسے بھاری شکست ملی اور اب اس کی کمر بالکل ٹوٹ گئی ناچار وہ بھاگ کے مصر چلا گیا۔ اہل مصر نے اسکی عزت کے مطابق اس کا استقبال کیا اور نہایت احترام سے اپنے ہاں رکھّا۔

جب سلطان بایزید ثانی قسطنطنیہ واپس آیا تو تخت کو مامون و محفوظ پایا کیونکہ اس کے بھائی کو بھی شکست

جن مقتولین کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے انھیں روسیوں اور بلغاریوں نے ایک جگہ جمع کرکے باری باری سے ایک کے سامنے ایک کو لٹا کے ذبح کر ڈالا تھا اور بھی متعدد بچے اور عورتیں اسی قصائی پنے سے ذبح کی گئیں مگر میں یہ خطرناک منظر خود نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ دوسرے کاموں سے مجھے فرصت بہت کم ملی تھی"۔ یہ ہے شہادت اس اخبار کے نامہ نگار کی جو ہمیشہ سے ترکی کی مخالفت پر اُدھار کھائے بیٹھا تھا اور اول روز سے ترکی کے ہر معاملہ پر اس نے مخالفانہ مضامین لکھے تھے۔

پھر اسی اخبار کا ایک جنگی نامہ نگار ۱۶ جولائی کو حسب ذیل لکھتا ہے "یہ جنگ شایستہ اور مہذب جنگ نہیں ہے بلکہ وحشت اور ظلم اس جنگ میں بھرا ہوا ہے روسی افسر تو خیر کچھ نہ کچھ مظالم کے روکنے کی کوشش کرتے ہیں مگر روسی سپاہی ترکوں کو مثل شکاری جانوروں کے سمجھتے ہیں اور انہیں قتل کرنے میں کچھ بھی درد نہیں آتا۔ بلغاری ان سے زیادہ بھڑکے ہوئے ہیں اور کسی کا حکم نہیں سنتے ان کے آگے خواہ شیرخوار بچہ ہو یا عورت یا مرد وہ بغیر قتل کئے نہیں مانتے اور اس کو اپنی بڑی فتحمندی سمجھتے ہیں۔ جب مظالم کی انتہا ہو گئی تو روسی افسران فوج کی زبان سے آخر یہ نکلنے لگا"

مل چکی اور ملک کا کوئی دعوے دار نہ رہا تھا۔ لیکن شہزادہ جم ابھی تک مخالفت پر تلا ہوا تھا خلیفہ مصر اس کی امداد پر کمربستہ ہو گیا اُدھر وہ ایشیائے کوچک میں جا کے کرمان اوغلی کے بیٹوں سے مل گیا اور تخت قسطنطنیہ کو حاصل کرنا چاہا۔ مگر پھر بھی اُسے شکست ملی اور کمبخت شہزادہ کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ جب بالکل مایوس اور شکستہ خاطر ہو گیا تو نائٹس اف روڈس کے ہاں جا کے پناہ لی۔ غرض صرف یہ تھی کہ یہاں عارضی طور پر قیام کرکے کسی صورت سے بحفاظت یورپ چلا جاوں نائٹس آف روڈس نے اس بات کا کونسل میں فیصلہ کر دیا کہ شہزادہ کی درخواست کے انکار سے ہماری عزت اور عظمت میں فرق آجائے گا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس کی درخواست کو قبول کرکے اُسے مدد دیں۔ گرانڈ پریسیڑ اف کیسٹائل نے حکم دیا کہ ایک بیڑہ جہازات عثمانی بندرگاہ پر جہاں شہزادہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے روانہ ہو۔ وہ جہازی بیڑا آ کے پہنچا اور شہزادہ کو جہاز میں بٹھا کے ۲۳ رجولائی سنہ ۱۴۸۲ء میں روڈس اُتار دیا۔ جب بایزید کو یہ معلوم ہوا کہ بھائی جم وہاں ہے فوراً اپنی حکمت عملی سے ایک عہدنامہ روڈس سے کر لیا جس کی شرطیں نائٹس ہی کی مفید مطلب زیادہ رکھیں لیکن اس عہدنامہ

ہم نے بلغاریوں کے تحفظ کے لیئے ترکوں کے خلاف جنگ کی ہے اب ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ ترکوں
کے تحفظ کے لیئے بلغاریوں کے مقابلہ میں شمشیر بدست ہونا پڑیگا" اکثر مواقع پر میں نے خود دیکھا
کہ روسی افسروں نے بلغاریوں کو کوڑے مارے ہیں کہ وہ مجروحین کو قتل کر رہے تھے اور مقتولین
کا لباس اُتار رہے تھے"۔ ممکن ہے روسی افسروں نے ایسا کیا ہو کیونکہ نہ سب کی طبیعتیں یکساں ہوتی
ہیں اور نہ سب کے خیالات ایک ہوتے ہیں مگر جو کچھ کیا روسیوں نے کیا ورنہ بلغاریوں کی مجال
نہ تھی کہ وہ مسلمانوں پر بغیر روسی امداد کے اسقدر چیرہ دست ہو جاتے۔ روسیوں نے جس شہر پر قبضہ کیا
پہلے یہ کارروائی کی کہ مسلمان آبادی کے ہتیار لیلئے اور بلغاریوں میں تقسیم کر دیئے اور اس کے بعد
دوسرے انتظامات کی طرف رجوع ہو گئے اور اندرون شہر کی خبر نہ رکھی۔ اس کے یہ معنی تھے کہ مسلمان نہتے
کر دیئے گئے ہیں جتنا تم سے مارا جائے مارو اور کوئی کسر نہ رکھو مسلمانوں سے اگر روسی فوجیں ہتیار
نہ چھین لیتیں تو وہ اکیلے بلغاریوں کے بس کے نہ تھے۔ مگر جب وہ بالکل خالی ہاتھ کر دیئے گئے تو اب ہونا
کیا تھا جتنا جی چاہا بلغاریوں نے ظلم کیا اور جو اُن سے ہو سکا اُس کے کرنے میں کسر نہیں کی۔

کی اخیر شرط یہ تھی کہ حجم کو حوالہ کرنا پڑے گا اس لیئے نائٹس نے ایسے عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار
کر دیا۔ یہاں شہزادہ مدّت تک نظر بند رہا اخیر زمانہ دراز کے بعد جنوب فرانس میں بچکے نکل گیا۔ یہاں
شاہ فرانس نے اس سے نہایت مہربانی کا برتاؤ کیا۔ نائٹس میں مدتوں تک مقیم رہا صرف اس خیال
سے کہ دربار فرانس خود طلب کرے گا لیکن یہ بات نہ ہوئی اگرچہ نائٹس میں اس کی کافی عزّت
کی جاتی تھی لیکن نگرانی بھی ویسی ہی ہوتی تھی۔ اخیر فرانسیسی گورنمنٹ نے اسے جزیزہ کے ایک
قلعہ میں بھیجدیا جہاں سات برس تک وہ مقید رہا۔ شہزادہ فرانس کا یہ برتاؤ دیکھ کے سخت برہم ہوا
اس نے اوڈس وغیرہ سے اپیل کی کہ فرانس نے بلاوجہ مجھے قلعہ میں قید کر دیا ہے یہ کیا ستم ہے آپ مجھی خلاصی دلوایئے
اور میری مدد کریں۔ لیکن یہاں سے صدائے برنخواست کا مضمون ہوا۔ مصیبت زدہ کی کون امداد
کرتا ہے بگڑے کا کوئی ساتھی نہیں بنے کے سب ساتھی ہوتے ہیں۔ شہزادہ کی فریاد کی طرف سے سب نے
تو روئی کانوں میں دے لی لیکن پوپ معصوم ہشتم نے خیال کیا کہ اگر ترکی شہزادہ میرے قبضہ میں آگیا
تو تمام یورپی دول کو عثمانی سلطنت کے خلاف متحد کر دوں گا یہ خیال پکا کے اس نے ایک خط

روسی قوم ابتدائی زمانہ سے نہایت سنگدل اور وحشی ہے اور اس نے جب اس کا موقع پایا ہی اپنی فطرت کی بانگی دکھادی ہے۔ جب ان مظالم کا یہ غل مچا اور لندن کی طرف سے روسیوں کو لکھا گیا تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ جو کچھ ہماری نسبت بیان کیا گیا ہے محض غلط ہے، سوائے اس کے روسی گورنمنٹ اور جواب کیا دیسکتی تھی۔ اسوقت زبردست کے سو بسوے کی مثل روسیہ پر صادق آرہی تھی کسی نے اسکی انکار پر ہوں تک نہیں کی اور سب منہ میں گھنگنیاں لیکے خاموش ہوگئے۔ جب کبھی جنگ ہوئی ہے ظالم روسیوں نے بھی نا انسانیت کے افعال کئے ہیں۔ جنگ کریمیا میں بھی اُس نے کوئی کسر نہ رکھی تھی۔ صلح کے جھنڈے برداروں کو گولی ماردینا اور مجروحین کو موقع پاکے میدان جنگ میں قتل کر ڈالنا یہ روسی فوجوں کا روزمرہ تھا۔ مگر جنگ کریمیا کے مظالم کی ۱۸۷۷ء کے مظالم کے آگے کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ دنیا کے تمام ظالم شاہوں کے کارنامے ایک طرف اور روسیوں کے مظالم ایک طرف۔

ترکوں پر بھی مظالم کے الزام لگائے گئے ہیں مگر شہادتوں میں بہت بڑا اختلاف ہی تو بھی ہم کل بیانات درج کر دیتے ہیں تاکہ دونوں جنگجو قوموں کے مظالم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوجائے۔ ترکی مظالم

چارلس ہشتم حکمران فرانس کو بھیجا کہ ترکی شہزادہ کو میرے حوالہ کردو فرانس نے بڑی قیل و قال کے بعد اس بات میں فیصلہ کر دیا کہ ترکی شہزادہ پوپ کے حوالہ کر دیا جائے۔

۱۴۸۹ء میں بدقسمت شہزادہ رومۃ الکبریٰ پہنچا جہاں معصوم پوپ نے بطور شہنشاہ کے اس کا استقبال کیا۔ خاص محل میں اسے رہنے کو جگہ دی گئی اور یہاں تین سال تک وہ مقید رہا۔ شہزادہ کی شومی طالع سے پوپ معصوم کا انتقال ہوگیا گورنمنٹ رومۃ الکبریٰ نے فوراً اس کو اپنی حفاظت میں لیلیا کہ جب تک دوسرے پوپ کا انتخاب نہ ہو وہ فوج کی نگرانی میں رہے۔ جدید پوپ کا انتخاب ہوا یہ پوپ الگزینڈر ششم روڈیری گو بورجیا بڑا بدمعاش اور حرام زادہ تھا اس کی بدمعاشیاں مشہور رہ ہیں سفاکی میں بھی اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ بڑا ہی دغا باز اور فریبی تھا۔ اس نے شہزادہ کو اپنے قبضہ میں کر کے بایزید کے پاس ایلچی بھیجا کہ اگر آپ چالیس ہزار اشرفیاں دیں تو شہزادہ کو آپ کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ پوپ اور سلطان میں عہد و پیمان ہو رہے تھے کہ یکایک شاہ چارلس ہشتم والئے فرانس چونکہ کہیں نے ناحق شہزادہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا فوراً فوجیں جمع کر کے صرف شہزادہ کے

کے بیان کرنے سے پہلے یہ ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ترکوں نے کچھ کیا بھی تو روسیوں کے بعد اور جو کچھ کیا محض انتقام لینے کی غرض سے کیونکہ خیال آسکتا ہے کہ ایک غیور سپاہی اپنے بچوں اور عورتوں کو دشمن کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوا دیکھے اور اسے اشتعال نہ پیدا ہو ترکوں نے اگر ظلم بھی کیا اور وحشت سے بھی کام لیا تو وہ اشتعال پا کے اس لئے معذور ہیں اور اُن پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔

نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھیں　　　سدا معذور ہو مضطر نکل آیا نکل آیا

دوسری بات یہ دیکھنے کی ہے کہ ترکی شائستہ فوج نے یہ ظلم نہیں کیا کوئی خفیف سے خفیف اور کمزور سے کمزور شہادت بھی ایسی نہیں ملتی کہ ترکی شائستہ فوج نے یہ ظلم کئے ہوں جہاں باشی بزوقوں نے عیسائیوں پر کچھ زیادتی کی اور اس عرصہ میں ترکی فوج پہنچ گئی اس نے فوراً انتقام کر دیا اور ترکی شائستہ فوج کی آنکھوں کے آگے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک بچے یا عورت یا مرد پر کسی نے انگلی بھی اُٹھائی ہو۔

باشی بزوقوں نے جو ایک خونخوار اور ناشائستہ قوم ہے جو کچھ زیادتیاں کیں اُن کا الزام ترکوں پر نہیں آسکتا کیونکہ نہ ترکوں کی مرضی سے ایسا ہوا اور نہ ترکی شائستہ فوج کے آگے ایسی بدعاتیں کی گئیں۔ باشی

حاصل کرنے کے لئے اطالیہ پر حملہ آور ہوا۔ پوپ چکرایا کہ شہزادہ کے لئے خونریزی کرنی پڑے گی فوراً شرطیں کر کے شہزادہ کو پھر فرانس ہی کے حوالہ کر دیا۔ لیکن پوپ اس تاک میں لگا رہا کہ شہزادہ کو فرانس کے قبضہ میں نہ رہنے دوں کمبخت دغاباز اور سنگدل پوپ نے چند جاسوس بھیج کے بیگناہ شہزادہ کو زہر دلوا کے مروا ڈالا۔ تو کو نہ مو کو لے چولہے میں جھوکو کی مثل پوپ پر صادق آتی ہے۔

۳۶ برس کی عمر تھی جب شہزادہ کو پوپ نے زہر دے کے مارا یہ بیچارہ اس عمر میں پورے تیرہ سال قید میں رہا۔ جب سلطان ترکی نے اپنے بھائی کی وفات کی خبر سنی جنازہ کو ترکی میں منگوا لیا اور شاہانہ عزت اور احترام سے بروصہ میں دفن کر دیا۔

بایزید ثانی چونکہ وینیشن سے ناراض تھا فوراً بڑی تیاری کے بعد حملہ آور ہوا۔ اس حملہ سے ترکی کی بحری قوت کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ ترکی امیر بحر نے مسیحی دنیا میں ایک زلزلہ ڈال دیا تھا اور یہ وہ امیر البحر ہے جس پہ ترکی ہمیشہ ناز کرے گی۔ پہلا ترکی بیڑا اسپین بھیجا گیا جہاں اس کو پورے طور پر کامیابی ہوئی۔ پھر ترکی بیڑے نے وینیشن کے مقابلہ میں بہت بڑی ناموری حاصل کی۔ عیسائیوں کو بڑی بھاری

بزدلوں نے بھی اس وقت تلوار اُٹھائی جب اُن کی آنکھوں کے آگے اُن کے بچوں اور مستورات پر بیدردی سے حملے کئے گئے اور انھیں قتل کیا گیا۔ ایسی حالت میں ایک کمزور سا کمزور اور نامرد سا نامرد شخص بھی جذبہ میں آجاتا ہے اور اسے کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ بہرحال انگریزی نامہ نگاروں یا حکاموں کے بیان کردہ توضیحات کو درج کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے کیا کیا اور روسی ان سے پہلے کیا کر چکے تھے۔ ہم انگریزی اخباروں اور اعلیٰ حکام کے بیان میں ذرا بھی کاٹ چھانٹ نہیں کرنے کے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس کا بلفظہ ترجمہ کردیں گے اور پھر اخیر میں اپنی رائے کا اظہار کریں گے چنانچہ ترکی مظالم کی نسبت جو بیانات سرکاری انگریزی کتاب یعنی بلیو بک میں ہوتے ہیں یہ ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے بھی زیادتی ہوئی لیکن آغاز روسیوں اور بلغاریوں ہی کی جانب سے ہوا تھا۔ مگر ترکی شایستہ فوج اب بھی ان الزاموں سے بری تھی اور اس نے خفیف ظلم بھی نہیں کئے تھے اسکی شہادت جنرل زمرمین جیسا اعلیٰ افسر دیتا ہے ۱۵ر جولائی جنرل زمرمین نے بحری کمان افسر ڈورمین سے جو انگریزی جہاز ریڈپڑ کی کمان کر رہے تھے یہ کہا اگر انصاف سے پوچھیئے تو ذاتی طور پر ترکوں نے

شکست دے کے جزیرہ اسپنیز پر قبضہ کر کے شہر لیپانٹو کو فتح کر لیا۔

جوں جوں بایزید کا زمانہ سلطنت منقضی ہوتا گیا سلطنت کے امن او رآسائش میں خانگی جھگڑوں اور ملکی لڑائیوں سے خلل پڑتا گیا۔ بایزید نے اپنے دو بیٹوں احمد اور سلیم کو صوبوں کا گورنر بنا دیا چونکہ بایزید کی صحت بہت خراب ہوگئی تھی اور ادھر نظام سلطنت میں ابتری پیدا ہوگئی تھی اس لئے دونوں بیٹوں میں تخت کو حاصل کرنے کے لئے جھگڑا ہونے لگا ہر بیٹے نے چاہا کہ میں ہی سلطان بنجاؤں سلیم اگرچہ چھوٹا تھا لیکن بڑا ہوشیار اور بہت قابل تھا اس نے تخت حاصل کرنے کے ذرائع بھی اعلےٰ درجہ کے حاصل کر لئے ایڈریا نوپل بڑھا تاکہ یہاں سے زبردستی قسطنطنیہ میں گھس کے پائے تخت پر قبضہ کرلے۔ بایزید اس وقت جانکندنی کی حالت میں تھا تو بھی اس نے اپنے بڑے بیٹے احمد کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ سلطانی اور سلیمی فوجوں میں جنگ ہونے کو تھی کہ رومیلیا کے ایک شخص ہیلریے نامی نے بیچ میں پڑکے باپ بیٹے کا فیصلہ کرا دیا ورنہ بڑی خونریز جنگ مسلمانوں میں ہوتی۔ جب بایزید نے اپنے بیٹے سلیم سے یہ وعدہ کیا کہ میں احمد کو اپنا جانشین نہیں کرتا تو اس نے اپنی فوجیں پیچھے ہٹالیں

عیسائیوں پر کبھی قتل و غارت نہیں کیا مجھے اُس کا ذاتی تجربہ ہے اور میں اس سے خوب واقف ہوں۔ اس سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ کوہ قافی اور بلغاریہ والے ترکی عورتوں اور بچّوں کو برابر قتل کئے جاتے تھے اور ان ناخدا ترسوں نے نہ کبھی بوڑھی عورتوں پر رحم کھایا اور نہ معصوم بچّوں پر۔ جب پانی سر سے گزر گیا اور باشی بزوقوں نے اپنی آنکھ سے بلغاریوں اور روسیوں کے یہ ظالمانہ افعال دیکھے تو اختتام جولائی پر انھیں بھی انتقام کا جوش پیدا ہوا ڈیلی نیوز کا ایک نامہ نگار جو سلیمان پاشا کی فوج کے ساتھ تھا ۲۹ جولائی کو حسب ذیل لکھتا ہے۔ سوختہ گاؤں جن میں سے اب بھی دھواں اُٹھ رہا تھا عیسائیوں کے تھے جن کو ہم سامنے سے دیکھ رہے تھے اور کل عیسائی مرد و زن یہاں سے بھاگ گھر چھوڑ گئے تھے۔ جب میں قصبہ کرابونور میں پہنچا تو میں نے ترکی سپاہی کے ہاتھ میں بلغاری کا سر دیکھا اس ترکی سپاہی نے بیان کیا کہ اس شخص نے بلاوجہ مجھ پر گولی چلائی تھی اس گولی نے خطا کی اور میں نے اس کی خبر لیلی۔ یہ پھر ایک کھائی میں ڈالدیا گیا اور وہ کئی روز تک وہیں پڑا رہا پھر چند رحمدل آدمیوں نے اس پر مٹی ڈالدی۔ ترکوں پر سب سے شدید الزام یہ لگاتے

کچھ عرصہ کے بعد پھر سلیم ایڈریانوپل میں چلا آیا اور اپنے باپ کی حفاظت کے نام سے یہاں کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیلی۔ جب بایزید کو سلیم کی یہ زیادتی معلوم ہوئی تو مجبورًا اس نے اپنے لشکر کو باغی بیٹے کی گوشمالی کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا سلیم بھی اپنی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ میں آیا لیکن سلطانی افواج نے اس کی تمام فوجوں کو پارہ پارہ کر دیا اور سخت قتل عام کیا ناچار سلیم بڑی ترکیب سے جان بچا کے بھاگا۔ سلیم بچ کے بیتا پہنچا یہاں اُس کا خسر حکمران تھا فورًا دوسری فوج کی ترتیب دی اور پھر تخت حاصل کرنیکے عزم بالجزم سے آگے بڑھا۔

اگرچہ سلیم سے بایزید نے تخت دینے کا وعدہ کر لیا تھا لیکن اس کی بغاوت اور جنگ سے ناخوش ہو کے اب اس نے یہ قصد کر لیا کہ احمد کو مستقل سلطان بنا دوں دقّت ساری یہ تھی کہ فوج کو احمد سے کچھ محبت نہ تھی جب اس نے سلطان کا یہ منشا دیکھا خود پائے تخت میں غدر کر دیا کل جاں نثاری بگڑ گئے اور ایک عام بغاوت کی آگ لگ گئی۔

جب سلیم کو یہ معلوم ہوا کہ باپ کے جانشین ہونے کے لئے مجھے چاہا گیا ہے فورًا بیس یا تیس ہزار تاتاری فوج

گئے ہیں کہ وہ زخمیوں کو میدان جنگ میں قتل کر ڈالتے تھے اور پھر لوٹ لیتے تھے لیکن یہ ساری بے بنیاد باتیں ہیں اور ایسی باتیں نہیں ہیں جن کا مقابلہ روسی اور بلغاری مظالم سے کیا جائے مقام گورنا کے قتل عام پر انگریزی نامہ نگاروں نے بڑا غل مچایا ہے کہ پندرہ سو سرکیشیوں نے کل عیسائی آبادی کو قتل کر ڈالا تھا مگر اس کی اصلی حقیقت یہ ہے کہ پندرہ سو سرکیشیا والوں کی بے قاعدہ فوج گورنا میں پہنچی اور اُس نے صرف ایک لاکھ پیاسٹر جو نو سو پونڈ کے برابر ہوتے ہیں بطور محصول کے عیسائیوں سے طلب کئے اُنہوں نے انکار کیا اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہوئے جو شخص اُن کے پاس پیغام لیکے گیا تھا اسے قتل کر ڈالا۔ غرض باقاعدہ لڑائی شروع ہوئی لیکن سرکیشیا والوں سے بر سر نہ آسکے۔ سو عیسائیوں کے قتل ہوتے ہی شہر پر سرکیشیوں کا قبضہ ہو گیا۔ پانسو عیسائی ہاچک بھاگ گئے یہاں آسٹریا کے ایک جہاز نے اُنہیں پناہ دی اور وارنا پہنچا دیا یہاں اسوقت پچاس ہزار پناہ گزین جمع ہو گئے تھے سوائے اسکے اور کوئی خبر نہیں آئی کہ سرکیشیا والوں نے شہر کو لوٹ لیا یہ کسی نامہ نگار نے نہیں بیان کیا کہ سرکیشیوں نے عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کیا۔ عیسائیوں کے حامی

کیساتھ کریمیا سے روانہ ہوا اور جب وہ پائے تخت کے قریب پہنچا تو شاہانہ جلوس سے امرا و روزرا اس کے استقبال کے لئے آئے۔ بعد ازاں بایزید ثانی یعنی سلیم کے باپ کا یہ اعلان شائع ہوا "میں نے اپنے بیٹے سلیم کو اپنا جانشین مقرر کیا،" اس اعلان کو دیکھ کے فوج اور اہل شہر نے خوشی کے نعرے مارے۔ سلیم نے محل میں آکے اپنے پدر بزرگوار کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور پیرانہ ادب و تعظیم سے پیش آیا سلطان بایزید نے تخت سے استعفا داخل کر دیا اور چاہا کہ اپنے وطن مالوفہ میں جاکے اپنی زندگی کے باقی ماندہ روز گزار دوں لیکن افسوس وہ وطن نہ پہنچ سکا اور عام افواہ یہ ہے کہ سلیم نے اپنے باپ کو زہر دیدیا۔ کوئی تصدیق سلیم کے زہر دینے کی نہیں ہے اور نہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیم نے زہر دیا اس لئے کہ رعایا اور فوج نے سلیم کو سلطان تسلیم کیا سلیم اپنی قوت سے سلطان بنا۔ باپ نے اپنا دستخطی اعلان سلیم کی تخت نشینی کا شائع کر دیا پھر کونسی بات ایسی تھی کہ سلیم اپنے بوڑھے مریض باپ کو زہر دیتا۔ مشرقی ممالک میں کسی بوڑھے سے اور مریض سے مریض کی موت طبعی نہیں ہوا کرتی جو رئیس یا راجہ یا نواب یا بادشاہ مرتا ہے یہی اڑایا جاتا ہے کہ کسی نے

ہر جگہ موجود تھے اور کل سلطنتیں عیسائیوں کو اپنے ہاں پناہ دے رہی تھیں مگر مسلمانوں کا اللہ بیلی تھا سوائے خدا کے انہیں اور کہیں پناہ نہ تھی۔ غیر سلطنت کی سرزمین تو ایک طرف رہی خود اُن ہی کے مقبوضہ ملک میں عیسائی رعایا کی وجہ سے ذرہ ذرہ اُن کا دشمن ہوگیا تھا اور جہاں سالہا سال سے وہ حکومت کر رہے تھے اُن کی محسن کش رعایا موقع پاکے اُن کے بال بچوں کو قتل کر ڈالتی تھی۔

یانی زگرا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے قتل و غارت سے نہیں بچا تھا بغیر کسی عینی شہادت اور بلا وجوہات کے صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے بلغاریہ والوں کو باشی بزوقوں نے قتل کر ڈالا تھا لیکن اسبا قتل نامہ نگاروں نے کچھ بھی بیان نہیں کئے۔ چندروز کے بعد لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے دس لاشیں گڑھے سے کھدی ہوئی دیکھیں جن میں دو عورتیں بھی تھیں۔ نامہ نگار صاحب نے لاشیں تو دیکھ لیں لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ یہ سب عورتیں کیونکر مریں کس نے ان عورتوں کو مارا اور ان کے قتل کے اسباب کیا تھے یہاں بالکل خاموشی ہے اور عجیب گو مگو کا معاملہ ہے۔ آگے چلکے نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے زیادہ مقتول عیسائیوں کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا لیکن میں اپنے خیال سے

زہر دیدیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا سے چونکہ سازش کا سلسلہ چلا آتا ہے اس لئے عام طور پر یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی رئیس اپنی موت سے نہیں مرتا۔ بایزید ثانی کو زہر دینے کی نسبت محض افواہ اڑی تھی مگر اسکی تصدیق نہیں ہوئی اور کسی معتبر تاریخ میں اس کا مذکور ہے۔

بایزید مدت سے مریض چلا آتا تھا اس میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت سلب ہوگئی تھی اور پیغام موت آنے تک اسکی طبیعت مطلق نہ سنبھلی تھی۔ اس میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ سفر کر سکتا۔ اخیر موت کا پیغام آگیا باسٹھ برس کی عمر میں بتیس سال سلطنت کرنے کے بعد ۱۵۱۲ء میں عالم جاودانی کو سدھارا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی آغاز سلطنت اور وسط سلطنت اور اخیر سلطنت میں فوجوں کی بغاوتیں اور عام مفسدے اکثر ہوتے رہے ہیں مگر ترکی تاریخیں اسکی مدح میں بھری پڑی ہیں کہ اُس سے زیادہ علوم اور صنعت کا سرپرست اور سلطان کم ہوا ہے۔ متعدد مساجد اس کی بنائی ہوئی ہیں اور وہ عالیشان مسجدیں ہیں۔ قسطنطنیہ کی فصیلوں کو اس نے از سر نو تعمیر کرایا تھا جو زلزلہ سے گر پڑی تھی جب تک سلطنت کامیابی

کہتا ہوں کہ اور بھی صدہا مارے گئے ہوں گے۔ اس اہم اور سنگین معاملہ میں اس خیال کے قربان اور اس نامہ نگاری کی صداقت پر صدقہ کہ میں خیال کرتا ہوں صدہا عیسائی مسلمانوں کی تلواروں کے شکار ہوئے۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

مذکور نامہ نگار صاحب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ مقتولین میں میں نے مسلمان کی لاش نہیں دیکھی۔ ایک خطرناک منظر دکھائی دے رہا تھا اور باشی بزوقوں نے ایک تہلکہ برپا کر رکھا تھا کہ اتنے میں سلیم پاشا کی ماتحت میں ترکی باقاعدہ فوج وہاں آکے پہنچی جس نے اس تمام بدعت کا فیصلہ کر دیا اور بلغاریوں کو ایک زبردست فوجی گارڈ کی حفاظت میں ایڈریانوپل پہنچا دیا۔ اب انصاف سے سمجھنے دیکھنے کی بات ہے کہ ان بیرحیوں کی جو روسی شایستہ فوج کے ساتھ ملکے بلغاریوں نے اُن کی عورتوں اور بچوں پر کی تھیں ترکی شایستہ فوج کے ایک سپاہی نے بھی اف تک نہیں کی اور اخیر تک اپنا برتاؤ رحیمانہ رکھا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو بھی ایذا نہیں پہنچائی لندن کے کل اخباروں کے نامہ نگار اس امر میں متفق اللفظ ہیں کہ ترکی شایستہ فوج نے تو کبھی کوئی ناواجب فعل نہیں کیا لیکن ہاں باشی بزوقوں سے کی اور ہمیشہ اس بغاوت اور مفسدہ پر اسے فتحمندی ہوتی رہی۔

دسواں باب

سلیم اول۔ ترکی کا نواں سلطان

سلیم اول۔ اس کا طرز انداز۔ جنگ ایران۔ لشکر کی بغاوت
بلندی ایشیا میں فتوحات۔ مملوکیوں سے جنگ۔ مملوکیوں
کی شکست شام اور مصر کی فتح۔ مظالم۔ موت۔

اپنی طرز جہاندارانہ افعال سے سلیم نے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ وہ نہایت ہی خطرناک سلطان ہے سب سے پہلے اس نے اپنے دو بھائیوں کو سزائے موت دی کیونکہ انہوں نے اس سے جنگ کی تھی اور خود تخت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بڑا بھائی احمد تو جنگ کرنا ہی نہیں چاہتا تھا نہ اُس نے اپنے حقوق سلطنت طلب کئے پھر بھی اسکی جان نہ بچ سکی

سے کیتھی اور باقاعدہ ترکی فوج نے جدھر سے اُس کا گزر ہوا لوٹا بھی مارا بھی اور جلا بھی دیا۔ تو بھی ایک نامہ نگار ایسی شہادت نہ دے سکا کہ میں نے فلاں مسیحی عورت کے جانکندنی کے وقت اظہار لئے جبکہ اس کا مجروح شیر خوار بچہ اس کے پہلو میں تڑپ رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی کہ فلاں ہاشی بزدق نے مجھپر یہ ظلم کیا ہے۔ ایسی شہادت ایک بھی نہیں ہے۔ جو کچھ بیان ہوا ہے محض وہ واقعات بیان ہوئی ہیں جو جنگ میں ہمیشہ پیش آتے ہیں اور جن سے چارہ نہیں ہے۔

دہلی کے ۱۸۵۷ء کے غدر میں اس بات کی ہم شہادت دیتے ہیں اور اپنے یقین۔ ایمان اور مشاہدہ سے کہتے ہیں کہ جب انگریزوں نے دہلی فتح کی ہے تو عورت اور بچہ پر کبھی ہاتھ نہیں ڈالا اور وثوق سے اس بات کے بیان کرنے کا ہمیں حق حاصل ہے کہ کسی انگریزی سپاہی کی بندوق یا تلوار سے نہ کوئی عورت مجروح ہوئی اور نہ کوئی کمسن بچہ تو بھی جنگ کی تباہی اور بربادی سب پر آرہی تھی ادہر سے ادہر بھاگے بھاگے پھرتے تھے ہزاروں عورتیں اور بچے بھوک پیاس مرض اور پریشانی سے راہ ہی میں تڑپ تڑپ کے مرگئے وہ مستورات جن کا آنچل آفتاب کی نظر بھی مشکل سے پڑا ہو کا چٹیل میدانوں میں ✤ ✤ ✤

اور اُس نے اپنے حقوق سلطنت کے ساتھ اپنی زندگی بھی بھائی سلیم کے ہاتھ فروخت کر ڈالی۔ دوسرے بھائی نے بہتیرا اپنے کو چھپایا لیکن ایک سرائے میں سے وہ گرفتار ہو کے قتل کر ڈالا گیا۔ احمد کے ساتھ ابتدا میں پندرہ سو ساتھی تھے لیکن اُن کی جمعیت پریشان ہو گئی اور میدان کارزار میں احمد کی گردن اُڑا دی گئی اس کے دو چھوٹے بیٹے بچ کے نکل گئے ایک ایران چلا گیا اور ایک نے مصر میں جاکے پناہ لی۔ اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کے بعد سلیم نے جنگ ایران کی جہاں اُس کا بھتیجہ مراد خاں پناہ گزیں ہوا تھا تیاری کی آج کل یہاں شاہ اسمٰعیل حکومت کرتا تھا۔

قوم کثیر کے ساتھ دریائے فرات کے سواحل پر بڑھا لیکن یہاں کے باشندے ملک کو ویران کرکے پہلے ہی سے کافور ہو گئے تھے اس لئے ترکی فوج کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا جہاں ترکی فوجیں بڑھیں ملک کو ویران پایا اور جتنے کوئیں ملے سب کے پانی میں زہر ملا ہوا پایا۔ اس پریشانی اور مصائب فوج میں بغاوت ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

اور ٹوٹی پھوٹی قبروں میں نظر آرہی تھیں وہ بیگمیں جو سرِ شام دہلیز کے باہر وہم کے مارے قدم نہ رکھتی تھیں مُردوں کی قبروں میں اُن کی حالت زندگی دیکھی گئی۔ صدہا معصوم بچے اپنی ماؤں سے بچھڑ گئے اور صدہا نے ماؤں کی گودی میں جان دیدی۔ یہ ہیں نتائج جنگ جو سب پر برابر آتے ہیں اور ان سے نہ اُس سپاہی کو مفر جو میدان جنگ میں لڑ رہا ہے اور نہ اُس پردہ نشین خاتون کو چارہ ہے جو بالکل بیگناہ ہے اور گھر میں چھپی بیٹھی ہے۔ رہا یہ کہ غنیم کے بزدل سپاہی عورتوں اور بچوں کو انتقام کی غرض سے قتل کر ڈالیں اور اُن کی بیگناہی اور بے بسی پر ترس نہ آئے قابل اعتراض بن سکتا ہے۔

جہاں تک خیال کیا جاتا ہے لندن ٹیمس کے نامہ نگاروں کی بہت سی باتیں ایجاد کردہ ہیں۔ اس لئے کہ ایک کا بیان دوسرے کے بالکل متضاد آکے واقع ہوا ہے لندن ٹیمس اگرچہ لندن کا سب سے معزز پرچہ ہے اور عام طور پر یہ بھی مشہور ہے کہ وہ نیم سرکاری اخبار ہے مگر اُس عظمت اور وقعت پر وہ بڑی سی بڑی باتوں میں بھی روسیوں ہی کی تائید کرتا تھا اور ہمیشہ اُن کی

پیدا ہوگئی کیونکہ پائے تخت ایران تک پہنچنے سے مایوسی ہوگئی تھی۔ ایک سپاہ سالار اپنی فوج کے ساتھ بگڑ گیا اور اس نے سلیم سے صاف کہدیا کہ ہم ہرگز آگے نہیں بڑھنے کے اور اگر تو زور ڈالیگا تو ہم یہیں تجھسے جنگ کرنے کو آمادہ ہیں۔ سلیم نے اس سپاہ سالار کی فوراً گردن ماردی اور گھوڑے کی باگیں اُٹھائے ہوئے سیدھا تبریز پر پہنچا۔ یہ شہر اس زمانہ میں ایران کا پائے تخت تھا۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے پھر ایک ناراضی پیدا ہوگئی لیکن سلیم کا اثر فوج پر کچھ ایسا تھا کہ اس نے کسی افسر یا پلٹن کی ناراضی کی پرواہ نہ کی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب تبریز کے قریب پہنچ گیا تو ایرانی فوج نمودار ہوئی اور ایک خونریز میدان ہوا۔ اس قدر قتل اور خونریزی ہوئی کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ نتیجہ جنگ سلیم کے حق میں ہوا۔ ترکوں کو فتح تو انقطاعی ہوئی لیکن یہ فتح خریدی گئی بڑی بھاری قیمت پر۔ جیسی فتح انقطاعی ہوئی اسی طرح خونریزی نے بھی قول ماردیا۔ ایرانی بھی خوب جانبازی سے لڑے اور انہوں نے اپنی شجاعت کی بانگی پوری دکھادی سارے روز تلوار کی لڑائی ہوتی رہی اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کس قدر کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

موافقت میں مضامین لکھے نامہ نگار بھی اپنے ایڈیٹر کے مذاق کا ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے اور جہاں تک ان سے ممکن ہو سکتا تھا اپنے ایڈیٹر کے مذاق کو جانے نہ دیتے تھے مگر بعض نامہ نگار اول درجہ کے ایماندار تھے انہوں نے اپنے ایڈیٹر کے مذاق کا کبھی خیال نہیں کیا اور جو کچھ لکھا محض ایمانداری سے لکھا۔ مثلاً مقام بانی زگرا کی بابت جب لندن ٹمس میں چھپا کہ ہزارہا عیسائی لاشوں کو دیکھا گیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور نامہ نگار مذکور نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا تھا تو عام طور پر خیال کر لیا گیا تھا کہ یہ بالکل صحیح ہے اور اس میں کسی طرح کا بھی شبہ نہیں ہے مگر جب اسی واجب التوقیر اخبار کا بحری نامہ نگار ۷؍ جولائی کو بانی زگرا پہنچا تو اس نے لندن ٹائمس کو لکھ بھیجا کہ میں نے یہاں قتل و غارت کا خفیف سا نشان بھی نہیں دیکھا ہر چند میں نے اس بات کی تلاش کی کہ کوئی برہنہ یا بے گور و کفن لاش ایسی مل جائے جس کی میں تجہیز و تکفین کر دوں لیکن کوئی نظر نہیں آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی طرح کا بھی قتل عام یہاں نہیں ہوا بلکہ مجھے یقین دے کے عیسائیوں نے بیان کیا کہ یہاں تو خون کی ایک بوند بھی

فاتح سلطان اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ تبریز میں بڑھا۔ شاہ صفوی کے محل میں فروکش ہوا اس نے ارادہ کیا کہ موسم سرما یہاں گزار کے موسم بہار میں آگے فوجکشی کروں لیکن فوجوں میں پھر ناراضی پیدا ہو گئی کل جان نثاری بگڑ گئے ناچار سلیم اپنے کل لشکر کے ساتھ اپنے وطن واپس پھر گیا شاہ صفوی نے صلح کی شرطیں کرنے کے لئے کئی ایلچی بھیجے لیکن ہر شرط نامنظور کی گئی سلیم کی سلطنت میں ایران اور ترکی سے برابر جنگ ہوتی رہی ترکی فوجیں ہر جنگ میں فتحمند رہیں اور ایرانی افواج نے ہر موقع پر سخت ہزیمتیں اُٹھائیں مگر سلطان سلیم کے ہاتھ ایران کی ایک انچ زمین نہیں لگی۔ مثل تبریز کے فتح کیا اور چھوڑ کے چلے آئے۔

ایران میں فتح کے بعد ناکام ہو کے سلیم نے اپنے فتحمندانہ ہتھیاروں کو مصر اور شام کی طرف اُٹھایا شوریٰ و زرا سے یہ قرار پایا کہ احکام قرآنی کے بموجب سب سے پہلے مصر کو اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا جائے کہ یا تو ہمارا باجگزار بننا قبول کرو ورنہ ہم حملہ کریں گے۔ دربار مصر نے صاف جواب دیا کہ آیئے بسم اللہ کیجے ہم اطاعت نہیں کریں گے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ یہ تحریر دیکھتے ہی سلیم ایک کثیر تعداد

نہیں گری۔ اب اس سفید جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہی کہ سابق الذکر نامہ نگار نے کیا صریح دہوکا لوگوں کو دیا ہو اور لاشوں کے کتنے ڈھیر بیان کئے ہیں استغفر اللہ۔ بدبخت اردو اخباروں کے نامہ نگار یہ تو کبھی جرأت نہیں کرسکتے کہ فرضی طور پر کوئی واقعہ ایجاد کرکے لکھ ماریں ہاں اتنا ضرور کرتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے پوری تحقیق اور دوسری سے نہیں لکھتے تو ایک غل مچ جاتا ہے اور انگریزی اخبارات نہایت حقارت سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ذلیل پرچوں میں جو کچھ چھپتا ہو محض غلط ہو اور ان کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں مگر اس کے خلاف انگریزی زبان ایسی مقدس زبان ہو کہ جو کچھ اس میں لکھا جائے معاذ اللہ اس کو منزل من اللہ سمجھا جائے اور یا ایسی جادو کی زبان ہو کہ جھوٹ اس میں آہی نہیں سکتا۔ اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد بھی ہماری ذاتی رائے یہ ہو کہ انگریزی اخباروں میں بشکل سے فیصدی پانچ واقعات صحیح درج ہوتے ہونگے اور اگر زیادہ تحقیق سے کام لیا جائے گا تو شاید اوسط اس قدر بھی نہ نکلے۔

ایک ترجمان کو ساتھ لیکر اس نے پناہ گزینوں کے ہر جھگڑے کا سامان بچشم خود دیکھا اور علیحدہ علیحدہ

فوج کے ساتھ دشوار گزار راستہ میں ہوکے مصر پر حملہ آور ہوا۔ یہاں مملوکوں کا بادشاہ خودسری حکومت کرتا تھا اور خلیفہ مصر کے نام سے مشہور تھا۔ مملوکوں کا امیر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی فوج لیکے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ فوج کی عمدگی میں شک نہیں تہا لیکن سواروں کی تعداد بہت کم تہی شام کے میدانوں میں الیپو کے قریب آتش جنگ بھڑکی۔ ۲۴ اگست ۱۵۱۶ء میں ایک خونریز میدان ہوا ترکی توپوں نے مملوکوں کا ستراؤ کردیا ادہر ان میں باہم کشش پیدا ہوگئی اس صورت سے بآسانی سلیم کو فتح ہوگئی۔

جب مصریوں کو ایسی فاش شکست ہوئی تو الیپو نے اپنے دروازے سلیم کے لئے کہولدیئے سلیم معہ اپنی تمام فتحمندانہ فوج کے الیپو میں داخل ہوا۔ فوجوں کو حکم دیدیا تھا نہ کسی کو لوٹیں اور نہ کسی کو ستائیں شہر میں ایک گھر بھی نہیں لوٹا گیا اور نہ کسی باشندے کو ستایا گیا۔ سلیم کے اس رحم اور انسانیت سے اور شہروں پر بھی بڑا اثر پڑا اور ایک عام میلان لوگوں کا ترکوں کی طرف ہونے لگا۔

دوسری جنگ مقام غزا میں ہوئی وہاں بھی اسے پھر بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اخیر بیت المقدس نے

ہر شخص سے اُن مظالم پر جو اُن پر کئے گئے تھے جرح کے سوال کئے۔ کوئی مرد۔ عورت یا بچّہ کو کسی قسم کا صدمہ نہیں معلوم ہوتا تھا صرف ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا ایک رشتہ دار کھو گیا۔ ایک دس برس کے بچّے نے اس سے کہا کہ چند آدمی ایسے مقام پر پڑے ہیں جس کا پتہ نہیں بتا سکتا ہوں۔ نامہ نگار ڈیڑھ گھنٹے کی راہ پر اس کے ساتھ گیا مگر چونکہ چودہویں جولائی کو یہاں باشی بزوقوں اور ردیفوں میں جنگ ہوئی تھی اس لئے اس بچّہ کی شہادت مردہ اجسام کے لئے کوئی قیمت نہیں رکھتی تھی۔ لنڈن ٹیمس کا بھیجا ہوا نامہ نگار چند روز پہلے اس شہر کو دیکھ چکا تھا اور ایسے بہت سے مردہ اجسام ملے تھے جن میں عورتیں بھی شامل تھیں لیکن یانی زگرا میں جو خونریزی ہوئی اس میں بالکل بلغاریوں کی شرارت تھی۔ ترکوں کے مظالم کی نسبت جتنی خبریں آئیں وہ سب ایجاد کی گئی تھیں۔ ان کی اصل مطلق کچھ نہ تھی محض اس لئے ان بے بنیاد خبروں کو تراشا تھا کہ ترکوں کے دشمنوں میں جوش پیدا ہو۔ اگرچہ ہر جنگ میں اس قسم کی جھوٹی خبریں بنائی جاتی ہیں لیکن ترکی روسی جنگ میں یہ ایجاد حد سے تجاوز کر گئی تھی۔ ترکوں نے جہاں تک تحقیق ہوا موجودہ تمدن اور انسانیت کا ہر موقعہ پر لحاظ کیا اگرچہ بعض اوقات اُن کی بے قاعدہ فوج نے شل

اپنے دروازے سلیم کے لئے کھول دیئے۔ یہاں بھی سلیم نے کسی کو نہیں ستایا اور اپنی فوج کے ساتھ ایک بڑے صحرا کو طے کر کے مصر کے پائے تخت القاہرہ پر آ دھمکا۔ بوڑھے خلیفہ مصر کا اسی اثنار میں انتقال ہو چکا تھا اور اس کی جگہ طومان بے نامی شخص خلیفہ مصر بن چکا تھا۔ طومان بے القاہرہ سے کچھ فاصلہ پر سلیم کی فوجوں کا منتظر کھڑا تھا۔ اخیر ترکی ہلال اُڑتا ہوا نظر پڑا اور ترکی سواروں کے بھالے آفتاب کی کرنوں سے جھم جھم کرتے نظر آئے۔ رومی توپوں کی گڑگڑاہٹ مسموع ہونے لگی اور ترکی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں نے صحرا میں شور قیامت برپا کر دیا۔ مملوکی اپنے پائے تخت بچانے کے جوش اور اپنے وطن پر جان نثار کرنے کے عزم میں نہایت سرخوشانہ حالت میں دو دو ہاتھ کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ۲۲ جنوری ۱۵۱۷ء ایک بھاری میدان ترکوں اور مملوکیوں میں ہوا۔ مملوکی بہت جان توڑ کے لڑے لیکن ترکوں کے آگے کچھ پیش نہ چلی۔ اگر دو مصری سردار اپنے سردار کو دھوکا نہ دیتے تو ترکی لشکر کو سخت چشم زخم اُٹھانی پڑتی طومان بے نے یہ تجویز کی تھی کہ عقب سے حملہ کر کے اس وقت کہ جب وہ بڑھے چلے آتے ہوں ترکوں کو پریشان کر دوں فی الحقیقت یہ بہت اچھی تجویز تھی اگر ترکوں پر اس صورت سے حملہ ہوتا تو بے شک

عیسائیوں کی بے اعتدالی ظاہر کی۔ ٹیمس کے جنگی نامہ نگار نے ۱۹ ویں جولائی کو مقام کزان لک سے چند ناگوار واقعات کا ذکر کیا ہے جو اس نے دریشپکا میں ۱۸ ویں تاریخ کے جنگ کے بعد دیکھے۔ وہ لکھتا ہے کچھ قدم آگے بڑھ کے میں نے روسی افسروں اور سپاہیوں کے دائرے میں بہت سے اجسام دیکھے جو ملاحظہ کے لئے جمع کئے گئے تھے۔ کل اجسام بے سر تھے۔ بعض کے بازو اور ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں۔ اور بعض مردہ اجسام کی اس صورت سے توہین کی گئی تھی کہ تمام دنیا کو ناگوار معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ خبر نہیں کہ آیا یہ شرمناک اور بے رحمانہ برتاؤ زندگی میں کیا گیا یا مرنے کے بعد۔ بعض کی نسبت شبہہ ہو سکتا ہے کہ ان سے یہ بدسلوکی زندگی میں کی گئی اور بعض کی نسبت مطلق شبہہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کی انگلی ایک ایک علیحدہ علیحدہ کاٹی گئی تھی اور اس کے تمام جسم پر کچوکے لگے ہوئے تھے۔ دوسرا شخص اس کے پاس پڑا ہوا تھا جس کے بازو پر ریڈ کراس کی نشانی تھی۔ اسی طرح ایک شخص دست و پا بریدہ انہی مردوں میں دیکھا جس کے کئی زخموں پر پٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایک نہایت نوجوان جسیم اور قوی ہیکل شخص کو دیکھا جس کے دھڑ پر گردن نہ تھی نہ اس کے جسم پر کوئی زخم تھا جس سے

نتیجہ جنگ بدل جاتا۔ مگر یہ بات نہ ہوئی کمبخت طومان بے اپنے دوسرے سرداروں کے بہکانے میں آگیا۔ مملوکیوں نے عزم بالجزم کر لیا کہ ہنڈسے بیٹوں ہرگز پائے تخت پر قبضہ نہ دیں گے مملوکیوں نے کسی موقع پر ایسی بہادری نہیں دکھائی جیسی اس وقت اپنی اعلیٰ درجہ کی شجاعت کا اظہار کر دیا۔ مگر ترکوں کے توپخانہ کے آگے ان کی بہادری کچھ نہ چل سکی۔ اس خونریز اور انقطاعی جنگ کے بعد سلیم ہی کو فتح ہوئی فتح کے بعد ایک فوج القاہرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی گئی۔ یہ مختصر سی فوج القاہرہ میں داخل ہوئی مملوکی خاص مقامات میں چھپے ہوئے تھے وہ یکایک ترکی فوج پر آپڑے اور ایک ایک کر کے سب کو قتل کر ڈالا۔ سلیم نے پھر ایک ڈویژن فوج القاہرہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس فوج نے دیکھا کہ القاہرہ پر دشمن کی بڑی بھاری فوج مورچہ زن ہے اور ان کی آمد کا انتظار کر رہی ہے شاہراہوں میں دست بدست جنگ شروع ہوئی تین دن کامل مملوکیوں نے سلطانی فوج کے خلاف آتش جنگ برپا رکھی۔ جب تلوار کی لڑائی کو یہ طول ہوا تو سلیم نے ناچار ہو کے حکم دیا کہ القاہرہ کو آگ لگا دو اب مجبوراً مملوکی پسپا ہوئے کیونکہ زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ شہر پر قابض

معلوم ہوسکتا کہ یہ باقاعدہ جنگ میں مارا گیا۔
ٹیمس کا جنگی نامہ نگار لفٹننٹ کرنل برکینبری تھا اس نے دو فرانسیسی نامہ نگاروں اور ایک اسپینش امریکن اخبار کے نامہ نگار کے ساتھ اس کاغذ پر دستخط کئے جس میں ان خطرناک مظالم کا حال لکھا ہوا تھا۔ یہ کاغذ کرنل ویسلی کی معرفت گورنمنٹ انگلستان کو بھیجا گیا تھا جو ۱۸۷۷ء میں لندن کی پارلیمنٹ کے آگے اور دستاویزات کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اس کاغذ کی تحریر سے معلوم ہوتا تھا کہ ترک اپنی وحشت میں اُن کے اپنے مخالف کے ساتھ کیسا بیرحمانہ برتاؤ کرتے ہیں اسی وجہ سے انگلستانی رعایا میں ترکوں کے خلاف سخت جوش پیدا ہوگیا۔ تعجب اس بات کا ہے کہ صرف تین نامہ نگاروں کے دستخطی تحریری بیان پر اس قدر اعتبار کرلیا گیا کہ وہ کاغذ سرکاری طور سے پارلیمنٹ میں بھی پیش ہوا اور انگلستان کی عامہ خلائق کو ترکوں پر غصہ بھی آیا مگر وہ حلفی بیانات جو انگریزی کونسلوں نے روسی مظالم کی بابت اپنی گورنمنٹ کو بھیجے تھے ان پر نہ زیادہ غصہ کا اظہار کیا گیا اور نہ روسیوں کو ڈانٹا گیا۔ اس سے زیادہ اور بدقسمتی ایک قوم کی کیا ہوسکتی ہو کہ قدیم دوست بھی اُس سے آنکھیں بدل لیں۔ ترکی افسروں کی حکمرانی

ہونے کے بعد سلیم نے سرکش سرداروں کے نام احکام بھیجے کہ میری اطاعت قبول کرلو اور ایک فرمان رعایائے قاہرہ کو بھیجا کہ اگر ہتیار ڈالدوگے تو تمہاری حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں تمہارا بال بھی بیکا نہوگا اور تمہیں ہر طرح امان دی جائے گی۔ اکثر لوگوں نے ہتیار ڈالدیئے پھر وہ فوراً گرفتار کرلیئے گئے اور اُن میں سے آٹھ سو نو سو مملوکی سرداروں کے سر اُڑا دیئے گئے اور عام قتل عام کا حکم دیا کہتے ہیں چالیس پچاس ہزار باشندے قتل کرڈالے گئے۔
جب طومان بے کو قاہرہ میں کامل شکست ہوئی اور قاہرہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو اس نے ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک دفعہ پھر فوج جمع کی لیکن کچھ کامیابی نہیں ہوئی اخیر وہ گرفتار کرلیا گیا اور ۱۵۱۷ء میں سلیم کے حکم سے اس کی گردن ماردی گئی۔
اب ترکوں کا مصر پر کامل قبضہ ہوگیا تھا۔ قاہرہ کے فتح ہونے کے بعد اسکندریہ اور تمام بڑے بڑے شہروں نے سلطان کی اطاعت قبول کرلی تہی۔ اخیر سلطان نے قسطنطنیہ واپس ہونے سے پہلے مصر اور شام میں اپنی طرف سے حکومت کرنے کے لئے گورنر مقرر کردیئے اور اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ

باہمی نااتفاقی کی خدا کی طرف سے سزا دی گئی تھی کہ اُن کے بے بس بال بچے سنگدل بلغاریوں اور روسیوں کے ہاتھ ذبح کئے جائیں اور تمام دُنیا اسے اچھی نظروں سے دیکھے۔ خدا صرف مسلمانوں کا خدا نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کا خدا ہے۔ اس کے قوانین قدرت سب کے لئے مساوی ہیں جب قوم نے ان قوانین سے تجاوز کیا وہ اسی صورت سے برباد کردی جاتی ہے۔ روسیوں نے دس لاکھ بے نوا بچوں اور عورتوں کو ذبح کر ڈالا جلا دیا۔ مار ڈالا۔ قتل کر دیا۔ برباد کر دیا۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہ ہوا۔ کہ اخیر تمدن اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ کے بین الاقوامی معاہدوں کے خلاف کیوں ایسا کیا گیا مگر باشی بزوقوں کے چند گمنام بے اعتدالیوں سے شور محشر بپا ہو گیا غصہ کی آگ بھڑکی اور مصیبت زدہ ترکوں کو سب خونی نگاہوں سے دیکھنے لگے اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں یہ سب اپنے اعمال کی سزا ہے اس سے بھی زیادہ ترکوں کو اگر سزا دی جاتی تو ترکوں کے شایانِ حال تھی کیوں وہ باہم مخالف بنے کیوں انہوں نے اپنی گورنمنٹ سے نمک حرامی کی۔ کیوں نہیں انہوں نے قومی پاس و لحاظ رکھا اور کیوں چند پیسوں کے لئے دشمن سے مل گئے۔ حدود اللہ سے باہر کیوں قدم رکھا

بے انتہا مال غنیمت کے لئے اپنی عظیم سلطنت کے پایۂ تخت کی طرف روانہ ہوا۔ چند مہینے اس نے دمشق میں قیام کیا اور بعد ازاں الیپو میں۔ اور ماہ اگست ۱۵۱۸ء میں قسطنطنیہ پہنچا اب پایۂ تخت سے اپنی دو برس کی غیر حاضری میں اس نے تین قوموں یعنی عرب۔ شامی اور مصریوں کو فتح کر لیا تھا۔

ان طولانی جنگوں سے اس کا خزانہ بالکل خالی ہو گیا مگر اس نے اپنی سلطنت کے چند دولتمندوں اور اعلیٰ افسروں کا سر کاٹ کے اپنا خزانہ بھر لیا۔

سلیم کو وہ شکست یاد تھی جو اس کے دادا کو نائٹ آف روڈس سے ملی تھی۔ اس بنا پر اس نے مصمم ارادہ کیا کہ کثیر فوج کے ساتھ نائٹ کو نیچا دکھائے۔ بڑی دھوم دھام سے جہازات بننے شروع ہوئے اور کثرت سے سامان باربرداری جمع کیا گیا۔ تھوڑے عرصہ میں بڑی جرّار فوج تیار ہو گئی اور دشمن کے ملک پر بھی حکم سے بڑھنے کے لئے کل کیل کانٹے سے مستعد بن گئی۔ سلطان اپنے پایہ تخت سے ایڈریانوپل روانہ ہوئے۔ رستہ میں ایک سخت مرض کا دورہ ہوا

اور شریعت عزّا کے فرمان کی کیوں نافرمانی کی ان کی بداعمالی نے یہ سزا دی ہے اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں۔ ان ہی مصائب سے بڑی بڑی قدیم سلطنتیں برباد کی گئی ہیں اور اب ڈھونڈے سے بھی اُن کا کہیں کھوج نہیں ملتا نہ اس میں روسیوں کا کچھ قصور ہے اور نہ یورپ کا۔ سارا قصور ترکوں کا ہے کہ کیوں اُنہوں نے روسیوں اور بلغاریوں کو ان کے وحشیانہ افعال کے کرنے کا موقع دیا روسیوں کی وحشت ابھی تک جوں کی توں باقی ہے۔ پیٹر اعظم کے وقت سے اس وقت تک وحشیانہ خون اُن کی رگوں میں موجود ہے وہ مظالم اور شرمناک افعال جو تمدن۔ انسانیت اور مذہب کی نظر میں کفر سے بھی زیادہ زبوں تر ثابت ہوئے ہیں وہ روسیوں میں اعلیٰ درجہ کی نیکی سمجھے جاتے ہیں۔ انسانی گرم گرم خون اُن کے لئے شیر مادر ہے۔ معصوم بچوں اور بیگناہ عورتوں کو ذبح کرنا دل لگی سمجھتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ اپنے کو مہذب اور متمدن اقوام سے گنے جاتے ہیں۔ ظلم۔ وحشت۔ سیہ کاری سنگدلی اور بے رحمی ان میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی ہے وہ رحم کو کمزور دماغ کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور انصاف کو دل کی کمزوری کی دلیل۔ روس ہی پر کیا منحصر ہے یورپ کے بعض مدعی تمدن

اور یہ وہ مقام تھا جہاں سلطان نے اپنے باپ سے جنگ کی تھی۔ مرض کی شدت اس بلا کی ہوئی کہ سلطان کو رستہ ہی میں ٹھیرنا پڑا۔ تھوڑے عرصہ میں اسی مقام پر جہاں سلطان کی باپ کی وفات ہوئی تھی ۲۲ ویں ستمبر سنہ ۱۵۲۰ء میں دنیائے فانی سے کوچ کیا۔ وفات کے وقت سلطان سلیم کی عمر ۵۴ سال کی تھی زمانہ سلطنت صرف ۸ سال شمار ہوا ہے۔

اور تہذیب سلطنتوں کی یہی یہی کیفیت ہے شہنشاہ جرمن نے جب اپنی فوج کو چین رخصت کیا ہے تو یہ فرمایا تھا کہ جو ملے اُسے قتل کر ڈالنا کسی کو پناہ نہ دینا نہ بچوں کو چھوڑ اور نہ عورتوں کو نہ مردوں کو۔ غرض کوئی شخص تمہاری شمشیر خارہ شگاف سے بچکر نہ جائے۔ یہ ہے تمدن اور یہ ہے تہذیب جسپر آج یورپ فخر کرتا ہے اور دوسری اقوام کو اپنے مقابلہ میں وحشی اور جانور سمجھتا ہے۔

ان تمام سلطنتوں کے طرزِ عمل کو دیکھ کے ہم بلاخوف شاید بر ملا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تمدن و تہذیب کے دعوی میں کوئی قوم دنیا میں سچی ہے تو وہ انگریز اور ترک ہیں۔ سابق الذکر نے اپنے اعلیٰ تمدن اور رحم کا غدر ۱۸۵۷ء میں پورا ثبوت دیدیا ہے۔ جہاں کسی بچے اور عورت کو انگلی تک نہیں لگائی گئی۔

اسی طرح حال کی جنگ یونان میں ترکوں کی شائستگی کا پورا ثبوت ملگیا ہے جہاں مخالف قوم کے بچے ترکی سپاہیوں کے کندھے پر چڑھے چڑھے پھرتے تھے باقی اور دول یورپ کی سب کہانی ہے اور کل دولتیں ایک نہ ایک دن اپنے ان مظالم کا ضرور مزہ چکھیں گی۔

اُن متعدد گاؤں میں جو ترکوں نے برباد کر دیئے ایک گاؤں کا ماجرا بھی بیان کیا جاتا ہے جو ٹرنووسے

گیارہواں باب ۱۱

سلیمان کی تخت نشینی۔ تاریخ سلطنت میں اُس کی مشہور حکمرانی۔ بلغراد کی فتح۔ رہوڈس کا محاصرہ اُس کا مفتوح ہونا۔ مفتوحہ شہر میں سلیمان کا داخلہ۔ نائٹس کی روانگی۔ ہنگری سے جنگ۔ وائنا کا محاصرہ بار بروسہ۔ اُس کی عملی کامیابی۔ بار بروسہ کا کپتان پاشا مقرر ہونا سواحل اطالیہ اور آرچی پیلیگو کا زیروزبر کرنا۔ جنگ اور آسٹریا کے ساتھ عہد و پیمان۔ سلیمان کی خاندانی معاشرت۔ اس کے پیارے اور عزیز از جان بیٹے کی وفات۔ بار بروسہ کی موت۔ روزانہ ہنگری میں مشکلات کا پیدا ہونا۔ ڈراگٹ آف کورسیر کا امیر بحر مقرر ہونا۔ مالٹا اور طرابلس الغرب کا محاصرہ۔ خاندانی معاملات۔ سلیمان کا حکم اپنے بڑے

سو میل کے فاصلہ پر فلیپو پولس کی سیدھ میں واقع ہو اُس میں تین سو گھروں سے زیادہ بنے ہوئے تھے لیکن ۳۰ر جولائی کو باشی بزوقوں نے اسے بالکل برباد کردیا تھا۔ بہت سے لوگ تو حملہ ہونے سے پہلے ہی نکل کے چلے گئے تھے لیکن چھ سو آدمی رہ گئے تھے۔ یہ سب عورتیں اور بچے تھے جو باشی بزوقوں کے خوف سے کھیتوں اور کھوؤں میں چھپ گئے تھے۔ بعض خوش قسمتی سے نگاہ سے بچ کے نکل گئے یا حملہ آوروں کی نظر ہی نہ پڑے لیکن باقیماندہ کو باشی بزوقوں نے پکڑ لیا اور سخت بیرحمی اور خطرناک طریقہ سے قتل کر ڈالا۔ پھر اس گاؤں کو برباد کرکے آگ لگا دی اس کے بعد انگریزی اخبار کا ایک نامہ نگار اس سوختہ اور برباد شدہ گاؤں میں گیا تو اُس نے دیکھا کہ کتے اور سور لاشوں کو بھنبھوڑ رہے ہیں۔ گدھے اور مویشی شتر بے مہار کی طرح بغیر مالک کے ادہر ادہر رستہ میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس سے بھی خوفناک اور بدتر حالت جیولا مہالیسی گاؤں کی ہوئی جو یاتی زگرا اور رٹزلووا کی ریل کی سڑک کے قریب واقع ہے۔ ۲۷ر جولائی کو ایک بڑا گروہ سرکیشین کا اس بستی میں آیا پہلے اُس نے نوجوان لڑکیوں کو ساتھ لیا۔ اور پھر مہیب طور سے باقیماندہ آبادی کو کاٹ ڈالا۔

بیٹے مصطفےٰ کے قتل پر۔ ملکی لڑائی مالٹا کا محاصرہ۔ ترکوں کا پس پا ہونا۔ سلیمان کی وفات۔

سلیم کی وفات کی وحشتناک خبر نے سلطنت میں سخت مشکلات پیدا کردیں۔ شخصی حکومت کا ہمیشہ سے یہ خاصہ چلا آیا ہو کہ جدید سلطان کی تخت نشینی پر اسی قسم کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ سلیمان پسر سلیم نے سب سے پہلے اپنی توجہ اس ابتری کے رفع کرنے میں مبذول کی جو قسطنطنیہ سے شام تک پھیل رہی تھی اور جس سے ایک بے انتظامی اور بدامنی پیدا ہوگئی تھی۔ وجہ صرف یہ تھی کہ صوبوں کے گورنر خود مختار بننا چاہتے تھے۔ سب سے پہلے شام کے گورنر کی سرکوبی کے لئے سلیمان نے فوجیں روانہ کیں۔ فوج نے جاتے ہی گورنر مذکور کو چیز غضؔو کرلیا اور باغی صوبہ کو ایسا سبق پڑھایا کہ اور گورنروں میں بغاوت کرنے کی ہمت نہ رہی اور چاروں طرف امن امان ہوگیا۔

سلیمان اپنے باپ کے عہد سلطنت میں ایڈریانوپل پر حکومت کرتا تھا۔ اس لئے حکمرانی کے عملی اصول سے اُسے کامل مہارت ہوگئی تھی اور عام طور پر اس کی بزرگی اور محبت رعایا اور فوج کے دلوں میں پیدا

جب اُنہوں نے دیکھا کہ عورتوں اور بچّوں نے گرجوں میں پناہ لی ہے وہ انکے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ اور گرجے میں جاکر سب کو ذبح کرڈالا۔ ۱۷۵ لاشیں گرجے سے باہر نکالی گئیں۔ کرنیل لفٹننٹ اور فوجی اتاچیوں نے اُنہیں دفن کردیا اس کے علاوہ بہت سی لاشیں مختلف مقاموں میں پائی گئیں۔ اور ۳۳ مجروحین کی ڈاکٹروں نے مرہم پٹی کی۔ گرجے کے چشم دید واقعہ کا اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ مقتول اور دم توڑتی ہوئی عورتیں اور بچے ایک پر ایک پڑے ہوئے تھے چھوٹے چھوٹے بچے اپنی ماؤں کو دیکھکر بلک رہے تھے۔ زخمی مائیں مقتولین کی ڈھیر میں سے اپنے بچّوں کو تلاش کررہی تھیں لیکن بیرحم تلواروں نے ان کو اس وحشت اور بیدردی سے کاٹا تھا کہ وہ اُنہیں نہ پہچان سکیں۔ متعدد عورتوں پر خوفناک مظالم توڑے گئے۔ اور بعض عورتوں کی پستانیں کاٹ ڈالی گئیں اور بہت سی عورتوں کے پہونچے کاٹ ڈالے گئے تھے۔ ایک مقتول ماں کا شیرخوار بچہ بھوک کے مارے تڑپ رہا تھا اور اپنی ماں کے پاس دودھ پینے کے لئے دوڑ رہا تھا اور اُس کو ہلاتا تھا کہ وہ جاگ کر دودھ پلائے۔ اِدہر یہ لوگ اس بستی میں قتل وغارت کا نظارہ دیکھ رہے تھے اُدہر دوسری بستی میں

ہوگئی تھی۔ لوگ اُس کے باپ کے مظالم اور سختیوں سے پریشان اور ماندہ ہوگئے تھے۔ اسی وجہ سے اور بھی اُنہوں نے جدید نوجوان سلطان کے لئے خوشیاں منائیں۔

شام کی مشکلات کا فیصلہ کرنے کے بعد جہانگیری کی طرف نوجوان سلطان نے اپنی عنانِ توجہ منعطف کی اور یہیں سے اُس کی فتوحات کا پہلا باب شروع ہوا۔ اُس نے چاروں طرف سے بلغراد کو روک لیا اور بہت جلد اس کل صوبہ کا مالک بن بیٹھا۔ جب بلغراد کی فتح پوری ہوچکی تو بلغراد میں ایک زبردست ترکی قلعہ بنا کے اور اُس میں فوج متعیّن کرکے پائے تخت واپس چلا آیا تاکہ آیندہ سال مزید فتوحات کی تیاریاں کرے۔

اسی اثناء میں اس نے جزائر رہوڈس پر حملہ کرنے کے لئے ایک مہم روانہ کی جن پر بیت المقدس کے نائٹس آف سینٹ جان نے بہت دنوں سے قبضہ کر رکھا تھا۔ محمد ثانی کے زمانہ سے اُنہیں بے دخل کرنے کی کئی بار کوشش ہوچکی تھی لیکن انہوں نے وہاں سے جنبش نہ کی تھی۔ ترکوں کے گزشتہ حملہ کے بعد سے ایک جدید گرانڈ ماسٹر اف دی آرڈر ویلرس ڈی آئل آدم نامی ایک فرانسیسی نژاد

خونریزی ہورہی تھی۔ لندن ٹیمس کے بحری نامہ نگار کی جان بھی خطرہ میں پھنسی ہوئی تھی اور اُسے ڈر تھا کہ یہ لوگ پلٹ کر سرا قلع قمع نہ کر دیں۔ ایک سرکیشی نے ایک جھاڑی کے پیچھے سے اس نامہ نگار کے گولی ماری لیکن یہ بال بال بچ گیا۔ کوئی باقاعدہ فوج ابھی تک شہر میں نہیں آئی تھی اس لئے سرکیشی بہت آزادی سے شرمناک افعال کر رہے تھے۔

لندن ٹیمس کے بحری نامہ نگار کے اس بیان سے بشرطیکہ وہ صحیح ہو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ترکی شائستہ فوج کا ایک سپاہی بھی ان خطرناک جرائم کا مرتکب نہیں ہوا۔ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ اس بے قاعدہ فوج نے اس وقت یہ ناروا افعال کئے کہ جب بلغاری اور روسی مسلمان عورتوں اور بچوں کے خون میں اپنے ہاتھ تر کر چکے تھے۔ کسی شہادت سے اور کسی کمزور سے کمزور بیان سے یہ بات ذرا بھی ثابت نہیں ہوتی کہ ترکی شائستہ فوج نے کہیں بھی بے اعتدالی سے کام لیا بلکہ برخلاف اس کے اکثر ایسا ہوا کہ جہاں وہ باشی بزوقوں کے موقعہ پر پہنچ گئی ان کو قوت سے فوراً روکدیا اور کسی پر ہاتھ نہ ڈالنے دیا۔

شخص مقرر ہوا تھا جو بہت بڑا بہادر اور نامور تھا۔ بہت سے لوگ جو اس کے عہدہ کے مستحق تھے محروم کر دیئے گئے انہیں سخت صدمہ ہوا اور آدم کے ساتھ حسد کرنے لگے اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ رشوت لیکے اس جزیرہ اور اس کے بہادر سپاہیوں کو سلیمان کے سپرد کر دیں۔

جو معاہدے سابق سلاطین کے رہوڈس سے ہوئے تھے سلیمان نے خلاف معاہدہ نائٹس کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کے ان معاہدوں کو توڑ ڈالا۔ ایک ترکی بیڑہ جہازات چارسو جہازوں کا جن پر پچاس ہزار ترکی فوج تھی حملہ کی غرض سے روانہ ہوا اور جزیرہ میں پہنچا۔ کنارہ پر اُترتے ہی محاصرہ شروع کر دیا قلعہ بندیاں خوب مضبوطی سے ہورہی تھیں اور بڑے زبردست مورچے قایم کئے گئے تھے۔ فوج قلعہ کی تعداد پانچ ہزار تھی جس میں چھہ سو نائٹس تھے علاوہ اس فوج کے کل شہر کا شہر جنگ کرنے کے لئے موجود تھا اس لئے لڑنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ تمام فوج اور شہری پورے طور پر مسلح تھے اور اخیر تک دشمن سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ تھے۔

پانچ مہینے تک جنگ رہی لیکن رہوڈس مطیع نہ ہوا۔ سلطان سے رہا نہ گیا فوراً آندھی اور مینہ کیطرح

ڈیلی نیوز کا نامہ نگار بلغاری بستیوں کی بابت مفصلہ ذیل لکھتا ہے۔ مرد۔ عورتیں اور بچوں کی لاشیں سوختہ مکانات کی راکھ میں پڑی ہوئی تھیں۔ کسان کھیتوں میں گولی مار دیئے گئے تھے۔ ایک بلغاری کو میں نے کوئیں کے پاس نہایت شدید مجروحی حالت میں دیکھا جس کی پیشانی پر صلیب نما زخم تھا۔ مقام کسلدیو میں بھی اسی طرح کی مہیب صورتیں نظر پڑیں۔ اس قصبہ پر پہلے روسی ڈراگوں کی ایک رجمنٹ نے کرنل بلڈرلنگ کی ماتحتی میں قبضہ کر لیا تھا۔ اسی اثنا میں ترکوں کی ایک رجمنٹ آئی اور اس نے روسیوں کو مار کر نکال دیا اور اب ترکوں کا اس بستی پر قبضہ ہو گیا یہ رجمنٹ ترکی بے قاعدہ فوج کی تھی۔ سبھی باشندے گرجوں میں جاکے بند ہو گئے لیکن ترکی افسر کے حکم سے گرجے کے دروازے توڑ ڈالے گئے اور سب پناہ گزنیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جب کرنل بلڈرلنگ شب کو واپس آیا تو اس نے بستی کو برباد دیکھا اور گرجے میں خون بہا ہوا نظر کیا۔ چند آدمی قریب کے باغوں میں چھپ گئے تھے۔ وہ روسیوں کو دیکھ کے ان کے پاس آئے اور سب رام کہانی سنائی۔

بذاتِ خود فوج کی کمان کرنے کے لئے روانہ ہوا ایک انجنیئر سلطان کے ساتھ تھا جو قلعجات میں سرنگ کھودنا خوب جانتا تھا سلطان موقع پر پہنچا اور قلعوں کے نیچے سرنگیں کھودی گئیں جب ان سرنگوں میں آگ دی گئی ہو اور قلعے اڑے ہیں الحفیظ الاماں بہت بڑا اثر ہوا اور رہوڈس پر خطرناک حالت طاری ہو گئی۔ ہزاروں آدمی مر گئے لیکن اُن کی شجاعت پر آفریں کرنے کو جی چاہتا ہے کہ وہاں سے اُنہوں نے جنبش نہ کی۔ روز بروز دھڑا دھڑ گڑھیاں اُڑ رہی تھیں اور سخت خطرناک صورت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ قلعہ کی فصیلوں میں دراڑیں پڑنے لگیں اور بربادی آنکھوں کے سامنے عیاں ہونے لگی۔

نائٹس کا توپخانہ ترکوں کی نسبت بہت بڑا تھا لیکن بدقسمتی سے گولہ بارود ختم ہو چکا تھا مخبروں کے ذریعہ سے سلطان کو یہ خبر لگ گئی کہ گولہ بارود نہیں رہا اور اب نائٹس کی جان پر بن گئی ہو ڈماریل نائی چینسلر رہوڈس کی نسبت یہ شبہہ ہوا کہ اس نے ترکوں کو یہ خبر پہنچائی ہے فوراً اُس کا کورٹ مارشیل کیا گیا اور اُس کی گردن اڑا دی گئی۔

اس سے بھی زیادہ قصائی پنے کے افعال مقام اسکینر گرا کے گرد واقع ہوئے۔ ۲۹ سے ۳۱ جولائی تک روسی رسالے اور ترکی فوج میں پہلے اتفاقی اور خونریز جنگ ہوئی۔ روسی رسالہ پارہ پارہ کر دیا گیا اور روسیوں کے ہزیمت خوردہ سوار کافور ہو گئے اس ترکی غیر شایستہ فوج نے اس مقام پر قبضہ کر کے عام قتل عام شروع کیا۔ تمام عیسائی مرد۔ عورتیں اور بچے گھر سے نکلتے ہی گولی مار دیئے گئے۔ اور جو لوگ گھر سے باہر نہ نکلے ان کو گھروں ہی میں زندہ جلا دیا۔ بہت سے ترکی تاجروں نے ان بے رحمانہ افعال میں حصّہ لیا۔ انہوں نے بکثرت باشی بزوق جمع کئے اور شہر یا ان کے آس پاس عیسائیوں کو قتل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساٹھ گاؤں اور قصبے جلا دیئے گئے اور تیس گرجوں سے زیادہ منہدم کر دیئے گئے اور بہت سے آدمی مار ڈالے گئے۔ بارہ پندرہ ہزار مقتولین کی تعداد بیان ہوئی ہے لیکن اس تعداد میں بہت ہی مبالغہ سے کام لیا گیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ جو عیسائی مرد۔ عورتیں اور بچے قتل کئے گئے اُن کی تعداد کچھ کم نہ تھی۔ مگر ہاں اس تعداد کا اگر وہ بارہ پندرہ ہزار بھی قبول کر لی جائے اُس تعداد سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی جو بلغاریوں اور روسیوں نے

نائٹس بہت عرصہ تک دول یورپ کی امداد کے امیدوار رہے کہ شہنشاہانِ یورپ آ کے ترکوں کی آفت سے نجات دیں گے لیکن چارلس پنجم اور فرانسیس اول خود ہی مُصیبت میں پھنسے ہوئے تھے اُنہیں رہوڈس کی زیادہ پروانہ ہوئی ان کے علاوہ اور مسیحی شہنشاہ مع پوپ معصوم کے ترکوں کے خلاف اس جنگ میں دست اندازی نہ کر سکتے تھے۔ رہوڈس کیا تو خدا و مسیح کی نگرانی میں تھے اور کیا نائٹس کی شجاعت پر اور کوئی اُن کا ممد و معاون نہ تھا۔

ترکی سپاہ سالاروں نے اخیر شہر کے اُڑانے میں زیادہ جانوں کا کھلیان پسند نہیں کیا اُنہیں اپنے توپخانہ اور اپنی سرنگوں پر کامل بھروسہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ ہم رہوڈس کو فتح بھی کر لیں گے اور اُس کو برباد بھی کر دیں گے۔ ساعت بساعت نئی دراڑیں پیدا ہوتی جاتی تھیں اور جنگ آور قدم بقدم جنگ کرتے جاتے تھے۔ نری شجاعت کام نہیں دے سکتی نائٹس کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ شہر اب کسی صورت سے نہیں بچ سکتا۔

سلیمان خوب سمجھتا تھا کہ رہوڈس نہیں بچ سکتا اور چونکہ محض شجاعت کی وجہ سے وہ نائٹس کو

مسلمان عورتوں اور بچوں کی قتل کی تھی۔
یہی کیفیت ایشیا میں ہوئی۔ جب جنرل ترگوکسف وسط جون میں مقام ویلی بابا کے حوالی میں جنگ کر رہا تھا تو بائیس ہزار کردوں نے مقام وآن سے بڑھ کے شہر بایزید پر قبضہ کر لیا اور روسی فوج قلعہ کو مار کے فصیلوں اور گرگجوں میں بند کر دیا۔ دو دن کے محاصرہ کے بعد روسی فوج قلعہ نے اطاعت کی شرطیں پیش کیں۔ اس فوج میں بارہ سو کوہ قافی بھی تھے ایک حصّہ فوج نے ہتیار ڈالدیئے اور غیر مسلح کردوں کی حفاظت میں گرگجوں کے باہر نکلے۔ کردیکا یک ان غیر مسلح روسی سپاہیوں پر لوٹ پڑے اور سب کو تہ تیغ کر دیا۔ باقی ماندہ روسی فوج قلعہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو فصیلوں کے دروازے بند کر دیئے اور صاف انکار کر دیا کہ ہم ہتیار نہیں ڈالیں گے۔ ۱۰ ار جولائی کو جیسا کہ ہم پہلے کسی باب میں بیان کر آئے ہیں روسی سپاہ سالار ترگوکسف نے آکے خلاصی دلوائی۔ یہہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ کردوں نے اس پھرتی سے قتل عام کیا کہ ترکی باقاعدہ فوج اُن کے اس ناشائستہ فعل میں دست اندازی نہ کر سکی۔ جب مختار پاشا سپاہ سالار افواج عثمانیہ نے اس واقعہ کو سنا تو

عزیز رکھتا تھا اس لئے یہ تجویز کی کہ عزت کے ساتھ رہوڈس اطاعت قبول کرے اور کسی قسم کی ان شجیع لوگوں کی بے عزتی نہ ہو۔ مگر اہل شہر کی ناراضگی سے اول تو گرانڈ ماسٹر راضی نہ ہوا لیکن جب لاطینی اور یونانی لشپوں نے انسانیت اور عیسائیت کا واسطہ دے کے کہا کہ تو ترکوں کی شرطوں کو مان لے اس اصرار اور قسماقسمی پر ناچار گرانڈ ماسٹر نے حکم دیا کہ امن طلبی کا جھنڈا گرگجو پر اڑا دیا جائے۔ ترکوں نے فوراً اس جھنڈے کا جواب دیا اور دونوں طرف سے توپ نکے فیر بند ہو گئے۔ دوسرے روز عہد و پیمان شروع ہو گئے اور بڑی کشمکش اور ردّ و بدل کے بعد اخیر ۲۲ دسمبر ۱۵۲۲ء میں عہد نامہ پر دستخط ہو گئے اور رہوڈس کی کنجیاں سلطان کے قدموں پر ڈالدی گئیں۔
غین بڑے دن سلطان سلیمان شہر میں داخل ہوا۔ نائٹس نے چھہ مہینے کے بعد ایک ایسی حکومت کو چھوڑا جو دو سو بیس سال سے اُن کے قبضہ میں تھی اس عرصہ میں جو نمایاں ترقی تجارت اور تمدن میں ہوئی تھی جس سے تمام مسیحی دنیا مالامال ہو گئی تھی ہمیشہ یادگار رہے گی اور ایسا بڑا دن کہ دو سو بیس سال کی سلطنت گئی ہمیشہ نقش کالحجر رہے گا۔

آپ بہت افروختہ ہوئے اور حکم دیا کہ جن کردوں نے ایسا کیا ہو وہ گولی مار دیئے جائیں۔ یہ ہو ترکی شائستہ فوج کے کمان افسروں کی تہذیب جس سے بہتر شائستہ اور قانون کے پابند افسر یورپ میں بھی کم نظر آتے ہیں۔

یورپین ترکی کی حالت اس سے کم خراب نہ تھی لندن کے نامہ نگار نے ۲۸ر جولائی کو یہ لکھا تھا "ہر جگہ میں نے یہی حکایتیں سُنیں کہ روسیوں نے ترکوں کو مار ڈالا اور ترکوں نے روسیوں کو قتل کر ڈالا۔ میں پے در پے کئی سو گاؤں میں ہو کے گزرا میں نے تو سب کو ہی خالی پایا۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے گھر برباد دیکھے اور سوائے کتّوں۔ بطوں اور مرغیوں کے آدمیوں کا کہیں نشان نہ پایا۔ جب روسی فوجیں آگئیں تو کل بلغاری یکایک پیدا ہو گئے اور ریل و تار ڈاک وغیرہ کے برباد کرنے اور مسلمانوں کو قتل کرنے میں روسیوں کا خوب ہاتھ بٹایا۔ جہاں جہاں روسی فوجیں گئیں عثمانی رعایا ترکوں سے باغی ہو گئی اور اس نے ترکوں پر حملہ کرنا شروع کیا۔ جہاں تک روسیوں سے ہو سکتا تھا ہر ممکن طریقہ سے عیسائیوں کو فساد پر آمادہ کرتے تھے اس کہنے کی ضرورت نہیں کہ

سلیمان نے بہادر مفتوحین سے بڑی اولوالعزمی اور فیاضی کا برتاؤ کیا اُنہیں عہد نامہ کے مطابق بارہ روز کی مہلت دی کہ وہ اس عرصہ میں شہر سے نکل سکتے ہیں۔ کسی سے اُف تک نہ کی اور کسی کو ہاتھ لگایا نہ شہر میں لوٹ مچی۔ شہریوں کو اجازت دیدی گئی کہ وہ بآزادی اپنے مذہبی ارکان ادا کریں۔ اُن کے گرجوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ کوئی بچّہ اس کے والدین سے نہیں لیا گیا یہاں تک کہ کل جزیرہ کو پانچ سال تک خراج معاف کر دیا۔

سلیمان گرانڈ ماسٹر سے بہت ہی مہربانی کے ساتھ پیش آیا۔ پہلی ملاقات میں سلطان نے گرانڈ ماسٹر کی بہادری کی بہت تعریف کی اور چاہا کہ گرانڈ ماسٹر میری ملازمت قبول کر لے۔ ڈی آدم گرانڈ ماسٹر نے جواب دیا اگر میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں تو سمجھ لیجے کہ آپ کی ملازمت کے ہرگز قابل نہ ہوں گا۔ فتح کے بعد مفتوحہ شہر پر جو کچھ بیتا پڑتی ہو اور سخت احتیاط کے بعد بھی جو خرابی واقع ہوتی ہو اُس سے رہوڈس بالکل محفوظ تھا۔ نوجوان سلیمان کے اس رحمانہ فعل کی دھاک تمام یورپ میں بیٹھ گئی اور سب کی نظریں ترکوں کی اس شائستگی کی طرف تعجب سے اُٹھنے لگیں فی الحقیقت

روسیوں کو اس بغاوت پیدا کرا دینے سے کس قدر فائدہ ہوتا تھا۔
آہ اے مذہبی تعصّب آہ تو نے دنیا میں سخت سخت بیرحمیاں کی ہیں آہ اے مذہبی تعصّب آہ تو نے صدہا آباد شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور لاکھوں معصوم بچّوں اور بیگناہ عورتوں کو بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا۔ اس ستعار زندگی کے لئے انسان کیسی کیسی بیرحمیاں کرتا ہی اور کچھہ ایسا غفلت کا پردہ اُس پر پڑا ہوا ہی کہ اپنے افعال کا اُسے ذرا بھی درد نہیں آتا۔ دنیا کا ایک عجیب راز ہی جو کسی سے نہ کُھل سکا دم زدن کا کسے یارا ہی کون جان سکتا ہی کہ پردہ کے پیچھے کیا ہی۔
عیسائیوں کے اُن بے شمار قصبوں میں جن کو باشی بزوقوں نے برباد کر دیا ایک قصبہ کارا تلی تھا جس میں تین سو گھر تھے لیکن ۳۰ جولائی باشی بزوقوں نے اُس قصبہ کو بالکل برباد کر دیا تھا۔ بہت سے قصباتی تو حملہ سے پہلے ہی نکل کے چلدیئے تھے لیکن پھر بھی چھہ سو کے قریب موجود تھے اور یہ سب عورتیں اور بچّے تھے باحمیت عیسائی اپنی عورتوں اور بچّوں کو چھوڑ کے چلدیئے تھے جب ان عورتوں اور بچّوں نے حملہ کی خبر سُنی تو سب کے سب قریب کے کھیتوں اور جنگلوں میں

یہ بے نظیر کام اُس زمانہ میں اعجوبہ تھا۔
جزیرہ سے نائٹس کے چلے جانے کے بعد سلیمان اعظم قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ اور یہاں سلطنت کے اندرونی معاملات کو ترقی دینے میں مصروف ہوا لیکن ممکن نہ تھا کہ سلیمان آرام سے بیٹھتا کیونکہ اس کی خونخوار جان نثاری فوج بغیر جنگ کے چند روز بھی آرام نہ لیسکتی تھی۔ باہم کٹا چھنی ہونے لگی اور یہ مشکل سلیمان نے اس فساد کو رفع دفع کیا سلیمان سمجھہ گیا کہ ان کی فطرت میں جنگجوئی ہی جب تک انہیں جنگ میں مبتلا نہ رکھا جائے گا ملک میں کبھی امن نہیں ہوسکتا۔
ہنگیری سے زیادہ اور کوئی میدان اُس کی حوصلہ مندی کے نکالنے کا نہ تھا کیونکہ جب سے بلغراد فتح ہوا تھا سلیمان کی نظریں ہنگیری کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ لوئیس ثانی شاہ ہنگیری کی عمر اسوقت ۲۲ سال کی تھی۔ یہ نہایت پُرجوش بادشاہ تھا اور اس کی اولوالعزمی کا شہرہ بہت کچھہ تھا۔ اگرچہ یہ بیان کیا گیا ہی کہ وہ زیادہ تجربہ کار نہ تھا۔
غرض بڑی تیاری کے بعد ۱۵۲۶ء میں سلیمان نے فوج کثیر کے ساتھ ہنگیری پر حملہ کیا ہنگیری

جاکے چھپ گئے۔ ان میں سے بعض ایسے خوش قسمت تھے کہ اُن پر باشی بزوقوں کی نظر ہی نہ پڑی لیکن ان میں کی اکثر عورتیں اور بچّے گرفتار کرلئے گئے اور باشی بزوقوں نے سخت بیرحمی سے مار ڈالا۔ پھر یہ قصبہ لوٹ لیا اور برباد کردیا گیا۔ اس بربادی کے بعد ہی انگریزی نامہ نگار اس گاؤں میں پہنچا تو کتّے اور سوروں کو دیکھا کہ لاشوں کو بھبوڑ رہے ہیں اور مویشی۔ گدھے شتر بے مہار کی طرح سڑکوں پر اِدہر اُدہر بھٹکتے پھرتے ہیں۔

مگر اس سے بھی زیادہ خطرناک مظالم قصبہ جیولاتھالسی میں ہوئے جو ٹرنووا اور یانی زگرا کے بیچ میں واقع تھا۔ ۲۷ رجولائی اُس قصبہ میں بکثرت سرکیشین گھُس آئے اور تمام نوجوان لڑکیوں کو پکڑ کے لیگئے اور پھر باقیماندہ لوگوں کو قتل کرنے کے لئے واپس آئے اُنہوں نے آکے دیکھا کہ عورتیں اور بچے گرجہ میں جاکے پناہ گزیں ہوئے ہیں۔ سرکیشیا والے گرجہ میں گھُس آئے اور سبکو قتل کر ڈالا۔ کرنیل ناکس وغیرہ نے ایک سو پچھتّر مردہ اجسام کو گرجہ سے نکال کے باہر دفن کیا۔ بہت سی لاشوں کا مختلف مضافات میں پتہ لگا۔ چھتّیس مجروحین ملے جن کی مرہم پٹی کامل طور پہ

فوج بھی جنگ کے لئے میدان میں آئی لیکن دو ہی گھنٹے میں ہنگیری کی قسمت کا فیصلہ ہوگیا تمام ہنگیری فوج پارہ پارہ کردی گئی اور میدان جنگ کو اس بہادر مسیحی فوج کی لاشوں نے پاٹ دیا۔ نوجوان شاہ اپنے لشکر کی خود کمان کر رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ جان نثاری مارتے مارتے قلب لشکر میں آگئے اور صفوں کی صفوں کو پارہ پارہ کردیا تو وہ بیچارہ جان بچاکے بھاگا مگر میدان جنگ کے قریب ایک ندّی میں ڈوب کے مرگیا۔ اس انقطاعی فتح کے بعد فاتح فوج ڈینیوب کے ساحل ساحل روانہ ہوئی اور ۱۰ ر ستمبر ۱۵۲۶ء میں شہر بودا۔ پیشٹ اور پائے تخت نے اُن کے قدموں پر کُنجیاں رکھدیں۔ کہتے ہیں پائے تخت لوٹا گیا اور یہاں جان نثاریوں نے بڑی بربادی کی۔ کثرت سے مال غنیمت لیکے فاتح سپاہی اپنے وطن واپس پھرے۔ لاکھوں کروڑوں روپے کا سامان اُن کے جانورانِ باربرداری پر کھچاکھچ بھرا ہوا تھا۔ ہزاروں مرد عورتیں اور بچّے بطور لونڈی غلاموں کے اُن کے ساتھ تھے جو قسطنطنیہ کے بازارِ غلاماں میں لاکے فروخت کئے گئے۔ یکایک ہنگیری میں مشکلات پیدا ہوگئیں۔ لوئیس ثانی کے مرتے ہی ملکی جنگ کا آغاز ہوا۔

کی گئی جس شخص نے گرجے کو اندر سے جا کے دیکھا وہ یہ بیان کرتا ہے" لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا ان میں سے بعض سسک رہی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اماں اماں کہکے بلک رہے اور لاشوں میں دبے ہوئے تھے مجروح مائیں اس خوفناک ڈھیر میں سے اپنے بچوں کو تلاش کر رہی تھیں لیکن اپنے بچوں کو پہچان نہ سکتی تھیں کیونکہ تلواروں سے اُن کے اجسام پاش پاش ہو گئے تھے اور اُن کے سر کی کئی پھانکیں بن گئی تھیں۔

یہ ہیں بیانات جو باشی بزوقوں کے مظالم کی بابتہ انگریزی اخبارات لندن میں شائع ہوئے ممکن ہے کہ یہ کل بیانات صحیح ہوں لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کل بیانات میں آہنگی اس بلا کی ہے کہ ایک بات بھی ٹھیک نہیں معلوم ہوتی مظالم کے الفاظ کل نامہ نگاروں کے ایک ہی ہیں واقعات بھی ایک ہی پھر لطف یہ ہے کہ بیان کرتے وقت ممکن الوقوع اور ناممکن الوقوع باتوں کا مطلق خیال نہیں کیا گیا ہے۔ دشمن اور اس کے ساتھ غصہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔ ایک جگہ تو یہ لکھا ہے کہ بچے بلک رہے تھے اور لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور دوسری جگہ قلم فرسائی

آرچ ڈیوک فرڈیننڈ آسٹریا برادر چارلس پنجم نے بہ حیثیت برادر نسبتی لوئیس کے تخت کا دعویٰ کیا مگر اُس کی جان زپولی ایک زبردست امیر سلطنت نے مخالفت کی۔ دونوں کے ہمراہی بہت کثرت سے تھے۔

فرڈیننڈ زبردست فوج کے ساتھ اپنے مخالف پر حملہ آور ہوا اور ٹوکے کے میدان میں سخت خونریز جنگ ہوئی۔ زپولی کو بڑے نقصان کے ساتھ شکست ہوئی اور وہ اپنے نسبتی بھائی شاہ سجسمند کے ساتھ پولینڈ میں جا کے پناہ گزیں ہوا اور شاہ پولینڈ سے کہا تو میری امداد کر لیکن اس نے اس جھگڑے میں پڑنے سے صاف انکار کیا جب زپولی نے صاف جواب پایا تو سیدھا آکے سلیمان کے قدموں پر گر پڑا۔

سلطان نے زپولی کو اپنے ہاں پناہ دی اور بلغرادی لشکر گاہ کے قریب سلطنت ترکی کی طرف سے اُس کا استقبال ہوا سلیمان بہت مہربانی سے پیش آیا اور کہا تو غم نہ کھا تجھے ہنگیری کا تخت دلوا دوں گا۔ سلطان سمجھتا تھا کہ تاج ہنگیری میرا ہے دوسرا شخص اُس کا مدعی کیونکر

کی گئی ہو کہ زخمی مائیں اپنے بچوں کو لاشوں میں سے تلاش کر رہی تھیں اور اُن کی صورت نہ پہچانی جاتی تھی۔ اسی قسم کے بیانات گزشتہ صفحوں میں بھی ناظرین نے ملاحظہ کئے ہوں گے۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد کی مثل ہو۔ یہ طفلانہ اور بے سر و پا بیان ہیں جو باشی بزوقوں کے سر چپکے گئے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہو کہ باشی بزوقوں نے ضرور زیادتیاں کی ہوں گی لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بات دیکھنے کی ہو جس کا اشارہ ہم اوپر کر آئے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا روسی مظالم کے بعد کیا اور ایسی حالت میں جب انہوں نے اپنی مستورات اور اپنے معصوم بچوں کی لاشوں کو دیکھا تو انہیں جوش آگیا اور اُن کا یہ جوش قابل معذوری تھا۔

محمد علی پاشا اور سلیمان پاشا کا طرز و انداز

پلونا پر عظیم حملہ کی تیاریاں اور بعض واقعات

جب روسیہ کا بلغاریہ پر پورا قبضہ ہو گیا تو انہوں نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ذرا بھی پس و پیش نہ کیا۔ ماہ جولائی کے ختم ہونے سے پہلے روسیہ نے ایک اعلان جاری کیا کہ وہ

ہو سکتا ہو اور کیوں زپوتی کو مار کے نکالا گیا ہو سلیمان نے صاف الفاظ میں کہا۔ زپوتی تو مطمئن رہ میں تیرا دوست ہوں۔ بماہ مئی ۱۸۲۹ء میں دو لاکھ پچاس ہزار فوج کے ساتھ سلطان سلیمان پائے تخت سے باہر نکلا علاوہ جاں نثاریوں کے سب قسم کی فوج تھی۔ ادہر فوج کو کوچ کا حکم ہوا اور اُدہر بارش شروع ہوئی بارش نے فوج کو سخت پریشان کر دیا اور اس سے راستہ نہ چلا گیا اور وہ سخت ماندہ ہو ہو گئی۔ چار مہینے سے زیادہ سفر کرتے ہوئے گزر گئے تھے پھر کہیں جا کے دشمن سے مقابلہ کی ٹھیری۔ رستوں کی مشکلات برسات کی وجہ سے بمشکل قدم کا اُٹھنا اور پھر توپوں اور سامان بار برداری کا لیجانا یہ ایسی مشکلات تھیں کہ انہیں طے کرنیکے بعد فوج بالکل تھک گئی تھی۔ اخیر خدا خدا کر کے دشمن کی فوجوں کے پرے دکھائی دیئے سلطانی فوج خوش ہوئی کہ الحمد للہ مراد دی کہ منزل مقصود نظر آنے لگی۔ سلیمان نے ایک دن کا بھی اس تکان اور ماندگی سے آرام نہیں لیا اور فوراً دشمن کے آگے نقارہ جنگ بجانے کا حکم دیا۔ بہادر مسیحی سپاہ جو بالکل تازہ دم تھی اور بہت عرصہ سے سلیمان کی فوج کے انتظار میں پڑی ہوئی تھی

قانون جس سے عیسائی فوج میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے ٹیکس ادا کرتے تھے منسوخ کردیا گیا۔ دہ یکی کا قانون یکم جنوری ۱۸۵۵ء سے جاتا ہی رہا تھا۔ ہاں بجائے اس کے نقد ٹیکس لیا جاتا تھا۔ سال رواں میں تو ترکی قانون کے مطابق دہ یکی روسی افواج نے لی تھی کیونکہ اُنہیں غلہ وغیرہ کی ضرورت تھی اس کے مقابلہ میں روپیہ کی چنداں حاجت نہ تھی۔ ترکی نوٹ بالکل برباد کردیئے گئے اور حکم دیدیا گیا کہ کوئی ترکی نوٹ کا روپیہ نہ دے۔ روسی کاغذ چلنے لگے شہنشاہ روس نے براہ راست اپنی حکومت مفتوحہ صوبہ پر قایم کرلی اور چھوٹے چھوٹے عہدے بلغاریوں کے لئے چھوڑدیئے۔ ضلع ماچن واقع ڈبروڈشا میں رومینی خاندان آباد ہوگئے تھے لیکن اُنہیں بلغاریوں نے ستا مارا تھا آخر سب نے داویلا مچایا کہ بلغاری ہمیں کھائے چلے جاتے ہیں ہم کل قسم کے ٹیکس ادا کرچکے ہیں پھر بھی بلغاری کوڑے سے ہماری خبر لیتے ہیں اور ہم سے بیجا ٹیکس مانگتے ہیں۔ یہ وقت تھا کہ رومینی ترکوں کے چلے جانے کا افسوس کرتے تھے اور ہاتھ سے ہاتھ ملتے تھے کہ ہمنے ترکوں کی کیوں مخالفت کی ان کے چلا جانے سے ہم پر یہ بپتا پڑی ہے۔

آگے بڑھی اور اب طرفین کے دلوں کے حوصلے نکلنے شروع ہوئے توپوں کی آوازوں نے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ میدان جنگ محشر بن گیا چھ روز تک کامل جنگ ہوتی رہی بڑے بڑے بہادر خاک و خون میں لوٹے اور تمام میدان نے خونی لباس زیب تن کرلیا۔ ترک برابر بڑھے چلے جاتے تھے آخر سینہ بسینہ جنگ ہوئی۔ دست بدست لڑائی بہت جلدی جنگ عظیم کا فیصلہ کردیتی ہے چنانچہ عیسائی لشکر کاٹ ڈالا گیا۔ تلواروں کے مُنہ پر چورنگ اُڑایا گیا اور مسیحی شجاع کھیرے اور ککڑی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گئے۔ کل بقیۃ السیف فوجیں بھاگیں اور ترکوں نے بجائے چند روز آرام لینے کے اپنی باگیں واشنا پائے تخت آسٹریا کی طرف اُٹھائیں۔

فرڈیننڈ نے جب دیکھا کہ دشمن بہت قریب آگیا ہے بیس ہزار زبردست فوج قلعہ میں چھوڑی اور چاروں طرف سے مورچہ بندی کرلی اور اس کثرت سے سامان خورونوش جمع کردیا یہ کہ مدت تک محاصرہ میں فوج کو کافی ہو۔ فصیلوں پر برج بنے ہوئے تھے ایک ایک برج پر سو توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ فرڈیننڈ نے کوئی پہلو تیاری جنگ کا اُٹھا نہیں رکھا۔ اور اپنے خطرناک

بلغاری اپنے بھائی رومیوں کو دن دہاڑے لوٹ رہے تھے اور کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔
اس کے بعد روسیہ نے فوجداری کے قوانین کا اجرا کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی میں سات بلغاری ممبر معہ میر مجلس اور تین ترک داخل کئے تاکہ عام طور پر یہ قل مچ جائے کہ روسیہ کے ہاں کس قدر آزادی ہے کہ معاملات انتظامیہ میں مسلمانوں کو بھی شریک کر لیا حالانکہ یہ نری دھوکا دہی اور دغابازی تھی اکیلا چنا بھاڑ کو کب پھوڑ سکتا ہے۔ یہ اور اس جیسی ساری باتیں برائے نام کی جاتی تھیں گیارہ ممبروں کے آگے بیچارے تین مسلمان ممبروں کی کسی صورت سے بھی دال نہ گل سکتی تھی کمیٹی کے ہر جلسہ میں کیا تو مسلمانوں کو اپنی طبیعت کے خلاف ہاں میں ہاں ملانی پڑتی تھی اور اگر کبھی بولتے بھی تھے تو سوائے منہ کے کھانے کے اور انہیں کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔ ایک اور غضب جو ان ممبروں کی جان پر توڑا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ جہاں کوئی مسلمان گرفتار ہو کے آیا اور کمیٹی نے اسے مجرم گردانا اس کی سزا دہی کے لئے ان بیچارے مسلمانوں کو احکام نافذ کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ غرض یہ بھی ایک قسم کی روحانی سزا تھی جو ممبر ہونے کے بعد ان ترکوں کو

دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے انتظار کرنے لگا اخیر ایک دن عثمانی جھنڈا ہوا میں فراٹے بھرتا ہوا نظر پڑا فوراً توپوں کے منہ پر بتی پڑی میدان کارزار گرم ہوا اور طرفین نے اپنے اپنے فنون جنگ اور شجاعت کا نمونہ دکھانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔
ترک جان توڑ توڑ کے شہر پر حملے کر رہے تھے لیکن ہر بار ہزاروں توپوں کی بھرمار سے انہیں پس پا ہونا پڑتا تھا۔ اب بھی ترکوں کے وہی دم خم باقی تھے اور حملے کرنے کے جوش کی وہی کیفیت تھی فنون جنگ اور شجاعت جہاں تک رستہ دے سکی ترکوں نے ایک مہینہ تک جنگ کی اور کسی پہلو سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس خونریز جنگ میں سلیمان کے چالیس ہزار سپاہی کام آئے اور محصورین کے اکیس ہزار۔
پے در پے کی ناکامیوں سے ترکی فوج میں بغاوت پھیل گئی۔ ادھر سامان خورونوش کی کمی اور پھر شدید موسم کی سختی نے سلیمان کو مجبور کیا کہ وہ محاصرہ اٹھا کے اپنے وطن واپس پھر جائے۔ بڑی بات بغاوت کی تھی اور وہ سلیمان فرو نہ کر سکتا تھا۔ اخیر یہ قرار دیا گیا کہ ۱۴ اکتوبر ۱۵۲۹ء

دیجاتی تھی۔ ۲۳ر جولائی کو دو مسلمان سگے بھائی گرفتار ہو کے آئے اور اُن پر عیسائیوں کے قتل کا جرم ناحق لگایا گیا کل ممبروں نے متفق اللفظ اُن کے لئے سزائے موت تجویز کی پھر مسلمان ممبروں کی باری آئی اُنہوں نے بھی جبراً قہراً یہ کہا کہ مجرم کے لئے کسی قوم اور مہذب کی قید نہیں ہے چونکہ اُنہوں نے جُرم کیا ہے اس لئے اُنہیں سزائے موت ملنی چاہئے اگر ایسے موقع پر عیسائی ہوتے تو وہ بھی پھانسی دیئے جاتے چنانچہ فوراً ان دونوں بیگناہ مسلمان بھائیوں کو سزائے موت دی گئی۔ اگر فی الحقیقت یہ لوگ مجرم ہوتے تو انہیں سزا دینا کوئی بات نہ تھی مگر مشکل یہ تھی کہ مسلمانوں سے انتقام لیا جاتا تھا اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے یہی جرم کافی ہوتا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ شہنشاہِ روسیہ بذاتِ خود اس بات پر تُلا ہوا تھا کہ اُن مسلمانوں کو سزائے موت دے جو ۱۸۷۶ء کے قتلِ عام میں شریک ہوئے تھے۔ اُس وقت گیلی اور سُوکھی سب جل رہی تھیں مسلمانوں کو برباد کرنے کا یہ صرف ایک بہانہ تھا ورنہ جن لوگوں نے بلغاریوں کو قتل کیا تھا بشرطیکہ ایسا قتلِ عام صحیح بھی ہو اُن میں سے ایک بھی نہ رہا تھا وہ سب چلے گئے تھے یہ صرف تجارت پیشہ

محاصرہ اُٹھالیا جائے۔ جنگ ہنگیری۔ جنگ وائنا اور شدائدِ سفر۔ امراض اور زخموں سے سلیمان کے قسطنطنیہ پہنچتے پہنچتے اسّی ہزار آدمی کام آچکے تھے۔

محاصرہ اُٹھا دیا گیا اور سلطان نے اپنے پائے تخت کی طرف باگیں اُٹھائیں۔ سفر کی سختی برداشت کرتا ہوا قسطنطنیہ پہنچا۔ کچھ عرصہ کے بعد شہزادۂ مالڈیویا حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا کہ کل سلطنت حضور کے قدموں پر نثار کرتا ہوں۔ اپنے ہاتھ سے مجھے تاج پہنائیے میں حضور کا خراجگزار خوشی سے بننا چاہتا ہوں۔

چار سال کے بعد سلطان اور فرڈینینڈ والئے آسٹریا میں صلح ہو گئی۔ عہد نامہ کی یہ شرط تھی کہ سلطنت ہنگیری فرڈینینڈ اور شاہ جان معروف بہ زپولی میں تقسیم کی جائے گی۔ اس طرح یہ خونریز جھگڑا رفع دفع ہوا اور کل لوگ رضامند ہو گئے۔ اور ادھر کا معاملہ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا جب یورپ کی جنگ سے فراغت پائی اور کسی قدر سکون ملا تو اب سلیمان کی نگاہیں ایران پر اُٹھنے لگیں کیونکہ نہ اُس سے نچلا بیٹھا جاتا تھا نہ اُس کی فوج سے اُسے کوئی نہ کوئی شغل چاہیئے تھا،

مسلمان رہ گئے تھے جنہیں نامرد روسیہ فتح کرنے کے بعد اس صورت سے ستا رہا تھا۔ یہ تھا انصاف اور تمدن اس قوم کا جو بنی نوع کی ہمدردی میں شہرۂ آفاق ہو اور جس نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہو محض انسانیت کی حمایت میں تلوار اٹھائی تھی۔

یہ ابھی تک تحقیق نہ تھا آیا جس صوبہ کو روسیہ نے فتح کیا ہو وہ ہمیشہ تک اُن کے قبضہ میں بھی رہے گا یا نہیں۔ جس وقت محمد علی پاشا یورپ کی ترکی افواج کے سپاہ سالار اور سلیمان پاشا بلقانی ترکی افواج کے جنرل مقرر ہوئے تو ترکوں میں نئی طرح سے جوش پیدا ہو گیا تھا۔ محمد علی پاشا یہ عہدہ قبول ہی نہ کرتا تھا اس نے صاف لکھ کے بھیجدیا تھا کہ مجھے اس عہدہ سے معذور رکھا جائے لیکن اس پر جبر کیا گیا تو اس نے بادل غمگین اس عہدہ کو قبول کر لیا۔ اور وزیر اعظم کو لکھ کے بھیجا کہ "میں افسوس کے ساتھ آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ شملہ کی فوج کی بابت اُس کی رائے ٹھیک نہ تھی اور ساتھ ہی سپاہ میں بھی وہ ہر دلعزیز گنا جاتا تھا۔ ۱۸۵۳ء میں جب مکتب حربیہ سے پاس ہو کے نکلا تو محمد علی پاشا کا تقرر عمر پاشا کے عملہ میں لیفٹنٹ کے عہدہ پر

اور وہ بغیر اس کے آرام نہ پا سکتا تھا۔ سلطان نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران پر حملہ کر دیا اور ایرانی خوب جانتے تھے کہ ایسے ایسے بے آب و گیاہ صحرائے لق و دق رستہ میں پڑتے ہیں کہ ترکی فوجیں ان صحراؤں کو عبور نہ کر سکیں گی ہماری قدرتی محافظت ان صحراؤں سے کافی ہو۔ ایرانیوں کا خیال بہت صحیح تھا۔ ترکی فوجیں ان خشک صحراؤں میں سفر کرتے کرتے تھک گئیں اور سخت پریشان ہو گئیں۔ شاہِ ایران نے پہلے پایہ تخت کو خالی کر دیا جب ترکی فوجیں وہاں داخل ہو گئیں چونکہ سخت تھکی ہوئی اور بھوکی تھیں شاہ ایران چاروں طرف سے حملہ آور ہوا بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی آخر ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ سلیمان نے پھر اپنی پراگندہ فوجوں کو جمع کر کے کئی کئی بار حملے کئے لیکن ہر حملہ میں ناکامی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کامل بیس سال تک جنگ رہی اور اس عرصہ میں آرمینیا۔ عراق۔ عرب۔ معہ شہروان۔ موصل اور بغداد کے ایرانیوں کے قبضہ سے نکل کے ترکوں کے قبضہ میں آ گئے جو ابھی تک اُن ہی کے پاس ہیں۔ کیا خدا کی شان ہو کہ ادھر ایشیا میں سلطان شہروں پر شہر اور صوبوں پر صوبے فتح کر رہا تھا۔

ہوا تھا اور آغازِ جنگ میں ماتحتی کی حالت میں بہت سی خدمات انجام دے چکا تھا چونکہ وہ یورپ کی کل زبانیں جانتا تھا اس لئے اس نے ترکی گورنمنٹ اور اپنے اعلیٰ افسروں کی بڑی خدمات انجام دیں۔ جنگ ڈینیوب اور کریمیا میں بہت بڑا نام پا چکا تھا۔ ۱۸۶۲ء میں میجر جنرل کے عہدے پر پہنچ گیا اس وقت اس کی عمر ۳۹ سال کی تھی۔ علی پاشا اپنے مربی کے فوت ہونے پر محمد علی فیلڈ مارشل کے عہدہ پر کر دیا گیا۔ ۱۸۷۷ء کے آغاز میں ترقی پا کے اخیر تمام یورپی افواج کا سپہ سالار بنا دیا گیا اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں وہ آنے والی جنگ کے مقابلہ میں بے حقیقت معلوم ہوتی تھیں۔ جنگ کا زور اب آگے بڑھنے والا تھا اور روسیوں کو بھی معلوم ہونے کو تھا کہ ترکی کیا چیز ہے اور آیا ترک مثل خرگوشوں کے ان کے آگے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں یا اب وہ ان ہی خرگوشوں کے ہاتھوں کتے کی موت مارے جائیں گے اور فتح بڑی گراں قیمت سے خریدنی پڑے گی۔ طرفین نے بڑی خونریز جنگ لڑنے کے لئے فوجوں کو جمع کیا۔ ہر طرف لشکر کے دل بادل چھا گئے اور قواعد کے گولوں نے میدان کارزار کو سر پر اٹھا لیا۔ روسی امداد برابر چلی آتی تھی رومینیا کا دوسرا ڈیویژن فوج ڈینیوب سے پار ہو کے

اور ادہر افریقہ میں سلیمان کے عاقل اور زبردست بحری افسر بڑے بڑے شہر فتح کر رہے تھے جب افریقہ کی فتوحات کی خبریں پہنچیں تو سلطان کو کچھ اچنبا سا ہو گیا کہ اتنی جلدی ہی میرے افسر نے اتنے بڑے ملک کو زیر و زبر کر ڈالا۔

بحر متوسط اور بحر احمر کے سواحل کے کل بندر اور بحر ہند میں دور تک اکثر جزیرے سلطانی باجگزار بنا دیئے گئے۔ سلطان کے کل افسروں میں سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ تجربہ کار ایک افسر تھا جو باربروسہ کے نام سے مشہور تھا۔ سلیم اور بایزید کی حکومت میں باربروسہ اپنے بھائی کے ساتھ تجارت اور بحری ڈاکہ زنی کیا کرتا تھا۔

یہ دونوں بھائی نہایت جری اور قابل تھے انہوں نے اسپین اور اطالیہ کے سواحل پر تاخت وتاراج کرتے کرتے الجرس پر قبضہ کر لیا تھا۔ باربروسہ کے بھائی ادروش نے یہاں اپنی حکومت قائم کر لی اور اب وہ بمنزلہ ایک حکمران کے گنا جاتا تھا۔

جب ان دونوں بھائیوں کے کارنامے اور اولوالعزمی کے حالات سلطان کے کان تک پہنچے تو ایک

نکوپولس پہنچ گیا تھا۔ سرویا جو ابھی تک خاموش تھی پر پرزے جھاڑ کے ترکوں کے مقابلہ کیلئے آمادہ پرخاش ہوگئی تھی اور آخیر بڑے لیس وپیش کے بعد وہ اپنی کل فوجوں سے میدان جنگ میں ترکوں کے مقابل ٹوٹ آئی تھی۔ روسینیا کے دوسرے ڈویژن روانہ کرنے سے آسٹریا چونکا اگرچہ اس نے ڈینیوب سے پار ہوتے وقت کوئی اعتراض نہ کیا تھا پھر بھی اس خیال سے مبادا اس خطرناک جنگ کی آگ بڑھتے بڑھتے میری سرحدات کو نہ جلا دے فوجوں کی تیاری کا حکم دیا اور ایک بڑی تعداد فوج کی سرحدات پر بھیجدی اور تمام جنگی حلقوں میں تیاری جنگ کے احکام صادر ہوگئے۔ چاروں طرف فوجوں کی نقل و حرکت نے ایک نیا انتشار آسٹریا میں پیدا کردیا۔ اگرچہ روسینیے نے بذریعہ تحریری معاہدہ کے آسٹریا سے یہ وعدہ کرلیا تھا کہ روسی فوجیں اُدہر کا رُخ نہیں کرینگی اور اختتام جنگ پر فتوحات میں سے کچھ آپ کے بھی نذر کیا جائے گا مگر معاملات سیاسی بعض اوقات معاہدوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ دنیا میں کسی قوم نے بغیر تلوار کے کسی معاہدے کی شرط پر عمل نہیں کیا تلوار ضامن ہو اس کی تلوار ضامن ہو راست گفتاری اور وفاداری کی اگر ایک قوم تلوار کو ہاتھ سے

سلیمان کی مہربانی کی توجہ ان کی طرف مائل ہوئی۔ سلطان نے باربروسہ کو کپتان پاشا یا جہازوں کے جنگی بیڑے کا کمان افسر مقرر کیا۔ جب باربروسہ کو ایسا اعلیٰ درجہ کا عہدہ ملگیا تو اب اور بھی اسکی قابلیتوں نے نمایاں ترقی کرنی شروع کی۔ چونکہ یہ صرف بحری قزاق تھا اس لئے جنگ کے عام معاملات کا اسے تجربہ نہیں تھا سلطان ایسے سنگین معاملات میں بذاتِ خود مشورہ دیتا تھا۔ اور تمام بحری یا بری جنگی امور میں ہمیشہ اس کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔ دوریا امیر بحر جو ابھی تک سمندروں میں تاخت و تاراج کر رہا تھا باربروسہ سے مقابل ہوا بڑی بھاری بحری جنگ ہوئی باربروسہ نے اس کے جہازوں کو توڑ ڈالا اور اُسے نقصان کثیر کے ساتھ بھگا دیا۔ اس نمایاں فتح پر قانع نہ رہ کر بروسہ آگے بڑھتا چلا گیا اور جینوزی کے تمام سواحل کو برباد کردیا اور تلوار اور آگ سے اپنی فتح کی تکمیل کی۔

پھر یہ بہادر ترکی امیر بحر اطالیہ کے ساحل پر حملہ آور ہوا کلیبریا میں متعدد شہروں کو فتح کرلیا اور نیپلز میں اپنے رعب سے زلزلہ ڈالدیا خود روۃ الکبریٰ بھی ان ترکی فتوحات سے کانپا

ڈھیلا پڑے ہوئے ہو تو نہ اس کی کچھ عزت ہی اور نہ اُن معاہدوں کی کوئی وقعت ہی جو اُس سے کئے گئے ہیں۔ آسٹریا روسیہ کی حکمت عملی کو خوب جانتا تھا وہ رومینی ڈویژن کے عبور ڈینیوب سے اس لئے چونک پڑا کہ روسیہ کا تو کوئی اعتبار نہیں ہی اور اس وقت اُس کا ہاتھ چڑھا ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ دوستی کا دم بھرتے بھرتے سرحدات آسٹریا کو زیر و زبر کر ڈالے۔ بیچارے نے اپنی بساط کے موافق فوجوں کے دلبادل سرحدات پر پاٹ دیئے کہ اگر رومینی فوجیں روسیہ کے اشارہ سے ادہر کا رُخ کریں تو اُن کی نہایت سرگرمی سے دعوت کی جائے۔

وائنا کے جلسہ وزرا نے صاف طور پر یہ بیان کر دیا تھا کہ ڈینیوب کی کل ریاستیں بجائے خود محض ذلیل اور بے حقیقت ہیں ہم اُن کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں مگر یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ بغیر روسی سرپرستی کے وہ کان نہیں ہلا سکتیں اور جو کچھ جوش و خروش دکھایا جارہا ہی محض روسیہ کے اشارہ سے۔ وائنا کی گورنمنٹ بالکل آمادہ تھی کہ اگر بوسینا کو روسیہ رومینیا کے ساتھ ملحق کردے گا تو قطعی اعتراض کیا جائے گا اور یہ اعتراض جب تک انفراق نہ ہو جائے گا قایم رہے گا۔

اُٹھا تھا۔ یکایک اُسنے افریقہ کا رُخ کیا اور بہت جلد ٹیونس کو فتح کر کے ترکی عملداری میں شامل کر دیا۔ چارلس پنجم جو عثمانی فتوحات کو حاسدانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ یورپ کے جنوبی ساحل کی آفت ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔ تمام مسیحی شاہوں سے اُس نے ترکوں کے خلاف اتفاق کر لیا اور ۱۵۳۵ء میں جہازوں کے کثیر تعداد بیڑے کا امیر بحر بنکر ساحل افریقہ کی طرف روانہ ہوا ٹیونس میں پہنچکر شہنشاہ نے قلعہ گولیتا کو خلاصی دلوائی اور اپنی فوجوں کو خشکی میں اُتار کر باربروسہ کے لشکر سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے قدم بڑھایا۔ باربروسہ بڑی لڑائی میں زیادہ تجربہ کار نہ تھا شہنشاہ چارلس نے اُسے سخت شکست دی اور ٹیونس میں داخل ہو گیا باشندوں کو اس دردناک بیرحمی سے قتل کیا جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

پھر چارلس نے الجیریہ کی طرف رُخ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا لیکن یہاں اُس کی بہادر فوج موسم کی شکار ہو گئی اور اُس کے چالیس جہاز بربری ساحل کے طوفان میں آکے بیکار ہو گئے ناچار محاصرہ اُٹھا لیا اور اپنی فوجوں کو کارآمد جہازوں میں بٹھاکے پایۂ تخت کی طرف روانہ کیا۔

ہنگیری میں عام طور پر روسیہ کے خلاف جوش پھیل رہا تھا اور کل ہنگیرین آمادہ تھے کہ دولت علیہ عثمانیہ کو برباد ہونے سے بچائیں۔ پورے دو سو ہنگیری شہروں میں ترکوں کی تائید میں پر جوش جلسے ہوئے صرف مقام کردیتا میں جہاں روسی نسل کے لوگ آباد ہیں ترکوں کے خلاف ایک جلسہ ہوا اس میں بارہ سو آدمی شریک تھے ۵ راگست بمقام اگرام اس کا انعقاد ہوا اور بڑے بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ مشرقی یورپ میں عیسائیوں کی مصیبت کا جب تک خاتمہ نہ ہوگا کہ ترک صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں کم سے کم یہ تو ضرور ہونا چاہئے کہ یورپ سے ترکوں کو بالکل خارج کردیا جائے اور اگر ترک یورپ سے خارج نہ ہوئے تو ظلم کا سلسلہ کبھی موقوف ہونے والا نہیں یہ جلسہ اُن قوموں سے دلی ہمدردی کرتا ہے جو اپنی آزادی کے لئے لڑ رہی ہیں اور اسی طرح روسیہ آسٹریا ہنگیری کے دوست سے ہمدردی رکھتا ہے آخر میں جلسہ آسٹریا ہنگیری سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ترکی کو ہرگز امداد نہ دے لیکن خلاف اس کے فوراً بوسینا اور ہرزیگوینا پر قبضہ کرے۔

آسٹریا میں اس وقت دو قومیں تھیں ایک روسیہ کی ہمدردی کا غل مچا رہی تھی اور دوسری ترکوں کی

سلیمان نے اپنی تمام بحری فوج کو جو بار بروسہ کے ماتحت تھی جمع کرکے وینس کی جمہوری سلطنت کی طرف باگیں اٹھائیں آرکیپیلیگو کو زیر و زبر کرکے بہت سے جزائر پر قبضہ کرلیا۔ یہاں اسپینی اطالیہ اور وینس کے مشترکہ بیڑے سے سلیمان کا مقابلہ ہوا۔ مقام پریویسہ پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ سلیمان اپنے جہازوں کی کمان کررہا تھا۔ تینوں سلطنتوں کے مشترکہ بیڑوں کو پارہ پارہ کردیا اور وینشین ریپبلک کو مجبور کیا گیا کہ وہ صلح کے لئے درخواست کرے۔

جین لوم الفتح شاہ ہنگیری کا انتقال ہوگیا۔ ایک سال کی عمر کا ایک بچہ شاہ ہنگیری نے چھوڑا جو اپنی ماں اسلبلا کی سرپرستی میں پرورش پا رہا تھا۔ شاہ آسٹریا نے جب میدان خالی پایا تو ہنگیری فتح کرنے کے لئے مقام بوداپر کثیر تعداد فوج کے ساتھ بڑھا بلغراد کے پاشا نے شہنشاہ آسٹریا کی کل فوجوں کو کاٹ ڈالا اور آسانی سے اس شہر پر قبضہ کرلیا۔

سلطان نے اس شیر خوار بچے کو اپنی سرپرستی میں لیلیا اور برائے نام ٹرانسیلوینیا کا گورنر نامزد کردیا جہاں وہ اپنی ماں کے ساتھ چند روز تک سکونت پذیر رہا۔ فرڈیننڈ نے نہایت متوحش نظروں سے

ہمدردی کا راگ گا رہی تھی مگر سلطنت کے فیصلہ پر اس غل و شور کا اثر کچھ نہ پڑ سکتا تھا اور اُن معاملات سیاسی کو جو شیلے عوام نہیں سمجھ سکتے۔ آسٹریا کو نہ صرف روسیہ بلکہ یورپ کی طرف سے اطمینان دیدیا گیا تھا کہ تجھے خوف نہ کرنا چاہیئے کچھ نہ کچھ تجھے ضرور ہی اس خاموشی کا صلہ مل جائے گا۔ اور پھر دوران جنگ میں بھی دول یورپ کی طرف سے برابر اُسے اطمینان دیا جا رہا تھا۔ آسٹریا کا مضمون سگ برادر شغال کا تھا چور کا بھائی گٹھ کٹ بھلا وہ ترکی کو اپنے مسیحی دوست روسیہ کے خلاف کیوں امداد دینے لگا تھا۔ صرف اُسے اپنی ٹوپی سنبھالنی تھی وہ اسکو بہت ہوشیاری سے سنبھالے ہوئے تھا اس وقت زار کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی وہ جوش اور نشہ فتح کا خمار جو پہلے پہل اُن کی آنکھوں میں پیدا ہوا تھا اب کافور ہو گیا تھا عثمان پاشا نے زار کی آنکھوں کو کھول دیا تھا اور اب وہ اپنی قسمت کو پلٹا ہوا دیکھ کے رو رہا تھا۔ زار سمجھ گئے تھے کہ ترک ٹھنڈے پیٹوں ملک دینے والے نہیں ہیں۔ ابھی بہت سی کٹھن راہیں طے کرنی ہیں اور ابھی ایڑی چوٹی کا زور لگانا باقی ہے۔

دیکھا کہ ہنگیری کا سب سے بہتر حصہ اس وقت ترکوں کے قبضہ میں ہے۔ اس خیال سے کہ ترکوں کے پنجے سے چھڑالوں ایک کثیر تعداد فوج جمع کی آندھی اور سیلاب کی طرح ترکوں پر گر پڑا۔ ترکی فوج مقابلہ میں آئی اور مسیحی شہنشاہ کو حوصلہ دینے کے لئے توپوں سے تلواروں تک نوبت آگئی۔ اخیر بیچارہ مسیحی شہنشاہ اپنے حوصلوں کو میدان جنگ کی نذر کرکے اور اپنی تمام بہادر فوج کے خون سے کارزار کی زمین سینچ کے بھاگ کھڑا ہوا۔

اسی اثناء میں فرانسیس اول شاہ فرانس نے سلیمان کی خدمت میں اپنا ایلچی بھیجا اور التجا کی کہ حضور چارلس پنجم کے مقابلہ میں مدد دیں۔ ایک بڑی لجاجتانہ عرضی شاہ فرانس نے اپنے ہاتھ سے سلیمان کی خدمت میں لکھی۔ جس کا یہ مضمون تھا کہ اگر حضور اپنی سرپرستی کا ہاتھ مجھ پر رکھ دیں گے تو میری نجات ہو جائے گی۔ اس کا جواب سلیمان اعظم کی طرف سے یہ گیا کہ اے شاہ فرانس تیری عرضی حضور عالی جاہ کی نظر فیض اثر سے گزری اور تیری عرضی اُس مقام پر ڈال دی گئی ہے جہاں اکثر داد خواہوں کی عرضیاں پڑی رہتی ہیں تو اپنے صدب ترین دشمن سے پریشان نہ ہو حضور

جب جنرل گردونز متعدد بار پلونا پر عثمان پاشا سے بے عزتی کی شکستیں کھا چکا تو زار نے سنٹ پیٹا کے شہزادہ چاہفسکی اار کور کے کمان افسر کو لکھا کہ وہ انفنٹری بریگیڈ عثمان بازار میں چھوڑ کے سیدھا پلونا کی طرف بڑھے اور ہرگز دیر نہ کیجو مبادا ساری کی کرائی محنت مٹ جائے۔ چوتھی کور کے تیرھویں ڈویژن کو بھی ایسے ہی تفصیلی احکام پہنچے۔ ایک دن میں تیرہ میل روسی فوجیں چلتی تھیں۔ اخیر ان ٹڈی دل روسی فوجوں کے پرے ۲۸ جولائی شام کے وقت ایک گاؤں میں آکے پہنچے جو پلونا سے جانب شرق بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ شہزادہ چاہفسکی ان کل فوجوں کی کمان کر رہا تھا اس نے شب کو جاسوس روانہ کئے تاکہ ترکی فوج اور مورچوں کا رنگ دیکھیں ان جاسوسوں نے جاکے خبریں لگائیں اور یہ بات دریافت کی کہ عثمان پاشا پلونا پر ۳۵ سے ۴۰ ہزار فوج کے ساتھ مورچہ بند ہیں۔ صوفیہ سے اس کی امداد چلی آرہی ہے اور اس نے چند ضروری قصبوں پر قبضہ کر لیا ہے اس کا ایک بازوئے فوج پلونا کے مغرب میں دریائے وِڈ پر مقیم ہے بڑے بڑے زبردست مورچے باندھ لئے ہیں اور ترک اخیر دم تک جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں

عالی جاہ تیری مدد کریں گے۔ شاہ فرانس نے یہ بھی لکھا تھا کہ حضور کا بیڑۂ جہازات اگر سواحل فرانس پر آئیگا تو اس کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

فرانس کی طرف سے ونیشین سے بھی درخواست کی گئی تھی کہ تو بھی ہمارے ساتھ ہوکے آسٹریا کو زیر وزبر کر ڈال مگر اس نے یہ جواب دیا کہ بس مجھ پر مہربانی کیجیے میں خواہ مخواہ ایک جدید جنگ میں پھنس کے اپنے کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ شکست ہوئی تو نقصان عظیم ہے اور اگر فتح ہوئی تو میرا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ چونکہ سلطان نے فرانس کو مدد دینے کا حتمی وعدہ کر لیا تھا اس لئے ۱۵۴۳ء میں ترکی بیڑۂ جہازات کپتان پاشا باربروسہ کی ماتحتی میں روانہ ہوا۔

یہ خطرناک ترکی امیر البحر اپنے کل بیڑے کے ساتھ ساحل سسینا پر نمودار ہوا۔ ریگیو کو فتح کر لیا۔ آسٹریا کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ اور پھر نئے سرے سے روۃ الکبریٰ میں زلزلہ ڈال دیا۔ پوپ معصوم نے ہزارہا آدمیوں کے مجمع میں فرانسیس والئے فرانس کو جس نے کافروں یعنی ترکوں سے مدد طلب کی تھی ہزارہا صلواتیں سنائیں بڑی لعنت ملامت کی۔ گالیاں دیں اور لعنتی کہا۔

یہ خبریں پاکے روسی فوجوں کی چاروں طرف سے جانب پلونا نقل وحرکت شروع ہوئی اور عام طور پر یہ خیال تھا کہ محض ایک حملہ عثمان پاشا کو پلونا سے بے دخل کر دے گا۔

۲۸ جولائی کی شب کو نوجوان جنرل اسکوبلوف شہزادہ کی فوجوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ نوجوان جنرل آفت کا پرکالہ تھا اور روسی اسے طوفان اور بجلی کہکے پکارتے تھے جہاں کہیں خطرناک جنگ ہوتی تھی اسکوبلوف کا وہاں ہونا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ تمام کوہ قافی برگیڈوں کی کمان کر رہا تھا۔ جو فوج روسیہ میں زیادہ نامور ہے اور ان کا مقولہ ہے کہ اس سے زیادہ خطرناک فوج دنیا میں نہیں نکل سکتی۔

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے اسکوبلوف کے خال وخط کا نقشہ یہ کھینچا ہے " لمبا قد۔ خوبصورت سڈول جسم۔ روشن گردش کناں آنکھیں۔ صورت پر انتہا درجہ پھرتی اور تیزی ہر شخص اسکوبلوف کو دیکھتے ہی یہ کہدیگا کہ یہ شخص غضب کا پتلا ہے اس کی عمر کل ۳۲ سال کی تھی اور اس سے کم عمر کا ایک سپاہ سالار بھی روسیہ کی فوجوں میں نہ تھا۔ کوہ قند کی جنگ میں بہت بڑا نام پیدا

ترکی جنگی بیڑہ شکنی کو زیر وزبر کرتا ہوا مارسلز پہنچا اور یہاں فرانسیسی بیڑہ جہازات سے آکے ملگیا۔ دونوں بیڑوں نے نائیس کا محاصرہ کرلیا جو ڈیوک آف سیوائے کا ملک تھا چونکہ یہ شہنشاہ آسٹریا کا دوست تھا اس لئے سب سے پہلے اسی کی خبر لینی مناسب سمجھی گئی۔ ایک سنگین محاصرہ کے بعد قتل وغارت سے بچنے کے لئے نائیس نے چند شرطوں پر اطاعت قبول کی لیکن ترکوں نے قبضہ کرنیکے بعد شہر کو لوٹ لیا اور تمام مال ومتاع لیکے قسطنطنیہ چلدیئے۔

ان فتوحات کے زمانہ میں یکایک سلیمان پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا یعنی اس کا چاہیتا بیٹا جو سب بیٹوں میں زیادہ عزیز تھا رہگیر عالم بقا ہوا۔ اپنے مرحوم بیٹے کی یادگار میں سلطان نے بڑی مسجد کئی مدرسے اور شفاخانے تعمیر کئے۔ ابھی اس جانگزا غم سے سر نہ اٹھایا تھا کہ کپتان پاشا باربروسہ کا سنہ ۱۵۴۶ء میں انتقال ہو گیا جسکے نام سے تمام بحیرۂ روم کانپا کرتا تھا اس کی زندگی کے آخری دنوں میں جب اسے کسی ملک پر حملہ کرنے کا اتفاق نہ ہوتا تھا تو وہ سلیمان کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ سلیمان اپنے بوڑھے کپتان کے مشوروں کا بڑا لحاظ کرتا تھا۔ جو شان اور عظمت

کر چکا تھا اسی نوجوان افسر کی دلیری اور اولوالعزمی سے صوبہ کوہ قند فتح ہوا تھا مگر اس کے اہل ملک اسے پُرخوف نظروں سے دیکھتے تھے کیونکہ جب وہ حملہ آور ہوتا تھا نہ اپنی جان کی پروا کرتا تھا اور نہ اپنی فوج کی وہ بڑی سے بڑی فوج میں بے دھڑک دلیری سے گھُسا چلا جاتا تھا اور اُسے مطلق پروانہ ہوتی تھی۔ اپنی اسی بے نظیر شجاعت کی وجہ سے وسط ایشیا میں اسے نمایاں فتح ہو چکی تھی اور میدانِ کارزار میں اسکوبلوف کا نام رستم و اسفندیار کا کام کرتا تھا۔ اس بہادر سپاہ سالار کو حکم ملا تھا کہ لوچیا پر باگیں اُٹھائے۔ ۲۹ کی صبح کو یکایک تمام روسی لشکر گاہ میں نقل و حرکت شروع ہوگئی اور روسی خونخوار سپاہ پلونا کی طرف باگیں اُٹھا کے روانہ ہوئی۔ مقام گریویکا تک دشمن کا پتہ نہ لگا لیکن لوچیا کی سیدھ میں جانب جنوب توپوں کی گرج مسموع ہونے لگی۔ روسی شہزادہ نے مصلحتاً مقابل میں ایک پیادہ برگیڈ نصب کر کے رستہ ہی میں مقام پوراد م پر قیام کیا۔ روسی سپاہ سالار نے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ یہاں سے براہ راست پلونا پر حملہ کیا جائے اور رسالہ کے برگیڈ سے دو طرف سے بھیج کے ترکوں کو پیس ڈالا جائے

ترکی سلطنت کی سلیمان اعظم کے زمانہ میں بڑی اور جس جبروت سے اُسنے حکمرانی کی ہے اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ افسوس ہے کہ اخیر میں سلیمان کے دل کو بیٹے اور کپتان پاشا کے غموں نے سوس لیا تھا۔ اس کی شکستہ خاطری نے فتوحات کی لین ڈوری کو آگے نہ بڑھنے دیا اور کچھ ایسی مایوسی چھائی کہ ہمیشہ کے لئے جنگ و جدل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ چارلس پنجم اور فرڈی ننڈ سے اس نے ایک معاہدہ کیا اور کئی سال تک بالکل گوشہ نشینی اختیار کی۔

فرڈی ننڈ شاہ رومنس نے شاہزادی اسابیلا کو اُبھارا کہ مجھے ٹرنسلو بنیا دیدو اور سینٹ اسٹیپ ہنڈ کا واجب الاحترام تاج میرے سر پر رکھ دے سلیمان اگرچہ بالکل شکستہ خاطر تھا اور اپنی طرف سے جنگ کرنا نہ چاہتا تھا لیکن پھر بھی فرڈی ننڈ کی یہ کتر بیونت دیکھ کے ناچار فوجوں کو روانہ کیا اخیر تمام ہنگیری کو مطیع کر لیا گیا اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ ترکوں سے دو بدو ہو کر میدان کارزار میں لڑتا۔

ہاربروسہ کی جگہ اس کا شاگرد ڈراگٹ نامی مقرر ہوا سلیمان نے اُسے آگے بڑھنے کا حکم دیا یہہ

پورادم پلونا سے سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ روسی فوج ہراول کی دشمن سے مقامات ریدیسودا۔ تیوسیپنا۔ بوگاٹ اور سلاطینہ پر مقابلہ کی ٹھیر گئی تھی۔ نوجوان اسکوبلوف شب کو لوفچیا پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا تھا لیکن جب اُسے یہ خبر لگی کہ یہاں پانچ بٹالن ترکی پیادہ فوج کی مقیم ہیں اور قریب کے رستوں میں سرکیشئن اور باشی بزوق پڑے ہوئے ہیں واپس چلا آیا۔ یہہ بھی سنا گیا کہ ترکی فوجوں کی برابر امداد آرہی ہے تو بھی روسی سپاہ سالاروں نے یہ سمجھ لیا کہ پلونا کو قبضہ میں کرلینا بہت ہی ضروری ہے۔ ۳۰ تاریخ تک پلونا پر انقطاعی جنگ لڑنے اور فتح کرلینے کی دہوم دہام سے تیاری ہونے لگی۔ اس تاریخ سہ پہر کو ایک جنگی کونسل پورادم میں کی گئی۔ بیرن کرودنر۔ شاحیفسکی اور بڑے بڑے فوجی افسر موجود تھے۔ بڑے طولانی مشورہ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ کل پانچ بجے صبح کُل فوج کے ساتھ پلونا پر حملہ بولدیا جائے۔ شہزادہ کثیر تعداد فوج ساتھ لیکے چار ہی بجے سے آگے روانہ ہوگیا اور گرانڈ ڈیوک نکولس کے ایڈیکانگ مختلف سمتوں میں فوجوں کے ساتھ روانہ کردیئے گئے۔ تاکہ جنگ کے متعلق کل خبریں ٹرنودا بھیجتے رہیں۔

نوجوان ترکی امیر بحر اطالیہ سسلی اور اسپین کے سواحل کو طرب کرتا ہوا طرابلس میں جا دھمکا اور شہر کا محاصرہ کرلیا اور کچھ جہاز لیکر مالٹا کی طرف بڑھا یہاں بیت المقدس کے نائٹس حکومت کرتے تھے جنہوں نے روڈس کے بچانے میں اپنی شجاعت کی بانگی دکھادی تھی۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ مالٹا پر عنقریب ترکوں کا قبضہ ہوجائے گا تو یہ جھوٹی خبر اُڑادی کہ ہماری مدد کو ایک بہت بڑا بیڑہ جہازات آرہا ہے ڈراگٹ چونکہ پورا تجربہ کار نہ تھا اس خبر سے گھبرا گیا اور سیدھا طرابلس کو روانہ ہوا یہاں بھی اس نوجوان امیر بحر کو کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے نائٹس اوف سینٹ جان سے جو شہنشاہ چارلس پنجم کی فوجوں کے ساتھ ہوکے بڑی دلیری سے جنگ مدافعت لڑ رہے تھے باربروسہ کے شاگرد کو ہر حملہ میں پسپا ہونا پڑا اور آخیر مجبوراً محاصرہ اُٹھاکر چلا آیا۔

سلیمان کی حرم سرا میں خورم نامی ایک نہایت خوبصورت روسی لڑکی تھی جس نے اپنے بلاخیز حسن سے سلیمان کا دل اپنی مٹھی میں کرلیا اور آخیر میں اُس نے کوشش کی تھی کہ سلیمان مجھ سے شادی کرلے۔ مصطفے سلیمان کا بڑا بیٹا اس شادی کی تحریک سے چونکا اُس کا خیال صحیح تھا کہ اگر یہ روسی لڑکی حرم

عجیب غریب تیزی اور اولوالعزمی سے جنگ کی تیاری شروع ہوئی روسیوں نے اپنی موروثی بیجگری اور چستی کو اس تیاری پر تمام کر دیا تھا۔ روسی سپاہی کا بچّہ بچّہ بڑے جوش اور اُمنگ کے ساتھ آگے بڑھنے اور عثمان پاشا کو پلونا سے بے دخل کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا اور ہر روسی سپاہی کو یہ یقین تھا کہ جس طرح ہم کامیابی پر کامیابی حاصل کرتے چلے آئے ہیں اسی طرح پلونا پر بھی ہمیں فوری کامیابی ہو جائے گی۔ اتفاق سے شب کو بڑی شدید بارش ہو گئی اس کے علاوہ اور بھی اسباب ایسے پیدا ہو گئے جن سے لشکر کی روانگی میں کسی قدر دیر ہو گئی۔ چار بجے بجردم روانگی کے احکام جاری ہو چکے تھے مگر دو گھنٹے کے بعد فوجیں روانہ ہوئیں۔ روسی پیادہ فوج کی تعداد تیس ہزار تھی۔ ایک سو ساٹھ میدانی توپیں اور تین برگیڈ رسالہ کے۔ جانب راست بیرن کروڈنر کمان کر رہا تھا اور جانب چپ شاہفکی اور ایک برگیڈ بطور فوج محفوظ کے پیلی سٹ میں مقیم تھا روسی نقشہ جنگ یہ تھا کہ ترکی بازوئے چپ پر بیرن کروڈنر حملہ کرے اور شاہفکی جانب راست پر حملہ آور ہو۔ ان دونوں عظیم سپاہ سالاروں کو حکم دیدیا گیا تھا کہ تم بجائے خود مختار ہو اور اپنی رائے سے جنگ کے متعلق ہر کام

باپ کے ماتحت میں آگئی تو یہ سلطانہ بن جائے گی اور تمام امور پر اسی کا اقتدار تسلیم کیا جائے گا اس وقت سلیمان اپنے اندرونی معاملات میں بہت ہی رجوع تھا اور اُسے جدید فتوحات کے حاصل کرنے کا مطلق خیال نہ رہا تھا سلیمان کے چار بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے بیٹے کا نام مصطفٰے تھا تمام فوج اور رعایا اُس پر بھروسہ کرتی تھی اور کل وزرا اور اُمرا کی خواہش تھی کہ مصطفٰے تخت نشین کیا جاوے۔

خورّم کی جادو بھری نظروں نے سلیمان کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور اخیر سلیمان نے اُس سے شادی کر لی۔ اُس کے بطن سے تین بیٹے ہوئے سلیم۔ بایزید۔ اور جہانگیر لیکن سلیمان اپنے بڑے بیٹے مصطفٰے ہی سے زیادہ محبت کرتا تھا اس لئے کہ بڑے بڑے اہم معاملات میں مصطفٰے کی اعلیٰ تدبیر اور شجاعت اور روشن ضمیری کا پے در پے ثبوت مل چکا تھا بڑی بڑی خونریز جنگوں میں اس نے اپنے باپ کو کارنمایاں دکھلائے تھے اور ثابت کر دیا تھا کہ باپ کی جانشینی کے واسطے مصطفٰے ہی زیادہ موزوں ہے۔ عظیم الشان فتوحات اُس کی تلوار پر نثار ہو چکی تھیں اور اس کی شجاعت کی دھاک یورپ کے

انجام دے سکتے ہو۔ ترک بھی اس تیاری سے غافل نہ تھے اور انہوں نے بھی اچھی طرح مورچہ بندی کرلی تھی۔ صبح زیادہ صاف اور روشن نہ تھی لیکن روسی سپاہیوں میں جنگ کا جوش بھرا ہوا تھا اور اُن کی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں۔ روسی رسالہ کا برگیڈ حملہ میں آگے آگے تھا۔ اسکوبلوف اپنی کوہ قافی فوجوں کے ساتھ لوفچیا کے رستہ کی نگرانی کر رہا تھا اسکرف دو کیولری رجمنٹوں کے ساتھ کرو نر کی جانب راست کی نگرانی کرتا تھا۔ شاچفسکی کا کالم راست پیلسٹ پر بڑھا یہ مقام پلونا سے صرف چار میل کے فاصلہ پر ہے اور کالم چپ مقام پڑنیبو وا پر بڑھا جو جانب جنوب پلونا سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ ساڑھے نو بجے آغاز جنگ ہوئی کرونر نے توپوں پر بتی پڑنے کا حکم دیا فوراً توپوں کی گرج شروع ہونے لگی اور گولے مقام گریویکا پر پڑنے لگے۔ ترک روسی توپوں کا جواب آہستہ آہستہ دے رہے تھے۔ پلونا ایک پہاڑی کے دامن میں واقع ہے جو جنوب اور شمال کی طرف چلی گئی ہے۔ ہر مقام سے زمین ٹوٹی ہوئی ہے ترکوں نے جگہ جگہ پر مورچے بنا لئے تھے۔

کرونر کی امداد کو شاہفسکی آگیا اور اب دونوں فوجوں نے ملکے بہت جوش سے گریویکا پر حملہ کیا۔

جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا سپاہ سالار تھا اور فوج کو اس عمدہ طور پر لڑاتا تھا کہ اُس کے فنونِ جنگ کی مہارت دشمن کے دلوں پر رعب بٹھا دیتی تھی۔

اس محبت کو جو سلیمان اپنے بیٹے مصطفےٰ سے کرتا تھا۔ خورم یعنی روسی شاہزادی سے نہایت حاسدانہ نظروں سے دیکھتی تھی وہ اس کوشش میں جان لڑا رہی تھی کہ کسی طرح سلیمان اپنے بیٹے سے پھر جائے۔ اُس نے سب سے پہلے رستم وزیر اعظم ترکی کو گانٹھا اور سلیمان سے کہا کہ تمہارا بیٹا چاہتا ہے کہ تمہیں زہر دیدے اور آپ خود مختار بن جائے اُس نے شاہ فارس سے ساز باز کرلی ہے اور وہ تمہیں تخت سے اتارنا چاہتا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ سلیمان ایران سے دوسری جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔ سنتے سنتے اُسے اس بات کا خیال پیدا ہونے لگا کہ مبادا مصطفےٰ مجھے زہر نہ دیدے کیونکہ یہ بھی اُس کے کان میں پڑ چکا تھا کہ شاہ ایران سے مصطفےٰ ساز باز رکھتا ہے اور ایران پر چڑھائی کا حکم ہو چکا تھا اس لئے یہ مناسب سمجھا کہ مصطفےٰ کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔

شہزادہ کے ایک حصّہ فوج نے بعد ازاں ریڈلیو واپر دھاوا مارا جو ایک تنگ اور نشیب میں گھاٹی کے واقع ہے اور جہاں ترکی فوج کا جنوبی پشتہ بندھا ہوا تھا۔ اپنی توپوں کے زیر سایہ روسی پیادہ فوجیں گھاٹی کے اندر اُتر گئیں اور خفیف جنگ کے بعد ریڈلیو واپر روسیوں نے قبضہ کر لیا۔ یہاں تھوڑے سے باشی بزوق مورچہ زن تھے اور ترکوں نے اس مقام کو مضبوطی سے آراستہ بھی نہیں کیا تھا۔ یہ موقع روسی فوجوں کے ہاتھ بہت اچھا لگ گیا اُنھوں نے بلندی کے مورچہ پر گولہ باری شروع کی اور کچھ عرصہ میں اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس بلندی پر قبضہ ہونے کے بعد روسی فوجوں نے آسانی سے پہاڑی کو عبور کیا اور اب اُس مقام پر آگئیں جہاں ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی۔ روسیوں نے ریڈلیو واکے پرے ایک پشتہ پر پانچ توپخانے نصب کئے اور اُن توپخانوں سے بڑی شدت کے ساتھ گولہ باری شروع ہوئی۔ ہزار ہا گولے ترکی گاؤں میں پڑ رہے تھے لیکن خدا کی شان ہے کہ کسی شخص کے ذرا بھی ضرب نہ آئی۔ لیکن ترکی توپوں نے روسی توپخانہ کی توجوں کا ستراؤ کر دیا۔ اس عمدگی سے ترک توپیں مار رہے تھے اور نشانہ ایسا سچا لگ رہا تھا کہ چاروں طرف سے

سلیمان نے اپنے وزیر اعظم کو فوج کا سپاہ سالار بنا کے شام روانہ کیا۔ یہاں مصطفےٰ مقیم تھا وزیر نے بہت کوشش کی کہ مصطفےٰ اُس کے کمپ میں چلا آئے لیکن اُس نے منظور نہیں کیا۔ اخیر سلیمان بذات خود کمپ میں چلا آیا اور جب لشکر مقام ارگلی پر پہنچا اپنے بیٹے سے کہا کہ میرے پاس کمپ میں چلا آ اور تمام شبہہ میری طرف سے جاتے رہے۔

نوجوان شاہزادہ وزیر اعظم کے دھوکے سے تو بچ گیا تھا لیکن اپنے باپ کی نافرمانی نہ کر سکا وہ نہایت خلوص سے اپنے مصاحبین کو ساتھ لیکے شہنشاہی خیمہ کی طرف روانہ ہوا چونکہ وہ اپنے ملازمین کے آگے آگے تھا جوں ہی خیمہ کے دروازہ میں اپنا پہلا قدم رکھا قاتل کا ایک تیر اُس کی گردن پر پڑا وہ چاہتا تھا کہ غل مچا کے اپنے افسروں کو مدد کے لئے بلائے لیکن پہلو کی ایک تلوار اُس کی گردن کو دھڑ سے الگ کر دیا اور یہ قاتل نوجوان بہادر شاہزادہ اپنے باپ کے آستانہ پر خاک و خوں میں لوٹا۔ اتفاق سے جہانگیر مصطفےٰ کا سوتیلا بھائی جو روسی شاہزادی کا بیٹا تھا معاً سوقعہ واردات پر آ گیا اور اس نے دیکھا کہ میرے سوتیلے بھائی کی لاش خاک و خون میں آلودہ آستانہ شاہی پر پڑی ہوئی ہے

مرحبا و صد مرحبا کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ بہت سے گولوں سے روسی توپیں الٹ دی گئیں اور گولندازوں نے ہر روسی توپچی کو اُڑا دیا جو سامنے آ کے کھڑا ہوا۔ دن کا ایک بج چکا تھا۔ جنگ تو یوں ہی بے حد ہو رہی تھی اور کرڈنر نے ابھی تک کوئی کارِ نمایاں نہیں کیا تھا۔ روسی شہزادہ جو دوسرے حصۂ فوج کی کمان کر رہا تھا جنگ کے شوق میں بے چین ہو رہا تھا اور اب وہ زیادہ دیر اپنی فوجوں کو بیکار نہ رکھ سکتا تھا فوراً ایک عام حملہ ہو لہذا یا۔ ترک بھی شہزادہ کی فوجوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار تھے اور بہت آمادگی سے انتظار کر رہے تھے۔ ٹھیک ڈھائی بجے سہ پہر روسی شہزادہ اپنے فوجی حملہ کے ساتھ [illegible] کے لئے آیا یہاں روسی توپخانہ نصب تھا۔ مقصد یہ تھا کہ آیا یہ توپخانہ پیادہ فوجوں کے لئے آگے راستہ صاف کر سکتا ہے یا نہیں۔ روسی شہزادہ مع اپنے فوجی عملہ کے بال بال بچ گیا ترکی توپوں کے تُلے ہوئے گولے پڑ رہے تھے۔ ایک گولہ بہت قریب سے نکل گیا دوسرا پھٹتے پھٹتے رہ گیا یہی تھا کہ شہزادہ صاحب نیچے اتر آئے اور باہم مشورہ ہوا کہ توپوں کی لڑائی سے کام نہیں چلنے کا بہتر ہے کہ سنگینوں کی نوکوں پر ترکی مورچوں کو فتح کر لیں اور دست بدست کی جنگ سے عثمانیوں کو

اگرچہ مصطفےٰ اس کا سوتیلا بھائی تھا مگر ایسی مظلومانہ حالت میں اُسے دیکھ کے آپے سے باہر ہو گیا اُس نے تلوار میان سے نکال لی اور سیدھا اپنے باپ کے پاس آیا اور عین دربار میں للکار کے کہا کہ سنگدل اور بے رحم باپ میری مجرم ماں اور تجھ ظالم باپ کے قابل ہم جیسی اولاد ہرگز نہیں۔ یہ کہکر فوراً اپنے ہاتھ سے پیش قبض اپنے کلیجہ میں بھونک لیا اور مصطفےٰ کی لاش پر گر گیا۔ دونوں شاہزادوں کی خون آلود لاشیں ایک پر ایک پڑی ہوئی کس قدر دردناک منظر آنکھوں کے آگے کھینچتی تھیں۔

اس بیرحمانہ قتل اور جاں نثاری کی خبریں تمام لشکر میں آگ کی طرح پھیل گئیں جاں نثاریوں کی فوج غصہ میں بھر گئی اور اُنہوں نے وزیر اعظم رستم کا مطالبہ کیا سپاہیوں نے باآواز بلند کہا کہ ہم تمام سلطنت کو خاک سیاہ کر دیں گے ورنہ انتقام لینے کے واسطے رستم ہمارے حوالہ کر دیا جائے اب سلیمان پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہئے اُس نے نہایت ہوشیاری سے وزیر کو بھیس بدلوا کے کسی دوسرے مقام پر بھجوا دیا۔

مصطفےٰ کا ایک بیٹا بھی تھا وہ وہ مظلوم بچہ بھی اُسی شاہزادہ کے اشارہ سے قتل کر دیا گیا اُس

ایک اچھا سبق پڑھا دیں۔ اس وقت شہزادہ کے پاس تین برگیڈ فوج تھی۔ افسروں اور سپاہیوں کو اپنی شجاعت پر بڑا گھمنڈ تھا اور وہ ترکوں کو کچھ مال نہ سمجھتے تھے۔

اخیر کل تجویزیں آگے بڑھنے کی طے ہو گئیں شہزادہ نے اپنی پیادہ فوج کی اُن بٹالینوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جو ریڈ لیوو اگھاٹی کے نیچے چھپی ہوئی پڑی تھیں۔ حکم ہوتے ہی یہ بٹالینیں اٹھیں اور شیتہ کی طرف بند وقوں کو چمپتیائے ہوئے قدم اُٹھایا۔ روسی فوجوں کی اولوالعزمی اور جوش اُن کی خوشی کے نعروں سے معلوم ہوتا تھا قدم قدم پر جیرز ہو رہے تھے اور کرۂ باد میں ہُرّے کی صدائیں گونج رہی تھیں ان کے ساتھ ایک ایک زبردست آگ برساتا ہوا توپخانہ جا رہا تھا۔ جب ترکی فوجوں کی زد پر روسی لشکر آگیا تو ترکوں نے توپوں پر بتّی دی اور اب عثمانی گولے پڑنے لگے کالم کے کالم غائب ہوتے چلے جاتے تھے اور روسی جوشیلے سپاہی چیل کوّوں کی طرح آسمان پر اُڑ رہے تھے جو دستہ فوج آگے بڑھا فوراً اڑا دیا گیا تاہم روسی شجاع اور جوشیلی فوج آگے بڑھی چلی جاتی تھی۔ ابھی تک ترتیب فنونِ حرب روسی فوجوں میں باقی تھی لیکن اخیر میں گڑبڑی مچ گئی اور قانونِ جنگ کے

روسی عورت کی وفات سے پہلے سلیمان کو معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ چال کی گئی اور میرا بیٹا بالکل بیگناہ تھا۔ جب اس عورت کی طرف سے سلیمان کی نظریں پھرنے لگیں تو اس کے بیٹی بایزید نے سلیمان سے بغاوت کی اور ایک فوج کثیر لیکے سلیمان پر چڑھ آیا جس میں بھاری لڑائی ہوئی باغی شاہزادہ کی فوج پارہ پارہ کر دی گئی شاہزادہ بھاگا مگر رستہ میں گرفتار ہو گیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ شاہزادہ کے کل بال بچے اُس کے قتل کے بعد ذبح کر ڈالے گئے۔ مالٹا کے نائٹس نے جب سلیمان کی اندرونی پیچیدگیاں دیکھیں تو اُس کو ترکی سواحل پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی طرابلس کا انتقام لینے کے لئے اُس نے ترکی بنادر پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو قید کر کے لیگیا۔ جوں ہی سلیمان کو یہ خبر پہنچی اُس نے مالٹا کے محاصرہ کے لئے ایک مرتبہ اور تیاری کی۔ نائٹس اچھی طرح جانتے تھے کہ کس خطرناک لشکر سے اُنہیں مقابلہ کرنا پڑے گا کیونکہ ایک دفعہ وہ زک اُٹھا چکے تھے اُنہوں نے مالٹا کی حفاظت کی بڑی بھاری تیاری کی تمام مسیحی شہنشاہوں کے نام اُنہوں نے خط لکھے کہ یہ وقت مدد کا ہے اور اسپین کو لکھا کہ اگر تو ایک بیڑہ جہاز ہماری مدد کو بھیجے گا تو سسلی اور دوسرے

دائرہ سے نکل کے وہ غول کے غول وحشیوں کی طرح حملے کرنے لگے۔ کشتوں کے پشتے لگتے جاتے تھے اور روسی فوجیں برابر بڑھی چلی جاتی تھیں۔ روسی فوجیں بڑھتے بڑھتے ترکی مورچوں کے قریب پہنچ گئیں اور اب آکے جنگ تُل ہی خوب گئی تھی جنگ کا یہ شباب قابل دید تھا سامانِ حرب کی گاڑیاں توپخانوں میں ادہر اُدہر دوڑی دوڑی پھرتی تھیں اور توپوں کی خوراک بہم پہنچا رہی تھیں۔ گھوڑوں کی دوڑ۔ توپوں کی گڑگڑاہٹ اور گرج۔ سپاہیوں کا غل وشور ایک آفت بپا کر رہا تھا۔ بازار کُشت و خون خوب گرم ہو رہا تھا۔ صدہا مجروحین الگ الگ پڑے ہوئے زخموں سے ارزا رہے تھے ملک الموت کو دوبارہ چھُری دکھانے کی ضرورت پڑ گئی تھی کسی کا سر غائب ہی تو کسی کی ٹانگ اُڑ گئی ہے کوئی دست و پا بریدہ تڑپ رہا ہی کسی کی پیٹھ پر بھباقہ ہو گیا ہی کسی کا پہلو چاک ہی کسی کی ناف میں گولی لگی ہو اور گلے میں سے چیر کے نکل گئی ہو۔ گولے کے ٹکڑے سے کسی کی ٹانگ اُڑ گئی ہی کسی کا نصف دھڑ ہی باقی ہی۔ کوئی تو تھوڑا ہی پڑا ہوا ہی۔ خون کُل قسم کے مجروحین سے بھرا ہی مگر بہادر سپاہیوں کے جوش میں اپنے ساتھیوں کی یہ خطرناک حالت دیکھ کے اور بھی جوش پیدا ہو رہا ہی

مقامات تجھے دیدیں گے۔

وہ اپنے فصیلوں اور اپنے سامان حرب اور اپنی شجاعت پر بہت بڑا بھروسہ کرتے تھے اور اپنے گرانڈ ماسٹر جان ڈیلا ویلیٹا کی اعلیٰ تدبیر پر بہت بھروسہ تھا اب ایک خطرناک جنگ کا سامنا ہوا وہ خطرناک جنگ جو مشرق کو مغرب سے ٹکرا دے گی۔

اتفاقات ایسے واقع ہوئے تھے کہ یہی فوجوں کو کامیابی ہوتی اور ترکوں کی اولوالعزمی سخت مایوسی کے ساتھ تبدیل ہو جاتی۔

عثمانی جنگی بیڑہ ۱۹ مئی ۱۵۶۵ء میں یکایک مالٹا کے آگے نمودار ہوا بیڑہ کے پہنچنے کے دوسرے دن ترکی فوج خشکی میں اُتری اور سینٹ الموپر حملہ کیا بڑی بےجگری سے ترکوں نے اپنی موروثی شجاعت کی بانگی دکھلائی سا ایک ماہ کے بعد ڈراگٹ کثیر تعداد جنگی جہازوں کی لیکے موقعہ جنگ پر پہنچ گیا۔ چالیس ہزار خونخوار سپاہ اُس کے ساتھ تھی۔ اُس کے جنگی جہازوں نے جزیرہ کا محاصرہ کر لیا اور ایک سخت جنگ کے بعد سینٹ الموکو فتح کر لیا۔ شہر نے اپنے دروازہ کسی فاتحین کے

اور سپاہی آپے کے باہر ہوا جاتا ہے۔

مسٹر آر پی بلنڈ فوبس اس خطرناک جنگ میں موجود تھے وہ لکھتے ہیں کہ ترکی توپوں کے گولے مینہ کی طرح برس رہے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ بھی اسی کے ساتھ نہایت شدت سے ہو رہی تھی جیسے جیسے توپوں کی گرج میں شدت ہوتی جاتی تھی جنگ کا رنگ بڑھتا جاتا تھا۔ ہوائیں خون میں ڈوبی ہوئی آہیں تھیں اور مجروحین کی دلگداز صدائیں کلیجہ چاک کئے ڈالتی تھیں۔ روسی امدادی فوج جو گھاٹی کے نشیب میں چھپی ہوئی تھی یلغار کرتی ہوئی برابر بڑھی چلی آ رہی تھی جوں ہی وہ قریب آگئی جنگ میں اور بھی جان پڑ گئی اور اب نئے سرے سے بازار کشت و خون گرم ہوا میں نے ایک ڈھلوان زمین پر ہزاروں روسی مجروحین کو تڑپتے دیکھا جو رینگ رینگ کے نیچے اتر رہے تھے اور اپنے کو پشتہ پر سے پھینک پھینک دیتے تھے زندہ جنگجو سپاہیوں کی صفیں مثل سمندر کی موجوں کے بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ جب ترکی مورچے سو گز کے فاصلہ پر رہ گئے تو روسی کمان افسروں نے تلواریں نکالنے کا حکم دیا اور للکار کے کہا بہادرو یہ اخیر موقع شجاعت دکھانے کا ہے اب تمہیں تلوار کی جنگ میں ہم

واسطے کھول دے اور ترکی لشکر فتح کا باجہ بجاتا ہوا سینٹ المومین داخل ہوا لیکن پایہ تخت ابھی تک برابر حملوں کی مدافعت کر رہا تھا۔ چند ماہ تک جنگ ہوتی رہی اور ترک فتح پر فتح پاتے رہے اخیر ماہ دسمبر بہت دنوں کے بعد یہ خبر پہنچی کہ سسلی کا ویسرائے ایک بہت بڑے جنگی بیڑے کے ساتھ نائٹس کی مدد کو آ رہا ہے ترک محاصرہ کرتے کرتے اور لڑتے لڑتے تھک گئے تھے انہوں نے جنگی بیڑہ کے پہنچنے سے پہلے سینٹ المو کو چھوڑ دیا اور ۸ ستمبر کو کل مالٹا کا محاصرہ اٹھا لیا اور سیدھے قسطنطنیہ روانہ ہو گئے جوں ہی سلطان نے اپنے جنگی بیڑہ کی ناکامی کی خبر سنی مارے غصہ کے آگ ہو گیا اور اس نے دوسرے حملہ کی تیاری شروع کی پہلے اس نے چاہا کہ آسٹریا کو زیر و زبر کر ڈالے اس وقت سلیمان کی ۷۶ برس کی عمر تھی لیکن دم خم وہی باقی تھا اس نے اپنی کثیر فوج کا سرگروہ بنکر ہنگیریا کے ایک شہر سیگتہ نامی کا محاصرہ کر لیا۔ اور کئی حملوں کے بعد اس شہر کو فتح کر کے تمام عیسائیوں کو قید کر لیا مگر یکایک اس پر فالج گرا اور شہر کے فتح ہونے کے چند منٹ بعد ۳۰ اگست سنہ ۱۵۶۶ء میں ۴۶ برس سلطنت کر کے راہی ملک بقا ہوا۔

کیا نمایاں کام دکھاتے ہو۔ ترک اسی شدت سے برابر فیر کئے جاتے تھے اور اپنی جگہ ثابت قدم تھے حالانکہ چند گز کا فاصلہ رہگیا تھا لیکن ترکوں میں ذرا بھی انتشار پیدا نہ ہوا تھا اور وہ اسی مستعدی اور اولوالعزمی سے اپنے زبردست جنگی فرائض کی انجام دہی کر رہے تھے۔
جس شخص نے قریب کی ایک پہاڑی پر چڑھ کے یہ خطرناک نظارہ دیکھا تھا وہ بیان کرتا ہی کہ میں نے اپنی عمر میں اس بلا کی خونریزی نہیں دیکھی۔ روسیوں کی صفوں کی صفیں لوٹی جاتی تھیں اور کل فوجوں اور سپاہیوں کی مہیب صورتیں دل دہلائے دیتی تھیں۔ اس پر بھی روسیوں کے جوش میں کچھ فرق نہیں آیا تھا اور وہ اپنے کرنیل کا جو ترکی گولے سے اڑ گیا تھا انتقام لینے کے لئے آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ دیکھتے دیکھتے روسی سپاہی ترکوں کے مورچوں میں معلوم ہوئے۔ اب گویا دست بدست کی جنگ شروع ہوئی بندوقوں کے کندوں سنگینوں۔ برچھیوں اور تلواروں کی لڑائی آپڑی تھی یہ گویا پہلی لڑائی تھی جو ترک ایمانداری اور اپنی موروثی شجاعت سے لڑرہے تھے نامہ نگار لکھتا ہی خدا ایسا خونی منظر پھر کبھی نہ دکھائے اتنی جلدی ہزاروں آدمیوں کا کھیت

وزیر اعظم نے اس وحشتناک خبر کو چھپایا اور پوشیدہ طور پر سلیم سے کہلا بھیجا کہ تو بہت جلد تخت پر قبضہ کرلے۔
سلیمان کی سلطنت جس کو ترکی سکندر کہتے ہیں عثمانی خاندان کے لئے ایک باعظمت سلطنت ثابت ہوئی تھی سلیمان اعظم اگرچہ ایک جنگجو شہنشاہ تھا لیکن علوم وفنون کا بڑا سرپرست اور عالموں کی بہت بڑی قدر کرتا تھا اس میں شک نہیں کہ اگر اخیر میں وہ روسی لڑکی کے دام فریب میں نہ آجاتا تو اس کا قابل بیٹا مصطفےٰ اس عظیم الشان ترکی سلطنت کی فتوحات میں جدید باب کا اضافہ کرتا۔

پڑ گیا کہ خیال میں بھی نہ آسکتا تھا عثمانی تلوار نے اپنے پورے جوہر دکھا دیئے۔ بہادروں کو اپنی بیجگری کا پورا مزا آگیا۔ تلوار اُٹھنے کی دیر تھی کہ مقابل کا سر قدموں میں پڑا ہوا ہو۔ خون کے فی الواقع فوارے بہ رہے تھے اور ساتھ ہی دست و پا بریدہ سپاہیوں کا درد سے کراہنا غضب ہو رہا تھا۔ یہ عجیب بات تھی اور اس پر سب کو تعجب ہوگا کہ روسی ترکی موروچوں میں گھس آئے تھے لیکن ترکوں نے اپنی جگہ سے قدم نہ ہٹایا تھا۔ ورنہ ہم نے کسی جنگجو فوج کا حال کسی تاریخ میں نہیں دیکھا کہ دشمن اُس کے گھر میں بھی آجائے اور وہ لڑے جائے اور ایک قدم پیچھے نہ ہٹائے ورنہ گھر میں گھس آنے کے بعد جنگ نہیں ہو سکتی۔ واہ شیر دلوں تمہاری ماؤں نے تم ہی کو جنا ہو کیوں نہ ہو شجاعت نے تمہاری ہی رکاب کو بوسہ دیا ہو اور تمہارے خون میں مردانگی ملی ہوئی ہو۔ کیونکہ شجاع عثمان کی اولاد میں سے ہو اس جنگ میں تم نے عثمانی تلوار کا ایک نمونہ دکھا دیا۔ تمہاری خارا شگاف تلوار کے جوہر معلوم ہو گئے تمہاری خونخواری اور نڈرپن نے ثابت کر دیا کہ تم سے بہتر سپاہی دنیا میں مشکل سے نکلیگا واہ معزز مطالیوں تم نے عثمانی شجاعت کا بول بالا کر دیا۔

بارھواں باب ۱۲

سلیم ثانی۔ ترکی کا گیارھواں شہنشاہ یا سلطان

۱۵۶۶ء سے ۱۵۷۴ء تک

سلیمان کی وفات پر سلیم کا تخت نشین ہونا۔ جان نثاریوں کی بغاوت۔ وینیشین سے اعلان جنگ۔ جزیرہ سائپرس میں ترکی فوجوں کا اُترنا۔ مقامات نکوسیا اور فرماگستا کی فتح۔ خلیج لیپنٹو میں بڑی بھاری بحری جنگ۔ ترکوں کے نقصانات۔ وینس سے صلح۔ تونس کی فتح۔ سلیمان کی وفات۔

سلیمان اعظم کے کل بچوں میں سے صرف سلیم زندہ بچا تھا۔ جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر پہنچی ہو فوراً قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ یہاں تا پہنچ کے وہ سیدھا لشکر گاہ میں آیا ہوا۔ سوائے اس کے

روسیوں کی آنکھیں کھلیں کہ ہم ترکوں کو کیا سمجھے بیٹھے تھے اور یہ نکلے کیا۔ کاش اسی ایمانداری سے اور بھی افسر جنگ کرتے تو بس روسیہ کو چھٹی کا کھایا یاد آجاتا۔ یہ جنگ بھی عجیب خونریز جنگ تھی۔ اُف جس نے ہزاروں بہادروں کو دم بھر میں خاک و خون میں لوٹتا ہوا دیکھا ہو وہ کبھی نہ بھولیگا۔ انسانی کرب و بلا کی صدائیں۔ زخمیوں کا کراہنا۔ دم توڑتی ہوئی ہچکیاں اور جانکندنیوں کے خرّاٹے اور بھر پیروں میں خون کا بہنا یہ ایسا عجیب منظر تھا کہ خدا پھر نہ دکھلائے۔ اے جادو بھری دُنیا تو نے اپنے پر فریفتہ کرکے انسان کو کیسا پاگل بنا دیا ہو وہ ایک فانی چیز پر کس طرح دوڑتا ہو اور کیا کیا تکلیفیں اُٹھا کے اخیر اپنی جان کھو دیتا ہو۔ ایک نوجوان سپاہی کو دیکھو جو کئی گہرے زخم کھا کے خاک و خون میں لوٹ رہا ہو اور اس وقت نہ مذہب کا خیال ہو نہ ملک و قوم کا نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم دُنیا اس کی آنکھوں میں اندھیری ہو رہی ہو اور یہ وہ دنیا ہو جس کمبخت نے ہتھیار دیکے ابنائے جنس کے خون بہانے کے لئے اُسے روانہ کیا تھا اس وقت سوائے جانکندنیوں کے اور کوئی اُس کا ساتھی نہیں ہو۔ نہ اولوالعزمی ہو نہ جوش فتح ہو اور نہ خیال انتقام ہو اگر اس نوجوان کی گزشتہ زندگی پر خیال کیا جائے گا تو اور بھی تعجب ہو گا

کوئی وارث تاج وتخت نہ تھا اس لئے تخت نشینی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا اور سب نے برضا و رغبت اُس کی سلطنت قبول کر لی مگر یکم جنوری ۱۵۶۶ء تک تاج پوشی کی کوئی سرکاری رسم ادا نہیں ہوئی۔

جدید سلطان نے علاوہ جاں نثاریوں کے نئی فوج بھرتی کی اور اُسے اپنا باڈی گارڈ بنایا اس پر جاں نثاریوں کو بہت غصہ آیا کہ ہمارے مقابلہ میں نئی فوج اور لوگوں کی کیوں بھرتی کی گئی اور جو انعامات اور زر نقد ہمیں ملتا رہا ہو اس میں کیوں فرق آیا۔ غصہ بڑھتے بڑھتے بغاوت کی صورت میں بدل گیا اور اب جاں نثاریوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ سلیم نے جاں نثاریوں کے مطالبات کو پورا کرکے نہایت دانائی سے اس خوفناک فوج کو ٹھنڈا کیا اور دل میں یہ سمجھ گیا کہ جب تک کہیں جنگ نہ چھیڑی جائے گی جاں نثاری نچلے نہیں بیٹھنے کے۔ سلیم کا ۱۵۶۸ء میں شہنشاہ میلز میلیٹن سے معاہدہ ہو چکا تھا اور اس کی بڑی شرطیں یہ تھیں کہ جو مقامات قبضہ میں ہیں دونوں سلطنتیں اُن پر قانع رہیں اور اُن سے ایک انچ آگے نہ بڑھیں۔ ہیبسبرگ

کن منتوں مرادوں سے پیدا ہوا ہوگا اور کس خبر گیری اور مصیبتوں سے کمبخت ماں نے اسے پالا ہوگا آج اسی بچے نے جوان ہو کے اور تعلیم پا کے صرف چند روپوں پر اپنی لاکھوں روپے کی جان قربان کر دی اور اب جان نکلتے وقت کی تکلیف سے تڑپ رہا ہے۔ اس پر بھی اے دنیا تیرا عجب جادو ہے کہ دوسرے اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ رہے ہیں لیکن انہیں عبرت نہیں ہوتی بلکہ آگے بڑھنے کا اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس راز کو کوئی نہیں پا سکتا کوشش بہتیری کی گئی لیکن اس کا پتہ کہیں نہ لگا۔

"کہ کس نکشود نکشاید بہ حکمت ایں معمّا را"

روسیوں کی بہادری اور پُر خطر دلیری کی بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہا جاتا جو شیر کی طرح سے گرتے پڑتے آگے بڑھے چلے آتے تھے اور انہیں دشمن کے گولہ باری کی مطلق پروا نہ ہوتی تھی۔ جس وقت وہ اپنے افسر کے حکم سے پہاڑی پر چڑھے اور ان کی صفیں یکے بادیگرے حرکت میں آئی ہیں تو عجیب پُر رعب سماں نظر آ رہا تھا اور یہ وہ سماں تھا کہ جس کی کیفیت ایک سپاہی کا دل بخوبی لے سکتا ہے جس وقت روسی صفیں آگے بڑھتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گھٹا پر گھٹا اٹھ رہی ہے اور ایک دوسرے پر

اور عثمانی خاندان میں برسوں تک اس معاہدہ پر عملدرآمد ہوتا رہا۔

اس کے بعد سلیم کی نظریں سلطنت روسیہ کی طرف اُٹھیں یہ پہلا سلطان ہے جس کے وقت میں سب سے اول روسیہ پر حملہ کیا گیا اور گویا سلیم ہی کے وقت سے روسی جنگ کا آغاز ہوا ہے۔ سلطان نے بحر ازوا اور دالگا پر ایک بیڑا جہازات روانہ کیا۔ مطلب یہ تھا کہ جب نہر دینیپر دالگا اور دولگا سے ملا دی جائے گی تو عثمانی تجارت اور امور سیاسیہ کو بہت بڑی ترقی ہوگی۔ بحر اسود پر اس وقت ترکوں کی حکومت تھی لیکن نہر کا بڑا مقصد حاصل کرنے کے لئے یہ ضرور ہوا کہ استرخوان پر قبضہ کر لیا جائے۔ جس زبردست فوج نے استرخوان کا محاصرہ کر لیا تھا اسے مطلق کامیابی نہیں ہوئی اور بے نیل و مرام واپس چلی آئی۔

سلیم نے اس ناکامی کے بعد وینیشن کو اعلان جنگ دیا۔ وزیر اعظم کی یہ رائے نہ تھی کہ اس سلطنت جمہوری سے جنگ کی جائے وہ کہتا تھا کہ سب سے پہلے اس ناکامی کا عوض روسیہ سے لیا جائے لیکن سلطان نے نہ مانا اور جنگی بیڑے کو روانہ ہونے کا حکم دیدیا۔ سب سے پہلے ترکی بیڑا جزیرۂ

چھائی جاتی ہے۔ ادھر ترکی توپوں کی گرج اور گولوں کی بوچھاڑ صحن قیامت کا نمونہ دکھا رہی تھی ترکوں کو اپنے مورچوں میں ان بڑھتی ہوئی صفوں کی مطلق پروا نہ تھی وہ اپنا کام اپنی جگہ پر اسی مستعدی اور نڈر پنے سے کر رہے تھے اور انہیں ذرا بھی خیال نہ تھا کہ فوج کی رو ئیں کس طرف اُڑ رہی ہیں اور یہ کالی گھٹائیں کس پہاڑی پر چھا جائیں گی۔ اس وقت دل دہل جاتا تھا جب آگے والی صفیں روئی کی طرح دُھنکی جا رہی تھیں۔ ایک صف کیا تو ہڑے ہڑے پکارتی ہوئی آگے بڑھتی دکھائی دی اور کیا دو قدم بڑھ کے سب کی سب چیل کوؤں کی طرح آسمان پر اُڑ گئی۔ صفوں کی صفیں برابر اُلٹ پلٹ ہو رہی تھیں لیکن روسیوں کا بہادر سپاہ سالار اُنہیں آگے بڑھنے کا حکم دیے جاتا تھا۔ بڑھتے بڑھتے جب وہ ترکی مورچوں کے لگ بھگ پہنچ گئیں تو اب اُن کی ڈھارس بندھی کہ مورچوں کو آسانی سے فتح کر لیں گے مگر یہ خیال اُن کا غلط نکلا روسی فوجوں کے مورچوں کے قریب پہنچتے ہی ترکوں نے توپوں اور بندوقوں سے ہاتھ اُٹھا لیا اور اب اپنے قوی اور زبردست دشمن سے دست بدست کی ٹھیرا دی۔ شمشیر عثمانی کو میان سے باہر نکالا اور زخمی شیر کی طرح روسیوں پر

سائپرس میں پہنچا۔ اس جزیرہ کے باشندوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا اور ترکی لشکر بلا مزاحمت خشکی میں اُتار دیا گیا۔ جزیرہ سائپرس کے باشندے وینیشین کی جمہوری سلطنت سے پریشان ہوگئے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ہم ان کی حکومت سے سبکدوش ہو جائیں۔

شہر نکوسیا اور فرماگستا کا محاصرہ کر لیا گیا۔ آخر الذکر شہر کا گورنر ڈنڈولہ نامی وینس۔ اطالیہ اور وینس سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ان تینوں سلطنتوں نے جنگی بیڑے روانہ کیے لیکن وہ اتنی دیر میں پہنچے کہ یہاں فیصلہ ہی ہو گیا ترکوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تھا جب ان تینوں سلطنتوں کے مشترکہ بیڑے نے دیکھا کہ نکوسیا ہاتھ سے نکل چکا ہے وہ اپنے اپنے ملک واپس چلے گئے۔ ترکوں نے اس کے فتح کرنے کے بعد فرماگستا کا محاصرہ کر لیا ہر چند اس شہر نے داد مردانگی خوب دی لیکن ترکوں نے اپنے دھواں دھار حملوں سے ۱۵ راگست ۱۵۷۱ء کو اسے بھی زیر نگیں کر لیا۔

جزیرہ کے باقیماندہ حصہ کی بھی یہی قسمت ہوئی اور کل زرخیز جزیرہ اتنی خونریزی کے بغیر ترکوں کے ہاتھ ہوگئیں

ٹوٹ پڑے اس بلا کی تلوار چلی ہو کہ الحفیظ والاماں ۔ غٹ پٹ ایسے ہوئے کہ پھر کوئی تمیز نہ رہا کہ ان میں رومی کونسے ہیں اور روسی کونسے ہیں۔ ادہر تلوار لگی اور اُدہر خون کا فوارہ اُچھلا ابھی ایک افسر بولی بولکے فوج کو آگے بڑہا رہا ہے اور ابھی دیکھا کہ گھوڑا اس کی لاش لئے ہوئے بے اوسان بھاگا چلا جاتا ہے۔ بہادر رومیوں نے دست بدست کی جنگ میں ایک مورچہ فتح کرلیا مگر دوسرے مورچے تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ جان کے لینے کے دینے پڑگئے اور اب انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ ترکوں کا جوش لحمہ بہ لحمہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ یکایک اُن میں ایک تازہ روح پھنک گئی اور وہ کچکچا کے روسیوں پہ گر پڑے ایکے حملہ ترکوں کی طرف سے تھا اور یہ بہت ہی خوفناک تھا ایسا خوفناک کہ دیدہ نہ شنیدہ تلوار بڑی خوفناکی سے چلی اور اب کے روسیوں کے قدم اُکھڑے ۔ کیا تو روسی صفیں آگے بڑھ رہی تھیں یا اب اُنہیں پیچھے ہٹنا پڑا ہوتے ہوتے یہاں تک کیفیت ہوئی کہ مفتوحہ مورچہ بھی روسیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ کچھ دیر تک تو ان میں قاعدہ کی پابندی رہی لیکن بعدازاں بے ترتیبی پیدا ہوگئی اور اب وہ گھبراکے ادہر اُدہر پناہ ڈھونڈہ نے لگے ۔ ادہر ان کا قدم اُکھڑنا تھا کہ دوسرے

ترکوں کے قبضہ میں آگیا۔

جب سائپرس فتح ہوگیا تو ترکوں نے بڑی دہوم دہام سے بحری تیاری کرنی شروع کی اور جہازوں پر جہاز تعمیر ہونے شروع ہوئے ۔ سائپرس کے فتح ہونے اور ترکوں کی اس تیاری نے نہ صرف وینس میں بلکہ بحیرۂ متوسط کے سواحل کی مسیحی سلطنتوں میں ہلچل ڈالدی سب خوفناک نظروں سے ترکوں کی طرف دیکھنے لگے۔

کل مسیحی سلطنتوں میں بحری معاہدہ ہوا اور اس انجمن کے ممبر جس کے ذریعہ سے کل سلطنتیں ترکوں کے خلاف متحد کردی گئی تھیں بالخصوص اسپینی۔ وینیشن اور نائیٹس آف مالٹا تھے اور اس کا میر مجلس ڈان جان آف آسٹریا مقرر کیا گیا تھا اور بعد ازاں مشتملہ بیڑے کا کمنڈر انچیف بھی شخص مذکور بنایا گیا۔

ان مسیحی سلطنتوں کے مشتملہ بیڑہ نے ارادہ کرلیا کہ ترکوں سے دو دو ہاتھ کرے اور ان کی بڑھتی ہوئی فتوحات کو روک دے ۔ اس مشتملہ بیڑے میں تین سو جنگی جہاز تھے ۔ یہ کل عظیم اور خوفناک

مورچہ سے ترکی گولے برسنے شروع ہوئے جنہوں نے توپچیوں کی طرح سے بھون دیا اور صفوں کی صفوں کا صفایا کر دیا روسی سپاہ سالاروں نے یہ نقشہ دیکھ کے اور تازہ امداد روانہ کی اور روسی فوجوں کا ٹڈی دل اس ہزیمت خوردہ فوج کو ساتھ لیکے پھر آگے بڑھا۔ ترکوں نے پہلے مورچہ کو بغیر ایک گولی چلائے خالی کر دیا۔ اس مورچہ کا خالی کرنا بہت بڑی حکمت تھی دوسرے مورچہ کے عقب میں ترکی توپخانہ نصب تھا اور ترکیب یہ تھی کہ اگر دوسرے مورچہ پر روسی آگئے اس توپخانہ سے انہیں اُڑا دیا جائے گا۔ ایک اونچی پہاڑی پر یہ توپخانہ نصب تھا اور وہ پہاڑی ناقابل گزار تھی اب روسی شہزادہ کی نظریں اس پہاڑی پر اُٹھیں اور اس نے چاہا کہ کسی صورت سے اس پر قبضہ کر لیا جائے اس نے اپنی کل فوجوں کو اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ یہ آخری کوشش ہے ایک دفعہ اور بھی آگے بڑھو کسی صورت سے یہ پہاڑی قبضہ میں آجائے۔ فوج کے دلباد ل تو جمع ہو گئے لیکن اب اُن کی ہمتیں پست ہو گئی تھیں اور ترکوں کا رُعب اُن کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا وہ سخت شکستہ خاطری کی حالت میں بڑھے لیکن نہایت سُست -

بیڑا خلیج لپنٹو میں داخل ہوا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسے تنگ مقام میں کیونکر یہ عظیم بحری جنگ چھیڑی گئی بہت سے وسیع سمندر پڑے ہوئے تھے جہاں جنگجوؤں کو پوری کیفیت آسکتی ۔ ترکوں کے پاس اتنے جہازات نہ تھے نہ انہیں یہ معلوم تھا کہ اتنی سلطنتوں نے پوشیدہ اتفاق کر لیا ہے پھر بھی ترک بڑی بےجگری سے اپنے سے سہ گنی قوت والے دشمن سے لڑے مگر سخت نقصان کے بعد اُنہیں پس پا ہونا پڑا۔ بہت سے جہازات اور کثیر تعداد فوج اُن کی غارت ہو گئی ۔
اس شکست کی خبر سنکے سلیم کو بہت غصّہ آیا اس نے حکم دیا کہ قسطنطنیہ کے کل عیسائی قتل کر ڈالے جائیں مگر وزیر اعظم محمد نے اس شدید حکم کی تعمیل میں پس و پیش کیا اور سلطان سے جا کے کہا کہ انصاف اور رحم سے یہ امر بعید ہے۔ چنانچہ اس نے وینیشین کے سفیر باربارو نامی کو بلا کے کہا "ہم نے سلطنت جمہوری سے سائپرس لیکے اس کا ایک بازو کاٹ ڈالا اس بنا پر اس نے کل مسیحی دول سے اتفاق کر کے ہمارے جہازات اور سپاہ کو برباد کر دیا مگر ہمیں اس کی مطلق پروا نہیں جہازوں اور سپاہ کا برباد ہونا ہمارے لئے مثل ڈاڑھی کے ہے کہ جتنا اُس کو ترشواؤ اُسی قدر

دیر سے فوج نے کھایا بھی نہ تھا اور اس کثرت سے نقصان کثیر دیکھ دیکھ کے اُس کا دل بیٹھا جاتا تھا۔ ان کی عجیب کیفیت تھی ایک قدم آگے بڑھتا تھا اور ایک پیچھے تو نہ چاہتا تھا کہ ترکوں کی طرف کا رُخ بھی کریں مگر حکم حاکم مرگ مفاجات کا حکم رکھتا ہے اس لئے مجبوراً گرتے پڑتے آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ جب چاسفسکی نے یہ دیکھا کہ فوج دل ہارے جاتی ہے فوراً اپنا محفوظ برگیڈ آگے بڑھایا اور حکم دیا کہ پہاڑی پر قبضہ کرلے یہ برگیڈ ابھی تازہ ہی دم تھا آندھی اور مینہ کی طرح ترکوں پر گر پڑا ادھر اس شکستہ دل فوج کی بھی ہمت بندھ گئی اور وہ برگیڈ کے ساتھ ہمت کرکے بڑھنے لگی۔ اس تازہ دم برگیڈ نے بڑی بہادری سے پہلا مورچہ فتح کرلیا اور اپنے سر سے پھر جنگ شروع ہوئی اس بلا کی تلوار چلی ہے کہ الٰہی توبہ طرفین کو غصہ آگیا۔ ترک پھر بپھرے اور روسیوں پر دھاوا کرکے ککڑی اور کھیرے کی طرح دشمن کو کاٹ ڈالا یہ تازہ دم برگیڈ غائب ہوگیا اور ترک حملہ آور فوج کے بڑے حصّہ کو کھا گئے۔ ایک بہت بڑی تعداد روسی پیادہ فوج کی ترکوں کا نشانہ بنگئی بڑے بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہوگئے اور تمام دنیا نے ترکی شجاعت کے نمونے دیکھ لئے ترکوں کی دلیری کا غل تمام یورپ میں پھیل گیا امداد کی سرگوشیاں ہونے لگی تھیں کہ ترک جیسا کہ سمجھا جاتا تھا وہ نہ نکلے بلکہ ترکی ابھی تک ایک زبردست جنگی قوت ہے۔

گھنڈر نکلتی ہے سلطان اپنے وزیر کے مشورہ سے ایڈریانوپل چلا گیا اُسے خوف ہوا اسپادایہ مشتملہ بیڑہ جہازات قسطنطنیہ کا رُخ نہ کرے مگر یہ صرف سلطان کا خیال ہی خیال تھا اس فتح کے بعد بھی اس مسیحی بیڑہ میں یہ جرأت نہ تھی کہ قسطنطنیہ کو نظر اٹھا کے دیکھ سکتا۔ یہ مشتملہ بیڑہ اس فتح کے بعد پریشان ہوگیا تھا اور کل دول نے اپنے اپنے جہازات واپس بلا لئے تھے۔

ترکوں کو اس شکست کا بہت بڑا صدمہ تھا وہ شکستہ خاطر نہ ہوئے بلکہ اُنہوں نے اوقاف کے روپیہ سے فوراً ایک عظیم بیڑۂ جہازات تیار کیا اور فوراً سریکو پر حملہ کردیا۔ یہاں وینیشین کو شکست ملی اور آخیر میں باہم ایک معاہدہ پر دستخط ہوگئے۔

سلیم کے زمانہ میں بھی فتوحات کا دروازہ بند ہوا اگرچہ بیڑے کے برباد ہونے کا صدمہ اُسے کھا گیا لیکن اس نے کم جاہ وجلال سے حکومت نہیں کی۔ کل آٹھ سال اُس نے سلطنت کی سلطان کو بخار آنے لگا اور اُس بخار سے اُسے نجات نہ ملی۔ ۸ر ستمبر ۱۵۷۴ء میں اُس کا انتقال ہوگیا۔ وفات کے وقت عمر ۵۲ سال کی تھی۔ وزیر اعظم نے سلیم کی موت کا اظہار جبتک اُس کا بیٹا مراد خان نہ آگیا عام لوگوں پر نہ ہونے دیا۔

جب معاملہ تنت پر پہنچا تو شاہفسکی کی فوج کے دوسرے حصہ میں نقل و حرکت شروع ہوئی اور یہ تازہ دم فوج آندھی اور مینہہ کی طرح خاص پلونا پر بڑھی۔ یہ خونخوار روسی فوج آنکھ بند کر کے پلونا پر حملہ آور ہوئی ترکوں نے حملہ کا معقول جواب دیا اور اپنے صعب پیادہ دشمن کا منہ پھیر دیا۔ روسی فوج پسپا ہوئی لیکن پھر اس میں جوش آگیا اور اس نے دوبارہ حملہ کیا اب کے بھی منہ کی کھائی سہ بارہ حملہ کیا اس کا بھی وہی نتیجہ ہوا پھر چوتھی دفعہ حملہ کیا اور اب کے خوب جان توڑ کے لڑی لیکن وہی ڈھاک کے تین پات بے اوسان ہو کے بھاگی اور سمجھ گئی کہ پلونا سے ترکوں کا بے دخل کرنا منہ کا نوالہ نہیں ہے۔ روسی فوجوں کی شجاعت میں ہرگز کوئی کلام نہیں شہزادہ نے جب اپنی شایستہ فوج کی یہ کیفیت دیکھی تو اس کی امداد کے لئے اور فوج روانہ کی لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے والی فوج کا ہو چکا تھا لیکن مرحبا ہو اس روسی فوج پر کہ اس نے قدم پیچھے نہیں ہٹایا اور جہاں کھڑی تھی وہیں جان دے دی۔ روسی فوجوں کے دل ٹوٹ گئے تھے اور اب وہ مایوس ہو گئی تھیں اُن کے

تیرہواں باب

مراد خاں ثالث۔ ترکی کا بارہواں شہنشاہ یا سلطان

۱۵۷۴ء سے ۱۵۹۵ء تک

مراد خاں ثالث کی تخت نشینی۔ پانچ بھائیوں کا قتل۔ ایران سے جنگ۔ لشکر کی بربادی۔ فرہاد باورچی کا وزیر اعظم نامزد ہونا۔ آسٹریا سے جنگ۔ وفات

میگنیسیا میں مراد خاں ثالث کو اطلاع بھیجی گئی کہ تم فوراً آؤ اور تخت نشین ہو۔ یہ خبر سنتے ہی مراد خاں قسطنطینیہ روانہ ہوا جب دردانیال میں داخل ہوا ہے تو سمندر میں بہت بڑا طوفان برپا تھا لیکن اُس نے اپنی جلدی میں طوفان کی پرواہ نہ کی اور نہایت خطرہ کی حالت میں قسطنطینیہ کی طرف رُخ کیا۔ طوفان میں بال بال ڈوبنے سے بچا۔

حواس باختہ تھے اور ہاتھوں کے طوطے اُڑ چکے تھے وہ پریشان نظروں سے اِدھر اُدھر تکتی تھیں لیکن اُن کی دال نہ گلتی تھی وہ چھکڑے جن میں اُن کا سامان خور و نوش بھرا ہوا تھا بہت پیچھے رہ گئے تھے گولہ باروت کا سامان بھی کم ہو گیا تھا اور اب ان بیچاروں کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔ پیادہ فوج کی دو پلٹنوں نے بڑی بیجگری سے حملہ کیا اور ترکی بازوئے چپ کو چیرتی ہوئیں پلونا کی شاہراہوں میں چلی گئیں لیکن اُن کا یہاں پہنچنا اُن کے حق میں زہر ہو گیا۔ وہ پلونا کی شاہراہوں میں اس طرح گئیں جیسے کوئی اژدہا کے مُنہ میں چلا جاتا ہے ایک سپاہی کا بھی پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا۔

مسٹر فوربس لکھتا ہے کہ یہ دونوں پلٹنیں پلونا میں گھستے ہی جہنم واصل ہو گئیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کو توپوں کے دھوئیں نے بالکل ڈھانک لیا تھا اور اس بھورے غبار میں سے توپوں کی گرج اور گولوں کی گونجیں مسموع ہو رہی تھیں۔ یہ گونجیں اور گرجیں زبانِ حال سے ترکوں کی فتحمندی کی شہادت دے رہی تھیں۔ جب حملہ آور روسی فوجوں کا بھرتا ہو گیا تو بقیۃ السیف بے اوسان

غرض بہزار دقت و پریشانی ۲۱ر دسمبر ۱۸۷۴ء کی شب کو قسطنطنیہ پہنچا۔ فوراً وزیر کو طلب کیا اور تخت نشینی کے تمام معاملات طے کر لئے اُس کی ماں سلطانہ ولیدہ بھی اپنے بیٹے کے پاس آئی اور اُس کی تخت نشینی پر اُسے مبارکباد دی۔ علی الصباح یعنی ۲۲ر دسمبر ۱۸۷۴ء کو یہ اعلان دیا گیا کہ سلیم کی وفات ہو گئی ہے اور اُس کی جگہ مراد خاں اُس کا بیٹا تخت نشین کیا گیا ہے۔ مراد خاں کی تخت نشینی کو رعایا اور فوج نے قبول کر لیا مگر پہلا بے رحمانہ کام جو مراد خاں نے کیا وہ یہ تھا کہ اپنے پانچ سوتیلے بھائیوں کو اُن کی ماؤں کے آگے قتل کروا ڈالا اور اُن کے علاوہ دو بیٹے حرم کے پیٹ سے بھی تھے وہ بھی اسی سنگدلی سے قتل کئے گئے۔

مراد خاں کچھ ابتدا ہی سے سلطنت کرنے کے قابل نہ تھا۔ کُل قوت وزیر کے ہاتھ میں تھی اور سارے سیاہ سفید کرنے کے اختیارات اُسی کو حاصل تھے۔ اگرچہ وہ اپنے وزرا کو کئی بار بدل بھی چکا تھا لیکن بطور خود معاملات سلطنت سے بالکل مستغنی رہتا تھا وزیروں کو اختیار تھا کہ چاہے جو کچھ کریں کبھی نہ پوچھتا تھا کہ تم نے یہ بات کیوں کی۔

ہو کے بھاگیں اور ایسی بے اوسان ہو کے بھاگیں کہ ایک کو دوسرے کی سُدھ بُدھ نہیں رہی۔ روسی شہزادہ کے کُل ارادوں پر خاک پڑ گئی اور اس کی شایستہ فوج کا بہت بڑا حصہ عثمان پاشا کی تیغ بُرّاں کی نذر ہوا۔ ہر طرف سے اُسے شکست ملی اور یہ ایسی شکست تھی جس سے اُسے چھٹی کا لکھا یاد آگیا۔

اخیر اس فانی جانگندنیوں کے میدان پر شب نے اپنا بُرقع ڈالدیا اور اب چاروں طرف سے روسی فوج نے بھاگنا شروع کیا اور یہ شکستہ فوج اس مقام پر پہنچی جہاں سے سہ پہر حملہ آور ہوئی تھی۔ اب شہزادہ میں یہ قوت نہ تھی کہ اپنے عقب کی حفاظت کرتا ترکوں نے اس حرماں نصیب فوج کا تعاقب کیا اور یکے بعد دیگرے کُل مقامات پر قبضہ کرلیا مقام لوفچا سے بھی روسی نکالدیئے گئے۔ غرض جو مقامات اُنہوں نے لئے تھے ایک پر بھی اُن کا قبضہ نہ رہا۔ اُس وقت قصبۂ برڈلیسوو کی عجیب خطرناک حالت تھی روسی مجروحین اس قصبہ میں پڑے پڑے تھے۔ کچھ سسک رہے تھے کچھ دم توڑ رہے تھے کچھ ادموئے تھے اور کچھ آنکھیں پھاڑے ہوئے اپنی

ایک دن بھیس بدل کے سلطان شہر کا گشت لگا رہا تھا کُل سلاطین عثمانی نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے کہ بھیس بدل بدلکے شب کو شہر میں پھرا کرتے تھے۔ اسی طرح سلطان مراد خاں ثالث گشت لگاتا ہوا ایک نان بائی کی دوکان پر سے گزرا جو بہت سختی سے وزیر سلطنت کی بے انتظامی کی شکایت اپنے ایک دوست سے کر رہا تھا کہ کمبخت ایسا بے ہوش ہے کہ اُسے خاک خبر نہیں کہ غلّہ اور سامان خور و نوش کی شہر میں بہت قلّت ہوگئی ہو اس کے منگانے کا کہیں سے بھی انتظام نہیں کیا جاتا سلطان نے کان لگاکے اُس کی باتوں کو سُنا اس کی مُدلّل تقریر سلطان کے دل میں گھر کر گئی اور سلطان سمجھ گیا کہ یہ شخص بڑا قابل ہو۔ اس وقت تو چلا آیا دوسرے روز اُسے بُلا بھیجا۔ اور حکم دیا کہ تو ہمارے پاس رہا کر۔ اس نان بائی کا نام فرہاد تھا بتدریج فرہاد نے سلطنت میں بھی اقتدار حاصل کرلیا اور کل اندرونی اور خارجی معاملات اُس کے ہاتھ میں آگئے۔

یورپ میں امن قایم کرنے کے بعد مراد خاں نے ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس فتح کی تکمیل کی جائے جو اس کے پیش رو ادھوری چھوڑ گئے ہیں۔ وزرا کی رائے ہرگز نہ تھی کہ ایران پر حملہ

خون آلود حالت دیکھ رہے تھے اُن کی المناک صدائیں اور درد سے کراہنا ایک آفت برپا کر رہا تھا۔ اس بلا کی نالہ و وادیلہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی اور اُن کی جگر خراش آوازیں سُن سُن کے دل دہلا جاتا تھا ان تمام بلاؤں پر یہ غضب تھا کہ ترکی توپوں کے گولے دھڑا دھڑ ان مجروحین پر پڑ رہے تھے اور چاروں طرف جہنم کا مزا آرہا تھا اور روسی افسر اپنی پرنم آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ روسی مجروحین کا کیمپ زبانِ حال سے یہ گویا تھا۔

منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید — نااُمیدی اُس کی دیکھا چاہئے

ابھی رات زیادہ نہیں آئی تھی کہ باشی بزوقوں نے روسی شکست یاب فوج پر حملہ کیا اور اُنھیں مارتے ہوئے ریڈ لیسوڈا میں چلے آئے خوب ہی تلوار چلی باشی بزوقوں نے اپنا انتقام لیلیا۔ صحیح اور مجروح دونوں نہیں بچے اور نیم جان روسی سپاہیوں کو بہت جلد کرب و بلا سے نجات مل گئی۔ خوش قسمت روسی سپاہی یعنی وہ سپاہی جو ابھی تک مجروح نہیں ہوئے تھے

کیا جائے مگر ضدّی سلطان نے نہ مانا اور ایک لاکھ پچاس ہزار فوج ایران کو زیر و زبر کرنے کے لئے روانہ کی۔ ترکی لشکر نے حملہ کرکے جارجیا کو فتح کرلیا اور داغستان تک گھسے چلے گئے اور اپنی لین ڈوری کیسپین سی کے سواحل تک پہنچا دی۔ اگرچہ فوج کا بڑا حصّہ بھوک پیاس اور تلوار کی لڑائی میں ضائع ہوگیا لیکن سلطان کے ہاتھ اس میں شبہہ نہیں کہ ملک بہت بڑا لگ گیا۔ مراد خاں ثالث کی سلطنت کی یادگار یہ ایک ہی فتح کافی ہے۔ اخیر ۱۵۹۰ء میں ایران اور روم میں صلح کا عہد نامہ ہوا اس عہدنامہ کی رو سے ترکوں کے ہاتھ بہت کچھ ملک لگا۔ خزانہ کی حالت خراب ہوگئی تھی ناچار ٹیکس بڑھایا گیا کہ کمی پوری ہو۔ ادہر جان نثاریوں کی علی التواتر بغاوتوں نے سلطان کو ایسا خائف بنا دیا تھا کہ وہ محل سے باہر نہ نکلتے تھے اور مثل قیدیوں کے محل میں بند رہا کرتے تھے۔

فرہاد روز بروز ترقی کرتے کرتے اخیر وزیر کے عہدہ پر پہنچ گیا ایک دن سلطان نے فرہاد سے مشورہ لیا کہ روپیہ کیوں کر وصول کیا جائے تو اُس نے بہتایا کہ حضور نے عیسائی تاجروں کو اتنی بڑی

اپنے ساتھیوں کو اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے مگر باشی بزوقوں نے اُنہیں سانس نہیں لینے دیا اور رستہ ہی میں سب کو چپڑ جھٹو کر لیا۔ ابھی تک تاریک شب تھی اور ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا اسی اندھیرے میں بندوقیں اور تلواریں چل رہی تھیں اَلْاَمَان وَالْحَفِیظ۔ خدا خدا کرکے چاند نکلا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم پہاڑ کی بلند چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے چاند نے اپنا نورانی چہرہ پہاڑوں میں سے نہیں دکھایا۔ اس کی روشن شعاعوں میں سے اب بھی جانکندنی کی صدائیں اور دم توڑتی ہوئی آوازیں جو رحم کی طلبگار تھیں برابر کانوں میں آ رہی تھیں یہ ایسا وقت تھا کہ ایک سنگدل سا سنگدل بھی رو دے۔ ترکی توپوں کی روشنی سے تمام پہاڑیاں چراغاں ہو رہی تھیں اور جس وقت گولے پھٹتے تھے تو عجیب دلربا سماں دکھائی دیتا تھا۔ روسی فوجوں کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی ریڈلیسوا کے پیچھے والے پشتہ سے یہ شکست یاب فوج گزر رہی تھی لیکن باشی بزوقوں کے خوف کے مارے کانپی جاتی تھی جو اب بھی بڑی سرگرمی سے اُس کا تعاقب کر رہے تھے۔ روسی شہزادہ نے مع اپنے عملہ کے میدانِ کارزار میں کچھ دیر آرام لیا لیکن باشی بزوقوں کے

آزادی دے رکھی ہے اور ہر طرح سے اُن کی حفاظت سلطنت کی طرف سے کی جاتی ہے پھر اُن سے ٹیکس کیوں نہیں وصول کیا جاتا اسی طرح یہودیوں سے ٹیکس لیا جائے جو ہماری سلطنت میں لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں۔ فرہاد کی یہ معقول رائے سلطان کو بھلی لگی فوراً اس رائے پر عمل کیا گیا اور ایک زرِ کثیر جمع ہو گیا۔ پھر سلطان نے روڈلف شہنشاہ جرمنی کے پاس پیغام بھیجا کہ زمانہ مدید سے تیری جانب سے بابِ عالی کی خدمت میں تحائف اور نذرانہ نہیں پہنچا ہے تیری سعادتمندی اور نجات اسی میں ہے کہ تو فوراً نذرانہ بھیج کے ہماری خوشنودی حاصل کر۔ شہنشاہ جرمنی نے اس کے جواب میں سرحد پر ایک فوج روانہ کی اس نے بغیر اعلان جنگ ترکی سرحد پر حملہ کر کے مقام سرنجتھ پر قبضہ کر لیا۔ یہ سنتے ہی سلطان آگ بگولہ ہو گیا اور چاہا کہ اس حملہ کا مزا شہنشاہ جرمنی کو چکھادوں۔ سلطان نے جرمنی فوج پر حملہ کیا ایک ہی دن کی جنگ میں جرمنی فوج پارہ پارہ کر دی گئی۔ سپاہ سالار آرچ ڈیوک میتھاس گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد سلیک۔ نوی گریڈ اور گروم شہروں کا محاصرہ کر لیا۔ آخرالذکر شہر کا گورنر جو فوج کی کمان کر رہا تھا ترکوں کی شمشیر آبدار کی آغاز جنگ ہی

خوف سے وہ یک لخت اُٹھ کے بھاگے اور ایسا بے اوسان ہو کے بھاگے کہ انہیں اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نہ اپنی فوج کی خبر رہی۔ وہ کمبخت شہزادہ یہ سمجھا کہ غنیم مجھ پر آ پڑا اب اس کے حواس اور بھی باختہ ہوئے۔ بے اوسانی میں راستہ بھول گیا اسی میں اُس کی خیر ہو گئی اگر وہ ریڈلیسو وا جاتا تو وہاں اُسے بھی اپنے سپاہیوں کی خونی قسمت کا حصّہ لینا پڑتا۔ کیونکہ اس قصبہ پر پاشی بزوق آپڑے تھے اور انہوں نے بقیۃ السیف کا فیصلہ کر دیا تھا۔

شکست بڑی ہی انقطاعی شکست تھی اور یہ ایسی شکست تھی جو صدیوں تک روسی نہیں بھولیں گے۔ یہ لڑائی تھی جو ترک اپنی موروثی شجاعت اور قومی محبّت سے لڑے تھے کاش وہ گزشتہ لڑائیاں بھی اسی جوش اور ایمانداری سے لڑتے تو روسیوں کو سوائے سینٹ پیٹرسبرگ کے اور کہیں پناہ نہ ملتی۔ رجمٹیں کی رجمٹیں غارت ہو گئی تھیں اور ان کا پتہ نہ تھا کہ کہاں گئیں اور انہیں کون کھا گیا۔ صرف شہزادہ روسیہ کی فوجوں میں پندرہ ہزار کا نقصان اندازہ کیا گیا ہے۔ جنرل گردنر کی فوجوں کا نقصان بھی اتنا ہی خیال کرنا چاہئے اسی طرح جنرل

میں تدر ہو چکا تھا مگر فوج قلعہ برابر قدم جمائے ہوئے جنگ کر رہی تھی یہاں تک کہ اُس کی امداد بھی آ گئی لیکن پھر بھی ترکوں کے پنجہ سے نجات نہ مل سکی۔ مسیحی فوجیں بہت پھرتی سے کاٹ ڈالی گئیں اور انہیں فاش شکست ملی۔ بقیۃ السیف کر دیٹا بھاگ گئی ترک آگے بڑھے اور انہوں نے ہنگیری کے ایک مشہور زبردست قلعہ راَب کا محاصرہ کر لیا اور کئی سخت حملوں کے بعد ۷ ار دسمبر ۱۵۹۴ء میں اس قلعہ کو بھی ترکوں نے فتح کر لیا۔

ترکوں کے فتحمند لشکر نے اس بڑی فتح ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ اُن کا ہلالی جھنڈا آگے بڑھا۔ اب شہنشاہِ جرمنی کے حواس باختہ ہوئے کہ یہ کیا غضب ہوا اس نے فوراً ٹرانسلوینیا۔ والڈیویا اور ولاچیا کے امیروں کو بلا لیا جو حملہ آوروں سے پہلے ہی بغاوت کر چکے تھے اور ترکوں کی زیر سرپرستی رہنا انہیں ناگوار گزرتا تھا ترکی سپاہ سالار نے سلطان مراد خاں کو لکھا کہ اگر حضور بذات خود فوج کا سرکردہ بنکے ان باغی صوبوں کی سرکوبی کے لئے میدانِ جنگ میں نکلیں تو بہت ہی مناسب ہے اور جو حضور مناسب نہ خیال کریں تو اپنے صاحبزادہ کو بھیجدیں تا کہ وہ فوج کی

اسکوبلوف کی فوجوں کا بھی یوں ہی ستراؤ ہوا۔ دن کو جنرل گردنر نے شہزادہ روسیہ کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھ میں تو ترکوں سے جنگ کرنے کا اب دم نہیں رہا میں اپنی اور اپنی فوج کی نجات بھاگ جانے میں سمجھتا ہوں۔ گردنر کی یہ تجویز نہایت عاقلانہ تھی مگر اس کے دل چلے افسروں نے سخت لعنت ملامت کی اور کہا جب تیری بزدلی کی یہ کیفیت ہے تو گھر سے لڑنے کیوں نکلا تھا۔ دوسرا روسی سپاہ سالار کچھ ایسا حواس باختہ ہوا اور ترکوں کا اُس پر کچھ ایسا رعب بیٹھا کہ آغاز جنگ ہی میں اپنی فوج سے نکل کے میدان کارزار سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر چلا گیا اور پھر اس بہادر سپاہ سالار کو کسی نے میدانِ جنگ میں نہیں دیکھا۔ یہ سپاہ سالار ایک بوڑھا شخص تھا اور اُسے تجربہ جنگ بھی بہت تھا وہ اپنے تجربہ سے پہچان چکا تھا کہ یہاں کُل فوجوں کا کھیت رہیگا اور عثمان پاشا سے ہمارے سپاہ سالار بر سر نہ آئیں گے یہی مناسب سمجھا کہ میدانِ جنگ سے مُنہ چھپا کے بھاگ جائے اخیر اُس کے اعلیٰ افسروں نے اس شخص کو سینٹ پیٹرسبرگ بھجوا دیا۔ اس انقطاعی جنگ کے بعد لندن ٹیمس کا خاص نامہ نگار پلونا میں گیا دیکھا کہ پلونا کے سامنے

کمان کر کے باغیوں پر حملہ آور ہو اس کا نتیجہ حسب دلخواہ نکل آئے گا۔ سپاہ سالار نے جس شہزادہ کو طلب کیا تھا اس کی عمر بیس سال کی تھی سلطان نے جوں ہی اپنے سپاہ سالار کی یہ درخواست دیکھی فوراً حکم بھیجدیا کہ آئندہ جنگ میں میں بذاتِ خود فوجوں کی کمان کروں گا۔ سلطان باغی ریاستوں کی سرکوبی کی غرض سے قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل آیا اور وہاں سے جہاز میں سوار ہو کے روانہ ہوا کہ رستہ میں اس بلا کا طوفان آیا کہ سلطان کی طبیعت ناساز ہو گئی مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ ناچار بیچارے کو واپس آنا پڑا۔ بخار سے نجات نہ ہوئی اور سلطان مراد خان ثالث بیس سال سلطنت کر کے پچاس برس کی عمر میں ۱۷ر جنوری ۱۵۹۵ء عالم جاودانی کو سدھار گیا" انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

افسوس ہے کہ اُس کے زمانہ سلطنت میں فوج راضی نہیں رہی۔ اگرچہ اس کی سلطنت فتوحات کے لحاظ سے ہیٹی نہیں ہے پھر بھی فرہاد جیسے نان بائی کا وزیر اعظم کرنا یہ عام طور پر بُری نظروں سے دیکھا گیا۔

روسی کشتوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اسی ڈھیر میں ایک روسی افسر کو تڑپتے ہوئے دیکھا نامہ نگار اس کے پاس گیا اور اُسے پانی پلا کے حملہ اور جنگ کی بابت دریافت کیا اس نے جواب دیا "کہ اُف ترک بڑے لڑاکو ہیں ہمارے افسر اندھے بن کے گر پڑے اور انہیں آگے پیچھے کا کچھہ خیال نہ رہا وہ ترکوں کو نوالہ خام سمجھے تھے اسی حماقت نے انہیں دھوکا دیا میں نہیں کہہ سکتا کہ ہماری فوجیں کتنی کاٹ ڈالی گئیں۔ میرا اندازہ ہے کہ ایک ہی میدان میں دس ہزار فوج سے کم نہ مری ہوگی" جنرل اسکوبلوف نائب سپاہ سالار کی بڑی تعریف ہوئی کہ وہ اپنے کل مجروحین کو اُٹھا کے صاف نکل آیا لیکن یہ سُن کے افسوس ہوگا کہ اپنی بقیۃ السیف فوج کا نصف حصہ زخمیوں کے اُٹھانے میں میدانِ جنگ کے نذر کر گیا۔ اس پر بھی جب وہ شہنشاہ روسیہ کے ڈیرہ میں پہنچا ہے تو زار بہت خوش ہوئے اور اپنے نوجوان سپاہ سالار کی تعریف کرنے لگے۔

۲ راگست شہزادہ روسیہ کا لشکرگاہ قصبۂ پوراڈم کی بلندیوں پر تھا اور جنرل گروئز مقام ٹرلیسٹینک پر سورچہ زن تھا کل روسی فوجیں ترکوں کی زد سے نکل آئی تھیں اور اب انہیں

چودھواں باب ۱۴

محمد ثالث ترکی کا تیرھواں شہنشاہ یا سلطان

۱۵۹۵ء سے ۱۶۰۳ء تک

محمد ثالث کا اپنے کل بھائیوں کو قتل کر ڈالنا۔ پائے تخت میں سخت بے انتظامی۔ مالڈیویا اور ولاچیا میں بغاوت لشکر کی تباہی۔ قسطنطنیہ میں طاعون۔ محمد کا اپنی ماں کو سلطنت سونپ دینا۔ حرمسرائے میں پیچیدگی۔ فساد کا فرو ہونا۔ سرغناؤں کا قتل۔ قحط اور وبا قسطنطنیہ میں۔ محمد کی وفات۔

سلطان مراد خاں مرحوم کے سو بچوں سے زیادہ اولاد ہوئی تھی جن میں سے بیس لڑکے اور ستائیس لڑکیاں اُس کی وفات کے وقت تک زندہ تھیں۔ سلطان مراد خاں کی آنکھیں بند ہوتے ہی

ہر قسم کا اطمینان ہوگیا تھا خوب زور شور سے قواعد ہوتی تھی اور افسروں کو یقین تھا کہ اگر ہماری کافی امداد آگئی تو ہم پلوناسے عثمان پاشا کو بے دخل کر دیں گے۔ اسی اثنا میں بڑی تعداد روسی تازہ دم فوجوں کی گرونر کی فوج کے ساتھ آکے مل گئی اور روسی فوجوں کی راہ آمد و رفت بھی خطرہ سے نکل چکی تھی تو بھی ایک بڑی امداد فوج کی ضرورت تھی جو سر دست میسر نہ آسکتی تھی شکست سے پہلے جتنی فوج یہاں موجود تھی روسی اس کو قسطنطنیہ پہنچنے تک کافی سمجھتے تھے مگر جب ایک ہی جنگ میں سب کا قلع قمع ہوگیا تو اب امید کے خلاف مزید فوج کی ضرورت پڑی جو یکایک بہم نہ پہنچ سکتی تھی۔ جب روسی فوج کو پلونا پر شکست ملی تھی اس کی حالت اب بہت سنبھل گئی تھی اور وہ اچھی طرح مضبوط ہوگئی۔ جو خوف ترکی حملہ کا سب روسیوں کے دل میں تھا وہ اب بالکل جاتا رہا تھا ہاں یہ بات صحیح ہے کہ اگر ترک نہایت جوش سے شکست یاب روسی فوج پر حملہ کرتے تو کوئی کلام نہیں پھر اتنی جلدی روسیوں کو میدان جنگ میں آنا نصیب نہ ہوتا لیکن کیا کیا جائے کہ ترکوں نے فتح کا کچھ بھی ثمرہ نہیں اٹھایا اس کی وجہ بہت بڑی یہ تھی کہ عثمان پاشا اس وقت تنہا کام کرنیوالا تھا

اس کا بڑا بیٹا محمد الثیاے کو جیک سے بلایا گیا۔ محمد کا کچھ برتاؤ ایسا تھا کہ اس کا جس سے معاملہ پڑا وہی ناراض ہوگیا اس سبب سے عام طور پر اس سے نفرت کا اظہار کیا جاتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ معمولی جرائم کی نہایت شدید سزائیں دیا کرتا تھا اور معمولی باتوں پر قتل کر ڈالنا اس کے آگے کوئی بڑی بات نہ تھی۔

ابھی عثمانی تلوار اپنی کمر پٹی میں نہ باندھی تھی کہ فوراً اپنے انیس بھائیوں کو بلا کے سب کی گردنیں اپنے سامنے اڑوا دیں مظالم کی ابتدا یہ ہوا اور یہیں سے ترکی گورنمنٹ کی کمزوری شروع ہوتی ہے دس نل حرمیں جن کی اولاد سلطنت کی وارث بن سکتی تھی قتل کرا کے باس فورس میں پھینک دی گئیں۔ کوئی قوم ہو خدا کو اس کے مظالم پسند نہیں ہیں جب تک ترکی میں یہ بدعات نہ ہوئی تھیں روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی ادہران بدعات کا آغاز ہوا اور ادہر تنزل اور ضعف کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ محمد ثالث کی ۲۹ سال کی عمر تھی جب وہ تخت نشین ہوا ہے۔ اس کا زمانہ تخت نشینی بہت ہی پر آشوب تھا انتظام سلطنت درہم برہم تھا۔ فوجوں میں بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ لوگ فساد برپا کر رہے تھے۔ خاص

اور جو مورچے جنگ میں خراب ہو گئے تھے سب سے پہلے انہیں درست کرنا تھا اور جیتے مقامات ہاتھ لگے تھے ان پر نہایت مضبوطی سے مورچہ بندی کرلی تھی۔ ادہر سامانِ حرب اور سامانِ رسد کا بہم پہنچانا تھا۔ فرار شدہ روسیوں پر حملہ ضرور ہوسکتا تھا اگر جب حالت ہی اس کے مناسب نہ ہو تو حملہ کی کیا صورت نکل سکتی۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر حملہ کیا جاتا تو بہت آسانی سے روسی چیتھڑ غتھو ہو سکتے تھے اور اُن کی فوجی قوت کی کمر ٹوٹ جاتی مگر فوج کے ناکافی ہونے کی وجہ سے ترک اپنی نمایاں فتح کا ثمرہ نہ حاصل کرسکے۔

اس ذلّت کی شکست سے روسی افسروں کی بڑی کرکری ہوئی اور چاروں طرف سے اُن پر تبّرے بازی شروع ہوگئی۔ جنرل شلڈنر شولدنر جنگی پہرہ میں سینٹ پیٹرسبرگ بھیجدیا گیا تاکہ اُسکا کورٹ مارشل کیا جائے کہ کیوں اس نے پلونا پر شکست کھائی اور کیا وجہ کہ ایک ہی حملہ میں پلونا کو فتح کرلیا۔ کرنل لیکسی جنرل کرُدنر کے عملہ کے سردار کی بھی یہی گت بنی۔ اس کے بعد جنرل کرُدنر پر بھی بلا نازل ہوئی وہ اپنے عہدہ سے برخاست کردیا گیا اور اس کی جگہ جنرل زدلتف کا تقرر ہوا۔ ۸ اہماکی طرف

سلطنت کے جگر یعنی قسطنطنیہ میں وبا اور قحط موجود تھے۔ کہ اسی پریشان حالت میں شہر فیلو پینا اور مالڈیویا جرمنی کی حمایت میں ترکوں کے مقابلہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کو ہر مقام پر ناکامی ہوئی اور کئی صوبے اُن کے ہاتھ سے نکل گئے۔ فرہاد نے ولاچیا پر دوبارہ قبضہ کرنے کی بہتیری کوشش کی لیکن اس نان بائی کی دال نہیں گلی۔

پھر یہ نان بائی نکرو پولس فوج کا سرکردہ بنا کے بھیجا گیا یہاں بھی شکست کھائی اور یہ مشہور اور ضروری مقام بھی چھنوا دیا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اُسے اپنے وزیر پر بہت غصّہ آیا فوراً قسطنطنیہ واپس آنے کے احکام جاری ہوگئے وہ کمبخت حاضر دربار ہوا اس سے شکستوں کے اسباب دریافت کئے گئے ہرچند اس نے اپنے خیال میں معقول وجوہات بیان کیں لیکن ایک پذیرانہ ہوئی اور سر دربار اس کی گردن اُڑا دی گئی۔ اب ترکی سپاہ سالاروں کو خوف معلوم ہوا کہ جو شخص اس کی جگہ ہوگا اس کی اخیر یہی خونی قسمت لکھی ہے سب نے انکار کرکے سلطان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ حضور بذاتِ خود لشکر کی کمان کریں۔

جو فوج سپس پا ہو رہی تھی اُس کا ترکوں نے راستہ کاٹ دیا اخیر اُس نے مجبور ہو کے پلونا کے سامنے مورچہ بندی کر لی۔ اصل میں دیکھا جائے تو سب سے زیادہ روسی کمانڈر انچیف کا قصور تھا نہ کہ اُس کے ماتحتوں کا اور کمانڈر انچیف سے بھی زیادہ ان فتوحات کی خطا تھی جو اب تک روسیوں کو ترکوں پر حاصل ہوئی تھیں اور روسی ترکوں کو کچھ مال نہ سمجھتے تھے اُن کا خیال تھا کہ جس طرح ترکوں نے دریائے ڈینیوب پر مقابلہ کیا ہے اسی طرح پلونا پر بھی مقابلہ کریں گے اور ہم اُنہیں یہاں بھی بآسانی غت ربود کر لیں گے اسی خیال نے اُنہیں پلونا پر حملہ کرنے کی جرأت دی اور وہ آنکھیں بند کر کے ترکوں پر گر پڑے مگر یہاں عثمان پاشا کمان کر رہے تھے جو فنونِ جنگ میں اعلیٰ درجہ کا ماہر اور قومی محبّت کے نشہ میں چُور تھا۔ اُس نے اس سرگرمی سے روسیوں کی دعوت کی کہ اُنہیں چھٹی کا کھایا یاد آ گیا۔ اور وہ سمجھ گئے کہ ترکوں میں اب بھی جنگی روح باقی ہے اور ترک آسانی سے قبضہ میں آنے والے نہیں ہیں۔

ایک زبردست انگریزی مؤرخ ایڈ منڈ اولر لکھتا ہے "قصّہ مختصر یہ کہ تمام روسی کیمپ کی حالت اس انقطاعی شکست نے ابتر کر دی یہ بات روسیوں کے ذہن نشین ہو گئی تھی کہ جیسا ترکوں نے ہر مقام پر

سلطان نے اس بات کو منظور کر لیا اور خود بڑے جاہ و جلال سے بماہِ ستمبر ۱۵۹۶ء دو لاکھ فوج کا سرگروہ بن کے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا اور اپنی اس کثیر تعداد فوج کو مختلف برگیڈوں میں تقسیم کر دیا سلطان خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو تو بھی اس میں عثمانی خون تھا جب فوجوں کا خود سپاہ سالار بنا تو سپاہیوں میں ایک جوش پیدا ہوا گویا اُن کی شجاعت میں جان پڑ گئی اور اب اُن کی خونخواری بہت بڑھی ہوئی تھی یا سمندِ ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا" یعنی حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مبارک جھنڈا فوجوں کے بیچ میں کھولا گیا یہ گویا پہلی دفعہ جھنڈا کھُلا تھا بچّہ بچّہ میں اس قدر جوش پیدا ہوا کہ بیان سے باہر ہے اس جوش اور شوق میں سلطان کی سرکردگی میں فوج آگے بڑھی اور اس نے آرچ ڈیوک کی آنکھوں کے آگے مقام ارلاؤ پر قبضہ کر لیا۔

مسیحی فوجوں کی کمان بھی مشہور ہنر مند سپاہ سالار آرچ ڈیوک کر رہا تھا جس کی ہنرمندی کی دھاک تمام یورپ پر بیٹھی ہوئی تھی اور فی الواقع فنونِ جنگ کے لحاظ سے اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اسی اثنا میں اس کی امداد کے لئے ٹرانسلوینین فوجیں آ گئیں۔ دونوں اسلامی اور مسیحی فوجیں ایک

خفیف مقابلہ کیا ہو ملونا پر بھی یہی کیفیت ہو گی اس لئے وہ اندھے بن کے گڑھے میں گر پڑے۔ ابتدائی ہفتوں میں عثمانیوں کی مردہ دلی نے روسیوں کو اندھا دھند آگے بڑھنے کا لالچ دیا۔ وہ سرخوشانہ حالت میں عثمانی سرزمین میں بڑھتے چلے آئے بلقان کے پرے تک گھسے چلے گئے اور تمام شمالی صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ عقب میں ایک زبردست فوج قلعہ بندی کئے ہوئے موجود تھی۔ جانب راست کثیر تعداد فوج نے ان کی کمر کو مضبوط کر دیا تھا اور جانب چپ ٹڈی دل فوج کے دلبادل پٹے پڑے تھے انہیں اپنی اس جمعیت پر پورا گھمنڈ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہی فوج قسطنطنیہ تک ترکوں کو زیر و زبر کرنے کے لئے کافی ہو گی چونکہ وہ اپنی تعداد پر پھولے ہوئے تھے انہوں نے بڑے جوش سے ایک مورچہ بند ترکی مقام پر حملہ کیا مگر ۱۳ جولائی کی آفت نے ان کے سارے پنجر ڈھیلے کر دیئے اور اب انہیں جنگ ایک آفت دکھائی دینے لگی۔

چونکہ پلونا میں روسیوں کی گت بنی تھی اس سے رومینا میں سخت ہل چل پڑ گئی۔ کیا تو یہ لوگ روسیوں کی فتح کی خوشیاں منا رہے تھے یا اب ان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا اور وہ حواس باختہ ادہر ادہر

دو ترکی کے مقابلہ پر سرحد کے میدانوں میں مورچہ زن ہوئیں اور اب ایک ایسی خطرناک جنگ کا آغاز ہوا کہ ترکی روز پیدائش سے ایسی پُرخطر اور مسلسل جنگ نہ لڑی تھی۔ کامل تین روز تک خوب جنگ ہوتی رہی ہنگیریا والوں نے اپنے فنون جنگ اور شجاعت کا نمونہ دکھا دیا۔ اور انہیں ترکوں پر ایک بار خاصہ غلبہ ہو گیا سلطان میدان جنگ میں سب سے آگے خود جنگ کر رہا تھا۔ ہنگیریوں نے سلطانی باڈی گارڈ کو کاٹ ڈالا اس سے سلطان کی حالت بہت ہی خوفناک ہو گئی۔

ترک بھی خوب ہی بہادری سے لڑے لیکن ایک بڑی حکمت سے انہوں نے عین موقع جنگ پر قدم پیچھے ہٹایا۔ مسیحی فوجیں یہ سمجھیں کہ ترکوں کے پیر اکھڑ گئے اور اب یہ شکستہ خاطر ہو کے بھاگنا چاہتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کے تازہ دم مسیحی فوجیں ترکی لشکر گاہ میں گھس آئیں اور ترکی مال و دولت کو لوٹنا شروع کیا۔ لایق مسیحی سپاہ سالار سمجھتا تھا کہ اس طرح میدان جنگ سے بھاگنا ضرور کچھ دال میں کالا کالا ہے اس نے اپنے ماتحت سپاہ سالاروں کو ترکی لشکر گاہ میں گھس جانے سے روکا مگر ایک نہ سنی گئی اور کل مسیحی فوجیں لوٹ میں پڑ گئیں۔ جب یہ بہادر نصاری ترکی لشکر گاہ کو لوٹ رہے تھے تو

تکنے لگے۔ انہیں خوف معلوم ہوا کہ روسیوں کی عنقریب کمر ٹوٹ جائے گی اور تمام روسی بلغاری فوجوں کو ڈینیوب سے اتر کے ترک کاٹ ڈالیں گے۔ پھر ریاستوں کو زبر و زبر کرکے ان کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ اس میں تو ہرگز کلام نہیں کہ روسیوں کی حالت ہی نازک ہو گئی تھی اگر عثمان پاشا جیسے اور دو تین سپاہ سالار ہوتے تو بلاشک روسیوں کی یہی قسمت ہوتی۔ عثمان پاشا تنہا کیا کر سکتا تھا اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا اس لئے روسیوں کی موجودہ حالت بالکلیہ بادی کی پیشین گوئی بمشکل سے کر سکتی تھی۔

روسیوں کو معلوم ہوا کہ رومینی توپخانہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اور اس سے بہت کام نکل سکتا ہے۔ مگر خالی توپخانہ بلا فوج کیا کر سکتا تھا۔ روسیوں کی جب بالکل آس ٹوٹ گئی تو افسران فوج کی طرف سے سینٹ پیٹرسبرگ لکھا گیا کہ فوراً امداد روانہ کی جائے مگر یہاں سوائے شہنشاہی گارڈ کے اور رکھا ہی کیا تھا ناچار شہنشاہی گارڈ کے رسالہ کی متعدد رجمنٹیں وسط اگست میں سینٹ پیٹرسبرگ سے جانب جنوب روانہ ہوئیں۔ سب سے پہلے جو رجمنٹ روانہ ہوئی وہ ہوزارس تھی اس کے بعد ۱۵ اگست لانسرز کی

ترکی بے قاعدہ رسالہ جو بطور فوج محفوظ کے ایک مقام پر کھڑا ہوا تھا اپنا موقع دیکھ کے آگے بڑھا اور ان جوانمرد مسیحی سپاہیوں پر بلائے بے درماں کی طرح آپڑا۔ خوب ہی تلوار چلی مسیحی فوجیں بہت آسانی سے کاٹ ڈالی گئیں۔ ہزار ہا سپاہیوں کی بھٹا سی گردنیں اڑا دی گئیں بازار قتل اس قدر گرم ہوا کہ الحفیظ والاماں۔ مسیحی فوجوں میں کھلبلی پڑ گئی اور وہ بے اوسان ہو کے ادھر ادھر بھاگیں مگر ترکوں نے انہیں چاروں طرف سے روک لیا تھا جس طرف مسیحی بریگیڈ گئے سب کے سب کاٹ ڈالے گئے۔ خود بہادر مسیحی سپاہ سالار آرچ ڈیوک اور اس کے ماتحت جنرلوں کی جان خطرہ میں پڑ گئی۔

کمبخت بمشکل اپنی جان بچا کے بھاگے لیکن ان کے بھاگنے میں بے اوسانی اور بدحواسی ظاہر ہوئی تھی اور اب وہ نہ اپنی شجاعت سے کچھ کام لے سکتے تھے اور نہ اپنے فنون جنگ سے۔ جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تھے بڑے بڑے بہادر لڑاکو کونوں میں چھپتے پھرتے تھے۔ عیسائیوں کی کل توپیں سارا خزانہ اور کل سامانِ حرب غرض سب کا سب سامان ترکوں کے ہاتھ لگا۔ عثمانی تاریخ میں یہ مال غنیمت اور ایسی القطاعی فتح اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اتنی دولت ترکی لشکر کے ہاتھ لگی جو پہلے

رجمنٹ روانہ ہوئی ۱۶ ار کو جرمینڈ شرلش ۔ اس پر بس نہیں ہوا بلکہ لینڈ وئر درجہ اول بھی طلب کر لی گئی اس فوج کی تعداد دو لاکھ تھی۔

میدان جنگ میں روسی فوجیں علی التواتر پہنچ رہی تھیں لیکن ترکی امدادی فوج کا آنا روز بروز کم ہوتا جاتا تھا اور ترکی فوجی پہلو برابر کمزور ہوتا چلا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عثمان پاشا کی نمایاں کامیابی سے اُن کے ہمسر افسروں میں آتش حسد پیدا ہوئی اور وہ انگاروں پر لوٹنے لگے کہ عثمان پاشا کا اتنا نام کیوں ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عثمان پاشا کی مدد کے لئے وقت پر نہ پہنچ سکے اور نہ انہوں نے آمد ورفت کے راستوں کی حفاظت کی اگر یہ بدنصیب افسر ذرا بھی خیال کرتے کہ قوم میں ایک شخص کی ناموری تمام قوم کی ناموری ہے اور ایک شخص کی ذلت تمام قوم کو نیچا دکھا دیتی ہے تو وہ اپنی اس بربادکن حماقت سے کیوں کام لیتے اور آج کو یہ روزِ بد کیوں دیکھتے۔ خدا کی مرضی میں چارہ نہیں یہی ٹھیر چکا تھا کہ یوں ہی ہو ویسا ہی ہو کے رہا۔

روسیوں کی قوت میں امدادی فوج کے آنے سے جان پڑ گئی لیکن اس تازہ دم شہنشاہی گارڈ نے چند

کسی جنگ میں نہ لگی تھی اور مسیحی سپاہ بھی اتنی قتل ہوئی تھی جو اور لڑائیوں میں شاید اتنی کام نہ آئی ہو عثمانی تاریخ میں محمد ثالث کا عہد محض اس بڑی فتح اور مال غنیمت کی وجہ سے نامور ہے۔

اس عظیم اور نمایاں کامیابی کے بعد سلطان کروڑ ہا پونڈ کا مال غنیمت لیکے قسطنطنیہ واپس آیا لیکن بدقسمتی سے سلطان کے پہنچتے ہی طاعون پھیل گیا اور ایسا طاعون پھیلا جو قسطنطنیہ میں اس شدت سے کبھی نہ پھیلا تھا۔ ایک ہی روز میں سترہ شہزادے اور شہزادیاں طاعون کی شکار بن گئیں۔ خود سلطان بھی اس مرض میں مبتلا ہوئے لیکن بہت جلد افاقہ ہو گیا۔ مری کا بازار گرم ہوا۔ اور مہیب ترا بھڑی پھیلی گئی۔ ناچار سلطان نے سلطنت کی باگیں اپنی والدہ سلطانہ ولیدہ کے ہاتھ میں دے کے اور کل معاملات سیاسی سمجھا کے قسطنطنیہ کو الوداع کہا۔

سلطانہ سے اچھی طرح سلطنت نہ ہو سکی۔ خواجہ سرا اور قلماقیوں کا سلطانہ پر پورا قابو تھا اور اُن ہی کی رائے سے صوبوں کے گورنروں کے پاس احکام بھیجے جاتے تھے۔ جو احکام بہت ہی نالائق اور اشکل پیچ ہوتے تھے۔

ہفتے تک تو اُن نقصانات کی درستی کی جو شکست سے پیدا ہو گئے تھے اور ترکوں پر حملہ کرنے کے آہستہ آہستہ سامان کرتا رہا۔ مصیبت یہ تھی کہ روسی سپاہ جو میدان جنگ میں کام آئی تھی اسی قدر بیماری سے مر گئی تھی اور ایک تعداد کثیر تکان اور بھوک سے ایسی پژمردہ ہو گئی تھی کہ اُس میں مہینوں تک سنبھلنے کا دم نہ تھا۔ دن کی گرمی۔ رات کی اوس اور پھر طولانی سفر اور اس پر فاش شکست نے روسی افواج کو ادھموا کر دیا تھا۔ شہنشاہ روسیہ کو اپنی فوجوں کی کیفیت پوری معلوم تھی اُس نے خوفزدہ ہو کے اپنی رعایا سے اپیل کی کہ خداوند مسیح کے واسطے میری مدد کرو ورنہ تمام ممالک پر بجائے خداوند کی صلیب کے ہلال اُڑنے لگے گا۔ دیکھنا صداقت کی روشنی دُھندلی نہ پڑ جائے۔ روسی سپاہ مقیم ڈوبریڈشا میں سب سے زیادہ بیماری پھیل گئی کیونکہ یہاں کا موسم گرما ہمیشہ خطرناک ہوا کرتا ہے۔ اگست کے شروع ہوتے ہی روسیوں کی یلغار میں فرق آگیا اور اس صوبہ میں اُن کی تمام جنگی کارروائیاں رُک گئیں اور اس وقت کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس افواج میں فوجوں کو کیوں معطل ڈال رکھا ہے۔

تمام ترکی صوبہ جات میں سخت پریشانی چھا گئی اور طوائف الملوکی کا رنگ پیدا ہونے لگا۔ یہ صورت دیکھ کے فرانسیسی سفیر ایم سیورسی ڈی بریولیس نے سلطانہ سے اپنے ملک اور قوم کے لئے کچھ فوائد حاصل کرنے چاہے اور وہ ایسے فوائد تھے جو ابھی تک کسی یورپین سلطنت کو نہ ملے تھے۔ ایک نئی بات خواجہ سراؤں کو گانٹھ کے اس نے یہ پیش کی کہ سلطانہ اپنا سفیر شاہ فرانس ہنری چہارم کے دربار میں بھیجیں اور مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا جھنڈا اپنے سفارت خانہ پر نصب کر دوں۔ ملک کی یہ حالت دیکھ کے صوفیہ بگڑ گئے اور ایک عورت کی سلطنت سے وہ سخت ناراض ہو کے اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ اگر خواجہ سرا حرسرا کے دروازے نہ کھولیں تو اُس میں آگ لگا دی جائے جب یہاں تک نوبت پہنچی تو اب سلطان خوابِ غفلت سے چونکے اور مفسدوں کے سرغناؤں کو اپنے سامنے طلب کیا اُنہوں نے سلطان کے حضور حاضر ہو کے تمام مصائب بیان کئے کہ سلطنت ان خواجہ سراؤں نے سخت متزلزل حالت میں کر دی ہے۔ فرانس جیسی ذلیل اور ادنیٰ ریاست میں ترکی سفیر بھیجا جاتا ہے دولت علیہ عثمانیہ کے لئے اس سے زیادہ ننگ ہو نہیں سکتا۔ فرانس

لنڈن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہو کہ یہ روسی فوج اس مقام پر قبضہ کئے پڑی تھی یہ مقام کچھ بھی حملہ آوروں کے لئے زیادہ قیمتی نہ تھا ہاں جب تک بحر اسود میں وہ بآزادی نہ آجاسکیں اس مقام پر قبضہ کرنا محض فضول تھا۔ جنرل زمرمین کے پاس ڈو بریڈشا میں چودہویں کور تھی اور دوسری کور کا ایک ڈیویژن بھی اس کے علاوہ موجود تھا یہ بڈّی ول فوج مقام چرنا وودا سے آٹھ میل کے فاصلہ پر مورچہ زن تھی۔ اس عظیم فوج نے اب تک صرف یہی کیا تھا کہ ہر روز کو وہ قافیوں کے دستے مخبری کے لئے چاروں طرف دوڑا دیتے اور انہوں نے آکے خبریں سنادیں کبھی کبھی ان بے چارہ کوہ قافیوں کا مقابلہ سرکیشیا والوں سے رستہ میں ہو جایا کرتا تھا۔ مقام ہرسووا کو ترکوں نے بالکلیہ خالی کر دیا تھا۔ خالی کرتے وقت کل سامان جس کو وہ لیجاسکے اپنے ساتھ لے گئے ہاں ترکوں کے کتّے پیچھے رہ گئے تھے اور ان کی تعداد اتنی بڑی تھی کہ مجبوراً روسیوں نے انہیں گولی ماردی۔ کرنیل سنکی انگریزی کونسل متعینہ کستنجی نے ایک انگریزی نامہ نگار سے کہا جب سے روسی دوبریڈشا میں داخل ہوئے ہیں

ہمارے کسی صوبہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا ان بدبخت دشمن ملّت خواجہ سراؤں نے رشوت لیکے اُسے یہ جُرأت دی کہ وہ اپنے مکان پر جھنڈا الضب کرنا چاہتا ہے۔ اے سلطان تمام صوبے سخت پریشان ہیں کہ نا واجب التعمیل احکام کی کیوں پیروی کریں۔ ہم ہرگز فساد موقوف نہ کریں گے جب تک خواجہ سرا ہمارے حوالہ نہ کردیئے جائیں گے۔ ناچار سلطان نے کل خواجہ سراؤں کو مفسدوں کے حوالہ کردیا اور فوراً سربازار اُن کی گردنیں اڑادی گئیں۔

سلطان کو خود اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تھے اس میں جرأت نہ تھی کہ خونخوار لوگوں کے مطالبات سے انکار کرتا۔ چنانچہ مجرمین گرفتار کرلئے گئے اور عام طور پر کل افسران ملکی و جنگی کے سامنے اُن کی گردنیں ماردی گئیں۔ فوج اب مطمئن ہو کے اپنے اپنے گھر چلی گئی اور فساد رفع ہو گیا۔

اب سلطان کے اوسان بھی درست ہو گئے تھے لیکن اُسے خوف تھا مبادا کوئی دوسرا جھگڑا نہ کھڑا ہو جائے۔ اُس نے حفظ ماتقدّم کے لئے ان جاں نثاریوں کا جائزہ لیا جو فساد میں

میں نے ان کی نسبت کوئی شکایت نہیں سُنی ہاں بلغاریوں اور ر د میلیوں نے بہت سی بدعات کیں جس سے انتقام کی آگ بھڑکی روسی فوجوں کے پہنچنے تک یہ لوگ سخت نقصان پہنچا چکے تھے۔

مسیحی دُکانداروں نے روسیوں کی خوشامد میں انگریزی اخباروں کے نامہ نگاروں سے یہ بیان کیا کہ جب ترکی فوج یہاں مقیم تھی تو ہمیں کھائے چلی جاتی تھی جب اُن کا جی چاہتا دُکان سے زبردستی چیز چھین کے لیجاتی لیکن جب سے کوہ قافی فوج آئی ہو یہ بغیر قیمت دیئے چیز کو ہاتھ نہیں لگاتی یہ عجیب بات ہو کہ جوں جوں جنگ بڑھتی گئی روسی اور ترک ایک دوسرے کو عزت کی نظر سے دیکھنے لگے اور باہم ایک دوسرے کی بہادری کی تعریف کرتے تھے مگر بدنصیب بلغاریوں کو دونوں جنگجو قومیں حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں اور اُنہیں حیوانوں سے بھی بدتر سمجھتی تھیں۔

لندن ٹمس کا نامہ نگار لکھتا ہو میں نے ترکی قیدیوں کو روسی فوج میں خوش و خرم دیکھا ہو اور عموماً ان کی زبان پر یہ کلمہ سنتا ہے" روسی سپاہی آدمی ہیں ہم سے نہایت مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں

شریک نہ ہوئے تھے اور حکم دیا کہ مفسد سپاہیوں کی گوشمالی کریں۔ مفتی کو جو مفسدوں کے ساتھ تھا عہدہ سے موقوف کر دیا۔ نئے مفتی نے یہ فتوےٰ دیا کہ جن سپاہیوں نے غدر کیا تھا وہ سلطان کے باغی اس وقت تک شمار کئے جائیں گے جب تک اپنے ہتیار نہ ڈالدیں گے۔

یہ اعلان شہر میں چھپاں کر دیا گیا اور شہر کے دروازے بند ہو گئے۔ بہت سے سپاہیوں نے جب فتوے کو دیکھا فوراً گھوڑوں پر سے اُتر آئے فتوے پر بوسہ دیا اور اپنے سرغناؤں کو فوراً حوالہ کر دیا جن کی معاً گردنیں اُڑادی گئیں اور دوسرے افسر انکی جگہ مقرر ہوئے۔

اس واقعہ نے رسالہ کے غرور کا نیچا کر دیا اور اُس کی طبیعت میں جاں نثاریوں کی طرف سے ایک نفرت سی پیدا ہو گئی۔ جب کبھی ان کا آمنا سامنا شاہراہوں میں ہو جاتا بس وہیں تلوار چلنے لگتی طرفین کے دلوں میں عداوت کا بیج پڑ گیا اور اب ایک دوسرے کو خون کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

سلطان نے جب یہ دیکھا کہ روزمرہ کی خونریزی کا خاتمہ ہی نہیں ہوتا فوراً یہ تدبیر کی کہ

میں نے قیدیوں کو نہایت دوستانہ حالت میں دیکھا ہر ایک دوسرے کا ممد و معاون اور ایک دوسرے پر جان دینے والا ورنہ اور قوموں میں قیدیوں کی کبھی بنتی نہیں دیکھی ہمیشہ لڑائی جھگڑے ہوتے دیکھے ہیں مگر میں نے صرف ترکوں ہی کو پایا کہ قید میں مثل سگے بھائیوں کے رہتے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو جھگڑا کرتے ہی نہیں دیکھا ایک بھائی دوسرے بھائی کا قرض بخندہ پیشانی ادا کر دیتا ہے۔

جنگ جب اپنی پوری اُٹھان پر پہنچی اور خطرناک حالت کی انتہا ہو گئی تو ہر طرف سے خیرات کا دروازہ کھل گیا۔ ہزاروں پناہ گیر ایڈریانوپل میں جمع ہوئے جہاں مسٹر بلنٹ انگریزی کونسل مسٹر بلیک ڈائریکٹر عثمانی بنک اور چند دیگر شرفا نے جتنا اُن سے ہوسکا ان مظلومین کی مدد دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ یہ تو اجنبی اشخاص کی ہمدردی کی کیفیت ہے لیکن ترکوں میں بڑا جوش پھیلا ہوا تھا ہر ترک کے مکان میں چار پانچ پناہ گزین فروکش تھے ادہر یہودی اپنے ہم قوموں کی خبر گیری کر رہے تھے۔ مسٹر بلنٹ نے گورنر ایڈریانوپل سے اجازت لیکے روٹی کی بھری ہوئی گاڑیاں

سپاہ کے کثیر تعداد حصّہ کو حکم دیا کہ ایران پر حملہ آور ہو کیوں کہ یہاں شاہِ ایران نے بغیر اعلانِ جنگ دیئے ترکی سرحدات پر حملہ کرنا اور کھوئے ہوئے صوبوں کو واپس لینا شروع کر دیا تھا شاہِ ایران نے سمجھ لیا تھا کہ ترکی کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ کیا تماشہ کی بات ہے کہ ترکی فوج کا بڑا حصّہ تو جنگ ایران میں مشغول ہے۔ ادہر ایشیا میں باغی ستم برپا کر رہے ہیں ادہر حبشیوں نے بے عزّتی کی شکست کے بعد پر پرزے درست کر کے ترکی سرحدات پر حملہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور سلطان اپنے عیش و نشات میں حرمسرائے میں بند پڑے ہیں اور کسی مہ جبیں کے زانو پر سر رکھے ہوئے اُن کی زبانِ حال سے یہ نکل رہا ہے۔

کبھی دیر میں جاتے تھے برہنہ پا - کبھی کعبہ میں کرتے تھے جاکے دُعا
ترے در پہ جو آئے تو خوب ہوا - کہ کشاکشِ دیر و حرم سے چھُٹے

سلطنت وزیر اعظم اور دوسرے وزرا کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے جو کچھ سیاہ و سفید کریں کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔

ان مصیبت زدائوں کو پہنچائیں اور اس نیک نہاد انگریز نے مدد دینے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ مجروح عورتیں اور بچے ارابوں میں سوار کرا کے شفاخانوں میں پہنچا دیئے گئے اور جہانتک ہوا نہایت ہوشیاری سے اُن کا علاج کیا گیا۔ ایک چھوٹے سے شفاخانہ کی ایک عورت نگراں تھی اگرچہ یہ لڑکی تھی تو ترکی ہی کی پیدایش لیکن اس کا باپ انگریز تھا یہ کل ترکی مجروح عورتوں کو اپنے شفاخانہ میں اُتار کے اُن کا علاج کرتی تھی اور اپنے پاس سے اُنہیں کھلاتی تھی۔ گورنمنٹ عثمانیہ سے بھی اسے سامان خورونوش کی امداد ملتی تھی مگر اپنے پاس سے بھی جو کچھ بن پڑتا تھا دینے میں دریغ نہ کرتی تھی۔

پناہ گزین ۲۰ اگست تک تیرہ ہزار پانسو تک ایڈریانوپل میں آ گئے تھے جن میں گیارہ ہزار بلغاری تھے ایک ہی میدان میں تین ہزار ارابے تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار مجروح سپاہی بھی ایڈریانوپل مین موجود تھے ان میں سے کچھ سپاہی تو جنگی اسپتالوں میں بھجوا دیئے گئے تھے اور کچھ سول شفاخانوں میں اور باقی ماندہ ان مکانوں میں جو بطور شفاخانہ بنا لئے گئے تھے۔

بماہ جون ۱۸۹۸ء میں سلطان نے اپنے بڑے بیٹے محمود کو بیگناہ قتل کرڈالا۔ شہزادہ نہایت قابل اور ہوشیار تھا اگر کمبخت سنگین دل باپ اسے قتل نہ کراتا تو امید غالب تھی کہ یہ شہزادہ پھر ترکی رُعب کو ازسرِنو یورپ اور ایشیا میں قایم کر دے گا مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا۔

محمود نے اپنے باپ سے التجا کی تھی کہ مجھے فوجوں کا کمان افسر بنا کے ایشیا کے سرکشوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے سلطان اس درخواست سے کھٹکا مبادا یہ ایشیا کو نہ دبا بیٹھے اس نے حکم دیا کہ محمود گرفتار کر لیا جائے اور گرفتار ہوتے ہی اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ محمود کی ماں اور اس کے کل رشتہ دار فوراً قید کر لئے گئے اور ایک مہینہ کے عرصہ میں سب کو قتل کر ڈالا۔

سلطان کی یہ بے رحمانہ کارروائیاں ہی سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا رہی تھیں بلکہ آسمانی بلاؤں سے بھی مُلک برباد ہوا جاتا تھا۔ قحط نے اپنا منحوس چہرہ دکھایا اور کئی سال تک ترکی کا صفایا کرتا رہا۔ پھر قحط کے بعد وبا پھیلی جس نے رہی سہی اور بھی جھاڑ و پھیر دی۔ ہزاروں جانیں کمبخت وبا کی شکار بن گئیں۔ یہاں تک کہ اس وبا نے سلطان پر بھی دست درازی کی سینتیس

سب سے بڑا کام اس جنگ میں ریڈ کریسنٹ سوسائٹی نے کیا۔ ہر میدانِ جنگ میں اسکی موجودگی اور عین معرکہ میں سے مجروح سپاہیوں کو اٹھاکے لانا اور ان کی مرہم پٹی کرنا اور انہیں اچھی طرح رکھنا اس سوسائٹی ہی کا کام تھا۔ یہ اصل میں قومی عثمانی سوسائٹی تھی جو سلطان المعظم کی سرپرستی میں قایم ہوئی تھی سلطان نے پہلے ہی دو ہزار پانسو پونڈ بطور چندہ کے اس میں دیئے تھے اور مراحم خسروانہ سے اپنے ہی محل میں اس سوسائٹی کے ممبروں کی بود و باش کے لئے بڑے بڑے کمرے دے رکھے تھے۔ اس کا دارالصدر قسطنطنیہ میں تھا اور اس کی سب کمیٹیاں ہر شہر اور ہر قصبہ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لاکھوں روپے کا چندہ اس سوسائٹی کے لئے چلا آتا تھا بالخصوص مسلمانانِ ہند نے اس سوسائٹی میں بہت چندہ دیا ہے۔ دوسری سوسائٹی انگریزی تھی جس کا نام دی برٹش نیشنل سوسائٹی فار ایڈ ٹو دی سِک اینڈ وونڈیڈ یعنی مجروحین اور مریضوں کی امداد کی انگریزی انجمن۔ اسکے علاوہ خاص قسطنطنیہ میں چند بیگموں کی کمیٹیاں بھی تھیں جو پٹیاں مجروحین کے لئے لباس تیار کر کرکے میدانِ جنگ میں بھیجتی تھیں۔ انگریزی لیڈیوں نے ان کمیٹیوں کو بڑی مدد دی اور ہزاروں روپیہ لندن سے چندہ کا جمع کراکے یہاں خرچ کیا۔

سال ہی کی عمر میں اس کی جسمانی قوت میں اضمحلال شروع ہو گیا تھا اخیر نو برس کی سلطنت کر کے یہ بیچیر سلطان ۲۱ دسمبر ۱۶۰۳ء عالم ارواح کو سدھارا۔

پندرھواں باب ۱۵

سلطان احمد خاں اول ترکی کا چودھواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۰۳ء سے ۱۶۱۷ء تک

سلطان احمد خاں اول۔ آغاز سلطنت۔ بغاوت۔ باغیوں کا دمشق اور طرابلس وغیرہ مقامات پر قابض ہونا۔ سلطانی افواج کی شکست۔ معاہدہ واتنابرہ دستخط ہونے۔ ہپوڈروم میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر۔ طاعون کا قسطنطنیہ میں پھیلنا۔ ایران کے ساتھ ناکام جنگیں۔ وفات۔

تیسرا باب

روسیوں کی خطرناک حالت۔ درہ شپکا اور بعض دیگر واقعات

بلاشک آغاز اگست میں روسیوں کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی تھی۔ گورکو جنوب بلقان سے مجبوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس کی فوجوں کی بڑھتی ہوئی رَو یکایک پیچھے ہٹتی چلی گئی اور جنرل کرڈنر ترکوں کو پلونا سے بے دخل کرنے میں پے در پے ناکام ہو چکا تھا عثمانی افواج اُن اغلاط کی اصلاح کر رہی تھیں جو اُنہیں ابتدائی جنگوں میں نقصان رساں ثابت ہو چکی تھیں اور جن سے اُن کی عظمت اور موروثی شجاعت میں فرق آگیا تھا۔ ڈینیوب کا رستہ تو بے شک ہاتھ سے نکل چکا تھا لیکن شیر دل عثمان پاشا ایک صعب ترین دشمن کے مقابل بہادری سے مورچہ زن تھا اور اس نے اپنی بے نظیر شجاعت اور بے مثال فن حرب سے دشمن کی فتوحات کی لین ڈوری کو آگے بڑھنے سے بالکل روک دیا تھا۔ یہ روسی سپاہ سالاروں کی غلطی تھی کہ بغیر پلونا پر قبضہ کئے

سلطان احمد خاں کی کل عمر چودہ سال کی عمر تھی جب وہ تخت نشین ہوا ہے۔ سلطان اتنا بے رحم تو نہیں تھا لیکن خود رائی اور خود سر حکومت کی بُو اس میں بہت تھی۔ اس کا بھائی مصطفیٰ تخت نشینی پر بھاگ چلا گیا تھا۔ اور حسب قواعد ملکی گرفتار ہو کے قتل کر ڈالا گیا ہوتا لیکن احمد نے اُسے مارا نہیں عمر کی قیدی بنا کے قید خانہ بھیج دیا۔

آغاز سلطنت میں اس نے بڑی جرأت اور تندہی سے امور سیاسیہ کی انجام دہی کرنی شروع کی جس سے یہ امید ہوتی تھی کہ سلطنت کی حالت بہت سنبھل جائے گی اور یہ پریشانی اور بے انتظامی جو اس وقت ہو رہی ہے بالکل جاتی رہے گی ابھی تخت پر بیٹھے ہوئے صرف چھ مہینے ہی ہوئے تھے کہ یکایک اس نو عمر سلطان نے اپنی باگیں باس فورس کے ایشیائی صوبوں کی طرف اٹھائیں اور سکوتر امیں فوجیں جمع ہونے لگیں تاکہ سلطان براہ راست ایران کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کی خود کمان کرے۔ اعلان جنگ سے پہلے وزرا کا ایک جلسہ ہوا جس میں اس بات پر بحث ہوئی کہ خزانہ میں سامان خورونوش مہیا کرنے کے لئے اور سپاہیوں کو تنخواہ دینے کے لئے ایک پیسہ

وہ بڑلو وا پر بڑھ گئے اور دروں میں آنکھ بند کئے گھسے چلے گئے جب کہ ان کے بازوئے راست پر لوفچا اب تک ترکوں کے قبضہ میں موجود تھا۔ یہ خبر گرم ہو رہی تھی کہ صوفیہ میں ترکوں کی کثیر التعداد فوج مقیم ہے اور ساتھ ہی سرویا کی حدود پر نش میں بھی ان کی فوجوں کے دل بادل چھائے ہوئے ہیں ڈینیوب پر ودن میں اور جانب شرق شملہ میں بھی کم تعداد ترکی فوج کی نہیں ہے ان شہروں کی سڑکوں پر لوفچا اور پلونا پر قبضہ کرنے سے قابو ہو سکتا تھا روسیوں نے ان دونوں ضروری مقامات کی طرف ابھی تک خیال ہی نہیں کیا تھا اور اب میدان جنگ کا نقشہ یہ آپڑا تھا کہ ترک عقب اور مقابلہ میں روسی فوجوں کے آگے تھے۔

روسی محکمہ جنگ کی طرف سے تو یہ احکام جنرل کرُودنر کو آگئے تھے کہ جوں ہی دریائے ڈینیوب کو عبور کرے سب سے پہلے پلونا پر قبضہ کر لیجو مگر جنرل کرودنر نے نہایت حقارت سے محکمہ جنگ کے اس حکم کو دیکھا اور اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور اس کے خلاف رسالہ کو حکم دیا کہ نکوپولس پر قبضہ کرلے۔ اس کے حکم کی تعمیل ہوئی اور فوراً نکوپولس ترکوں سے لیلیا گیا۔ اس فتح کا نشہ

نہیں ہے پھر کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ایران پر کامیابی سے حملہ نہ ہو سکیگا۔ سلطان کی جیب خاص اب بھی بھری ہوئی تھی لیکن وہ روپے دینے سے انکار کرتے تھے اور ساتھ اب اس نوجوان بچّہ نے فوجوں کی کمان کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ مگر ساتھ ہی اصرار اس پر تھا کہ فوج ضرور روانہ کی جائے ناچار وزرا نے بغیر روپیہ اور سامان باربرداری اور سامان رسد کے فرہاد پاشا کو فوج کے ایک حصّہ کے ساتھ روانہ کر دیا یہ قدرتی بات تھی کہ فوج رستہ میں ضرور بغاوت کرتی چنانچہ یہی ہوا فوج نے بغاوت کی اور ایشیائے کوچک میں چلی گئی۔ دوسری فوج کپتان پاشا کی ماتحتی میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی تھی یہاں ایرانی فوجوں نے باغیوں کو مدد دے کے اور قوی بنا دیا تھا۔ باغیوں کا سردار کلینڈر نامی دمشق اور طرابلس کو دبا بیٹھا اور اعلان دیدیا کہ میں شاہ شام ہوں۔ کپتان پاشا کو بحری جنگ کا بہت بڑا تجربہ تھا اس بیچارے نے کبھی خشکی کی لڑائی نہ لڑی تھی دوسرے فوج کے پاس کھانے تک کو نہیں تھا باغی سردار سے سخت شکست کھائی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک باغی اسکو اڑن ملکوں کو غارت کرتا ہوا اسیدا تا

جنرل گرڈنر کو ایسا چڑھا کہ اس نے اس دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی آیا ترک پلونا کے قریب پہنچ گئے یا نہیں اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ غازی عثمان پاشا کا یہاں قبضہ ہو گیا اور جب جنرل گرڈنر نے اس غازی کو پلونا سے بے دخل کرنا چاہا تو ایک ہی جنگ میں کئی ہزار بہادر روسی سپاہیوں کی جانیں بطور تحفہ عثمان پاشا کی نذر کر کے چلا آیا۔

زیادہ خرابی جو روسی فوجوں میں پھیلی ہوئی تھی یہ تھی کہ عظیم لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا تھا اور یہ ٹکڑیاں ملک کے دور دراز حصص میں پھیلی ہوئی تھیں۔ نقصان یہ تھا کہ جب کبھی ترکوں سے مقابلہ ہو جاتا تھا تو ان سب کا ایک جگہ جمع ہونا محالات سے تھا۔ لیکن بایں ہمہ عجیب بات یہ تھی کہ روسی فوجوں کے لئے بعض یورپی پایۂ تختوں سے ہر قسم کی امداد چلی آتی تھی آسٹریا اور جرمنی نے اتنی امداد دی کہ اگر یہ مدد ترکوں کو ملتی تو وہ مزا چکھاتے۔ ساتھ ہی بڑی بات یہ تھی کہ ہر مقام پر روسی فوجوں کی تعداد ترکی فوجوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی اس میں کلام نہیں کہ جنرل گرڈنر نے خوب سوچ سمجھ کے پلونا پر حملہ کیا تھا۔ اور اپنی اعلیٰ جنگی قابلیت

قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔

عثمانی امیر بحر کو حکم دیا گیا کہ دربار میں آ کے اپنی اصلی اصلی حالت سے اطلاع دے مگر بیچارا ابھی دربار میں نہ داخل ہونے پایا تھا کہ باہر ہی اس کی گردن اڑا دی گئی اور اس کا کل مال و دولت چھین لیا گیا۔

ان شکستوں سے سلطان اس بات پر مجبور ہوا کہ شہنشاہ روڈلف سے صلح کر لے۔ نامہ و پیام کے بعد صلح ہو گئی اور ۹ نومبر ۱۶۰۶ء وائنا میں ایک معاہدہ کی ترتیب ہوئی اور اس پر طرفین نے دستخط کئے۔ اس اثناء میں وہ باغی سردار جس نے شام فتح کر لیا تھا اپنی حدود کو آگے بڑھانے لگا۔ دوبارہ ایک فوج وزیر اعظم ترکی کی ماتحتی میں قسطنطنیہ سے اس دلیر باغی کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی۔ یہ فوج ساز و سامان سے کسی قدر درست تھی اور وزیر اعظم ایک تجربہ کار سپاہ سالار تھا۔ آندھی اور مینھ کی طرح یلغار کرتی ہوئی ایشیا کے ساحل پر پہنچی اور سب سے پہلے باغی کی بڑھتی ہوئی فتوحات کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر آگے بڑھی اور ارض روم پر باغی فوجوں سے ایک

سے کام لینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ کئی روز تک تدبیر کرتا رہا اور کل سپاہ سالاروں سے مشورہ کر کے اس نے پلوناکی طرف قدم اٹھایا تھا۔ جوش کی یہ کیفیت تھی کہ اس نے اپنی تمام فوجوں کو حکم دیا کہ وہ پلونا میں گھسی چلی جائیں۔ ادھر سپاہیوں کی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں اور ان کے جوش کی کیفیت اپنے سپاہ سالار سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ روسی سپاہی عام طور پر یہ کہتے تھے کہ ترکوں کو خرگوشوں کی طرح مارلیں گے اُن کی حقیقت ہی کیا ہے مگر جب یہ کل بہادر جوشیلی فوج پلونا کے آگے کاٹ ڈالی گئی تو اُس وقت آنکھیں کھلیں۔

پس از مُردن چو شمع کشتہ روشن شد حریفاں را ٭ کہ در ہر دیدۂ بیدار پنہاں بود حال ما

پلونا کے حملہ میں اگر کوئی حیرت انگیز بات دیکھنے کے قابل تھی تو وہ صرف یہ تھی کہ روسی فوج کا جوش حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا اور وہ جوش دیکھنے کے قابل تھا مگر مرحبا ہے ترکوں کی شجاعت پر کہ انہوں نے ایسی ایسی جوشیلی اور بہادر فوج کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا اور یہ شہ زور جوانمرد چیل کوؤں کی طرح آسمان پر اُڑتے ہوئے معلوم ہوئے۔

زبردست میدان لڑ کے کیلینڈر کو شکست دی۔ وہ اپنا خزانہ لیکے ایران بھاگ گیا۔
وزیر نہایت ہی عقلمند اور ہوشیار تھا اس فتح کے بعد کیلینڈر کو ایک خط بھیجا اور لکھا کہ تجھ جیسا بہادر بہت کم دیکھنے میں آیا ہے میں تجھ پر جان دیتا ہوں تو میرے پاس چلا آ اور میرے ساتھ قسطنطنیہ چل دربار میں سلطان تیری بڑی قدر کرے گا۔ اور تو کسی طرح کا اندیشہ دل میں نہ لا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیرا قصور سلطان سے معاف کرا دوں گا۔
اس فتح کے بعد سے ایشیا کے کل باغی صوبے مطیع ہو گئے اور کیلینڈر فراخ دلی سے وزیر کے پاس چلا آیا وہ اُسے قسطنطنیہ لیکے روانہ ہوا اور بڑی عزت سے سلطان کے آگے پیش کیا۔
کیلینڈر نے پیش ہوتے ہی بڑے ادب اور تعظیم سے اپنے قصوروں کا اعتراف کر کے سلطان سے معافی مانگی سلطان نے خانانہ ظرف سے اُسے معافی بخشی اور اس سے نہایت مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش آیا اور مراحم خسروانہ کر کے ہنگری میں مقام تسوار کا گورنر بنا کے بھیجدیا کیلینڈر نے اس صوبہ کی دو سال تک گورنری کی لیکن یہاں اس نے پھر بے ایمانی کی اور محاصل سرکار ان کا

اسکوبلوف نے چاہا کہ چڑھتی دل فوجوں کا سرکردہ بنکے ترکوں پر حملہ آور ہو لیکن اُس کے اعلیٰ افسروں نے اسکوبلوف سے اس معاملہ میں اتفاق نہیں کیا۔ مہینہ کی تیسری تاریخ اسکوبلوف نے گرانڈ ڈیوک نکو پوس کے لشکرگاہ چھوڑ دیا اپنے ساتھ تین بٹالن پیادہ فوج اپنا رسالہ کا برگیڈ اور دو توپخانے گھوڑوں کے لیکے آگے بڑھا اور راہ سیلوا پر پہنچا جو مقام لوفچا سے نصف دوری پر واقع ہی اور یہاں سے اُس نے چند قصبوں پر جو پلونا کی سیدھ میں تھے قبضہ کر لیا۔

چھٹی تاریخ لوفچا کی پہاڑی پر قبضہ کرنے کے لیے توپخانہ روانہ کیا اور اس کو نہایت سہولت سے گھیر لیا۔ لوفچا کی پہاڑی سے ترکوں کی فوجی قوت کا معائنہ کیا گیا اور اندازہ لگایا گیا کہ ترک اندرون بلدہ اور بیرون بارہ پندرہ ہزار سے بیس ہزار تک ہیں اور قرب و جوار کی نشیبی پہاڑیوں پر مضبوطی سے مورچہ بندی کر لی ہی۔ اسکوبلوف نے بلند پہاڑی پر سے گولہ باری شروع کی ترکوں نے بڑی زندہ دلی اور جوش سے جواب دیا۔ اسکوبلوف کو ایک جگہ قرار نہ تھا اور یہ آفت کا پرکالہ سپاہ سالار دوسروں کی لڑائی کو اچھی نظروں سے نہ دیکھتا تھا دشمن کی فوجیں

کُل روپیہ خورد برد کر دیا اخیر سلطان کا حکم جاری ہوا کہ فوجوں کی پریڈ کرکے سب کے سامنے کیلینڈر کو قتل کر ڈالا جائے۔ حکم سلطانی کی فوراً تعمیل ہوئی اور وہ اپنے محل کے آگے فوجوں کے بیچ میں گردن مار دیا گیا۔

اس اثناء میں وزیر اعظم کو ایشیا میں باغیوں کی سرکوبی اور امن و انتظام قایم کرنے میں بڑی کامیابی ہوئی۔

وزیر اعظم کو مخبروں کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ پائے تخت میں میری طرف سے سلطان کی خدمت میں لگائی بجھائی شروع ہو گئی ہے اور دربار کا ایک بڑا گروہ میری تخریب کے درپے ہے۔ یہ سنتے ہی لشکر کو اپنے سپاہ سالاروں کے سپرد کرکے وزیر قسطنطنیہ روانہ ہوا اور بھاگوں بھاگ قسطنطنیہ میں داخل ہوا یہاں آ کے پتہ چلگیا کہ کیا کیا الزام اُس کے سر چپکے گئے ہیں فوراً سلطان کے پاس گیا اور بطرز احسن اپنے کو بری الذمہ ثابت کر دیا۔ مخالفین کی مجال نہیں ہوئی جو اس کے مقابلہ میں دم مار سکتے سلطان بالکل صاف ہو گیا اور اب کسی قسم کا شبہہ

گھس جانا اسے بھلا معلوم ہوتا تھا اور دست بدست جنگ کرنا اس کا خاص مذاق تھا بہت دور کی لڑائیں بھڑوں کو اس نے پسند نہ کیا اور اپنی پیادہ فوج کو حکم دیا کہ آگے بڑھو اور پلونا میں گھس جاؤ یہ جوشیلی فوج باقاعدہ طور پر پہاڑی کے نیچے بڑھی اور ایک اچھے موقعہ پر پہنچ کے اس کے دستے دستے علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور پھر بندوقوں کے فیر ترکوں پر شروع کر دیئے۔ اسکوبلوف کا جوش و خروش یہاں ٹھنڈا ہو گیا اور اُس کی فوج بہت آسانی سے کاٹ ڈالی گئی۔ اُس کے اعلیٰ افسروں نے منع ضرور کیا تھا کہ اس قسم کا حملہ جائز نہیں ہے لیکن اسکوبلوف کا یہ مقولہ تھا کہ میں ترکوں کو کچھ مال نہیں سمجھتا آناً فاناً میں اُن کی کثیر تعداد فوج کو چٹ غٹ کر لوں گا یہاں وہ خود ہی غت ربود ہو گیا اور اُسے ایسا سبق ملا کہ چھٹی کا کھایا یاد آ گیا۔ جب ترک گولوں اور گولیوں کی بھرمار ہوئی تو اسکوبلوف مقابل میں چلا آیا اور چاہا کہ اپنی فوج کو واپس پھیر کے لیجاؤں۔ سفید گھوڑے پر سوار تھا اور سفید لباس پہنے ہوئے تھا چھ کوہ قافی سردار اُس کے گھوڑے کے گرد تھے کہ ایک ترکی سپاہی نے گولی ماری۔ گولی گھوڑے کا پیٹ چیرتی ہوئی نکل گئی اور وہ دلیر جانور وہیں

لایق وزیر کی طرف نہ رہا۔ جب ہر قسم کا اطمینان ہو گیا۔ تو وزیر اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آیا اور اس فساد کی چنگاری کو جو ابھی تک چمک رہی تھی بالکل بجھا دینا چاہا۔۔ وزیر اپنی اعلیٰ تدبیری اور فوجی قوت سے کامیاب ہو گیا اور بغاوت کی آگ کو بالکل ٹھنڈا کر دیا۔

شہنشاہ روڈلف والئے ہنگیری کے زمانہ حیات میں اُس کا بھائی ڈیوک میتھیاس حکمران ہنگیری بن گیا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے عہد نامہ کی تجدید کی اور اب کے بڑے اصول اتحاد پر مشاہدہ ہو گیا۔ اس صورت سے گویا یورپ کی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ترکی نے ایک بار اور بھی ایران پر حملہ کیا لیکن اس حملہ کے واقعات کچھ ایسے مشہور نہیں ہیں کہ انہیں تحریر میں لایا جائے۔

سلطان کو کامل فرصت مل گئی تھی نہ کہیں بغاوت تھی اور نہ کسی ملک سے جنگ نہایت فارغ بالی سے سلطان نے اباصوفیہ کے پاس مسجد بنانی شروع کی اور کثرت سے روپیہ لگا کے ایک شاندار اور یادگار عمارت بنا دی۔

ٹھنڈا ہو کے گر پڑا جبکہ افسر جو اُس کو گھیرے ہوئے کھڑے تھے سخت مجروح ہوئے۔ اس بہادر اور من چلے سپاہ سالار نے اس کی بھی مطلق پروا نہ کی۔ دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے بجلی کی طرح کڑک کے ضربیں ماریں اور غل مچا کے کہا بڑھے چلو بہادرو ں بڑھے چلو۔ ہمت نہ ہارنا بس ایک ہی حملہ کے ترک اور ہیں عنقریب پلونا پر قبضہ ہوا جاتا ہے عجیب تماشہ کی بات تھی کہ اسکوبلوف حلق پھاڑ پھاڑ کے یہ غل مچا رہا تھا اور وہاں بھگدڑ پچی ہے بگل بجا رہا تھا کہ بھاگو بھاگو۔ بہادر جنرل کے اب بھی وہی جوش وخروش باقی تھے اور آگے بڑھا چلا جاتا تھا چند قدم گیا تھا کہ پھر اُس کے گھوڑے کے گولی لگی اور اب کے یہ بہادر بال بال بچ گیا۔

اب بہادر کے اوسان باختہ ہوئے اور اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے صرف دو افسران فوج کے ساتھ یہ شیر دل روسی افسر بھاگ کے پہاڑ پر آیا۔ کل فوج ترکوں کی تیغ بُراں کی نذر ہو گئی اور اب روسی افسر کو معلوم ہوا کہ ترکوں سے اس بے جگری سے جنگ کرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔

مفتی کے ایک فتوے سے کسی قدر گھر میں پیچیدگی پیدا ہو گئی۔ فتوے کا یہ مضمون تھا کہ تماکو میں چونکہ نشہ ہے اس لئے تماکو کا استعمال حرام ہے اور اس زمانہ میں تماکو کا قسطنطنیہ میں بہت رواج ہو گیا تھا۔ فتوے کی دال نہ گلی اور مفتی صاحب منہ تکتے کے تکتے رہ گئے پھر ایک بار اور بھی شہر میں طاعون پھوٹ پڑا۔ اطبا نے رائے دی کہ کُتوں کی کثرت کی وجہ سے طاعون پھیلا ہے باب عالی کا حکم ہوا کہ کتوں کو مار ڈالا جائے لیکن اُن ہی مفتی صاحب نے جنہوں نے تماکو کے خلاف فتویٰ دیا تھا کتوں کے نہ مارے جانے پر بہت زور کا فتویٰ دیا اس معاملہ میں مفتی صاحب سے زیادہ مخالفت نہیں کی گئی اور صلاح یہ ٹھیری کہ اُن سب کو جمع کر کے جلاوطن کر دیا جائے چنانچہ شہر کے کُتے جمع کر کے ایک غیر آباد مقام پر بھیج دیئے گئے۔

دو سال تک ترکی میں امن و امان رہا اور ترکی تاریخ میں یہ پہلا زمانہ تھا کہ دو سال اس خاموشی اور آرام سے گزر جائیں کہ یکایک مالڈیویا میں بے چینی سی پیدا ہو گئی۔ گورنر صوبہ نے محصول سرکاری دینے سے انکار کر دیا اور چاہا کہ میں اس صوبہ کا خود مختار بادشاہ بن جاؤں۔

بڑی بہادر شائستہ اور شیر دل فوج برباد ہو چکی تھی اور بہادر سپاہ سالار گردن نیچی کئے ہوئے اسی سوچ میں ساری رات پہاڑی پر بیٹھا رہا علی الصباح اسے معلوم ہوا کہ میرے لئے یہ مقام بھی خطرناک ہے جہاں تک ہو سکے مجھے یہاں سے بھاگنا چاہیئے ورنہ ترک آجائیں گے اور پھر بقیۃ السیف یہیں ڈھیر ہو کے رہجائیں گے۔ اخیر بیچارہ اپنی باقیماندہ فوج کو ساتھ لیکے بھاگا اور ایسا بھاگا کہ پھر کے نہیں دیکھا۔

پلونا کی اس قلیل شکست کے بعد رسیوں نے فی الحال حملہ آور ہونے کا خیال چھوڑ دیا اور اب وہ جنگ مدافعت کی تیاری کرنے لگے۔ امدادی فوجیں برابر آ رہی تھیں۔ روسیوں کا خیال تھا کہ جب تک اتنی فوج نہ ہو جائے کہ عثمان پاشا کی تعداد فوج سے ایک لاکھ بڑھ جائے کبھی پلونا پر حملہ نہیں کرنے کے۔ اگست کے دوسرے ہفتہ میں گرانڈ ڈیوک مقام بلگرامی میں خیمہ زن تھا جو پلونا کی پشت پر واقع ہے اور شہزادہ مرسکی کے ڈیویژن کا ایک حصّہ ٹرنووا اور لوفچا کے درمیان پڑا ہوا تھا تاکہ ترکوں کے بڑھنے کی خبر دے۔ اس حصّہ فوج نے روسیہ کے

عثمانی فوجوں میں جو دو سال سے بیکار پڑی ہوئی تھیں حرکت شروع ہوی اور ترکوں کا ٹڈی دل لشکر بالاٹیویا کی طرف روانہ ہوا۔ بھلا گورنر کی کیا مجال تھی جو ترکی فوجوں کا مقابلہ کر سکتا خفیف جنگ کے بعد گرفتار ہو گیا اور پھر فوج کے سامنے اس کی گردن ماری گئی۔ اور اب ٹرانسلوینیا میں کسی قسم کی پیچیدگی باقی نہیں رہی۔

جو عہد نامہ ایران کے ساتھ ہوا تھا وہ ایرانیوں کی نظروں میں کھٹکتا تھا ایرانی موقع کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شاہ عبّاس جیسا بہادر شاہ ان کے ہاں پیدا ہو گیا۔ شاہ عبّاس کو قدرتی طور پر جنگ سے دلچسپی تھی اس نے کثیر تعداد فوج جمع کر کے ترکوں پر حملہ کیا اور بصرہ میں شکست دیکے کل مقامات پر جو ترکوں نے لیلئے تھے قبضہ کر لیا۔ اسی اثناء میں بحرِ اسود کے جنوبی سواحل پر کوہ قافیوں نے حملہ کر کے شہر سینوپ کو زیر و زبر کر ڈالا اور اس دولتمند شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

سلطان کو سخت شرم آئی کہ ایشیا میں صوبوں پر صوبے چھنے جاتے ہیں اور یہاں محل سے

بازوئے راست کی حفاظت کر رہی تھی اور جو بڑی دل فوج ڈینیوب سے بلقان تک پھیلی ہوئی تھی اس میں دو کور فوج کے علاوہ زار کے بیٹے کی کل فوج شریک تھی اور گیارہویں کور کا ایک ڈویژن بھی یہیں مقیم تھا۔ ساٹھ ہزار فوج ایک بڑے رستہ میں پھیلا رکھی تھی کہ اگر ترک حملہ کریں تو ان کی سد راہ ہو۔ لیکن اس ساٹھ ہزار فوج کی حالت بھی خطرہ سے خالی نہ تھی امید نہ تھی کہ اگر ترکوں نے حملہ کیا تو اس فوج کو شکست نہ ملے گی۔ ایک ہی فتح سے ترکوں کا ایسا رعب چھایا تھا کہ دل دہلا جاتا تھا اور اس کثیر تعدادی پر روسی افسر یہ سمجھتے تھے کہ اب خیر نہیں ہے۔ سپاہ سالار زمرمین تیس ہزار فوج لئے ہوئے فصیل ترا خان کے قریب پڑا ہوا تھا جو ڈی برڈشا کے جانب جنوب واقع ہے۔ بیچارہ خوف کے مارے کانپا جاتا تھا کہ اگر میں نے یہاں سے جنبش کی مبادا اشملہ اور وارنا کے قلعوں سے ترک آپڑیں اور سب کا بھرتا بنا دیں۔

ادہر روسی افسروں میں یہ مشورہ ہوا کہ رسٹلک کا محاصرہ اٹھا دینا چاہئے آغاز جنگ سے

جنبش نہیں ہوتی مناسب یہی ہے کہ ایرانیوں کے مقابلہ میں خود اپنی فوجوں کا سپاہ سالار بنکے میدان جنگ میں نکلے۔ لیکن روانہ ہونے سے پہلے ایک سخت مرض میں گرفتار ہوگیا اور یہ مرض پیغام اجل کی صورت میں آیا تھا جس نے جنبش کرنے کا بھی یارا نہ دیا آخر ۵ ار نومبر ۱۵۶۶ء تیس برس کی عمر میں چودہ سال سلطنت کرنے کے بعد عالم ارواح کو سدھارے۔

شہزادہ نے کبھی ایسے بے رحمانہ کام نہیں کئے جو اس کے پیشرو کر گئے تھے اور وزرا جس قدر رکھے تھے سب قابل اور چیدہ۔ بغیر فتوحات اور جنگ کے اس نے بڑی شان پیدا کرلی تھی۔ اعلیٰ درجہ کا مقنن قوانین اور انصاف پسند سلطان تھا قانون میں سب کی مساوات برابر کر رکھی تھی مجرموں کو خواہ وہ کسی درجہ اور مرتبہ کے ہوں ضرور سزا دی جاتی تھی۔ سلطان یہ خوب سمجھتا تھا کہ رعایا کی بہبودی پر سلطنت کی قوت کا دارومدار ہے۔

اس نوجوان سلطان کی حرمیں تو بہت تھیں لیکن کسی حرم کی کبھی یہ مجال نہ ہوئی کہ کسی خلاف قانون امر کے لئے سلطان کو آمادہ کرتی نہ سلطان نے اپنے زمانہ حکومت میں کسی حرم سے معاملات

روسی فوجیں محاصرہ کئے پڑی تھیں لیکن ترکوں کو زیادہ نقصان نہ پہنچا سکیں بہتیرے گولے مارے ترکوں کو کوئی بین نقصان نہیں پہنچا۔ رشطک کو فوج دریائے کم کے مغربی ساحل پر بڑی دشواری کے بعد پہنچ گئی تھی۔ بارہویں کور کا ہیڈ کوارٹر مقام ٹرلیس ٹنینک اور کدیکوئی کے بیچ میں واقع تھا۔ رشطک کی اب بھی خطرناک حالت تھی لیکن سابق کا سا خوف اب اسے نہ رہا تھا۔ وسط اگست میں بہت شدت کی بارش ہوئی اور ایسا برسا کہ آنکھ ہی نہیں کھولنا تھا۔ رومینیا کے تمام راستے آب برد ہو گئے اس سبب سے فوجوں کے آگے بڑھنے میں ڈھیل ہو گئی۔ لاکھوں من غلّہ اور روٹیاں جو چھکڑوں میں بھری ہوئی جا رہی تھیں دریا سب کو بہا کے لیگیا۔ یہ فی الحقیقت روسی فوج پر آسمانی بلا نازل تھی چھوٹی چھوٹی چھولداریوں میں روسی سپاہ پڑی ہوئی تھی لیکن اس سے زیادہ حفاظت نہ ہو سکتی تھی کیونکہ وقانی فوج کا بہت سا حصّہ تو بالکل میدان میں کھڑا ہوا تھا اور جسے ذرا بھی پناہ نہ تھی۔ بارش ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مرض پھیل گیا جو ہمیشہ ایسی حالت میں پھیل جایا کرتا ہے پیچش اور دستوں کا عارضہ شروع ہوا۔ فوجی اسپتال لبالب مریضوں سے بھر گئے اور اب

سلطنت میں مشورہ لیا۔

سلطان اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا بہت شایق تھا۔ بہت سی صنعتیں آتی تھیں۔ سینگ کی انگوٹھیاں ایسی خوبصورت بناتا تھا کہ آدمی دیکھا ہی کرے۔ اکثر درباری اُن انگوٹھیوں کے بہت شایق تھے۔ قیمت دے دے کے خریدتے تھے اگرچہ ایسی انگوٹھیوں کا انھوں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔

سولہواں باب

مصطفےٰ اول۔ پندرہواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۱۷ء

عثمان ثانی۔ سولہواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۱۸ء سے ۱۶۲۲ء تک

عام طور پر کل فوجی افسروں کا یہ خیال ہونے لگا کہ وطن واپس چلیں سلام ہے ایسی قومی محبت اور ملک گیری کو جس میں کتّے کی موت مرا جاتا ہے بارش ہی سے مرض نہیں پھیلا تھا بلکہ فوج کے خورد و نوش کا انتظام بھی ٹھیک نہ تھا حالانکہ یورپ کی بعض دول نے ہر قسم کی امداد روسیوں کو دی تھی مگر اس عظیم جنگ میں بالکل ایسی امداد پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بے اوسانی ایسی چھاگئی تھی کہ روسی فوجیں مرے ہوئے گھوڑوں اور بیلوں کو دفن بھی تو نہ کرتی تھیں اُن کے مُردہ اجسام سڑ رہے تھے اور اس سے تمام میدان متعفّن ہو رہا تھا۔ سینہہ برس کے جو آفتاب نکلا اور گرمی پڑی اس تعفّن میں زہریلا مادّہ رل گیا۔ لطف یہ ہے کہ اس پر بھی ڈاکٹروں نے صفائی کا کوئی انتظام نہ کیا۔ مقام پیلا میں سڑے ہوئے جانوروں کی بدبو سے ہوا بھری ہوتی تھی اور کہیں ناک نہ دی جاتی تھی۔ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس بدبو سے نہ سپاہی بچا نہ افسر۔ شہنشاہ روسیہ کے بہت سے درباری بخار میں مبتلا ہو گئے اچھے تو بہت مشکل سے سو میں دس دکھائی دیتے تھے جو بیچارے اپنے دوستوں کی تیمارداری میں

مصطفےٰ سلطان احمد کے بھائی کی تخت نشینی۔ اس کی ناقابلیت۔ سلطنت چند ماہ کے بعد اس کی معزولی۔ عثمان اول کی تخت نشینی۔ ایران میں ترکی لشکر کی کامیابی۔ پولینڈ کو اعلانِ جنگ۔ ترکی شکست صلح۔ جاں نثاریوں کی بغاوت۔ حرسرائے پر حملہ۔ مصطفےٰ کا دوبارہ تخت نشین ہونا۔ عثمان کا مارا جانا۔ مصطفےٰ کی مختصر سلطنت۔ دوبارہ معزولی۔

سلطان مرحوم کے سات بچے تھے جن میں سے تین یکے بعد دیگرے اپنے اپنے موقع پر تخت نشین ہوتے رہے لیکن احمد کے بعد سب سے اول مصطفےٰ تخت نشین ہوا ابھی تک تو یہ صورت تھی کہ باپ کے بعد بیٹا وارث تاج و تخت ہوتا تھا لیکن چودہ نسلوں کے بعد سے یہ قاعدہ بدل گیا محمد ثالث کے زمانہ سلطنت میں مرحوم سلطان احمد اور اس کا بھائی مصطفےٰ ایک تنگ زندان میں قید تھے۔ اسی قید خانہ میں احمد نے مصطفےٰ سے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر میں سلطان ہو گیا تو مرنے سے پہلے تجھے بادشاہ بنا جاؤں گا چنانچہ سلطان نے اپنے وعدہ کو ایفا کیا بیٹے ہونے پر بھی اس نے

مشغول تھے۔
سِسٹووا کے ترکی حصّہ میں اسپتال ہی اسپتال نظر آرہے تھے۔ خالی مکانات کو صاف کرکے شفاخانے بنالئے تھے اور اُن میں ہر قسم کا ضروری سامان مہیّا کیا گیا تھا مگر یہ کل شفاخانے پلونا کے مجروحین سے پُر ہوگئے تھے اور ان میں سے ایک میں بھی تِل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔
اس وقت شہنشاہ روسیہ کا ہیڈ کوارٹر مقام گورنی اسٹڈن میں تھا جہاں ہز مجسٹی قصبہ سے باہر ایک خوبصورت مکان میں مقیم تھے جس مکان کے اردگرد اُن کے مصاحبوں کے ڈیرے خیمے اور چھولداریاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ۷ اگست خود شہنشاہ نے گرانڈ ڈیوک نکولس کے ساتھ چوتھی رئفل برگیڈ کا جو پلونا جاتی تھی معائنہ کیا۔ امدادی فوجوں کے دل بادل اُمڈ رہے تھے۔ علاوہ اور فوجوں کے جو پلونا کی شکست یاب فوج کی امداد کو آرہی تھی اس وقت صرف ایک لاکھ اسی ہزار تازہ دم فوج کو پلونا پر بڑھنے کا حکم ہوا تھا جو روانہ ہوچکی تھی — اور پلونا کے آگے روسی ٹڈی دل فوجیں نظر آنے لگی تھیں۔

کل وزرا کو جمع کیا اور کہا کہ میں اپنے اب وجد کے طریقہ تخت نشینی میں تجدید کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر سلطان کی وفات پر خاندان شاہی کا وہ شخص تخت نشین ہو جو زیادہ عمر کا ہو۔ وزرا نے اس پسندیدہ رائے کو منظور کرلیا ادھر احمد کی آنکھیں بند ہوئیں اور اُدھر مصطفٰے تخت نشین کیا گیا۔ مگر افسوس ہے کہ مصطفٰے کے دماغ میں خلل نکلا چونکہ وہ دو سال سے قید تھا اس کے دماغ میں فرق آگیا تھا اور وہ ہر وقت بہکی بہکی ہوئی باتیں کیا کرتا تھا۔
دماغ کی یہ کیفیت تھی کہ اندھا دھند ایسے لوگوں کو خزانہ سے روپیہ دینا شروع کیا جو کسی صورت سے بھی اس کے لایق نہ تھے اور نہایت کم بینی اور حماقت سے اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ایسے ذلیل اشخاص کا تقرر کیا جو عام طور پر نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور کوئی شریف اُن سے بات نہ کرتا تھا۔ یہہ بے عنوانی یہاں تک بڑھی کہ اس نے اپنے دو خدمتگاروں کے چھوٹے چھوٹے چھوکروں کو جو ابھی بالغ بھی نہ ہوئے تھے دمشق اور مصر کی گورنریوں پر نامزد کرکے روانہ کردیا۔ عورتوں سے اس سلطان کو بالطبع نفرت تھی

چوتھا کیولری ڈیویژن اس غرض سے روانہ کیا گیا تاکہ درۂ آرخینا کو بند کر کے ترکوں کی آمد و رفت صوفیہ سے روک دے۔ ترک ابھی تک جنگ مدافعت کے سامان کرنے میں سرگرم تھے لیکن وقتاً فوقتاً اُن کے رسالے آگے بڑھنے کے لئے روانہ کئے جاتے تھے ۱۵ اگست مقام توسنیکا پر بلونا کے جنوب مشرق میں ایک خفیف جنگ ہوئی کہ اسی اثنا میں روسی بڈی ڈل فوجیں مقام مذکور پر آگئیں اور ۱۶ کو روسی فوجوں کے بازوئے چپ کو حرکت ہوئی۔ جنگ تو کچھ نمود کی نہیں ہوئی لیکن روسیوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ترک حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اسی روز سلیمان پاشا کی فوج کا ایک کالم وادئ تنجا سے آگے بڑھا اور چاہا کہ درۂ سنکوئی کو چیرتا ہوا آگے نکل جائے۔ اس ترکی کالم کا مقابلہ روسی توپخانہ اور نویں ڈیویژن کی ایک رجمنٹ سے ہوا کئی گھنٹے کی لڑائی کے بعد ترکی کالم پیچھے قدموں ہٹ گیا۔ اسی عرصہ میں اور متعدد مقامات پر بھی جنگ ہوئی لوفچا کے قریب اسکوبلوف کے لشکرگاہ پر ترکوں نے حملہ کیا اور اُس کی تمام کوہ قافی فوج کو خرگوشوں کی طرح بھگا بھگا کے مار ڈالا۔

صرف سلطانہ ولید کی تو مانی جاتی تھی باقی حرمسرائے کی کل بیگمیں کس مپرسی کی حالت میں تھیں اس بنا پر بیگمیں سلطانہ ولید سے حسد کرنے لگیں۔

قانونی پیچیدگی نہایت سختی کے ساتھ پیدا ہو گئی اور ایسے سلطان کی سلطنت میں یہ بات کچھ زیادہ تعجب انگیز بھی نہیں تھی۔ وزیر اعظم اپنے آقا کی کاہلی اور سستی سے سخت پریشان ہو گیا تھا کہ یکایک ایم ڈی سینیسی سفیر فرانس کے ساتھ ایک کشش پیدا ہو گئی۔ بات یہ ہوئی کہ سفیر فرانس کے ترجمان اور سکتر نے سازش کر کے شہزادہ بالڈیوا کو قسطنطنیہ سے بھگا دیا۔ جوں ہی اس راز کا افشا ہوا یہ دونوں فرانسیسی افسر گرفتار کر لئے گئے اور ان پر عقوبتیں ہونی شروع ہوئیں سفیر بھی ہاتھ پڑنے کو تھا کہ وہ بھاگ کے مفتی کے قدموں پر جا پڑا اور ایک گرانقدر نذرانہ پیش کرنے کے بعد التجا کی کہ مجھے اس آفت سے نجات دی جائے۔ مفتی نے اُس کی سرپرستی قبول کی اور وزیر سے سفارش کر کے جان بچا دی۔ پہلے ترکی میں یہ دستور تھا کہ اگر کسی سلطنت کے سفیر سے کوئی ناراضی ہو جاتی تھی تو اُسے مثل ترکی رعایا کے سزا دی جاتی اور وہ قید کر دیا جاتا سلطنت کی بحال

آغازِ اگست میں سلیمان پاشا کی نقل وحرکت وادیِ تنجا سے شروع ہوئی۔ لنڈن ٹیمس کے نامہ نگار نے لکھا کہ سلیمان کی فوج قصبۂ اتلکی تک جو درۂ تروش سے ہیں لغاز تک جانب شرق تین میل کے فاصلہ پر پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں وادیِ تنجا کہیں سے نصف کہیں سے ایک اور کہیں سے ڈیڑھ میل چوڑی ہے۔ بلقان کی پست پہاڑیوں کے نیچے واقع ہے اور یہ پہاڑیاں پندرہ سو سے دو ہزار فٹ تک بلند ہیں اور متوازی خط میں چلی گئی ہیں۔

سلیمان پاشا کے ساتھ اس وقت تیس ہزار فوج تھی مگر چھکڑوں اور سامان باربرداری کی کثرت نے اسے سات میل تک پھیلا رکھا تھا۔ فوج کے آگے کا حصّہ مطلق نظر نہ آتا تھا۔ اس لئے کہ سات آٹھ میل دوری پر وادی میں فوج مشکل سے دکھائی دیتی ہے۔ بیلوں کے چھکڑے پورے تین ہزار تھے۔ اور یہ یکے بادیگرے جا رہے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ صرف ان چھکڑوں کی قطار کتنی دور تک پہنچی ہوگی۔ شب کو جہاں خیمہ ہوتا تھا عجیب کیفیت نظر آتی تھی میلوں فوج ہی فوج نظر آ رہی تھی۔ کبھی کبھی کیمپ کی روشنی اس پریشان فوج اور سامان کی خبر دیتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا

نہ ہوتی کہ وہ اپنے سفیر کی حمایت میں کچھ بھی چون وچرا کر سکتی۔ تین مہینے کے بعد وزرا کا جلسہ ہوا اور انہوں نے باہم مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ سلطان محض نالائق ہے اسے تخت سے اتار دینا چاہئے سوا اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ جاں نثاریوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ وہ آمادۂ فساد ہوئے اور اعلان دیا کہ ہم سلطان مصطفےٰ کی معزولی چاہتے ہیں۔ اور ہماری خواہش ہے کہ سلطان احمد خان کا بڑا بیٹا عثمان تخت نشین کر دیا جائے۔

مصطفےٰ کی زندگی کا گویا یہیں خاتمہ سمجھنا چاہئے۔ ۱۷ر مارچ ۱۶۱۸ء وہ محلسرائے کے ایک برج میں قید کر دیا گیا اور عثمان جس کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی فوج اور رعایا کے سامنے پیش ہوا سب نے اُسے بادشاہ سلطان تسلیم کر لیا۔ فوراً تخت نشینی کی کل تقریبات ادا ہو گئیں۔ یہ نوجوان سلطان تو برائے نام تخت نشین کیا گیا سلطنت کی باگ وزرا نے اپنے ہاتھ میں لیلی اور اب باقاعدہ امورِ جہانداری طے ہونے لگے۔ وزیرِ اعظم ترکی خونخوار فوج کا سپاہ سالار بنا۔ جو فوج مدت سے ایک اعلیٰ افسر کی منتظر تھی اور بے چین تھی کہ ایسا کوئی سرکردہ ہو جو ایران سے

کہ زمین میں سے چیونٹیاں نکل آئی ہیں۔ اِدھر بگلوں کا بجنا اور پھر گھوڑوں کا ہنہنانا تمام صحرا میں آبادی کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔

فوج کے بیکار رہنے کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور اب ایک خطرناک جنگ کا رنگ جمتا جاتا تھا۔ یعنے ترک درۂ شپکا کو عبور کرنا چاہتے تھے یقین کامل تھا کہ ایک خطرناک جنگ ہوگی اور پھر نئے سرے سے خون کے دریا بہیں گے۔ اس وقت درۂ شپکا پر کثیر تعداد روسی فوجوں کی نہ تھی صرف بیس کمپنیاں جنرل اسکوبلوف کی سرکردگی میں وہاں مقیم تھیں اور ان بیس کمپنیوں میں بھی ایک حصّہ اُن پھٹے کٹے بلغاریوں کا تھا جو مقام اسکی زگرا پر ترکوں سے مار کھا چکے تھے۔ عام طور پر یقین کر لیا گیا تھا کہ سلیمان پاشا کے ماتحت چالیس بٹالن فوج ہے اور وہ درۂ شپکا پر بڑھی چلی آتی ہے۔ یہ سُنکے روسیوں کی بھی آنکھیں کھُلیں اور انہوں نے ارادہ کیا درۂ شپکا پر کثیر تعداد فوجیں بھیجنی چاہئیں مبادا یہ درہ ہاتھ سے نکل جائے چنانچہ فوراً چند بریگیڈوں کو درہ پر بڑھنے کا حکم ہوا۔ اور کل سپہ سالاروں نے ایک جلسہ کیا کہ شپکا کے بچانے کی کیا تدابیر کی جائیں۔

انتقام لیلے۔ عثمان ایک عیّار اور لالچی شخص کی نگرانی میں چھوڑ دیا گیا۔ اس شخص نے اس بچّہ کو جاں نثاریوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا اور کہا آپ اپنی رعایا سے شیر وشکر ہو جائیں اور دیکھیں کہ جاں نثاریوں کا اثر شہر پر کتنا ہے اور انہوں نے اپنا سکّہ کیا بٹھا رکھا ہے۔

نوجوان سلطان کو جوش آگیا اور اُس نے چاہا کہ قوانین شریعۃ کا عملدرآمد سارے ملک میں ہو جائے۔ اب وہ جاں نثاریوں پر گرنے لگا اور بعض کو گرفتار کرا کے معمولی جرائم میں سخت سخت سزائیں دیں۔

اسی اثنا میں وزیر اعظم کو ایرانی سرزمین میں نمایاں کامیابی ہوگئی جتنے شہر ہاتھ سے نکل گئے تھے وہ پھر ترکی قبضہ میں آگئے۔ شاہ ایران کو مجبور کر دیا کہ وہ سابق کے عہد نامہ کو قبول کرے۔ شاہ نے دق ہو کے کل گزشتہ شروط کو پھر قبول کر لیا اور جو کچھہ فاتحوں نے مانگا اُس کے پیش کرنے میں ذرا بھی چون وچرا نہ کی۔

نوجوان سلطان ایسا موقع ڈہونڈھ رہا تھا کہ کسی صورت سے بھی اپنے سلف کی طرح نمود پیدا

دو رجمنٹیں ڈیویژن پیادہ فوج اور کئی رجمنٹیں توپخانے اس وقت پلونا کے آگے خیمہ زن تھے اور عجیب شان سے یہ فوج پڑی ہوئی تھی۔ اگست کے تیسرے ہفتہ میں روسیوں کو اور بھی امداد کی ضرورت محسوس ہوئی اس کثیر تعداد پر بھی اُنہیں خوف ہوا کہ اگر ہم پر حملہ کیا گیا تو ترکوں کے ہاتھ سے بچنا محال ہو جائے گا۔ جدید رجمنٹیں درہ شپکا کی حفاظت کے لئے روانہ کی گئیں۔ دو دن اور دو شب یہ جدید امدادی فوج برابر راستہ طے کرتی گئی نہ سوئی نہ کھانا کھایا۔ سامان باربرداری اُن کے ساتھ مطلق نہ تھا اور ساتھ نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں سامان کی وجہ سے راستہ میں دیر ہو جائے۔ اس میں کلام نہیں کہ اُن کی موجودگی کی شپکا میں اشد ضرورت تھی کیونکہ عنقریب ترکی حملہ ہونے والا تھا۔ ۱۹ اگست سلیمان پاشا نے قصبہ شپکا پر قبضہ کر لیا اور اب خطرناک حملہ کی تیاری شروع ہوئی۔ مسٹر آرچی بولڈ فوربس نے درہ شپکا کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مقام درہ کے نام سے مشہور ہو گیا لیکن اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ اس کو درہ کہہ سکیں۔ یہ اصل میں بلقان کا ایک حصہ ہے جہاں تھوڑی تھوڑی بلندی کے پہاڑ ہیں اور یہاں جو راستے ہیں

کر دیں اس کی تقدیر سے ایک موقع اُس کے ہاتھ لگ گیا یعنی دیوڈ والے ٹرانسلوسینیا پولینڈ والے سے ملکے آسٹریا کو نیچا دکھانا چاہتا تھا خود اُس کو جرأت نہ ہوئی اس نے سلطان کو آمادہ کیا کہ وائنا کا محاصرہ کر لیا جائے۔ وائنا پر فوج کشی کرنے کے لئے سلطان کا جی تو بہت للچایا لیکن دقت یہ تھی کہ شاہ آسٹریا سے معاہدہ ہو چکا تھا اور سلطان نے اپنی شان کے خلاف سمجھا کہ وہ عہد شکنی کرے صلاح یہ ٹھیری کہ پولینڈ پر حملہ آور ہو اور شاہ سجمند سے دو دو ہاتھ کرے فوجوں کی آراستگی کے احکام جاری ہو گئے اور چند روز کے بعد تین لاکھ جرار لشکر سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا اس کثیر تعداد فوج کے ساتھ نوجوان سلطان پولینڈ پر حملہ آور ہوا۔ پولینڈ والے قلعہ بند ہو کے لڑے اور ہر حملہ میں سلطانی فوجوں کو ناکامی ہوئی۔ ناکامی کی بڑی وجہ اچھے سپاہ سالار کی عدم موجودگی تھی۔ اخیر معمولی شروط پر صلح ہو گئی اور سلطان کسی قدر تاوان جنگ لیکے واپس چلا آیا۔

جب زمانہ جنگ ختم ہو گیا تو سلطان نے اندر ہی اندر ہی اس بات کی کوشش کرنی شروع کی کہ کسی طرح

وہ خاصے قابل گزر ہیں شپکا کا راستہ ایک پشتہ پر سے جاتا ہے اور اس کے دونوں طرف غار ہی غار ہیں۔ ادھر اُدھر کے پہاڑ حملہ کرنے کی جان تھے اور حملہ آور کے لئے بہ نسبت جنگ مدافعت لڑنے والے کے یہ مقام نہایت مناسب تھا۔

۲۱ اگست کی صبح کو عثمانی حملہ شروع ہوا اور ترکوں نے اپنا راستہ اُن گڑھوں میں سے ہو کے کیا۔ بلندیوں پر روسی تین ہزار فوج مورچہ زن تھی۔ اس کے پاس چالیس توپیں تھیں لیکن قریب ترین مقام ترنووا سے جو چالیس میل کے فاصلہ پر تھا اس کی امداد آسکتی تھی۔ ترکوں کا حملہ بڑا ہی خونخوار تھا چالیس توپوں کے فیر ہو رہے تھے اور روسیوں نے اس وقت بڑی مستعدی دکھائی تھی لیکن پھر بھی ترکوں نے پہاڑوں پر چڑھ کے شام ہوتے ہوتے فتح کر لئے۔ ماؤنٹ سینٹ نکولس کے نیچے ڈھلوان زمین پر یہ مورچے بنے ہوئے تھے۔ شپکا کے چاروں طرف معدنیات تھیں جن سے روسیوں کو بڑی امداد ملی۔ حملہ آور ترک کالوں کے پھٹنے سے اڑے چلے جاتے تھے لیکن گولوں کا بڑنا معدنیات کا پھٹنا اُن کی کچھ بھی مزاحمت نہ کرسکا اور چند مورچوں پر

جاں نثاریوں کا قلع و قمع کر دینا چاہئے کہ پھر کوئی جھگڑا ہی نہ رہے۔ مگر سلطان اپنے اس خفی ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا کیونکہ جاں نثاریوں کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی اور وہ دو سو سال سے سلطنت پر حکومت کر رہے تھے۔

اسی اثنار میں سلطان کو ایک اور خبط سوجھا کہ اس نے تمام وزرا اور شیخ الاسلام کے خلاف محمد ثالث کی بہن سے جو اس وقت ایک پاشا کی بیوی تھی نکاح کرنا چاہا۔ تمام قسطنطینہ میں سلطان کے اس ارادہ سے سخت برہمی پیدا ہوگئی۔ شیخ الاسلام کے تن بدن میں غصّہ کے مارے مرچیں لگ گئیں اس نے فوراً ایک فتویٰ شائع کیا کہ سلطان کا یہ ارادہ شریعۃ غرّا کے بالکل خلاف ہے اور سلطان کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ ایک خلاف شریعۃ فعل کی یوں مبادرت کرسکے۔ شیخ کے اس فتوے سے سلطان ٹھنڈے پڑ گئے اور وہ خبط جاتا رہا۔

سنہ ۱۶۲۲ء کے موسم بہار میں سلطان نے اعلان دیا کہ اب کے میں حج بیت اللہ کرنے جاؤں گا۔ حج بیت اللہ سے سلطان کی یہ غرض تھی کہ مکہ سے دمشق چلا جائے اور وہاں ایک زبردست

قابض ہو رہی گئے۔ ۲۲ر اگست ترکی فوج کا بازوئے راست روسی فوج کے جانب چپ روانہ ہوا تمام دن جنگ ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ۲۳ر کو پھر جنگ ہوئی اور اب چاروں طرف سے ایسا مارا کہ روسی ادہر اُدہر پہاڑوں میں چھپتے پڑے پھرے کہ اسی اثناء میں جنرل داوزنسکی کی ماتحتی میں ایک کثیر تعداد فوج کی امداد روسیوں کو آگئی۔ ترک روسی فوج کو گھیرے ہوئے پڑے تھے اور چاروں طرف سے پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے۔ ظاہری صورت تو ایسی واقع ہوگئی تھی کہ روسی دونوں طرف سے کچل کے مار ڈالیں گے ترک جانتے تھے کہ روسیوں کی امداد آگئی ہے لیکن اُن کے جوش اور حوصلے میں کچھ فرق نہ آیا تھا وہ پہاڑ پر برابر چڑھے چلے جاتے تھے۔ اوپر سے گولوں اور گولیوں کی بارش ہو رہی تھی اور عثمانی بہادر پے در پے جام شہادت پی رہے تھے لیکن چاروں طرف سے یہی آوازیں آرہی تھیں بڑھے چلو بہادرو بڑھے چلو۔ روسی سپاہ سالار نے شہنشاہ روسیہ کو تار بھیجا جہاں تک جلد ممکن ہو مدد بھیجی جائے اور یہ حضور کو اطمینان دیا جاتا ہے کہ مدد آنے تک ہم اپنا قدم

فوج بھرتی کر کے قسطنطنیہ پر بڑھے اور پھر جاں نثاریوں کا قلع قمع کر دے۔ سلطان کے اس باطنی ارادہ کی خبر جاں نثاریوں کو پہنچی وہ بھڑک اُٹھے اور اُنہوں نے صاف کہدیا کہ سلطان حج بیت اللہ کے لئے نہیں جا سکتا۔ اس کے بعد وزرا کا مطالبہ کیا۔ بھلا سلطان کے پاس فوج کہاں رکھی تھی جو جاں نثاریوں سے دو بدو ہوتا نہ ایسا رعایا میں کچھ عزیز تھا کہ اُسے جاں نثاریوں کے خلاف آمادہ کرتا۔ بیچارہ دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔

باغی فوج نے محلسرائے سلطانی کو گھیر لیا۔ وزیر اعظم اور دیگر وزرا کو پکڑ کے قتل کر ڈالا اور چاہا کہ عثمان کا چچا سلطان مصطفےٰ اوّل پھر تخت نشین کر دیا جائے۔ قید خانہ توڑ ڈالا اور بدقسمت سلطان مصطفےٰ کو باہر نکال لیا اور وہ پھر دوبارہ تخت نشین کیا گیا۔

یہ سانحہ دیکھ کے عثمان کے ہوش وحواس پرّاں ہو گئے اور اولوالعزمیاں سرد پڑ گئیں اب سلطان نے منت سماجت سے کام نکالنا چاہا مگر کچھ بات نہ بن سکی۔ ناچار سلطان اپنے چند مصاحبوں کے ہمراہ حرمسرائے سے باہر نکلا۔ جاں نثاریوں نے عثمان کو تو ہاتھ نہ لگایا لیکن سب مصاحبوں کے

پیچھے نہیں ہٹائیں گے اور اگر جان پر آبنی تو بے روح جسم تو مورچوں سے سرکیگا مگر زندگی میں ہم اپنے مورچوں کو نہیں چھوڑنے کے۔

شام کے چھ بجے چلے تھے جنگ ابتدائی جوش وخروش سے ہو رہی تھی۔ روسی فوج تھک کے چور ہوگئی تھی اُدھر بھوک پیاس اور شدت کی گرمی نے اُس کے اوسان باختہ کردیئے تھے۔ اِدھر ترکوں کے رئفل کی آگ نے جو سلسلہ وار آن برابر برس رہی تھی روسیوں کو اور بھی پراگندہ کردیا تھا۔ مگر وہ روسی سپاہ جو تازہ دم تھی برابر قدم جمائے ہوئے جنگ کر رہی تھی۔ ترک چڑھتے چڑھتے بہت ہی قریب پہنچ گئے۔ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں پہاڑوں کو اللہ اکبر کے دل ہلا دینے والے نعروں نے گونجا دیا۔ ترکوں نے اپنی شجاعت کے اظہار میں کوئی کسر نہ رکھی تھی اور اگر آفتاب ایک گھنٹہ کے بعد غروب ہوتا تو پالا جیت لیا تھا بدقسمتی سے جب ترک بلند مورچوں سے تھوڑی ہی دور کے فاصلہ پر رہ گئے آفتاب غروب ہوگیا اور فوراً جنگ موقوف ہوگئی۔ روسیوں کی جان میں جان آگئی اور اب اُنھوں نے خوشی کے نعرے مارے اسکوبلوف نے کہا خدا کا شکر ہے کہ

ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیئے۔ عثمان نے چاہا کہ میں اس غول سے نکل کے کسی طرف چلا جاؤں لیکن فوج اُسے ایک مسجد میں لیگئی اور یہ وہ مسجد تھی جہاں مصطفیٰ موجود تھا اور اس کی کمر میں بطور علامت سلطانی عثمانی تلوار لگائی جا رہی تھی۔ مصطفیٰ نے جوں ہی عثمان کو دیکھا کہ چند جاں نثاری سپاہ سالاروں کے ساتھ آرہا ہے بدنصیب یہ سمجھا کہ شاید پھر عثمان ہی کو بادشاہ بنا دیا گیا کمبخت یہ سمجھ کے عثمان کے قدموں پر گر پڑا اور رو کے التجا کی مجھ پر رحم کیجو میرا کچھ قصور نہیں ہے مجھے تو تیری سپاہ نے زنداں سے نکالا ہے۔ اے سلطان میں بالکل بیگناہ ہوں۔ عثمان نے طنز آمیز تبسم سے فوج کی طرف خطاب کرکے یہ کہا "کیا یہی ہے میرا آقا جس کی مجھے اطاعت کرنی پڑے گی بڑی شرم کی بات ہے کہ تم لوگ ایک دیوانہ کو اپنا سلطان بناتے ہو" عثمان کے اس قول کا کچھ بھی اثر نہوا سب نے بآواز بلند کہا "عثمان تیری حکومت کا خاتمہ ہوچکا۔ اس کے بعد سلطان ہفت برجہ میں قید کردیا گیا اور ۲۰ مئی ۱۶۲۲ء کو نہایت بیرحمی سے قتل کر ڈالا گیا۔ کل جدید وزرا بھی منتخب ہوئے اور بڑے بڑے عہدہ داروں کا نئے طور پر تقرر کیا گیا۔

تاریکی نے ترکیوں کے ہاتھ سے ہماری جان بچادی - ادھر دوسری خوش قسمتی یہ ہوئی کہ نئی تازہ دم فوج آپہنچی - یہ فوج رائفل بریگیڈ تھی اور کچھ قاقی پالیوں پر سوار تھی اور باقی فوج پیچھے آرہی تھی جو زیادہ دور نہ تھی - یہ وہ بریگیڈ تھا جو جنرل اگورکوکی [illegible] پہنچتے ہوئے [illegible] آتے ہی اپنی توپوں کا منہ ترکی بازدستے [illegible] پہاڑوں پر پراگندہ ہوگئے - رائفل بریگیڈ کی کمان جنرل ریڈزکی کے ہاتھ میں تھی بہو ڈھلوان راستہ سے مرد ترکی فوجی قطاروں میں سے آگے اپنے دوسرے بھائی سپاہ سالاروں سے مل گیا۔ یہ سب سے بڑے درجہ کا افسر تھا اس لئے کل فوجوں کی کمان اسی کے سپرد کردی گئی مگر تعریف کے قابل جنرل اسکوبلوف تھا جس کی بے جگری اور شجاعت کا زمانہ معترف ہے یہ شخص دلیر ہی نہ تھا بلکہ اس میں سپاہیانہ صفات کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھیں۔

صبح ہوتے ہی روسی مشتعلہ افواج نے اس بات کی کوشش کی کہ ترکی جانب راستہ کو غت ربود کردیا جائے۔ ترکی جانب راستہ لکڑی کے پشتہ پر قائم تھی اور یہ ایسا مقام تھا جہاں سے

بدقسمت نوجوان سلطان پر جو کچھ آفت آئی محض اس کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اور ساتھ ہی اس کے مشیروں کے بڑھاوے چڑھاوے سے جس سے سلطان کے دل میں یہ سما گئی تھی کہ اگر میں چاہوں گا تو کل جان نثاری برباد کردیئے جائیں گے۔ اس سلطان کی اولوالعزمی اور سپاہ گری میں کوئی کلام نہ تھا اگر کمبخت نادان مشیروں کے داؤں میں نہ آتا اور استقلال و صبر سے کام لیتا تو بہت کچھ سلطنت کی عظمت بڑھ جاتی۔ مگر منظور حضرت احدیت ہی نہ تھا۔ جو لکھا جاچکا تھا وہ ہوکے رہا اور اس میں کسی کو چارہ نہیں۔

مصطفےٰ اول کی دوبارہ تخت نشینی

سنہ ۱۶۲۲ء سے سنہ ۱۶۲۳ء تک

چار برس کے بعد مصطفےٰ پھر تخت نشین کیا گیا لیکن اس میں اب بھی وہی برائیاں موجود تھیں جن سے وہ تخت سے اتارا گیا تھا۔

اس وقت وزیر اعظم اور سلطانہ ولیدہ کے ہاتھ میں حکومت تھی۔ وزیر اعظم نے چاہا کہ شہید عثمان کے

روسی لشکر گاہ پر قابو ہو سکتا تھا روسی تدبیر بہت ہی اعلیٰ درجہ کی تھی کہ اگر اس مقام پر قبضہ ہو گیا تو پھر کسی قسم کا خوف نہیں رہنے کا۔ ترکی یلغار کی فوراً مزاحمت کی گئی روسی فوج کی جانب چپ بالکل محفوظ ہو گئی لیکن بازوئے راست اب بھی خطرہ میں تھا۔ صبح کے نو بجے ۲۴ ر تاریخ جنرل وڑاگومیرف دو رجمنٹوں اور دوسرے برگیڈ کے ساتھ جو اسی کے ڈیویژن کا تھا آگے بڑھا لیکن بلندی پر چڑھتے ہی اس کی بہت سی سپاہ کا کھلیان ہو گیا۔ وادی کے گڑھوں میں تمام دن سخت خطرناکی سے جنگ ہوتی رہی میدان جنگ اونچی نیچی اور ٹوٹی ہوئی زمین پر گرم تھا۔ ترکوں نے ایک بار اور بھی کوشش کی کہ اپنے دشمن کے عقب کو چیرتے ہوئے نکل جائیں لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس شدت کی جنگ ہوئی کہ الامان الحفیظ روسی کئی کئی بار اپنے مقامات سے نکال دیئے گئے لیکن اخیر پھر وہیں آ گئے۔

غرض انہوں نے اپنی حالت میں کچھ زیادہ ترقی نہیں کی اور ٹھیک دوپہر کو ترکوں کی مدد روانہ ہوئی۔ روسیوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ترکی پشتہ کے بازوئے راست پر حملہ کر کے اُسے

بھائیوں کو قتل کر ڈالوں مگر عام حرمسرائے میں اس سے مخالفت کی گئی اخیر وزیر اعظم ملک چھوڑ کہیں چلدیئے۔

مصطفیٰ اس دوبارہ تخت نشینی پر صرف ایک سال سے کچھ کم زمانہ برائے نام حکومت کرتا رہا۔ سلطنت کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تھی۔ ایرانیوں نے حملہ کر کے بصرہ اور بغداد کو پھر فتح کر لیا تھا۔ ایشیائے کوچک میں بغاوتوں کی آگ مشتعل ہو چکی تھی صوبوں کے گورنر سلطنت کے جگر میں یہ بے انتظامی دیکھ کے خود مختار بن بیٹھے تھے غرض چاروں طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ ہو رہا تھا۔ اور ایک عجیب بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ جب پانی سر سے گزر گیا تو وزرا نے جمع ہو کے یہ مشورہ کیا کہ کسی جدید سلطان کا انتخاب کیا جائے کہ وہ اس خرابی کو مٹائے اور سلطنت کا حسب دلخواہ انتظام ہو۔ مشورہ یہ ٹھیرا کہ احمد خاں کے بچوں میں سے کسی کو سلطان بنایا جائے قرعہ فال مراد خاں کے نام نکلا جس کی عمر اس وقت ۱۳ سال کی تھی اس بچہ نے پہلے سلطان بننے سے انکار کیا لیکن کل فوج نے محلسرائے سلطانی کو گھیر کے یہ نعرے مارے۔

تہ و بالا کردیں اور پھر ایک عام حملہ کل روسی فوج کا نشیب سے کیا جائے جیٹومر رجمنٹ کی بٹالینیں سطح سرزمین سے عبور کرکے وادی کے قریب پہنچیں۔ سامنے سے ترکی پہاڑی توپوں نے انکا بہت سرگرمی سے استقبال کیا۔ ادہر ترکی پیادہ فوج نے اپنے رفلوں سے فیروں کی بھرمار کردی۔ روسیوں کی بڑھتی ہوئی فوج زبردست توپخانے کے سایہ میں قدم اٹھا رہی تھی جوں ہی پیادہ فوج جنگل میں پہنچی اس کی ضرورت داعی ہوئی کہ توپوں کے فیر بند کردیئے جائیں مبادا گولے اپنی ہی فوج کے لگ جائیں۔ گھنٹہ بھر تک لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسیوں کے قدم جھکے۔ ترکوں نے اپنے توپخانے دونوں طرف سے ہٹا لئے۔ اگرچہ وسطی پشتے پر اب بھی وہ قدم جمائے کھڑے تھے۔ روسی سپاہ سالار ریڈسکی کو یقین تھا کہ میری پیادہ فوج کی امداد عقب کی پلٹنیں کریں گی۔ اس بنا پر وہ جیٹومر بٹالینوں کی ایک کمپنی کا سرکردہ بن کے آگے بڑھا اور اسی وقت رجمنٹ کے کرنیل نے بھی قدم آگے اٹھایا۔ اصل میں ریڈسکی کی بڑی غرض یہ تھی کہ جب میں اس طرح سے ایسے نازک وقت میں آگے بڑھ جاؤں گا تو میری تقلید اور سپاہ بھی

"خدا جہاں پناہ کو سلامت رکھے"۔ ناچار سلطان محلسرا سے نکل کے دیوان میں گیا اور وہاں تخت نشین کیا گیا تخت پر بیٹھتے ہی اس نے وزرا کے نام احکام جاری کئے کہ اس بے انتظامی کو مٹایا جائے اور سلطنت میں امن و امان پھیلایا جائے۔

مجنون مصطفےٰ دوبارہ ۱۰ ستمبر ۱۶۲۳ء قید خانہ میں بھیجدیا گیا۔

سترہواں باب

مراد خاں رابع سترہواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۲۳ء سے ۱۶۴۰ء تک

مراد خاں رابع کی تخت نشینی۔ کریمیا کی تاتاروں سے ناکامیاب جنگ
جاں نثاریوں کی بغاوت۔ ایران کی مشکلات۔ حافظ علی وزیر اعظم
پایۂ تخت میں انتظام اور امن۔ لبنان میں گروسوں سے جنگ

اسی جوش وخروش سے گری اور آجکا پالا میرے نام رہے گا اس کا خیال بالکل ٹھیک تھا۔ فوج پیرس دیتی ہوئی اور غل مچاتی ہوئی وادی کو عبور کرنے لگی اور دشمن کے قلب لشکر میں گھس گئی یہاں تک کہ دست بدست کی لڑائی شروع ہوئی۔ کچھ دیر لڑائی ہونے کے بعد ترک صرف اس غرض سے پیچھے ہٹے کہ تیار ہو کے ایک اور زبردست حملہ کریں گے۔ چنانچہ ایک خطرناک کوشش اس مقام کے لینے کے لئے کی گئی۔ دوسری لڑائی ایک گھنٹہ تک رہی جس نے پہاڑ کے ڈھلوان حصہ کو خون سے رنگ دیا۔ تین بجے سے پہر ترکوں نے مزید کوشش سے ہاتھ اٹھا لیا اور روسی فوجوں نے مفتوحہ پہاڑی کی چوٹیوں پر فتح کا باجا بجایا۔

اس فتح پر مطمئن ہو کے ریڈسکی اپنے خاص مقام پر واپس چلا آیا۔ جہاں سپہ سالار ڈریگومیرف ٹانگ کے زخم سے گرا رہا تھا۔ سابق الذکر سپہ سالار نے یہ ارادہ کیا کہ شپکا کے بیرونی مقامات پر فوراً فوج روانہ کی جائے۔ شپکا کے یہ وہ مقامات تھے جسے ترکوں نے پہلی دفعہ فتح کر لئے تھے۔ ارادہ کرتے ہی پولوڈسکی رجمنٹ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ایک بھاری

پایۂ تخت میں ملکی جنگ۔ فرانسیسی ایلچی کی مشکلات۔ مراد خاں کی درشتی اور بے رحمی۔ بغداد کا دوبارہ فتح ہونا۔ وفات۔

مراد خاں اپنے زمانۂ تخت نشینی میں جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے صرف ۱۳ سال کا تھا اس بچپن میں اس کی اولوالعزمی اور استقلال مزاج کا رنگ اس کے افعال سے پایا جاتا تھا۔ نوجوان سلطان اپنی سلطنت کے پہلے سال میں اپنی ماں سلطانہ ولیدہ کی ہدایتوں پر چلتا تھا جو خوش قسمتی سے ایک نہایت ہوشیار اور باخبر عورت تھی یہ دونوں اس خطرہ سے جو پے در پے حکمرانوں پر پڑ رہے تھے جو گئے تھے اور بہت سوچ سمجھ کے سلطانہ ولیدہ کام کرتی تھی۔

سلطنت کے دور و دراز حصص سے بغاوت قتل اور سرکشی کی خبریں برابر مسموع ہو رہی تھیں۔ لبنان کی قومیں کھلم کھلا فساد پر اتر آئی تھیں مصر اور دوسرے صوبوں کے گورنر کسی اچھے موقعہ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ یک لخت ترکی حکومت کے جوئے کو اپنے کندھے سے اتار دیں ایرانیوں نے بغیر اعلان جنگ ترکی سرحدات پر حملہ کر کے فتوحات حاصل کر لی تھیں۔

توپخانہ تھا۔ جنگ ہوئی اور یہ فوج کامیابی سے اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گئی۔
روسیوں کی حالت روز بروز بہتر ہوتی جاتی تھی اس لئے کہ امدادی فوجیں برابر پہنچ رہی تھیں تو بھی انقطاعِ جنگ ابھی لڑائی باقی تھی۔ عثمانی فوج جو چار روز تک شپکا پر لڑی کل شائستہ فوج تھی اور جس شجاعت اور بہادری سے روسی ٹڈی دَل فوج کا مقابلہ کیا تمام یورپ نے اس کی تعریف کی۔ نقصان تو طرفین کا زیادہ ہوا لیکن ترکوں کی نسبت روسی فوج کا کھلیان ہو گیا۔ مسٹر فاربس نے ان تمام جنگوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ روسی ڈاکٹروں کی پھرتی اور دلیری کی بہت تعریف کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہر خطرناک موقعہ پر روسی ڈاکٹر پہنچ جاتے تھے اور یہ محض ناممکن تھا کہ کسی مقام پر کوئی پناہ کی جگہ مل سکتی۔ ترکی گولیاں اس بلا کی بھرپور اور تیزی سے پڑ رہی تھیں کہ روسی ڈاکٹر ابھی ایک سپاہی کی مرہم پٹی کر رہا ہے کہ گرہ باندھتے باندھتے اُسی سپاہی کی دوسری ٹانگ اڑ گئی۔ بلغاری لڑکے میدانِ جنگ میں روسیوں کی بڑی دلیری سے خدمت کر رہے تھے۔ اس قیامت خیز موقعہ پر کہ موت کا بازار گرم ہو رہا تھا

کریمیا کے تاتاروں کے دماغ میں بھی آزادی کی ہُوا سما گئی اور انہوں نے بھی مستقل ارادہ کر لیا۔ کہ ترکی حکومت سے سبکدوش ہو جائیں ناچار اسی ابتری اور تنزل کی حالت میں ترکوں نے کپتان پاشا کی ماتحتی میں تاتاروں کو زیر و زبر کرنے کے لئے ایک جنگی بیڑہ روانہ کیا اسی اثناء میں وزیر اعظم کی ماتحتی میں ایک جرار فوج اباز اباغی کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی جو ایشیائے کوچک کے بہت سے صوبوں پر قبضہ کر چکا تھا۔
سابق الذکر بیڑہ جہازات ساحل کریمیا پر پہنچا کپتان پاشا نے نہایت کامیابی سے اپنی فوج کو قافا پائیہ تخت پر اُتار دیا۔ اس کی فوج ابھی آگے بڑھنے کی تیاری ہی کر رہی تھی کہ یکایک دشمن آن پڑا اور اس نے فوج کے بڑے حصّہ کو کاٹ ڈالا۔ بقیۃ السیف بھاگ کر جہازوں میں سوار ہو گئے اور قسطنطینہ کی طرف چلے آئے تاتاروں نے اپنی اس فتح سے فائدہ اٹھا کے جنگی جہاز جمع کئے اور اُن میں کثیر تعداد فوج بھر کے قسطنطنیہ کو زیر و زبر کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ بحر اسود کے سواحل کو برباد کرتے ہوئے سیدھے بلا مزاحمت باز فورس میں چلے آئے اور گرد و نواح کی

چھوٹے چھوٹے لڑکے جست کی صراحیاں لئے ہوئے زخمی سپاہیوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے۔ یہ تھی دلیری یا ہمدردی جو تمام باغی ریاستوں نے روسیوں کے ساتھ کی تھی ایک تو روس ہی بجائے خود کمزور سلطنت نہیں تھی اور پھر یورپی ریاستوں کا اس کے ساتھ مل جانا اور بچہ بچہ کا اس کی مدد پر آمادہ ہو جانا ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ روس کی یہ کامیابی محض بے ایمانی کی تھی۔ ایک فاضل اور منصف مزاج انگریز نے صحیح لکھتا ہے کہ سو برس سے ترکوں کو ایمانداری کی شکست نہیں دی گئی۔

اثنائے جنگ میں ترکوں نے روسیوں کے عقب اور مقابلہ پر سخت حملہ کیا لیکن بڑی دیر کی جنگ کے بعد وہ پیچھے ہٹتے چلے آئے۔ حالانکہ اتنی سخت لڑائیاں ہو چکی تھیں لیکن طرفین کے جنگجو سپاہی اب بھی نہ تھکے تھے اُن میں وہی جوش و خروش باقی تھا اور وہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو بہت جلد قسمت کا فیصلہ ہونا چاہئے۔

چھبیس[۲۶] اور ستائیس[۲۷] تاریخ کو پھر جنگ شروع ہوئی مگر طرفین کے جنگی مقامات میں کوئی تبدیلی

تمام آبادیوں کو جلا کے خاکستر کر دیا جس سے قسطنطنیہ میں ایک تہلکہ عظیم برپا ہو گیا۔

سلطنت کی اس ابتری اور سلطانوں کی اس فوری تغیر و تبدل سے ترک ادھ موئے ہو گئے تھے لیکن اب بھی اُن میں جان باقی تھی وہ فوراً آبنائے زریں کے دروازہ پر مورچہ بند ہوئے اور دشمن کو روک دیا اتنے میں کپتان پاشا کا بیڑہ جہازات پہنچ گیا بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی حملہ آور پارہ پارہ کر دیئے گئے۔

قسطنطنیہ کی عجیب خطرناک حالت تھی خزانہ خالی۔ رعایا بھوکی اور عام پریشانی چھائی ہوئی اور اس پر طرّہ یہ کہ جاں نثاریوں نے بغاوت کر کے وزیر اعظم کو مار ڈالا۔ اسی خون آگ ابتری تزلزل اور پریشانی میں ہو کے یہ خبریں آئیں کہ ایرانیوں نے عثمانی سرحدات کو متعدد اطراف میں تہ و بالا کر دیا ہے۔ دیار بکر۔ فلسطین اور عرب کو زیر و زبر کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور آج خود مدینہ پر اُن کا جھنڈا اڑ رہا ہے۔ اور اب اُن کی ظفر موج فوجیں ترابزون کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

نہیں واقع ہوئی روسی پشتہ پر قائم تھے ادہر ترک ان کے سامنے قدم جمائے کھڑے ہوئے تھے۔ اصل میں اب تک طرفین میں سے کسی کو بھی اصل فتح نہیں حاصل ہوئی تھی۔ روسیوں کی مضبوطی اور پے در پے حملہ کرنے نے اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ روسی بڑے بہادر ہیں۔ ادہر ترکوں نے اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ ہم مورچوں ہی کے پیچھے لڑنا نہیں جانتے بلکہ ہمیں حملہ کرنا بھی آتا ہے چنانچہ اُنہوں نے پے در پے کے حملوں سے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ وہ "آفنسیو وار" لڑائی اچھی جانتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے پے در پے کے حملوں سے روسیوں کا اتنا نقصان کیا کہ روسی اپنے حملوں سے ان کا اتنا نقصان نہ کر سکے۔

اگر عثمانی اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاتے یعنی درہ شپکا سے عبور کر لیتے تو بلاشبہہ روسیوں کی حالت بہت ہی نازک ہو جاتی روسی فوجیں بلقان اور ڈینوب کے بیچ میں کچل دی جاتیں اور تمام قلعے جن پر ابھی تک اُن کا قبضہ ہوا تھا سب یکے بعد دیگرے اُن سے لیلئے جاتے اور ہر مقام پر اُن کا کچومر نکل جاتا۔ یہ سارا انحصار سلیمان پاشا پر تھا اگر اس مقام پر صحیح علی

ان مصیبت ناک حالتوں میں مراد خاں کو خوش قسمتی سے ایک بہت لایق اور پُر بھروسہ وزیر مل گیا جس کا نام حافظ علی تھا جس نے وزیر ہوتے ہی پایۂ تخت کے تمام جھگڑوں کو رفع کر دیا۔ اور سلطنت کے محکموں کی ابتری کو مٹا دیا اُس نے سلطان سے کہا کہ آپ کا محل میں بند رہنا ٹھیک نہیں ہے آپ عام طور پر شہر میں آیا جایا کیجے تاکہ آپ کی محبت رعایا کے دل میں ترقی کرے۔ سلطان نے اپنے ناصح مشفق وزیر کی ہدایتوں پر عمل کیا اور نہایت سادگی سے فوج کی ورزش اور قواعد میں شریک ہونے لگا یہ حکمت عملی وزیر کی بہت ہی کارگر ہوئی اور اب فوج اور رعایا کی نگاہیں سلطان پر اچھی پڑنے لگیں۔

سلطان کو یہ بھی مشورہ دیا گیا کہ آپ ایران سے صلح کر لیں تاکہ آپ کو سرکش پاشاؤں کی سرکوبی کا موقع ملے جنہوں نے ایشیائے کوچک میں ایک آفت برپا کر رکھی ہے اس ہدایت کے مطابق فوراً ایشیا میں ایلچی بھیجے گئے جہاں وہ ابازا سے جاکے ملے اور اُس سے کہا کہ ہمارے آقائے نامدار نے بوسینا کی حکومت تجھے بخشی ہے تو قسطنطنیہ چل تاکہ تجھے اس حکومت کی خلعت مل جائے۔

یا عثمان پاشا ہوتا تو فی الواقع بہت آسانی سے ہوسکتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ سلیمان کی فوج نے اپنی بے نظیر شجاعت کی بانگی دکھادی اور یورپ پر اس بات کو ثابت کردیا کہ دنیا میں عثمانی شائستہ فوج سے بہتر لڑاکو کسی سلطنت کی فوج نہیں ہے۔ مگر افسر کی قابلیت فن حرب کو وہ نہیں بدل سکتی تھی اس نے اپنی طرف سے تو کوئی کسر نہیں رکھی۔ ایسی کٹ کٹ کے لڑی اور اس طرح کلّہ بکلّہ روسی حملوں کا جواب دیا کہ ماہرینِ فن حرب اور شجاعانِ دہر کو مزا آ گیا۔

ابھی تک جتنی ناکامیاں ہوچکی تھیں اور درۂ شپکا کے عبور کرنے میں عثمانی بہادر فوج ناکام رہی تھی پھر بھی سلیمان کے وہی دم خم باقی تھے اور وہ اپنے دل میں سمجھا بیٹھا تھا کہ روسیوں کا مار لینا کچھ مشکل نہیں ہے چنانچہ ۲۷ اگست اس نے مزید مدد کی طلبی کے لئے تار دیا حالانکہ سلیمان کو مناسب یہی تھا کہ تھوڑی فوج روسیوں کے مقابلہ میں چھوڑ کے وہاں سے ہٹ جاتا۔ پہلے تو اس نے ایسا کیا نہیں لیکن چند روز کے بعد اسے معلوم ہوگیا کہ ایسا کرنا لازمی ہے

آباز آ ایلچیوں کے اس وعدہ پر قسطنطنیہ چلا آیا سلطان کو دیکھ کے سجدہ میں گر پڑا اور اپنی گزشتہ غلط کاریوں کا اعتراف کرکے معافی کا خواستگار ہوا۔ سلطان نے اس پر مہربانی کی اور ایک خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا۔

ان معاملات کی ادھیڑ بن میں شاہ عباس کا ۱۶۲۹ء میں انتقال ہوگیا ایران کی سلطنت ایک ایسے بچّہ کے ہاتھ میں آئی جو حکومت کرنے کے بالکل ناقابل تھا۔ عثمانیوں کو اب امید ہوئی کہ حکومت کی یہ تبدیلی ایران کی وہ حالت قایم نہیں رکھنے کی اس بنا پر انہوں نے شاہِ ایران کو اعلان جنگ دیدیا حسب دستور وزیر اعظم ترکی فوج لیکے روانہ ہوا اور موصل کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔

حافظ علی نے ایرانی میدان جنگ میں جو کچھ اپنے آقا کی خدمات انجام دیں اس میں شک نہیں کہ وہ تعریف کے قابل ہیں لیکن اس سے زیادہ پایۂ تخت میں اسکی موجودگی کی ضرورت تھی اس لئے کہ سلطان کم عمری کی وجہ سے تنہا حکومت کرنے کے قابل نہ تھا تو بھی سلطان اُن مجبوریوں سے

اس نے درہ کے آس پاس سے اپنی فوج کا بہت سا حصّہ ہٹا لیا۔ چند سفری بٹالن پیچھے چھوڑ دی گئیں۔ اور کچھ فوج قصبۂ شپکا میں مقیم رہی۔ چند ترکی توپیں پہاڑ کی چوٹیوں پر ابھی تک نصب تھیں فوج کا بڑا حصّہ وہاں سے چلا آیا تھا سلیمان پاشا معہ اپنی تمام اولوالعزمی اور قابلیت حرب کے بالکل ناکام رہا۔ عثمانی فوج کے اُٹھنے سے روسی اس قدر مطمئن ہوگئے تھے کہ انہوں نے بھی اپنی امدادی فوج کو واپس کر دیا اور ادہر ریڈنرکی نے شہنشاہ روسیہ کو یہ لکھ کے بھیج دیا کہ حضور مطمئن رہیں خواہ کیسی ہی زبردست عثمانی فوج آجائے تو بھی درہ سے نہیں گزر سکتی ہم نے مضبوطی سے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

سات دن کی جنگ میں ترکوں نے سو حملے درہ سے عبور کرنے کے لئے روسیوں پر کئے تھے انہیں بہت سے حملوں میں کامیابی بھی ہوگئی تھی لیکن اخیر اس کامیابی کو چڑیاں چگ گئیں۔ پانچہزار ترکی فوج شپکا اور ماؤنٹ سینٹ نکولس کے درمیان مقتول ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں روسیوں کے گیارہ ہزار سپاہی کام آئے جن کی لاشیں ہنوز بے گور و کفن پڑی ہوئی تھیں

کہ جو بہت ہی چیرہ دست ہوگئے تھے چشم پوشی نہ کرسکتا تھا اس نے اپنی آنکھوں کے آگے سخت سخت سزائیں دینی شروع کیں اس نے اعلان دیدیا کہ تماکو اور افیون کا کوئی استعمال نہ کرے شراب سے اتنی نفرت ظاہر نہیں کی اگرچہ وہ جانتا تھا کہ وہ حرام ہے لیکن ابتدا سے اُسے عادت پڑگئی تھی۔ ایران کی جنگ میں مختلف پہلوؤں سے ترکوں ہی کو کامیابی حاصل ہوئی اور اخیر اس خطرناک خونریزی کا اختتام صلح کے عہدنامہ نے کردیا۔ اس وقت مراد خاں کو نو برس سلطنت کرتے ہوئے گزرے تھے کہ ایک خطرناک بغاوت سلطنت میں پیدا ہوگئی۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ اُن بدل سپاہیوں کی ایک کثیر تعداد جنہیں ایرانی سرزمین میں افسروں کی ناتجربہ کاری سے شکست کی ذلت اٹھانی پڑی تھی بگڑ کے قسطنطنیہ چلی آئی اور وہ شہر کے اُن سپاہیوں سے مل گئی جو حکومت کے خلاف پہلے ہی سے سرگوشی کر رہے تھے اُن سب کا آپس میں مشورہ ہو کر یکایک بغاوت کی آگ قسطنطنیہ میں مشتعل ہوگئی۔ اس باغی فوج کا سرگروہ رجیب پاشا بنا جس کمبخت کا اصلی منشا یہ تھا کہ خیرخواہ ملک بہادر وزیر اعظم حافظ علی کو برباد کردے اور اس کے مکان میں گدھوں کے ہل چلوائے۔

اور اس قطعۂ زمین کا کُرّہ باد لاشوں کی بدبُو سے سڑ رہا تھا۔
درۂ شپکا پر روسیوں کو کامیابی تو ہوگئی تھی تو بھی کوئی انقطاعی فیصلہ نہیں ہوا تھا اور جنگ ابر کی طرح تلی ہوئی سر پر موجود تھی۔ روسیوں کی حالت اب بھی کچھ بہتر نہ تھی بجائے حملہ آور ہونے کے اُنہیں جنگ مدافعت کی پڑی ہوئی تھی اور کوئی روسی سپاہ سالار اس عظیم جنگ کا نتیجہ یقینی طور پر اپنے حق میں نہیں سمجھتا تھا۔
بلغاریہ میں روسیہ کی یہ حالت تھی جو انتہا درجہ تردّد اور فکر کی محتاج تھی۔ خود روسیہ میں عام طور پر جنگ کا اوّل اوّل جوش تو اُٹھا تھا لیکن اخیر میں روسیہ کا اکثر حصّہ جنگ کو بُری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ لوگ اس بوجھ سے دبے جاتے تھے جو جنگ کی وجہ سے اُن پر ڈالا گیا تھا اور وہ دل سے چاہتے تھے کہ کسی طرح جنگ کی آفت ٹلے اور بہت جلد ہم پر سے یہ بار دُور ہو۔
اگست کے اختتام سے پہلے روپیہ کی ضرورت نے روسیہ کو پریشان کر دیا تھا اور اب اسکی

یہ کل باغی محل کے آگے جمع ہو گئے اور اُنہوں نے وزیر اعظم حافظ علی اور مفتی یحییٰ اور ایسے ہی سترہ وُزرا کے سر طلب کئے۔
شہر کی تمام دُکانیں اور کارخانے بند ہو گئے۔ رعایا پر سخت خوف طاری ہوا سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ باغی شاہی محل کے دروازہ پر پہنچ گئے ناچار ان سے وعدہ کیا گیا کہ ان سترہ آدمیوں کو کل انہیں گرفتار کر کے دیدیا جائیگا۔ تیسرے روز محل کا بیرونی حصّہ باغیوں سے لبالب بھر گیا۔ اسی اثناء میں وزیر اعظم درباری لباس زیبِ تن کئے ہوئے دیوان میں آرہا تھا کہ اُسے ایک دوست کا پوشیدہ خط پہنچا جس کا یہ مضمون تھا کہ باغی فوج تمہارے قتل کے لئے دربار عام میں جمع ہے تم ابھی اپنے کو کسی جگہ چھپا سکتے ہو جب تک یہ لوگ پریشان ہو کے نہ چلے جائیں تم نہ نکلو۔
حافظ نے مسکرا کے جواب دیا کہ میں اپنی اس چھوٹی قسمت کا حال ایک خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ "واللہ مجھے موت سے کوئی خوف نہیں" وہ گھوڑے پر اسی طنطنہ سے سوار ہوا اور نہایت

ضرورت ہوئی کہ روبل نوٹوں کو ایک کروڑ تک اور بڑھا دیا جائے۔ آغاز جنگ میں روسیہ نے دو قسم کا قرضہ لیا تھا جس کی مقدار تیس کروڑ روبل تھی اور جس کا سالانہ ایک کروڑ بتیس لاکھ روبل قرار پایا تھا۔ جب جدید طور پر نوٹ چلایا گیا تو سابق کے قرضہ میں آٹھ کروڑ ستر سٹھ لاکھ روبل اور شریک ہوگئے۔ اس آخرالذکر قرضہ سے سلطنت پر بہت بڑا بار پڑا اور تجارت کی بنیادیں ہل گئیں۔

نشنی نووگورڈ کا میلہ بہت ہی سست ہوا اول تو تاجر بہ نسبت سابق کے اس میں بہت کم شریک ہوئے اور دوسرے وہ اپنے قرضخواہوں کا قرض ادا نہ کر سکے۔ اسی اثناء میں شہنشاہ روسیہ نے اسٹیٹ بنک کو حکم دیا کہ غلّہ کی ساتھ فیصدی قیمت اور بڑھادے۔ اور ایک کمیشن مقرر کی کہ جتنے مسافر ریلوں پر سوار ہوں اور جس قدر تجارتی سامان ریل گاڑیوں میں بار کیا جائے سب کا کرایہ اشرفیاں لی جائیں روپیہ کسی سے نہ لیا جائے۔ رنگروٹوں کی بڑی سختی اور شدّت سے بھرتی شروع ہوگئی اور تمام کسانوں اور کاشتکاروں کو احکام پہنچے

بشاش محل سرائے سلطانی کی طرف اپنے صبا رفتار گھوڑے کی باگیں اُٹھائیں جب اُس کا گھوڑا اُن لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں پہنچا تو لوگوں نے بحیثیت اس کے کہ وہ وزیر اعظم تھا راستہ صاف کر دیا مگر پیچھے سے اُسے پتھر مارے خوش قسمتی سے وہ بچ گیا مگر اُس کے گھوڑے کے سر پر ایک پتھر پڑا اور اُس غازی جانور نے سر چکرا کے جان دیدی۔ اُس کا ایک ملازم اُسے محل کے اندرونی حصّہ میں لے آیا۔ اُس کا ایک ساتھی مارا بھی گیا اور دوسرا شدید مجروح ہوا سلطان نے حافظ سے کہا جس طرح ہو سکے تو بہت جلد بچ کے نکل جا خیر وزیر اعظم اُس جہاز پر سوار ہوا جو محل سرا کے دروازہ کے آگے کھڑا ہوا تھا اور سیدھا سکوتری میں چل دیا۔

اسی درمیان میں باغی فوج محل سرا کے دوسرے حصّہ میں چلی آئی جہاں ہمیشہ سلطان دربار کیا کرتا تھا اور غل مچایا کہ سلطان باہر نکل اور ہم میں بیٹھ کے دربار کر۔ سلطان فوراً باہر چلا آیا اور اپنی اُسی سلطانی جبروت اور عظمت سے یہ گویا ہوا "تم کیا چاہتے ہو اے میرے ملازمو" اُنھوں نے نہایت ہی تشدد آمیز جواب دیا "سترہ آدمیوں کے سر" اور کہا اُن سترہ کو

کہ فوج میں آکے شریک ہوں - اب جہادی جوش غارت ہوچکا تھا اور صلیب کی عزت برقرار رکھنے کے خیال کو چڑیاں چگ گئی تھیں - رعایا پر جب اس نامعقول طریقہ سے جبر کیا گیا تو عام ناراضگی پھیل گئی اور چاروں طرف سرگوشیاں ہونے لگیں - سازشوں کا بازار گرم ہوا پولس بیچاری مصیبت میں پھنس گئی کس کس کو گرفتار کرے اور کس کس کو مجرم قرار دے وہاں تو ملک کے ملک کا رنگ بدلا ہوا تھا - شہنشاہ کے ساتھ ہمدردی کرنے والے بہت ہی کم رہ گئے اور عام رعایا سخت نالاں تھی -

رومینیا میں لوگ روسیہ سے آنکھیں بدلتے ہوئے دکھائی دینے لگے اور جو محبت ترکوں کے مقابلہ میں روسیہ سے کی جاتی تھی اب اس میں کمی آنے لگی - گورنمنٹ رومینیا نے روسیہ سے جنگی معاہدہ کرنا چاہا لیکن شہنشاہِ روسیہ نے صاف کہدیا کہ ہم تجھ سے کسی قسم کا بھی معاہدہ نہیں کرنا چاہتے رومینی وزیراعظم بڑا اٹیا نو اور رومینی اسٹاف کا افسر اعلیٰ شہنشاہ روسیہ اس کے لشکر گاہ میں ملنے گیا اس امید سے کہ کوئی معاہدہ ہوجائے لیکن گرانڈ ڈیوک نکولس نے بیان کیا کہ بلغاریہ

زندہ گرفتار کرکے ہمارے حوالے کر کہ ہم ابھی اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں اور اگر ہماری خواہش کی تکمیل نہ کرے گا تو تیرے لئے اچھا نہ ہوگا -

وہ شہنشاہ کے بہت قریب آگئے اور نہایت درشتی سے اس پر ہاتھ ڈالتے ہوئے - شہنشاہ نے کہا "تم میری بات تو سنتے ہی نہیں - جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر مطلق توجہ نہیں کرتے - آخر کس مطلب کے لئے تم نے مجھے یہاں بلایا ہے" یہ کہکے شہنشاہ معہ اپنے مصاحبین کے محل کے تیسرے حصہ میں چلا گیا - یہاں بھی مفسدوں نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور شل بحرِ مواج کے اس پر جھپٹے خوش قسمتی سے خدام آگے آگئے اور محل میں شور محشر برپا ہوا - مفسدوں نے غل مچا کے کہا "سترہ سر وزرا کے چاہتے ہیں اور کچھ نہیں"

راجیت پاشا جو اس تمام فساد کا بانی مبانی تھا اپنے نوجوان شہنشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ "اب بلا تامل ان سترہ آدمیوں کو دیدیجے اور شہنشاہ کو سمجھایا کہ یہ ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے کہ جب فوج بگڑ کے وزرا کو طلب کرتی ہے تو انہیں فوراً دیدیا جاتا ہے - آخر بیچارہ مراد خاں

میں رومینی فوجوں سے ہمیں بہت کچھ امداد ملی ہے تو بھی جو کام ہم نے سوچا تھا وہ اس سے نہ نکل سکا۔ انصاف سے پوچھیئے تو شہزادۂ نکولس کی یہ احسان فراموشی تھی اگر رومینی فوجیں نہ ہوتیں تو روسیہ بلغاریہ کے مقامات کو نہیں بچا سکتا تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ رومینی اور بلغاری فوجیں مل کے کام کرنے کے قابل نہ تھیں جہاں ان کی مٹ بھیڑ ہوئی وہیں جنگ ہونے لگی۔ نکوپولس میں بھی دونوں فوجوں کی خوب تلوار چلی تھی اگر روسی افسر بیچ میں نہ کود پڑتے تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ پھر ایک اور شگوفہ اُٹھا کہ نکوپولس ہی میں ایک روسی کمان افسر نے کسی رومینی سپاہی کو جُرم پر کوڑے مارے۔ یہ دیکھ کے نکوپولس کی تمام رومینی آبادی بھڑک اٹھی اور آنکھیں لال کرکے روسی کمان افسر کو دیکھنے لگی۔ اس معاملہ کو بہت طول ہوا۔ شہزادہ چارلس پرنس رومینیا تک نوبت پہنچی اس نے روسی لشکرگاہ سے براہ راست اس معاملہ میں خط کتابت کی اور چاہا کہ کمان افسر کو سزا دی جائے۔ روسی لشکرگاہ سے کچھ حسب دلخواہ جواب نہ ملا۔ یہاں سے صاف لکھدیا گیا کہ جو کچھ ہوا قانون جنگ کے مطابق ہوا۔ کمان افسر

مجبور ہو گیا اس نے حافظ پاشا کے پاس آدمی دوڑایا کہ تو جلدی چلا آ۔ بغیر تیرے آئے کام نہیں بننے کا۔ پانی سر سے گزر گیا ہے اور میری جان خطرہ میں پڑ چکی ہے۔ وزیر سُنتے ہی بلا تامل واپس چلا آیا اور سلطان سے سمندر کے کنارہ پر ملا۔ دربار کے اندر کے کمرہ کا دروازہ کُھلا۔ سلطان تخت سلطنت پر بیٹھا اور مفسدوں کے وکلاء میں سے دو سپاہی و جان نثاری اُس کے پاس آئے۔ شہنشاہ نے کہا تمہیں کم سے کم خلافت کی حرمت تو ضرور کرنی چاہیئے۔ میں عثمانی شہنشاہ ہوں اور یہ عثمانی تخت ہے جس پر میں بیٹھا ہوں۔ اس تخت و تاج کی عزّت کرنی تمہارا فرض ہے مگر وکلاء مفسدین نے ایک نہ سُنی اور اسی پر زور دیا کہ اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو سترہ وزراء کو ہمارے سپرد کر دے۔ اسی اثناء میں حافظ پاشا نے وضو کیا اور شہید ہونیکے لئے بالکل آمادہ ہو گیا۔ بڑی دلیری سے مراد کے پاس آیا اور کہا "اے میرے بادشاہ۔ حافظ جیسے ہزار غلام تجھپر نثار ہو جائیں۔ صرف میری یہ التجا ہے کہ تو مجھے خود اپنے ہاتھ سے قتل نہ کر بلکہ مجھے ان مفسدوں کے حوالے کر دے تاکہ میں شہید ہوں اور میرا

شہر کے انتظام کا ذمہ دار تھا اس لئے اُسے واجب تھا کہ ایسے جرم پر بھی سزا رومینی کو دیتا۔ یہ سخت جواب سنکے شہزادہ چارلس بہت ہی آزردہ خاطر ہوا اور اس نے صاف کہدیا کیا تو کوئی جنگی معاہدہ ہو ورنہ میں ساتھ دینے سے دست بردار ہوتا ہوں اب شہنشاہ روسیہ کی آنکھیں کھلیں اور وہ بغلیں جھانکنے لگا۔ بھینس کھونٹے کے بل کود رہی تھی رہاں کھونٹا ہی اُکھڑ چلا ناچار دبکے شہنشاہ روسیہ نے جنگی عہدنامہ منظور کر لیا۔ معاہدہ ہوا جس کی شرطوں کا خلاصہ یہ تھا کہ آیندہ سے خود شہزادہ چارلس اپنی فوجوں کی کمان میدان جنگ میں کرے گا۔ کسی روسی افسر کے ماتحت رومینی فوجیں نہیں رہنے کیں۔

۲۴ راگست کی شب کو رومینی پیادہ فوج کا ایک بریگیڈ سمنٹیزا کے پل سے اتر گیا اور رسالہ کی رجمنٹوں نے ٹرناگوریلی کے قریب ڈینیوب کو عبور کر لیا۔ چھ ہزار ترکی فوج سدِّ راہ ہونیکے لئے مقام واردات پر پہنچی لیکن یہاں عبور ہو چکا تھا اور اسے آنے میں بہت دیر ہو گئی تھی اس لئے وہ رومینی ٹڈی دل فوج کا کچھ نہ کر سکی اور اسے پس پا ہونا پڑا۔ کاش یہ چھ ہزار ترکی فوج

بیگناہ خون ان کی گردنوں پر ابدالآباد تک رہے۔ اتنی وصیت اور کرتا ہوں کہ مجھے سکوتری میں دفن کیا جائے۔ اس کے بعد حافظ نے خدائے توانا و بزرگ کے حضور میں سجدہ کیا اور کہا "اے خالق کون و مکاں تجھ ہی کو بادشاہی سزاوار ہے سب ایک دن تیرے حضور میں حاضر ہوں گے"، یہ کہہ کے نہایت شجاعانہ طور پر اس خونی دربار میں آکے کھڑا ہوا۔ اسے دیکھتے ہی مفسد اُس کی طرف جھپٹ پڑے۔ اس نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ میں ایک بہادر اور شہید کی موت مروں گا۔ مفسدوں کو اپنی طرف جھپٹتا ہوا دیکھ کے حافظ نے فوراً تیغ آبدار نکال لی اور وہ گوہر درج شجاعت ٹڈی دل مفسدوں کے مقابل میں اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھانے لگا۔ اس نے کئی مفسدوں کو تہ تیغ کیا۔ دربار کی زمین خون سے رنگ گئی۔ صدہا مفسد اسپر جھپٹ پڑے اخیر یہ شیر سترہ گہرے زخم کھا کے زمین پر گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی ایک جاں نثاری جھپٹا اور اس کی چھاتی پر گھٹنے ٹیک کے اُس کا سر اتار لیا۔ جب یہ خون ناحق ہو چکا اور حافظ شربت شہادت پی چکا تو خدام سلطان آئے اور انہوں نے اُس کی لاش پر

وقت سے یہاں پہنچ جاتی تو رومینی بر گیڈ اور رسالے کبھی نہ اُتر سکتے۔ خدا معلوم ترکی افسر کس سوچ میں رہ گیا کہ وہ وقت پر نہ پہنچ سکا۔ اور وہاں بغیر خون کی بوند گرے کل رومینی فوجیں دھڑا دھڑ کرتی ہوئیں ڈینیوب سے پار ہوتی چلی آئیں۔

جو عہد نامہ شہنشاہ روسیہ اور شہزادہ چارلس دلیس رومینی میں ہوا تھا اس پر خود شہزادہ تو رضامند تھا لیکن رومینی رعایا روسیوں سے خوش نہ تھی۔ رعایا کا خیال تھا کہ ہم نے جو روسیہ کی امداد کی ہے اس کا صلہ ہمیں بہت کچھ ملے گا اور وہاں ڈھاک کے تین پات رکھّے تھے سوائے برباد ہونے اور مارے جانے کے اور رکھّا ہی کیا تھا۔ لندن ٹیمس کا نامہ نگار رومینی افسر سے ملا اس نے بیان کیا کہ اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے ہمیں لازم یہ تھا کہ ہم جنگ مدافعت لڑتے نہ کہ میدان میں نکل کے اپنی سپاہ اور روپے کا نقصان کرتے۔ خزانہ بالکل خالی ہو گیا ہے اور اب ہماری آیندہ حالت خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ دیکھئے موجودہ آزادی بھی قایم رہتی ہے یا اس سے بدتر حال ہونے والا ہے۔ ہمیں یہ اُمید دی گئی تھی کہ گورنمنٹ روسیہ ہمارے

چادر ڈالدی۔ سلطان نے نہایت دلیری سے ان مفسدوں سے مخاطب ہو کے یہ کہا۔ "اسے مفسدو یاد رکھنا کہ ایک دن اس خونِ ناحق کا انتقام لیا جائے گا۔ تم وہ لوگ ہو جنہیں نہ خدا کا ڈر اور نہ پیغمبر معصوم کی شرم"۔

دو مہینے کے بعد نئی طرح سے بازار قتل و غارت گرم ہوا۔ یعنی ان باغی سپاہیوں کی بارگوں میں کھلّم کھلّا اس بات پر بحث ہونے لگی کہ نوجوان سلطان کو تخت سے اُتار دیا جائے۔ یہ خبر سُنکے مراد خاں سمجھ گیا کہ بغیر خونریزی کے ان جاں نثاریوں کے پنجے سے نہیں بچ سکتا اس نے اپنی تھوڑی سی فوج کو جو اس پر جان نثار کرتی تھی جمع کیا کہ اگر ضرورت ہو تو وہ اس کے لئے سینہ سپر ہو جائے۔ بڑی جیت یہ تھی کہ خود باغیوں میں کشش پیدا ہو گئی تھی اور سپاہیوں اور جاں نثاریوں میں خوب چھن رہی تھی سلطان نے بڑی ترکیب سے سب سے پہلے رجیت پاشا کو جو مفسدوں کا سرغنا تھا قتل کر ڈالا اور پھر اُس نے چاہا کہ مفسدوں کو اپنا مطیع بناؤں اور یہی کام حقیقت میں بہت دشوار تھا۔

خزانہ کو مالا مال کر دے گی لیکن ابھی تک تو ایک پھوٹی کوڑی بھی اس نے نہیں دکھائی۔
جن کسانوں اور زمینداروں کو رنگروٹ بنا کے حکام روسیہ میدان جنگ میں لائے تھے
یہ لوگ جنگ کے قابل تو تھے نہیں ان سے صرف یہ کام لیا جاتا تھا کہ وہ چھکڑوں اور گھوڑوں
وغیرہ کی حفاظت کریں۔ بیچارے اس اہم کام میں دق ہو ہو جاتے تھے کہ مزے میں بیٹھے ہوئے
زمینداری اور کاشتکاری کرتے تھے یہاں کس مصیبت میں آ پھنسے "نہ پائے رفتن نہ جائے
ماندن" عجب کشمکش میں مبتلا تھے اور بعض اوقات تو رو رو اٹھتے تھے۔ ملک کی حالت روز
بروز ابتر ہوتی گئی کاشتکار اور مزدور پیشہ ایک نہ رہا۔ کام سب بند ہو گئے اور ایک آفت
چاروں طرف برپا ہو گئی۔ دوسرا غضب یہ ہوا کہ روسیہ جو کچھ اہل ملک سے خریدتا تھا قیمت
میں نقد روپیہ نہ دیا جاتا تھا بلکہ تین مہینے کے وعدہ کی ایک دستاویز لکھدی جاتی تھی۔ رومینی
ڈرتے مبادا ہم سے بھی یہی برتاؤ کیا جائے۔ پندرہ سال پہلے رومینی روسیوں سے اس مقابلہ
میں داغ کھا چکے تھے کہ ان سے قرض لینے کے بعد صاف طوطے کی طرح سے آنکھیں بدل لیں

اخیر ۲۹ مئی ۱۶۳۲ء کو سلطان نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل کرنی چاہی تاکہ ہمیشہ کے لئے اسے
ایک مہیب آفت سے نجات مل جائے۔ اس دن مراد نے ایک دیوان منعقد کیا۔ آپ تخت
پر بیٹھا۔ تمام وزرا۔ قاضی۔ مفتی اور جنگی افسر دست بستہ اس کے گرد کھڑے ہوئے تھے
چند رسالے کے اسکارڈن حاضر تھے جن کی خیر خواہی پر بھروسہ ہو سکتا تھا۔
اب سلطان نے حکم دیا کہ جاں نثاریوں اور سپاہیوں کا ڈیپوٹیشن حاضر ہو۔ سلطان نے
نہایت عقلمندی سے جاں نثاریوں کو اپنا دوست اور وفادار بیان کیا کیونکہ وہ جانتا تھا
کہ جاں نثاری سپاہیوں کے جانی دشمن ہیں۔ جاں نثاریوں نے اس کے جواب میں غل مچا کے
کہا تو ہمارا بادشاہ ہے۔ تیرے دشمن ہمارے دشمن اور بیان کیا کہ ہم ہر وقت اپنی وفاداری
اور اپنی جاں نثاری کی قسم کھانے کو موجود ہیں۔ یہ سنتے ہی قرآن مجید فوراً پیش کیا گیا اُنہوں نے
اس پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ ہم خدا کے کلام کو ضامن دیتے ہیں کہ ہم تجھ سے کبھی روگردانی نہیں کرنے
کے۔ ان کی قسم فوراً لکھ لی گئی اور ان کے دستخط کرا لئے گئے۔ پھر سلطان سپاہیوں کے

اور ستو میں تین روپے بہ مشکل ادا کئے۔ وہ رنگ اب پھر ہوتا چلا تھا۔ روسی نہایت وحشی اور بے ایمان قوم ہے۔ حالانکہ اس کی اتنی بڑی زبردست سلطنت ہے لیکن یورپی مہاجن ایک حبّہ دینے کے بھی روادار نہیں ہیں جب تک خود مہاجنوں کی گورنمنٹ ضمانت نہ کرے یورپی مہاجن قرضہ کی بابت روسیہ سے بات چیت ہی نہیں کرتے۔

ولاچیا اور بالغٹریویا کے باشندے ترکوں کی طرف دیکھنے لگے تھے اور اُن کی دلی خواہش ہوگئی تھی کہ پھر ترکوں کی ہی سرپرستی قبول کر لی جائے اگر اس وقت ترکی میں چند روشن دماغ خیر خواہ ملک و ملت حکّام ہوتے تو ضرور ان باغی صوبوں کی طرف خیال رکھتے اور ایسی حالت میں کہ وہ ترکوں کی گود میں آنا خود منظور کرتے ہیں ان سے مل جاتے اور پھر آسانی سے یہ کام بن جاتا مگر ان باتوں کی کسے پروا تھی اور کون قومی ہمدردی میں مبتلا تھا" لا حول ولا قوۃ"۔

جو کچھ کیا ہم نے کیا جو کچھ دیکھا اپنی بداعمالی کا نتیجہ دیکھا۔ کسی کی شکایت کرنی بالکل خلاف ہے جو کچھ ہم پر بیتا پڑی وہ ہماری سزا تھی۔ ہم تو اپنی بداعمالی سے اس سے بھی زیادہ

وکلار کی طرف مخاطب ہوا اور کہا بڑے شرم کی بات ہے کہ تم نے ہمیشہ مجھ سے مخالفت کی اور تم نے قانون سلطنت کو اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالا۔ انھوں نے نہایت عاجزانہ طور پر جواب دیا۔ بادشاہ سلامت جو کچھ فرماتے ہیں وہ بالکل درست ہے لیکن اب ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضور کے ہمیشہ فرمانبردار غلام بنے رہیں گے اور ہم سے خلاف وفاداری کوئی امر سرزد نہیں ہوگا۔

مراد نے کہا اگر فی الواقع یہی بات ہے کہ تم آئندہ میرے خیر خواہ اور وفادار بنے رہوگے تو جس طرح جاں نثاریوں نے اپنی وفاداری کی قسم کھائی ہے تم بھی کھاؤ اور اپنے کل سرغناؤں کو میرے حوالے کردو۔ جنھوں نے میرے خلاف بارہا بغاوت کی ہے۔ اس بات کو انھوں نے منظور کر لیا اور کہا ہم اپنے سرغنا حضور کے حوالے کردیں گے۔ اس کے بعد بادشاہ قاضیوں کی طرف مخاطب ہوا اور یہ کہا کہ تم وہ لوگ ہو جنھوں نے اپنے فیصلے روپیہ پر بیچے ہیں اور میری مظلوم رعایا کا حق مارا ہے اب تم بتاؤ کہ اس کا کیا جواب رکھتے ہو۔

سزا کے قابل تھے خدا نے ہم پر رحم کیا کہ خفیف سزا دیکے چھوڑ دیا۔
ادہر درہ شپکا پر روسی اور ترکی فوجیں دست وگریبان ہو رہی تھیں اور ادہر دوسری جانب محمد علی عثمانی کمانڈر انچیف روسیوں سے جنگ کر رہا تھا۔ مقام اسکی جا جو شمنہ کے جانب غرب بیس میل کے فاصلہ پر ہے پاشائے موصوف کا لشکرگاہ تھا اور لشکرگاہ رسگراد اور عثمان بازار کے بیچ میں آکے واقع ہوا تھا۔ مقابلہ میں شہنشاہ روسیہ کا لڑکا تھا۔ کئی بار جنگ ہو چکی تھی لیکن اخیر میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ محمد علی بڑا بہادر سپاہ سالار تھا اس نے زار روس کے لڑکے کا قافیہ تنگ کر دیا تھا اور ایک دفعہ تو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ایسا گھیرا تھا کہ شہزادہ روس بغیر ہتیار ڈالے کبھی نہ نکل سکتا تھا لیکن بدقسمتی ترکوں سے وعدہ کر چکی تھی کہ میں کبھی اختتام جنگ تک تمہارا پیچھا نہ چھوڑوں گی وہ کمبخت سرسبز کیوں کر ہوتے جب یہاں یہ کیفیت تھی اور محمد علی نے زار زادہ کو ناک چنے چبوا رکھے تھے وہاں قسطنطنیہ میں یہ شورہ ہوا کہ محمد علی کو واپس بلالیا جائے خدا معلوم یہ شورہ کیوں ہوا اور مدحت پاشا جیسے مدبر اعلیٰ خیرخواہ

انہوں نے کہا خدا ہمارا شاہد ہے ہم نے کبھی ناانصافی نہیں کی اور نہ اپنے فیصلوں کو قیمتاً فروخت کیا اور نہ غربا پر ظلم کیا۔ مگر وقت یہ تھی کہ ہمیں کسی طرح کی آزادی اور خود مختاری حاصل نہیں تھی۔ اگر ہم تیری رعایا کو بچانے کی کوشش کرتے تو تیرے مفسد سپاہی اور ٹکس وصول کرنے والے ہمیں قتل کر ڈالتے اور ہمارا گھر لوٹ لیتے۔ سلطان نے کہا۔ میں ان سب باتوں کو سن چکا ہوں پھر دربار میں ایشیا کا ایک جج جو عربی النسل تھا اٹھا اور اس نے اپنی تلوار میاں سے نکال کے یہ کہا" اے میرے بادشاہ ان بے انتظامیوں کا فیصلہ صرف تلوار کر سکتی ہے۔ اس پر سب نے اتفاق کیا۔ تمام وزرا۔ امرا اور حکام نے اس پر دستخط کر دیئے جس کا مطلب یہ تھا کہ جس صورت سے ہو ان خلاف شریعت امور کو مٹا دینا چاہئے تاکہ ہم خدا اور اس کے معصوم نبی کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔
مراد خاں نے اس تجویز کو عملی صورت میں دکھانا چاہا۔ پُرجوش اور قابل بھروسہ جنگ جو قسطنطنیہ میں بھیجے گئے تاکہ مفسدوں کے سرغناؤں کو قتل کریں اور ان میں سے کسی شخص کو

سلطنت کی موجودگی میں کیوں ایسی رائے پیش کی گئی - غرض یہ کہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ بلا لینا چاہیے چنانچہ ایک تعجیلی حکم اس کے نام روانہ ہوا اور وہ بہادر سپاہ سالار سخت مایوس ہو کے واپس چلا آیا -

محمد علی کے مقابلہ میں صرف ایک مقام پر زاروچ آٹھ ہزار فوج - رسالے کے چھ اسکوارڈن اور پندرہ توپیں لئے پڑا تھا اور یہ کل فوج ترنووا اور شملہ کے بیچ میں مورچہ زن تھی - ۲۰ اگست کو یہ کل فوج روانہ ہو کے مقام الگسلر میں داخل ہوئی اور پھر وادیئے نیکوی میں ہو کے گزری یہاں ترکی سپاہ موجود تھی - اس مقام کے ترکی کمان افسر کو روسیوں کے آنے کی مطلق خبر نہ ہوئی اور یکایک روسی فوجیں بے خبر ترکوں پر آپڑیں خوب جنگ ہوئی لیکن ترکوں کو اپنے مورچوں سے پیچھے ہٹنا پڑا - پھر روسیوں نے ترکی بازوئے راست پر مقام حیدر کوہی میں حملہ کیا - یہاں ترکوں نے خوب قدم جما کے جنگ کی اگرچہ اُن کی تعداد بہت کم تھی لیکن پھر بھی شام تک ترکوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی - شام ہوتے ہوتے صالح پاشا اور باتر پاشا فوج لیکے اُن کی امداد کو

باقی نہ چھوڑیں - ترکی صوبہ جات میں بھی یہی عمل درآمد شروع ہوگیا اور مہینوں تلوار مفسدوں کا لہو چاٹتی رہی - خود سلطنت کے جگر یعنی پایہ تخت میں مراد خاں کی آنکھوں کے سامنے حافظ پاشا کے قاتلوں سے اچھی طرح انتقام لیا گیا اور باسفورس کا پانی دنوں تک باغیوں کے خون سے رنگا جاتا رہا - ہر صبح باسفورس میں لاشیں پھینکی جاتی تھیں اور ان لاشوں کی کوئی گنتی نہیں تھی - اخیر ایک دفعہ اور بھی پایۂ تخت میں امن و امان قائم ہوگیا -

ترانسلوینیا سکے پولوں میں باہم جھگڑا ہوا لیکن فی الفور مٹا دیا گیا اور فساد کے کل خیالات جاتے رہے - اس وقت مراد خاں کی عمر صرف ۲۲ سال کی تھی اس نوجوان سلطان نے اپنی اعلیٰ دماغی اور اعلیٰ تدبیری سے نہ صرف پائے تخت میں امن امان قائم کر دیا بلکہ تمام ملک میں اب کیلی کا کھٹکا نہ رہا تھا - وہ فوج جس سے وہ ڈرتا اور خائف رہتا تھا اب اس کا مرکردہ بنگیا اور وہ فوج جو اپنے سلطان کو کوئی چیز نہیں سمجھتی تھی اب اس کی وقعت کرتی تھی اور اس کے احکام پر چلنا دل و جان سے پسند کرتی تھی - مراد خاں کی آنکھیں ایران کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ چاہتا تھا

چلے آئے۔ غلطی یہ ہوئی کہ یہ دونوں ترکی کمان افسر فاصلہ پر مقیم ہوکے صرف چار توپیں اور کچھ پیادہ فوج کے سپاہی بھیج کے رہ گئے۔ یہ امداد کچھ امداد نہ تھی شام تک لڑائی ہوتی رہی اور اخیر ترکوں کو اپنے مقامات سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ دوسرا دن بالکل خاموشی سے گزرا اور طرفین میں سے کسی نے کوئی حملہ نہیں کیا۔ ۲۲ کو روسی توپوں نے ساڑھے آٹھ بجے صبح سے فیر کرنے شروع کئے ترکوں نے بڑی مستعدی سے اس کا جواب دیا یہاں تک کہ روسی توپوں کو خاموش کردیا۔ جوں ہی روسی توپیں خاموش ہوئیں ترکوں نے ان پر حملہ کردیا اور سنگینوں کی نوکوں پر روسیوں کے ایک زبردست مقام کو فتح کرلیا اور پھر عثمانی فوج ظفر موج سنگینیں جھکائے ہوئے آگے بڑھی۔ کوہ قافیوں نے مقابلہ کیا لیکن ترکوں کے دُھواں دھار حملوں کے آگے وہ قدم نہ جما سکے۔ خوب ہی خچاخچ تلوار چلی کوہ قافی پارہ پارہ کردیئے گئے اور برابر پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ساتھ ہی اور دوسرے مقامات پر بھی جنگ ہوگئی اور ایسی جنگ ہوئی کہ نارورچ کو چھٹی کا کھایا یاد آگیا۔ روسی فوجیں ہر طرف سے پارہ پارہ کردی گئیں اور نوبت یہ ہوگئی کہ خونخوار کوہ قافی ترکوں کے آگے

کہ گزشتہ غلط کاریوں کی تلافی کی جائے۔ اخیر ۱۶۳۵ء میں ایک مہم تیار ہوئی اور سامان جنگ ہونے لگا۔ سکوتری میں فوج تُلی کھڑی تھی اور اپنے اور اپنے سلطان کے حکم کی منتظر تھی نوجوان سلطان نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ سب سے پہلے سلطان نے شہر ایروان پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا۔ مراد خاں کل فوج کی کمان کر رہا تھا۔ اُس کی فنون جنگ کی مہارت اُس کے بے دھڑک دلیری اور اول درجہ کی مستعدی نے میدانِ جنگ کا رنگ ہی بدل دیا تھا۔ ۱۶۳۶ء میں ایران پر صرف اس غرض سے حملہ کیا کہ بغداد کو فتح کرکے مثل قدیم عثمانی سلطنت میں ملالیا جائے۔ ترکی فوجیں محاصرہ بغداد میں ترچ بچ کے بیٹھ رہی تھیں لیکن بغداد فتح نہ ہوسکا۔ اب سلطان نے حزم بالجزم کرلیا کہ میں بغیر فتح قدم پیچھے نہ ہٹاؤں گا۔ اور اپنے اسی ارادہ کی تکمیل میں گرم جوشی سے تیاری کرنے لگا۔

بماہ مارچ ۱۶۳۸ء میں سکوتری میں فوجیں جمع ہونے لگیں اور اخیر سلطان روانہ ہوا۔ خیال یہ تھا کہ ایرانی بڑا بھاری مقابلہ کریں گے مگر فوج کے شائستہ ہونے اور سلطان کے پُرجوش

خرگوشوں کی طرح بھاگتے پھرتے تھے۔ ۲۳ کی شام کو شہزادہ نصابنی پر آگندہ فوجوں کو جمع کر کے ترکوں پر بڑا زبردست حملہ کیا۔ ترک کھلی پہاڑیوں پر مورچہ زن تھے اور روسی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ یہ فائدہ روسیوں کو بہت بڑا تھا ان جھاڑیوں کی آڑ میں روسیوں نے اپنی جگا دری توپیں نصب کر دیں اور ترکوں پر گولوں کی بوچھاڑ برسانے لگے۔ دو گھنٹے میں چھ سو گولہ ترکی پہاڑی پر برسایا اور آٹھ بجے شب کو بڑھتے بڑھتے اس پہاڑی کو گھیر لیا۔ اور جب قریب آگئے تو بندوقوں کے فیر شروع کر دیئے۔ ترکوں نے روسیوں کے قریب آنے پر بھی قدم پیچھے نہیں ہٹایا اور برابر اُن کے فیروں کے جواب دیتے رہے۔ چونکہ اندھیرا بہت ہو گیا تھا اس لئے روسیوں نے آگے بڑھ کے دست بدست جنگ کرنی مناسب نہیں خیال کی رشب بھر دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں پڑی رہیں۔ اس وقت بیم و رجا کی سلطنت ہو رہی تھی۔ بہادر اور مردمیدان سپاہی اپنی آئندہ خونی قسمتوں اور فتح کی ناموری میں غلطاں و پیچاں تھے لیکن اب بھی ترکی مورچوں سے ہنسنے کی آوازیں چلی آتی تھیں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور

سپاہ سالار نے ایرانیوں کی کچھ دال نہ گلنے دی۔ غرض حملہ ہوا اور ترکوں نے مجنونانہ جوش سے حملہ کیا۔ دسمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور سردی خوب پڑنے لگی تھی۔ ایرانیوں نے بڑی بہادری سے ترکوں کے اس حملہ کا جواب دیا اور دو دن تک خوب کٹا چھنی کی جنگ ہوتی رہی۔ ایرانیوں کی شجاعت اور خطرناک دلیری میں کوئی شک نہیں ہے وہ سخت جنگ ہوئی وہ کٹ کٹ کے لڑے کہ طرفین کی سچی شجاعت کا نقشہ کھنچ گیا۔ تیسرے روز سلطان نے اپنے گھوڑے کی باگیں اُٹھائیں اور اپنی فوج کو پیچھے آنے کا حکم دیا اب کیا تھا اس سے اور بھی غضبناک جوش ترکی فوجوں میں پیدا ہو گیا اور اب کے ایسا کچکچا کے حملہ کیا گیا کہ شہر بغداد فتح ہو گیا۔ فتح کے بعد مراد خاں نے عہد و پیمان کرنے میں ایک سپاہی کی سی جرأت اور ایک تجربہ کار جنرل کی سی متانت اور ایک زبردست مُدبّر سلطنت کی سی اعلیٰ قابلیت کا نمونہ دکھا دیا۔ ایرانی گورنر ابھی تک اور ایک حصّہ شہر پر قبضہ رکھتا تھا لیکن اس نے مایوس ہو کے وہ حصّہ بھی ترکوں کے حوالہ کر دیا۔ مراد خاں کی عظمت اور سلطانی جبروت کی تکمیل ہو چکی تھی اس نے ایرانی سپاہ سے وعدہ کیا

خوشی کا عجیب غل و شور سنائی دیتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کوئی جشن ہے یا عید کی خوشی ہے اس میں کلام نہیں کہ ایسی سطح اور بہادر فوج اور کہیں مشکل سے نکلے گی تین دن کے فاقہ سے جنگ میں بھیجدو تو حرف شکایت کبھی زبان پر نہ آئے گا۔ خواہ کیسی ہی ماندہ فوج ہو جائے پھر بھی مزید جنگ کے لئے کبھی عذر نہ ہوگا۔ اے ترکی سپاہیوں تمہاری ماؤں نے تمہیں کو جنا ہے۔

جب روسی بھاگے ہیں تو ایسے بے اوسان ہو کے بھاگے تھے کہ اپنے پیچھے بہت سی توپیں اور کثیر سامان حرب چھوڑ گئے جو ترکوں کے قبضہ میں آیا ہر طرف ترکوں کی فتح ہی فتح نظر آ رہی تھی لیکن افسوس ہے محمد علی کے واپس چلے جانے پر ترک اس فتح کا کوئی ثمرہ نہ اُٹھا سکے اتنا ضرور ہوا۔ کہ ان خونریز میدانوں اور پے درپے کی فتوحات سے روسیوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ہمارا دشمن بہادر اور مرد میدان ہے اور ہم آسانی سے بازی نہیں لیجا سکتے۔ جنگ پلونا اور درۂ شپکا کے ایسے حسرتناک اور خونی واقعات ہیں کہ انسان گھنٹوں رویا کرے جو کچھ عثمان پاشا نے کیا وہ ایسا کیا کہ دنیا کی تاریخ اسے نہیں بھلا سکتی وہ میدان میں قلعہ بنانے کا موجد تھا

کہ تمہاری جان کی حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں اور باشندگان شہر کے نام اشتہار جاری کر دیا کہ تمہاری جان۔ تمہاری حرمت اور تمہارے مال بالکل محفوظ ہیں اور وہی آزادی جو تمہیں پہلے حاصل تھی برقرار رکھی جائے گی اور تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

۲۵ دسمبر ۱۶۳۸ء سلطانی جلوس کے ساتھ داخل شہر ہوا۔ غضب یہ ہو گیا کہ جوں ہی اُس کی فوج شاہراہوں میں ہو کے گزری عہد و پیمان ہونے کے بعد بھی ایرانیوں نے حملہ کر کے بہت سے ترکی سپاہیوں کو کاٹ ڈالا۔ یہ بدعہدی دیکھ کے سلطان کو غصہ آیا اور اُس نے قتل عام کا حکم دیدیا۔ پچیس ہزار باشندے بلا امتیاز عمر اور جنس قتل کر ڈالے گئے۔ اور یہ بدقسمت شہر زیادہ تر اپنے ہی بچوں کی بدعہدی کی وجہ سے خون میں رنگا گیا۔

بماہ فروری مراد خاں قسطنطنیہ واپس چلا آیا اور ایک زبردست فوج کو اپنے بہادر سپاہ سالار کی سرکردگی میں بغداد چھوڑ دیا۔ ۱۰ رجون کو سلطان اور اُس کا فتحمند لشکر قسطنطنیہ پہنچا اور بڑی شان سے داخل قسطنطنیہ ہوا۔ بڑی طمطراق سے سلطان کی سواری شاہ راہوں میں ہو کے

اور اس عظیم اور ضروری ایجاد کا فخر اسی کی ذات کے لئے ہمیشہ رہے گا۔ اب تک ترک اپنی غلط کاریوں یا اپنی شامت اعمال سے جو کچھ بے عزّتی کی شکستیں کھا چکے تھے ان سب کی تلافی عثمان پاشا اور محمد علی نے کر دی تھی۔ کاش عثمان پاشا کو برابر امداد دی جاتی اور سلیمان پاشا جیسا جوشیلا نوجوان سپاہ سالار مستعدی سے جنگ کرتا تو کبھی یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا وہ بے فائدہ درۂ شپکا پر ترکوں کو کٹوا تا رہا جب ضروری مقامات پر قبضہ کرنے کے بجائے اس نے نہایت بے پروائی سے ان مقامات کو خود بخود چھوڑ دیا۔ وہ شائستہ فوج جو اس کی ماتحتی میں کام کر رہی تھی تمام یورپ اس کا مدّاح ہے یہ اسی فوج کے دم خم تھے کہ اس نے علی التواتر روسیوں پر تنو سے زیادہ حملے کئے اور ہر حملہ میں کامیاب ہوئی مگر جب ان کا سرکردہ ہی بے پروا ہو تو وہ بہادر سپاہی کیا کر سکتے تھے ادھر بلقان کے دوسرے حصّے میں محمد علی کی دردناک حکایات مدّت تک عثمانی تاریخ کے پڑھنے والے کو آٹھ آٹھ آنسو رلائے گی اگر وہ بہادر سپاہ سالار میدان جنگ سے ایسی حالت میں کہ وہ زار روس کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ قید کر چکا تھا بلا لیا جاتا

گزری لاکھوں آدمی جمع تھے رعایا اس قدر خوشی کے نعرے مار رہی تھی جس کا حد و حساب نہ تھا اور یہ خوشی کے نعرے زیادہ تر دو وجہ سے تھے ایک تو یہ کہ سلطان ایسی سخت مہم سر کرکے آیا ہے اور دوسری یہ نوجوان سلطان رعایا کا عزیز بھی بہت تھا۔

جب ایشیا کا معاملہ یوں انجام کو پہنچ گیا تو اب یورپ نے سلطان کی توجہ اپنی طرف پھیر لی۔ واقعہ یہ ہے کہ باب عالی نے کسی گستاخی یا خطا پر وینس کے جمہوری سلطنت کے سفیر کو قید کر دیا۔ یہ سن کے اہل وینس بھڑک اٹھے سفیر اگرچہ قید خانہ میں تھا لیکن اب بھی ان دو ممالک میں صلح کرانا چاہتا تھا۔ اور اس کی کوشش تھی کہ کسی طرح جنگ نہ ہو۔

سفیر اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا اور اس نے ایک عظیم جنگ کو روک دیا۔ ایران سے جو معاہدہ ۹۵۵ھ میں سلیمان عادل کے وقت میں ہوا تھا ان ہی شرطوں پر معاہدہ کیا گیا اور کوئی نئی شرط نہیں ہوئی۔ گویا پورے اسّی برس کے بعد سلیمان ثانی پیدا ہوا تھا جس نے سلطنت کی عظمت کو پھر اپنی جگہ برقرار کر دیا۔ یورپ اور ایشیا میں ایسا امن ہوا کہ ترکی کو صدہا سال سے

توکاہیکو یہ آفت بھگتنی پڑتی جس وقت برلن میں ترکی اور روسی عہد ناموں کے لئے تمام
دول یورپ کے وکلاء جمع ہوئے ہیں تو علاوہ اور وکیلوں کے محمد علی بھی ترکی کی طرف سے
وکیل بنا کے بھیجا گیا تھا۔ یہ شخص نہ صرف فنون جنگ سے ماہر تھا بلکہ رموز سلطنت کا بہت بڑا
ماہر اور یورپ کی زبانوں کا بہت بڑا ادیب بھی تھا۔ اسے انگریزی۔ فرانسیسی۔ جرمنی۔ یونانی
مثل مادری زبان کے آتی تھیں۔ جب لندن کے پارلیمنٹ کا ایک ممبر اس سے برلن میں جاکے
ملا ہے اور اس نے روم و روس کی جنگ کی بابت سوالات کئے ہیں تو محمد علی جنگ کا نام سنتے
ہی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کہنے لگا خدا کی مرضی میں کسی کو چارہ نہیں رہے۔
میں کیا کروں کچھ کہا نہیں جاتا۔ روسیوں کا مار لینا ہمارے آگے کچھ بھی مشکل نہ تھا کاش ہم میں
قومی ہمدردی اور ملکی محبت ہوتی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ معاہدہ جو اس وقت ہو رہا ہے آج ترکوں
کے ساتھ کیسی ناانصافی کی جا رہی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ یہ ناانصافی نہ ہو اور جہانتک
مجھسے ممکن ہو گا میں اپنی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھوں گا۔

نصیب نہ ہوا تھا اور اب ہر طرف سرسبزی اور ترقی۔ مرفہ الحالی کے سامان نظر آنے لگے۔
افسوس ہے کہ اس نوجوان بیدار مغز اور روشن ضمیر سلطان کی صحت روز بروز تنزل کرنے لگی
اور اس کی ہڈیوں میں ایک حرارت پیدا ہو گئی جسے تپ دق کہنا چاہئے۔ ترکی سلطنت کی
اس سے زیادہ بدقسمتی کیا ہو گی کہ سلطان عاقل کے اسّی برس کے بعد ایک ایسا روشن دماغ
سلطان پیدا ہوا اور وہ عین شباب کے عالم میں قبل از وقت دنیا سے رخصت ہو جائے۔
کاش یہ عاقل سلطان اور تیس چالیس برس زندہ رہتا تو آج ترکی کو یہ روز بد دیکھنا نصیب
نہ ہوتا اور اس کی بنیادیں ایسی مضبوط ہو جاتیں کہ متفقہ یورپ کی مخالفت بھی اسے صدیوں
تک جنبش نہ دے سکتی مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ روز ازل میں فیصلہ ہو چکا تھا اس کا عملدرآمد
ہونا لازمی تھا جب اس نوجوان سلطان کو یہ یقین ہوا کہ اس کی زندگی خطرہ میں پڑ چکی ہے
تو اس نے اپنے بھائی کو بلایا تاکہ سلطنت کے لئے اسے وصیت کر جائے لیکن اس کے بھائی کو
یہ شبہ ہوا مبادا سلطان مجھے قتل کر دے۔ وہ بھائی کے بلانے سے نہ آیا ادھر سلطانہ ولیدہ نے

پارلیمنٹ کا ممبر بیان کرتا ہے "کہ اگر محمد علی ترکوں کا وکیل بنکے نہ آتا تو جو رعایتیں اس وقت معاہدہ میں ترکوں کے ساتھ کی گئی ہیں وہ ہرگز نہ ہوتیں اور ترکوں کی قسمت بالکل یورپ کے ہاتھ میں ہوتی کہ خواہ اسے پیس ڈالیں یا برقرار رکھیں۔ اس نے قوانین بین الاقوام کی رُو سے دول یورپ کے وکلاء کے سامنے وہ وہ زبردست تقریریں کی ہیں کہ انہیں مجبوراً موجودہ شرطوں پر اکتفا کرنا پڑا ورنہ فی الحقیقت ترکوں کے بچنے کی تو کوئی صورت ہی نہ تھی۔ ایسا مُدبّر اعلیٰ۔ ایسا فاضل۔ ایسا ہمدرد ملک و ملت۔ ایسا فنون جنگ کا ماہر اس بے توقیری سے اور بلاوجہ میدان جنگ سے واپس بلا لیا جائے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ باب عالی کیسی بُزدلانہ اور ذلیل حکمت عملی اس نازک وقت میں برت رہا تھا یہی کیفیت عثمان پاشا کے ساتھ ہوئی کہ اُسے امداد دینے کی باب عالی نے کوئی تدبیر نہیں کی نہ اُس کے ہم چشم سپاہ سالاروں نے اُس کے ساتھ ہمدردی کی ورنہ مجال تھی کہ روسیہ اس صورت سے بازی لے جاتا۔ خیر خدا کی یہی مرضی تھی اور اس کی مرضی میں کسی کو چارہ نہیں۔

بلاوجہ یہ اسے یقین دلایا تھا کہ تیرا بھائی تجھے قتل کر ڈالے گا۔ تو ہرگز نہ جائیو۔ حالانکہ اس جواں مرگ سلطان کی ہرگز یہ نیت نہ تھی۔ سلطانہ ولیدہ نے اسے محل کے پوشیدہ حصّہ میں چھپا دیا اور اسے شفیق بھائی کے سامنے نہ آنے دیا۔ جب اسے یہ خبر ہوئی کہ میرے حکم کی تعمیل نہیں کی گئی تو اُس نے حکم دیا کہ اسے گرفتار کر لیا جائے کہ اس حکم کی بھی تعمیل نہیں ہوئی اس لئے کہ ابراہیم روپوش ہو گیا تھا۔ یہ سُنکر سلطان کو اور بھی غصّہ آیا اور اُس نے اپنے شدّتِ مرض میں حکم دیا کہ اسے قتل کر ڈالا جائے۔ سلطانہ ولیدہ نے فوراً اس نوجوان قریب مرگ سلطان کو یہ پیغام بھیجا کہ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی اور ابراہیم قتل کر ڈالا گیا حالانکہ یہ بالکل غلط تھا وہ اب بھی محل کے ایک خاص کمرہ میں چھپا ہوا تھا۔

آخیر سلطان مراد خاں ۸ رفروری ۱۶۴۰ء میں سترہ برس سلطنت کرنے کے بعد ۳۱ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے رخصت ہوا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

چوتھا باب

ایشیائی جنگ اور بعض نامور واقعات

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ دیر کے لئے عثمان پاشا کو پلیونا میں مورچہ بند رہنے دیں اور درۂ شپکا کی قسمت کو معلق چھوڑ دیں اور اپنے ناظرین کی توجہ یک لخت یورپ سے ایشیا کی طرف متوجہ کر دیں جسے ہم گزشتہ بابوں میں اُدھر چھوڑ آئے تھے۔ بایزید کی خلاصی کے بعد روسی سپاہ سالار ٹرگوسف اور ملیکف نے دسویں جولائی ترکی آرمینیا کے مشرقی حصوں میں ایک بہت بڑے لشکر کی ترتیب دی حالانکہ ان کے پاس روسی ٹڈی دل فوجیں موجود تھیں لیکن پھر بھی مزید امداد کے لئے منتظر تھے۔ ترکی سپاہ سالار بھی اپنے دشمن سے غافل نہ تھا۔ اس بیچارہ کی امداد کے لئے ترکی شایستہ فوج پہنچنی ناممکن تھی۔ اس نے باشندوں میں سے بہت سے آدمی پکڑ کے انہیں بھرتی سے قواعد سکھائی۔ مجاہدین شام کے صوبوں سے برابر

اٹھارھواں باب

ابراہیم اٹھارھواں شہنشاہ یا سلطان

سنہ ۱۶۴۰ء سے سنہ ۱۶۴۸ء تک

سلطان ابراہیم کی تخت نشینی۔ اس کی ناقابلیت سلطنت حرم سرائے میں بدنظمی۔ خاندیہ میں جنگ۔ حرم سرائے کی زندگی۔ بغاوت۔ ابراہیم کی معزولی اور قتل۔

جب سلطان مراد خاں رابع کا انتقال ہوگیا تو عثمانی خاندان میں اولاد نرینہ میں صرف ابراہیم رہ گیا۔ سوا اس کے ایک بچہ بھی تخت نشینی کے لئے نہیں تھا۔

یہ شاہزادہ کمزور دل اور نحیف جسم کا تھا اور تخت پر بیٹھتے ہوئے ڈرتا تھا۔ وہ صبح کو روز مرہ ایسا خوف زدہ بستر سے اُٹھتا تھا گویا آج دن کو اس کی خیر نہیں ہے۔

چلے آتے تھے اور انہیں روز مرّہ ہتیار تقسیم کرکے قواعد سکھائی جاتی تھی۔

ارضِ روم اور قارص کے بیچ میں چار سلسل مقامات پر مورچہ بندی کرکے وادی آرازرس کے راستوں کو بند کر دیا تھا اور چونکہ یہ مقام ایک پہاڑی مقام تھا اس لئے جنگ کی جان تھا۔ ادہر جنگی انجنیروں نے اپنے اعلیٰ ہنر سے اُسے بہت مضبوط بنا دیا تھا۔ خود ارضِ روم کو دیوابالون کے پہاڑی سلسلہ نے محفوظ کر رکھا تھا اور چونکہ وسط جولائی میں ترکوں نے جگہ جگہ مورچہ بندی کرکے اُسے ایک زبردست مقام بنا دیا تھا اس لئے کثیر تعداد فوج ہونے پر بھی اس پر حملہ کرنے کی روسیوں کو ہمّت نہ پڑتی تھی۔ روسیوں نے یہ مصمّم ارادہ کر لیا تھا کہ جب تک مزید فوجیں ہماری مدد کے لئے نہ آجائیں ہم جنگ مدافعت ہی پر قناعت کریں اور آگے بڑھ کر ترکوں پر حملہ کرنے سے باز رہیں۔ چونکہ کوہ قاف میں پیچیدگی پیدا ہو گئی تھی اس لئے اس کی ضرورت تھی کہ وہاں فوج کا کافی حصّہ رکھا جائے۔ اس حالت میں کُل روسی فوجیں آرمینیا پر نہ آسکتی تھیں۔ جنرل ٹرگوکسف کو ایک نئی مشکل یہ پیدا ہوئی کہ دیسی عیسائیوں کے خاندانوں کا ایک

جب وزرا اس کے کمرہ میں گئے جہاں وہ چھپا دیا گیا تھا اور اُسے مراد خاں کے انتقال کی خبر سنائی اور ساتھ ہی مبارکبادی دی آپ تخت نشین کئے جائیں گے وہ ڈر کے مارے کانپ گیا اور اُسے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس خیال سے نالہ و بکا کی صدائیں بلند کیں۔ وزرا کی مبارکبادیاں اور خوشی کے نعروں پر خاک پڑ گئی۔ ناچار وزرا قریب آئے اور انہوں نے نہایت سہولت سے سمجھایا کہ ہم آپ کو قتل کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ آپ کو تخت نشینی کی خوشی خبری دینے آئے ہیں۔ آپ گھبرائیے نہیں اور ہمارے ساتھ چلئے۔ اس کہنے سے ابراہیم کو کسی قدر اطمینان ہوا اور وہ وزیروں کے ساتھ ساتھ دربار میں آیا جہاں سلطنت کے بڑے بڑے کل عہدہ دار دست بستہ کھڑے تھے۔ اب بھی وہ خائف تھا اور اس کے ہاتھ پیروں پر لرزہ تھا۔ صورت پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ لوگوں نے بغور دیکھ کے یہ پیشین گوئی کی کہ ایسے خائف اور بزدل سلطان کا تخت نشین ہونا سلطنت کے لئے فال بد ہے۔ اور انہیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ مراد خاں کے وقت میں سلطنت کی جو کچھ شان و شوکت بڑھی تھی وہ

غول سے سامان خانہ داری اور گھریلو مویشیوں کے شہنشاہ روسیہ کے نام پر اس کی فوج کے پیچھے پیچھے ہو لیا تھا۔ اس کا بیان تھا کہ ہم نے روسیوں کے پاس اس لئے پناہ لی ہے مبادا سلمان ہمارا سامان لوٹ کے ہمیں قتل کر ڈالیں۔ مذکور سپاہ سالار نے انہیں حفاظت دینے کا وعدہ کر لیا تھا اور اس لئے یہ لاؤ لشکر اس کی فوج کے ساتھ ہو لیا تھا۔ جس طرح یورپی نامہ نگاروں کو یورپ میں باشی بزوقوں اور چرکسوں کے مظالم کے بیان کرنے میں رنگ آمیزی کرنی پڑی تھی اسی طرح ایشیا میں انہیں کردوں کی بے رحمیوں کے بیان کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے اپنی رام کہانی گائی اور دو تین سو سال کے پرانے الفاظ کا کہ وحشی سلمانوں نے عیسائیوں پر جور و ظلم کئے اخباروں میں لکھنا شروع کیا اور متفق اللفظ ہو کے غل مچایا کہ اس سے مغربی تمدن کو بہت سخت صدمہ پہنچا ہے۔ روسی سپاہ سالار نے خاص مصلحت سے باغی آرمینیوں کو حکم دیا کہ وہ سرحد پار ہو جائیں اور پھر اس نے مقام الگدیر پہ جو ایروان کے رستہ میں ہے اور جس کا فاصلہ بایزید سے صرف ۲۰ میل ہے قبضہ کر لیا۔

ابراہیم کے زمانہ میں بالکل برباد ہو جائے گی۔ چونکہ ابراہیم مدت کے بعد قید سے رہا ہوا تھا اس کا دماغ بالکل مختل اور پریشان ہو گیا تھا اس نے وزیر کے ہاتھ میں سلطنت کی پوری باگ دیدی۔ پہلے تو اس وزیر نے ہر معاملہ میں چابک دستی دکھائی مگر اخیر میں آقا کی بد دماغی اور کمزور طبیعت کا اثر اس میں بھی آگیا اور اب یہ آنکھوں سے نظر آنے لگا کہ اگر اس کمبخت وزیر کے ہاتھ میں سلطنت رہی تو بالکل برباد کردے گا۔ حرسرائے کی مشکلات پھر درپیش ہو گئیں اور شہنشاہ کے کمزور ہونے سے وزراء میں اختلاف پڑ گیا۔ اسی اثناء میں سلطان بیگم کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس سے تمام سلطنت خوش ہو گئی کہ خدا نے وارث تخت و تاج پیدا کیا۔ حبشی خواجہ سرائیں اور محل سرا کی عورتوں کا سردار خاندیہ کی جنگ میں روانہ کیا گیا۔ اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ترکی سلطنت کی حالت کیا تھی۔ خدا معلوم اس خواجہ سرا کو کیا معرکہ پیش آیا کہ یہ قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ محل سرا کی چند بیگمیں اس کی دشمن ہو گئیں اور اخیر اپنے کمزور دل سلطان سے حج بیت اللہ کی اجازت لینی پڑی۔ خواجہ سرا کو اجازت ہونے پر بڑی شان اور

چلے آتے تھے اور انہیں روزمرّہ ہتیار تقسیم کرکے قواعد سکھائی جاتی تھی۔
ارضِ روم اور قارص کے بیچ میں چار سلسل مقامات پر مورچہ بندی کرکے وادی آمر از رس کے راستوں کو بند کردیا تھا اور چونکہ یہ مقام ایک پہاڑی مقام تھا اس لئے جنگ کی جان تھا۔ اِدہر جنگی انجنیروں نے اپنے اعلیٰ ہنر سے اُسے بہت مضبوط بنا دیا تھا۔ خود ارضِ روم کو دیوابالون کے پہاڑی سلسلہ نے محفوظ کر رکھا تھا اور چونکہ وسط جولائی میں ترکوں نے جگہ جگہ مورچہ بندی کرکے اُسے ایک زبردست مقام بنا دیا تھا اس لئے کثیر تعداد فوج ہونے پر بھی اس پر حملہ کرنے کی روسیوں کو ہمت نہ پڑتی تھی۔ روسیوں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک مزید فوجیں ہماری مدد کے لئے نہ آجائیں ہم جنگ مدافعت ہی پر قناعت کریں اور آگے بڑھ کر ترکوں پر حملہ کرنے سے باز رہیں۔ چونکہ کوہ قاف میں پیچیدگی پیدا ہوگئی تھی اس لئے اس کی ضرورت تھی کہ وہاں فوج کا کافی حصّہ رکھا جائے۔ اس حالت میں کُل روسی فوجیں آرمینیا پر نہ آسکتی تھیں۔ جنرل لاگوکسٹ کو ایک نئی مشکل یہ پیدا ہوئی کہ دیسی عیسائیوں کے خاندانوں کا ایک

جب وزرا اس کے کمرہ میں گئے جہاں وہ چھپا دیا گیا تھا اور اُسے مراد خاں کے انتقال کی خبر سنائی اور ساتھ ہی مبارکباد دی آپ تخت نشین کئے جائیں گے وہ ڈر کے مارے کانپ گیا اور اُسے یقین ہوگیا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس خیال سے نالہ و بکا کی صدائیں بلند کیں۔ وزرا کی مبارکبادیاں اور خوشی کے نعروں پر خاک پڑ گئی۔ ناچار وزرا قریب آئے اور انہوں نے ہنایت سہولت سے سمجھایا کہ ہم آپ کو قتل کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ آپ کو تخت نشینی کی خوشی خبری دینے آئے ہیں۔ آپ گھبرائیے نہیں اور ہمارے ساتھ چلئے۔ اس کہنے سے ابراہیم کو کسی قدر اطمینان ہوا اور وہ وزیروں کے ساتھ دربار میں آیا جہاں سلطنت کے بڑے بڑے کل عہدہ دار دست بستہ کھڑے تھے۔ اب بھی وہ خائف تھا اور اس کے ہاتھ پیروں پر لرزہ تھا۔ صورت پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ لوگوں نے بغور دیکھ کے یہ پیشین گوئی کی کہ ایسے خائف اور بزدل سلطان کا تخت نشین ہونا سلطنت کے لئے فال بد ہے۔ اور انہیں یہ بات معلوم ہوگئی کہ مراد خاں کے وقت میں سلطنت کی جو کچھ شان و شوکت بڑھی تھی وہ

غول معہ سامان خانہ داری اور گھریلو مویشیوں کے شہنشاہ روسیہ کے نام پر اس کی فوج کے پیچھے پیچھے ہولیا تھا۔ اس کا بیان تھا کہ ہم نے روسیوں کے پاس اس لئے پناہ لی ہے مبادا سلمان ہمارا سامان لوٹ کے ہمیں قتل کر ڈالیں۔ مذکور سپاہ سالار نے انہیں حفاظت دینے کا وعدہ کر لیا تھا اور اس لئے یہ لاؤ لشکر اس کی فوج کے ساتھ ہولیا تھا۔ جس طرح یورپی نامہ نگاروں کو یورپ میں باشی بزوقوں اور چرکسوں کے مظالم کے بیان کرنے میں رنگ آمیزی کرنی پڑی تھی اسی طرح ایشیا میں انہیں کردوں کی بے رحمیوں کے بیان کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے اپنی رام کہانی گائی اور دو سو تین سو سال کے پرانے الفاظ کا کہ وحشی سلمانوں نے عیسائیوں پر جور و ظلم کئے اخباروں میں لکھنا شروع کیا اور متفق اللفظ ہوکے غل مچایا کہ اس سے مغربی تمدن کو بہت سخت صدمہ پہنچا ہے۔ روسی سپاہ سالار نے خاص مصلحت سے باغی آرمینیوں کو حکم دیا کہ وہ سرحد پار ہو جائیں اور پھر اس نے مقام الگدیر پہ جو ایران کے رستہ میں ہے اور جس کا فاصلہ بایزید سے صرف ۲۰ میل ہے قبضہ کر لیا۔

ابراہیم کے زمانہ میں بالکل برباد ہو جائے گی۔ چونکہ ابراہیم مدت کے بعد قید سے رہا ہوا تھا اس کا دماغ بالکل مختل اور پریشان ہو گیا تھا اس نے وزیر کے ہاتھ میں سلطنت کی پوری باگ دیدی۔ پہلے تو اس وزیر نے ہر معاملہ میں چابکدستی دکھائی مگر اخیر میں آقا کی بددماغی اور کمزور طبیعت کا اثر اس میں بھی آگیا اور اب یہ آنکھوں سے نظر آنے لگا کہ اگر اس کمبخت وزیر کے ہاتھ میں سلطنت رہی تو بالکل برباد کر دے گا۔ حرسرے کی مشکلات پھر در پیش ہو گئیں اور شہنشاہ کے کمزور ہونے سے وزرا میں اختلاف پڑ گیا۔ اسی اثنا میں سلطان بیگم کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس سے تمام سلطنت خوش ہو گئی کہ خدا نے وارث تخت و تاج پیدا کیا۔
حبشی خواجہ سراؤں اور محل سرا کی عورتوں کا سردار رخاندیہ کی جنگ میں روانہ کیا گیا۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ترکی سلطنت کی حالت کیا تھی۔ خدا معلوم اس خواجہ سرا کو کیا معرکہ پیش آیا کہ یہ قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ محل سرا کی چند بیگمیں اس کی دشمن ہو گئیں اور اخیر اپنے کمزور دل سلطان سے حج بیت اللہ کی اجازت لینی پڑی۔ خواجہ سرا کے اجازت ہونے پر بڑی شان اور

اسی اثنا میں قارص کا محاصرہ روسیوں نے قریب قریب ترک کر دیا تھا۔ مختار پاشا نے حملے کرکے اس کو ناک چنے چبوا دیئے تھے اس کے پاس اتنی فوج نہیں تھی کہ محاصرہ ایک بڑے پیمانہ پر قایم رکھے اور مختار پاشا کے حملوں کا جواب دیتا رہے۔ میلیکف نے اخیر حکم دیا کہ کل جگادری توپیں پیچھے ہٹائی جائیں اور اپنے ڈویژن کو شہر کے مشرق کی طرف جانیکا حکم دیا اور اپنی کل فوج کو دو حصّوں میں منقسم کرکے ایک حصّہ کو اس راستہ کی نگرانی کے لئے مقرر کیا جو قارص سے مقام گنیری یا ایلگزنڈر پول جاتا تھا دوسرے حصّہ فوج کو جنوبی راستہ پر متعیّن کیا جو روسی عملداری کی سرحد پر واقع تھا۔ روسی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں قارص پر مختار پاشا کے مقابلہ میں بالکل کامیابی نہیں ہوئی اور ایک عرصہ تک ان دو صعب ترین غنیموں میں خاموشی رہی۔ لیکن یہ خاموشی زیادہ عرصہ تک رہنے والی نہیں تھی۔ مختار پاشا دشمن کی تاک میں لگا ہوا تھا۔ اس نے قارص کے مشرق کی جانب بہت بڑی مورچہ بندی کرلی اور اب اس کا مصمّم ارادہ ہو گیا کہ روسی سرحدات پر ہلالی فوجوں سے حملہ آور ہوں۔ تمام باتوں کو

طمطراق سے ایک پرشان جلوس کے ساتھ روانہ ہوا۔ جلوس ایسا بڑا تھا کہ راستہ میں لوگوں نے یہ سمجھا کہ سلطانہ اپنے بیٹے کے ساتھ مکہ کا حج کرنے جاتی ہیں اور چونکہ خود خواجہ سراؤں کا سردار موجود تھا اس لئے لوگوں کو اور بھی اس بات کا یقین ہو گیا۔ وہ اسکندریہ جہاز میں روانہ ہوا۔ اس کے جہاز کے ساتھ ترکی جنگی بیڑا حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تھا مگر بدقسمتی سے جوں ہی یہ جنگی بیڑا آرکی پیلیگو میں داخل ہوا سخت طوفان میں گھر گیا اور اسے مجبوراً روڈس کی طرف جانا پڑا۔ مالٹا میں خبر پہنچی کہ سونے کی چڑیا موقع پر آگئی ہے اسے چھوڑنا نہ چاہئے۔ مالٹا کے نائٹس نے ایک زبردست جنگی بیڑا روانہ کیا کہ سلطانہ اور سلطان کے بیٹے کو معہ تمام جلوس اور قیمتی اشیا کے گرفتار کرلیں۔ عیسائیوں کے جنگی جہاز روانہ ہوئے اور وہ آتے ہی ان طوفان زدہ ترکی جہازوں پر گر پڑے۔ خوب ہی گتھا گتھی کی لڑائی ہوئی۔ خواجہ سرا نے بھی داد شجاعت دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ تھا تو خواجہ سرا لیکن ایک تجربہ کار مرد میدان کی طرح لڑا۔ اور تلواروں کے منہ پر جان دیدی۔

سوچ کے مختار پاشانے ایک زبردست رسالے کو حکم دیا کہ فوراً روسی سرحدی قلعوں کی طرف باگیں اُٹھائیں۔ ترکی فوج حکم ہوتے ہی سترہ جولائی کی صبح کو ٹھیک نو بجے تیار ہوگئی اور پورے گیارہ بجے ہلالی نشان اڑاتی ہوئی روسی قلعوں کی طرف روانہ ہوئی۔ سب سے پہلے برگیڈ کے پاس مقدس سبز جھنڈا تھا اور اس پر روپہلی حرفوں میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی تھیں اور ساتھ ہی ایک اور چھوٹا سا جھنڈا تھا جس میں ہلال اور ستارہ کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس کل فوج کا لباس عجیب رنگ برنگ کا تھا جو باقاعدہ سوار تھے ان کی وردیاں اعلیٰ درجہ کی اور زرق برق بھڑک تھیں اور جو بے قاعدہ سوار تھے ان کا لباس بالکل معمولی اور خلاف موسم تھا مگر گھوڑے سب کے پاس اچھے تھے اور سب جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ جس راستہ پر یہ جوشیلے سوار قدم زن تھے وہ راستہ بڑا ہی دشوار گزار اور پہاڑی تھا۔ جس مقام پر یہ حملہ آور فوج جا رہی تھی وہ قارص کے اور کوہ آلغاز کے بیچ میں واقع تھا اور یہیں سے گویا روسی سرحد شروع ہوتی ہے۔ روسی خیمے ایک طرف نصب تھے جہاں ترکی سوار پہنچ گئے

ترکوں کا طوفان کی وجہ سے بہت کچھ نقصان ہو چکا تھا۔ جہاز خراب ہوگئے تھے لیکن تو بھی اُنہوں نے ٹھنڈے پیٹوں اپنے کو دشمن کے حوالہ نہیں کیا اور ایسے کٹ کٹ کے لڑے کہ نصرانی بہادروں کو بھی مزا آ گیا۔ اخیر نصرانیوں کو فتح ہوئی اور کل ترکی جہاز گرفتار کرکے بہت خوشی اور خرمی سے کہ ان کے ہاتھ سلطانہ اور ولیعہد سلطنت عثمانیہ ہاتھ لگا۔ مالٹا واپس پھرے۔ یہ خبر آناً فاناً میں یورپ پہنچ گئی اور سارے یورپ نے یقین کر لیا کہ سلطان کا بیٹا گرفتار ہوا ہے۔ مالٹا کے نصرانی حکمرانوں نے سلطان کے بیٹے کی طرح اس کی پرورش کی اور جس طرح کہ وہ ایک سلطان کے لڑکے کا اعزاز کر سکتے تھے اس میں اُنہوں نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ رفتہ رفتہ صداقت ظاہر ہوئی اور عام طور پر روشن ہوگیا کہ یہ لڑکا سلطانی نسل سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتا اور کسی معمولی خادمہ کا ہے۔ بیچارے نائٹس شکستہ خاطر ہوگئے اور اُنہوں نے اس پر سے اپنی توجہ اُٹھالی وہ بیچارہ مجبور ہوکے مالٹا سے روانہ ہوا اور ایک زمانہ دراز تک مختلف ممالک میں سخت پریشان حالی سے بسر کرکے اخیر رومۃ الکبریٰ چلا گیا اور وہاں جا کر راہب

اور بہت سہولت سے انہوں نے اپنے دشمن کا اندازہ لگایا۔ ترکوں نے ایک سلمان کوہ قافی کو پکڑ لیا اور اس سے دریافت حال کرنے لگے کہ دشمن کے امدادی ذرائع کیا ہیں اور فوج کتنی ہے عام طور پر یہ یقین تھا کہ اس مقام پر روسیوں کے پاس تیس ہزار فوج سے زیادہ کسی صورت سے نہیں ہوسکتی ادہر روسی اپنا پہلو قوی نہ سمجھتے تھے کیونکہ دوسرے ہی روز علی الصباح ان کے دو کیمپ ایک دوسرے سے قریب آگئے۔

پانچ یا چھ ہزار فوج رسالہ اور دو توپخانے نقل وحرکت کی نگرانی کے لئے روانہ کئے گئے۔ مختار پاشا نے چاہا کہ اپنی افواج قاہرہ کے مقامات میں تبدیلی پیدا کردوں اور روسی افواج کے متوازی اپنی فوجیں ڈال دوں اور پھر کل روسی فوجیں دونوں اطراف سے کچل ڈالی جائیں۔ روسی لشکرگاہ پہاڑیوں کے ایک سلسلہ کے پیچھے قائم کیا گیا تھا اور ان کے آگے صوباطن کا وسیع صحرا کھلا ہوا تھا۔ ترکوں نے چند پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا اور اب دونوں فوجوں کا فاصلہ بہت ہی کم رہ گیا تھا ۱۸ر جولائی ترکی سپاہ سالار نے ادہم پاشا کی ماتحتی میں مختصر سی گھوڑ چڑہی

بن گیا اور اپنا نام خادر عثمان رکھا۔

جب ابراہیم نے یہ سنا کہ مالٹا والوں نے اس کے خواجہ سرا پر حملہ کرکے اسے قتل کر ڈالا اور تمام جلوہی سامان کو معہ ترکی جہاز کے گرفتار کر لیا تو وہ آگ بگولہ ہوگیا اور اسے اتنا ہی غصہ آیا گویا کہ اس کا صلبی بیٹا گرفتار ہوگیا ہے۔

اس نے دربار میں قسم کھائی کہ میں ان بحری لیٹروں کو برباد کردوں گا اور وینس کے ایلچی کو سر دربار بلا کے بہت سخت سست کہا کہ وہ کیا تمہاری جمہوری سلطنت نے ان ڈاکوؤں کو جزیرہ خاندیہ میں اترنے دیا۔ کیونکہ جب خواجہ سرا سے مالٹا کے جہازوں کی لڑائی ہوئی ہے تو نصرانی بیڑا جہازات نے سخت شکستہ ہو کے خاندیہ میں لنگر ڈالا تھا اور یہیں اپنی ٹوٹے ہوئے جہازوں کی مرمت کرکے مالٹا روانہ ہوئے تھے۔ جنگی اور ملکی وزرا کی ایک انجمن منعقد ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ بڑے پیمانہ پر جنگ کی تیاری کی جائے اور مالٹا پر حملہ ہو۔ مشہور تو تھا کہ مالٹا پر ترکی جہازوں کی یورش ہوگی مگر اصل میں خاندیہ پر حملہ کرنے کا منشا تھا۔

فوج جانب جیپ روانہ کی۔ یہ مٹھی بھر فوج روانہ ہوئی اور اس نے صوبا ملن کے قصبہ کو گھیر لیا اور دشمن کے بازوئے راست کی طرف سے چکر لگاتی ہوئی روسی زبردست فوج کے عقب میں جا پہنچی اس فوج میں تین اسکواڈرن ڈراگون تھے اور ایک برگیڈ باقاعدہ کوہ قافیوں کا تھا مقابلہ ہوتے ہی جنگ ہونی شروع ہوئی اور سوار ایک دوسرے کے مقابلہ میں دادِ مردانگی دینے لگے۔ حالانکہ روسی فوج تعداد اور توپخانہ کے لحاظ سے ترکوں سے کہیں زیادہ تھی لیکن چرکس ایسے بجلی کی طرح گرے کہ روسیوں کے حواس باختہ ہوگئے اور وہ پریشان ہوکے بھاگے۔ ترکی فوج نے بڑی سرگرمی سے ان کا تعاقب کیا اخیر وہ بیچارے بھاگوں بھاگ اپنے کیمپ میں پہنچے چونکہ روسی افواج کے یہاں دل بادل چھا رہے تھے پھر نئے سرے سے جنگ شروع ہوئی شام ہو چکی تھی اور اندھیرا ہوتا چلا جاتا تھا اس لئے بغیر کسی نتیجہ کے جنگ بند ہوگئی۔ چرکسوں کا شہزادہ محمد غازی نامی تنہا روسی کیمپ میں شب کو پہنچا تمام پہاڑی اقوام پر اُس کا بہت اثر تھا اور کل پہاڑی لوگ کم و بیش اُسے اپنا شہزادہ سمجھتے تھے اس نے روسی مسلمان سپاہ کو لعنت ملامت کی

بماہ اپریل ۱۶۴۵ء میں یوسف امیر بحر کی ماتحتی میں ایک زبردست جنگی بیڑا قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ وینٹین جزایر کے قریب ہوتا ہوا خاندیہ پہنچا۔ خاندیہ میں ترکی لشکر کی مزاحمت کی قوت نہ تھی۔ بے روک ٹوک ترکی لشکر جہازوں سے اُتار دیا گیا اور اس نے خاندیہ کا مغربی سمت سے محاصرہ کر لیا اور اخیر اگست تک تمام باشندے ترکی قبضہ میں آگئے۔ دوسرے سال ترکوں نے ریٹیمو فتح کر لیا اور ۱۶۴۸ء میں جزیرہ کے پایۂ تخت کا محاصرہ کر لیا۔ یہ دائمی یادگار محاصرہ کامل بیس سال تک رہا۔ وینٹینس بڑی شجاعت اور آمادگی سے جنگ کرتے رہے۔ اس اثناء میں اُنھوں نے ترکی جزایر لیمنس اور ٹینیڈاس پر تاخت و تاراج کی لیکن۔ اس زبردست طولانی محاصرہ کو توڑ نہ سکے۔

سلطان اپنے خاندانی پیچیدگیوں سے سخت تنگ آگیا تھا۔ معاملات سلطنت سے وہ اتنا پریشان نہ تھا جتنا حرسرا کی کششوں نے اُسے ناک چنے چبوا رکھے تھے۔ اس وقت سلطان کو روپیہ کی سخت ضرورت آپڑی ناچار اس نے اپنی چار سالہ لڑکی کا نکاح یوسف امیر بحر سے کر دیا

کہ تم ایک ظالم نصرانی بادشاہ کا اسلام کے مقابلہ میں ساتھ دیتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم نصرانیت کی حمایت میں کمربستہ ہو کے میدان جنگ میں نکلے ہو یہ سُنکے تمام روسی مسلمان سپاہی سرنگوں ہو گئے اور اُن میں ایک جوش پیدا ہو گیا بہت سے مسلمان کوہ قافیوں کا رنگ بدل گیا اور وہ اپنے شہزادہ کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

۱۸ تاریخ شب ہونے سے پہلے ترکی فوج کا ایک حصّہ اپنے جدید راستہ پر روانہ ہوا اور ۲۰ تاریخ اس فوج میں قارص کی چھ بٹالین شریک ہو گئیں۔ اب گویا دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں آمادہ پیکار تھیں اور طرفین میں حملہ کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ اِدہر روسی آمادۂ جنگ تھے لیکن یہ راستہ دیکھ رہے تھے کہ کسی طرح ترک حملہ کریں اُدہر ترک جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ جنگ کا شوق دونوں طرف موجیں مار رہا تھا اور یہ ایسا شوق تھا جس میں خون اور کرب و بلا ملی ہوئی تھی۔

اِدہر تو یہ تیاری جنگ اور اُدہر بارش کی کثرت اور دلدل کا ہونا غضب ڈہا رہا تھا۔ مینھ

یہ شخص بڑا دولتمند تھا اور ترکی بھر میں اس سے زیادہ امیر اور کوئی شخص شمار نہ کیا جاتا تھا۔ نکاح ہونے کے بعد سلطان نے چاہا کہ اپنے داماد کی جائداد پر قبضہ کروں مگر دقّت یہ تھی کہ یوسف کی زندگی میں وہ اُس کے کل مال پر قبضہ نہ کر سکتا تھا ناچار اخیر بدنصیب شاہ نے محض دولت کے لالچ سے اپنے ایسے قابل امیر بحر کو قتل کرا دیا۔

کل بحری فوج یوسف پر جان دیتی تھی اس وقت ایسا ہر دلعزیز ایک فوجی افسر بھی نہ تھا جوں ہی فوج نے اس کے قتل کی خبر سُنی بغاوت پر اُتر آئی لیکن بہت جلد باغیوں کا سر کچلا گیا۔ روپیہ ہاتھ لگنے پر سلطان نے تمام معاملات سلطنت سے دست برداری کی اور حرمسرائے میں جا کے گوشہ نشین ہو گئے۔

وہ خزانہ جو مراد خاں اپنی خوش انتظامی سے بھر گیا تھا خالی ہو گیا۔ کل محکموں کے خزانوں سے سلطان کے لئے روپیہ کھنچا چلا آتا تھا۔ ٹیکسوں کا بار رعایا پر دُگنا چوگنا پڑنے لگا غرض تعدّی اور جور و ظلم کا بازار گرم ہوا اور چاروں طرف ایک آفت برپا ہو گئی۔

اس قدر موسلا دھار پڑ رہا تھا کہ کئی روز سے آنکھ نہیں کھولی تھی۔ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نے آسمان کو صحن قیامت بنا رکھا تھا۔ یہ آسمانی مزاحمتیں بہادر مرد میدان سپاہیوں کا کچھ نہ کر سکیں اور اب روسیوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ ترکی نئے مقامات پر حملہ کرنا چاہئے۔ ادھر مختار پاشا کے پاس قسطنطنیہ سے یہ فرمان پہنچا کہ جو کچھ تم نے کامیابی حاصل کی ہے اسے خطرناک حملوں سے برباد نہ کر دینا یہ نہ ہو کہ جوش میں ترکی فوج روسی قلب لشکر میں گھس جائے اور پھر خوفناک نتائج کی پیشین گوئی ہونے لگے۔

۲۵ جولائی کی شب کو ایک مہم روانہ کی گئی ادھر مصطفےٰ پاشا نے ایک رسالہ کے ساتھ روسی سرحدات پر حملہ کیا۔ روسیوں نے دوسرے روز اس کا یہ جواب دیا کہ ترکی مقامات پر حملہ کر دیا۔ روسی پیادہ فوج کی دو بٹالن رسالہ کے بیس اسکواڈرن اور گھوڑوں کے دو توپخانے روسی لشکرگاہ سے ۲۶ ویں کی صبح کو جانب اراغلو روانہ ہوئے۔ اسی درمیان میں ترک مقام چیلا پر بڑھے اور روسیوں کی بڑھتی ہوئی فوج پر بڑی سرگرمی سے گولہ باری شروع کی۔ توپوں کے

ابراہیم اپنی بد دماغی اور قوم کی بدنصیبی سے فضول خرچ اور عیاش ہی نہ تھا بلکہ ظالم بھی بہت تھا اس نے چند نامور فوجی افسروں کی گردن ماردی اور بے خطا چند بڑے بڑے ملکی عہدہ داروں کو مروادیا۔ اس صریح زیادتی اور بے رحمی سے جان نثاری بھڑک اُٹھے۔ مفتی پہلے ہی جلا بیٹھا تھا کیوں کہ اس کی لڑکی سلطان ہتیا بیٹھے تھے یہ حالت دیکھ کے اس نے جان نثاریوں کو اُبھارا اور غصہ کی جلتی آگ میں تیل چھڑک دیا۔ ایک دن مفتی نے ایک مسجد میں جلسہ کیا کل ملاؤں اور جان نثاریوں کے اعلیٰ افسروں کو بلایا۔ صرف اس جلسہ میں تو یہ طے پایا کہ وزیر اعظم کو عہدہ سے برطرف کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے اپنا ارادہ ظاہر نہیں کیا لیکن دلی منشاء سب کا یہ پایا جاتا تھا کہ وزیر اعظم پر ہاتھ ڈال کے پھر سلطان کی طرف قدم اُٹھانا چاہئے۔

یہ خبر سلطان کو پہنچی کہ مفتی نے مسجد میں جلسہ کیا ہے اس نے محل کے چند عہدہ داروں کو روانہ کیا کہ اس جلسہ کو پریشان کر آئیں۔ جس وقت یہ لوگ مسجد کے دروازہ پر پہنچے انہیں اندر آنے کی فوراً اجازت دیدی گئی انہوں نے سلطانی حکم سنایا مفتی نے کہا آپ لوگ اس فتوے کو

زیر رسالہ ادہم پاشا کی ماتحتی میں ایک ترکی فوج مقامات ارا اغلو اور علیل تاپی پر روسیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے بڑھی۔ مسلمان فوج رسالہ کو پس پا ہونا پڑا لیکن مختار پاشا نے پیادہ فوج کے تین برگیڈ جرکس رسالہ کی پشت پناہی کے لئے روانہ کئے۔

لڑائی ہوئی اور روسی پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ انہوں نے ارا اغلو پہنچ کے ایک پشتہ پر قبضہ کر لیا اور یہ ایسا پشتہ تھا جہاں سے انہیں ترکی فوج بے دخل نہ کر سکتی تھی۔

روسی توپیں ترکوں کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ ان کی نشست بہت خراب رہی اور ان کے توپچی بالکل ناکارہ ثابت ہوئے ان کی نقل وحرکت میں سستی آگئی تھی اور ان کے پاس اس وقت سامان بھی کم ہو گیا تھا۔ دو بجے سہ پہر کو سیلیکمن نے حکم دیا کہ مقام کادیکوی سے ایک ڈویژن فوج کا مذکورۂ بالا افواج کی امداد کے لئے روانہ ہو۔ اخیر یہ ڈویژن روانہ کیا گیا اس کے عقب میں ڈراگون کی چار رجمنٹیں۔ گھوڑے کے کے وہ توپخانے۔ دو پیادہ فوج کے برگڈ اور ستیرہ بٹالین مقرر کی گئیں۔ اسی صورت سے بعد ازاں ایک اور مقام سے بھی اتنی ہی

دیکھیں جو وزیر اعظم کے خلاف دیا گیا ہے جب تک وزیر کا سر سلطان نہ بھیجدیں گے یہ جلسہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ ادہر مفتی نے یہ کہہ کے اسی وقت دوسرا وزیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ چند افسروں کو ساتھ لیکے حرسرائے سلطانی میں جائے اور سلطان کو مطلع کرے کہ میں وزیر مقرر ہوا ہوں۔ جدید وزیر کو دیکھ کے سلطان کے تن بدن میں مرچیں لگ گئیں وہ شیر کی طرح اس پر جھپٹا اگر اور افسر نہ بچاتے تو وزیر کا فیصلہ ہی ہو چکا تھا۔ یہ لوگ سخت سرگردان و پریشان محل سے باہر نکل آئے۔

جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ جدید وزیر کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا وہ علی الاعلان یہ کہنے لگے کہ سلطان کو معزول کر دینا چاہئے۔

جاں نثاریوں نے شہر کے کل دروازوں پر قبضہ کر لیا اور سپاہ نے شباشب محلسرا کا محاصرہ ڈالدیا۔ پہلا وزیر جس کا سر مانگا جاتا تھا۔ ایک پوشیدہ مقام میں چھپا ہوا اپنی آیندہ خونی قسمت کا منتظر بیٹھا تھا کہ مفسد اس مقام پر بھی جا پہنچے اور وزیر کی فوراً گردن اڑا دی۔

زبردست فوج روانہ ہوئی اس سے یہ اندازہ ہوسکتا تھا کہ ایک انقطاعی اور خونریز جنگ ہوگی۔ مگر سوائے رسالوں کی چھینا جھپٹی اور معمولی جنگ کے کچھ بھی نہ ہوا۔ ایک چھوٹے سے ترکی رسالے نے جب اس بڑی دل فوج کو آتے ہوئے دیکھا تو پیچھے قدم ہٹا کے وہ مقام عثنی پر آگیا جو ترکی سرحد ہے۔ یہ قدیم شہر اب ویران ہوگیا تھا اس ویرانہ شہر پر دو گھنٹے کوہ قافی فوج قابض رہی لیکن جب بارش شدت سے ہونے لگی اور اولے پڑنے لگے تھے تو وہ پیچھے ہٹ کے چلی گئی تھی۔

اس وقت روسیوں نے مقام تانت کالی پر جو ترکی لشکر گاہ سے جانب شمال شرق بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ایک زبردست رسالہ کا کیمپ قایم کر لیا تھا ابھی تک ترکوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہاں روسیوں نے کوئی کیمپ قایم کیا ہو حالانکہ وہ انگریزی افسر جو ترکوں کی فوج کے ساتھ تھے پہلے ہی واقف ہو چکے تھے۔ روسی بہ نسبت ترکوں کے اس وقت بہت ہی قوی تھے مگر اپنی اس قوت پر بھی انہیں حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۲۶ر تاریخ کو بہت بڑا کھیت پڑا۔

دوسرے روز ایا صوفیہ میں ایک بہت بڑے جلسہ کا انعقاد ہوا مفتی نے نہایت آتش زبانی اور با اثر لہجہ میں ایک لیکچر دیا اور سلطنت کی بربادی کی تصویر حاضرین کے آگے کھینچ دی۔ اس نے ہر قسم کی بے انتظامی پر بہت شد و مد سے بحث کی اور بیان کیا کہ جو کچھ ہم پر مصیبت پڑی ہے ہمارے آقا سلطان کی ناقابلیت سلطنت کی وجہ سے وزیر اعظم نے یہ تجویز پیش کی کہ ابھی ایک فتویٰ شائع کیا جائے جس میں یہ تحریر ہو کہ سلطان محلسرائے سے نکل کے اپنی رعایا کے سامنے آئے اور اپنے چال چلن کا حال بیان کرے۔

جب فتویٰ ابراہیم کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے فتویٰ ہاتھ میں لیتے ہی پارہ پارہ کر دیا اور دھمکی دی کہ مفتی کے بھی اسی طرح ٹکڑے اڑائے جائیں گے لیکن جب جاں نثاریوں کے آغا نے سلطان کی خدمت میں پیش ہو کے یہ عرض کیا کہ آپ کس بے ہوشی میں ہیں مفتی سے زیادہ خطرہ میں آپ کی جان پڑ چکی ہے۔ اپنے نوالوں کو سنبھال سکتے ہیں۔ اس وقت سلطان بجائے غضبناک ہونے کے خوف زدہ ہو گیا ... سلطان نے اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ خود آپ کی

اس جنگ عظیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ ترکوں نے دریائے ارپا طشی کے مغربی ساحل کے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اس جنگ میں روسی فوج کا اس قدر کھلبلی ہوا کہ چھکے چھوٹ گئے اور ترکوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ فنون جنگ شجاعت اور بے جگری سے لڑنے میں ہم روسیوں سے افضل ہیں اب روسیوں کی حالت روز بروز نازک ہوتی گئی اور یہ عام طور پر یقین ہونے لگا کہ روسی امداد کے لئے مزید فوجیں نہ آئیں تو ترک کچل ڈالیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ روسیوں کے پاس سامان خورد و نوش کی کمی تھی۔ افسروں کے لئے شمپین کی بوتلیں کم ہوگئی تھیں سپاہی صلیب کے جھنڈے کے نیچے خداوند مسیح کو یاد کرنے لگے تھے تو بھی ان کی تعداد ترکوں سے زیادہ تھی اور سامان حرب کی آراستگی میں اپنے مخالفوں سے کسی طرح بھی کم نہیں تھے سپاہیوں کے جوش ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔ بار بار کی شکست سے ان کی اولوالعزمی کی آگ سرد ہو گئی تھی اور اب کسی قسم کی ترغیب ان میں سابق کا جوش پیدا نکر سکتی تھی۔ معمولی نقل و حرکتیں ان کے خیالات نہ بدل سکتی تھیں۔ ۲۷ ویں جولائی کو روسی سپاہ سالار ہیلیکف کی فوج پھر اپنے

منتظر ہے آپ فوراً تشریف لائیں۔ سلطان نے اُسے منظور نہ کیا اور محلسرا کے اندر جا کے عورتوں کے کمروں میں چھپ گئے۔ دو علماء ابراہیم کی ماں سلطانہ ولیدہ کے پاس گئے اور اس ہوشیار خاتون کو اطلاع دی کہ اس بات کا فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ تمہارا بیٹا تخت سے اتار دیا جائے اور اس کا پوتا محمد اس کی بجائے تخت نشین کیا جائے۔ بوڑھی سلطانہ ولیدہ نے اپنی گویائی اور عاقلانہ گفتگو کا کوئی پہلو اٹھا نہ رکھا اور کوشش کی کہ وزرا اور سپاہ اس کے ناقابل بیٹے کی خطاؤں سے چشم پوشی کریں لیکن کچھ فائدہ نہوا۔ شاہزادہ محمد جو ابھی بہت صغیر سن تھا سپاہ اور رعایا کے سامنے پیش کیا گیا۔ ۸ اگست ۱۶۴۸ء دررا حت میں اس کے لئے تخت بچھایا گیا۔ سلطنت کے تمام امراء اور افسروں نے اس کو تخت پر بٹھا کر اور اس کے سر پہ تاج رکھ کے اس کے آگے نذریں پیش کیں۔ اور یہ بچہ سلطان محمد رابع کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ تمام کیفیت لکھ کے وزرائے دربار نے ابراہیم کے پاس بھیجی کہ آپ تخت سے اُتار دیئے گئے اور آپ کی جگہ آپ کا پوتا تخت پہ بٹھایا گیا۔ سلطان کے غصہ کی اب کوئی انتہا نہیں تھی۔ اس نے

لشکر گاہ سے عثمانی فوج کی سیدھ میں روانہ ہوئی۔ پیادہ فوج کی دس بٹالن اور ایک زبردست رسالہ کی فوج ۱۸ توپیں لیکے آگے بڑہی اس فوج نے مقام یاآتی اعظم پر حملہ کیا جو مختار پاشا کی فوج سے ڈیڑھ میل پر واقع تھا دوپہر کے کچھ دیر کے بعد یہ کل فوج پہاڑی کے دامن میں پہنچی۔ یہاں پر روسوں کی کُل تین بٹالن پڑی ہوئی تھیں اس زبردست روسی فوج نے ترکوں پر خونخوار حملہ کیا کامل تین گھنٹے تک سخت جنگ ہوتی رہی۔ ترک اگرچہ تعداد میں بہت کم تھے لیکن انہوں نے نہایت شیردلی اور عثمانی شجاعت سے اپنے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ اخیر ایک خونریز میدان کے بعد روسی توپخانے۔ رسالے اور پیادونکی پلٹنیں سب برباد کردی گیئں اور روسی مقتولین کی تعداد کثیر میدان میں چھوڑکے بھاگ کھڑے ہوے۔ کہتے ہیں کہ کردوں نے ان مقتولین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ان کو پارہ پارہ کردیا اور زخمیوں کے ٹکڑے اڑادیئے۔ جب مختار پاشا کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انہوں نے کردوں کو سخت سزا دی۔

مفتی کو ہزارہا گالیاں دیں اور تمام وزرا کو باغی اور مفسد کہا۔ اخیر اس معزول سلطان کو اس کی بدقسمتی کا ثمرہ ملا یعنی وہ قید خانہ بھیجا گیا اور وہاں اس کی گردن اڑادی گئی۔ قید خانہ جانے سے پہلے اس نے یہ الفاظ زبان سے نکالے تھے "میری پیشانی کا لکھا میرے پیش آیا خدا کی یہی مرضی تھی"۔ تمام سلطنت میں اس وقت اس کے قبضہ میں صرف قید خانہ کی ایک تنگ کوٹھری دو غلام اور ایک قرآن رہ گیا تھا۔ اب بھی سلطان کو یہ امید تھی کہ میرے خیرخواہ کسی نہ کسی وقت ضرور میری مدد کریں گے اور مجھے پھر کسی وقت تخت پر بیٹھنا نصیب ہوگا لیکن قضا و قدر اس بات کا فیصلہ کرچکی تھی کہ آیندہ وہ دنیا میں نہ رہے اور اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے ختم کردی جائے۔ دس روز تک وہ قید خانہ میں رکھا گیا۔ گیارہویں روز دس سپاہی اس کے قید خانہ کے پاس آئے اور خیرخواہانہ آواز سے اسے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کہکے پکارا۔ وہ ان لوگوں کو اپنا دوست سمجھا اور فوراً قید خانے کا دروازہ کھولدیا۔ دروازہ کھلتے ہی لوگ اس کوٹھری میں داخل ہوئے جب ابراہیم نے

تمام یورپ اس بات کا معترف ہے کہ ایشیا میں ترکی سپاہ سالار نے بے قاعدہ فوجکی ناجائز
بات کا ہمیشہ بہت سختی سے انسداد کیا ہے اس نے کردوں اور سرکیشیا والوں سے جن سے
اس کو بڑی امداد ملتی تھی نا جائز امور پر ہمیشہ سختی سے سزادی ہے اور ان کے بگڑنے
کی ہرگز پروا نہیں کی۔ بتاریخ دسویں جولائی مختار پاشا کو یہ رپورٹ ہوئی کہ دو چرکسی
کل شام قارص کے ایک گاؤں میں چلے گئے اور ایک بھیڑ کا بچہ چرالیا مگر جب مالک نے
انہیں لیجانے سے روکا تو ایک چرکسی نے اس دہقانی کے گولی ماردی۔ یہ سنتے ہی مختار پاشا
نے ان چرکسوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ کورٹ مارشیل سے ان کا مقدمہ فیصلہ ہوا۔
مختار پاشا نے وہ فیصلہ اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ چرکسی کو پھانسی دیا جائے
چرکسوں کے سردار نے مختار پاشا سے التجا کی کہ مجرم کی جان بخشی کی جائے اور ایک سردار نے
دھمکی دی کہ اگر اسے پھانسی کی سزادی گئی تو ہمارا سارا گروہ اپنے وطن واپس چلا جائے گا۔
مختار پاشا نے کہا جو کچھ میں حکم دے چکا ہوں اس کی تعمیل قطعی ہوگی۔ میں کبھی اپنے حکم کو منسوخ

ان صورتوں کو بغور دیکھا تو آپ اندر کی بلند دیوار پر چڑھ گیا۔ وہاں دیکھتا کیا ہے کہ
دوسری طرف وزیر اور مفتی قتل کی خبر سننے کے لئے بیٹھے ہیں ان کی صورت دیکھتے ہی کانپ گیا
اور اُسے یقین ہوگیا کہ انہوں نے ان لوگوں کو مجھے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ سلطان
نے نہایت منت اور عاجزی سے مفتی اور وزرا کی طرف مخاطب ہو کے یہ کہا "للہ مجھ پر رحم کرو۔
خدا کے واسطے اپنے بادشاہ پر رحم کرو۔ میری جان نہ لو۔ اگر تم میں سے ایک بھی ایسا ہے جس نے
میرا نمک کھایا ہے تو خدا کے لئے میری مدد کرو۔ تو اے مفتی عبد الذہین اس بات کو سمجھ کہ بوجہ
تیری غداری کے میں تجھے قتل کرا سکتا تھا۔ مگر میں نے تیری جان بخشی کی اور اب تو مجھے قتل
کراتا ہے۔ یہ سنکر ان لوگوں کے تن بدن میں رعشہ پڑ گیا جو قتل کے لئے آئے تھے کہ یکایک
دوسری طرف سے ایک آواز آئی۔ علی تو اپنا کام کیوں نہیں کرتا۔ یہ سنتے ہی وہ افسر آگے
بڑھا اور ابراہیم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ ابراہیم چیخ کے کونے میں دو عورتوں کے پیچھے
چھپ گیا۔ علی مع اپنے اور ساتھیوں کے اس کونے میں پہنچا دونوں لونڈیوں کو الگ کر دیا

کرکے اپنی توہین کرنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اس شخص کو پھانسی دیدی گئی۔ دوسرے روز گیارہ سو چرکسی عثمانی فوج سے علیحدہ ہوکے اپنے وطن چلدیئے۔ چرکسوں کی اس غدّاری سے مختار پاشا کی اولوالعزمی میں کوئی فرق نہ آیا۔ تاریخ ۲۵ رجولائی دیار بکر سے سو بیقاعدہ سواروں کا رسالہ مختار پاشا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعدازاں مختار پاشا کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ قزّاق پیشہ ہیں۔ مختار پاشا نے ان سواروں کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر تم میں سے کسی نے ایک انڈے کی چوری کی تو میں اُسے سوائے سزائے موت کے اور کوئی سزا نہیں دینے کا۔ جو بدنصیب یورپی نامہ نگار ترکوں کی بدتہذیبی۔ ظلم اور تعدّی کا راگ گایا کرتے ہیں وہ مختار پاشا کی اس اعلیٰ درجہ کی تہذیب کو دیکھیں اس نے ایسے موقع پر کہ فوج کی ضرورت ہو اور گیارہ سو چرکس علیحدہ ہوتے ہیں حق کو ہاتھ سے نہ دیا اور اپنے حکم پر بہت مضبوطی سے قایم رہا۔
ہم نے یورپ کی گزشتہ اور حال کی کتابیں پڑھی ہیں مگر کسی قوم کے سپاہ سالار میں یہ شائستگی نہیں دیکھی جس نے ایسے نازک وقت میں انصاف اور حق کو ہاتھ سے نہ دیا ہو

اور عثمانی خاندان سے اس اٹھارہویں سلطان کو ہمیشہ کی نیند میں سلا دیا۔ اس صورت سے ۳۱ سال کی عمر میں یہ بدقسمت سلطان قتل کرڈالا گیا۔ نوسال اس نے نہایت بےعزّتی سے سلطنت کی اور عثمانی سلطنت کے تنزّل کا اصلی بانی یہی تھا۔

اُنیّسواں باب ۱۹

محمد رابع اُنیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۴۸ء سے ۱۶۸۷ء تک

محمد کا سات برس کی عمر میں تخت نشین ہونا۔ پایۂ تخت میں آفتوں کا نزول۔ نوجوان سلطان کا جواب۔ محمد کا اپنے دادا کے قتل پر دستخط کرنا۔ جاں نثاریوں کی اطاعت اور وفاداری کی قسمیں کھانا۔ وزیر اعظم سیاں ناحی کا پایۂ تخت میں قتل۔ محمد کیپرلی کا وزیر اعظم مقرر ہونا

اگر فی الواقع اس کا نام وحشت ہے تو ایسی وحشت پر وہ جتنا فخر کریں تھوڑا ہے۔ چین میں روسی۔ جرمنی اور فرانسیسوں کے مظالم جن کے خونی حروف ابھی ابھی صفحۂ قرطاس پر لکھے گئے ہیں اور جو ابھی تک خشک بھی نہیں ہوئے ہم کیونکر دل سے بھلا دیں یورپ کی ان متمدن اور مہذّب قوموں نے اپنی جس تلوار سے مفسدوں کو قتل کیا اسی تلوار سے چھوٹے چھوٹے معصوم چینی بچّوں اور بیگناہ مستورات کو بھی بیدردی سے پارہ پارہ کیا۔ یہ ہے شانِ تمدّن اور تہذیب جس میں خون اور کرب وبلا چھپی ہوئی ہے اور جو نہایت رنگ آمیزی کر کے ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

مگر اس رنگ آمیزی کو بصیر کی آنکھ اچھی طرح دیکھ سکتی ہے۔ اس کی مثال بالکل برص والے کی سی ہے کہ وہ اپنی برص کو لباس میں چھپانے کی کوشش کرتا ہے مگر دیکھنے والے صورت ہی سے تاڑ جاتے ہیں۔ ایک مشہور شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

بزیرِ جامہ نہاں کردہ برص لیکن ☩ بچشمِ اہلِ بصیرت برہنہ می آئی

شہر میں دوبارہ امن۔ وینٹین کی بوسینا۔ ٹینیڈس۔ اور لیمنس میں کامیابی۔ محمد کا ایڈریانوپل جانا۔ الیپو کے بادشاہ کی بغاوت۔ ایک دعویدارِ سلطنت کا گرفتار ہو کے قتل ہونا۔ ٹرانسلوینیا کی مشکلات۔ وزیرِ اعظم کی وفات۔ اس کے بیٹے کا جانشین ہونا۔ آسٹریا کے ساتھ جنگ۔ ترکوں کی شکست۔ آسٹریا کے ساتھ عہد و پیمان۔ احمد کیپرلی کا خاندیہ کو فتح کرنا۔ پایۂ تخت میں خوشی۔ روسی اور پولینڈ سے جنگ۔ مختلف جنگوں میں ترکوں کی ناکامی۔ وائنا کا محاصرہ۔ ترکوں کی فوجی بربادی۔ وینٹین سے جنگ۔ عثمانی افواج کا نقصانِ عظیم۔ محمد کی معزولی اور قید۔

محمد رابع جب تختنشین کیا گیا تو اس کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ جس وقت فوج نے

جولائی کے اختتام پر روسیوں میں پھر تروتازگی اور پھرتی پیدا ہو گئی اور ۳۰ تاریخ انہوں نے ایک بڑی مہم کی تیاری کی۔ وادیٔ احمر کے پیچھے جنرل میلیکف نے اپنی فوج کا بازوئے چپ ڈال رکھا تھا اور اس جزیرہ نما پر قبضہ کر لیا تھا جس پر علینی واقع تھا۔ ترکی بازوئے راست کی فوج شہر کے ویرانہ کے پاس پڑی ہوئی تھی اگرچہ اس نے ان ویرانوں پر قبضہ نہ کیا تھا۔ روسیوں کا مستقل ارادہ ہو گیا کہ یہاں ترکوں پر حملہ کیا جائے انہیں یقین تھا کہ اس حملہ سے وہ ترکی فوج کو زک دیدیں گے۔ صبح کو ساڑھے دس بجے روسی فوج کا ایک کالم جو پہاڑیوں میں چھپا بیٹھا تھا پرانی قلعبندیوں سے ایک میل فاصلہ پر نمودار ہوا۔ ترکوں نے اس کی نقل و حرکت روکنے کے لئے ایک چھوٹی سی ٹکڑی فوج کی روانہ کی لیکن یہ مٹھی بھر ترکی سپاہی کچھ کر نہ سکے اور روسی زبردست فوجی کالم اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا ۸ اگست تک معمولی طور پر جنگ ہوتی رہی مگر ۷ اگست یہ معلوم ہونے لگا کہ روسی کوئی انقطاعی جنگ لڑنا چاہتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی علینی کا لشکرگاہ ایک بار اور بھی لوٹ گیا

یہ سنا کہ ہمارا سلطان قتل کر ڈالا گیا ہے اُن میں ایکا یک مجنونانہ جوش عود کر آیا۔ اور اگر کسی حکمت عملی سے نہ روکے جاتے تو نئے سرے سے بہت بڑی خونریزی پایۂ تخت میں ہوتی۔ جب مفتی نے دیکھا کہ فوج کا رنگ بدلا ہوا ہے اس نے تمام الزام سلطان کے قتل کا وزیر اعظم کی گردن پر رکھ دیا۔ وزیر اعظم عہدہ سے برخاست ہو کے فوراً قتل کر ڈالا گیا۔ اس کی جگہ سنان پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا لیکن سلطانہ قزیل کی اس سے نہ بنی۔ سلطانہ سے جہاں تک ممکن ہوا وزیر کی بربادی میں لگی رہی۔ اسی اثناء میں مذکور سلطانہ نے جاں نثاریوں کے آغا کو اپنے قابو میں کر لیا محض اسی اُمید سے کہ وہ محمد کو معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی سلیمان کو اس کی جگہ تخت نشین کر دے۔

ہوشیار مفتی قوی ترین گروہ سے مل گیا اور اب اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ دیکھئے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ وہ اس بات کو خوب جانتا تھا کہ اس تمام فساد کا بانی مبانی جاں نثاریوں کے آغا نے فوج کو جمع کیا اور سنان نامی وزیر کو مجبور کر دیا کہ وہ مجمع میں حاضر ہو۔ وزیر آیا

اور کل فوج پانچ چھ میل جانب جنوب آرپا تاشی کی طرف روانہ ہوئی ساتھ ہی اس کے فوج کے دوسرے مقامات بھی بدل دیئے گئے۔ اور کثیر تعداد فوجیں ایک جگہ جمع کردی گئیں کہ اگر جنگ ہو تو پیٹ بھر کے میدان کارزار میں شجاعت کے جوہر دکھائے جائیں۔

۱۸ اگست اس روسی ٹڈی دل فوج نے ترکی کھاتوں پر بےخبری میں حملہ کر دیا۔ ترک اس وقت کھانا کھا رہے تھے یہ موقع سخت آزمائش کا تھا ترکوں نے نہایت استقلال سے روسی حملہ کا جواب دیا۔ کچھ فوج فوراً آراستہ ہو کے میدان جنگ میں آئی اور باقی کی فوج کھانا کھاتی رہی۔ اچھی طرح کھانا کھا کے کل سپاہ آراستہ ہوگئی اور بازار جدال و قتال نئی طرح گرم ہوا۔ روسیوں کی بہت سی فوج ایسے مقامات پر چھپی ہوئی تھی کہ صرف آنکھ سے کچھ نہ معلوم ہو سکتا تھا مگر ترکی افسروں نے دوربینوں سے چھپی ہوئی فوجوں کا بہت سا حصّہ دیکھ لیا۔ وہ روسی فوج جو سب سے پہلے میدان میں آئی اسکی تعداد چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ چودہ توپخانے کام کر رہے تھے اور ان میں پوری ڈیڑھ سو توپیں تھیں جن سے مسلسل فیر ہو رہے تھے۔

او ساسے ناچار باغیوں کی رائے کی تائید کرنی پڑی۔ پھر اس نے محلسرا میں آنے کی اجازت چاہی۔ آغا نے حکم دیدیا۔ وہ سید ہا محلسرا کے دروازہ میں داخل ہوا اور اپنے ملازمین سے دروازہ بند کرالیا اور سخت ہدایت کردی کہ جب تک میں حکم ندوں دروازہ نہ کھولا جائے اس نے محل میں جا کے تمام لوگوں سے فوجوں کی مفصل کیفیت بیان کردی اور سلطانہ ولید اس کے حکم سے بیدار کی گئی۔ وہ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی اور اپنے بیٹے کے کمرہ میں دوڑی ہوئی آئی۔ تمام محلسرا میں سخت بےچینی پھیل گئی۔ ہر شخص کی صورت پر مایوسی اور خوف چھا رہا تھا۔ محلسرا کے سارے آدمی مارے ڈر کے کانپے جاتے تھے۔ نوجوان سلطانہ ولیدہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ وہ اپنے بیٹے سے گلے مل کے رونے لگی اور اسی کرب و بلا میں یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے۔ "اے میرے بیٹے یہ تمام آفتیں ہمارے سر پر ڈھائی جائیں گی۔ شہنشاہ مشرق نے اپنا منہ اپنی مادر مہربان کے سینے سے علیحدہ کرکے وزیراعظم کے ہاتھ پکڑلئے اور کہا" اے باپ تو ہمیں بچا" وزیراعظم سے جہاں تک ممکن ہوا اس نے ماں اور بیٹے دونوں کو صبر دیا۔ اور کہا حضور

ترکی فوج کی تعداد ۲۸ ہزار بیان کی جاتی ہے یہ فوج تو میدان جنگ میں موجود تھی لیکن بارہ
ہزار فوج محفوظ ابھی میدان میں نہ آئی تھی جو ایک عمدہ موقع پر ڈال رکھی تھی۔ روسی توپوں
نے ترکی بازوئے راست پر پہلے گولہ باری شروع کی یہاں سرکیشی اور کُردوں کا رسالہ
قدم جمائے کھڑا تھا۔ ان رسالوں کے افسروں نے اپنے سواروں کو زد سے بچالیا۔ اس پر
روسیوں نے ترکی بازوئے چپ اور قلب پر گولہ باری شروع کردی۔ خوب ہی گھمسان کی
جنگ ہوتی رہی۔ ترکی فوج اس وقت دو پہاڑیوں پر مورچہ زن تھی اور وہاں سے رئفل
کی آگ برسا رہی تھی۔ روسی فوج نے حملہ کرکے محض اپنی کثیر تعداد کی وجہ سے ایک پہاڑی
کو لیلیا مگر یہاں پہنچنا روسیوں کے لئے سخت غضب ہوگیا۔ پہاڑی پر روسیوں کو قابض
دیکھ کے ترکی توپوں نے آگ برسانی شروع کی اور ایسے گولے مارے کہ کل روسی فتحمند
فوج چیل کوّوں کی طرح اُڑ گئی۔ یہاں روسیوں کو سخت ہزیمت ہوئی ایسی ہزیمت جو مدت العمر
انہیں یاد رہے گی۔ روسی فوج کی تمام ترتیب غائب ہوگئی افسروں نے ہرچند

کیوں گھبراتے ہیں۔ غلام کی جان آپ پر فدا ہے جب تک میرے دم میں دم باقی ہے کیا
مجال کہ حضور کی طرف کوئی آنکھ بھر کر دیکھے۔ یہ کہکے اپنے ماتحت افسروں کو حکم دیا کہ فوراً
شہنشاہی تخت ایسے مقام پر بچھاؤ کہ جہاں سے شہنشاہ کے وفادار ملازم اچھی طرح سے اپنے
شہنشاہ کو دیکھ سکیں۔

شہزادہ اس مقام پر گیا اور تخت پر بیٹھنے لگا کہ یکایک اس کی نظر ان مقتولین پر پڑی کہ جو
ابھی تک بے گور و کفن خون آلود زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ یہ خونی نظارہ دیکھ کے بچّہ کا دل
دہل گیا۔ دوسرا غضب یہ ہوا کہ خود اس بچّہ کی موجودگی میں ایک خواجہ سرا لبہتا جی نامی
قتل کردیا گیا۔ اس بدقسمت آدمی کا خون جو تخت کے پایہ کے پاس بھر رہا تھا اس بچّہ کے لئے
اور بھی باعث خوف ثابت ہوا۔ یہ کم عمر شہنشاہ کانپنے لگا اور تخت سے اتر کے وزیراعظم
کے پاس آگیا اور کہا "اے باپ مجھے بچالو" نوجوان سلطانہ ولیدہ ایک جھروکے میں سے
یہ تمام خونی معاملات دیکھ رہی تھی۔ قاتل یہ سمجھے کہ یہ دوسری بیگم ہے انہوں نے باہم مشورہ کیا

اپنی پراگندہ فوج کو جمع کرنا چاہا لیکن ان میں ایسی پریشانی چھائی کہ کسی طرف کی سدھ بدھ نہ رہی۔ گھنٹہ بھر تک روسیوں کا سترادُ ہوتا رہا اخیر کل روسی فوج پہاڑی پر سے غائب ہو گئی۔

پہاڑی پر سے روسی فوج بچی تھی افسروں نے پھر اُسے جمع کیا اور سخت شرمندہ کیا کہ تم کیسے بہادر ہو جو ترکوں کے آگے سے مثل خرگوشوں کے بھاگے بھاگے پھرتے ہو۔ اسی اثناء میں اور بھی امداد آگئی اور اب انہوں نے ایک انقطاعی حملہ کی تیاری کی۔ یہ پراگندہ فوج مع اپنے مددگاروں کے حملہ کرنے کی تیاری کر رہی تھی کہ یکایک سرکیشی اور کردوں کا رسالہ آگیا اور آتے ہی اس نے اس روسی فوج پر حملہ کیا پھر یہ روسی بہادر فوج بھاگی اور ایسی بے تحاشہ بھاگی کہ اُسے آگے پیچھے کی کچھ خبر نہ رہی۔ کرد اور سرکیشی برابر تعاقب کئے جا رہے تھے۔ اگر شب نہ ہو جاتی تو ایک روسی سپاہی بھی اپنے لشکر گاہ میں بچکے نہ جاتا۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل میلیکف کے کل ارادوں پر خاک پڑ گئی اور اُس نے ایسی منہ کی

کہ اس بیگم پر بھی دست درازی کرنی چاہئے۔ جوں ہی سلطانہ ولید کو یہ کیفیت معلوم ہوئی وہ قواعد محلسرا کو توڑ کے برہنہ سر اس مجمع میں چلی آئی اور بآواز بلند کہا کہ میں تو سلطانہ ولید ہوں۔ اس بچّہ کی ماں اور نہایت تیزی میں اس خونی مجمع کو چیرتی ہوئی اپنے بچّہ تک پہنچی اور اُسے فوراً گلے سے لگا لیا۔ غرض خدا خدا کر کے یہ آفت کم ہوئی۔ محمد پھر تخت نشین کیا گیا اور وزیر اعظم نے اس کے سامنے ان لوگوں کو پیش کیا جو اس کے خیر خواہ تھے اور جنہوں نے اس کی اطاعت کا حلف اُٹھایا۔ مفتی نے ایک فتویٰ شائع کیا کہ سلطانہ قزلی فوراً قتل کر ڈالی جائے۔ چنانچہ اس کی گرفتاری کا وارنٹ لکھا گیا اور اس معصوم اور نوعمر سلطان نے اپنے چھوٹے سے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس وارنٹ پر دستخط کئے۔ اس وارنٹ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اس کی فوراً گردن مار دی جائے مگر اس کے جسم کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور نہ تلوار سے ٹکڑے کئے جائیں۔ قاتل کو یہ حکم دیدیا گیا۔ قاتل مع اپنے ماتحتوں کے دڑانا سلطانہ کے کمرہ میں گھس گیا یہاں بہت تلاش کی گئی لیکن ملکہ کا پتہ نہ لگا۔ پتہ تو ہرگز نہ لگتا اگر یکایک

کھائی کہ منہ دکھانے کی جگہ نہ رہی۔ وہ اپنے ہچشموں سے بڑھنا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ جنگ چھیڑی تھی اُسے یقین تھا کہ ترکی فوج کو ان مقامات سے بے دخل کر دوں گا لیکن ہزاروں بہادر روسی ترکی شمشیر آبدار کی نذر کرکے بہ مشکل جان بچا کے میدان سے آیا۔

چند فوجی نقل وحرکتیں طرفین سے شروع ہوئیں۔ قصبہ بلا لفوج میں ۱۹ ویں تاریخ کی شبکو روسی رسالہ کا ایک کالم بطور فوج بدرقہ روانہ کیا گیا اور یہ کالم بے خبری میں ترکی رسالہ پر گر پڑا۔ سخت لڑائی ہوئی اور ابتدا میں ترکوں کا زیادہ نقصان ہوا مگر جوں ہی ترکی توپوں پر بنی پڑی روسی فوج پر گولہ باری شروع ہوئی لڑائی کا رنگ بالکل بدلگیا اور اب کوہ قافیوں کو نہایت پریشان حالت میں بھاگنا پڑا روسی کالم گرتا پڑتا بمشکل اپنے لشکرگاہ میں پہنچا۔ ۲۰ ویں اگست کی صبح کو روسی رسالہ کا ایک زبردست کالم معہ توپخانے کے مقام سوباتن کے ترکی تھانوں پر بمقابل ہوا۔ یہ حملہ بظاہر ایک انقطاعی جنگ کا پیش خیمہ

قاتل کی نظر کپڑوں کے ایک بڑے ڈھیر کی طرف نہ پڑتی جس میں سلطانہ چھپی ہوئی تھی۔ وہ کپڑے اُٹھاکے پھیلائے گئے اور یکایک نیچے سے سلطانہ نمودار ہوئیں۔ جس وقت اس بدقسمت سلطانہ نے اپنے قاتلوں کو دیکھا اس نے ایک رومال میں بھر کر جواہرات پیش کئے کہ مجھے چھوڑ دے مگر اس کی استدعا قبول نہوئی۔ بے رحم ناخداترس قاتل اس حسین ملکہ کو حکم اور قوانین حرسرا کے خلاف گھسیٹتے ہوئے قتل گاہ میں لے گئے اور وہاں اسے زمین پر پٹکدیا۔ اس کے کانوں سے بڑے سنگدلی سے جواہرات نوچ لئے۔ لعلوں کی ہیکل کو جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی تھی اس قصائی پنے سے نوچا کہ ملکہ کا گلا قتل ہونے سے پہلے لہولہان ہوگیا۔ اس کی انگلیوں سے جواہر نگار انگوٹھیاں اس بیدردی سے اُتاریں کہ تمام اُنگلیوں کا قیما قیما ہوگیا۔ بدبختوں نے ذرا بھی اس بات کا لحاظ نہ کیا کہ جس سلطانہ سے ہم ایسا ناقابل معافی برتاؤ کر رہے ہیں وہ ہمارے موجودہ شہنشاہ کی سگی دادی ہے پھر ان ستم شعاروں نے اس کی ٹانگیں پکڑیں اور گھسیٹتے ہوئے محل کے

معلوم ہوتا تھا لیکن ترکوں نے اس کالم کے بھی آناً فاناً میں ٹکڑے اڑا دیئے اور یہ بھی شل سابق کے کالم کے افتاں وخیزاں اپنی جائے قیام پر آیا۔

۱۷ر اگست سے روسی سپاہ سالار لورس میلیکف کا لشکر گاہ وادی احمر پر تھا اس مقام پر صرف ایک بٹالین اور چار میدانی توپیں رکھی گئی تھیں۔ زیادہ فوج رکھنے کی اس لئے ضرورت نہیں سمجھی گئی کہ یہ مقام روسی جنگی انجنیروں کی رائے میں ناممکن الفتح تھا۔ روسیوں نے پھر بھی اس وادی کے عقب میں ۲۴ر اگست کو کثیر تعداد فوج کی ڈالدی تھی۔ ترکی فوج اس پہاڑی کی تاک میں لگی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ ۲۵ر اگست کی دوپہر کو سات ہزار ترکی فوج روسیوں کے اس سنگین پہاڑی مورچہ کی طرف روانہ ہوئی۔ چونکہ وہ بڑے عمیق نالے سے آرہی تھی اس لئے روسی اسے نہ دیکھ سکے۔ ٹھیک دوپہر کو جو انتہا درجہ روشن اور صاف تھی اور کسی قسم کا غبار مطلع پر نہ تھا پہاڑی کے دامن سے یکایک روسیوں کے کان میں اللہ اکبر کی صدائیں بہت زور زور سے آنے لگیں۔ ابھی روسی پریشان ہوکے ان آوازوں کا

دروازہ پر لے گئے اور وہاں جاکے اس بیکس عورت کی گردن ماری۔ گردن اڑانے سے پہلے ہی بیچاری ادھموئی ہوچکی تھی اور اس کے تمام جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ ناخدا ترسوں نے ذرا بھی اس کی اس دردناک حالت پر رحم نہ کھایا۔ اور بڑی بیدردی سے اس کے گلے پر چھری پھیر دی اس کے بعد بیچاری کے کل رفیق اسی بیدردی سے قتل کئے گئے۔

صبح ہوتے ہی حسینان نے اپنی فوجوں کو حرم سرا سے باہر نکالا۔ اور مقدس جھنڈے کے نیچے ان کو فوجی ترتیب سے کھڑا کیا۔ تمام جاں نثاری بھی اس جگہ ٹوٹ پڑے اور مفتی کا فتوے پڑھا گیا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جو لوگ اس جھنڈے کے سایہ میں نہیں آئیں گے وہ باغی قرار دیئے جائیں گے۔ حسینان کی اس دلیرانہ کارروائی کا یہ اثر پڑا کہ وہ اپنی دلی آرزوؤں میں بہت اچھی طرح سے کامیاب ہوگیا۔ جاں نثاریوں نے اپنے آغا اور اس کے حامیتوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یہ بیچارے ذبح کردیئے گئے اور پھر کچھ دیر کے لئے امن اور اطمینان نظر آنے لگا۔ ایسے وزیر کا انجام جس نے اپنے آقا کی اس قدر خیر خواہی کی کیسا برا ہوا۔

کھوج لگا رہے تھے کہ انہیں ترکی فوج چوٹی کی طرف آتی ہوئی معلوم ہوئی۔ ترک ایسی ناممکن الفتح اور اونچی پہاڑی پر اس جوش اور بےجگری سے چڑھے کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے پہاڑی کا راستہ فی الحقیقت بڑا ہی دشوار گزار تھا۔ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس پر آدمی کا پورا پیر ٹک سکے ڈھلواں پہاڑی پر چڑھنا اور قلۂ کوہ سے گولے اور گولیوں کا مینھ برسانا یہ ایسا ہیبت ناک نظارہ تھا کہ اچھے اچھے بہادروں کے دل دہلے جاتے تھے اس سخت اور خطرناک حملہ میں ترکوں کا بہت نقصان ہوا لیکن یہ بیشۂ شجاعت کے شیر نر اپنی اسی تندی اور جوش میں اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے پہاڑی کی چوٹی پر چڑھتے چلے گئے اور ایسے موقع پر پہنچ گئے کہ جہاں سوائے دست بدست کی جنگ کے طرفین کو کوئی چارہ نہ رہا۔ خوب ہی سنگینیں چلیں۔ توپوں سے بندوقوں پر۔ بندوقوں سے سنگینوں پر۔ سنگینوں سے تلواروں پر۔ تلواروں سے گلے بازی اور کشتی پر نوبت آگئی۔ دونوں فوجیں خوب ہی کٹ کٹ کے لڑیں۔ روسیوں نے بھی اپنی سپاہ گری کا پورا نمونہ دکھا دیا۔ لیکن اخیر عثمانی

وہ ایک روز تن تنہا اتفاقیہ کہیں جا رہا تھا کہ اسے چند آدمیوں نے گھیر لیا۔ یہ لوگ ان کے عزیزوں میں سے تھے جن کی جانوں کی وزیر نے سلطنت کی خاطر کچھ پروا نہیں کی تھی۔ یہ موقع پا کے انہوں نے بدلا لیا اور اسے قتل کر کے موقع سے بھاگ گئے۔

محمد کی حکومت کا پہلا سال ایسی ہی پریشانیوں اور خونریزیوں سے گزرا جیسے کہ اور سلطنتوں میں بادشاہ کی عدم موجودگی میں ہوا کرتا ہے۔ صرف سات برس میں چھ وزیر اپنی جگہ سے موقوف ہوئے یا ان کے گلے کاٹے گئے۔ بہت سے پاشاؤں نے بغاوت کی اور سپاہی اور جاں نثاری مقتول افسروں کے مال و متاع کے لئے آپس میں خوب ہی لڑتے جھگڑتے رہے۔ ترکی بیڑہ جہازات کو وینس والوں نے کئی مرتبہ شکست دی۔ لیکن وہ اپنی فتح کا مستعدی سے ساتھ نہ دے سکے اور یہی وجہ ہوئی کہ وہ ترکوں کو کنڈیا سے نہیں نکال سکے۔ اس عرصہ میں سلطانہ ولیدہ نے نوجوان سلطان کو حرم سرا میں فرصت کے وقت خوب اچھی طرح سے تعلیم دی اور محمد کیپرلی کو جو رعایا میں بہت ہر دلعزیز تھا وزیر اعظم مقرر کیا۔

بچوں نے کوہ قافی بہادروں کو دبالیا اور بے جگری کا ایسا معقول سبق دیا کہ شاید مدتوں اُن کے صفحۂ دل سے محو نہ ہوگا۔ کوہ قافیوں نے تمام توپوں۔ سامان حرب اور سامان باربرداری کو معہ مقام جنگ کے اپنے حریف کے حوالہ کردیا اور اب بے تحاشہ جان بچا کے بھاگے پہاڑی کے عقب میں جو روسی فوج پڑی ہوئی تھی اُسے شکست کی خبر معلوم ہوئی۔ پیادہ فوج کی کئی پلٹنیں اور ڈراگونس جھٹ پٹ تیار ہوگیا اور اس نے نہایت جوش سے ترکوں پر حملہ کیا پھر جدال و قتال کا بازار گرم ہوا۔ اب ترکوں کے لئے موقع بہت اچھا تھا وہ قلۂ کوہ سے گولیوں کا مینھ برسا رہے تھے۔ روسی فوج بڑی کوشش کے بعد ایک مورچہ تک پہنچی مگر ترکی سنگینوں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے لشکرگاہ کی طرف واپس تشریف لیجائیں۔ روسی فوج نے مجبورًا اس مشورہ پر عملدرآمد کیا اور چلتی بنی۔ پھر دوسری تازہ دم فوج نے حملہ کیا اور یہ حملہ اب کے بہت غضبناک اور سخت تھا ترکوں نے اپنی سورمائی سخاوت اور اپنی مہمان نوازی کے بنا پر ان جدید مہمانوں کی بھی بڑی گرمجوشی سے

اس عقلمند وزیر نے ملک کے اندرونی حصّہ میں امن و امان قایم کرنے کے لئے اور سلطنت کو مستحکم بنانے کے لئے بہت سی تدبیریں کیں اس نے جان نثاریوں اور سپاہیوں کو علیحدہ کردیا۔ کیونکہ جہاں یہ دونوں مل جاتے تھے ملک میں سینکڑوں ابتریاں پیدا ہو جاتی تھیں اور سپاہیوں کو دور دور صوبہ میں بھیجدیا۔ تبینا میں وینس والے ترکوں پر غالب رہے۔ اور سردی کی طرف جو اس صوبہ کا پایۂ تخت تھا ان کو بھگا دیا۔ کیپرلی نے وینس والوں کو ان اطراف میں روکا۔ فوج کا بڑا حصّہ امداد کے لئے روانہ کیا۔ لیکن وینس کے امیر البحر موسینگو نے ۱۶۵۹ع ترکوں کو شکست دی اور لیمناس اور ٹینڈ اس کے جزیروں پر قابض ہوگئے۔ اب وینس والوں نے صلح کرنی چاہی لیکن کیپرلی نے کہا جب کینڈیا خالی کردو گے تو اس وقت صلح ہونی ممکن ہے۔ اس کے بعد کسی بحری چھیڑ چھاڑ میں موسینگو وینس کا امیر البحر مارڈالا گیا اور وینس والوں کی کمزوری سے ترکوں نے فائدہ اٹھا کے بحری رستہ پر قبضہ کر لیا اور بالآخر لیمناس اور ٹینڈا اس کے جزیروں کی قسمت

دعوت کی اور اس دعوت میں کوئی کسر ایسی نہ رکھی کہ جس سے انہیں شکایت کا موقع ملتا جدید مہمان اپنے میزبان کو اس دعوت کے شکریہ میں بہت سا نقد جان نذر کرکے واپس چلے آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر چوتھا حملہ کیا گیا۔ یہ حملہ اپنی نوعیت میں سابق کے حملوں سے بالکل نرالا تھا۔

ترکوں نے آؤ بھگت کا نیا سامان کرلیا تھا اور اگر یہ مہمان ان کی پوری دعوت قبول کرلیتے تو پھر سارے روسی لشکرگاہ میں ایک تلاطم برپا ہو جاتا مگر مناسب یہی سمجھا گیا کہ ایسے معزز میزبانوں کو بہت سا نقد نذر کرکے چلے آؤ۔

وادی احمر کے دامن میں نالے کے اس طرف تفلس کی رجمنٹوں نے جان لڑادی انہوں نے اپنی شجاعت کی پوری قوت صرف کردی لیکن ان کی جان توڑ کوششوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ترکوں کے پیر پہاڑی پر خوب جمے ہوئے تھے۔ ان کا جوش اس وقت زور دینے تھا۔ اور اب ان کی بہادرانہ کوششوں میں مذہبی حرارت پیدا ہوچکی تھی۔ ان کے

ترکوں کے ہاتھ میں آگئی۔

جب محمد نے چودہواں سال پورا کیا تو اس وقت کیپرلی نے اس کو فوج کے سامنے پیش کرنا مناسب سمجھا۔ اب اسے اپنے ساتھ لیکے ایڈریانوپل جو آجکل فوج کا ہیڈکوارٹر تھا لیگیا۔ اس وقت آلیپو کے پاشا نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور یہ اعلان دیا کہ مراد خاں رابع کا ایک لڑکا جسے ابراہیم نے قتل کا حکم دیا تھا ابھی زندہ ہے۔ اس کی ماں نے اسے قاتل سے بچالیا۔ مصنوعی شاہزادہ بیس برس کا تھا۔ کثرت خون کے جوش میں آکے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہوگئے۔ پھر اس شاہزادے نے بھی شاہی نشان بلند کیا جس کی فوجیں سمرنا کی طرف بڑھیں اس فرضی شاہزادہ کی فوجیں بھی مقابلہ کے لئے بڑی سرگرمی سے آگے آئیں۔ کیپرلی نے اس خیال سے کہ دشمن کمزور ہے صرف دس ہزار آدمی بھیجے یہ ناکافی تعداد بری طرح سے پس پا کردی گئی۔ پھر کیپرلی خود فوج لیکے گیا۔ لڑائی سلطان کی موجودگی میں ہوئی۔ تمام باغی ادھر ادھر بھاگ گئے اور فاش شکست کھانے کے بعد الیپو کی

تلواریں مذہبی جوش میں سُرخ ہو رہی تھیں۔ اور اب وہ اپنے شکار کو تک رہی تھیں۔
لڑائی کا خونی منظر ایک زبردست جنگ کی پیشین گوئی کر رہا تھا۔ اس وقت طرفین کی
کوششوں میں کوئی بات باقی نہیں تھی صرف اتنا فرق تھا کہ ترکوں کے دلوں میں اسلام
کی آگ بھڑک رہی تھی اور اس غیر معمولی حرارت نے انکو بیتاب کر رکھا تھا۔ اُدھر ایک
اسلامی واعظ بلندی پر کھڑا ہوا اپنے ہاتھ کو اُٹھا اُٹھا کے بہشت کی بشارت دے رہا تھا
یہ امام نہایت شان سے ترکوں کو اپنا جوشیلا وعظ سنا رہا تھا۔ اس کے لمبے چغے اور
ہیبت ناک چہرہ کی آن سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کوئی بڑا ازدست آسمانی واعظ ہے
جس کے ہر لفظ سے ترکوں کے دلوں میں جوش پیدا ہو رہا تھا۔ ترکوں کو یہ معلوم ہو رہا
تھا کہ بہشت کے دروازے کھلے ہیں اور ہم اب داخل ہونے کے لئے یہاں آئے ہیں۔
علاوہ اس کے بہت سے امام اور واعظ فوج کے حصّہ میں جوش دلا رہے تھے اور وہ خود
بھی جوش میں دیوانے ہو رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے گولی بھی لگ گئی اور وہ مر گیا

پاشا اور وہ مصنوعی شاہزادہ دونوں گرفتار ہو گئے اور قتل کر ڈالے گئے۔ *
ٹرانسلوینیا میں نئے سرے سے بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ کیپرلی اُدھر سے فارغ ہوا تھا
کہ اب اُسے اس آئیوالی بلا کا انتظام کرنا پڑا۔ کیپرلی اس کے لئے ایک جرّار فوج کی تیاری
کر رہا تھا کہ اس کی موت نے اُسے ایڈریانوپل میں ہمیشہ کے لئے خاک میں چھپا دیا۔
ایڈریانوپل میں جہاں اس ہوشیار وزیر نے انتقال کیا تھا اس کا آقا بھی قیام پذیر تھا اور
یہ محض مرحوم وزیر کے اصرار سے اُس نے ایسا کیا۔
نوجوان شاہزادہ کی نظروں میں کیپرلی کی اُن بیش قیمت خدمات کا جو اُس نے ۱۶۶۱ء میں
انجام دی تھیں بڑی وقعت تھی۔ اور کچھ مرحوم وزیر کے غیر متناہی احسانات کا خیال کر کے
اور کچھ خود اپنی مرضی سے اس نے کیپرلی کے بیٹے احمد کیپرلی کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ اس نے
اپنی قابلِ تعریف نرمی اور سختی کے برتاؤ سے اپنے باپ کے درجہ کو حاصل کر لیا۔ اور رعایا
کے دلوں میں اُسی وقعت اور محبت کو از سرِ نو پیدا کر دیا۔ ٹرانسلوینیا کی مشکلات کا ابھی

اب ترکوں کی مستعدی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ان کے ہر عضو سے جنگی عظمت اور خونریزی ٹپک رہی تھی۔
مختار پاشا فوج پر فوج روانہ کئے جا رہے تھے اور مقام آنی کے نواح سے لیکے قارص یعنی کل ۱۴ میل تک بس ترک ہی ترک نظر آ رہے تھے۔ کوروکدر کے روسی کیمپ پر ترکوں نے بڑا زبردست حملہ کیا لیکن اس حملہ کو روسیوں نے کامیابی سے روکا۔ روسی بھی بے انتہا جوش میں بھرے ہوئے تھے اور آج وہ بھی فن جنگ کا تماشا دیکھنے اور دکھانے آئے تھے۔ اب روسیوں نے آہستہ آہستہ اپنے سارے ڈویژن ایک جگہ جمع کئے۔ سبھوں نے اس کا ارادہ کر لیا تھا کہ جو کچھ بھی ہو ہم سارے کے سارے آج ملکے ترکوں پر حملہ کریں گے اور اس مقام کو ان سے چھین لیں گے لیکن ان کی تمام زبردست کوششیں۔ ان کا بار بار دل مضبوط کر کے آگے بڑھنا سب فضول تھا۔ آج عثمانی نوجوان پہاڑ کی طرح سامنا کئے ہوئے ان کو برابر پسپا کر رہے تھے۔ اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی بڑا زبردست قلعہ ہے جس پر ان روسیوں کی گولیوں کا

خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ اور پیچیدگیوں کا جال برابر بچھتا چلا جا رہا تھا۔ مشرق و مغرب کے شہنشاہوں نے اپنے اپنے فوجی افسر انتظام کے لئے مقرر کئے لیکن اس میں ناکامیابی رہی اور معلوم ہو گیا کہ بغیر تلوار پر ہاتھ ڈالے کام نہیں چلنے کا اس لئے جنگ کا اعلان دیدیا گیا۔ عثمانی فوجیں ہنگریا کی سرحدوں پر بڑھیں۔ ادھر شہنشاہ جرمنی نے اپنے مشہور و معروف سپاہ سالار جنرل مانٹیکوکلی کی ماتحتی میں اپنی فوج کا ایک ٹکڑا اس ملک کی حفاظت کے لئے بھیجا۔ اس جنرل کی قیمتی معلومات اور تجربوں کی قیمت ان کثیر تعداد فوجوں سے کہیں بڑھی ہوئی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنی مٹھی بھر فوج کا راز ترکوں سے چھپانا چاہا۔ جسے اس نے دریائے ڈینیوب کے کنارے پھیلا رکھا تھا اس نے اپنے سپاہیوں کو اس دریا کے رستہ پر ترکوں کی روک تھام کے لئے کھڑا کیا اور ان کو ادھر سے ہمیشہ بدلتا رہا اور فوجی نقل و حرکت سے ظاہرا ان کی تعداد بہت بڑی دکھلائی۔ کیپرلی نے اس جنگ کی ابتدا نیہاسل کی محاصرہ سے کی جسے اس نے ۲۷ ستمبر ۱۶۶۳ء کو پورے طور سے تاخت و تاراج کیا۔ پھر اس نے اپنے

مطلق اثر نہیں ہوتا۔ روسیوں نے پیچھے ہٹ ہٹ کے بڑی بے جگری سے ترکوں پر حملے کئے۔ اور ہر طرف سے گولے اور گولیوں کا مینھ برس رہا تھا۔ انھوں نے اسی عرصہ میں ایک طرف سامان حرب میں آگ لگادی اور ترکوں کے چند گھوڑوں اور آدمیوں کو اس آگ سے اڑا دیا۔ اس وقت لڑائی کا بازار خوب گرم ہو رہا تھا ہر طرف سے گولے برس رہے تھے اور طرفین میں بہت سے آدمی کٹ کٹ کے مر رہے تھے۔ جنگ نے دونوں فوجوں پر اپنا قبضہ کر رکھا تھا اور جس طرف کا کوئی سپاہی مارا جاتا تو دشمن اسی کو بہت غنیمت سمجھ کے خوشی سے اچھل پڑتا تھا جس وقت ترکوں کے سامان حرب میں آگ لگی ہے تو ڈیلی نیوز کے جنگی نامہ نگار کی بیان کے موافق تمام روسی افسر بے انتہا خوش ہو گئے اور ان کی چہروں کی رنگت جوش کے ساتھ بدل گئی۔ ان کا جوش اتنا بڑھا کہ ان کے ایک افسر نے آگے بڑھ کر صلیب کو آسمان کی طرف بڑھایا۔ روسیوں میں پھر جان پڑ گئی اور انھوں نے بڑی بہادری اور مستعدی سے ترکوں پر حملہ کیا۔ اب میدان جنگ امید و بیم کا نقشہ بن رہا تھا۔ روسی

رسالہ کو کئی حصّہ میں تقسیم کیا۔ اس کے رسالہ میں سپاہی اور جان نثاری دونوں شریک تھے۔ اور اپنے رسالہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو سلطنت آسٹریا کی بربادی کے لئے ہر طرف روانہ کیا۔ اور یہ لوگ پرسبرگ اور روانسٹا کی فصیلوں تک پہنچ گئے۔ مئی ۱۶۶۳ء میں کیپرلی آگے بڑھا اور دریار مور کو عبور کر کے اس نے نیوہی وار کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ جسے اس نے بالکل نیست و نابود کر کے آگ لگادی۔ اس اجڑے ہوئے شہر سے عثمانی فوج جھیل بلیٹن کے مغربی ساحل سے ہوتے ہی شمالی حصّوں کی طرف بڑھی۔ اس فوج سے بغیر کسی کشت و خون کے سوانٹی۔ ناوگریدی اور نترا ان مقامات پر عثمانی جھنڈا اڑا دیا۔ وزیر اعظم کی فوج بحر مواج کی طرح بڑھ رہی تھی۔ اور اسی طرح وہ قلعہ سنیٹا تک بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ گئی جہاں اس نے قلعہ مذکور پر زور و شور سے حملہ کیا۔ شہنشاہ لیوپولڈ کی اس سفارت سے جسے اس نے مجلس شورہ کے پاس روانہ کیا تھا کچھ فوجیں اور آگئیں لیکن یہ فوجیں آپس ہی میں لڑی مرتی تھیں۔ جس وقت تک جنرل مانٹیکو کلی کے فوج کی افسری اپنے ہاتھ

یہ چاہتے تھے کہ ہم غالب ہوں اور ترک یہ چاہتے تھے کہ نہیں ہم ان پر غالب رہیں گے اس کوشش میں دونوں طرف کے بہت سے سپاہی کام آئے۔ میدان جنگ خون سے ہولناک ہو رہا تھا۔ ابھی کسی کا سر اڑ گیا تو کسی کا بازو۔ وہ کمبخت زمین پر گرنے بھی نہ پایا تھا کہ دوسرے گولے کے صدمے سے وہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ ادہر کوئی سسک رہا ہے کہ دوسرے حملہ آور نے آکے اُس کا خاتمہ کر دیا۔ ہر طرف لڑائی کا کالا بادل خوب گرج رہا تھا۔ روسی درمیانی فوج میں کرنل کومارف کا رسالہ بہت پھرتی سے لڑ رہا تھا۔ روسی فوج کا ہر حصّہ آگے بڑھ رہا تھا۔ نئی نئی فوجیں اس حملہ آور سپاہ میں آکے برابر ملتی جاتی تھیں اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ آج روسی عقاب اس پہاڑی پر ضرور اُڑے گا۔

ترکوں کی جب نظر اُٹھتی تھی تو سوائے روسی جوانوں کے اور کوئی نہیں دکھلائی دیتا تھا اس خونریز جنگ کی حالت ہر ساعت میں نہایت خراب ہو رہی تھی۔ ترکوں نے اس موقع پر میدان اور پاس کی گھاٹیوں میں واپس آنا مناسب خیال کیا۔ اور بالآخر کل ترک

میں نہیں لی فوج میں نہ تو کوئی ترتیب تھی اور نہ کسی قسم کا اطمینان تھا۔ جنرل مذکور دشمن کی نقل و حرکت کی خبر برابر مخبروں سے سنتا رہا۔ مجبوراً فوج کا ہیڈ کوارٹر سینٹ گوتھارڈ بدل دیا۔ وہاں جانے سے وہ سرویا اور آسٹریا دونوں پر حاوی ہو گیا۔

۲۶ر جولائی کو ترکی سپاہ دریا رآب کے کنارے پہنچی۔ اگر وہ ایک دفعہ بھی دریا پار ہو جاتے تو وائنا (پایۂ تخت آسٹریا) کی طرف بڑھنے کا اچھا موقع تھا۔ کپرلی نے بہتیری کوششیں کیں لیکن دریا کا پار کرنا مشکل ہو گیا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ بغیر فوجی مقابلہ کے میری کوششیں بے سود ہوں گی۔

پہلی اگست کو اس نے دریا کے عبور کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ دشمن بھی دوسرے کنارے پر خیمہ زن تھا۔ آسٹریا والوں نے پندرہ ہزار آدمیوں کو اس رستہ پر آنے دیا اور پھر اُبھر گولے برسانے شروع کر دیئے۔ جاں نثاریوں اور سپاہیوں نے اپنے آپ کو دریا میں بڑی مردانگی سے ڈال دیا۔ اور اس جوش کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی امداد کے لئے آگے بڑھے۔

ستو باطن کے بڑے نالے میں جو کوہ آلدچہ کے نیچے کے حصّہ میں بہت دور تک چلا گیا ہو واپس آ گئے۔ اس نالے کے سامنے والا کنارہ خندق اور فوجی مورچہ بندی سے مضبوط ہو رہا تھا روسی اگر ان مورچوں پر حملہ کرتے تو ترکوں کے قدم اُکھڑ جاتے۔ لیکن روسیوں کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ لڑائی نے ان کی پوری طاقت صرف کر دی تھی اور اب ان کی حالت خود قابل رحم ہو رہی تھی۔ ادہر روسی ہیڈ کوارٹر سے واپسی کا حکم آچکا تھا بہرحال ترک واپس آ گئے۔ اس مضبوط مورچے اور فوجی تھالوں نے ان کو خوب پناہ دی۔ تمام ترکی فوج خون میں نہائی ہوئی اسی طرف واپس آ گئی۔

خوفناک جنگ جس نے طرفین کے بہت سے بہادروں کا خون کر دیا۔ اور جس کی وجہ سے اس قدر خونریزی ہوئی تیسرے پہر کو جا کے ایک بجے ختم ہوئی۔ جنگ کے دو حصّے تھے۔ ایک میدان سے تو روسی اور ترک اس شدید مقابلہ کے بعد واپس آ چکے تھے دوسرے حصّہ میں گرینڈ ٹرس جنرل کیڈ رہام کی ماتحتی اور جنرل ہیمان کی نگرانی میں اسی بے جگری اور آزادی

ترکوں کی اس دلیری سے جنگ کی قسمت کا فیصلہ مشتبہ ہو گیا تھا۔ ترکوں کی جانبازی اور آسٹریا والوں کی با موقع کارروائی دونوں کا برابر کا آمنا سامنا تھا۔ آخر میں آسٹریا والے محض اپنی جنرل کی قابلیت اور ہوشیاری سے کامیاب ہو گئے۔ ترکوں کے صرف ۲۱۰۰۰ آدمی اور آسٹریا والے صرف چار ہزار کام آئے۔

سلطان کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ اس خیال میں تھا کہ اب فتح کی خبر ملی اور میں تمام اپنی قلمرو میں عام خوشی کا اعلان دوں گا۔ وہاں سب سامان تیار تھا۔ کیبرلی کی یادداشتوں نے اسے کامیابی کی امید بندھا رکھی تھی۔ لیکن اب اس شکست سے تمام خوشی کا سامان غم سے بدل گیا۔ شکست کا خوف ایسا غالب ہو گیا کہ دیوان اکبر نے صلح کی ٹھیرائی آسٹریا کے جنرل کونیٹ ریمانڈ مانٹیکو بٹلی نے اپنی فتح کا پورا ساتھ دیا اور ترکوں کا تعاقب کیا۔ یہ اس طرح سرگرم تھا کہ اس کی گورنمنٹ نے یکایک مخالفانہ کارروائی کو روک دینے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ باب عالی صلح کرنا چاہتا ہے۔ بالآخر صلح کے نامے و پیام شروع ہوئے

سے لڑ رہے تھے۔ وہاں قتل و غارت کا بازار خوب گرم ہو رہا تھا۔ ان کے جوش میں ابھی فرق نہیں آیا تھا۔ اور ان کی تلواروں کی پیاس ابھی نہیں بجھی تھی۔ توپوں کا گرجنا اور سنگینوں کا چمکنا میدان حشر برپا کر رہا تھا۔ روسی اور ترکی ایک دوسرے کو بڑھ بڑھ کے مار رہا تھا۔ گرینیڈیرس کا مقابلہ بہت سی عربی بٹالین اور منتخب رسالوں نے بڑی مردانگی سے کیا۔ گو ہر طرف روسیوں کا زور ہو رہا تھا لیکن پھر بھی ان فوجوں نے ان کے منہ پھر دیئے جوں جوں آفتاب کی حرارت بڑھ رہی تھی اسی طرح ان سپاہیوں کی فوجی حرارت اور ایک دوسرے کو برباد کرنے کا خیال بڑھ رہا تھا۔ ادہر عربی بٹالینوں نے آج اپنی شجاعت ختم کردی ادہر گرینیڈیر دستے بھی اپنی موروثی قوت صرف کر چکے تھے۔ اس وقت لڑائی کا آفتاب نصف النہار پہ پہنچ چکا تھا۔ تمام میدان سرخ ہو رہا تھا۔ لاشوں کی کوئی تعداد نہ تھی۔ توپوں نے آج اپنے اژدہا صورت منہ کو خوب کھول رکھا تھا۔ اس قدر دھوان پھیل رہا تھا کہ بعض وقت گولیوں کا نشانہ خطا کر جاتا تھا۔ جو جنگی نامہ نگار تھے وہ یہ سوچ رہے

اور صلح چند شرائط کے ساتھ ظہور میں آئی لیکن ان شرطوں کا اصل مطلب ہنگری والوں کے بالکل خلاف تھا۔ کیپرلی کو اگرچہ مانٹیکو کیلی نے شکست دیدی تھی لیکن پھر بھی اس مفید مطلب صلح سے اور دوسرے یہ کہ اب تک ترکوں کے ہاتھ میں بہت سے مفتوحہ مقامات باقی رہ گئے تھے۔ کیپرلی جب قسطنطنیہ واپس آیا تو اس کا استقبال بڑے جوش کے ساتھ کیا گیا اور اس کو قوم نے ایک بہادر فاتح کی حیثیت سے دیکھا۔

دوسرا فوجی کارنامہ جو کیپرلی نے صفحہ تاریخ میں اپنی یادگار چھوڑا ہے وہ اس کی لاثانی شجاعت کا قابل فخر نمونہ ہے اور یہ کارنامہ بہت بڑی عزت اور سطوت سے آراستہ ہے۔ اس زبردست جنگی کارنامے میں اس کی اس شجاعت اور مردانگی کا ذکر ہے جو اس نے کینڈیا کے تخت و تاراج کرنے میں دکھلائی۔ تقریباً بیس برس سے ترکوں نے اس مقام کا محاصرہ کر رکھا تھا اور ان سے کچھ نہ ہوتا تھا۔ علاوہ اس کے وینس والے اس جگہ کو وقتاً فوقتاً خوب مضبوط کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ محفوظ اور مستحکم بندرگاہ بالکل ناممکن الفتح

تھے کہ دیکھیں آج جنگ کب ختم ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ طرفین نے پھر خوفناک حملہ کیا اور ایسا خوفناک حملہ کہ تمام میدان سے آگ برسنے لگی اور تھوڑی دیر کے لئے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اب کیا ہو رہا ہے۔ غرضکہ ترک پیچھے ہٹ گئے۔ پہاڑیوں کی مورچہ بندی اور پناہ کی جگہوں میں انہوں نے آکے دم لیا۔ جب باقاعدہ فوج اپنے مقام سے ہٹ چکی تو طرفین کی بیقاعدہ فوجوں نے زور آزمائی کی۔ یہ بھی خوب لڑے اور تمام فوجیں تھک کے کوہ یاسنی کے دامن میں غائب ہو گئیں۔ اس طرح ٹھیک چار بجے دن کو یہ معرکہ ختم ہوا۔ کچھ بھی ہو ترکوں نے روسیوں کو آگے نہیں بڑھنے دیا۔ اگرچہ عثمانی شیر دن بھر کی خونی محنت کے بعد میدان سے اپنی جگہ واپس آ گئے تھے اور اس وسیع مقام کو اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ رکھا تھا لیکن کینزل پیتی کی پہاڑی نہیں دی اور اس پر اپنا قبضہ کئے رہے۔ ترک اگرچہ پہاڑی سے اُتر آئے تھے مگر ان کا رعب ان کی شجاعت اور ان کا مردانہ جاہ و جلال اب تک وہاں لڑ رہا تھا۔ روسیوں کی اتنی مجال نہیں ہوئی کہ وہ پہاڑی کے دامن کو ہاتھ لگائیں۔ آج ترکوں نے اپنی

ہو گیا۔ وینس والوں نے تمام قوم کے جانباز جنگجو اور خاصکر فرانسیسی بہادروں سے اپنے کو خوب مسلح کر لیا تھا۔

تاریخی حیثیت سے اس بڑے پایہ کی جنگ کے واقعات یونان کی ہمیشہ مشہور رہنے والی جنگ ٹروجن سے ملتے جلتے ہیں اس کی مدت اس کی دلیرانہ کارروائیاں اور اس کے آخری محاصرہ پر دنیا کے تمام فنون جنگ کا خاتمہ ہو جانا یہ وہ واقعات اور حالات ہیں جن سے اس زبردست جنگ کے پورے پورے موقعے زمانہ کی تاریخ میں زرّیں حروف سے لکھے جائیں گے اور اُن کے پڑھنے سے ہمیشہ ترکی بہادری کا سچّا عکس نظر آئے گا۔ اس زبردست قلعہ پر تمام فن انجنیری کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ ترکوں کی تمام کوششیں اس محاصرہ کے مقابلہ میں بیکار ثابت ہوئیں۔ ایک لاکھ ترک کا خون اس قلعہ پر بہا یا گیا۔ لیکن ترکی فوج کو برابر امداد پہنچ رہی تھی۔ اور ترکوں کے ہاتھ سے مسیحی مجاہدوں کی ۳۱۰۰۰ جانیں ضائع ہو چکی تھیں۔

ضد پوری کی۔ انہیں یہ کامیابی بہت سی قیمتی جانوں کے عوض میں نصیب ہوئی لیکن جو کچھ ہوا اس سے ترکوں کا ہاتھ غالب رہا۔ جنگ میں خواہ کتنے ہی مارے جائیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ فتح کا باجا کون بجاتا ہے اور کامیابی کا جھنڈا کون ہوا میں اڑاتا ہے جب صبح کی چاندنی نے میدان کو پھر صاف کیا اور ۲۶ ویں اگست کی صبح کا خیمہ گڑ چکا تو مختار پاشا نے اس خیال سے کہ وہ وادیٔ احمر کی موجودگی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور وہ اُن کے قبضہ میں آ چکی ہو انہوں نے اپنی فوجیں کھلے میدان کی طرف بڑھائیں۔ اب ترکوں کو بہت اچھا موقع مل گیا۔ ایک طرف تو یہ پہاڑی دوسری طرف کوہ یاہنی اس لئے ان دونوں کے درمیان میں ترکوں نے خوب مورچہ بندی کی اور ہر طرح سے تیار ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۵ ویں اگست کی ترکی نمایاں کامیابی کا سہرا ایک عربی عورت فاطمہ کے سر رہا۔ وہ بعض بدوی رسالوں کی افسری کا کام انجام دے رہی تھی۔ وہ اپنے ہموطنوں میں برابر جوش پھیلاتی تھی۔ اس پہاڑی پر حملہ کرنے کی تدبیر موسے

لوئیس چہاردہم فرانس کے حکمراں نے وینس والوں کو اور امداد کی اُمید دلائی۔ فرانس کے بادشاہ نے وینس والوں سے وعدہ کیا کہ میں روپیہ پیسہ کے علاوہ آدمیوں سے بھی تمہاری مدد کروں گا۔ فرانس کے امدادی جوانوں کی فوج ٹولان سے روانہ بھی ہو گئی لیکن رستہ میں ترکی یونانی مترجم نے فرانسیسوں کو دھوکا دیدیا۔ اور کہا کہ میں نے تمہارے وزیر اعظم کی چٹھی میں یہ دیکھا ہے کہ اب فرانس بابِ عالی کو امداد دینا چاہتا ہے۔ تم لوگ وینس والوں کو صلح پر آمادہ کرو۔ اور یہ فرانسیسی فوج عثمانی بیڑہ جہازات کی کمک کے لئے آئی ہے۔ دوسرے دن ترکی بندرگاہ میں چھ جہاز فرانسیسی نشان بلند کئے ہوئے داخل ہوئے۔

اصل میں ان جہازوں کا نشان محض فرضی تھا۔ ان جہازوں کو فرانسیسی بحری فوج سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ ترکی بیڑوں سے ایک روز پہلے ان کو علیحدہ کر لیا تھا اور یہ ترکی بحری فوج سے تعلق رکھتے تھے ان تازہ دم بحری نوجوانوں کی صورت دیکھتے ہی

پاشا کو اسی عورت نے بتائی تھی۔ موسلے پاشا پہلے ایک روسی افسر تھا لیکن کچھ روز
سے اس نے قطع تعلق کر لیا تھا اور اب وہ ترکوں کی فوج میں اپنی خدمات انجام دے رہا تھا۔
موسلے اور فاطمہ دونوں ترکی حملہ آور فوج کی کمان کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ یہاں
روسی فوج پڑی ہوئی تھی اور کاسکوں کا پہرا تھا انہوں نے اپنی زبان میں روسی مقررہ
لفظ جو وہاں سے گزرنے کی اجازت دیتا تھا پوچھا کہ تم [illegible] پہلے روسیوں
کے ساتھ رہ چکا تھا [illegible] نے [illegible] سے جواب دیا۔ دوسرے کسی مسلمان نے جسے
روسیوں نے چھوڑ دیا تھا اس نے اس خاص لفظ کو بھی موسلے کو بتلا دیا تھا اس لئے ان
محافظوں کو دھوکا ہوا اور انہوں نے ترکوں کو اپنا دوست سمجھ کے وہاں سے گزرنے
کی اجازت دیدی اور یہ فوج رات کی تاریکی میں آگے بڑھ گئی۔
حملہ آور بڑھتے بڑھتے بڑے مقام پر پہنچ گئے اور فوج قلعہ پورے طور پر اس حملہ آور فوج
کی مدافعت نہ کرسکی ان کی دلیری اور جرأت میں شک نہیں مگر سخت حملہ کے آگے وہ کچھ نہ کر سکے

وہ لوگ جو کینڈیا کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو رہے تھے اور جن کی حالت اس سخت مقابلہ
کے بعد بہت قابل رحم ہوگئی تھی گھبرا اٹھے اور ان کے پیر اکھڑ گئے۔
اس موقع کو غنیمت سمجھ کے عثمانی سپہ سالار نے ان کے جنرل موروسینی کے سامنے صلح کی
چند شرطیں جو قابل تسلیم تھیں جلدی سے پیش کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھٹی ستمبر ۱۶۶۹ء
کو کینڈیا ترکوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ طرفین کے قیدیوں کو رہائی دی گئی اور وینس والے
اس جزیرے کو ایسی پریشان حالت میں چھوڑ گئے کہ جہاں نہ کوئی مکان اصلی حالت میں
رہا اور نہ کوئی آدمی باقی رہا۔
عہد نامہ کی شرطوں سے جو باب عالی اور وینس والوں میں ہوا کینڈیا عثمانی سلطنت کا ایک
ٹکڑا قرار دیا گیا۔ اس فتح کے بعد کیپرلی نے اپنا قیام کئی مہینے اسی جزیرہ میں رکھا اس
عرصہ میں کیپرلی مقامی انتظام کو عثمانی ترتیب سے درست کرتا رہا۔ جب اس نمایاں
کامیابی کی خبر قسطنطنیہ پہنچی تو تمام عثمانی سلطنت خوشی کے مارے پھولی نہ سمائی اور

اخیر ترکوں نے بڑا بھاری پالا جیتا اور کرزیل ٹاپی سے روسیوں کو مار کے بھگا دیا۔ اس شکست عظیم سے روسیوں کے مقامات جنگ میں تبدیلی واقع ہوئی۔
۲۷ اگست میلیکف نے اپنی فوجوں کو اوج ٹاپی کے قرب وجوار قائم کیا۔ یہ مقام کرزیل ٹاپی کے ٹھیک مشرق کی طرف واقع ہے۔
آغاز ستمبر میں پہاڑ کی چوٹیاں جاڑے کی آمد آمد کی خبر دینے لگیں۔ اگرچہ میدانوں میں اب بھی اسی طرح گرمی باقی تھی مگر اس برف سے جو پہاڑ کی چوٹیوں پر جم گئی تھی یہ پیشین گوئی ہو رہی تھی کہ جاڑا قریب آگیا۔ اخیر کی لڑائیوں سے ترکوں کو یہ فائدہ ہوا کہ انہوں نے اچھے اچھے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ بہت سے کھیت جو پک گئے تھے لیکن ابھی کٹے نہیں تھے وہ ان کے قبضہ میں آگئے۔ پانی کی بھی اسی طرح افراط ہوگئی۔ آب وہوا نہایت ہی معتدل اور موسم بہت پُر از صحت تھا۔
عثمانیوں کا جوش شجاعت پے در پے کی فتوحات سے بہت ہی ترقی کر گیا تھا انہیں روسیونکی

سب لوگ بے انتہا خوش ہوگئے۔ تمام سلطنت نے خوشی منائی۔
جب کپیرلی اپنا کام کر چکا اور اُس نے شہر کو دوبارہ آباد کرنیکا پورا پورا بندوبست کر لیا تو وہ ایڈریانوپل واپس آیا۔ جس وقت اس نے قدم رکھا تمام آدمیوں نے جوش کے ساتھ خوشی کے نعرے بلند کئے اور اُسے ہاتھوں ہاتھ دوامی تعریف اور شکریہ کے پھول برساتے ہوئے لے گئے۔ اس وقت محمد کے پاس ایک سفارت آئی جو اُس کی عظمت کی دلیل ہے مقام اوکرین کے کاسک جو پولینڈ کی رعایا تھے انہوں نے سلطان کے سایہ میں پناہ لینی چاہی اور اس غرض سے انہوں نے سلطان کے پاس اپنی سفارت روانہ کی۔
باب عالی کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا گیا۔ مفتی نے فتویٰ دیا کہ اگر پولینڈ کاسکوں کو جو ترکوں کے دوست ہیں امن اور آرام نہ دے تو اس پر فوج کشی کرنی چاہئے اور اس کے کان اچھی طرح کھول دیے جائیں۔ پولینڈ نے ایک نہ سُنی اور جنگ کا اعلان ہوگیا دونوں طرف فوجی تیاریاں ہوگئیں۔ اس دفعہ خود سلطان نے فوج کی افسری کی باگ

اندر ان شخص کا نامہ نگار جو خود اس کالم کے ساتھ تھا لکھتا ہے کہ ہر شخص اپنے افسر کے حکم پر گردن ہلا دیتا تھا اور صاف کہہ دیتا تھا کہ میں تمہارا حکم نہیں مانتا۔ توپخانہ کے کپتان اور کرنیل میں جھگڑا ہوا جس پر کپتان نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اس کے مقابلہ میں توپخانہ کے لفٹنٹ کو حکم ہوا کہ تو گولہ باری تھما دے اس نے حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ جس وقت کوہ قافی فوج کو احکام پہنچے وہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سپاہی بھی اپنے افسروں کا حکم نہیں مانتے تھے ہاں روسی پیادہ فوج بیشک مطیع اور شائستہ رہی اس کے بعد رسالہ کے کچھ سوار بطور فوج بدرقہ کے دشمن کی تلاش میں بھیجے گئے جنہوں نے واپس آکے یہ خبریں دیں کہ دشمن نے رستہ کے نیچے ایک اعلیٰ مقام پر قبضہ کر لیا ہے اور گنجان جھاڑیوں کے اندر اس کی بہت مضبوطی سے مورچہ بندی ہو رہی ہے اس پر بھی جب پیادہ فوج روانہ کی گئی تو عبّاسی مقابلہ کی تاب نہ لا کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کالم آگے بڑھا اور اس نے تمام گاؤں کو جو رستہ پر

مضبوط کر لیا تھا۔ لیکن سوبیکی کی یلغاروں سے ترکی سپاہ کو شکست اٹھانی پڑی اور بہت کشت و خون ہوا۔ ترک نہایت مردانگی سے پیچھے ہٹے اور دریا کو پھر ایک مرتبہ عبور کیا۔ انہوں نے دریا کو عبور کرتے وقت بہت سے بہادروں کی جانیں قربان کر دیں۔ اس کے بعد انہوں نے کیمینک میں آکے دم لیا۔ سوبیکی برابر دشمن کے تعاقب میں سرگرم رہا۔ وہ جب خازم پہنچا تو وہاں بھی اس کی فوج فوجی اعزاز اور شان کے ساتھ ایک فاتح کی حیثیت سے آگے بڑھی۔ دشمن کے تعاقب کا جوش اسے برابر آگے بڑھا رہا تھا۔ وہ اپنا کام نہایت استقلال سے کرتا ہوا آگے بڑھ گیا کہ دفعۃً میکائیل کے انتقال کی خبر نے اسے روک دیا۔ اس وجہ سے کیمینک پر وہ اپنا ہاتھ نہ ڈال سکا اور بہت سے ضروری کاموں نے اسے وارسا جانے پر مجبور کر دیا جہاں تھوڑے دنوں کے بعد وہ تخت پر بٹھلایا گیا۔ جس کی آرزوئیں وہ یوں بے جگری سے اپنی تلوار چمکا رہا تھا اور کبھی یدولیا کبھی کیمینک ترکوں کے مقابلہ کے لئے بید دھڑک تیار ہو جاتا تھا۔

تھے جلا دیا۔ اس کے بعد پھر یہ خبر آئی کہ پہاڑیوں کے سلسلے میں ایک مقام پر عباسیوں نے مورچہ بندی کر رکھی ہے اس مقام سے روسی کالم پر انہوں نے فیر کئے اگرچہ روسی سپاہی بہت سے مقتول ہوئے لیکن اخیر میں پیادہ فوج نے چار توپوں کی مدد سے اس مقام سے بھی عباسیوں کو بے دخل کر دیا۔

ابھی تک گاؤں میں برابر آگ لگائی جا رہی تھی اور عباسیوں کا بہت شدید نقصان ہو رہا تھا۔ یہی کیفیت روسی رسالہ کی بھی تھی کہ وہ تمام ملک کو برباد کر رہا تھا۔ ادہر اُدہر مصیبت زدہ پناہ گزیں قدم جما جما کے روسیوں پر فیر کرتے تھے۔ مگر کمبخت چند منٹ کے سوار مقابلہ میں نہ ٹھیر سکتے تھے وہ برباد ہوتے چلے جاتے تھے اور روسیوں کا ان کے مقابلہ میں بہت خفیف سا نقصان ہوتا تھا۔ اس وقت عباسیوں کا سارا ملک ویران و تاراج ہو رہا تھا۔ بے تعداد گاؤں میں جن میں آگ دی گئی تھی دھوئیں کے بقعے اور آگ کے شعلے اٹھتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ان غریبوں کی بستیوں کو پھونک کے روسی

کیپرلی اچھی طرح جانتا تھا کہ اسے کس سے جنگ کرنی پڑے گی اور اپنی فوجوں کو مزید امداد دے کے اسے زبردست بنانے میں وہ کس قدر غافل رہا۔ اس نے تاتاروں کو مقام اکرائی کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور جاں نثاریوں میں سے ۱۲۰۰۰ آدمی منتخب کئے جن کی عین راحت اپنے ملک پر جان دینے میں تھی۔

یہ فوج بڑی دہوم دھام سے تیار ہوئی اور اس میں اس قدر جوش پیدا ہو گیا کہ ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار تھی۔ سوبیسکی پولینڈ کا جدید شاہ اپنی روسی مددگاروں سے علیحدہ ہو کے سرمائی حصص ملک میں چلا گیا تھا اور اب طرفین سے جنگی تیاریاں کچھ دن کے لئے ملتوی ہو گئی تھیں سلطنت ترکی پر ایک آفت نازل ہوئی یعنی ۱۶۷۶ء میں جبکہ جنگ کا آغاز ہو رہا تھا وزیر اعظم کیپرلی پر مرض الموت طاری ہوا اور وہ بیکایک ۴۷ سال کی عمر میں جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ نہایت دانائی اور کامیابی سے اس نے پندرہ سال تک حکومت کی اس نے سلطان المعظم کی رعایا کی اعتیانہ بے مدارج کا پورا تحفظ کیا۔

کالم تیسرے پہر کو لوٹ گیا۔ صدہا آدمی جل گئے اور ہزاروں آدمی لنگڑے ہوکے ادھر اُدھر پھرنے لگے اس تمام مہم میں سوائے بے رحمی کے اور کوئی کام نہیں کیا گیا۔ عباسی بالکل ستیاناس کردیئے گئے اور اُنہیں روسیوں کی مخالفت کا یہ پھل ملا۔ اس مہم میں بہت سے سپاہی جارجیہ کے رہنے والے تھے اور یہہ سب انتہا درجہ کے وحشی تھے۔

اگر ترکی پر یہ الزام ہے کہ اس نے وحشی باژی بزوقوں کو اپنی فوج میں داخل کرلیا تھا تو روسی بھی اس الزام سے بری نہیں ہوسکتے کہ اُنہوں نے جارجین جیسے وحشی آدمیوں کو فوج میں بھرتی کرکے ایک سرسبز ملک کو یوں برباد کرادیا۔

عام طور پر یہ خیال تھا کہ عین معرکہ جنگ میں یونان ترکی کے خلاف ہتھیار اُٹھائے گا تاکہ تھسلی اور اپیرس کو اپنی سلطنت میں شریک کرلے مگر ابھی تک یونان کی طرف سے بالکل خاموشی تھی۔

وہ لٹریچر اور صنعت وحرفت کا اول درجہ کا سرپرست تھا اس نے حکّام میں نیکی اور قومی عزت کا خیال پیدا کردیا تھا اور جو عمدگی انتظام میں ظاہر ہورہی تھی وہ تاریخ کے صفحوں پر سنہری حرفوں میں لکھی ہے۔

کار آمسطفے اس کا نسبتی بھائی جو اس کی ماتحتی میں کام کرتا تھا اس کا جانشین بنایا گیا مگر بدقسمتی سے اس کا طرز وانداز کیپرلی کے بالکل خلاف تھا اگرچہ اس میں حوصلہ اور قابلیت بہت بڑی تھی مگر غیر محتاط زیادہ تھا اپنے حوصلے اور زور طبیعت کے آگے وہ نہ موجودہ حالت پر غور کرتا تھا اور نہ اُسے آیندہ کا کچھ خیال رہتا تھا۔

اس جلیل القدر عہدہ پر مامور ہونے کے بعد اس کی بڑی آرزو یہ ہوئی کہ آسٹریا سے جنگ کی جائے اور وائنا پر قبضہ کرلیا جائے لیکن اس کے بیجا غرور اور تنک مزاجی سے کاسکوں کا دل اس سے پھر گیا جو ابھی حال میں باب عالی کی رعایا ہوئے تھے اس وجہ سے وہ ان پر بھروسہ نہ کرسکا۔

اگست کے اخیر میں یونان کی چھوٹی سی ریاست کا تذکرہ انگریزی قوم کے آگے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف نے پیش کیا جو مضمون اخبار مذکور نے لکھا تھا اس میں ترکوں کی بے انتہا ہمدردی کی گئی تھی۔ اس تمام مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ مسٹر گلیڈ اسٹون (متوفی) نے یونانیوں کو ترکوں کے خلاف شمشیر بدست ہونے کے لئے آمادہ کیا ہے۔ مسٹر گلیڈ اسٹون نے دو مہینے ہوئے ایک بہت بڑے یونانی سوداگر کو قسطنطنیہ میں لکھا تھا تم کیوں نہیں اپنی قوم کو آمادہ کرکے روسیوں کی امداد پر ترکوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے رائے دیتے۔ اس سوداگر نے جس کا نام ایم نیگروپانٹی تھا گلیڈ اسٹون کے خط کا یہ جواب لکھا تھا کہ ہمارے مقاصد روسیوں سے بالکل مختلف ہیں اور ہماری قوم کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ ہم بجائے ترکوں کے روسیوں سے جنگ کریں۔ اس کے علاوہ میری قوم کی بڑی دانائی یہ ہے کہ وہ فی الحال بالکل خاموش رہے۔ یہ چٹھی دیکھتے ہی مسٹر گلیڈ اسٹون کے آگ لگ گئی اور اس نے تلخ ترین لہجہ میں دوسرا خط لکھا جس میں یہ بیان تھا کہ مجھے سخت تعجب ہے

باوجود ان تمام دقتوں کے کارا مصطفےٰ کو ایک زبردست فوج بہم پہنچانے میں کامیابی ہوئی جسے اس نے ادکرین کی طرف بڑھا کے خیزرم کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں ایک خطرناک جنگ ہوئی۔ ترکوں کا غیر معمولی نقصان ہوا۔ اور ترک اس پریشانی میں دریائے ڈینیوب کے پار اُتر گئے۔ لیکن روسی ایک فاتح کی حیثیت میں برابر ان کا تعاقب کرتے رہے۔

جنگ کے مردہ جسم میں دوسرے سال نئی فوجوں سے جان پڑگئی۔ کئی خونی مقابلے ہوئے بالآخر کارا مصطفےٰ نے خیزرم کو تاخت وتاراج کردیا۔ اور ۲۱۔ اگست ۱۶۷۸ء کو نہایت مردانگی سے عثمانی جاہ وجلال کا جھنڈا بلند کرکے مقام مذکور میں اپنی فوجوں کو لاجمایا۔ لیکن اس کامیابی میں ترکوں کا سخت نقصان ہوا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دوسرا صلح کا عہد نامہ قرار پایا جس کے مطابق ترکوں نے اس جگہ کو جو روسی عملداری میں تھی اور جس کے لئے یہ خون خرابے ہوئے تھے چھوڑ دیا۔

کہ مشرقی نصرانی کس وجہ سے مسلمانوں کے خلاف آمادۂ جنگ نہیں ہوتے۔ مجھ سے تو جہاں تک ممکن ہوگا میں یونانیوں کو عثمانیوں کے خلاف آمادۂ جنگ کروں گا اس پر تاجر مذکور نے یہ جواب دیا کہ آپ کی یہ رائے ہمارے لئے زہر ہلاہل ہے۔ ان دونوں خطوں کے جواب میں مسٹر گلیڈاسٹون نے "رسالہ کنٹمپریری ریویو" میں ایک بڑا طول طویل مضمون لکھا۔ جس میں اس نے ظاہر کیا کہ اس سے بہتر موقع یونان کو نہیں مل سکتا اور یونانی سوداگر کی بڑی بھاری غلطی ہے کہ وہ اپنی قوم کو ترکوں کے خلاف شمشیر بدست ہونے کی رائے نہیں دیتا۔ پندرہ ستمبر کو یونانی سوداگر نے انگریزی اخبارات میں ایک مراسلت چھپوائی جس میں اس نے یہ لکھا کہ مسٹر گلیڈاسٹون کا جو خط اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں چھپا تھا وہ اس مضمون کے بالکل خلاف ہے جو انہوں نے "کنٹمپریری ریویو" میں لکھا۔ مسٹر نگروپانٹی سوداگر مذکور لکھتا ہے "میں اس شخص کا نام لینا نہیں چاہتا جس نے اس کے اخبار میں یونانیوں کے ابھارنے کے لئے پے در پے مضامین لکھے۔ میں صرف اس

پولینڈ اور روسیہ کا بھی فیصلہ کر دیا گیا۔ روس کی حکومت پول کے لوگوں پر تسلیم کر لی گئی۔

۱۸۴۸ء میں آسٹریا کے لوگوں کے خلاف کارا مصطفیٰ کی ناکام اور پرانی جنگی تجویز کی بسم اللہ ہوئی۔ ہنگری (آسٹریا) کے رہنے والوں نے اپنے حکمراں یعنی شہنشاہ جرمنی کے خلاف بغاوت کی شہنشاہ نے انہیں باغی سمجھ کے تمام سختیاں عمل میں لایا۔ اور ان کے سارے ملکی حقوق ضبط کر لئے۔

ان مصیبت زدوں نے ترکی سے پناہ مانگی اور کہا کہ ہم تمہاری امداد کے لئے اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ باب عالی نے بڑی سختی سے مخالفت کی اور اس جنگ کے خون میں اپنا ہاتھ رنگنے سے وہ برابر انکار کرتا رہا مگر کارا مصطفیٰ کی جنگی اولوالعزمیوں نے اپنے آقا پر غلبہ حاصل کیا اور اس کو اس مخالفت کے لئے راضی کر لیا۔ اب اس خوفناک معاملہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ ترکی نے ہنگری والوں کی امداد کے لئے کئی فوجیں روانہ

معاملہ کو انگلستان کی عامۂ خلائق پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اپنی نیکدلی اور انصاف سے اس کا فیصلہ کردیں کہ کونسی بات درست ہے۔"

مسٹر گلیڈ اسٹون نے بعد ازاں یونانی سوداگر کا خط ۲۵ تاریخ کے انگریزی اخبارات میں شائع کرادیا اور یہہ لکھا کہ ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے جو کچھہ لکھا ہے اُس کا یہ مطلب ہے "کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں" اب میں چاہتا ہوں کہ اس معشوق کو باہر نکال لاؤں اور عام لوگوں پر ظاہر کردوں کہ یہ کون شخص ہے۔ اس کا جواب ڈیلی ٹیلیگراف نے یہ دیا کہ میرے نامہ نگار نے اعلیٰ درجہ کے ذرائع سے اور ممتاز اشخاص سے رائے لیکر یہ تحریر لکھی ہے اور وہ اپنی تحریر کا ذمہ دار ہے۔

اخیر مسٹر گلیڈ اسٹون نے اس پردہ والے معشوق کو ظاہر کردیا اور وہ مسٹر لا یرڈ انگریزی ایلچی متعینہ قسطنطنیہ تھا۔ ۲۹ اکتوبر کو سفیر مذکور نے ایک مراسلہ لارڈ ڈربی کی خدمت میں بھیجا اور اس میں یہ لکھا کہ میں نے اپنے معتمد کے ذریعہ سے ڈیلی ٹیلیگراف کے

گیں۔ اس وقت ہنگری کا سردار ایک نوجوان رئیس ٹی کیلی تھا۔ وزیر اعظم نے سلطان کی ایک لڑکی سے شادی کرلی تھی اب اس کی اقتدار اور رسوخ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ ۱۶۸۳ء میں ایڈریانوپل جہاں فوجیں جمع ہو رہی تھیں روانہ ہوا۔

اس زبردست مہم میں تاتاری۔ والاچی۔ مالدوی اور ہنگری بھی شامل تھے۔ کل سپاہیوں کی تعداد ۱۸۰۰۰۰ یا بعض مورخوں کی تحریر کے بموجب اس کی تعداد ۲۰۰۰۰۰ تھی۔ بلکہ اوروں کا بیان ہو کہ اس سے بھی زیادہ تھی۔ جب سب فوجی تیاریاں ہولیں اور سپاہیوں میں پورا جوش پھیل گیا تو یہ فوج مقام بلغراد سے روانہ ہوکے دریائے ڈینیوب کے مغربی کنارے سے آگے بڑھی۔ وآنا تک اس کی کوئی مزاحمت نہیں کی گئی۔ رستہ میں اس سپاہ کو دو چار جگہ پر مقابلہ کرنا پڑا لیکن دشمن اس بحر مواج کے سامنے نہیں ٹھیر سکا۔ شہنشاہ جرمنی کا بھتیجا بھائی ڈیوک لورین آسٹریا کی فوجوں کی کمان کر رہا تھا۔ جس وقت شاہزادہ موصوف کو ترکی اور اس کی مشتملہ فوجوں کا حال معلوم ہوا اس نے فوراً کونٹ

نامہ نگار کے بیانات کی تصدیق کرائی ہے۔ اور مجھے اطمینان ہوگیا ہے کہ یونانی مسٹر گلیڈ اسٹون کی رائے کے بالکل خلاف ہیں اور میں گلیڈ اسٹون پر اس بات کا الزام رکھتا ہوں کہ اس نے یونانی تاجر کی مرضی کے خلاف کیوں اخبارات میں اس کے خطوط شائع کرا دیئے۔

۲۰ر نومبر کو مسٹر گلیڈ اسٹون نے سفیر انگریزی سے اس کے بیان کی تصدیق کرانی چاہی اپر سفیر موصوف نے سوائے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا۔ محکمہ خارجہ سے سفیر موصوف کے پاس ایک تار برقی پہنچی کہ تم نے گلیڈ اسٹون کے سوالات کے کیوں نہیں جواب دیئے اس پر سفیر موصوف نے لکھا کہ میں اس کی فضول بحث کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ناچار گلیڈ اسٹون نے ۲۸ر جنوری ۱۸۵۰ء کو ایک خط لارڈ ٹینٹرڈم معتمد لارڈ ڈربی کو لکھا کہ میں یونانی سوداگر کے کل خطوط اور اپنے جوابات پارلیمنٹ کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اسپہٹمبرگ کی ماتحتی میں دس ہزار جوان وائینا کی رہائی کے لئے بھیج دیئے۔ خود شاہزادہ نے نہایت مستعدی سے لیو پولڈ سیٹ کے جزیرہ میں آکے اپنے خیمے نصب کئے اور اپنی فوج کو وہیں ٹھیرایا لیکن جب اسے یہ خیال آیا کہ مبادا دشمن مجھے اس جزیرہ میں ہر طرف سے گھیرے اور آمد و رفت کا رستہ بند کر دے تو اس نے دشمن کے آنے سے ایک دن پہلے ہی تمام پل اور ہر طرح کے امدادی سلسلے توڑ ڈالے۔ وہ شہر سے کچھ فاصلہ پر جاکے ٹھیر گیا اور وہیں پولینڈ۔ بویریا۔ اور سیکزنی جو اس کے حمایتی تھے ان کی فوجوں کا انتظار کرنے لگا اور یہ فوجیں فوراً تھوڑی دیر میں آپہنچیں۔

اس عرصہ میں وائنا کا مشہور محاصرہ شروع ہوگیا۔ دونوں طرف سے تمام فنون جنگ کا تجربہ کیا گیا اور جنگ کے خوفناک ہونے میں کوئی کسر نہ رہی۔ ترکی اژدہا پیکر توپوں نے وہ آگ برسائی کہ شہر پناہ کی تمام دیواریں خراب ہوگئیں۔ گولوں کی

چنانچہ اسے اجازت دیدی گئی۔ مسٹر گلیڈاسٹون نے سفیر انگریزی پر یہ الزام قایم کیا کہ اس نے کیوں ایک ایسا خط انگریزی اخبار کو بھیجا جو میرے لئے سخت مضر ہے ۔ ایک بار اور بھی گلیڈاسٹون نے انگریزی ایلچی کو میدان میں بلایا۔ کیونکہ اس نے ۱۹ر فروری ۱۸۷۷ء کو قسطنطنیہ سے ایک تار ارل ڈربی کو روانہ کیا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ گلیڈاسٹون نے جو مجھ پر الزام قائم کیا وہ محض لغو اور بیہودہ ہے ۔ میں نے کوئی مراسلت اس کے خلاف لندن کے اخباروں میں نہیں بھیجی ۔ میرے علم سے پہلے ہی اس کی وہ خط وکتابت جو یونانی سوداگر سے ہوئی تھی اخباروں کو پہنچ چکی تھی مجھے خود اس خط و کتابت کو پڑھ کے تعجب ہوا تھا اور یہ بات بالکل تحقیق ہے کہ یونانی تاجر نے اخباروں کو بھیجنے کے بعد انگریزی ایلچی کو قسطنطنیہ میں تمام خط دکھائے تھے۔ ۵ ستمبر کو مسٹر گلیڈاسٹون کا ایک خط اخباروں میں چھپا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ یونانی سوداگر سے میری خط وکتابت جنگ سے پہلے ہوئی تھی اور اسوقت وکلاء دول ترکی معاملات پر

خوفناک مار اور آگ کی ہولناک شعلوں سے کئی جگہ سے یہ دیواریں چھلنی چھلنی ہوگئیں۔ لیکن اس بم ورجا کے وقت میں بھی ڈیوک لورین اپنے منتخب سپاہیوں کے دستے برابر روانہ کرتا رہا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ دشمن کی تمام جنگی کارروائیوں کو نقصان پہنچائیں اور ان کو سخت تکلیف دیں ۔

ترکی وزیر کی فوجی قابلیت اور کھلے میدان سے متواتر فوجی حملوں کی معمولی کامیابی سے کچھ دیر تک محاصرہ خوب گرما گرمی سے ہوا۔ سوبیسکی کو موقع ملگیا کہ وہ اپنے پولینڈ کے سپاہی لورین اور سیگزنی جوانوں کو محصورین کی جماعت کے لئے عین میدان جنگ میں لائے ۔ اسے اتنا اور بھی موقع ملگیا کہ ان مصیبت زدوں کو اپنی آمد کی خبر دی اور ان کی رہائی کا انکو کامل یقین دلایا۔ سوبیسکی نہایت مستعدی سے آگے بڑھا۔ تمام جنگی مورچوں کا معائنہ کیا اور اب ترکوں سے اس نے ایک خوفناک جنگ لڑنی چاہی جس کے لئے اس نے اپنی فوجوں میں جوش پیدا کر دیا تھا۔

قسطنطنیہ میں بحث کر رہے تھے تو میں نے یونانیوں کو اس بات پر اُبھارا تھا کہ جنگ تو اٹل ہے اور یہ وہ جنگ ہے کہ جس میں ترکی کو سوائے موت اور زندگی کے دوسرا چارا نہیں ہے کیونکہ اس کا دشمن بہت قوی ہے اور ترکی اس سے برسر نہیں آسکتا اور ایسے موقع پر یونانی بھی روسیوں کا ساتھ دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ چونکہ فتح یقینی ہے اس لئے سفت ترکی کا بہت سا ملک ہاتھ لگ جائے گا۔ میں نے جنگ کے درمیان یونانی سوداگر کو کوئی مراسلت نہیں بھیجی۔ ہاں اس بات کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ ۱۲ر جولائی کو میرا ایک خط ایک انگریزی اخبار نے چھاپ دیا تھا۔ لیکن دراصل یہ اس خط کی نقل تھی جو چار مہینے پہلے ڈیلی ٹیلیگراف میں چھپ چکا تھا۔ اس خط میں مسٹر گلیڈاسٹون نے یہ بھی لکھا تھا کہ میں یونانیوں اور روسیوں کی مخالفت خوب جانتا ہوں مگر ایسے موقع پر مخالفت کا بیان موزوں نہ تھا۔ مطلب صرف یہ تھا کہ چونکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ ہے اس لئے یونان کو بہ حیثیت ایک نصرانی

ڈیوک آف لورینی نے اپنے توپخانہ کے ساتھ پہاڑوں کے اُن سلسلوں کو طے کیا جنہوں نے ترکی لشکر گاہ کو جس کے خیمے وائنا کے آگے نصب تھے علیحدہ کر دیا تھا۔ اس فوج نے بےخبری میں ترکوں کے بڑھتے ہوئے فوجی مقامات پر حملہ کیا۔ ترکی فوج سراسیمہ ہو کے بھاگی اور کل مقامات دشمن کے قبضہ میں آگئے۔ اس کے بعد ڈیوک لورینی نے ترکی فوج کے بازوئے چپ پر حملہ کرکے اسے بھی شکست دی۔ سپاہی اپنے وزیر اعظم کی سرکردگی میں ایک عرصہ تک صعب ترین دشمن کا مقابلہ کرتے رہے لیکن پناہ گزینوں کی کثرت تعداد سے مجبوراً انہیں بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ آخر ڈیوک مذکور ترکی قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور ایک بڑے خونریز میدان کے بعد ۱۱ر ستمبر ۱۶۸۳ء میں ترکی لشکر سے وائنا کو خلاصی دلائی۔ فاتح سپاہ نے ترکی لشکر گاہ کو خوب لوٹا۔

کونٹ اسٹرہیمرگ اپنی فوج کے ساتھ وائنا سے نکل کے سوبیسکی اور اس کی فوج کا مشکور ہوا پھر یہ کل مشتملہ فوجیں بڑے طمطراق سے وائنا میں داخل ہوئیں۔

ہونے کے لازم ہے کہ وہ روسیوں سے مل جائے اور اس کو قومی اور مذہبی معاملہ سمجھ کے ترکوں کو زیر و زبر کر دے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ یونان میری نصیحتوں پر عملدرآمد کرتا۔ اس نے میری مخالفت کی اور مجھے بدنام کیا۔ اب واقعات اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ آیا جو حکمت عملی میری تھی وہ کہاں تک عاقلانہ تھی اور یونان نے کیسا احمقانہ فعل کیا۔

۱۲ر جولائی کو مسٹر گلیڈ اسٹون نے یہ خط لکھا تھا اس وقت عام طور پر ترکوں سے ہمدردی ہونے لگی تھی۔ روسی ابھی جنوبی بلقان سے آگے نہیں بڑھے تھے اور انگلستان میں یہ یقین ہو گیا تھا کہ پلونا کی حالت نہایت خطرناک ہے۔ اس موقع پر مسٹر گلیڈ اسٹون نے یونانیوں کو پھر لعنت ملامت کی کہ وہ کیوں نہیں روسیوں کی امداد پر کھڑے ہو جاتے تاکہ ترک ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جائیں۔

مدبّرین یورپ کی نظریں بلغاریہ کی آیندہ بدقسمتی پر پڑ رہی تھیں اور عام طور پر سب کو

ترکی پناہ گزین لشکر مقام رآب کے قریب ابھی تک خیمہ زن تھا۔ باوجودیکہ اتنی بڑی شکست ہو چکی تھی لیکن اس نے اپنی جگہ سے قدم نہیں ہٹایا تھا۔

جوں ہی سوبیکی کو یہ خبر پہنچی وہ ایک کثیر تعداد فوج کے ساتھ ترکوں کے ان مٹھی بھر سپاہیوں پر حملہ آور ہوا۔ اگرچہ ترک تعداد میں بہت کم تھے لیکن انہوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا اور اس جوش سے حملہ آور ہوئے کہ سوبیکی کا لشکر تتر بتر ہو کے بھاگا۔ تمام سامان حرب اور رسد چھین لیا گیا اور ترکوں نے دشمن کی سپاہ کو بھگا بھگا کے مار ڈالا۔

سوبیکی خوش قسمتی سے ڈیوک لورینی معہ اپنی کل فوج کے ساتھ اس کی مدد کو آگیا اور اب عثمانی لشکر کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے۔ ترکوں نے پھر بھی قدم جما کے جنگ کی لیکن اپنے سے دس گنی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے اور مجبوراً انہیں ڈینیوب کے پار اترنا پڑا اور ہنگری کے تمام قلعے ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔

اس طرح سے تمام توپخانے۔ کل سلحہ خانہ اور تمام سامان باربرداری ترکوں سے لیلیا گیا

یقین تھا کہ جس طرح بلغاریہ نے روسیوں کو امداد دیکر اپنی آزادی کو فروخت کرڈالا اسی طرح یونان بھی اگر روسیوں کو امداد دے گا تو ہمیشہ کے لئے برباد ہو جائے گا۔ یونانیوں کو اس بات کا کامل یقین تھا۔ یورپ کے تمام سیاسی حلقوں نے اس بات کو خوب ذہن نشین کرلیا تھا۔ انگلستان بھی اس بات کو خوب جانتا تھا مگر مسٹر گلیڈ اسٹون آپے کے باہر ہوئے جاتے تھے اور غل مچا مچا کے تمام دُنیا کے خلاف یونانیوں کو ترکوں پر حملہ کرنے کی رائے دے رہے تھے۔

اخیر ۱۲ مارچ ۱۸۷۸ء مسٹر ایوین آشلی پارلیمنٹ کے ممبر نے اس خط و کتابت کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جو انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ اور محکمہ خارجہ میں ہوئی تھی۔ اور اس میں مسٹر گلیڈ اسٹون پر بہت سے الزام قائم کئے تھے۔ بعض ممبروں نے انگریزی سفیر پر افسوس ظاہر کیا کہ اس نے کیوں ایک غیر متعلق معاملہ میں دخل دیکر گلیڈ اسٹون کو لتاڑ بتلائی مگر مسٹر بورکی نائب معتمد وزیر خارجہ انگلستان نے سفیر انگریزی کی تائید کی

اور یہ پہلی القطاعی فتح تھی جو مسیحیوں کو عثمانی لشکر پر ہوئی۔

کارا مصطفےٰ نے اپنی پریشان فوج کو پھر جمع کیا اور بلغراد پر آکے پہنچا۔ جس وقت فوج کی اس بربادی اور نقصانات کی خبریں پایۂ تخت میں پہنچیں تو وہاں ایک ہل چل پیدا ہوگئی۔ کارا مصطفےٰ نے بہتیرا چاہا کہ مدلل طور پر اپنے بیگناہی کا ثبوت دے لیکن دیوان اور تمام علماء کا گروہ معہ جاں نثاریوں کے اس بات پر تلا ہوا تھا کہ کارا مصطفےٰ کو سزائے موت دی جائے۔ سلطان اخیر مجبور ہوا اور باوجودیکہ یہ اس کا داماد تھا لیکن اسے علماء کے فتوے پر سر جھکانا پڑا۔

حرمسرائے کے دو افسر اس کی گردن مارنے کے لئے مقرر کئے گئے۔

یہ دونوں افسر سیدھے بلغراد پہنچے جہاں کارا مصطفےٰ ترکی فوج کو لئے ہوئے پڑا تھا۔ وہ فوراً اس کے پاس پہنچے اور سلطانی حکم دکھایا کہ ہم تمہارا سر لینے کے لئے آئے ہیں۔ کارا مصطفےٰ اب بھی اسی ہزار فوج کی کمان کر رہا تھا۔

اور اس طرح اس کو صاف بچالیا کہ اُلٹی بلا مسٹر گلیڈ اسٹون ہی پر پڑی۔ اس میں کلام نہیں کہ ایک الزام تو سفیر انگریزی پر بہت بڑا یہ آتا ہے کہ اُسے اس اعلیٰ عہدہ پر ہرگز یہ زیبا نہیں تھا کہ وہ ایسی معمولی باتوں میں دست اندازی کرتا۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ آیا جو کچھ کیا گیا وہ سفیر کے مرتبہ کے موافق ہے یا نہیں کہ ایک اخبار کوئی خط چھاپ دے اور سفیر اس میں کود پڑے اور وہ اس میں لبطور خود تحقیقات کرے اور پھر اس معاملہ کو طول دیدیا جائے بظاہر یہ حکمت عملی عام طور پر ناپسندیدہ نظروں سے دیکھی جائے گی۔

اس کے دربار میں حرسرائے کے ان دونوں افسروں پر قدم رکھتے ہی ایک خوف سا طاری ہو گیا اور وہ کانپنے لگے۔ بڑی بات یہ تھی کہ کارا مصطفےٰ تمام سپاہ کے دلوں سے اُتر گیا تھا۔ جب وقت سپاہ نے یہ سُنا کہ دو افسر اس کی گردن مارنے آئے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے۔

کارا مصطفےٰ نے سلطانی حکم کو آنکھوں سے لگایا اور فوراً ایک استعفا لکھ کے مع مُہر کے اُن کے سپرد کر دیا اور اتنا کہا کہ میں نے تو نمک حلالی اور اطاعت میں کوئی کسر نہیں رکھی لیکن جب میری قسمت ہی اُلٹ جائے تو میں کیا کروں۔ یہ کہکے اس نے اپنے کو ان دونوں افسروں کے حوالے کر دیا جنہوں نے فوراً اس کی مشکیں کس لیں اور اسے گھسیٹتے ہوئے مقتل میں لائے وہاں تمام فوج کے سامنے اس کی گردن کاٹ لی گئی اور یہ خون آلود سر قسطنطنیہ میں لایا گیا جہاں تمام علماء اور وزراء کے سامنے پیش ہوا۔ تمام لوگوں نے بے انتہا خوشی کے نعرے مارے۔

پانچواں باب ۵

عثمان پاشا کی جنگ

جوں جوں ماہ اگست قریب آتا جاتا تھا ہولناک اور خونریز جنگ کے خوف سے تمام دُنیا کانپی جاتی تھی سرزمین بلغاریہ پر بہت سے خطرناک میدان ہو چکے تھے لیکن ابھی کثرت سے جوانمرد سپاہیوں کا خون بہنا باقی تھا اور ترکی باوجود شکستہ حالی کے بھی اپنے ضعب ترین دشمن کے مقابلہ میں شمشیر بدست میدانِ کارزار میں کھڑے تھے۔ اخیر جولائی میں اُن شکستوں سے جو پلونا کے آگے روسیوں کو ہوئی تھی روسیہ کسی قدر سنبھل گیا۔ امدادی افواج برابر آئی چلی آتی تھیں۔ اور شہنشاہ روس کا لشکر شیپکا پر قبضہ کئے ہوئے پڑا تھا۔ ابھی تک روسیوں میں حملہ کرنے کی قوت نہیں آئی تھی اور ترک ان کو مختلف مقامات پر دباتے ہوئے چلے آتے تھے۔ کاش محمد علی۔ سلیمان پاشا اور عثمان

و آئنا پر ترکی لشکر کی بربادی اور شکست نے سلطنت میں ہل چل ڈال دی۔ تمام مسیحی دنیا میں اس بات کا چرچا ہونے لگا کہ اب ترک کبھی سرسبز نہیں ہو سکتے۔ اور یورپ کا جتنا حصّہ ان کے پاس ہے وہ باسانی قبضہ میں آسکتا ہے۔

خود عثمانی سلطنت کے جگر یعنی قسطنطنیہ میں امرائے سلطنت کی حالت اچھی نہیں تھی۔ وہ سب مایوس ہو چکے تھے اور انہیں اپنی بربادی آنکھوں سے دکھائی دینے لگی تھی۔ کیونکہ جب وزیراعظم کے عہدہ کی امراء سے درخواست کی گئی ہے تو کسی امیر نے وزارت کا عہدہ قبول نہیں کیا۔ اخیر ابراہیم پاشا نے لرزتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اس عہدہ کو طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ وزارت کی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے رنگروٹوں کو بھرتی کرنا شروع کیا اور جہاں تک اس سے ممکن ہوا اہلکی سلحہ خانوں۔ توپوں۔ بندوقوں اور کارتوسوں کے ذخیرے جو اس کے پیشرو وزرا نے برباد کر دیئے تھے جمع کرنے شروع کئے۔ اس نے ہر طرح کی کوشش کی کہ یورپی دول کے مقابلہ میں ترکی فوج کی گزشتہ

پاشا کی فوجیں مل جاتیں تو پھر روسیوں کو سوائے سینٹ پیٹرسبرگ اور ماسکو کے کہیں پناہ نہ ملتی۔ تمام روسی سپاہ کیا تو گرفتار کر لی جاتی یا روسی سپاہی گنتوں کی موت مارے جاتے۔ لیکن مرضیٔ مولیٰ یہ نہیں تھی۔ چونکہ اس کی مرضی میں کسی کو چارا نہیں اس لئے دم مارنے کا مقام نہیں۔

عثمان پاشا نے پلونا پر مورچہ بندی کر لی تھی اور وہ اسے چھوڑ نہیں سکتے تھے سلیمان پاشا درۂ شپکا کو عبور کرنے میں ناکامیاب رہے۔ محمد علی لم کے قرب وجوار میں مختلف لڑائیوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ عام طور پر اُمید کی جارہی تھی کہ محمد علی پاشا ترکی فوجوں کی بلقان میں نقل وحرکت میں امداد دیں گے اور شمال کی طرف سے درہ پر حملہ کرکے روسیوں کو دو ترکی فوجوں کے بیچ میں بند کر دیں گے لیکن افسوس ہے وہ قلت فوج کی وجہ سے اپنی اس کوشش میں ناکام رہے۔ ان کا مقابلہ زار روس یعنی شہنشاہ روس کے لڑکے سے ہو رہا تھا۔ وادیٔ لم میں روسی فوج کا بازوئے چپ مقیم تھا اور اس کثیر تعداد

شان وشوکت کو پھر قائم کر دوں لیکن افسوس ہے کہ اسے حسب دلخواہ کامیابی نہیں ہوئی ابھی ترک سنبھلنے نہیں پائے تھے کہ وینس کی جمہوری سلطنت نے انہیں کمزور پا کے فوراً اعلان جنگ دیدیا۔ اس مسیحی سلطنت نے اعلان دیتے ہی سپاہ سالار موروسینی کی ماتحتی میں یونان میں فوج اُتار دی اور اس فوج نے بہت جلد شہر قارن۔ نیو پردنو۔ کورنتھ اور ایتھنس پر قبضہ کر لیا اور ان کے علاوہ یونان کے بڑے بڑے شہروں پر بجائے ہلال کے صلیب کا جھنڈا اڑنے لگا۔

یہ نقشہ دیکھ کے اور دشمن بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں نے ہر طرف سے ترکی پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ ڈیوک لورینی نے ونغراد پر قبضہ کر کے ہنگریا والوں کو معافی کا اعلان دیدیا۔ اور یہ لکھا کہ اگر تم کونٹ ٹکلی کی اطاعت ترک کر کے آسٹریا کے مطیع ہو جاؤ گے تو تمہاری گزشتہ خطاکاریوں سے چشم پوشی کی جائے گی اور تم پر سلطنت آسٹریا گوناگوں عنایت کرے گی۔ ہنگریا کے بہت سے امرا نے اس درخواست کو قبول کر لیا۔

فوج کا سلسلہ قلعہ رشطک تک پھیلا ہوا تھا اور دوسرا سلسلہ عثمان بازار تک چلا گیا تھا ہرچند روسیوں نے محمد علی کی فوج کو بہت سے مقامات سے بے دخل کرنا چاہا لیکن کامیابی نہیں ہوی۔ اس میں شک نہیں کہ حسب دلخواہ روسی اپنی حالت درست نکر سکے لیکن یہ ضرور ہوا کہ انہوں نے محمد علی کو سلیمان پاشا کی امداد کے لئے آنے ندیا۔

چند ہفتے تک توشہنشاہ روس کا بیٹا بڑے جوش و خروش سے جنگ کرتا رہا اور عام طور پر اس کا اثر میدان کارزار پر بہت اچھا ثابت ہوا مگر ۲۴ اگست کی جنگ میں اس کی تمام فوجیں محمد علی پاشا نے کاٹ ڈالیں اور اسے ایسی شکست دی کہ وہ میدان چھوڑ کے بھاگ گیا۔ کاش ترک اپنی کامیابی کا ثمرہ اٹھانے کے لئے اس کا تعاقب کر کے اسے گرفتار کر لیتے تو پھر ان کا مزاحم کوئی نہ ہوتا۔

ایک چھوٹے سے مقام پر روسیوں کا ایک دستہ فوج سپاہ سالار لیولف کی ماتحتی میں مقیم تھا۔ اور مقام اسکی جمہ کے جنوب میں درختوں کے جھنڈ کے درمیان ایک چٹان پر

اگرچہ کوئنٹ ٹکلی سے اس کی فوج کا بہت سا حصہ علیحدہ ہو گیا تھا تو بھی اپنے باقیماندہ آدمیوں کو ساتھ لیکے کوئنٹ لورینی پر حملہ آور ہوا اور مختلف جنگوں میں برابر کامیابی حاصل کرتا رہا۔

ادہر پولینڈ کی جنگ چھڑ گئی۔ ترکی فوج نے سوبیسکی کو کئی بار شکست دی۔ اخیر مقام کیمینک پر ان کے قدم نہ جم سکے اور وہ پیچھے ہٹ آئے۔ ترکوں کی اس ناکامی پر سپاہ سالار ٹکلی ان کا مخالف ہو گیا لیکن قبل اس کے کہ وہ ترکوں کے خلاف کوئی کارروائی کرے ترکوں نے اسے قید کر کے قسطنطنیہ میں لاکے ہفت بروج کے جیل خانہ میں مقید کر دیا۔

وینس کی جمہوری سلطنت کے مقابلہ میں ترک بدقسمت ثابت ہوئے ان کے جنگی بیڑہ کی حالت بہت ہی خراب تھی۔ وہ وینس والے کے جہازوں کا جس کی کمان موروسینی کر رہا تھا مقابلہ نہ کر سکے۔ دشمن کے امیر بحر نے سینٹ مارا پر قبضہ کر کے مقام پیپر یوسیا میں مضبوط مورچہ بندی کر لی۔ اس مقام سے خلیج آرٹا پر پورا قابو ہو سکتا تھا۔

کوہ قافیوں نے قبضہ کر رکھا تھا اور روسی سلسلۂ فوج مقام تپہ یکوئی تک پھیلا ہوا تھا شہنشاہ روس کے بیٹے کی فوج کے دوسرے حصے مختلف مقامات پر خیمہ زن تھے ۲۰ راگست ۳۵ویں ڈویژن کی پیادہ فوج کی ایک رجمنٹ کرنیل نظارف کی ماتحتی میں سپاہ سالار لیونف کی امداد کے لئے پہنچ گئی۔ اس رجمنٹ کے ساتھ کئی چھوٹی چھوٹی توپیں تھیں اور دو توپیں بہت بڑی بڑی تھیں۔ کل تعداد چھوٹی بڑی توپوں کی دس تھی۔

پہاڑ کے ڈھلوان حصے پر چھوٹی چھوٹی توپیں نصب کی گئیں اور افسران فوج نے یہ سمجھ لیا کہ ہم ایک بڑی سی بڑی فوج کا مقابلہ اچھی طرح کر سکتے ہیں اور دشمن کا زبردست حملہ ہمیں اپنے مقام سے بے دخل نہیں کر سکتا۔ اس وقت ترکوں کے پاس تیس ہزار فوج اور ساٹھ توپیں تھیں اور حملہ کی تیاری ہو رہی تھی۔

۲۹ راگست کو روسیوں کے بازوئے چپ پر دو جانب سے ترکوں نے حملہ کیا۔ ایک کالم مقام رسغراد سے کار احسن کوئی نجیب پاشا کی ماتحتی میں بڑھا۔ یہ مقام یانی کوئی سے

جب ترکی پایۂ تخت میں پے در پے اس طرح کی ناکامیابیوں کی خبر پہنچی تو عام رعایا اور امرا میں ایک جوش پھیل گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وزیر اعظم ابراہیم اپنے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا اور کپتان پاشا کی جس نے یہ شکستیں کھائیں گردن مار دی گئی اب ترکوں کو صلح کی خواہش ہونے لگی۔ لیکن صلح کی جو شرطیں ان کے مخالفوں نے پیش کیں اس سے ترکوں میں سخت بد دلی پھیل گئی اور چاروں طرف سے ناراضگی کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ خود سلطان پر الزام قائم کیا گیا کہ اسے سلطنت کی کچھ پروا نہیں ہے۔ نہایت دغاباز۔ فریبی اور عیاش ہے۔

۱۶۸۴ء کی جنگ میں ایک بڑے ترکی لشکر کو سخت شکست ملی۔ وینس کے امیر بحر نے تمام یونانی سواروں کو زیر و زبر کر ڈالا۔ وینس کے دوسرے سپاہ سالار کو مارو بانی نے ڈیمیا کو فتح کر کے لوسینا میں اپنا جھنڈا گاڑ دیا اور پھر کیسٹلنوو کے مضبوط قلعہ جیسا تا (؟) تمام ترکی سلطنت میں نہ تھا قبضہ کر لیا۔

جانبِ شمال تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اگاسلر سے جانب جنوب چھ یا سات میل کی دُوری پر ہے۔ دوسرا کالم صالح پاشا کی ماتحتی میں اگاسلر کی فوجوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے اپنی جگہ سے روانہ ہوا اور یہ دونوں فوجیں نجیب پاشا کی فوجوں کے ساتھ مل کے روسی سپاہ سالار لیونٹف پر حملہ کرنے کی تیّاریاں کرنے لگیں۔

۳۰ تاریخ کی صبح کو سب سے پہلے ان کی کوہ قافیوں سے مُٹھ بھیڑ ہوئی۔ توپوں پر بتّی پڑی اور جنگ شروع ہوگئی۔ روسی سپاہ سالار کے پاس تین ہزار پیادہ فوج ۵۰۰ رسالے کے سوار اور دس توپیں تھیں۔ رسالہ معہ دس توپوں کے اناج کے کھیت میں چھپا دیا گیا اور دو بڑی توپیں پُشتے پر نصب کی گئیں لیکن اس پُشتے پر بھی تمام جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں کہ خوردبین سے بھی نہیں معلوم ہوسکتا تھا کہ کوئی فوج یا کوئی شخص یہاں چھپا ہوا ہے۔ دو توپخانے روسی فوج کے بازوئے چپ پر گاؤں کے قریب نصب کئے گئے تھے۔ اخیر ترکی لشکر پہنچ گیا۔ اور ترکی سوار پہاڑی کے مقابلہ میں وادی کو طے کرتے ہوئے

پولینڈ کی فوج کو بھی ہر طرف کامیابی ہوئی۔ اس نے دو مقامات سیلونیا اور ٹرانسلونیا ترکوں سے چھین لیا۔ اور ترکی فوجیں تتّر بتّر ہو کے بھاگ گئیں۔ یہ مصیبت جو ترکی پر پڑ رہی تھی ابھی اس کی تکمیل ہونی باقی تھی۔ اور وہ یوں ہوئی کہ بچی کھچی سپاہ اپنی گورنمنٹ سے باغی ہوگئی۔ یہ نزلہ سلطان پر گرا۔ اس بیچارے نے بہت دیر میں آنکھیں کھولی تھیں اور وہ اپنی حرمسرائے اور سلطنت کا انتظام کرنے لگا تھا۔ مفتی کو موقوف کر دیا تھا۔ صرف اس جرم پر کہ اس نے جرمنی سے جنگ کرنے کا فتوےٰ دیا تھا۔ تمام فوج۔ محل سرائے کی کل بیگمیں اور سارا شہر سلطان کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا اور چاہا کہ سلطان معزول کر دیا جائے سلطان نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ابتدا میں بہت سے مظالم کئے تھے۔ اس نے اپنے بیگناہ بھائی کو مروا ڈالا تھا اور کئی شہزادوں کو سزائے موت دی تھی۔ اسی اثناء میں شکست یاب لشکر قسطنطنیہ پہنچا۔ وہ بھی اس طوفان بے تمیزی میں شریک ہوگیا۔ سب نے مل کے نویں نومبر ۱۶۸۷ء میں اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ سلطان کا اب

آدھمکے۔ سب سے پہلے انہوں نے قصبہ سعد بیناکو جلادیا۔ روسیوں کی اس کرہ قافی فوج نے جو اناج کے کھیت میں چھپی ہوئی تھی اُن پر گولہ باری کی۔ چند منٹ کے لئے ترکی سوار پیچھے ہٹ گئے لیکن بہت جلد اُنہوں نے تمام پہاڑی کو گھیر لیا ان کے جوش سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید وہ پہاڑی کو اُکھیڑ کے پھینک دیں گے۔ اسی اثنا میں ترکی توپوں کا رُخ روسی مورچوں کی طرف پھر گیا۔ اور اب گولے پڑنے لگے۔ وہ توپخانہ جو روسیوں نے پشتے پر قائم کیا تھا اور اس پر انہیں بہت بڑا غرّا تھا ستیاناس کردیا گیا۔ اس پشتے پر برابر گولوں کا مینھ برس رہا تھا۔

جب روسی فوج ترکوں کی دُھواں دھار فیروں کی برداشت نہ کرسکی تو مجبوراً اسے قدم پیچھے ہٹانا پڑا۔ اِدھر جھاڑیوں میں طرفین کے سواروں کی دست بدست کی لڑائی کی ٹھیر گئی۔ اور خونریزی اس شدّت اور خوفناک تندی سے ہوئی کہ تمام یورپی اخباروں کے نامہ نگار کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

زیادہ ظلم نہیں سہا جاتا سلطان کو خبر دی گئی کہ تم تخت سے اُتارے جاؤگے۔
شہزادہ سلیمان جو بچپن سے قیدخانہ میں بند تھا اور ہر وقت موت کے خوف سے کانپا کرتا تھا ارکین سلطنت نے اس کے پاس لکھ کے بھیجا کہ سلطان محمد تخت سے اُتارا جائے گا اور اُس کی جگہ تم تخت نشین کئے جاؤگے۔ سلیمان نے صاف انکار کیا کہ مجھے تخت کی ضرورت نہیں لیکن امرا اور وزرا نے نہیں مانا اور اُسے دیوان میں لے گئے۔ سب ملکی اور جنگی عہدہ داروں نے حسب قوانین سلطنت اطاعت کی قسمیں کھائیں اور جدید سلطان سے بیعت کی۔
معزول سلطان محمد اُسی مقام پر قید کیا گیا جہاں سے ابھی اس کا بھائی سلیمان رہا ہو کے نکلا تھا اور اس سخت قیدخانہ میں بیچارہ سلطان پانچ برس تک محبوس رہا اور اخیر بماہ جنوری ۱۶۹۳ء اس کی وفات ہوگئی۔

دست بدست کی طولانی جنگ کے بعد ترکی سوار دشمن کو قتل کرتے ہوئے قصبۂ کاراحسن کوئی میں گھس گئے اور اس کے ایک حصہ کو جلادیا۔ لیکن ہم روسی پیادہ فوج کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ اب بھی اپنی جگہ پر قائم تھی اور برابر دشمن پر گولیوں کی بوچھاڑ کر رہی تھی۔

گرمی کی شدت اور آفتاب کی حرارت نے جنگ آوروں کو پریشان کر دیا تھا۔ میلوں تک تمام حصہ ملک پر ترکی توپخانے کے دھوئیں کے دَل بادل چھا رہے تھے اور اس دھوئیں اور خاک کے بادلوں میں سے ترکی توپوں کے گولے برس رہے تھے۔ توپیں اس پھرتی سے چل رہی تھیں کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ روسیوں کے تمام ارادوں پر خاک پڑ گئی۔ انہوں نے فنونِ جنگ سے کام لینے میں کوئی کسر نہ رکھی اور اس قابلیت سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا۔ مگر عثمانی بے نظیر اولوالعزمی اور جوشِ جنگ نے اُنہیں فائدہ کا پھل کھانے نہ دیا۔

بیسواں باب ۲۰

سلیمان ثانی۔ ترکی کا بیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۸۷ء سے ۱۶۹۱ء تک

سلیمان ثانی کی تخت نشینی۔ پایۂ تخت کی مشکلات۔ جاں نثاروں کی بغاوت۔ جرمنی کے مقابلہ میں کامیابی۔ کیپرلی زید مصطفےٰ کا وزیر اعظم بننا۔ نصرانیوں کے ساتھ اس کی عاقلانہ حکمت عملی۔ وفات۔

جب سلیمان ثانی تخت نشین ہوا ہے تو اس کی عمر ۴۶ سال کی تھی۔ اس کی عمر کا بہت بڑا حصہ قید خانہ میں گزر چکا تھا اور واقعی یہ بات سخت تعجب انگیز ہے کہ اس نے ایسی خراب زندگی گزارنے پر بھی اس دلیری اور قابلیت سے سلطنت کی کہ بڑے بڑے مدبر ششدر رہ گئے۔ سب سے پہلے اس کی توجہ اس بات کی طرف مبذول ہوئی کہ جہاں تک

مجروحین کی بہت بڑی تعداد کو لیکے روسی مقام گاگوا کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ مقام روسی فوجوں کے عقب میں واقع تھا جہاں سخت پریشانی سے مدد کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ پورے چھ گھنٹے سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اخیر بہزار دقت ٹھیک دو بجے سہ پہر کو امدادی فوج سے بھی ان عظیم نقصانات کی تلافی نہ ہوسکی جو ترکوں نے روسیوں کو پہنچائے تھے۔ تو بھی ان کی فوجیں دو گھنٹے تک ترکوں کا اور بھی مقابلہ کرتی رہیں۔ عثمانی سپاہی آگے بڑھتے چلے جاتے تھے اور ان کا خوفناک دشمن ایک ایک انچ پر برابر مقابلہ کر رہا تھا۔

روسیوں کی بہادری میں کوئی کلام نہیں ہے۔ وہ قدم قدم پر کٹ کٹ کے لڑے اور ایسے لڑے کہ اُن کی شجاعت کی دھاک بندھ گئی۔ اخیر ترکی دھواں دھار حملوں کی برداشت نہ کر کے وہ پیچھے ہٹے۔ اور چار بجے سہ پہر سے انہوں نے قدم پیچھے ہٹانا شروع کیا۔ یہ لڑائی پورے پندرہ میل میں ہو رہی تھی۔

سب میں بڑی اور گھمسان کی جنگ کار آسن کوئی کی ہے۔ اسی اثنا میں ترکوں نے

ممکن ہو قوم کی جنگی حالت کا انحطاط کھو دیا جائے اور گزشتہ قوت اور جبروت پھر اس میں عود کر آئے۔ اس وقت ترکوں کی قوت بہت ہی تنزل ہو گئی تھی اور سب ان کو حقارت کی نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو بھی ان پر حملہ کرنے کی جرأت ہو گئی۔

جاں نثاریوں کو سلیمان کی تخت نشینی سے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ سلطان چونکہ ناتجربہ کار ہیں اس لئے ہم جو کچھ چاہیں گے اس پر زور دیکے لے لیں گے۔ چنانچہ انہوں نے وہی اپنی قدیمی کارروائی کرنی شروع کی یعنی وزیروں کے نام لکھ کے سلطان کو بھیجدیئے کہ ان کا سر ہمیں دیدیا جائے یا ان کو زندہ ہمارے حوالے کیا جائے۔ سلطان کی طرف سے اس میں تامل ہوا۔ پھر کیا تھا بغاوت کی آگ سارے شہر میں لگ گئی اور اس سرے سے اُس سرے تک قتل دغارت کا بازار گرم ہو گیا۔

بغاوت کا زور یہاں تک ہوا کہ انہوں نے وزرا اور امرا کی حویلیوں پہ حملہ کرنا شروع

مقام حیدر کوئی پر جو کم کے مقابلہ میں واقع ہے حملہ کیا۔ یہاں بھی ان کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا گیا۔ لیکن اخیر روسی اس جگہ سے نکال دیئے گئے۔ شام کو کل روسی فوج میں بھاگڑ مچگئی۔ ترکوں نے دشمن کے سارے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ روسی فوجیں مقام پاآسکوئی کی طرف بھاگ گئیں۔ اور یہ ایسی القطاعی شکست ہوی کہ بڑے بڑے بہادر سپاہ سالاروں کے چھکے چھوٹ گئے۔

محمد علی نے اسی دن میدان جنگ سے اپنی گورنمنٹ کو یہ تار دیا کہ میرے عملہ کا افسر رفعت پاشا جسے میں نے کارآحسن کوئی بھیجا تھا شام کو واپس آگیا۔ اس کا بیان ہے کہ بیت المقدس کی ردیف فوج کی ایک بٹالین نے جو صالح برگڑ سے تعلق رکھتی ہے ایک توپ۔ سامان حرب کے چار چھکڑے بھرے ہوئے۔ بہت سی گاڑیاں۔ دو ہزار رنفل۔ دو ہزار کوٹ اور ہزار ہا جنگی وردیاں گرفتار کیں۔ انگریزی افسر باقر پاشا نے تیس تاریخ کی جنگ میں خوب دادمردانگی دی۔ اس کا گھوڑا گولے کے ٹکڑے سے اُڑ گیا۔

کردیا۔ جاں نثاری وزیر اعظم پر سب سے زیادہ دانت پیس رہے تھے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہوا تھا۔ کہ وزیر کوئی ایسی تجویز کررہا ہے جس سے ہمیں ناکامی ہوگی۔ وزیر نے نہایت بہادری سے اپنے محل پر ان مفسدوں سے مقابلہ کیا۔ اس دن مفسدوں کی دال نہ گلی۔ دوسرے روز پھر یہ مفسد حملہ آور ہوئے اور اسکے محل کا دروازہ توڑکے اندر گھس گئے۔ جسے پایا بلا امتیاز قتل کرڈالا اور جو چیز ہاتھ لگی اسے لوٹ لیا۔

سیاوش پاشا وزیر اعظم نے دیکھا کہ تمام محل زیر وزیر ہوگیا ہے تو وہ حرسرائے کے دروازہ پر مع اپنے چند جاں نثاروں کے آکھڑا ہوا اور اس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ جب تک دھڑ پر سر ہے مفسدوں کو حرمسرائے میں نہ گھسنے دوں گا۔ ترکوں میں قدرتی طور پر حرمسرائے کا بہت ادب ہوتا ہے۔ اور خواہ ان کا کیسا ہی سخت دشمن کیوں نہ ہو مگر کسی صورت سے بھی حرمسرائے کی توہین جائز نہیں سمجھتے۔ ان مفسدوں نے باوجود ترک ہونے کے بھی نہ اپنی قومیت کا پاس کیا اور نہ اس قانون کا۔ وہ مجنونانہ جوش میں اخیر حرمسرائے پر

دوسرے روز بھی برابر جنگ ہوتی رہی۔ اس وقت ترکی فوجیں آم کے مغربی ساحل پر پڑی ہوئی تھیں۔ آٹھ عثمانی بٹالین جن کے ساتھ رسالے کے بھی سوار تھے مقام رشطک سے کاوی کوئی پر بڑھیں اور دشمن کو اس مقام سے نکال باہر کیا۔ شام کو روسیوں نے ترکوں پر حملہ کیا۔ مگر یہ حملہ کامیاب نہ ہوا۔ اور روسیوں کو پھر اپنی جگہ لوٹنا پڑا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد روسیوں نے ایک بڑی فوج کے ساتھ کاوی کوئی پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا مگر چوتھی ستمبر کو ترکوں نے اس مقام پر حملہ آور ہو کے دست بدست کی جنگ کے بعد روسیوں کو مار کے نکال دیا۔ اس وقت عثمانی سپاہ سالار احمد ایوب پاشا تھا جو پانچویں ستمبر کو جانب جنوب دس میل تک بڑھا چلا گیا۔ اور کازلیو و پہنچ کے اس نے ایک سخت جنگ کے بعد بارہویں روسی آرمی کور کو سخت بے عزتی کی شکست دی اسوقت روسیوں کی فوجی تعداد ترکوں سے دگنی تھی۔ مگر احمد ایوب نے اس بلا کی جنگ کی اور اس شجاعت سے لڑا کہ روسیوں کو ناک چنے چبوا دیئے اور آخر انھیں بھاگنا پڑا

بھی حملہ آور ہوئے۔ سیاوش پاشا شمشیر برہنہ لیکے ان کے مقابل ہوا۔ جب اس کے ستو جان نثار خادم قتل کر دیئے گئے تو یہ بہادر وزیر بھی مغلوب ہو گیا اس کے جسم پر کئی گہرے گہرے زخم لگے تھے مگر یہ اخیر تک لڑتا رہا۔ اخیر دروازہ کی چوکھٹ پر گر پڑا۔ مفسدوں نے فوراً اس بہادر وزیر کا سر اتار لیا۔ مفسد حرسرائے میں گھس گئے اور جو کچھ انھوں نے بیگناہ مستورات پر جبر کیا ہے اس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ بے رحمی اور ناانصافیت کی حد ہو چکی تھی۔ سنگدل سے سنگدل بھی مفسدوں کے اس قصائی پنے پر آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا۔ وزیر کے محل میں گھسکر مفسدوں نے عورتوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اور وزیر کی بہن اور بیوی کو پکڑ کے بالکل ننگا کر دیا۔ اور ان کے بال گھسیٹتے ہوئے قسطنطنیہ کی شاہراہوں میں لے آئے۔

ان مستورات کی وہ گت بنی تھی کہ اہل شہر نے کبھی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھی تھی۔ انہیں مادرزاد برہنہ کر دیا تھا اور ان پر علاوہ شدید مظالم کے تمام بے عزتی کے مدارج

اس وقت تمام وادی کم پر عثمانی فوج قابض تھی اور روسی جانب غرب بے تحاشہ بھاگے چلے جاتے تھے۔ عثمانی فوج کے قبضہ میں اس وقت وہ راستہ بھی آچکا تھا جو رشدلک سے ید ہا عثمان بازار کو جاتا ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ یہاں ترکوں نے وہ کام کیا جو بے انتہا تعریف کا مستحق ہے۔ انہوں نے اپنے سے دُگنے دشمن کے دھوئیں اُڑا دیئے اور ایک بہت بڑے حصّہ ملک پر بجائے صلیب کے ہلالی پرچم لہرانے لگا۔ فتحمند ترکوں نے اپنا رخ مقام بیلہ کی طرف کیا اور یہ وہ مقام تھا جہاں ایک بہت بڑی خونریز جنگ کی امید کی جاتی تھی۔ کیونکہ یہیں روسیوں کا لشکرگاہ بنا ہوا تھا اور تمام روسی ٹڈی دل فوجیں اسی مقام پر جمع تھیں۔ ترک نہایت جوش اور مستعدی سے بڑھے چلے جاتے تھے۔ رشدلک کے توپخانے نے بہت کچھ گولے برسائے اُدھر روسی جہازوں سے آن پر گولوں کی بھرمار ہونے لگی تو بھی انہوں نے پرگس کے پل پر قبضہ کر لیا۔ اور شہزادہ روس کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ وہ سسٹوا کے پل کے ذریعہ سے بھاگنے پر آمادہ ہو گیا۔ مگر گرگوا سے اسکا بہت فاصلہ تھا

طے کر دیئے تھے۔

اہل شہر یہ خطرناک منظر دیکھ کے غصّہ میں بھر آئے اور انہیں مستورات پر یہ ظلم اچھا نہ معلوم ہوا۔ مفتی اور کل علمائے شہر ملک کے با اثر روسا کے پاس گئے اور کہا کہ جب تک ان باغیوں کی سرکوبی نہ ہوگی نہ حرسراؤں کا احترام باقی رہے گا اور نہ بازاروں کی رونق۔ کیونکہ مفسدوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جس طرح وزیر اعظم کی حرسرائے کا ستیاناس کیا ہے۔ کل امرا اور وزرا کی یہی گت بنائی جائے۔ امرا راضی ہو گئے اور انہوں نے مفتی اور علما کے ساتھ اتفاق کر کے جاں نثاریوں کے بڑے بڑے سرداروں کو بلایا اور کہا کیا تم مسلمان ہو۔ کیا اسلام میں حرسرائے کا احترام نہیں ہے۔ تمہاری حمیت کہاں گئی اور تمہاری غیرت کو چڑیاں چگ گئیں کہ بیگناہ مستورات کی سر راہ یہ بے عزتی دیکھتے ہو اور اُف تک نہیں کرتے۔ ڈوب مرو اور آج سے مسلمان ہونے کا نام نہ لینا۔ یہ جوشیلے الفاظ سنتے ہی جاں نثاری سرداروں میں جوش آ گیا۔ انہوں نے گردنیں ڈال دیں اور کہا ہم آپ کے

اس لئے اس خوف سے کہ مبادا میں اپنی کل فوجوں کے ساتھ گرفتار ہو جاؤں مقام جہنترا کی طرف بھاگا۔ اسی اثنا میں گرینڈ ڈیوک نکولس نے اپنا لشکر گاہ گورنی اسٹڈن سے رہینکا بتدیل کر لیا۔ یہ گاؤں بلگرانی اور پورآدین کے بیچ میں واقع ہے اور پلونا سے اس کا بہت قرب ہے۔

یورپی اخباروں کے ایڈیٹر اور نامہ نگار جو ترکوں کی کمزوری کا ہمیشہ راگ گایا کرتے ہیں ان فتوحات کو دیکھ کے دم بخود ہیں اور کچھ ہُوں ہاں نہیں کرتے۔ سیزرویچ شہنشاہ زادۂ روس اپنی کثیر تعداد فوج سے خرگوشوں کی طرح ادھر اُدھر بھاگا پھرتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے سپاہ سالاروں کے دانت کھٹے ہو رہے ہیں۔ میدان پر میدان ترک جیتے لیتے ہیں۔ پہاڑ۔ چٹان۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور وادیاں روسیوں کے خون سے رنگین ہو رہی ہیں۔ تمام روسی لشکر گاہوں میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی ہے۔ سیزرویچ اور اس کے تمام بہادر سپاہ سالار سرگردان اور پریشان اپنی

ساتھ ہیں۔ مفسدوں کی سرپرستی ہرگز نہیں کرینگے پھر کیا تھا آناً فاناً میں مفسدوں کے خلاف شہر میں آگ لگ گئی اور ہر شخص مفسدوں کو خون کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک جھنڈا سلطانی محل کے وسطی دروازہ پر اڑایا گیا۔ جھنڈا کھلنے کی دیر تھی کہ سب مسلمان اس کے گرد جمع ہونے شروع ہوئے۔ حتٰے کہ پندرہ برس کا بچہ بھی کوئی ایسا نہ رہا تھا کہ جو اپنے نجات دہندہ کے جھنڈے کے نیچے آ کے نہ کھڑا ہوا ہو۔ مفسدوں پر آسمانی بلا ٹوٹ پڑی اور خدائی غضب اُن پر نازل ہو گیا۔ تمام مفسد گرفتار کر لئے گئے یا ان کی گردنیں ماری گئیں یا اُن کو پھانسی دیدی گئی۔ خدا خدا کرکے شہر میں امن ہوا۔ مگر کچھ نہ کچھ فساد وقتاً فوقتاً ہوتا چلا گیا۔ اور جب تک اخیر جون ۱۸۷۶ء میں سلطان نے ایک لشکر کی ترتیب نہ دے لی اور ہنگریا کی طرف باگیں نہ اٹھالیں فساد کا قلع قمع قسطنطنیہ سے نہ ہوا۔

حفاظت کے مقام ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ۔

یہ ہیں بدیہی ثبوت عثمانی سلطنت کی کمزوری کے اور یہ ہیں بیّن شہادتیں عثمانی دولت علیہ کی مریض ہونے کی۔ جو سلطنت پانچ برس سے برابر جنگ کر رہی ہو جس کی فوج کا بہت بڑا حصہ باغی صوبوں میں کام آچکا ہو۔ جس کے پاس روسیہ سے اعلان جنگ ہونے کے وقت صرف ..... ۸ شائستہ فوج ہو۔ جس کے خزانے میں اس عظیم اور خونریز جنگ کے لئے ایک پیسہ نہ ہو اور پھر وہ اپنے صعب ترین دشمن روسیہ کو اس کے چھٹی کے کھایا یاد کرادے۔ کیا ایسی سلطنت کبھی مریض اور کمزور ہو سکتی ہے۔ جو لوگ ترکی کو مریض اور کمزور سلطنت سمجھتے ہیں ۔ ہمیں ان کے مجنون ہونے میں کوئی بھی کلام نہیں ہے ۔

اس حصۂ ملک میں روسی رومانی فوج کا کمان افسر شاہزادہ چارلس سردار رومانیا بنایا گیا اور اس کے عملہ کا اعلیٰ افسر سپاہ سالار زوتف بے تھا اور یہی سپاہ سالار اسکی

محمد رابع کی تخت نشینی کے وقت سے ہنگریا کے معاملات روز بروز ابتر ہوتے گئے اور اخیر یہاں تک نوبت پہنچی کہ شہنشاہ لیوپولڈ نے اپنے بیٹے کی وراثت میں ہنگریا کو دیدیا اور اس کا اعلان کر دیا کہ میرا بیٹا اس ملک کا قانونی وارث ہے ۔

ترکوں کی پے در پے شکستوں نے اور پایۂ تخت کی اس بے انتظامی نے آسٹریا اور اس کے مددگاروں کو یہ جرأت دیدی کہ انہوں نے اپنی متفقہ فوجوں سے ہنگریا کے مشہور آرلاؤ پر قبضہ کر لیا اور بماہ نومبر ۱۶۸۸ء میں ایک سال اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد بلغراد پر بھی قبضہ کر لیا ۔

اسی اثناء میں وینس کے لوگوں نے اپنی فتوحات ڈلیمیتا تک پہنچادیں ۔ قسطنطنیہ میں ہلچل پیدا ہو گئی اور اب اس عثمانی پایۂ تخت کے لینے کے دینے پڑ گئے ۔ باب عالی نے اخیر مجبور ہو کے یہ ارادہ کیا کہ جس طرح ہو صلح ہو جائے ۔ مورو کلورڈاٹو جو باب عالی کا یونانی ترجمان اور ایک بڑا قابل شخص تھا صلح کا پیام لیکے جرمنی بھیجا گیا ۔ بیچارے نے

نیابت میں بھی کام کیا کرتا تھا۔ ۳۱ راگست کو شاہزادہ کی فوج کا مقابلہ عثمان پاشا سے پلونا پر ہوا۔ اور اس عظیم جنگ میں عثمان پاشا نے شاہزادہ کو ایسا زبردست سبق پڑھایا تھا کہ اس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ اس کی تمام فوج تتر بتر ہو گئی۔ اور اس کے سپاہیوں کو ترکوں نے چورنگ کرکے اُڑا دیا۔ ٹھیک چھ بجے صبح کو ترکی رسالہ مقامات رولیشو، اور گرنیویکا کے بیچ میں بڑھا۔ اور روسی مورچوں پر جو قصبہ پیلیا اور سگالنی کے درمیان میں نصب تھے ایک شدید حملہ کیا۔ روسیوں کے پاس اس وقت سوار اور پیادہ کی فوجیں بہت کافی تھیں اور عین وقت پر ان کی محفوظ فوج بھی امداد کے لئے آگئی۔

جنرل زوتف معرکۂ جنگ سے کچھ فاصلہ پر شاہزادۂ چارلس سے ملنے گیا اور اس سے لڑائی کے اُتار چڑھاؤ کی باتیں کرنے لگا۔ جس وقت ترکوں نے حملہ کیا ہے کسی یورپی اخبار کا نامہ نگار میدان جنگ میں نہ تھا جس کے ذریعہ سے حملے کی مفصل کیفیت معلوم

بھیجا اپنی قابلیت اور آتش زبانی سے کام لیا لیکن جرمنیوں نے نہ مانا اور اُسے ناکام واپس آنا پڑا۔ سلطان نے سخت شکستہ خاطر ہو کے حکم دیا کہ عام مساجد میں دعا مانگی جائے۔ اور ایک اعلان جاری کیا کہ اگر جرمنی نہیں مانتے تو میں فوج کا سرکردہ بن کے جرمنیوں کے مقابلہ میں جاؤں گا اور کوشش کروں گا کہ عثمانی عظمت پھر برقرار ہو جائے سلطان کے اس اعلان سے تمام رعایا اور فوج میں جان پڑ گئی مگر افسوس ہے کہ اس ڈرپوک سلطان نے بہت جلد اپنی رائے بدل دی اور ایک ڈاکو جو ایشیائے کوچک میں رہزنی کیا کرتا تھا اور جسے فنون جنگ کی کچھ مہارت نہ تھی اپنی جگہ فوج کا سرکردہ بنا کے روانہ کر دیا۔

اس ڈاکو نے ہر جنگ میں سخت بے عزتی کی شکست کھائی اور ایک عظیم نقصان کے بعد قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ علمائے قسطنطنیہ نے فتوے دیا کہ اس شخص کی گردن ماردی جائے محض اس جرم میں کہ قسطنطنیہ سے روانگی کے وقت اس نے ایک جوتشی سے

ہوتی مگر روسی سرکاری رپورٹ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جب آگے کے مورچوں کو ترکوں نے درہم برہم کر دیا تو اس وقت زوتف کو خبر ہوئی کہ کیا بلا نازل ہوئی ہے۔ وہ شہزادہ کو چھوڑ کے بھاگوں بھاگ میدان جنگ میں پہنچا۔ جنگ بہت شدت سے جاری تھی۔ اس پاس کے قصبوں کی بلغاری آبادی میں بھاگڑ شروع ہو گئی تھی اور وہ لوگ اپنی گاڑیاں مویشی۔ اور سامان لیکے بھاگے چلے جاتے تھے۔ جوں جوں ترک آگے بڑھتے تھے روسیوں کے قدم پیچھے ہٹتے جاتے تھے اور ایک عام پریشانی روسی فوجوں اور رعایا پر چھا گئی تھی۔

۳۱ اگست کی جنگ نہایت طولانی اور خونریز جنگ ہوئی۔ روسیوں نے قصبۂ سگالنکی پر جنگ مغلوبہ لڑی اور عرصۂ جنگ میں کبھی یہ مقام ترکوں کے قبضہ میں آگیا اور کبھی روسیوں کے۔ ترکوں نے مقام پیلیات کو جو پلونا سے جنوب مشرق کی طرف آٹھ یا نو میل تھا دست بدست کی جنگ میں فتح کر لیا۔ اور اس کے بعد روسیوں کے کُل مورچوں

خلاف اصول اسلام پانسہ ڈلوایا تھا۔ چنانچہ اس بدبخت ڈاکو کی گردن ماردی گئی۔ یورپین ترکی کے جنوبی حصّوں کی لڑائی بھی ترکوں کے موافق نہ پڑی۔ یہاں بھی ترکی فوج کو پے در پے شکستیں ملیں جن کی خبریں قسطنطنیہ میں برابر چلی آتی تھیں صوبوں پر صوبے اور شہروں پر شہر دشمن نے فتح کرنے شروع کر دیئے۔ سلیمان ثانی کی تخت نشینی کے دوسرے ہی سال ڈینیوب کے شمالی صوبے جنہیں اس کے باپ دادا نے خون اور روپیہ سے خریدا تھا ان کے قبضہ سے نکل گئے اور ڈینیوب کے جنوبی حصّے یعنی بوسینا اور سرویا کے اعلیٰ مقامات پر آسٹریا والوں نے قبضہ کر لیا۔

اب سلطان کے چھکّے چھوٹے اور اس نے مجبور ہو کے ایک بہت بڑا دربار ایڈریانوپل میں کیا جس میں تمام وزرا اور جنگی افسر شریک تھے۔

سلطان نے اراکین سلطنت سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم مجھے مشورہ دو کہ میں سلطنت کا انتظام کس کے ہاتھ میں سونپوں۔

اور جن توپوں پر جنہیں فنِ حرب کا کمال دکھایا گیا تھا عثمانی پرچم لہلہانے لگا۔ کوہ قافی فوجیں عثمانیوں نے بہت پھرتی سے کاٹ ڈالیں۔ اور یہی وہ فوجیں تھیں جنہیں روسی اپنی قسمت کا دار و مدار سمجھتے تھے۔ مارتے مارتے ترک قلبِ لشکر میں پہنچ گئے جو پلیلیات سے جانب شمال دو میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہاں روسی نہایت شجاعت سے قدم جما کے لڑے مگر ترکوں کی موروثی دلیری کے آگے انکی دال نہ گلی انہوں نے اخیر تک خونریز جنگ کے بعد ان زبردست مورچوں سے روسیوں کو بھگا دیا۔

اس مقام پر شہنشاہ روس کا باڈی گارڈ جنگ کر رہا تھا جس کی شجاعت اور ہنرمندی کی دھاک تمام زمانہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ شام ہوگئی اور طرفین نے تاریکی کے طفیل سے کچھ دیر آرام لیا۔ مگر روسیوں نے اس وقت کہ جب ترک اپنے مجروحین و مقتولین کو اٹھا رہے تھے نہایت سختی سے ان پر حملہ کیا۔ توپوں سے بندوقوں اور بندوقوں سے نیزوں اور نیزوں سے تلواروں پر نوبت پہنچ گئی۔ رات بھر قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ صبح کے پو پھٹنے اور بادِ نسیم کے جھونکوں نے طرفین کے سپاہیوں میں ایک نئی روح پھونک دی اور اسی آمادگی سے پھر جنگ

اخیر سب کے مشورے سے مصطفیٰ وزیر اعظم بنایا گیا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے تخت نشینی سے پہلے سلیمان کی جان بچائی تھی۔ فوراً ابلاکے لبتہ وزارت اس کے سپرد کر دیا گیا۔ یہ احمد اعظم کا بھائی تھا۔ اور اس وقت اس کی عمر پچاس سے تجاوز کر چکی تھی۔ اس وزیر میں اپنے باپ دادا کی موروثی قابلیت موجود تھی۔ تمام رعایا اس پر بھروسہ کرنے لگی۔ پایۂ تخت میں امن قائم ہوگیا۔ عدالتوں میں قابل اور منصف لوگ مقرر ہوئے۔ نہ صرف پایۂ تخت میں بلکہ ترکی کے دور و دراز صوبوں میں بھی کافی انتظام ہوگیا۔ اس نے یونانی عیسائیوں کو ان کی بستی میں گرجا بنانے کی اجازت دیدی۔ اس حکمتِ عملی سے عیسائی سلطنت ترکی کے طرفدار بن گئے۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ ذلت کی صلح ہو بلکہ اس کی خواہش یہ تھی کہ فتح کے بعد صلح کی جائے۔ اس نے ترکی کی شکستہ فوجوں کو پھر جمع کیا اور خود ان کا سپاہ سالار بن کے سرویا پر حملہ آور ہوا۔

جاں نثاریوں نے اپنے قابل سپاہ سالار کی ماتحتی میں تمام سرویا پر قبضہ کر لیا اور مقام اسحق پر جرمنیوں کو اعلان جنگ دیدیا۔ یہاں جرمنی فتحمندانہ فوجوں کا ٹڈی دل پڑا ہوا تھا خوب ہی

ہونے لگی یہاں تک کہ سہ پہر کے چار بجگئے۔ روسیوں کی تازہ دم فوجیں برابر چلی آرہی تھیں۔ لیکن عثمانی سپاہی تھک گئے تھے۔ کوئی فیصلہ اس جنگ میں اس بات کا نہ ہوا کہ آیا فتح کس کی ہوئی۔ دوپہر تک روسیوں کی تعداد عثمانیوں سے تگنی ہوگئی اور وہ مقامات جو ایکدن پہلے ترکی فوجوں کے قبضہ میں آگئے تھے پھر روسیوں نے اُن پر قبضہ کرلیا۔

جب روسی اور رومینی فوج کا سپاہ سالار پلونا کے آگے شہزادہ چارلس ہوا ہے تو اس نے فوج کو مخاطب کرکے بیان کیا تھا "اے بہادر سپاہیوں۔ جنگ ہمارے حدود کے قریب ہوتی جاتی ہے۔ اگر ترک فتحیاب ہوگئے تو اس بات کو دل میں سمجھ رکھو کہ بلقان کی کل ریاستیں زیروزبر کرڈالی جائیں گی اور ترک ہمارا نام صفحہ ہستی سے مٹادیں گے اس لئے تم رومینیوں کا فرض ہے کہ اپنے وطن کے بچانے کے لئے اپنی جانیں قربان کردو۔ ورنہ تمہیں روزِ بد دیکھنا پڑے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے دل مثل رومانا کے دل کے ہیں یقیناً تم ویسے ہی بہادر ہو جیسے تمہارے باپ دادا تھے۔ اگرچہ تمہاری تعداد کم ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ رومینی فوج اپنی شجاعت اور فنون جنگ سے

لڑائی ہوئی کئی دن تک برابر خونریزی ہوتی رہی۔ جرمنیوں نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا مگر جاں نثاری فوج نے جرمنی لشکر کے شیرازہ کو درہم برہم کردیا۔ اور اُس کے بہادر سپاہی خرگوشوں کی طرح کونوں میں چھپتے پھرے۔ تمام جرمنی فوجیں کاٹ ڈالی گئیں۔ جرمنیوں کا بہت بڑا سامان حرب اور سامان رسد ترکوں کے ہاتھ آیا۔ یہاں بہت بڑی زبردست فوج چھوڑ کے مصطفیٰ آگے بڑھا۔ اور تمام مشہور شہروں اور قلعوں کو فتح کرتا چلا گیا۔ ان تمام نمایاں فتوحات کے بعد وہ قسطنطنیہ واپس آیا۔ جہاں اس کا بہت بڑا اعزاز کیا گیا۔ ساتھ ہی مصطفیٰ نے سواحل موراوا اور نفیا سے دشمنوں کو خارج کردیا تھا۔ اور ڈینیوب کے صوبے پھر ترکی جھنڈے کے نیچے لگے تھے۔ ۱۶۹۱ء کے شروع ہوتے ہی سلطان نے مصطفیٰ کو پھر دوسری مہم میں جانے کا حکم دیا مصطفیٰ فوج کے ساتھ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ سلطان کی صحت خراب ہونے لگی۔ ایسی نازک حالت میں قابل وزیر نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ پایہ تخت سے باہر چلا جاؤں کیونکہ اُسے یہ خبر لگ گئی تھی کہ لوگ اس بات کی سرگوشی کررہے ہیں کہ محمد رابع کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا تخت نشین کیا جائے مگر مصطفیٰ

امتیاز یہ درجہ پیدا کر لیگی اور یورپ میں اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ شہنشاہ روسیہ کی بھی دلی آرزو یہی ہے اور ان ہی وجوہات سے کہ میدانِ جنگ میں روسینی اور روسی فوجوں کی قسمتیں وابستہ ہو رہی ہیں مجھے ان متحدہ فوجوں کا سپاہ سالار بنایا ہے"

شہزادہ چارلس کے اس جوشیلے بیان نے اس کے سپاہیوں پر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ جو بے عزتی کی شکستیں حال ہی میں وہ ترکوں کے ہاتھ سے اُٹھا چکے تھے ابھی فراموش نہیں ہوئی تھیں۔ وہ نہایت پریشانی سے ڈینیوب کے جنوبی سمت فوج کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے۔ اور انہیں اس بات کا خیال تھا کہ اگر اس مقام پر فوج نے شکست کھائی تو پھر ہم کسی صورت سے بھی اپنے ملک کو نہیں بچا سکینگے۔ کچھ عرصہ تک درہ شپکا کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ ۱۳ ؍ اگست کے بعد ترکوں نے کوئی حملہ شپکا پر نہیں کیا۔ جنرل ریڈسکی نے نہایت شجاعت اور استقلال سے اس درہ پر قبضہ رکھا۔ اس کا مرکز فوج کوہ سینٹ نکولس پر قائم تھا اور اس کی فوج کا بازوئے چپ اور راست تھوڑی دور جانب شمال پہاڑی چوٹیوں پر پڑا ہوا تھا۔ آخر الذکر فوجوں کے انتہائی

اس کا بالکل مخالف تھا۔ اس کا بیان تھا کہ سلطان کا بھائی احمد شاہی خاندان میں سب سے بڑی عمر کا ہے تخت نشین ہونا چاہئے۔ وزیر کا اثر لوگوں پر بہت تھا۔ بائیسویں جون ۱۶۹۱ء میں سلیمان ثانی کا انتقال ہو گیا۔ ایک شخص کو بھی یارا نہ ہوا کہ وہ محمد کے بیٹوں میں سے کسی کی طرف تخت نشینی کا اشارہ کرتا۔ یہ لڑکے ابھی تک نظر بند تھے۔

سلیمان اکثر قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا اور بہت بڑا جیّد حافظ تھا۔ رعایا کو اپنے سلطان سے دلی محبت تھی اور سب اس کا احترام کرتے تھے۔ اس بے چارے نے صرف تین سال اور نو مہینے سلطنت کی۔ اگر یہ پانچ چھ سال اور بھی زندہ رہتا تو تمام ملکوں پر جو سلیمان اعظم کے وقت میں ترکی کے قبضہ میں تھے اسلامی پرچم لہلہانے لگتا۔

حصے پر پشتے واقع تھے۔ جو مقام گرود اتک متوازی صورت میں چلے گئے تھے۔ لس یہی ایک رستہ تھا جو روسیوں کی آمد و رفت کا کھلا ہوا تھا۔ روسیوں نے خونریز جنگ کے بعد اس چٹان پر قبضہ کر لیا تھا جو پہلے ترکوں کے پاس تھا اور عثمانی فوجیں پس پا ہو کے دوسرے پشتے پر چلی گئی تھیں جہاں اب بھی روسیوں سے دو دو ہاتھ ہو رہے تھے۔ اس اثنا میں ترکوں نے درۂ شپکا پر کوئی حملہ نہ کیا۔

سینٹ نکولس کے عقب میں روسیوں نے جگا دری توپیں نصب کر دیں۔ اور اب اس بات کا یقین ہو گیا کہ ترکی فوج کی مستحکم قوت بھی ہمیں اس مقام سے بیدخل نہیں کر سکتی۔ لندن ٹیمس کا نامہ نگار جو اس وقت موجود تھا لکھتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب درۂ شپکا کی جنوبی طرف ترک موجود ہیں پھر روسیوں نے کیوں ان پشتوں پر ایسی مضبوطی سے مورچہ بندی کر رکھی ہے ترکی فوجی کالم ادہر اُدہر برابر گردش لگا رہے ہیں ان پر روسی توپخانہ کچھ بھی اثر نہیں کر سکتا اگر وہ مستعدی سے جنگ کریں تو روسی بہت آسانی سے بیدخل ہو سکتے ہیں۔

اکیسواں باب ۲۱

ترکی کا اکیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۹۱ء سے ۱۶۹۵ء تک

احمد ثانی کی تخت نشینی۔ وزیر اعظم کے خلاف سازش کا ہونا۔ آسٹریا سے جنگ۔ مصطفےٰ کی شکست اور قتل۔ ترکوں کا عظیم نقصان۔ احمد کا برباد کن زمانہ۔ موت۔

احمد ثانی ۱۳ جولائی ۱۶۹۱ء میں تخت نشین ہوا۔ اور بھرے دربار میں عثمان کی تلوار اس کی کمر میں باندھی گئی۔ یہ سلطان مثل اپنے بعض پیشروؤں کے مطلق سلطنت کی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی سلطان اپنے بھائی محمد رابع سے قید خانہ میں ملنے گیا۔ بھائی نے صورت دیکھتے ہی احمد کو تخت نشینی کی مبارکباد دی۔ سلطان نے حکم دیا کہ ہر قسم کا سامان

اس وقت میدان جنگ میں فتح اور شکست کا ایک عجیب اُتار چڑھاؤ معلوم ہو رہا تھا
عثمان پاشا نے ۲۶ جولائی مقام لوفچا کو فتح کر لیا تھا لیکن تیسری ستمبر روسیوں نے پھر
اسے واپس لیلیا۔
اصل واقعہ یہ ہے کہ شہزادہ امرتنسکی نے بائیس ہزار فوج شہر لوفچا کے مشرقی اور جنوب میں جمع
کر رکھی تھی جس کا فاصلہ پلونا سے جانب جنوب بیس میل ہے۔ عام طور پر سمجھ لیا گیا تھا کہ جب
روسی دوسرا حملہ پلونا پر کریں گے تو یقیناً ایکدفعہ اور لوفچا ان کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اور جب
لوفچا قبضہ میں آگیا تو پھر ترکی کی آمد و رفت کو کاٹ سکتے ہیں جو عثمان پاشا جنوب کی طرف سے
کر رہے ہیں۔ اس حملہ کی تیاری نہایت پوشیدہ طور پر کی گئی نوجوان روسی سپاہ سالار
اسکوبلوف نے یکایک بے خبری میں ترکوں پر حملہ کر کے ان کے دو مورچے چھین لئے۔ یہ
مورچے شہر کے شمال مشرق کی طرف بنے ہوئے تھے۔ پھر شہزادہ امرتنسکی نے دوسرے روز ۳ ستمبر
کو لوفچا پر حملہ کیا۔ یہ شہر ساحل عثمہ پر واقع ہے اور یہیں سے کل راستے پلونا۔ نکوپولس

راحت بھائی کے لئے قید خانہ میں جمع کیا جائے اور ساتھ ہی بہت سے لونڈی۔ غلام بھائی
کی خدمت کے لئے بھیجے۔
جدید سلطان نے پہلے ہی دربار میں مصطفےٰ کو اس عہدہ پر قائم رکھا۔ قابل وزیر اپنی اسی
مستعدی سے رعایا کی بہتری اور سلطنت کی ترقی میں کوشش کرتا رہا لیکن دربار ہی میں ایک
ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس نے وزیر کی مخالفت میں کمر باندھی۔ ان بدنصیب سازش کنندوں
نے مصطفےٰ کے خلاف سلطان سے لگائی بجھائی شروع کی اور کہا کہ یہ بہت بڑا مفسد ہے مبادا آپ کو
تخت سے اُتار دے۔ اور آپ کی سلطنت کو غصب کرلے۔ وزیر کو بھی اس کی سن گن لگ
گئی۔ اس نے تمام بڑے بڑے فوجی افسروں کو جمع کر کے یہ بات بیان کر دی وہ سنتے ہی آگ
بگولا ہو گئے۔ یکایک ساری فوج میں غصّہ کی آگ بھڑک اٹھی فوج بغاوت پر آمادہ ہوئی اور
محلسرائے سلطانی کو گھیر کے یہ مطالبہ کیا کہ مصطفےٰ کے دشمنوں کا سر دیا جائے۔ سلطان نہایت
ہی کمزور دل و دماغ کا شخص تھا۔ اس نے فوراً ان لوگوں کو زندہ حوالے کر دیا۔ جن کے سر قلم

سلوی۔ گبروا۔ اور ٹرنووا کی طرف جاتے ہیں۔ اس وقت کل روسی فوجیں موجود تھیں یعنی دوسرا ڈویژن۔ تیسرے ڈویژن کا دوسرا برگڈ۔ کوہ قافیوں کی دو رجمنٹیں۔ دس بڑے توپخانے اور تنرلیس کا ایک پورا برگڈ موجود تھا مگر ترکوں کے پاس پیادہ فوج کی صرف آٹھ بٹالین تھیں۔ جن کی تعداد اپنے صعب ترین دشمن سے بدرجہا کم تھیں۔ چھ بجے صبح کو جنگ شروع ہوئی اور روسی نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف نے ترکی مورچوں پر گولیوں کا مینھ برسانا شروع کیا۔ ترکوں کو مجبوراً پہاڑیوں کے سلسلے میں پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور یہاں انہوں نے حملہ کا انتظار کیا۔ روسی بڑھے اور انہوں نے نہایت مستعدی اور شجاعت سے ترکوں پر حملہ کیا۔ خوب کٹا چھنی کی جنگ ہوئی۔ اخیر روسی فوجیں پراگندہ ہوکے بھاگیں اور ترکوں کے نام یہ فتح رہی۔ اس فتح کے نمایاں ہونے میں کوئی بھی کلام نہیں۔ ان کی تعداد جیسا اوپر بیان کیا گیا اپنے دشمن سے بہت ہی کم تھی لیکن عثمانی شجاعت نے اس بات کو ثابت کردیا کہ اگر ترک مستعدی سے جنگ کریں تو ایک ترک پانچ روسی پر غالب آسکتا ہے۔

کر ڈالے گئے۔

گزشتہ جنگ کی کامیابی نے عثمانی سپاہیوں میں ایک نیا جوش پیدا کردیا تھا اور پھر جاں نثاریوں کو یہ یقین ہونے لگا تھا کہ ہم اپنے قابل وزیر اعظم کی ماتحتی میں تمام یورپ کو زیر وزبر کر ڈالیں گے۔ جب قسطنطنیہ میں ہر طرح کا امن وامان ہوگیا تو مصطفےٰ نے بلغراد میں فوجوں کی ترتیب دینی شروع کی۔ چنانچہ ایک لاکھ شائستہ فوج جنگی سجاتے میں تیار ہوگئی۔ جب لشکر کے متعلق کل سامان کی تکمیل ہوئی تو اس نے دریائے ساوی کا ایک پل بنایا۔ اس نظر سے کہ ڈینیوب کے ساحل راست کی طرف بڑھ کے شہنشاہی فوج سے ہمسر رہوں یہ فوج شہزادۂ لوئس کی ماتحتی میں مقام پیتر وارادن سے اتر آئی تھی۔ چنانچہ مصطفےٰ نے پل بنا کے دریائے ساوی کو عبور کیا۔ یورپی فوجیں مقابلہ میں آئیں۔ خوب ہی کٹا چھنی کی جنگ ہوئی۔ جاں نثاریوں نے اپنے مخالفوں کو تھکا تھکا کے مار ڈالا۔ ترکوں کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ پھر ترک آگے بڑھے۔ یہاں آسٹریا کی کل فوجیں پرا جمائے کھڑی ہوئی تھیں۔ ترکی فوج سے ان کی تعداد بہت تھی

روسی ناکام فوجیں پھر جمع ہوئیں اور اب کے روسیوں کے غیر معمولی امداد بھی بہت آگئی۔ تھی۔ کئی سپاہ سالاروں نے مل کے ترکوں کے پہلے مورچہ پر حملہ کیا۔ بڑی سخت جنگ کے بعد جبکہ روسی فوجیں دس حصے زیادہ تھیں ترک پیچھے ہٹ گئے اور اپنے قدیمی اولوالعزمی سے دوسرے مورچہ پر پھر جنگ کرنی شروع کی۔

سہ پہر کے وقت اس کا کالم فوج پہاڑی سے اُترتا ہوا معلوم ہوا۔ اور پھر اس نے اس وادی کی طرف رُخ کیا جو سیدھی کوہ روس کی طرف جاتی ہے۔ اسی اثنار میں روسیونکے توپخانے نے ترکی مورچوں پر گولہ باری شروع کی۔ ترکوں نے بھی نہایت مستعدی سے اس کا جواب دیا۔ محفوظ فوج کی ایک رجمنٹ لشکرگاہ کی جانب راست روانہ کی گئی کوہ روس پر حملہ کرکے ترکوں کے واپس جانے کا راستہ کاٹ دیا۔ ٹھیک بارہ اور ایک کے درمیان اس رجمنٹ کی مدد کے لئے توپخانہ روانہ ہوا۔ اس کے بعد اسکوبلوف شرقی سمت سے چڑھ کے چند پہاڑیوں پر قابض ہوگیا۔ ترکی فوج قلعہ تراجیین کی طرف مع توپخانیکے جانب جنوب چلی گئی۔ شام تک کل مورچوں سے

مگر پھر بھی ترکوں نے شکست دی اور دست بدست کی جنگ لڑکے اپنا راستہ خون اور گوشت میں ہوکے کیا اور سیدھے آسٹریا کے نڈر لشکر میں جا دھمکے۔

آسٹریا کی فوجوں کو انقطاعی شکست ہونے کو تھی کہ یکایک ایک گولی مصطفےٰ کے سر پر لگی۔ بہادر وزیر گھوڑے پر سے گر پڑا جوں ہی اس کے سپاہیوں نے اپنے وزیر کو میدان جنگ میں مقتول پایا سخت پریشانی ان میں چھا گئی۔ اور اس پریشانی کی ہوا آناً فاناً میں تمام عثمانی لشکر میں پھیل گئی۔ خوف۔ بدحواسی اور سراسیمگی نے انہیں گھیر لیا۔ وہ بے تحاشا واپس پھرے۔ مغلوب دشمن کی چڑھ بنی اور وہ ان پر حملہ آور ہوا۔ تیس ہزار ترک میدان جنگ کی نذر ہوا۔ اور جب تک انہوں نے بلغراد کی فصیلوں کے پیچھے آکے دم نہ لیا ان کا قدم نہ جم سکا۔

شہزادہ یوئس اس قدرتی فتح سے بے انتہا خوش ہوا۔ اور تمام ترکی لشکرگاہ اس کے قبضہ میں آگیا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ترکوں کا اتنا قتل ہونا محض ان کی بدحواسی کی وجہ سے تھا مگر آسٹریا کے مقتولین کی تعداد بالکل ترکوں کے برابر رہی۔ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے

ترکوں نے فوج ہٹالی صرف پلونا کا ایک چھوٹا سا مورچہ رہ گیا۔ اسکوبلوف کا خیال تھا کہ آنکھ بند کرکے اس مورچے کو بھی فتح کرلوں گا۔ مگر یہ بڑا کٹھن کام تھا۔ روسیوں نے نہایت پھرتی سے ایک ہی گھنٹے میں تمام اپنا توپخانہ کوہ روس پر نصب کر دیا۔ اور ٹھیک ڈھائی بجے سہ پہر روسی کالم بازوئے راست سے آگے بڑھا۔ جب ترکی توپوں کی زد پر آگیا تو ترکی پیادہ فوج نے فیر کرنے شروع کئے مگر روسیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وہ برابر بڑھے چلے آئے یہاں تک کہ وہ دریائے اسما پر پہنچ گئے جس کی چوڑائی بیس فٹ ہے اور ایک فٹ گہرا ہے۔ پانی بہت تیزی سے بہ رہا تھا۔ دریا کے ایک طرف پلونا واقع ہے۔ اور پہاڑی کے دامن میں جہاں ترکی مورچہ نصب تھا ایک قدیم ترکی قبرستان بنا ہوا تھا جس کی چوڑائی چارسو گز تھی۔ مورچہ کی پہاڑی کا فاصلہ حملہ آور فوج سے صرف سو گز رہ گیا ہے اور یہ وہ نشیبی سطح تھی کہ ترک بلندی پر سے روسیونکو نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے ترکی توپوں نے ان پر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ اس حملہ آور فوج میں دو رجمنٹیں شہنشاہ جرمن کے نام کی تھیں جن کی کامیابی و ناکامیابی پر جرمنی

کہ ترکوں نے بدحواسی میں بھی اپنے دشمن کو نہیں چھوڑا اور برابر ٹکرم ٹکرا لڑتے رہے۔ غرض آسٹریا سے صلح ہوگئی لیکن ترکی سپاہ کی شکست نے ملک کے اور حصّوں میں ایک بےچینی سی پیدا کردی۔

وینس والوں نے جزیرۂ خانیان کے دوبارہ فتح کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ صرف اتنا ضرور ہوا کہ انہوں نے ڈلمیشیا کے بعض جزائر پر قبضہ کرلیا۔ ترکی میں سخت پریشانی پیدا ہوگئی کہ مصطفےٰ جیسا قابل وزیر کہاں سے پیدا کیا جائے۔ سلطان کی حالت عجب مذبذب تھی۔ اس میں ذاتی طور پر حکمرانی کرنے کی کوئی قابلیت نہ تھی وہ بالکل حرسرائے کے آدمیوں کے ہاتھ میں تھا۔ جس طرف چاہتے تھے اس کا خیال پھیر دیتے تھے۔ اسی اثناء میں پولینڈ کے رہنے والوں نے ترکوں کو کریمیا کے تاتاروں کے ساتھ شکست دی۔ ادھر ایشیا میں مشکلات پیدا ہوگئیں۔ یعنی شریف مکّہ نے بدوؤں کی ایک جماعت حاجیوں کے اس قافلہ کے لوٹنے کے لیے روانہ کی جو ایشیا سے آرہے تھے۔ اور اس قافلہ کو مجبور کیا

شاہ کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اس کل فوج کی کمان میجر جنرل رزمند یاف کر رہا تھا۔
سپاہی گولیوں کی بارش میں وادی کو طے کرتے ہوئے چلے گئے چند ہی لحہ میں روسی سپاہیوں کی لاشوں کے ڈھیر پشتوں پر معلوم ہونے لگے۔ افسروں نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیدیا کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو تم ترکوں کے مورچوں کو اکھیڑ کے پھیکدو۔ فوج کا یہ ریلا بہت زور سے ترکوں پر جا پڑا۔ مگر ابھی تک ترکی سپاہی نہایت مستعدی سے قدم جمائے ہوئے برابر گولیاں مار رہے تھے۔ جنگ خوب ٹل گئی تھی اور بازار قتل وغارت پورا گرم ہو چکا تھا۔
سہ پہر کو تین بجے سے روسیوں کی ٹڈی دَل فوج نے پلونا کی گرد مورچہ بندی شروع کر دی تھی۔ دوسرے حصے فوج نے ایک اور جانب سے ترکوں پر حملہ کیا۔ غرض یہ تھی کہ ترکوں کا خیال جدید مورچوں کی طرف سے پھر جائے۔
یکایک پلونا کے شمال میں ایک اور روسی فوج زبردست توپخانے کے ساتھ نمودار ہوئی اس غرض سے کہ ترکوں کے واپس جانے کا راستہ کاٹ دے۔ ایک اور کالم فوج نظر پڑی جس کی

کہ جب تک تسخیر کا محصول نہ دے لیں گے اُن کی جانبری مشکل ہے۔ اسی اثناء میں خدائی غضب نازل ہوا یعنی قحط اور وبا تمام ملک میں پھیل گئی اور اس طرح سے ترکی کے باشندوں کا تنزل ہونے لگا۔
معاملات کا یہ اتار چڑھاؤ تھا جب سلطان ۲۷ جنوری ۱۶۹۵ء دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوا۔ اس کی عمر وقت وفات پورے پچاس سال کی تھی۔ کل چار برس اس بیچارے نے سلطنت کی۔ اس تھوڑے سے زمانہ میں اس نے بڑے بڑے ردّ و بدل دیکھے ایک طرف کامیابی۔ ایک طرف بربادی ہم عنان رہی لیکن اس نے ہمیشہ کسی معاملہ میں حصہ لینے سے پرہیز کیا۔ سہ" اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"۔ ممکن ہے کہ اس کے دل میں بہت سی امیدیں ہوں۔ مگر زمانہ نے پورا نہ ہونے دیا۔

مراد یہ تھی کہ شمالی حصے کی فوج کو مدد پہنچائے۔
ان تمام فوجوں نے ترکوں پر چاروں طرف سے حملہ کیا اور کئی مورچے فتح کر لئے کہ چار بجے کوہ قافیوں کی کثرت سے فوجیں آگئیں اور اب روسیوں کی طرف سے مجنونانہ حملہ شروع ہوا۔ ایک طرف سے رپغل کی آگ برس رہی تھی۔ دوسری جانب سے روسی توپیں غضب ڈھا رہی تھیں۔ ترک ایک ایک انچ پر اپنے سے کئی گنی فوج کا مقابلہ کرتے جاتے تھے۔ روسی نہایت بے جگری سے اگرچہ برابر گرتے چلے جاتے تھے لیکن قدم آگے ہی رکھتے تھے۔ اخیر توپوں کے فیر بند ہو گئے اور اب روسی فوجیں کھائی میں اتر کے پشتوں پر چڑھنے لگیں۔ دوسرا کالم فوج لوفچا کی طرف بڑھا۔ ناچار ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور وہ بندوقیں مارتے ہوئے مغربی سمت چلے گئے۔
ترکوں کی ناکام فوج یہ چاہتی تھی کہ پلونا واپس چلی جائے لیکن روسیوں نے اُسے کامیاب ہونے دیا۔ روسی ترکوں کا تعاقب نکر سکے اور یہ چھوٹی سی فتح انہوں نے ایک ہزار آدمیوں کے خون سے خریدی اس وقت لوفچا میں صرف سات ہزار ترکی فوج تھی۔ اور دشمن کی تعداد انکے مقابلہ میں

بائیسواں باب ۲۲

مصطفےٰ ثانی ترکی کا بائیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۹۵ء سے ۱۷۰۳ء تک

مصطفےٰ ثانی کی تخت نشینی۔ فوج کا سپاہ سالار بننا۔ کامیابی اور شکست حسین کا وزیر اعظم ہونا۔ ترکوں پر پیٹر اعظم روسیہ کی فتح۔ شہزادہ یوجن کی فتوحات۔ قسطنطنیہ میں بغاوت۔ مصطفےٰ کی معزولی۔ اور وفات۔

مصطفےٰ ثانی معزول محمد رابع کا بیٹا اپنے چچا کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ عثمانی خاندان میں یہی شہزادہ بڑی عمر کا تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی مفصلہ ذیل اعلان دیا۔
"خدائے قادر مطلق نے مجھ جیسے گنہگار شخص کو تمام دنیا کی خلافت بخشی ہے۔ وہ سلاطین جو تعیش کے

بائیس ہزار تھی۔ دوسرے دن چوتھی ستمبر کو عثمان پاشا نے ۲۰ بٹالین فوج روانہ کی کہ لوچا کو فتح کرلیں۔ مگر جب مرحوم غازی کو یہ معلوم ہوا کہ پلونا پر سامنے سے حملہ ہونے والا ہے تو انہوں نے اس فوج کو واپس بلالیا۔

روسیوں کو یقین ہوگیا تھا کہ اب ترکوں کا مار لینا آسان ہے انہوں نے باہم مشورہ کرکے یہ بات طے کرلی کہ پلونا پر حملہ کرکے عثمان پاشا کو گرفتار کرلیں۔ اس وقت جو فوج عثمان پاشا پر حملہ کرنے کے لئے تیار کی اس میں اسّی ہزار پیادے (جن میں دو تہائی روسی اور ایک تہائی رومانی تھی) دس ہزار سوار (جن میں نصف روسی اور نصف رومانی تھے) اور دو سو پچاس محاصری کی توپیں تھیں۔ ۶ ستمبر کی شام کو یہ سارا لشکر حملہ کے لئے تیار کیا گیا اور ترکوں کے سب سے بڑے مورچے کے سامنے یہ ٹڈی دل فوج بڑھی۔ اس مقام کا فاصلہ جانب شرق پانچ میل اور مقام پورادین سے آٹھ میل تھا۔ اس فوج کا بازو راست جو پلونا کے شمال اور شمال مشرق میں پڑا ہوا تھا روسیوں سے پر تھا۔ اور بازوئے چپ جو لوفچا تک پھیلا ہوا تھا اور جس کا سپہ سالار بجز ساکی

غلام اور خواب غفلت میں سرشار رہتے ہیں کبھی خداوند تعالےٰ کے فرمانبردار خادم نہیں بن سکتے نہ اُن کی سلطنت میں خلق اللہ کو امن و آسایش مل سکتی ہے۔ میری خواہش ہے کہ تعیش۔ غفلت اور سستی کو اپنے دربار سے علیحدہ کردوں۔ میرے والد ماجد محمد کی سلطنت میں پاشاؤں نے جن کے ہاتھ میں سلطنت کے کام سوپنے گئے تھے۔ اپنے کو ایسے آسایش اور تعیّش میں ڈالدیا کہ کفّار کو اسلامی حدود پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی۔ انہوں نے ہمارے صوبے فتح کرلئے۔ مسلمانوں کا مال و اسباب لوٹ کے لیگئے۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کو معہ اُنکی بیوی بچّوں کے غلام بنالیا جس طرح اس بربادی کا علم تمام دنیا کو ہے۔ ہماری آنکھوں سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اس نظر سے میں نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ کفّار یورپ سے پورا انتقام لوں۔ اور میں بہ نفس نفیس ان سے جہادی جنگ کروں۔ ہمارے پُر جلال جد امجد سلیمان اعظم نے اپنی چھیالیس سالہ حکومت میں نہ صرف وزراء کو کفّار کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا بلکہ بذاتِ خود اپنی فوجوں کا سرکردہ بن کے ان کی سرزمین میں اسلام کا جھنڈا اُڑایا۔

طرف تھا۔ ترکوں کی جنوبی مورچے کی جانب پڑا ہوا تھا۔ ترکوں کی موجودہ حالت بلاشبہ بہت اچھی تھی۔ ان میں عثمانی جوش نئے سرے سے عود کر آیا تھا اور وہ اس نوّے ہزار فوج سے جس کی امداد کے لئے پچاس ہزار مزید فوج عقب سے آ رہی تھی لڑنے کے لئے آمادہ تھے۔

بتاریخ ۷ ستمبر صبح ہوتے ہی حملہ شروع ہوا۔ کُہر صاف ہو چکا تھا۔ دن نہایت روشن اور گرم تھا لیکن آفتاب کے روشن چہرہ پر دھوؤں کے بُقعوں کے بادل برابر چھائے چلے جاتے تھے۔ دونوں طرف سے توپوں پر توپیں بڑی۔ روسی رومینی توپوں نے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ ترک نہایت مستعدی سے جواب دے رہے تھے۔ اور ان کی اژدہا پیکر توپوں کی گرج سے پہاڑیاں ہل رہی تھیں۔ ریڈیوا کا قصبہ جلکے خاکستر ہو چکا تھا۔ اگرچہ بارود اور گولوں کا بہت سا حصّہ صرف ہو چکا تھا لیکن طرفین کا نقصان اس سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ یکا یک تو یونکے اس غبار میں سے شہنشاہ روسیہ برآمد ہوئے۔ پھر کیا تھا روسی فوجوں کے جوش کی آگ میں تیل پڑ گیا۔ پھر وہ وہ سخت حملے ترکوں پر ہوئے ہیں کہ الاماں والحفیظ۔

میں نے بھی یہی ٹھان لی ہے کہ خود اُن سے جاکے جنگ کروں۔ اے میرے وزیر اعظم۔ اے وزرا، علماء، میری فوج کے لفٹنٹ اور آغا کیا آپ میرے اس ارادے میں امداد کریں گے۔ تم سب لوگ ملکے مشورہ کر والو۔ سب مجھے رائے دو کہ میں خود جنگ کروں یا ایڈریانوپل میں رہوں۔ ان دونوں باتوں کا سونچ سمجھ کے جواب دینا اور یہ خوب دیکھ لینا کہ دین اسلام اور خدا کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ جو کچھ جواب دو اس میں صداقت اور ایمانداری ضرور ہو"

اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام ارکین سلطنت نے باہم مشورہ کرکے یہ بات تجویز کی کہ سلطان پایۂ تخت میں رہیں اور فوج کی سپاہ سالاری وزیر اعظم کے سپرد کریں کیونکہ سلطان کا پایۂ تخت سے نہ جانا ہی بہتر ہے۔

سلطان نے اس تجویز کو نا منظور کیا۔ اور کہا کہ معاملات سلطنت کو میں ہی انجام دوں گا۔ اور سپاہ سالاری بھی میں ہی کروں گا۔ سب سے پہلے اس نیک نہاد سلطان نے مفتی اور کُل وزرا کو جو اس کے باپ کے مخالف تھے موقوف کیا اور بڑا غضب یہ کیا کہ وزیر اعظم اور بڑے بڑے

سب سے زیادہ بلند مقام پلون کی شکست کے لئے سامان کیا گیا اور اب یہاں سے شہنشاہ نے جنگ کا آثار چڑھاؤ دیکھنا شروع کیا۔ گرانڈ ڈیوک نکولس بھی دن کو آکے شہنشاہ سے مل گیا تھا۔

۸ تاریخ کی صبح کو پھر اسی جوش و خروش سے جنگ شروع ہوئی۔ شباشب ترکوں نے اُن مورچوں کی درستی کرلی جنہیں روسی گولوں نے نقصان پہنچایا تھا۔ اس وقت عجیب نازک حالت تھی وہاں شہنشاہ روسیہ اتنی بڑی فوج کی کمان کر رہا تھا اور اس کی موجودگی نے سپاہیوں کے کئی کئی ہاتھ دل بڑھا دیئے تھے اور یہاں عثمانی فوجیں اپنے بہادر سپاہ سالار غازی عثمان پاشا کی ماتحتی میں اس سے زیادہ جوش اور اولوالعزمی سے اپنے قوی ترین دشمن کے ساتھ انقطاعی جنگ لڑنے کے لئے آمادہ تھے۔ گولوں کا اسی طرح مینھ برسنا شروع ہوا۔ روسی توپوں کے گولے نشانے پر پڑ رہے تھے اور بعض اوقات ترکی توپیں ان کا جواب نہ دے سکتی تھیں۔

افسروں کو قتل کر ڈالا اور اُن کی تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ضبط کرلی۔ اس سے عام طور پر ایک ناراضی پیدا ہو گئی۔ تو بھی کوئی بدامنی پایۂ تخت میں نہیں ہوئی۔

اسی اثناء میں ڈولنس کے ایک بحری لٹیرے موزومورٹو کی رسائی سلطان تک ہو گئی۔ جس نے سلطان کو یقین دلایا کہ میں وینس والوں سے جزیرہ چیاس بہت آسانی سے فتح کرلوں گا بشرطیکہ آپ چند جہاز میرے ساتھ کردیں۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور کرلی اور اسے مطلوبہ جہاز دیدیئے۔ وینس والے سواحل یونان پر برابر بڑھے چلے آتے تھے کہ موزومورٹو یکایک اُن کے مقابلہ کے لئے پہنچا۔ مجمع الجزایر میں اور کل سواحل پر جتنی عثمانی فوجیں پڑی ہوئی تھیں جاکے مل گیا۔ اس نے بڑی بے جگری سے وینس والوں پر حملہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اخیر وینس کے جہاز ڈبو دیئے گئے یا گرفتار کرلئے گئے۔ اور ترکوں کا چیاس پر قبضہ ہو گیا۔ سلطان نے فتح کی خبر سنتے ہی موزومورٹو کو کپتان پاشا کا عہدہ عنایت کیا۔

سلطان میدان جنگ میں جانے کے لئے سخت بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے نہایت پھرتی سے

آٹھویں تاریخ اسی جوش وخروش سے جنگ ہوئی مگر ترکوں نے آج کے دن اس مستعدی اور عمدگی سے ان کی توپوں کا جواب دیا کہ تمام یورپ میں اس بات کا غل مچگیا کہ ترک اعلیٰ درجہ کے توپچی ہیں۔ جو ترکی مورچے گیریویکا کے پشت پر قائم تھے اُن پر بڑی شدت سے حملہ کیا گیا مگر حملہ ناکام رہا اور روسی پسپا کر دیئے گئے۔

شہنشاہ روس کی عجیب مذبذب حالت تھی اور بالکل اس کا یہی نقشہ تھا۔

گہے پا ئہا بر زمیں می زدے ✤ گہے دستہا بر سر یں می زدے

جو اُمیدیں کہ اسے فوری کامیابی کی تھیں وہ سب برباد ہو چکیں اور اب وہ بجائے پرشوق نگاہوں کے میدان جنگ کو خوف سے نظر کر رہا تھا۔

شہنشاہ روسیہ نے اپنے کل سپاہ سالاروں کے مشورہ سے یہ بات تجویز کی کہ چار سو توپیں ترکی مورچوں کے قطاروں کے سامنے نصب کی جائیں لیکن ۸ ستمبر تک صرف ۱۲۰ توپیں نصب کی گئیں۔ ترکوں کے گیریویکا کے مورچہ پر کئی لاکھ گولے مارے گئے لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔

جنگ کی تیاری کی۔ ہر قسم کا سامان حرب اور سامان رسد جمع کر لیا۔

اخیر ۱۷۳۹ء میں دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے بلغراد پہنچا۔ اور ایک بڑی جنگ کے بعد قلعہ جات کارلنشا۔ لپنا۔ زینل دوبارہ فتح کر لیا۔ فریڈرک آگسٹس مقام تماسوار کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا ہوا تھا۔ سلطان نے چاہا کہ محاصرہ کو توڑ ڈالے یا انقطاعی جنگ کر کے ہمیشہ کے لئے اس مقام کا فیصلہ کر دیں۔ چنانچہ اس نے آسٹریا کی ٹڈی دل فوج پر حملہ کیا اور ایک خونریز میدان کے بعد آسٹریا کو ایک ایسی بھاری شکست دی کہ آسٹریا والے اپنی نصف سے زیادہ فوج مقتولین کی صورت میں چھوڑ کے بھاگے اسی زمانہ میں پیٹر اعظم شہنشاہ روسیہ مدت سے مقام آزف کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا۔ اسے برابر شکستوں پر شکستیں ہو رہی تھیں مگر اخیر اس نے یورپی دولتوں کی مدد سے اس مقام کو فتح کر لیا۔ اس مشہور فتح کے بعد روسیوں کے ہاتھ میں بحر اسود کی تجارت آگئی اور ترکوں کے لئے ایک سدِ سکندری قائم کر دی گئی۔

فرانس کی دول یورپ سے صلح ہو گئی تھی۔ اس سے یہ امید ہوتی تھی کہ باب عالی اور آسٹریا میں

عین معرکۂ جنگ میں جو کئی گھنٹوں سے ہو رہا تھا شہزادہ آمرتسکی اور نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف کی ماتحتی میں کثیر تعداد روسی فوجیں سرحدی پشتے کے قریب لونچا سے ہو کے پلونا پر بڑھ رہی ہیں۔ یہ راستہ ایک بلند پہاڑی پر سے گزرتا ہے جس پہ کثرت سے گنجان درخت ہیں۔ اور جسکی چوٹی کا فاصلہ ترکی مورچے سے ڈیڑھ میل کا تھا۔ ترک دامن کوہ میں پڑے ہوئے تھے۔ روسیوں نے نہایت بہادری سے حملہ کر کے انہیں اس مقام سے بیدخل کر دیا۔ اور ترک سیدھے اپنے مورچوں میں چلے آئے۔ روسی فوجیں نہایت جوش سے فتح کا باجا بجاتی ہوئیں اندر چلی گئیں۔

جب یہ بہادر فوجیں ترکوں کی توپوں کی زد پر پہنچیں تو ادھر سے گولہ باری شروع ہوئی۔ پہاڑوں پر سے سلسلے وار دھوئیں کے بقعے اٹھنے لگے۔ اور توپوں کی گرج نے بہادروں کے قدموں کے نیچے زمین کو ہلا دیا۔ روسی خونخوار سپاہیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور فوجوں کے شائستہ پرے گولوں کی بھرمار سے تتر بتر ہو کے بھاگے۔ ترکوں نے مورچوں سے نکلکے ان کا تعاقب کیا

بھی مدت تک کوئی لڑائی نہیں ہونے کی۔ مگر مصطفےٰ برابر جنگ پر تلا ہوا تھا۔ ۱۶۹۷ء میں کثیر تعداد فوج لیکے مقام تمسوار کے آگے نمودار ہوا۔ جب اسے یہ اطلاع پہنچی کہ شاہزادہ یوجین مشہور و معروف سپاہ سالار مقامات سنجاولن اور پیٹروار دن اور ساتھ ہی وہ مقامات جو دریائے ڈینیوب اور تھیس پر واقع ہیں بڑھ رہا ہے تو مصطفےٰ نے ٹھیک دوپہر کو بتاریخ گیارہ ستمبر مقام زنتا کے قریب اس پر حملہ کیا۔ اس وقت سلطان ترکی اپنی فوج کی خود کمان کر رہا تھا۔ اس نے عارضی طور پر دریا کا پل بناکے اپنی فوج کا بہت بڑا حصہ مشرقی ساحل پر اتار دیا۔ یہاں شہزادہ یوجین کی فوجیں ترکوں سے انقطاعی جنگ لڑنے کے لئے تیار تھیں خوب لڑائی ہوئی مگر خدا معلوم کس وجہ سے ترکی فوج میں پریشانی پھیل گئی کہ اُسے پسپا ہونا پڑا۔ مگر دشمن نے اس عارضی پل کو توڑ ڈالا۔ اب مجبوراً ترکوں کو دست بدست کی جنگ کرنی پڑی۔ بیس ہزار ترک میدان جنگ میں کام آئے۔ دس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔ وزیر اعظم اور سترہ پاشا خاک و خون میں لوٹے۔ سلطنت کی مہر سلطانی خیمہ اور تمام قیمتی سامان

اور خرگوشوں کی طرح پھرا پھرا کے مار ڈالا۔ جو مقامات کہ ترکوں سے نکل گئے تھے پھر انہیں ترکوں ہی کا قبضہ ہوگیا اور یہ دن ترکوں کی کامیابی کے ساتھ ختم ہوگیا۔
ترک مارتے مارتے پہاڑیوں کے ان ڈھلواں مقام پر پہنچ گئے جہاں روسی اپنی مورچہ بندی کر رہی تھی۔ انہیں وہاں سے بھی بیدخل کردیا ہی ہوتا اگر ان کی مدد کو اور پیادہ فوجیں نہ آجاتیں غرض یہ بڑی بھاری فتح ترکوں کے نام رہی۔ روسیوں کی مدد کے لئے برابر فوجوں پر فوجیں چلی آرہی تھیں۔ اور اُن کی حالت بہ نسبت عثمانیوں کے زیادہ قوی ہوتی جاتی تھی۔
ایک بڑی زبردست تیاری کے بعد نہایت تیزی اور عزم بالجزم کے ساتھ درختوں کی آڑمیں روسی فوجیں بڑھیں۔ ان فوجوں کی جانب راست توپخانہ جارہا تھا۔ بڑھتے بڑھتے یہ فوجیں پلونا کے قریب پہنچ گئیں۔ مگر آفتاب غروب ہوچکا تھا۔ تاریکی بڑھتی چلی جارہی تھی۔ توپوں کے دھوئیں نے شفق کی سرخی کو بھی ماند کرکے شب دیجور کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کردیا۔ توپیں اب بھی برابر چل رہی تھیں۔ لیکن یہ بات سمجھ لی گئی تھی کہ شب کو کوئی جنگ نہیں ہوگی۔

آسٹریا والوں کے ہاتھ لگا ترک پریشانی میں اپنا لشکر گاہ اور کل سامانِ حرب چھوڑ کے بھاگ گئے اُس پر بھی دشمن کا قبضہ ہوگیا۔
مصطفےٰ افقیسس کے شرقی ساحل سے اپنی فوج کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بھیس بدل کے اپنے بقیۃ السیف رسالے کے ساتھ مقام تماسوار چلا گیا۔ اور وہاں اپنے کو گورنر کے نام سے مشہور کیا۔ اور کوشش کی کہ یہ سارا معاملہ راز میں رہے۔ تین دن کے بعد ترکی شکستہ فوجیں جن پر چھ وقت کا کڑا کا گزرچکا تھا اس مقام پر پہنچیں۔ اور نہایت پریشان حالت میں تماسوار کی لشکر گاہ میں جمع ہوئیں۔ یہ شکست جو ترکی فوج کو حاصل ہوئی تھی محض سلطان کی نادانی کی وجہ سے تھی لیکن تو بھی انہوں نے اپنے سلطان کو صحیح سلامت دیکھکر خوشی کے نعرے مارے اور اسے اپنا آقا تسلیم کرلیا۔ سلطان اپنی فوجوں کو سرحدی شہروں پر تقسیم کرکے ایڈریانوپل روانہ ہوا اور چند روز میں پایۂ تخت پہنچا پھر اس نے فوج کی سپاہ سالاری کا نام نہ لیا۔
اس خطرناک شکست سے عثمانی سلطنت کی حالت اور بھی بدتر ہوگئی۔ حسین نے بہتیری کوشش کی

جب سے عثمان پاشا نے پلونا پر قبضہ کیا تھا بر ابر اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ جس طرح سے ہو اس مقام کو ایسا مضبوط کر وں کہ روسی اگر اسے فتح بھی کر لیں تو ان کو بڑا خون بہا کے کامیابی ہو۔

ایک نہایت چھوٹے سے قصبہ پر عثمان پاشا نے اپنے مہارت جنگ کے وہ اعلیٰ نمونے دکھائے کہ جس سے یورپ ششدر رہ گیا۔ میدان میں قلعہ بنانے کا موجد عثمان پاشا ہے اس بہادر نے شمال۔ مشرق۔ جنوب اور مغرب میں بوریوں میں مٹی بھر بھر کے اور چھوٹی چھوٹی ان کے سامنے کھائیاں کھود کے ایسے عمدہ مورچے بنائے کہ روسیہ کی ٹڈی دَل فوجیں قربان ہوگئیں اس چھوٹے سے قصبہ کے سامنے والے پشتے پر ترکوں نے ابھی تک قبضہ نہیں کیا تھا اور اسی وجہ سے روسیوں کو بڑا فائدہ پہنچا اگر اس مقام پر بھی قبضہ ہو جاتا تو روسیوں کو اور بھی ناک چنے چبانے پڑتے۔

نویں ستمبر کو علی الصباح وہ پیادہ فوج جس کی کمان اسکوبلوف اور ایک دوسرا سپاہ سالار

کہ فوج میں نئی روح پھونک دے اور اسے گزشتہ زمانہ کی طرح قوی بنادے کہ یورپی فوجیں خرگوشوں کی طرح اس کے آگے سے بھاگی بھاگی پھریں مگر اس میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی تو بھی اس نے ایک لاکھ فوج جس میں سوار اور پیادہ دونوں شریک تھے۔ یورپی صوبوں کے بچانے کے لئے ترتیب دے لی۔

اسی اثناء میں شہزادہ یوجین نے بوسینا پر حملہ کرکے اس صوبہ کے پایۂ تخت سرانامی کو جلادیا اور آیندہ جنگ کی تیاریاں بہت دھوم دھام سے ہونے لگیں۔ وزیر اعظم اس بات کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح صلح قائم رہے کیونکہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ اگر اسی طرح پھر نقصان عظیم پہنچا تو نفس سلطنت کے لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ سو ورد کورڈیٹو کو حکم ہوا کہ ایک جلسہ منعقد کرے اور اس میں آسٹریا۔ وینس۔ پولینڈ اور روس کے وکلاء جمع ہوں۔ اخیر بمقام کارلووز چودھویں نومبر ۱۶۹۸ء میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ کئی ہفتے تک بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ اخیر ۲۶ جنوری ۱۶۹۹ء میں آسٹریا اور ترک میں ایک عہد نامہ مرتب ہوا

کر رہا تھا۔ پیچھے ہٹتی ہوئی ایک پہاڑی پر جس پر کثرت سے جھاڑیاں تھیں واپس چلی گئی۔

نویں تاریخ تک توپوں کی گرج سنائی دے رہی تھی مگر بعد ازاں بالکل بند ہوگئی۔

یکایک ایک ترکی میگزین روسی گولے سے اڑ گیا جس کی بہت سخت آواز ہوئی۔ مگر اس سے ترکی سپاہیوں کے جانوں کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ ترکوں نے آگے بڑھ کر روسی سپہ سالار اسکوبلوف پر حملہ کیا لیکن ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ کچھ فاصلہ تک روسیوں نے ترکوں کا تعاقب کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور پھر اپنے مورچوں میں چلے آئے۔

روسی توپیں برابر چل رہی تھیں۔ سہ پہر کے وقت ایک جدید توپخانہ ریڈیسودا کی بلندی پر قائم کیا گیا۔ شام ہوتے ہی سپاہ سالار کرودنر پہاڑ کی چوٹی سے پلٹنیسویں ڈویژن کے ساتھ نیچے اترا۔ اور ایک مناسب موقعہ پر قیام کر کے دوسرے حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ مگر دسویں تاریخ کو بھی حملہ نہیں ہوا۔ صرف طرفین سے توپوں کے فیر ہوتے رہے۔ گیارہویں تاریخ بھی روسیوں نے کوئی حملہ نہ کیا۔ کیونکہ یہ دن شہنشاہ روسیہ کی سالگرہ کا تھا۔ گرینڈ ڈیوک شہزادہ

جس کی میعاد ۲۵ سال قرار پائی۔ عہدنامہ کی شرطیں یہ تھیں کہ ترک ٹرانسلوینیا اور مرورش کی شمال تک کل ہنگری اور ٹمسیس کا مغربی حصّہ اور کل سلووینیا آسٹریا کو دیدیں۔ ان کے پاس ایک چھوٹا سا قطع زمین جو دریائے ڈینیوب اور ساوی کے درمیان ہے رہ جائے گا۔ پولینڈ اور وینس کی جمہوری سلطنت کے ساتھ جو معاہدہ ہوا اس میں کسی خاص رعایت تک شرط نہیں ہوئی۔ معاہدہ میں وینس کو یہ اجازت دیدی گئی کہ وہ ڈلمیشیا اور موریا پر قبضہ کرلے اور پولینڈ کو صوبہ پوڈولیا اور کیمنیس ترکوں نے دیدیا۔ شہنشاہ روسیہ کے ساتھ جو ترکوں کا عہدنامہ ہوا تھا اس کی مدّت صرف دو سال تھی لیکن بعد ازاں اس کی مدّت تیس سال کر دی گئی۔

ان معاہدوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ عام طور پر صلح ہوگئی۔ اب وزیر اعظم کو سلطنت کے اندرونی محکموں میں اصلاح کرنے کا بہت کچھ موقع ملا۔ وزیر تو بہت کچھ کرتا مگر افسوس ہی کہ سلطنت کی بدقسمتی سے سلطان کے مصاحبوں نے وزیر کے خلاف سلطان کے کان بھرنے شروع کئے

چارلس رومانیا اور سپاہ سالار زوتف ملکے چند مقامات کا معائنہ کرنے لگے انہوں نے اپنی فوجوں کو اچھی طرح آراستہ پایا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ فوجوں میں بے انتہا جوش ہے اور وہ ترکوں سے انتقامی جنگ کرنے کے لئے بہت بیتاب ہو رہی ہیں۔ بیچارے ترک بھی اپنے شکستہ مورچوں کی تیاری میں لگے ہوئے تھے اور انہوں نے کوئی حملہ اس تین دن کے عرصہ میں روسیوں پر نہ کیا تھا۔ چاروں طرف سے روسی فوجوں کے دَل بادل اُمنڈ رہے تھے روسی سپاہ سالار اور روسی سپاہ کو یہ زعم تھا کہ اب کے حملہ میں ہم پلونا پر قبضہ کرلیں گے ان ٹڈی دَل فوجوں کا معائنہ عثمان پاشا غازی دوربین سے کر رہے تھے اور انہیں ذرا بھی ہراس نہ تھا۔ وہ اس بات پر آمادہ تھے کہ اخیر تک جنگ کرینگے اور عثمانی شجاعت کے جوہر دکھائیں گے۔ انہیں اس کی پروا نہ تھی کہ ہمارے مقابلہ میں ہم سے کئی گنی روسی فوج بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے ابھی تک عثمانی عظمت اور دلیری کو ہاتھ سے نہیں دیا تھا اور وہ اپنے صعب ترین دشمن کو جو ان کی سرحدات پر بڑھا چلا آتا تھا۔ پرخوف نگاہوں سے نظر نہیں

یہاں تک کہ وزیر سلطان کی آنکھ سے اُتر گیا اور جو اصلاحیں اور ترقیاں وہ سلطنت میں کرنا چاہتا تھا اس میں وہ ناکام رہا۔

سلطان معاملات سلطنت کی طرف سے بالکل غافل ہوگئے اور اس محل میں جا رہے جو محمد رابع نے ایڈریانوپل اور قسطنطنیہ کے درمیان تعمیر کیا تھا۔ یہاں تعیّش میں مبتلا ہوگئے۔ رعایا میں سرگوشی ہونے لگی اور اخیر عام طور پر یہ غل مچگیا کہ دول یورپ سے جو عہدنامے ہوئے ہیں۔ وہ محض لغو ہیں کیونکہ ان عہدناموں سے ایک وسیع ملک ترکی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ترکی کی عظمت اس میں برقرار رہ سکتی ہے کہ وہ ان عہدناموں کو توڑ ڈالے۔ آسٹریا کی حدود بہت ہی مضبوط ہوگئی تھیں ترکوں نے جتنا تنزل کیا تھا اسی قدر آسٹریا قوی ہوگیا۔ ترکی نے نہ صرف اپنی قومی عزت کو برباد کر دیا تھا بلکہ اپنی غفلت سے اعلیٰ درجہ کے صوبے بھی کھو دیئے تھے۔

بدقسمتی سے ترکی سلطنت کے جگر یعنی قسطنطنیہ میں بعض انتظامی محکموں کی ابتری سے

کر رہے تھے۔ ترکی سپاہی جانتے تھے کہ ہم مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور فی الواقع ایک سچے ترک کے لئے اس سے زیادہ اور خوشی نہیں ہوسکتی کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں میدان جنگ میں جان دیدے۔ لڑائی ہوگی اور بڑی بھاری ہوگی۔ اور یہ ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ شکست پر بھی عثمان پاشا ہی کا بول بالا رہے گا۔

چھٹا باب

پلونا کی خطرناک جنگ سینٹ پیٹرسبرگ میں

بے دلی۔ روسیوں کی جنگی قوت کا انحطاط۔

گیارہ ستمبر کی صبح پر خوف صبح تھی۔ بارش نے ہر شے پر نقاب ڈالدی۔ ان تاریک گھٹاؤں سے جو آسمان کے صاف مطلع پر چھا رہی تھیں دور کی کوئی چیز معلوم نہو سکتی تھی۔ قریب کی چیزیں بھی ایسی غبار آلود ہو رہی تھیں کہ ان کی صاف صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔ ادہر فجر کی پو پھٹی

ترکوں کے آگے جدید مشکلات کا دروازہ کھلا۔ سپاہ نے جدید وزرا مقرر کئے ایڈریانوپل میں سلطانی محل کو گھیر لیا۔ مصطفےٰ نے جب بغاوت کا حال سُنا تو اپنے گارڈ کو باغیوں کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ ابھی ان دونوں گروہ میں تلوار چلنے ہی کو تھی کہ مفتی کے فصیح و بلیغ خطبے سے یہ بلا اوپر کی اوپر ٹل گئی اور سلطانی گارد نے ہتھیار ڈال دیئے۔

شہر کے دروازے کھولدیئے گئے فوج نے سلطان سے مطالبہ کیا۔ کہ اپنے مصاحبوں کے سر ہمیں دیدے۔ اور جو وزرا ہمنے مقرر کئے ہیں ان کو سلطنت کا انتظام سپرد کر دیا جائے مجبورًا مصطفےٰ نے فوج کے مطالبات پورے کر دیئے اور اب سلطان کی آنکھیں کھل گئیں کہ وہ کوئی چیز نہیں ہیں اور آسے تخت کے لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور اب اس نے یہ ارادہ کرلیا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے جس سے تخت ان باغیوں سے محفوظ رہے۔

سلطان کے بچے بہت ہی چھوٹے تھے۔ اس کا بھائی احمد جو قانونًا وارث تخت تھا بہت دنوں سے ایڈریانوپل میں قید تھا۔

ادہر توپوں پر بتی پڑی اور توپوں کے دھوئیں نے قدرتی غبار میں ملکے اور بھی تاریکی پیدا کردی دس بجے تک یہ توپیں چلتی رہیں۔ پھر یکایک بند ہوگئیں۔ کہیں کہیں سے ایک آدھ توپ کی آواز آجاتی تھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ روسی فوجوں میں عام حملے کی تیاری ہورہی ہے ٹھیک گیارہ بجے ریڈ تیسوا کی بائیں جانب بندوقوں کے فیروں کی آوازیں آئیں اور روسی فوجیں اس راستے پر بڑھتی ہوئی معلوم ہوئیں جو ٹوچیا سے پلونا کو جاتا تھا۔ دھواں دھار کہر اور غبار میں توپوں اور بندوقوں کے دھوؤں نے یہ نقشہ کھینچ دیا تھا کہ گویا فوجیں خوف اور تاریکی کی نئی دنیا میں چلی جارہی ہیں۔

ترک روسی توپوں کا جواب نہایت سستی سے دے رہے تھے آنکھ سے تو کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا مگر صرف آواز آرہی تھی۔ روسی اپنی جگادری توپوں کو لئے ہوئے اس غبار آلود تاریکی میں برابر بڑھے چلے جارہے تھے اور انکی توپیں نہایت پھرتی سے دشمن پر گولہ باری کررہی تھیں حملے کا نقشہ اس طرح کھینچا گیا تھا کہ نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف جو شہزادہ امیر تنگی کی جگہ

مفتی نے قیدخانہ ہی میں احمد کے نام ایک خط بھیجا مضمون یہ تھا کہ مصطفےٰ سلطنت کرنے کے قابل بالکل نہیں رہا تمام مسلمانوں کی امیدیں آپ کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں اور عام طور پر تمام رعایا یہ غل مچارہی ہے کہ آپ تخت پر جلوہ افروز ہوں۔

اتفاق سے یہ خط مصطفےٰ کے ہاتھ پڑ گیا۔ خط کے دیکھتے ہی مصطفےٰ کی آنکھیں کھل گئیں۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ میری حکومت سے لوگ دل برداشتہ ہوگئے ہیں اور اب مجھے سلطان بنانا نہیں چاہتے تو اس نے ایک بہت بڑی عقلمندی کی کہ خود اپنے بھائی کے پاس قیدخانہ چلا گیا اور سلطنت کے تمام حقوق سپرد کرکے کہا کہ میں صرف اتنی التجا کرتا ہوں کہ جب تاج سلطنت تیرے سر پر رکھا جائے اور میں مثل تیری رعایا کے ہوں تو میرے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔

بیسویں ستمبر ۱۷۰۳ء میں مصطفےٰ معزول کیا گیا اس وقت اس کی پورے چالیس برس کی عمر تھی۔ اور بیچارے نے سات برس سلطنت کی تھی۔

اس سلطان کا آغاز سلطنت تو بہت کچھ امیدوں کے ساتھ ہوا تھا۔ جو اعلان تخت پر بیٹھتے ہی

افسر فوج مقرر ہوا تھا کہ ریشنی سورچے پر حملہ کرے اور فوج کے دوسرے حصّے اس کو مدد دینے کے لئے تیار رہیں۔ رومینی فوجیں جن کی پشت پناہی کے لئے روسی فوجیں موجود تھیں۔ گیر یویکا کے سورچے پر حملہ آور ہوں۔

آسمانی غبار نے روسی فوجوں کی نقل وحرکت میں کسقدر سستی پیدا کر دی تھی مگر تو بھی وہ نہایت باقاعدہ بڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ٹھیک گیارہ بجے کیر یلیف کے ڈویژن پلونا کے جنوب مشرق میں پہنچ گئے اور نہایت شدت سے انہوں نے ترکی سورچے پر حملہ کیا اس حملہ میں عارضی طور پر روسیوں کو کامیابی ہوئی لیکن ترکوں کے خطرناک حملے کی تاب نہ لاکے وہ پیچھے ہٹے۔ اور اب ترکوں نے ان کا تعاقب کیا اور دشمن کی جیگادری توپوں پر آپڑے جن سے برابر گولہ باری ہو رہی تھی۔ خوب ہی کشاچھینی کی جنگ ہوئی۔ کئی گھنٹے کی خونریز لڑائی کے بعد ترکوں نے روسیوں کو بھگا دیا۔ لیکن ٹھیک ڈیڑھ بجے سہ پہر کو پھر روسی آگے بڑھے اس وقت اس بڑھتی ہوئی فوج کی کمان جنرل کرودنر کر رہا تھا۔ اس کے بعد تمام حملے اور

اس نے دیا تھا اس سے یہ امیدیں ہوتی تھیں کہ سلطنت کے لئے ترقی کا ایک نیا زمانہ شروع ہوگا۔ مگر اس کی غفلت و عیاشی اور نا اہلی نے وزراء اور رعایا کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اخیر یہ بیچارہ بادشاہ اپنی معزولی کے ایک سال بعد مرض استسقا میں فوت ہو گیا۔

تیسواں باب ۲۳

احمد ثالث ترکی کا تیئسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۷۰۳ء سے ۱۷۳۰ء تک

احمد ثالث کی تخت نشینی۔ خونریزی۔ یورپ کی صلح۔ چارلس دوازدہم والئے سوئیڈن کا ترکی میں پناہ لینا۔ روسیہ کو اعلان جنگ۔ ترکی فوج کی کامیابی۔ پرت کا معاہدہ۔ چارلس

کل فوج کو اس پر بھروسہ تھا۔ تمام فوج یہ سمجھے ہوئی تھی کہ ہم اپنے سپاہ سالار کی قابلیت سے شب کو پلونا پر قبضہ کرلیں گے۔ ترکوں کو ایک دفعہ اور پس پا ہونا پڑا اور ٹھیک ساڑھے تین بجے روسیوں نے تازہ حملہ کیا۔ اس موقعہ پر تمام روسی فوجیں جمع ہو گئی تھیں یہانتک کہ فوج محفوظ بھی میدان جنگ میں کام کرنے کے لئے بلالی گئی تھی۔ اس ٹڈی دل فوج نے غیر معمولی جوش اور شجاعت سے ترکوں پر حملہ کیا اور انہیں ان کے مورچے سے نکال دیا۔ ترک پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے۔ اور روسی آگے بڑھ رہے تھے۔

جنگ بہت ہی مہیب ہو گئی تھی۔ اگرچہ روسیوں کے پرے کے پرے غائب ہو رہے تھے تو بھی وہ آگے بڑھ رہے تھے۔ یکایک روسیوں کی فوج میں ایک زلزلہ محسوس ہوا۔ اور وہ زلزلہ یہ تھا کہ ترکوں کے ایک حصّہ فوج کے بازوئے راست پر حملہ کیا تھا۔ روسی حملہ آور فوج کا کچھ حصّہ ترکوں کے مقابلہ میں ہوا اور باقی فوج اسی صورت سے بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اخیر روسی فوج کا دل بادل پلونا کے اندر پہنچ گیا۔ جب قلعہ سامنے رہ گیا تو روسی فوجوں کو شک ہونے

دوازدہم والیٔ سوئیڈن کا بمقام بندر حملہ کرنا۔ عجیب وغریب نتائج وینس کے ساتھ جنگ۔ موریا کا دوبارہ فتح کرنا۔ آسٹریا کا اعلان جنگ دینا۔ عثمانی فوج کی بربادی۔ پیسوئیس کی صلح ۔ ایرانی مشکلات۔ پایۂ تخت میں بغاوت۔ وزرا کی معزولی اور قتل۔ احمد کی معزولی۔

جب جدید سلطان تخت نشین ہوا ہے تو ملکی اور جنگی افسروں نے نہایت جوش اور محبت سے اسے مبارکباد دی اس نے اپنی فوج پر گوناگوں مہربانیاں کیں۔ اور اپنی سلطنت کی سرسبزی اور امن قائم رکھنے میں بہت کچھ تیز دستی دکھائی۔

جب وہ تخت نشین ہوا ہے تو اس کی پوری تئیں برس کی عمر تھی۔ اس کا بھائی مصطفےٰ اگرچہ قید خانے میں تھا لیکن احمد اس سے نہایت مہربانی سے برتاؤ کرتا تھا۔ مصطفےٰ کو کسی قسم کی شکایت نہ تھی۔

لگا کہ آیا فتح بھی ہو گا یا نہیں۔ روسی افسروں کے دماغ میں اس خیال کا آنا تھا کہ فوراً ایسا ہو گئے ترک بلائے بے درماں کی طرح اپنے صعب ترین دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ یک لخت توپیں چلنی بند ہو گئیں اور اب ترکوں نے روسی کوہ قافی بہادروں کو بندوقوں پر رکھ لیا۔ اُف کیسی خطرناک جنگ تھی۔ موت کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ روسیوں کو اپنی شجاعت کا مزا آگیا۔ اب انہیں معلوم ہوا کہ ترک کیسے جنگجو ہیں۔ یہ بڑی دل فوجیں پسپا ہونے لگیں۔ شروع شروع ان میں فوجی ترتیب باقی تھی مگر ترکی پیادہ فوج کے فیروں نے دشمن میں انتشار پیدا کر دیا۔ گولیوں کی بارش نے روسیوں کے منہ پھیر دیئے اور اب انتظام کا سارا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ بے اوسانی۔ پریشانی۔ گھبراہٹ۔ خوف۔ دہشت اور ہراس نے روسی سپاہیوں کے دلوں کو مٹھی میں دبوچ لیا۔ وہ سخت جانکندنی کی حالت میں بھاگے اب ایک ایک ترک انہیں عفریت مست دکھائی دیتا تھا۔ اعتدال سے زیادہ روسی مارے گئے ان کے لاشوں سے تمام گھاٹیاں اور کھائیاں پٹ گئیں۔ بہادروں کے خون سے تمام زمین لال ہو رہی تھی۔ موت خطرناک ہونٹ

احمد اپنے زمانہ قید میں اپنا پورا وقت ملکی معاملات پر غور کرنے اور امور سیاسیہ پر توجہ کرنے میں صرف کرتا تھا۔ خاص آدمی اس کام میں اس کے مددگار تھے۔ چونکہ اسے ایک خاص تجربہ حاصل ہو گیا تھا اس لئے جب سلطنت کی باگ اس کے ہاتھ میں آئی ہے تو وہ نہایت عمدگی سے تمام معاملات کو عاقلانہ طور پر انجام دینے لگا تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اس نے ایک عجیب کارروائی کی۔ سب سے پہلے وزیر اعظم اور مفتی کو موقوف کر دیا۔ اور ان افسروں کے قتل کا حکم دیا جو باغیوں کے سرغنہ تھے۔ اس خونریزی نے تمام رعایا اور سپاہ میں تہلکہ ڈال دیا۔ اور ہر شخص کانپ گیا کہ دیکھئے یہ آفت کب ختم ہوتی ہے۔ اسی اثناء میں جدید سلطان نے کیپرلے کے خاندان کے ایک شخص کو وزیر اعظم بنایا۔ جدید وزیر اعظم نے اپنی وزارت کا کام بڑی امیدوں کے ساتھ شروع کیا۔ لیکن یہ امیدیں بر آنے والی نہ تھیں۔ ناراضی اور پریشانی تمام سلطنت پر چھا گئی۔ اور عام طور پر غل مچ گیا کہ ہم اس وزیر کو نہیں چاہتے ناچار چودہ مہینے کے بعد وزیر موقوف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ محمد پاشا مقرر کیا گیا جو مجلس اے کے

اس وقت میدان اور سمندر میں حکومت کر رہی تھی۔ دشمن اور دوست کی کچھ شناخت نہ رہی تھی۔ نوجوان ماہ پیکر جن سے دنیا نے بہت کچھ وعدے وعید کئے تھے منہ کھولے ہوئے کج رفتار آسمان کی وعدہ خلافی کی شکایت کر رہے تھے۔ دست و پا بریدہ سپاہیوں کا ڈھیر اور مجروحین کی دردناک صدائیں اس میدان قیامت میں دوسری قیامت پیدا کر رہی تھیں۔ زاری و بکا موت کی افسردہ صدائیں مصیبتوں کی ڈراؤنی صورتیں۔ آفتوں کی مہیب شکلیں۔ دم توڑتے ہوئے سپاہیوں کا کراہنا۔ ہائے حسرتا کے دل ہلا دینے والے نعرے مجسم بن کے ہر ایک سپاہی اور افسر کے آگے آ رہے تھے۔ دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ پورا کھنچ گیا تھا ایک ہوشیار اور دوربین شخص یہ خونریز نظارہ دیکھ کر ضرور یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ قطعہ زمین جس میں ایک دن ہمارا گوشت و پوست مل جائے گا اور جس کی وراثت فرضی طور پر چند روز کے لئے ملے گی۔ ایسی ناچیز کے لئے اس طرح اپنے ملک سے ہزاروں کوس دور۔ اپنے وطن سے علیحدہ۔ اپنے بال بچوں سے جدا۔ عین عنفوان جوانی میں اس بے بسی کی حالت میں بے گور و کفن آ کے قطع

باغوں کا افسر تھا۔ محمد پاشا کے نصیب کھل گئے کہ یکایک وزارت کا عظمیٰ کی مہر مل گئی۔ اس عرصہ میں تمام یورپ چین سے پیر پھیلا کے سوتا تھا اس لئے کہ ترکی میں ہر طرف امن تھا اور کوئی جنگ سرحد پار نہیں ہو رہی تھی۔ یکایک ایک نیا فساد پیدا ہوا اور وہ یہ تھا کہ چارلس دوازدہم شاہ سویڈن نے پالش کی حکومت کو اگسٹس سے چھین کے لازنسکی کو دیدی اور پھر پیٹر اعظم کی طرف بڑھا کیونکہ پیٹر اگسٹس کا سرپرست بنا تھا۔

یورپ کے دوسرے حصہ میں اسپین کی تخت نشینی کا مسئلہ چھڑا۔ جس سے آسٹریا کو فرانس کے مقابل میں شمشیر بدست ہونا پڑا۔ شہزادہ ریگو لسکی کو ٹرانسلوینیا کے باشندوں نے بلایا۔ اس شہزادے کی شادی آسٹریا کے ایک امیر کونٹ تیلا کی بیٹی سے ہو چکی تھی۔ شہزادے نے ان لوگوں کی دعوت قبول کر کے اپنے نام کے ساتھ شہزادہ ٹرانسلوینیا اور بڑھا لیا۔

سلطان سے کہا گیا کہ آپ اس نئے حکمراں کو منظور نہ کریں مگر سلطان نے جواب دیا کہ میں اس صلح کو توڑنا نہیں چاہتا جو مشکل سے حاصل ہوئی ہے اور جو میری سلطنت کے لئے

زمین پر اپنا خون بہانا کس قدر مجنونانہ کارروائی ہے مگر ایسے خیالات اس شخص کے لئے جو دنیا میں پیدا ہوا ہے اور جس کے فرائض یہ ہیں کہ اپنی قومی عظمت اور عزت کے لئے جان دیدے کبھی مفید نہیں ہو سکتے۔ سچی شجاعت اور انسانیت کے یہی معنی ہیں کہ انسان اپنے ملک اور قوم پر جان دیدے۔

شب نے جنگ پر پردہ ڈالدیا اور ترک یہ سمجھ گئے کہ رات بھر کے لئے جنگ ملتوی ہو گئی مگر روسی شب خون مارنے کی تیاری کر رہے تھے۔ تازہ دم رجمنٹیں اسی تاریکی میں جس میں ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا ترکوں پر شب خون مارنے کے لئے آگے بڑھیں۔ خوش قسمتی سے ترک ہشیار تھے انہوں نے ان جرمنی مہمانوں کی توپ اور گولے سے بہت کچھ آؤ بھگت کی آخر مجبوری روسی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں شہنشاہ روسیہ اور گرینڈ ڈیوک نکولس ۹ بجے تک میدان جنگ میں موجود تھے اس کے بعد وہ اپنے لشکرگاہوں میں واپس چلے آئے مسٹر نک ہان ڈیلی نیوز کے خاص نامہ نگار نے اس جنگ کا مفصل حال لکھا ہے جس کا خلاصہ

بہت مفید ہے۔ اسی زمانہ میں چارلس دوازدہم شاہ سویڈن اور اسٹانسلا جیسے سلطان نے پولینڈ کے تخت پر بٹھایا تھا بھاگ کے قسطنطنیہ آگئے۔ قدرت کے عجیب کھیل ہیں۔ نصیبے کے اُلٹ پھیر نے شاہوں کو چین نہیں لینے دیا۔ شاہ سویڈن کا ایک زمانہ میں یہ زور تھا کہ ایک طرف تو اس نے اگسٹس شاہ پولینڈ کو تخت سے اُتار دیا تھا۔ اور دوسری طرف روسیوں کو مارتا ہوا ان کے ملک میں لے گیا تھا اور جب پیٹر اعظم نے اس سے نہایت عاجزی سے صلح کی درخواست کی تھی تو اس نے جواب دیا تھا کہ ماسکو کی فصیل پر پہنچ کے صلح کا عہد نامہ کرے گا۔

افسوس ہے کہ نو برس کی سخت محنت اور سو خونریز جنگوں کے بعد ۸ رجولائی ۱۷۰۹ء میں پلٹووا کے قریب اس نے ایسی شکست کھائی کہ معاملہ درہم برہم ہو گیا۔ یہ ایسی غضبناک شکست تھی کہ بیچارے کا سارا لشکر برباد ہو گیا۔ کل سامان حرب اور تمام لشکرگاہ لوٹ لیا گیا۔ خود چارلس بہت سخت مجروح ہوا لیکن اس کے وفادار گارڈ نے بمشکل اسے

ذیل میں درج ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میری جانب راست تھوڑی دور کے فاصلہ پر دو گھنٹے تک خوب توپیں چلتی رہیں۔ توپوں کی گرج نے کرۂ باد کو بھر دیا تھا۔ ریڈیسوا کا پشتہ جہاں روسی توپیں نصب تھیں بالکل چھپ گیا تھا۔ کہر اور دھوئیں نے سب کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ ہاں جس وقت توپوں پر بتی پڑتی تھی اور شعلہ اٹھتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ عفریت مست۔ اژدہا پیکر توپوں کو ادہر اودہر گھسیٹتے پھرتے ہیں اور جہاں اُن کی آن میں شعلوں کی روشنی کم ہوئی تو سب چیزیں چھپ گئیں۔

دو گھنٹے تک یہ خطرناک طوفان برپا رہا۔ پانچ بجے سہ پہر تیز ہوا نے تمام کہر کو اڑا دیا۔ یکایک روسی سپاہ ایک کھیت میں سے نمودار ہوئی اور پلونا کی طرف بڑہی۔ ایک لمحہ کے لئے ترکی توپیں خاموش ہو گئی تھیں۔ روسی فوجیں نہایت جوش و خروش سے قلعہ کی دیواروں تک بڑہی چلی گئیں کہ اتنے میں ترکی توپوں کی گرج نے پھر اس قطعۂ زمین کو سر پر اٹھا لیا اور ملک الموت کے پنجے ترکی گولوں کی صورت میں دراز ہونے لگے۔ دھوئیں نے پھر کرۂ باد کو

بچا کے سواحل بوز تھنس پر پہنچا دیا۔ فوراً ایک بوٹ کرایہ کیا گیا اور اس میں یہ بیچارے پناہ گزین بیٹھ کے ترکی سرحد میں داخل ہوئے۔ جب وہ بندر پر پہنچے تو ترکی گورنر نے انکے درجہ کے مطابق ان کی عزت کی اور یقین دلایا کہ میں ایسی صورتیں نکالوں گا جن سے اعلےٰ حضرت آپ کے حال زار پر رحم فرما کے آپ کو مدد دیں گے۔

شاہ سویڈن نے ایک درخواست سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی کہ آپ روسیوں کے مقابلہ میں میری مدد کریں اس وقت اٹھارہ سو سپاہی اس کے ساتھ تھے۔ باب عالی کے جواب آنے کے انتظار تک شاہ نے بندر پر ونڈسے ڈیرے ڈال دیئے۔ اور اپنے چھوٹے افسروں کے رہنے کے لئے چھوٹے چھوٹے مکان بھی بنا لئے۔ ادہر سپاہیوں نے اپنی رہایش کے لئے چھوٹے چھوٹے جھونپڑے قائم کر لئے اس صورت سے یہ مقام خاصہ چھوٹا سا شہر معلوم ہونے لگا۔

چارلس دوازدہم کے زخم جب خشک ہو گئے تو غسل صحت کرنے کے بعد وہ اپنی چھوٹی سی فوج سے قواعد لینے لگا۔ اور اپنے افسروں سے نیزہ بازی اور نشانہ بازی میں سارا وقت

تیرہ و تار کر دیا۔ ترکی گولہ باری میں سے روسی فوجیں بڑھتی ہوئیں پہلے مورچے پر آپہنچیں اگرچہ انکا نقصان کثیر ہو چکا تھا۔ لیکن پھر بھی مورچوں پر مورچے فتح کرتی چلی جا رہی تھیں اب صرف ایک ریلا کافی تھا۔ اسی اثنا میں بہت سی تازہ دم فوج مدد کو بھی پہنچ گئی تھی اب میں اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ دیکھوں روسی بہادر سپاہ سالار کتنی جلدی قلعہ پر قبضہ کرتے ہیں اور میں روسی سپاہیوں کی بہادری دیکھ دیکھ کے پھولا نہ سماتا تھا کہ یکایک میری تمام امیدیں مایوسی سے بدل گئیں۔ میرا دل بجھ گیا۔ میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور میں ہکا بکا چاروں طرف دیکھنے لگا جب میں نے دیکھا کہ یہ بے نظیر شجاعت اور جانوں کا اتنا بڑا نقصان سب بیکار گیا تو میں ہاتھ سے ہاتھ ملنے لگا۔ یہ بہادر سپاہی کس بری طرح سے کاٹ ڈالے گئے۔ فی الواقع ایک بڑا قابل رحم نظارہ تھا کہ ترکوں نے ان خونخوار شیر[illegible] کس طرح پارہ پارہ کر دیا۔ ترک نہایت جوش میں ان پر گر پڑے اور ان کا [illegible] کر دیا کہ ان کے خون سے میدان جنگ کی زمین رنگی گئی۔ وہ بے اوسان ہو کے بھاگے اور [illegible]

گزارتا تھا۔ شہنشاہ روسیہ آجکل ترکی کی بہت خوشامد کر رہا تھا۔ کثرت سے نذرانہ کے طور پر لاکھوں روپیہ قسطنطنیہ چلا آتا تھا۔ چارلس روسیوں کی چاپلوسی اور روپوں کی بھرمار کو اچھی طرح دیکھ رہا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ جب روسیوں کی یہ کیفیت ہے تو بھلا ترک مجھے کیا مدد دیں گے۔ اس کے ساتھی بھی سخت مایوس ہو گئے۔ اور انہوں نے چارلس سے کہا کہ آپ بھاگ چلیں مگر چارلس اپنے ارادے میں مستقل رہا اور ذرا بھی اس جنبش نہیں کی۔

اس کے مشیروں نے یہ تجویز کی کہ آپ جرمنی میں ہو کے اپنے وطن واپس چلیں یا فرانسیسی ایلچی جو جہاز آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اس میں بیٹھ کے مارسیلز چلے جائیں۔ اور کہا اس بات کا آپ یقین رکھیے کہ ترک روسیوں کو اعلان جنگ نہیں دینے کے۔ شاہ سویڈن نے ان تمام باتوں سے رخ پھیر لیا اور کہا میں بصورت امن اپنے وطن واپس نہیں جانے کا۔

بھاگے کہ انہوں نے پیچھے پھر کے نہیں دیکھا اُن کی صفوں کی صفیں اُلٹ گئیں۔ اگر اِدھر اور دھواں اُن کو نہ چھپا لیتا تو ایک سپاہی بھی زندہ بچکے نہ جاتا۔ وہ تازہ بٹالین جو بدنصیب سپاہیوں کی مدد کے لئے بھیجی گئی تھیں ترکوں کی توپوں کی نذر ہوگئیں اور ترکی قلعہ سے بہت دور دور روسی فوجوں کا پتہ بھی نہ تھا سوائے مقتولین کے ڈھیروں اور خون کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔

گیر نویکا کے مورچے کا حملہ بھی اسی طرح ناکام رہا۔ یہاں رومانیا والوں کا سخت نقصان ہوا ڈھائی بجے سہ پہر رجمنٹوں کے آٹھ بٹالین نے تین روسی بٹالین کے ساتھ حملہ کیا مختلف اطراف سے یہ حملہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے رومینی آگے بڑھے اور اب گولہ چلنے لگا۔ ترکوں نے بھی اپنی توپوں پر بتی لگائی۔ نئے سرے سے شور قیامت برپا ہوا۔ چند گھنٹے کی جنگ کے بعد رومینا کی جوشیلی فوج جو اپنے قدیم آقاؤں سے ہمسری کی دھن میں چلی جاتی تھی پارہ پارہ کردی گئی۔ سوائے تین کمپنیوں کے ساری فوج پریشان ہوکے بھاگی۔ اور یہ تین کمپنیاں بہت جلد

جب شاہ نے زیادہ منت سماجت کی تو سلطان کو اس پر رحم آگیا۔ فوراً سلطان نے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا کہ دولاکھ فوج تیار کی جائے۔ کریمیا کے خان نے چالیس ہزار آدمی مہیا کرلئے اور اس لشکر کو حکم ہوا کہ بندر پر جمع ہو تاکہ چارلس اس کا معائنہ کرلے۔ یکایک وزراء میں پیچیدگی واقع ہوگئی ایڈریانوپل میں وہ وزیر اعظم جو فوج کا سر کردہ بنا کے بھیجا جاتا تھا موقوف کردیا گیا اور اس کی جگہ ایسا جوشیلا شخص مقرر ہوا کہ اگر خود چارلس کے ہاتھ میں کمان دی جاتی تو وہ بھی اتنا جوش اور تیزی نہ ظاہر کرتا۔ غرض ترکی وزیر اعظم فوج لیکے نہایت جلدی میں ڈینیوب اور بسرابیا پر بڑھا۔

شہنشاہ روس کی فوجیں ترکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھیں۔ وہ دریا سے پار ہوکے ساحل پر مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہوا۔ ترکوں نے تمام روسی فوج کے راستے بند کردیئے۔ اور پرتھ کے ساحل پر بڑی بڑی توپیں نصب کرکے گولہ باری شروع کردی اور دقت یہ ہوئی کہ روسی اگر پانی میں اُترتے ہیں تو گولوں کی بھرمار سے جان نہیں بچا سکتے اور اگر

ترکی گولوں پر قربان ہوگئیں۔ ساڑھے پانچ بجے شام کو پھر نئے سرے سے حملہ کیا گیا اور انکا حملہ بہت ہی سخت تھا۔ ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور وہ دوسرے قلعہ میں چلے گئے جو اس کے شمال میں تھا۔ روسیوں کی طرف سے اور امدادی فوجیں آگئیں۔ مگر ان پر کچھ ایسی بے اوسانی چھائی کہ وہ راستہ ہی بھول گئیں۔ ترک جلانے بے درماں کی طرح اس فتحمند فوج پر جس نے ابھی قلعہ کیا تھا آپڑے۔ دست بدست کی جنگ شروع ہوئی۔ روسینی سپاہی گھسیٹ گھسیٹ کے مار ڈالے گئے۔ تمام توپیں چھین لی گئیں اور ایک ہی گھنٹے میں اس مورچے کو فتح کر لیا۔ رات کے وقت پھر تیسرا حملہ ہوا۔ چار توپیں اور ایک جھنڈا دشمن کے ہاتھ پڑا۔ لیکن روسیوں نے یہ کامیابی بہت ہی قیمت سے خریدی۔ دوسرے دن گیر یولیکا کا تمام گاؤں مجروحین کے چھکڑوں سے بھر گیا تھا۔ اور یہ چھکڑے آگے پیچھے جاتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ دور تک ان کی لین ڈوری بندھی تھی۔ ان بدقسمت سپاہیوں کے کراہنے کی آوازیں بہت دور تک آتی تھیں۔ کرنیل ویلے نے خود اس مورچے کو دیکھا وہ

ساحل پر رہتے ہیں تو موت سامنے نظر آرہی ہے۔ غرض روسیوں نے جم کے لڑنا شروع کیا۔ دو روز تک بڑی سخت جنگ ہوتی رہی۔ روسیوں نے ترکوں کو ہٹا دینا چاہا لیکن بالکل ناکام رہے۔

کوئی امید روسیوں کے بچنے کی نہ تھی۔ سامان خورونوش اور پانی بالکل بند ہو گیا تھا۔ اب اس بات کی قطعی امید ہو چکی تھی کہ معہ شہنشاہ کے ایک روسی بھی جان بچا کے نہیں جا سکتا کاش ترکوں کا وزیر اعظم اپنے قدیمانہ غرور کو بالائے طاق رکھ کے اس وقت حکمت عملی سے کام لیتا تو روسیوں کو ہمیشہ کے لئے مار لیا تھا۔ ترکی وزیر سے ایسی سخت غلطی ہوئی کہ اب تک اس غلطی کی تلافی ترکوں سے نہ ہو سکی اگر کمبخت وزیر خوبصورت ملکہ کیتھرائن کی صورت اور جواہرات پر نہ پھسل جاتا تو روسیوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ چکا تھا۔ مگر بدقسمتی ترکوں پر منڈلا رہی تھی اور بربادی ترکوں پر آنے کی قضا و قدر سے وعدہ کر چکی تھی۔ تقدیر کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے۔ وزیر کی غفلت یا غرور یا لالچ نے جو کچھ ترکوں پر بپتا ڈالی تاریخ میں

بیان کرتے ہیں کہ اس قلعہ میں چلنے کا بھی راستہ نہ تھا ہر مقام پر مقتولین کی لاشیں پٹی پڑی تھیں۔ غضب یہ تھا کہ ان میں بہت سے سپاہی زندہ تھے جو سسک رہے تھے۔ روسی بہادر سپاہیوں نے اپنے ان بدقسمت ساتھیوں کو ترکی توپوں کی زد پر چھوڑ دیا تھا۔ اور خود جان بچا کے بھاگ گئے تھے۔ مگر دور سے کھڑے ہوئے ڈاکٹروں سے اشارہ کر رہے تھے کہ ان کی مرہم پٹی آکے کرو۔ کرنیل وتیلے کا دل کانپنے لگا اور اسے بدقسمت روسی سپاہیوں پر رحم آنے لگا۔ کرنیل مذکور رسیدھار رمینی افسر کے پاس گیا اور کہا یہ کیا غضب کر رکھا ہے آپ کیوں نہیں ڈاکٹروں کو بھیجتے کہ وہ جا کے مرہم پٹی کریں۔ رومینی افسر نے جواب دیا کہ اس قیامت خیز موقعہ پر کون جا سکتا ہے۔ دوسرے ڈاکٹر بھی اتنے نہیں ہیں کہ وہاں بھیجے جائیں۔ اس مقام سے ڈھائی سو گز کے فاصلہ پر ایک اور ترکی قلعہ بنا ہوا تھا یہاں بھی رومینیوں نے حملہ کیا تھا لیکن پس پا ہو گئے تھے۔ اور اسی قلعہ سے ترک برابر آگ برسا رہے تھے۔

اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

ملکہ کتھیرائن تمام جواہرات اور قیمتی چیزیں لیکے اپنے وزیر صاحب شفروف کے ساتھ ترکی فوج ڈیرے میں چلی آئی اور شہنشاہ روسیہ کا ایک خط وزیر اعظم کو دیا جس میں لکھا تھا کہ میں آپ سے صلح کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ تمام جواہرات وزیر کی خدمت میں پیش کئے۔ اس بدقسمت وزیر نے اُن تمام جواہرات کو قبول کر لیا۔ اور صلح پر راضی ہو گیا۔ اور دل میں یہ سمجھا کہ میں ایسا فائدہ مند عہدنامہ کر کے اپنے سلطان کو بہت کچھ فائدہ پہنچا رہا ہوں۔

۲۱ویں جولائی ۱۷۱۱ء میں یہ عہدنامہ ہوا۔ عہدنامہ کی یہ شرطیں قرار پائیں کہ مقام ایزاف ترکوں کے حوالہ کر دیا جائے۔ روسی اپنا تمام بیڑہ جہازات جلا دیں۔ مقام کیمنک کے سارے قلعے منہدم کر دیئے جائیں۔ وہ قلعہ جو دریائے تاڈان کے ساحل پر بنا ہوا ہے توڑ دیا جائے اور پھر کبھی نہ بنے۔ اور تمام جنگی اور دوسرا سامان باب عالی کے حوالے کر دیا جائے۔ شہنشاہ روس پولینڈ سے اپنا لشکر اُٹھالے اور اس ملک کے معاملہ میں کبھی دست اندازی

جب یہاں یہ لڑائیاں ہو رہی تھیں اسکوبلوف دوسری طرف جنگ میں مشغول تھا۔ گیارہ ستمبر ٹھیک گیارہ بجے دوپہر کو روسی سپاہ سالار ترکی قلعہ کے سامنے والی پہاڑی کے مورچے پر قبضہ کرنے کے لئے سوفیہ کے رستے پر بڑھا۔ ترکی نے آگ برسائی۔ پھر ترک آگے بڑھے۔ اور روسیوں کے ان مورچوں پر حملہ کیا جو لوفچا کے راستے سے ریجیلیسووا کے پشتے پر پھیلے ہوئے تھے۔

جن مورچوں پر روسیوں کی پچیس ۲۵ توپیں نصب تھیں اور ترکی مورچوں سے ان کا فاصلہ بارہ سو گز تھا ترکوں نے دو حملے دبا کے کئے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ تیسرا حملہ پھر اسکوبلوف کی بڑھتی ہوئی فوج پر کیا گیا لیکن وہ بھی ناکام رہا۔

اسکوبلوف نے اپنی سپاہ کو حکم دیا تھا کہ جب تک ترک سو گز کے فاصلہ پر نہ آجائیں ہرگز نہ فیر کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ چار بجے سہ پہر کو اسکوبلوف ۲۰ توپیں لیکے نیچے اترا اور اب اس نے پلونا کی سیدھ میں بڑھنا شروع کیا اور اس دوسرے قلعہ پر

نہ کرے۔

افسوس ہے کہ شاہ سویڈن اس عہدنامہ میں بالکل فراموش کر دیا گیا۔ صرف ایک شرط میں اتنا اشارہ ہے کہ شہنشاہ روسیہ شاہ سویڈن کو اس کے ملک میں جانے سے نہ روکے۔

شہنشاہ روسیہ نے بسر و چشم ان شروط کو منظور کر لیا اور اس عہدنامہ پر دستخط کر دیئے اور خوش ہوتا ہوا اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ اسی اثنا میں اپنی مٹھی بھر فوج لے کے شاہ سویڈن جوش میں بھرا ہوا موقعہ واردات پر پہنچا اور اپنے جانی دشمن شہنشاہ روسیہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن اسے خبر دی گئی کہ عہدنامہ ہو چکا ہے تم دیر میں پہنچے۔ اب حملہ نہیں ہو سکتا جب شاہ سویڈن نے یہ دیکھا کہ روسی فوجیں بہت آرام سے اپنے ملک کی طرف جا رہی ہیں تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ نہایت غضب کی حالت میں ترکی وزیر اعظم کے ڈیرے میں آیا۔ اور یہ کہا کہ اے ظالم تو نے یہ کیا غضب کیا۔ روسیوں کو کیوں

حملہ کیا جو توفچیا کے بند سپر پلونا کے راستہ میں بنا ہوا تھا۔ اس کی فوج میں چار رجمنٹیں اور چار بٹالین تھیں۔

جب اس نے دیکھا کہ میری حملہ آور فوج ایک پشتہ کی پناہ میں آگئی تو حکم دیا کہ فوراً فیر بند کردو اور خاموشی سے بڑھے چلو۔ گاتے اور کلکاریاں مارتے ہوئے یہ بہادر سپاہی دیواروں کے قریب پہنچ گئے اور اب انہیں یقین ہوگیا کہ ترکوں کو مار لیا۔ اتنے میں عثمانی سپاہی بلائے بے درماں کی طرح ان خوشدل روسیوں پر آپڑے اور ان کا ستراؤ کر دیا۔ تو چل میں آیا اس خونخوار فوج میں بھاگڑ مچی اور کل سپاہ بے اوسان ہوکے بھاگی۔ سپاہ سالار اسکوبلوف وہاں قریب ہی دائگھات میں لگا ہوا تھا فوراً اس موقع پر مع اپنی تمام فوج کے آدھمکا اور ان بھگوڑوں کو سہارا دیکے پھر مرد بنایا اور اب یہ کل فوج دوبارہ بڑے جوش وخروش سے آگے بڑھی۔

ترک نہایت شوق کی نگاہوں سے روسی فوجوں کے دلربا دل دیکھ رہے تھے۔ جب یہ ٹڈی دل فوجیں قریب آگئیں تو توپوں پر بتّی پڑی اور وہ گولوں کا مینھ برسنا شروع ہوا کہ الحفیظ والاماں۔

زندہ چھوڑ دیا۔ ایسا اچھا موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں لگ سکتا۔ تو نے یہ ذلیل عہد نامہ کرکے صرف اپنے دامن پر داغ نہیں لگایا بلکہ تمام ترکی سلطنت کی آئندہ عظمت کو کھو دیا۔" اس کے علاوہ اور بہت سے سخت سست الفاظ وزیر سے کہے اور پھر اپنے کیمپ میں چلا گیا۔

دریائے نیاسٹر کی طغیانی سے اس کا کیمپ سب کا سب آب برد ہوگیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ایک ایسا مضبوط قلعہ بنائیں کہ سخت سے سخت حملہ کی روک تھام ہوسکے۔ جب وزیر اعظم نے یہ سنا کہ وہ ایک قلعہ بنانا چاہتا ہے تو اسے حکم دیا کہ تو ترکی عملداری سے چلا جا۔ چارلس نے صاف انکار کر دیا۔ سامان خورونوش بالکل ہوچکا تھا اور اس بے سروسامانی میں چارلس جا بھی نہ سکتا تھا۔ وزیر نے پھر یہ کہلا بھیجا کہ میں سات آٹھ ہزار ترکی فوج تیرے جلو میں دیتا ہوں اور تیرے لئے سامان بھی مہیا کر دیتا ہوں تو کسی طرح یہاں سے چلا جا۔ چارلس سمجھ گیا کہ وزیر کی یہ بہت بڑی چال ہے وہ مجھے شاہ اگسٹس کے حوالہ کرنا چاہتا ہے اس درخواست کو بھی مسترد کر دیا اور وزیر کے پاس یہ لکھ کے بھیجا آپ میرے قرضہ کی ادائیگی کا انتظام کر دیں پھر جہاں میرا سینگ سمائے گا

لندن کے اخبار کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ گوشت اور خون ایسے گولوں کی برداشت کبھی نہیں کر سکتا۔ مگر واہ رے بہادر روسیوں شاباش چیل کوّوں کی طرح اڑ رہے ہیں لیکن برابر بڑھے چلے جاتے ہیں۔ کمپنیاں کی کمپنیاں غائب لیکن فوج کی اولوالعزمی اپنی جوں کی توں سلامت ہے مگر ترک ترک ہی نکلے۔ توپوں کی آوازوں کے ساتھ ترکی سپاہیوں کے قہقہے کی آوازیں عجیب لطف پیدا کر رہی تھیں۔ روسی سپاہیوں کی روحوں کا آسمان پر تانتا بندھا ہوا تھا۔ اور اس سلسلہ میں ذرا بھی کمی نہیں آتی تھی۔ اسکوبلوف کی فوج کا ہر شخص مارڈالا گیا یا زخمی ہو گیا لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ خود سپاہ سالار اسکوبلوف بچ گیا۔ جنگ انتہا درجہ پر پہنچ گئی تھی یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ ترکی قلعہ فتح ہو گیا ہے یا حملہ آور فوج مغلوب ہو گئی ہے ابھی ایک گوشہ قلعہ پر روسی جھنڈا اڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا اور آدھ لحظہ ہی بھر کے بعد اس کی دھجیاں اڑتی ہوئی نظر آتی تھیں۔

روسیوں نے بھی اس وقت اپنی بہادری کا کمال دکھا دیا۔ کٹ کٹ کے لڑے اور گھس گھس کے

چلا جاؤں گا۔ وزیر نے اس عرضی پر حکم دیا کہ فوراً خزانہ سلطانی سے اس کا قرضہ دیدیا جائے جب قرضہ ادا ہو گیا اور اس سے چلے جانے کو کہا چارلس پھسل گیا اور کہا میں تو نہیں جاتا۔ چارلس سلطان کا مہمان تھا اس وجہ سے وزیر اس پر حملہ کرتے ہوئے ڈرتا تھا۔

بتدریج چارلس کی جمعیت کم ہونے لگی یہاں تک کہ صرف تین سو آدمی اس کے ساتھ رہ گئے۔ چارلس نے نہایت چالاکی سے تاتاریوں اور ترکوں کو دم دیکے اپنے ساتھ ملا لیا اور اب پچیس ہزار تاتاری اور ترک اس کے چھوٹے سے کیمپ میں نظر آنے لگے۔

چارلس نے اپنی گھاٹیوں کو خوب مضبوط کیا اور اب اس کا ارادہ ہوا کہ خود ترکی لشکر پر حملہ کرے جب پانی سر سے گزر گیا اور چارلس کی بے اعتدالی کی انتہا ہو چکی تو وزیر اعظم نے تھوڑی سی ترکی فوج دس چھوٹی چھوٹی توپوں کے ساتھ روانہ کی۔ ترکوں نے حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں چارلس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ اس کے ساتھی جو میدان جنگ میں برقرار رہے کاٹ ڈالے گئے۔ جو بھاگ گئے وہ اپنی جان بچا کے چلدیئے باقی چارلس معہ اپنے کل جانباز ساتھیوں کے گرفتار ہو گیا۔

لڑے اور خوب لڑے ادہر جھنڈے کو نصب کیا ادہر ترکی سپاہ نے اس جھنڈے کو سرنگوں کیا اور پھر دوسرے مقام پر روسی فوج نے اڑا دیا پھر عثمانیوں نے حملہ کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے یہ کیفیت ابہی تک کسی جنگ میں نہ آئی تہی۔ عین معرکہ جنگ میں کوئی شخص یہ رائے نہیں دیسکتا تھا کہ فتح ترکوں کی ہو رہی ہے یا روسیوں کی۔

اثنار جنگ میں اسکوبلوف اپنی کثیر فوج کو لیکتے تنہا گھوڑے پر سوار بغیر کسی سیکرٹیری وغیرہ کے اس آفت ناک مورچہ میں دیوانہ وار گھس گیا۔ نوجوان روسی سپاہ سالار کی داد دی جاتی ہے کہ وہ آنکھ بند کرکے نہایت جوش میں مورچہ کے اندر بڑہتا چلا گیا جہاں بہادر سپاہیوں کی لاشوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ روسی بہادر سپاہی چیز زیر چیز زدے رہے تھے اور خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے کہ چشم زدن میں یہ چیز زا اور خوشی کے نعرے جانکندنیوں کی صداؤں میں تبدیل ہوگئے مجروحین کے کراہنے اور نالہ و بکا کی دردناک آوازوں نے توپوں اور رئفل کی آوازوں کے ساتھ مل کے قیامت میں ایک اور قیامت پیدا کردی۔ توپوں اور رئفل سے گزر کے تلوار پر نوبت

چارلس کی گرفتاری کا واقعہ یہ ہے کہ پہلے تو وہ خوب جان توڑ کے لڑا اخیر جب اس نے دیکھا کہ میدان ہاتھ سے نکل چکا ہے تو ایک کوٹھری میں چھپ گیا اور اس کے چھیدوں میں سے گولیاں مارنی شروع کیں کئی جانبازوں کا نقصان ہوا اخیر کمان افسر نے حکم دیا کہ اس کوٹھری میں آگ لگا دو جوں ہی آگ کے شعلے بلند ہوئے چارلس اس کوٹھری میں نکل پڑا چند لمحہ تک اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھاتا رہا۔ جب مجبور ہو گیا تو اس نے اپنی تلوار اچھال کے پھینک دی اس کے یہ معنی تھے کہ میں اطاعت قبول کرتا ہوں ترکی سپاہیوں نے چارلس کو ہاتھوں ہاتھ لیلیا اور اس کی گرفتاری پر بھی شاہوں کی سی عزت کی اس کی عظمت اور عزت میں کوئی فرق نہ آیا۔ ترکوں نے چارلس کو زندہ گرفتار کرکے خوشی کے نعرے مارے۔ یہ عجیب واقعہ ۱۲؍ فروری ۱۷۱۳ء کا ہے۔ پاشائے بندر اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا جب چارلس کو اس کے آگے لیگئے ہیں تو وہ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور چارلس کو مبارکباد دی کہ تم زندہ وسلامت رہے۔

چارلس جو کئی سال تک ایک پر حکومت کرتا تھا جو شمالی یورپ میں ہمیشہ ثالثی عہدہ سے ممتاز تھا اور جس نے

آگئی۔ نوجوان روسی سپاہ سالار کی تلوار درمیان سے ٹوٹ گئی اور گھوڑا مجروح ہو کے گر پڑا تو بھی اس جانباز بہادر کے گھر نیچ تک نہ آئی اور بال بال بچگیا۔ پا پیادہ ہو کے بھی جی نہ ہارا اور اپنی بقیۃ السیف فوج کو آگے بڑھائے چلا گیا یہاں تک کہ پھر ہرے آدمیوں کی آوازیں اٹھنے لگیں اور یکایک غل مچا کہ روسیوں نے پہلا مورچہ لیلیا۔ اس مورچہ کے لینے میں پورے دو ہزار بہادر روسی سپاہی میدان جنگ کے نذر ہوئے۔ پھر بھی نوجوان روسی سپاہ سالار کی مردانگی کی داد دی جاتی ہو کہ اس نے کس بہادری اور بے جگری سے یہ مورچہ لیلیا۔

شب بھر اس مورچہ پر روسیوں کا قبضہ رہا۔ صبح ہوتے ہی چاروں طرف سے ترکوں نے آگ برسانی شروع کی۔ اسکو بلوف کو یقین تھا کہ اب یہ مورچہ ہاتھ سے نہیں نکل سکتا۔ جہانتک اس سے ہوسکا شب بھر میں اس نے اور بھی اس مورچہ کو مضبوط کر لیا۔

ترکوں نے پانچ حملے جم جم کے کئے لیکن ہر حملہ میں انہیں ناکامی ہوئی۔ لیکن یہ ناکامیاں پوری فتح کی خبر دے رہی تھیں۔ ترکوں کے دھواں دھار حملوں نے اسکوبلوف کی فوجوں کا ستراؤ کر دیا تھا

یورپ میں ایک تہلکہ عظیم پیدا کر دیا تھا آج وہی قوی ترین شاہ ترکوں کی قید میں بے اسلحہ ایڈریانوپل جا رہا ہے۔ زمانہ کی یہ نیرنگی ہے۔

یکے مُردہ از خاک بر در نہند یکے تاج اقبال بر سر نہند

ایڈریانوپل پہنچ کے یہ بدقسمت شاہ ایک چھوٹے سے شہر ڈموٹیکا میں بھیجدیا گیا۔ جب قسمت بُری ہوتی ہے تو عقل میں بھی فتور ہو جاتا ہے۔ جو سلوک چارلس نے اپنے میزبانوں کے ساتھ کیا وہ اسے کسی طرح زیبا نہ تھا اس میں شبہہ نہیں کہ اُسے ترکی وزیر اعظم کی احمقانہ کارروائی پر غصہ آیا تھا لیکن جب ایک حماقت ہو چکی تھی پھر اُس کا علاج ہی کیا ہو سکتا تھا۔ بدقسمت چارلس تیری تقدیر۔

جب چارلس بندر سے ایڈریانوپل جا رہا تھا اسٹانسلاس ترکوں کی قید میں اس مقام پر بھیجا گیا تھا جہاں سے ابھی چارلس روانہ ہوا تھا۔ آخر الذکر شخص شاہ پولینڈ تھا اس پر چارلس نے بڑے بڑے احسانات کئے تھے۔ چونکہ اس کا صلہ وہ نہ ادا کر سکتا تھا اس نے یہ ارادہ کر لیا تھا

دو ہزار تو کل مارے جا چکے تھے اور تین ہزار بہادر سپاہی ان پانچ ترکی حملوں کے نذر ہوئے نوجوان روسی جنرل کی کل بٹالن اور کمپنیاں کم ہوتے ہوتے محض سایہ ہی سایہ رہ گئیں۔ سپاہیوں میں یہ نقصان کثیر نہ ہوا تھا بلکہ افسر بھی بکثرت قتل ہوئے تھے۔ ترکوں نے روسی افسروں کو اس طرح کھیرے ککڑی کی طرح کاٹا کہ ایک بٹالن میں ایک روسی افسر بمشکل نظر پڑتا تھا۔ عجیب بات یہ تھی کہ اس کشت و خون پر بھی اسکوبلوف کے پھانس تک نہ لگی تھی۔ اسکوبلوف کی بے جگری اور اندھا دھند فوجوں میں چلا جانا اور پھر گولے اور گولیوں کی بارش میں سینہ تانے ہوئے کھڑا رہنا اس کے سپاہیوں کی نگاہ میں ایک عجیب بات تھی اور وہ سمجھنے لگے تھے کہ ہمارے سپاہ سالار پر خداوند مسیح کا ہاتھ ہے اور یہ شخص صاحب کرامت ہے کہ اُسے نہ کوئی گولی لگتی ہے اور نہ تلوار۔ اس مصیبت اور نازک حالت میں بھی اسکوبلوف اپنی سپاہ کے دل بڑھا رہا تھا کہ عنقریب تمہاری مدد کے لئے فوج آنے والی ہے تم گھبرانا نہیں۔ مگر یہ باتیں ہی باتیں تھیں کوئی مدد اس بہادر فوج کے پاس نہیں آئی اور نوجوان سپاہ سالار کی

کہ اپنے محسن کی سلطنت ہی کو جاکے سنبھالئے جب چارلس آئیگا اُس کی سلطنت دیدیجائیگی یا اگر میرا محسن بادشاہت منظور نہ کرے گا میں دوسرے کے سپرد کردوں گا۔

اسٹانلش لاس اجازت لیکے چارلس سے ملنے آیا اور یہ کہا اس وقت میرے معاملات کی بہت ہی نازک حالت ہے میں التجا کرتا ہوں کہ سویڈن کے مقاصد کو ایک بدقسمت دوست پر قربان نہ کر۔ میری کل فوج پومیرینیا میں پڑی ہوئی ہے۔ میں نصیبہ کا مارا بھیس بدل کے بدقت ترکی عملداری میں پہنچا تھا کہ مجھے ترکی سپاہیوں نے پہچان لیا اور یہاں قید کرکے بھیجدیا۔ میری تمام امیدوں پر خاک پڑ گئی۔"

ترکی سپاہ چارلس کی بہت مداح تھی مگر وزیر اعظم اُسے نظروں سے نہ دیکھتا تھا اس نے چارلس کو دھمکی دی تھی کہ اگر کوئی بات خلاف دکھائی دی تو میں تجھے اور تیرے دوست شاہ پولینڈ کو مجمع الجزائر کے کسی جزیرہ میں بھیجدوں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسٹانلش لاس علیحدہ کر دیا گیا جُدا ہوتے وقت چارلس سے نہ مل سکا۔

دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئیں۔
جنرل کیریلیف ایک ہزار فوج لیکے اسکوبلوف کی مدد کے لئے آیا تھا لیکن وہ مقام مقصود پر وقت سے نہیں پہنچ سکا۔ ستمبر کی ۱۲ تاریخ تھی اور تیسرے پہر کے پانچ بج چکے تھے اسکوبلوف اپنے خیمہ میں جو چٹان پر نصب تھا بیٹھا ہوا قسمت کی گوناگونی کو دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اسے خبر لگی کہ ترکوں نے پھر حملہ کرنا شروع کیا ہے نہ صرف اس مورچہ پر حملہ آور ہو رہے ہیں بلکہ انہوں نے روسی فوج کے بازوے راست پر لوفچا کے راستہ میں دھاوا بولدیا ہے۔ اسکوبلوف سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہوکے وہاں پہنچا دیکھا کہ یہ خبر بالکل صحیح ہے۔
یکایک اسکوبلوف کی نظریں اپنی شکستہ رجمنٹوں پر پڑیں کہ قلعہ سے نکل نکل کے اپنی لینوں کی طرف بھاگی چلی جاتی ہیں اس وقت ترک بہت جوش میں بھرے ہوئے تھے اور انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا جس طرح ہو روسیوں کو یہاں سے نکال دینا چاہئے۔ بڑا کمال ایک روسی افسر نے کیا کہ اپنے گارڈ کے ساتھ ایک مورچہ پر ٹھہرا رہا اور ایک انچ وہاں سے جنبش نہ کی

ڈیموٹیکا میں چارلس کی بڑی سختی سے نگرانی کی جاتی تھی۔ چارلس دس مہینے تک بیمار پڑا رہا تاکہ وزیر اعظم کے پاس نہ جانا پڑے جب وزیر اعظم بلاتا تھا وہ بیماری کا بہانہ کردیتا تھا۔ اس صورت سے گویا حاضری سے بچ جاتا تھا۔
جب اُسے خبریں پہنچیں کہ سوئڈن کے بیرونی صوبجات بالکل باغی ہوگئے ہیں کیونکہ اُنہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ چارلس مرگیا یہ سنتے ہی چارلس چونکا ہوا اور قوی ہونے کے لئے اس نے ایسی سخت کثرت کی کہ وہ فی الواقع مریض ہوگیا۔ ترکی اطبا کے علاج سے بعد ازاں اُسے فائدہ ہوا اب اس نے وزیر اعظم سے کہلا بھیجا کہ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔ وزیر نے سلطان کو لکھا کہ چارلس جانے کی درخواست کرتا ہے سلطان نے لکھ کے بھیجا کہ اُسے جانے دو اور ہرگز نہ روکو۔ سلطان نے اب بھی اپنی عالی ظرفی کا پورا ثبوت دیا ایک قیمتی خیمہ چند عربی گھوڑے سامان خورونوش کے ساتھ بھرے ہوئے چھکڑے اور اس کے ساتھیوں کے لئے تین سو دوسری نسل کے گھوڑے اُس کے پاس بھیجے۔ غرض اس طرح سے شمالی یورپ کا فاتح معہ اپنے

بہادری اور مجنونانہ شجاعت کی پوری داد دیدی اور اسی مقام پر ترکوں نے بھی ایک ایک روسی سپاہی کو قتل کر ڈالا۔ روسی فوجوں نے پھر جم کے ایک آخری حملہ کیا لیکن اس حملہ نے فتح و شکست کا انقطاعی فیصلہ کر دیا۔ رہا سہا دم بھی نہ رہا اور کل روسی فوجیں پارہ پارہ کر دی گئیں۔ بقیۃ السیف سخت بے اوسانی میں پریشان ہو کے بھاگیں۔ جنرل اسکوبلوف بھی بالکل دیوانہ ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی موری میں سے بھٹنا نکل آیا ہے۔ جوش۔ غصہ اور بے اوسانی سے اس کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی۔ مسٹر میک گاہان بیان کرتے ہیں "اس کی تمام وردی پر خاک پڑی ہوئی تھی اس کی تلوار ٹوٹ چکی تھی۔ اس کی سینٹ جارج کی صلیب مڑ مڑا کے کندھے کے پیچھے بل کھا رہی تھی۔ بارود اور دھوئیں سے اس کا منہ سیاہ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے ہیبت معلوم ہوتی تھی اور خون ٹپک رہا تھا آواز بالکل بیٹھ گئی تھی اگر کچھ زبان سے کہتا بھی تھا تو بمشکل سمجھ میں آتا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو بمشکل ہانپ ہانپ کے اس نے یہ جملے کہے" میں نے اپنی عمر میں جنگ کا ایسا

ساتھیوں کے یکم اکتوبر ۱۷۱۴ء میں ترکی سلطنت سے رخصت ہوا۔ ایک ترکی رسالہ سرحد تک اس کے پہنچانے کے لئے گیا۔

ابھی تک ترکی میں بالکل امن امان تھا مگر یکایک موریا پر کچھ جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا اور ترکی سے وینس کی جمہوری سلطنت کی کھٹک گئی۔ باب عالی نے اس جزیرہ نما کے فتح کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور یہ بھی ارادہ کیا کہ ٹرانسلوینیا۔ ہنگری اور پولینڈ کو بھی تاخت و تاراج کر دیا جائے۔ وینس والوں نے بہتیری کوشش کی لیکن موریا کو ہاتھ سے دے بیٹھے اسی اثناء میں آسٹریا بیچ میں کود پڑا اور ترکی سے درخواست کی کہ میں بیچ بچاؤ کرنا چاہتا ہوں ترکی نے صاف انکار کر دیا۔
اس سے ترکی کو اعلان جنگ دیدیا گیا۔

داماد علی وزیر اعظم ترکی فوجوں کا سرکردہ بنکے آسٹریا پر حملہ آور ہوا۔ مقام کارلووٹز پر سب سے پہلے جنگ ہوئی (۲۵ اگست ۱۷۱۶ء) آسٹریا فوجوں کا کمان افسر شہزادہ یوجن تھا پہلی جنگ میں ترکوں کو ناکامیابی ہوئی۔ دوسرے دن پھر جنگ ہوئی لیکن اس میں بھی ترکوں کو ناکامی رہی۔

مہیب منظر نہیں دیکھا"۔ شب کو مذکورہ بالا نامہ نگار پھر اس سے ملنے گیا دیکھا کہ وہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اب اُسے کسی قدر سکون ہو گیا ہے۔ نامہ نگار لکھتا ہے میں نے اس سے دریافت کیا کہ کہو اب کیا ارادہ ہے وہ بولا "جو کچھ میری قدرت میں تھا میں کر چکا اب مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا میری نصف فوج برباد ہو چکی ہے میری رجمنٹوں میں ایک سپاہی بھی جانبر نہ ہوا۔ افسوس ہے کوئی افسر سوائے میرے میدان جنگ سے بچ کے نہیں آیا۔ ترکوں نے میری تین توپیں چھین لیں اگر مجھے مدد پہنچ جاتی تو ضرور میں کامیاب ہو جاتا۔

نامہ نگار۔ وجہ کیا کہ آپ کے اعلیٰ افسروں نے آپ کے پاس مدد نہ بھیجی اس کا الزام کس کی گردن پر رکھا جائے گا۔

اسکوبلوف۔ جناب میں کسی کو بھی یہ الزام نہیں دیتا خدا کی یہی مرضی تھی میں یا میرا کوئی افسر کیا کر سکتا تھا"

یہ ایسی خونریز شکست ہوئی کہ روسیوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور اب وہ دوسرا حملہ فی الفور

تیسرے دن پھر لڑائی ہوئی اور ترکوں کا وزیر اعظم عین میدان جنگ میں کام آیا۔ جاں نثاریوں کو جوں ہی یہ معلوم ہوا کہ اُن کا وزیر اعظم مارا گیا وہ بے اوسان ہو کے پیچھے ہٹے اور سیدھے بلغراد چلے آئے۔

ترکی فوجوں نے چندے قلعہ تمسوار میں قیام کر کے مقابلہ کیا کیونکہ ہنگری میں یہی ایک قلعہ ان کے پاس رہ گیا تھا۔ آسٹریا کی فوج نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور تین ہفتے کی جنگ کے بعد یہ بھی فتح ہو گیا۔ ترکی فوجوں کو علی التواتر تین شکستیں ہوئیں تو بھی وہ ہر قلعہ پر لڑتے رہے یہاں تک کہ آسٹریا والوں نے بلغراد کا بھی محاصرہ کر لیا۔ ۱۶ اگست تک خوب جنگ ہوئی لیکن اخیر بلغراد بھی ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان ناکامیوں کے بعد سلطان نے صلح کرنی چاہی۔ انگلستان اور ہالینڈ پنچ مقرر ہوئے اور سرویا کے چھوٹے سے شہر پاسارووٹز میں عہد نامہ کے لئے سلطنتوں کے وکلا جمع ہوئے۔ بڑی بڑی طولانی بحثیں ہوئیں اخیر یہ بات طے پائی کہ (۲۱ جون ۱۷۱۸ء) جو حد بندی مقرر

نہ کر سکے۔ اب تک جو روسیوں کو کہیں کہیں کامیابی ہو گئی تھی اس کا ذرا بھی اثر نہ رہا تھا یہ ساری فتوحات عارضی تھیں جن پر اس شکست عظیم سے پانی پھر گیا تھا صرف گیر تو ییکا کے مورچہ پر روسیوں کا قبضہ رہگیا تھا باقی کل مقامات تلواریں مار کے ترکوں نے چھین لئے تھے۔

اب عثمان پاشا کو پلونا سے خارج کرنے کا خیال خوف اور پریشانی سے دماغوں میں چکر کھانے لگا۔ اس وقت تک صرف دو ایک لڑائیوں میں روسیوں کی بیس ہزار شائستہ فوج کام آچکی تھی۔ مجروحین کا کچھ حساب نہیں۔ بیس ہزار اُن مقتولین کی تعداد ہے جو میدان جنگ میں پڑے ہوئے ملے۔ مجروحین کی تعداد ٹھیک نہیں معلوم اُن کی کثرت کا صرف اس سے پتہ چلتا ہے کہ روسی طبی اور جرّاحی عملہ جو بہت بڑا تھا مجروحین جنگ اور مریضوں کا علاج نہ کر سکا۔ اور بیچارے اپنے زخموں اور مرض میں تڑپ تڑپ کے مر گئے۔

رومینی فوج کی اور بھی بدتر حالت تھی۔ ایک رومینی ڈاکٹر کا بیان ہے کہ مجروح یا مریض ہمارے

کر دی جاتی ہے اس سے فریقین تجاوز نہ کریں۔

چند سال تک یہ صلح برقرار رہی کہ یکایک ایران میں مشکلات پیدا ہو گئیں۔ یہ دیکھ کے روسیوں اور ترکوں کے مُنہ میں پانی بھر آیا اور دونوں نے ان مشکلات سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ روسیہ کے ہاں فوجی تیاریاں ہونے لگیں اور اس نے ایران پر حملہ کرنے کی دل میں ٹھان لی۔

فرانس نے درخواست دی کہ اگر فریقین کی مرضی ہو تو میں راضی نامہ کرا دوں فوراً دونوں نے اُسے پنچ تسلیم کر لیا۔ ایک عہد نامہ قرار پایا جس سے ترکی اور روسی سرحدوں کی تعیین ہوئی مگر اس عہد نامہ سے ایرانیوں کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔

اسی اثناء میں پیٹر اعظم شہنشاہ روسیہ کا انتقال ہو گیا۔ ترکوں کے لئے فتوحات بڑھانے کا یہ اچھا موقع تھا مگر ترک اپنی اندرونی پریشانی میں سرگرداں تھے۔ ترکوں نے چاہا بھی کہ کچھ فائدہ حاصل کریں کہ اُن ہی کے گھر میں فساد پیدا ہو گیا۔ قاہرہ اور سمرنا میں بغاوت ہو گئی اور وزیر اعظم ایران سے دوبارہ صلح کرنے پر مجبور ہوا یہ جدید صلحنامہ بھی ترکوں ہی کے مفید تھا

کیمپ میں تو کوئی اچھا ہی نہیں ہوا۔ دو دن سے زیادہ کوئی زندہ نہ رہتا تھا۔ ایک ایک ترک روسیوں کی نظروں میں ہوّا نظر آنے لگا تھا۔ فوج کے دل ٹوٹ گئے تھے اور کسی کیمپ کی ہمت نہ بندھتی تھی کہ پھر ترکوں پر حملہ کیا جائے ڈر یہ ہو رہا تھا کہ روسی سپاہی سخت بد دل ہو کے کہیں غدر نہ کر دیں۔

ستمبر کے مہینہ میں روسیہ کی حالت بلغاریہ میں نہ صرف روسی مدبّروں کی آنکھوں کے آگے بلکہ کل دنیا کے آگے تیرہ و تار ہو گئی تھی۔ پلونا کی اُن شکستوں نے جو نصف جولائی میں ہوئی تھیں تمام یورپ کی آنکھیں کھول دی تھیں اور برِّ اعظم میں یہ غل مچ گیا کہ روسیہ کی فوج قوّت افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی اور ترکوں سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہے۔ اس شکستہ حالت میں ترکوں نے یہ کمال کیا اگر ابتدا میں ان کے افسر غلطی نہ کرتے یا دشمن سے نہ مل جاتے تو روسیوں کو سوائے سینٹ پیٹرسبرگ کے کہیں پناہ نہ ملتی۔

سلیمان پاشا چونکہ شپکا پر پے در پے ناکام ہو رہا تھا اس لئے یہ امید کی جاتی تھی کہ اخیر روسی

کیونکہ ابھی تک ایشیا کی سلطنت اُن کی بہت وسیع تھی لیکن یکایک اس کامیابی اور سلطنت کی شوکت کا چراغ بجھ گیا اور ایسا اچانک بجھا جس کی امید ہی نہ ہو سکتی تھی۔ ناگاہ ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جن کا انتظام کسی اعلیٰ سے اعلیٰ مدبّر سے بھی نہیں ہو سکتا اور اس سے تمام سلطنتیں بالکل بے خبر رہتی ہیں۔

اسی اثنا میں نادر پیدا ہو گیا جس کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک گوالئے کا بیٹا تھا اور اس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد تمام بھیڑوں کا گلّہ فروخت کر کے قزّاقی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ اس نے سب سے پہلے کاروانوں کو لوٹنا شروع کیا اور سات برس تک یہی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے ساتھیوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔ اب نادر کا حوصلہ بڑھ گیا اور اس نے چاہا کہ ایک بڑی سلطنت سے جنگ کرے اس خیال سے اس نے شاہ طہماسپ صفوی کی خدمت میں درخواست دی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی مدد کے لئے آؤں۔ اس وقت شاہ طہماسپ کی حالت بہت نازک تھی۔ افغانی

سنبھل جائیں گے۔ اور ان تمام شکستوں کا بدلہ اتار دیں گے۔ خیر شپکا کی ناکامیوں نے جو کچھ اثر کیا تھا وہ تو تھا ہی عثمان پاشا نے حواس درست کر دیئے تھے اور یورپ میں یہہ چرچا ہونے لگا تھا روسیوں کی فوجی قوت ہی سنتے تھے اگر عثمان پاشا جیسے دو تین ترکی افسر اور نکل آئے تو روسیوں کا تو کچومر نکل جائے گا۔ حملہ کرنے سے پہلے اُسے لازم تھا کہ ترکی فوجی قوت کی جانچ کر لیتا کمبخت روسیہ نے یوں ہی اپنی جان مفت میں پھنسائی۔ یہہ باتیں تھیں جو پلونا کی شکستوں کے بارے میں یورپی اخبارات میں بنائی جاتی تھیں۔
موسم گرما گزر چکا تھا۔ اور ہر خزاں کا بھی نصف حصّہ طے ہو چکا تھا گرانڈ ڈیوک کی فوجوں کو شمالی بلقان میں ترکوں نے گھیر رکھا تھا۔ جاڑا چلا آتا تھا اور جنگ سر پر تلی ہوئی کھڑی تھی۔ روسیوں کے آگے صرف دو باتیں تھیں کیا تو وہ جان بچا کے ڈینیوب سے پار اُتر جائیں اور یا آیندہ موسم بہار میں ترکوں سے جنگ کرنے کی تیاری کریں۔
عام طور پر یہ رائے دی جاتی تھی کہ روسیوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ ڈینیوب کے پار ہو کے

فوجوں نے اس کا ناطقہ بند کر دیا تھا اس نے نہایت خوشی سے نادر کی درخواست کو قبول کر لیا اور بہت کچھ سامان اور روپے سے بھی مدد کی۔ نادر نے شاہ کے حکم سے خراسان پر حملہ کیا۔ جب نادر خراسان کو دوبارہ فتح کرنے کی کوشش کر رہا تھا ترکوں نے شاہ کے حدود کی طرف فوجیں بڑھائیں اور اب شاہ طہماسپ کو ترکوں کے مقابلہ میں جانا پڑا۔ مقام ایروان پر ترکوں اور ایرانیوں میں بڑی جنگ ہوئی۔ لیکن شاہ کو بڑی سخت شکست ملی۔ اور نہایت بے عزتی کا ایک صلحنامہ ترکوں اور ایرانیوں میں ہوا۔ جو صابہ مند نادر نے جب اس عہد نامہ کی کیفیت سنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے شاہ سے بہت سختی سے کہا آپ نے ایسا عہد نامہ کیوں کیا۔ فوراً اعلان جنگ دیدیجے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نئے سرے سے پھر جنگ شروع ہو گئی۔
ایرانیوں نے باب عالی سے وہ صوبے طلب کئے جو ترکوں نے ابھی فتح کئے تھے۔ اس بات پر کئی لڑائیاں ہوئیں اور نادر کی مدد سے ایرانیوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ ایرانیوں کی فتح کی خبر

اپنی جان بچائیں مگر شہنشاہ روسیہ بھاگنے سے مرنا قبول کرتا تھا۔ اگر محمد علی پاشا، سلیمان پاشا اور عثمان پاشا کی فوجیں مل جاتیں تو ماسکو یا سینٹ پیٹرسبرگ میں معہ شہنشاہ کے ایک روسی سپاہی بھی بچ کے نہ جاتا مگر کیا کہا جائے تقدیر کے لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔

اسی اثناء میں پلونا کے بعض مقامات فتح کرنے کے لئے رومینی فوج نے بہت کچھ کوشش کی اگرچہ گیریویکا کے بعض مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دوسرے قلعہ پر وہ کامیاب نہ ہو سکے اور وہاں ان کا بھی ترکوں نے بھرتا بنا دیا۔ جب رومینی فوج نے یہ دیکھا کہ حملہ سے کچھ کام نہیں نکلتا تو اس نے پلونا کا محاصرہ کرنا شروع کیا اور اب تمام روسی سپاہ سالار اس بات کے درپے ہوئے کہ کسی طرح عثمان پاشا کی رسد کا راستہ کاٹ دیا جائے۔ اس وقت جنرل کیریلف جو فوج رسالہ کا افسر تھا صوفیہ کے راستے میں پلونا کے عقب میں پڑا ہوا تھا لیکن وہ اس فوج بدرقہ سے مزاحم نہ ہو سکے۔ جو پلونا عثمان پاشا کے لئے سامان رسد لا رہی تھی۔ اس وقت اور بدرقہ کی فوجیں جانب شمال جا رہی تھیں۔ روسی سپاہ سالار

قسطنطنیہ پہنچی۔ ترک آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطان اور ان کے کل وزرا سے رعایا اور فوج سخت ناراض تھی۔ فوج کی بد دلی اور رعایا کی پریشانی کی آوازوں سے انہوں نے اپنے کان بند کر لئے تھے۔ رات دن عیش و عشرت میں پڑے رہتے تھے۔ انہیں یہ خبر ہی نہ تھی کہ فوج کیا کھاتی ہے اور رعایا پر کیا مصیبتیں گزرتی ہیں۔ دوسرے ایک آفت یہ ہو گئی تھی کہ حکام نے اپنے شاہ اور اعلیٰ افسروں کو غافل پا کے رعایا پر ٹکس لگانا شروع کر دیا تھا۔ اس سے اور بھی بد دلی پھیل گئی۔ ایرانیوں کی فتح سے رعایا کے دماغ بھڑک گئے اور اب وزرا اور شاہ کے خلاف سرگوشی ہونے لگی۔ ایک البینی خلیل نامی جس نے ایک ملکی جرم کیا تھا اور کسی ترکیب سے بچ نکلا تھا تمام سازشوں کا سرکردہ بن گیا۔ اور اس نے کوشش کی کہ موجودہ سلطان اور اس کی حکومت بالکل مٹا دی جائے۔

بیسویں ستمبر ۱۷۳۰ء میں ۹ بجے صبح کو میدان میں کثرت سے لوگ جمع ہوئے۔ ان لوگوں میں تمام سپاہ بھی شامل تھی۔ جب سپاہ کے افسر اپنے سپاہ کو سمجھانے کے لئے آئے تو انہوں نے

کیر یلیف ان کی تاک میں لگا ہوا تھا - ان کی ترکی فوجوں کے ساتھ کئی ہزار سامان خورد و نوش کے چھکڑے تھے - جب یہ ترکی چھکڑے مقام تیجا میں پہنچے تو یکایک روسی سپاہ سالار نے توپخانے کے ساتھ ان پر حملہ کیا - اگرچہ ترکی فوج تعداد میں کم تھی اور ساتھ ہی اس کے اسے سامان سنبھالنا پڑا تھا اس لئے سخت وقت کا سامنا کرنا پڑا مگر بہادر ترکوں نے بہت جلد اپنے کو سنبھال لیا اور ترکی توپوں کا جواب دیا - تمام دن توپوں کی لڑائی ہوتی رہی - ترک اس بہادری سے لڑے کہ مجبوراً روسی رسالے کو پیچھے ہٹنا پڑا اور ترکوں نے میدان لے لیا - ترکوں نے اس فتح ہی پر قناعت نہ کی بلکہ دوسرے دن خود روسیوں پر حملہ کیا - بڑی بھاری لڑائی ہوئی - روسی سپاہ سالار کے رسالے کاٹ ڈالے گئے اور کیر یلیف بمشکل اپنی جان بچا کے بھاگا - ادھر ترکوں نے روسی سپاہ سالار لسکوف پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں کو بھی اسی طرح کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا - اب پلونا کا راستہ بالکل صاف ہو گیا تھا اور عثمان پاشا تک رسد کے آنے کی کوئی مزاحمت نہ رہی - وہ ترکی فوج جس کے کمان افسر شفقت پاشا تھے

اُن کو فوراً قتل کر ڈالا -

سلطان اپنی محلسرائے میں بند ہو گئے اور انہوں نے باغیوں کے پاس حکم بھیجا کہ تم فوراً ہتھیار ڈال دو - افسوس ہے بادشاہ کے حکم کی مطلق تعمیل نہیں ہوئی - بادشاہ کے ذاتی طور پر سپاہ نہ تھی کہ وہ ان باغیوں کی سرکوبی کرتی - آخر سلطان نے انہیں لکھ کے بھیجا تمہارا مطلب کیا ہے - خلیل نے اس کا جواب یہ دیا کہ مفتی وزیر اعظم اور دوسرے وزرا ہمارے حوالے کر دیئے جائیں کہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں -

ابھی سلطان کا جواب بھی نہیں آیا تھا کہ باغیوں نے افسروں کے گھر لوٹنے شروع کر دیئے اور خود محلسرائے سلطانی کی طرف حملہ کرنے کی غرض سے بڑھے - جب سلطان نے یہ دیکھا کہ خود اپنی جان پر آفت آ گئی ہے تو سوائے مفتی کے کل وزرا کو باغیوں کے حوالے کر دیا جب مفسدوں کو یہ نمایاں فتح حاصل ہو گئی تو اب انہوں نے دوسری اکتوبر ۱۷۳۰ء میں سلطان کی معزولی کی درخواست کی -

رسد کے راستوں کی نگہبانی کر رہی تھی۔ اسی اثناء میں اور کچھ ترکی فوج پلونا میں داخل ہوگئی اور چوبیسویں تاریخ سامان خورونوش کا بہت بڑا سامان بھی پہنچ گیا۔ اس وقت تمام یورپ نے تسلیم کر لیا تھا کہ عثمان پاشا سے بہتر سپاہ سالار روسی افواج میں نہیں ہے اور اب یورپ کے سرکاری حلقوں میں یہ چرچا ہو رہا تھا کہ کیوں نہیں ترکوں کی ایک زبردست جنگی سلطنت مان لی جائے۔

ساتواں باب

بعض سنگین واقعات

جوں جوں جنگ میں ترقی ہوتی گئی یورپ کے بعض حصوں میں بغاوت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ یونان میں جوش پھیل گیا اور وہ جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ کریٹ میں بغاوت ہوگئی اور عیسائیوں نے سلمانوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ تھسلی اور ایپیرس میں بھی

احمد نے یہ دیکھ کے کہ کوئی میرا مددگار نہیں رہا اور اب میں ان مفسدوں سے کبھی برسر نہیں آسکتا سید محمد کے محل میں گیا جو بیچارہ یہاں مدت سے نظر بند تھا۔ اس سے مصافحہ کیا اور یہ الفاظ کہے" میں تمہیں یہ سلطنت جو میرے بھائی مصطفےٰ نے اسی حالت میں دی تھی سونپتا ہوں۔ تم اس بات کو یاد رکھنا کہ محمد رابع اور تمہارا باپ مصطفےٰ اور میں خود اس تخت سے اتار دیئے گئے ہیں جس پر اب تم بیٹھو گے۔ ہمیں یہ نتیجہ ہماری خطاؤں کا نہیں ملا بلکہ جو کچھ بیتا مجھ پر پڑی ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اپنے وزراء پر بھروسہ کیا تھا۔ تم ایسا نہ کرنا اور تمام معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھنا اور ان اسباب کو ہرگز پاس نہ بھٹکنے دینا جو ہماری بربادی کے باعث ہوئے۔ بے انتہا سخت رہنا لیکن انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا۔ اب آخر میں میں بصد منت و لجاجت اپنی اور اپنے بچوں کی سفارش تم سے کرتا ہوں"

اس التجا کے احمد نے جھک کے سلام کیا اس کے بعد وہ واپس چلا آیا بھتیجہ نے تخت نشین ہو کے اپنے چچا کو محل میں نظر بند کر دیا اور مدت العمر وہ اسی میں رہا۔

یہی کیفیت پیدا ہو گئی۔ غرض چاروں طرف سے ترک نرغے میں پھنسے ہوئے تھے۔ انیس ترکی ضلع محاصرے کی حالت میں ہو گئے اور ہر مقام پر عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملے کئے۔ ترکوں پر ایک عجیب مصیبت تھی۔ ادہر تو وہ اپنے قومی دشمن سے ہمنبرد ہو رہے تھے ادہر ان باغی صوبوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں بھیجنی پڑیں۔ یورپ کے مختلف حصّوں سے عیسائیوں کی مدد کے لئے برابر والنٹیر چلے آ رہے تھے۔ ناچار ترکوں نے بحری کناروں پر جنگی جہاز کھڑے کر دیئے کہ اگر کوئی جہاز سامان حرب یا سامان رسد سے بھرا ہوا آئے تو اُسے گرفتار کر لیں۔ ادہر روسیوں کے خلاف یورپ کے بعض حصّوں میں جوش پھیلا ہوا تھا مگر بڑی بات دیکھنے کی یہ ہے کہ اس مخالفت سے روسیوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ نہ اس روسی مخالف گروہ سے ترکوں کو کچھ مدد ملی۔ لوئیس کوستھ نے جو سنہ ۱۸۴۸ع میں ہنگری کا بہت بڑا رہنما تھا اپنے اہل ملک کے آگے اپیل کی کہ وہ مسلح ہو کے ترکوں کی امداد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ روسی ہم دونوں کے دشمن ہیں۔ ادہر شہنشاہ روسیہ کونٹ اگنیٹیف کو بہت کچھ تھپک رہا تھا مگر اسے روسیکے

۲۷ برس تک احمد نے سلطنت کی اس عرصے میں اگرچہ کئی بار آسٹریا کی جنگوں نے سلطنت کو بہت کچھ نقصان پہنچایا لیکن فوجی قوت میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ آسٹریا سے شکست کھا کے پر جتنے صوبے نکل گئے تھے اس سے دگنے صوبے اعزاف سوریہ اور ایران کو فتح کر کے اس نے حاصل کر لئے تھے۔

صنعت و حرفت کا احمد بہت ہی دلدادہ تھا۔ احمد ہی کے وقت میں سب سے پہلے چھاپے خانہ قسطنطنیہ میں کھولا گیا۔ اور بہ نسبت سابق کے خزانہ کی حالت بھی کچھ بُری نہیں ہے۔

وعدے وعید پر مطلق اطمینان نہیں تھا وہ جانتا تھا کہ اگر روسی فتحیاب ہوگئے تو جس طرح انھوں نے ترکوں کو برباد کر دیا ہے اسی طرح آسٹریا ہنگری کو برباد کر دیں گے۔
کونٹ ایڈریسی نے یہ رائے دی کہ روس کے خلاف ترکوں سے مل جانا چاہئے۔ اور اس نے بیان کیا کہ ترکوں کی زندگی میں ہماری زندگی ہے۔ اور اپنے شہنشاہ سے صاف کہدیا کہ اگر برباد ہوگئے تو ہمارا بھی یہ حال ہو لیکن کونٹ ایڈریسی کے شہنشاہ نے ایک نہ سُنی۔
ادہر لندن کی ایک سوسائٹی نے جس کا نام بالش اسٹور یکل تھا ۲۶ راگست ایک اعلان جاری کیا اور اس میں صرف بلغاریوں سے خطاب کیا گیا تھا اس کا یہ مضمون تھا کہ اے بھائی عیسائیو ہم تمھیں آگاہ کرتے ہیں کہ شہنشاہ روسیہ کے وعدوں پر کبھی اعتبار نکرنا تمہارے آگے پولینڈ کی مثال موجود ہے کہ جب روسی فوجیں پولینڈ میں داخل ہوئی ہیں تو شہنشاہ روسیہ نے یہ اعلان دیا تھا کہ یہاں عیسائیوں کے مذہبی ارادے برقرار رکھے جائیں گے اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کی جائے گی پولینڈ والے دہوکہ میں آگئے اور روسی کی مدد کرکے اسی ایمان

چھبیسواں باب

محمود اول چوبیواں شہنشاہ یا سلطان
۱۷۳۰ء سے ۱۷۵۴ء تک
عثمان ثالث پچیسواں شہنشاہ یا سلطان
۱۷۵۴ء سے ۱۷۵۷ء تک

محمود کا تخت نشین ہونا۔ خلیل سے ملاقات۔ اس کے مطالبات کی تکمیل۔ باغی جاں نثاریوں کو سزا۔ وزیر اعظم کا پایۂ تخت میں امن۔ قائم کرنا۔ ایران کے ساتھ صلح۔ روس اور آسٹریا کا مل کے ترکی پر حملہ کرنا۔ عام صلح۔ پایۂ تخت میں عام ناراضی۔ وزیر اعظم کی سزا۔ شہر میں امن کا قائم ہونا۔ محمود کی وفات۔ اسکی جگہ اس کے بھائی

بلالیا جب روسیہ کا پورا پورا قبضہ ہوگیا اُس نے اُن کے مذہبی ارادے چھین لئے اور اس نے ان کی تمام ملکی اور مذہبی مجلسوں کو برباد کردیا۔ پولینڈ کے نونہال بچوں کو مجبور کیا گیا کہ فوج میں بھرتی ہوں اور روسیہ کی فتوحات میں مدد کریں۔ ان کی زبان جن میں اعلیٰ درجہ کا علم ادب تھا بالکل نیست و نابود کردیئے گئے پولینڈ کے بچوں کو مدرسوں میں روسی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے وہ بدنصیب اپنی مادری زبان بالکل بھول گئے اور اب انہیں اس علم ادب کی مطلق خبر نہیں ہے۔ کوئی مسیحی چرچ سوائے روسی چرچ کے دیکھنے میں بھی نہیں آتا اب تم سمجھ لو کہ روسیوں نے ترکی پر حملہ کیا ہے اے بلغاریوں تمہارے بچانے کے لئے نہیں کیا اپنی فتوحات بڑھانے کے واسطے اس نے خونریزی پر کمر باندھی ہے تم خوب سمجھ لو کہ جب وہ ترکی پر قابو پائے گا بلغاریہ کا بچنا محال عقل ہے اور چند سال کے بعد بلغاریہ مثل ایک روسی صوبہ کے قرار دیدیا جائے گا۔ دیکھو سلطان نے تمہارے ساتھ یہ رعایت کی ہے کہ تمہیں اپنی فوج میں داخل ہونے سے روک دیا اور تمہارے

عثمان کا تخت نشین ہونا۔ پھر عثمان کے چند روز کے بعد
ناکام موت۔

سلطان محمود جب تخت نشین ہوگیا تو اُس نے اُس شخص سے ملنا چاہا جس کے ذریعہ سے وہ تخت نشین ہوا تھا۔ خلیل حکم ہوتے ہی حاضر خدمت ہوا۔ جاں نثاریوں کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھا اور پا برہنہ تھا۔ اس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک بڑا خونخوار اور خطرناک آدمی ہے۔ سلطان نے کہا کہ تو اپنی ان خدمتوں کا بدلہ کیا مانگتا ہے۔ خلیل نے جواب دیا میں اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں چاہتا میری التجا یہ ہے کہ ٹکس کم کردیا جائے۔ یہ ٹکس کی وجہ ہے کہ بغاوت پیدا ہوگئی ہے۔ سلطان نے حکم دیا کہ زیادہ ٹکس نہ لئے جائیں اور فوجوں میں تقسیم کرنے کے لئے کچھ تحفہ تحائف بھی بھیجے۔ فوج اس پر رضامند نہ ہوئی اور کسی سپاہی نے ہتھیار نہ ڈالے چند ہفتے تک یہی پریشانی رہی۔ اخیر ان باغیوں کے سردار خلیل نے سلطان کو مسجد ایوب میں لیجا کے تاج پوشی کی تقریب ادا کی

ملکوں کو بھی کم کر دیا اگر تم ترکی کے ماتحت رہوگے تمہارے مذہب تمہارے ارادے میں کسی قسم کا فرق نہیں آنے کا۔ اس کے مقابلہ میں جب روسیہ تمہارے اوپر قبضہ کریگا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے بچّوں کو جبراً پندرہ برس تک فوج میں داخل کرے گا اور ان سے سائبیریا۔ کوہ قاف اور وسط ایشیا اور حدود چین میں کام لیگا۔ تمہارے بچّوں کو روسی زبان میں تعلیم دی جائے گی عدالت میں بلغاری زبانیں مٹ جائیں گی اور ہر طرح سے کوشش کی جائے گی کہ جہاں تک ممکن ہو بلغاری روسی عیسائی بن جائیں۔ بلغاری چرچ پر روسی بشپوں کی حکومت ہوگی اور ان پر براہ راست سینٹ پٹیرسبرگ حکمرانی کرے گا۔ سلطان المعظم کی عملداری میں تمہاری انجمنیں تمہاری عدالتیں تمہارے مذہبی ارادے قائم ہیں اور جب تم روسیہ جرمنیوں یا کسی دوسری یورپی سلطنتوں کے قبضہ میں آجاؤگے تو اُسی دن سے سیاسی حقوق سے اپنے کو محروم سمجھو۔ تمہاری زندگی اور تمہاری دولت روسیوں کے رحم پر موقوف ہو جائے گی۔

اور ان کی کمر میں عثمان کی تلوار باندھی۔

جب محمود سلطان تسلیم کر لیا گیا تو بتدریج باغیوں کی قوت کم ہونے لگی۔ اور لوگوں نے ان کی طرفداری سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ وزیر نے اس بات کا سلطان سے اقرار کر لیا کہ باغیوں کے خاص خاص سرغناؤں کو علیٰحدہ کر دیتا ہوں اور پھر اُن کی گورنمنٹ میں کسی قسم کا فتنہ نہ رہے گا۔ بتاریخ ۵ ۲ اکتوبر ان باغیوں میں سے ہر ایک کو علیٰحدہ علیٰحدہ محل سلطانی میں طلب کیا۔ اور ایک ایک کی گردن اُتار لی گئی۔ سلطان بھی اس وقت موجود تھے۔ جب وقت اس خونریزی کی خبر شہر میں پہنچی تو بجائے اسکے کہ لوگ افروختہ خاطر ہوتے انہوں نے باغیوں کے قتل پر بہت خوشی ظاہر کی اخیر اس فساد عظیم کا اس طرح خاتمہ ہو گیا جس نے دو مہینے سے پایۂ تخت کی بنیادوں کو ہلا رکھا تھا۔

وزیر اعظم کے واسطے فی الحقیقت یہ مشکل بات تھی کہ وہ تمام سلطنت میں انتظام قائم کر دیتا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بغاوت کی آگ ابھی پورے طور سے بجھی نہیں ہے اور اسکی ابھی چنگاریاں باقی

اس اعلان میں جتنی باتیں بلغاریوں کو لکھی گئی تھیں ان میں سے ایک کی بھی تردید نہو سکتی تھی بلاشبہہ پولینڈ پر روسیہ نے وہ ظلم کیا ہے جو سخت قابل افسوس ہے اور اس میں کلام نہیں کہ اگر بلغاریہ پر براہ راست روسی قبضہ ہوجاتا تو وہ ہمیشہ کے لئے اپنے ارادے کھو بیٹھتا یورپ کے بعض مدبرانہ حلقوں میں سلطان کی تائید برابر کی جارہی ہے پیرس کی ایک سوسائٹی نے ہمدردی کا ایک ایڈرس مدحت پاشا کو دیا جو بماہ اگست کسی ضرورت کی وجہ سے پیرس گئے تھے اس ایڈرس کے جواب میں مدحت پاشا نے کہا مجھے تعجب اس بات کا ہے کہ اس تہذیب اور تمدن کے زمانہ میں یورپ کیوں ایسا متعصب بن گیا ہے کہ اسلام کے نام سے اسکو جوش پیدا ہو جاتا ہے وہ مدبرین سلطنت جن کے ہاتھ میں سلطنتوں کی باگیں ہیں معاملات میں بھی تعصب سے کام لے رہے ہیں اور ان کی ان باتوں پر سخت افسوس ہے جو الزام انہوں نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے روسیہ اس سے پہلو نہیں بچا سکتا اس کے بیرحمانہ افعال روز روشن کی طرح سب پر ظاہر ہیں مگر محض مذہبی تعصب کی وجہ سے کوئی اس کے خلاف کان نہیں ہلاتا۔

ہیں جن کے ہر وقت بھڑک اٹھنے کا اندیشہ موجود ہے پایۂ تخت میں چونکہ روپیوں کی قیمت بڑھ گئی تھی اس لئے شہری ناراض تھے اور ایرانی لشکر نے اپنے مشہور سپاہ سالار طہماسپ قلیخاں کی سرکردگی میں ترکوں کو کئی مقام پر شکست دیکر بہت سی حدود حاصل کر لی تھیں اس لئے وزیر اعظم تلاش میں تھا کہ جس طرح ہو صلح کر لی جائے۔

آخر وزیر نے صلح کا ڈھنگ ڈالا اور جارجیا کو ترکی عملداری میں شریک کر کے باقی کل صوبے ایران کے حوالے کر دیئے۔ شاہ ایران اس عہدنامہ پر راضی ہو گیا لیکن طہماسپ قلیخاں کو سخت غصہ آیا اور اس نے شاہ ایران کو تخت سے خارج کر کے خراسان جلاوطن کر دیا اور چند روز کے بعد شاہ کو قتل کر کے اس کے شیر خوار بچہ شاہ عباس کو تخت نشین کر دیا اور آپ سلطنت کا مالک بن بیٹھا۔ ایران میں یہ مشہور عزل ونصب ۱۷۳۲ء میں واقعہ ہوا۔

تمام سلطنت ہاتھ میں لیکے طہماسپ قلی خاں نے پھر ترکوں کو اعلان جنگ دیدیا اور بغداد پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ لیکن ایشیا کے تمام ترکی گورنروں نے اپنی فوجیں جمع کر کے اس کا

اس وقت دو موروثی دشمن ایک دوسرے کے مقابلہ میں جنگ کر رہے ہیں اور دول یورپ اپنا پہلو بچائے ہوئے جنگ کا تماشا دیکھ رہی ہیں اور سب خوف کھا رہی ہیں اور کوئی صورت دست اندازی کی نہیں دیکھی روسیہ کو اجازت دیدی ہے کہ وہ چاہے جو کچھ ترکی کے ساتھ سلوک کرے اس کے مقابلہ میں روسیہ نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی فتوحات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ سلطنت کو دوں گا۔ ابھی تک جتنی لڑائیاں ہو چکی ہیں دونوں سلطنتوں کا زور برابر رہا ہے اب موسم سرما دور نہیں ہے جو بہت جلد جنگی اولوالعزمی کو سرد کر دوں گا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اس زبانی ہمدردی سے ترکوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا مگر اس کے خلاف روسیہ سے جسقدر ہمدردی کی گئی وہ عملی ہے۔ لندن، پیرس یا واشنگٹن میں بیٹھی ہوئی ترکوں کی ہمدردی کا راگ گاتی ہے مگر افسوس ہے کسی نے روپیہ یا ہتھیار سے اُن کو کچھ بھی مدد نہ دی۔

انگلستان میں مسئلہ مشرقی پر بتاریخ ۲۸ اگست مباحثہ شروع ہوا اس جلسہ میں لارڈ گرانیڈ وائل

مقابلہ کیا بڑی سخت جنگ ہوئی اور اس دل چلے ایرانی سپاہ سالار کی فوجیں کاٹ ڈالی گئیں۔ وہ خود بھی سخت مجروح ہوا اور اُسے مجبوراً صلح کرنی پڑی۔ اسی اثنا میں جب صلح نامہ ہو رہا تھا۔ ایک ترکی سپاہ سالار نے اپنی فتح کے غرور میں تھوڑی سی فوج کے ساتھ ایرانیوں پر حملہ کیا چونکہ فوج بہت کم تھی اُس کا داؤ نہ چل سکا اور ترکی سپاہ سالار اپنی مٹھی بھر فوج کے میدان جنگ میں قتل کر دیا گیا یہ صورت دیکھ کے ترکی لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

ایرانی سلطنت کے غاصب نے یہ موقع دیکھ کے اپنی فوجوں کو آگے بڑھایا اور بغداد پر جا دھمکا جوں ہی ایرانی فوجیں فصیل شہر کے متصل پہنچیں باشندوں میں سخت پریشانی پیدا ہو گئی۔ بغداد کے گورنر نے جب اپنے میں مقابلہ کی قوت نہ دیکھی شہر کو ایرانی سپاہ سالار کے حوالے کر دیا۔ اسی اثنا میں ترکی کے لئے یورپ میں مشکلات کا دروازہ کھل گیا اور باب عالی کو مجبوراً آرمینیا اور جارجیا ایران کے حوالے کرنا پڑا۔

اور مسٹر ڈبلیو ای تھامسن نے اپنی اسپیچ میں لارڈ گرانیڈ وائل نے بیان کیا کہ گورنمنٹ انگلستان
کیوں خاموش بیٹھی ہوئی ہے اور کیا وجہ ہے کہ اپنے مرتبہ اور قوت سے کام نہیں لیتی
روسیہ نے ترکوں پر عیسائیوں کی حفاظت کے واسطے فوج کشی نہیں بلکہ اس نے خاص
مقاصد مدنظر رکھے ہیں اور وہ ایسے مقاصد ہیں جن سے اور دولتوں کو چشم زخم اٹھانی
پڑے گی۔ جو الزام ترکوں پر لگایا جاتا ہے روس بھی اس سے پہلو نہیں بچا سکتا۔ اگر
معاملات اسی صورت سے چلے گئے تو انگلستان کے موروثی حقوق زوال میں آجائینگے
لارڈ گرانیڈ وائل نے یہ بھی بیان کیا کہ روسی فوجوں نے جس وحشیانہ طریقہ سے ترکی عورتوں
اور بچوں کو مارا ہے کیوں نہیں اس سے اس ظلم کی بازپرس ہوتی اور کیا وجہ ہے کہ سلطنتیں
خاموش رہکے یورپی تمدن کو بدنام کر رہی ہیں۔ روس کی زیادتی اور ظلم کی ادنٰے دلیل یہ ہے
کہ اس نے ترکوں پر حملہ کیا۔ ترکوں کی بیگناہی کی شہادت یہ ہو کہ روسیوں نے اس حملہ کو روکا
اگر انصاف سے گزشتہ واقعات کو دیکھا جائے تو صاف طور سے ظاہر ہو جائے گا کہ

روسیہ موقعہ کی تاک میں لگا ہوا تھا اس نے اعزاف پر فوراً حملہ کرکے فتح کر لیا اور ایک بڑی
خونریز جنگ کے بعد اژوکف پر بھی قابو پا لیا یہاں ترک بڑی بیرحمی سے قتل کئے گئے آسٹریا نے
جب یہ دیکھا کہ روسی ترکوں پر فتحیاب ہو چکے ہیں تو وہ بھی فوجیں لیکر چڑھ آیا اور ولاچیا میں
داخل ہو کے مالڈیویا کو فتح کر لیا۔ اس نمایاں فتح کے بعد آسٹریا کا سپاہ سالار اپنی فوج کا
کچھ حصہ لیکے ہنگری واپس چلا گیا ترکوں کو اس بات پر سخت غصہ آیا انہوں نے فوجیں جمع
کیں اور ہنگری لشکر پر ٹوٹ پڑی۔ کئی معرکوں کے میدانوں کے بعد آسٹریا کی فوجونکو بھگا دیا
اور بینا کو فتح کرکے آسٹریا کی حدود میں بڑہی چلی گئی۔ ترکوں کی یہ شہ زوری دیکھ کے فرانس
بیچ میں کود پڑا۔ اور کہا آپ جانے دیجے میں صلح کرائے دیتا ہوں۔ ترکوں نے اسکی پنچایت
کو قبول کر لیا۔ اخیر ۲۲ ستمبر ۱۷۳۹ء میں عہد نامہ مرتب ہوا۔ اور عہد نامہ کی شرطیں ہوئیں
کہ آسٹریا شہر بلغار کو ترکوں کے حوالے کردے اور بوسنیا۔ سرویہ اور ولاچیا کے تمام اضلاع
کو ترکی کے قبضہ میں دیدے۔

ترکوں نے بلغاریوں پر اس وقت دست درازی کی ہے جب کوہ قافیوں اور بلغاریوں نے ان کے بچوں اور عورتوں کو اُن ہی کے سامنے قتل کیا۔ لارڈ گرانیڈوائل نے بعض بعض موقعوں پر روسیوں کی تعریف بھی کی لیکن یہ بیان کیا کہ انسانیت اعلیٰ درجہ کا اخلاق نہ صرف روسی فوجوں میں بلکہ شہنشاہ روسیہ میں بھی نہیں ہے۔ ساتھ ہی روسی مدبروں پر بھی اعتراض کیا کہ یہ لوگ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے گورنمنٹ کو ایسی رائے دیتے ہیں کہ آگے چل کے گورنمنٹ بالکل کمزور ہوجائے اور اخیر برباد کردی جائے۔

مگر اس کے خلاف ترکوں کے موروثی دشمن گلیڈاسٹون نے ۲۷ ستمبر ایک لبرل گروہ کے جلسہ میں یہ بیان کیا۔ جو کچھ میں بیان کرتا ہوں اُسے انصاف سے جانچنا چاہئے کہ تمہاری قوم کو میری رائے پر عمل کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ تمہاری بڑی کوشش اس میں ہونی چاہئے کہ ترکی سلطنت بالکل نیست ونابود کردی جائے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہم خود جنگ کرنے جائیں بلکہ میرا منشا یہ ہے کہ یورپ کی تمام طاقتیں ملکے اپنے جنگی بیڑہ

جب یہ عام صلح ہوگئی یہ موقع سلطان کو اپنی ترقی کا بہت اچھا ہاتھ لگا۔ مگر بدنصیب سلطان عیش وعشرت میں مبتلا ہوگیا اور اپنے اعلیٰ فرائض کی تکمیل کو بھول گیا اور اسکے چچانے جو کچھ نصیحت کی تھی اس کا بالکل خیال اُسے نہ رہا۔ رعایا میں اس کے خلاف سرگوشیاں ہونے لگیں اور ساتھ ہی وزرا کو جو سخت ظلم کرنے لگے تھے بری نظروں سے دیکھنے لگے یہاں تک کہ ظالم وزیروں کا ہاتھ علما کے گروہ پر بھی دراز ہوا اور ایک مولوی پر بلاوجہ اتنا ظلم کیا گیا کہ وہ لوگ بھڑک اٹھے وزیروں نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ کوئی شکایت سلطان تک نہ پہنچنے پائی۔ بیس سال سے برابر شہر میں آگ لگ رہی تھی اور بہت سی عمارتیں جلکر خاکستر ہوگئی تھیں مگر گورنمنٹ کی طرف سے اس کا کوئی انتظام نہ تھا۔ لوگ تو بددل تھے ہی فساد پر آمادہ ہوگئے اور سلطنت میں اس کونے سے اس کونے تک بدانتظامی پیدا ہوگئی۔

آخر کار محمود کا بہنوئی جو ایک بوڑھا وزیر تھا اور جس کی عمر ۸۰ سال کی تھی سلطان کے پاس

بحر اسود بحر مار مورا اور مجمع الجزائر کی طرف روانہ کردیں اور ترکوں سے صاف کہہ دیں "نہ ایک آدمی نہ ایک گھوڑا نہ ایک توپ نہ ایک شلنگ ایشیا سے یورپ جانے پاوے گا نہ یورپ سے ایشیا آئے گا۔ ہم نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے تاکہ تمہیں بالکل کچل ڈالیں اور تمہارا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹادیں جو کچھ میں نے تم سے جب کہا تھا اب بھی وہی کہتا ہوں کہ اگر ایسی صورت پیش آئے گی تو خون کی ایک بوند بھی نہ گرے گی اور انجام ترکی پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

ادہر گلیڈ اسٹون عیسائیوں کو ترکوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر رہا تھا اُدہر لگا یک یورپ کی زبردست دولتیں ترکوں پر پل پڑیں۔ ایک مورّخ کا دل کانپ جاتا ہے جب اُسے یہ خیال آتا ہے کہ روسیہ سے تو ترک اتنا صدمہ اُٹھا چکے تھے اور ان کی حالت سخت ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔ جنگ اپنی انتہائی خونریزی تک پہنچ چکی تھی اور اب تک لاکھوں جانوں کا صفایا ہو چکا تھا کہ اسی جانکندنی میں یورپ نے ترکی پر دباؤ ڈالنا شروع کیا وہ تو کچھ

آیا اور کہا سلطان تو کیوں بے خبر ہے تجھے معلوم نہیں شہر میں کیا آفت برپا ہو رہی ہے تیرے وزیروں نے بڑا ظلم کر رکھا ہے اور لوگ تیرے اوپر اس وجہ سے ملامت کر رہے ہیں کہ وزیر تیرے نام سے ظلم کرتے ہیں۔

سلطان کی آنکھیں کھُل گئیں اور اس نے فوراً مفتی کو بلا کے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے مفتی نے صاف کہدیا کہ جب تک آپ کل وزرا کو علیحدہ نہ کردیں گے یہ شکایت رفع نہ ہوگی۔ ناراضی تو اتنی پیدا ہو گئی ہے کہ اُن کو گرفتار کیجے اور تمام رعایا کو جمع کر کے اُن کی گردنیں ماریئے اگر یہ سزا ان وزیروں کو مل گئی تو شہر میں امن ہو جائے گا۔ اخیر سلطان نے یہ ہی کیا اور عام مجمع میں ایک ایک کر کے وزیروں کی گردن ماردی گئی۔ شہر میں بالکل امن ہو گیا۔ اور اب کسی قسم کی شکایت باقی نہ رہی۔

سلطان کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ اُن کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ہاں سلطان احمد کے لڑکے موجود تھے لیکن ان کی عمریں زیادہ ہو گئی تھیں روز بروز سلطان رنج کے مارے گھُلا جاتا تھا

خدا کی مرضی تھی کہ ترکی کا نام قائم رہا ورنہ ممکن نہ تھا کہ ترکی ایک دن بھی زندہ وسلامت رہ سکتی۔ آغاز ستمبر میں جرمن اور فرانس نے علیحدہ علیحدہ نوٹ باب عالی میں گزرانے جنکا مضمون یہ تھا کہ گزشتہ سال بلغاریوں کے قتل پر جن مسلمانوں کو قید کیا گیا تھا اور اب دوران جنگ میں انہیں چھوڑ دیا ہے پھر گرفتار کیا جائے اگر ترکی نے اس میں کچھ بھی تساہل کیا تو جرمن اور فرانس ملکے ترکی پر فوجکشی کریں گی۔ انصاف اور عقل اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ جب جنگ کا دروازہ کھلا ہوا ہو بلغاریوں نے روسیہ کا ساتھ دے کے ترکی پر علی التواتر حملے کئے ہوں ایسی صورت میں اُن ملزموں کا چھوڑ دینا جو بلغاریوں کے لئے قید ہوئے ہوں ہرگز قوانین مروجہ یورپ کے خلاف نہیں ہے مگر نہیں یہاں بات دوسری تھی سب روسیہ کی ہمدردی میں تلے ہوئے تھے اور اسی لئے یہ نئی نئی کھڑپنچیں نکلتے تھے جب فرانس اور جرمن نے زور دیا تو ناچار باب عالی نے پھر ان لوگوں کو گرفتار کیا جب یہ بھی ہو چکا تو ترکی کو نئی طرح سے دبانا شروع کیا کہ اس کا بند وبست فوراً کیا جائے کہ بلغاریوں کو

اور بیچارے کو بیماری ایسی لگ گئی تھی کہ دلوں حرمسرائے سے باہر نہ نکلتا تھا۔ جب سلطان کو حرمسرائے سے باہر نکلے ہوئے کئی مہینے ہو گئے تو لوگوں کو یہ شبہہ ہوا شاید سلطان کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم سے چھپایا جاتا ہے۔ جب یہ خبریں محل میں پہنچیں تو سلطان کے برآمد ہونے کا دن قرار دیا گیا اور عام طور پر مشتہر کر دیا گیا کہ بروز جمعہ ۱۳ دسمبر ۱۸۵۷ء سلطان نماز کے لئے محل سے برآمد ہوں گے۔ سلطان حقیقت میں بہت مریض تھا اور اس میں اتنی قوت نہ تھی کہ بستر مرض سے اٹھ کے مسجد میں جاتا تو بھی بڑی ہمت کرکے کپڑے بدلے اور گھوڑے پر سوار ہو کے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے آیا رعایا اور فوج اپنے سلطان کو دیکھ کے بہت خوش ہوئی۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد سلطان اپنے محل میں واپس آیا جس وقت محلسرائے کے دروازہ پر پہنچے اسی وقت گھوڑے ہی پر دم نکل گیا۔

سلطان کی اس مظلومانہ وفات کی خبریں تمام سلطنت میں پہنچیں سب نے اس غمناک موت پر افسوس کیا۔

مسلمان ستائے جائیں یہ بات سب سے زیادہ مشکل تھی مسلمانوں میں جوش پھیلا ہوا تھا اور وہ جس طرح روسیوں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اسی طرح بلغاریوں کو خون کی نظروں سے دیکھتے۔ یہ انتظام محال عقل تھا کہ سلمان اُن بلغاریوں کو جو اُن کی عملداری میں رہتے تھے بُری نظروں سے نہ دیکھیں۔ اسی اثنا میں سفیر انگریزی بھی بیچ میں کود پڑا اور وزیر اعظم ترکی سے کہا کہ جن بلغاریوں پر مسلمانوں کے قتل کا جُرم لگایا گیا ہے انہیں بلا مزید تحقیقات کے پھانسی نہ دیا جائے۔ وزیر اعظم ترکی نے جواب دیا آپ اطمینان رکھیں اس کی تحقیقات قسطنطنیہ میں کافی طور پر کیجائیگی۔ وزیر اعظم کی رعایا اور فوجوں کے سامنے کیا چل سکتی تھی باب عالی نے دوسرے ہی روز ایک حکم جاری کیا کہ ایڈریانوپل میں مجرم بلغاریوں کو سزا دیدی جائے۔
لندن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ترکی پولیس مجرموں کے گلوں میں رسّی باندھ کے لیگئی اور اُنہیں گھر گھر پھرایا محض اس غرض سے کہ شاید کوئی عیسائی زر فدیہ دیکے چھڑالے۔ مگر کوئی عیسائی خبر نہ ہوا اخیر یکم ستمبر کو ۳۳ بلغاری گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کرنے کے جُرم میں پھانسی دیدیئے گئے

مرحوم سلطان بہت ہی نرم مزاج اور نیک سلطان تھا کوئی فرد بشر اس سے ناراض نہ تھا تمام رعایا اور فوج خوش تھی۔ سلطان بڑا پرہیز گار اور محتاط تھا اس نے کبھی اعتدال سے باہر قدم نہیں رکھا اور نہ کبھی کسی منشی شے کا استعمال کیا جو کمزوریاں اور خطا کاریاں کسی زمانہ میں بھی سلطان سے سرزد ہوئی تھیں لوگ انہیں بالکل بھول گئے تھے اور اب سب ملکے سلطان مرحوم کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔

عثمان ثانی

سنہ ۱۷۵۴ء میں عثمان ثانی تخت نشین کیے گئے۔ جدید سلطان نے چاہا کہ دول یورپ سے اتحاد کرکے سلطنت کو ترقی دوں یہ حکمت عملی فی الواقع بہت ہی مفید تھی۔ لیکن یورپ کی حالت خود متزلزل ہو رہی تھی شہنشاہ چارلس ششم مرچکا تھا اور کوئی صورت یورپ کو آرام سے بیٹھنے کی نظر نہ آتی تھی۔
یورپ اس بات کی تاک میں لگا ہوا تھا کہ جس طرح ممکن ہو آسٹریا کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے باہم

اور پھانسیوں کا یہ سلسلہ کئی روز تک برابر جاری رہا۔ ان مجرموں کو ہر بازار کے وسط مقام پر اور ہر دکان کے آگے پھانسی دیجاتی تھی تاکہ لوگ عبرت پکڑیں اور اپنی گورنمنٹ کے خلاف بغاوت نہ کریں۔ یہاں مجرموں کو سزائیں دی جاتی تھیں اور روسیہ میں بیگناہ مسلمان بلا وجہ ستائے جا رہے تھے۔

روسیہ نے تمام کوہ قافی مسلمانوں کا مال و اسباب محض اس شک سے چھین لیا کہ کہیں یہ بغاوت نہ کر بیٹھیں اور انہیں جلا وطن کر کے ملک کے اندرونی حصّہ میں بھیجدیا۔ مسلمانوں کا جو کچھ سامان چھینا تھا وہ اپنی فوجوں میں تقسیم کر دیا۔ کسی مسلمان نے خفیف سی بھی بغاوت نہ کی تھی مگر ظالم گورنمنٹ نے وہ ظلم کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

موسم گرما کے اختتام پر ترکوں کی جنگی حالت میں بہت کچھ ترقی ہوگئی تھی اگر آغاز جنگ میں وہ ایسی تیز دستی دکھاتے تو ابتک کبھی کا روسیہ کو مار لیا تھا۔ انگریزی دولت نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ فتحمند خواہ کوئی کیوں نہو یہ ضرور ہوگا کہ اس نے ایسی معتدل شرطیں کر لی جائیں گی جن سے ہمارے مقاصد

تقسیم کر لو مگر ترکی اس بات پر راضی نہ ہوتی تھی اور صاف کہدیا تھا کہ جو حدود قائم ہوگئی ہیں اس سے میں آگے بڑھنا نہیں چاہتی۔ اخیر آسٹریا کے دعویداران سلطنت اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم جنگ شروع ہوئی ترکی معاہدہ کی رو سے اپنے عہد نامہ پر قائم رہی اور اس نے ایک قدم بھی آگے نہیں اُٹھایا حالانکہ آسٹریا کو ہضم کرنے کا یہ موقع بہت اچھا تھا معاملات سیاسیہ میں ایمانداری کو دخل دینے کے معنی ہیں بیوقوفی اور جہالت بغیر مکر و فریب اور جھوٹ کے امور سیاسیہ کبھی نہیں چل سکتے جس طرح ہاتھی کے دانت کھانیکے اُور اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں اسی طرح امور سیاسیہ کی صورتوں میں بھی فرق ہوتا ہی ظاہر کچھہ ہوتی ہیں اور باطن میں کچھہ ہوتی ہیں۔ جس طرح ترکوں نے ملکہ کیتھے رائن کے دم میں آکے روسی سلطنت کو چھوڑ دیا اسی طرح انہیں سلطان اور وزیر کی اعتدال سے زیادہ ایمانداری نے انہیں آسٹریا سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ یہ بہت اچھا موقع تھا سات برس تک مختلف دعویداروں تخت میں جنگ ہوتی رہی اور اس جنگ کا نام ہی "ہفت سالہ جنگ" ہو گیا ہی۔ آسان ترکیب یہ تھی کہ ایک دعویدار سے مل کے دوسرونکو مار کے

برقرار رہیں اور کسی دولت کو بھی نقصان نہ پہنچے۔
اسی اثنار میں ایک ترکی اخبار نے مسٹر لیبارڈ کو خطاب کرکے ایک مضمون لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔
"خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ترکی نے اس بات کو ثابت کردیا کہ ترکوں میں جنگی روح باقی ہے۔ اور عثمانیوں کو یقین ہے کہ وہ روسی حملہ کو کامیاب نہونے دیں گے۔ روسیہ نے محض ذاتی اغراض حاصل کرنے کے لئے ہمیں اعلان جنگ دیا ہے اور ڈیڑھ صدی کی وہ آرزو پوری کرنا چاہتا ہے جو دردانیال کے ساتھ وابستہ ہے یعنی اُس کی غرض یہ ہے کہ دردانیال سے گزرنے کے لئے اُسے آزادی مل جائے اور وہ جب چاہے اپنے جنگی جہاز لاسکے۔ اور اس صورت سے تمام بحیرہ روم اس کے قبضہ میں آجائے۔ اگر اس کی یہ آرزو پوری ہوگئی تو تمام دنیا اس کے قدموں پر پڑی ہوئی نظر آئے گی اب تو راستہ ایک ایسی دولت کے قبضہ میں ہے جس کی حکمت عملی مرنجان مرنج ہے اور وہ کسی پر بھی حملہ کرنا نہیں چاہتی۔ افسوس ہے انگلستان نے صاف جواب دیدیا کہ وہ نہ ترکوں کی طرفداری کریگی نہ روسیہ کی اور اسی غرض سے اس نے خلیج بسیکا پر بیڑہ جہازات روانہ

نکالدیتے اور پھر کل ملک پر قبضہ ہوجاتا۔ مگر اتنی عقل بدقسمتی سے ترکوں میں نہ تھی ورنہ حالت کا سنبھل جانا بہت آسان تھا۔
اس سلطان کے وقت میں کوئی سنگین واقعہ نہیں ہوا سوائے ایک واقعہ کے کہ حاجیوں کے قافلہ کو جو مکہ سے آرہا تھا بدّوؤں نے لوٹ لیا۔ مگر یہ غمناک خبریں اس وقت پائے تخت میں پہنچی نہیں کہ سلطان کی اچانک وفات ہوچکی تھی۔ تمام شہر نے حاجیوں کے قافلہ کے لٹ جانے کا بہت افسوس کیا اور اپنے سلطان کے لئے بہت ماتم کرتے رہے کیونکہ اتنی جلد جلد یکے بادیگرے سلاطین کی وفات نہ صرف شاہی خاندان بلکہ تمام سلطنت کے لئے سخت اندوہ ناک تھی۔
"انا للہ وانا الیہ راجعون"

کر دیا ہے کہ جیسی مبٹھی سیر ویسے ناچار جب ترکی نے یہ دیکھا کہ ہر دولت نے ٹکا سا جواب دیدیا تو اس نے محض اپنی قوت بازو پر جنگ چھیڑ دی اور جب تک اس کے دم میں دم ہے اخیر تک جنگ کرے گی۔

ترکی پھر بھی خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسہ پر نہایت ثابت قدمی اور استقلال سے روسیہ اور بعض دول کا مقابلہ کر رہی تھی اور غالباً ترکی کے مدبر یہ تو خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ دول یورپ کی مخالفت ہمیں بغیر نقصان پہنچائے نہیں رہ سکتی لیکن پھر بھی اس کی اولوالعزمی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا اور وہ اخیر وقت تک نہایت شجاعت سے اپنے موروثی دشمن روسیہ سے ہنبرد ہوتی رہی صوبوں کی بغاوتیں۔ روسیہ کی چیرہ دستی۔ مختلف صوبوں کا ہاتھ سے نکل جانا۔ یورپ کا دباؤ۔ خزانہ خالی۔ شائستہ فوجوں کی کمی یہ ساری وہ باتیں تھیں کہ ایک سلطنت قیامت تک اس سے اپنا پہلو نہیں بچا سکتی مگر خدا کے کارخانہ میں کسی کو دخل نہیں ہے جو زندوں کو مردہ کرتا ہے اور مردوں کو روح پھونک کے زندہ کرتا ہے اسی خدا نے ترکی کو ایسی حالت سے نجات دی کہ اس کا بالکل فیصلہ

ستائیسواں باب ۲۷

مصطفےٰ ثالث چھبیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۷۵۷ء سے ۱۷۷۴ء تک

زمانہ صلح میں مصطفےٰ ثالث کی تخت نشینی۔ سلطان کے زیر سال حکومت میں مشکلات کا پیدا ہونا۔ روسیہ کا پولینڈ پر حملہ کرنا۔ ترکی خدمات۔ روسیہ سے جنگ۔ مجمع الجزائر میں ترکی اور روسی جنگی جہازوں کی جنگ۔ شہر طاشمی کا معہ اپنے سامان جنگ اور قلعوں کے فتح ہونا۔ روسیہ کی ڈینیوب میں کامیابی۔ کریمیا کا ہاتھ سے نکل جانا۔ ترکی فوجوں کا مصر بھیجا جانا۔ علی بے کی گرفتاری۔ سلطان کی وفات۔

احمد ثالث کے بچوں میں سب سے بڑا لڑکا جو زمانہ دراز سے قید چلا آتا تھا تخت نشین کیا گیا

ہوچکا تھا پھر اس کے بعد ترکی اخبار لکھتا ہے " سب سے پہلے روسیہ نے نہایت دغابازی اور فریب سے ہمارے ملک میں بغاوت کرادی تاکہ ہم بالکل برباد ہوجائیں اور جب اس نے جنگ کرکے ہمارے بعض صوبوں پر قبضہ کرلیا وہاں اس قدر ظلم کر رہا ہے کہ سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اس پر بھی انسانیت کے دلدادہ یورپ نے جو مرکز تہذیب و تمدن ہے کچھ بھی روسیہ کو ان مظالم سے نہ روکا بلغاری باغیوں نے جس بے رحمی سے نہتھے سلمانوں کو قتل کیا ہے اسے یورپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے مگر ان بے رحمیوں اور قصائی پنے پر یورپ نے ذرا بھی کروٹ نہیں بدلی۔ روسی ہمدردی کا اقتضا یہی ہے کہ اپنی سلطنت کو وسعت دے۔ غالباً روسیہ کی اس حکمتِ عملی کو تمام یورپ اچھی طرح سے جانتا ہوگا اگر دردانیال پر روسیہ کا قبضہ ہوگیا تو یورپ خوب سمجھ سکتا ہے کہ اس کی جان ہمیشہ خطروں میں پڑجائے گی بغیر دردانیال پر قبضہ کئے روسیہ اپنے شمالی ہمسایوں سے کبھی کامیاب جنگ نہیں لڑسکتا۔ کہاں ہیں وہ عہدنامے جو روسیہ نے کئے تھے۔ کیا اس میں دول یورپ کی حقارت نہیں ہے

سلطان بڑا محنتی اور ہنر مند تھا اس کی قابلیت علمی تمام یورپ میں مسلم ہے اس سے بہتر علوم و فنوں کا شائق اور کم دیکھنے میں آیا ہے۔ نہایت منصف۔ نہایت عادل اور اول درجہ کا متقی اور مذہبی تھا۔ جب وہ تخت نشین ہوا ہے تو اس نے سلطنت کی ترقی میں اس قدر کوشش کی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس سے بہتر تختِ ترکی پر دوسرا سلطان نہیں موزوں ہوسکتا۔

یہ معلوم ہوگیا تھا کہ جدید سلطان ترکی میں تازہ جان ڈالدے گا۔ رعایا امید بھری نظروں سے اپنے سلطان کی طرف دیکھنے لگی اور اسے یقین ہوگیا کہ اب اس کے اچھے دن آگئے۔

سب سے پہلے سلطان نے بڑے بڑے محکموں کی اصلاح کی جن کی حالت ان کے والد کے وقت میں بہت ہی ابتر ہوگئی تھی۔ اور یہ اصلاح گویا ترقی سلطنت کے لئے فال نیک تھی۔ تمام قوانین سلطنت میں ترمیم کی اور انصاف سے مقدمات کے فیصلہ کرنے کی بنیاد ڈالی۔ محلسرائے میں صدہا عہدوں کی تخفیف کردی جن کی وجہ سے سلطنت کا روپیہ برباد ہو رہا تھا۔

کہ روسیہ نے کل عہدناموں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور مطلق کسی شرط کی پروا نہیں کی۔ یورپ کا فرض ہے کہ عہد ناموں پر کاربند ہونے کے لئے روسیہ کو مجبور کرے تاکہ قوتوں کا پیمانہ برابر رہے اور یورپ کے امن میں کوئی خلل نہ پڑے!!
ترکی اخبار کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی تھا جس میں یہ مضمون تھا" ہم نے لارڈ بیکنسفیلڈ کی اسپیچ کو پڑھا جو انہوں نے بیت امرا میں دی تھی اور جس اسپیچ سے ترکی کو بہت صدمہ ہوا۔ ترک نہایت افسوس سے دیکھ رہے ہیں کہ جو حکمت عملی انگلستان کی پشتہا پشت سے چلی آتی ہے اسے نظرانداز کیا جاتا ہے۔
لارڈ صاحب نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا آیا برطن اعظم روسی قبضہ سے مزاحم ہوگی اور محض حق اور انصاف کو مدنظر رکھ کے روسیہ سے جنگ کرے گی صرف لاٹ صاحب نے اتنا فرمایا ہے کہ برطن اعظم خاموش رہے گا اور کسی کی طرف نہیں ہونے کا لیکن یہ شرط لگادی ہے کہ اگر روسیہ دردانیال نہر سوئز اور خلیج فارس کی طرف باگیں نہ اٹھائے گا ہمیں پھر اسکی

کل فضول اخراجات کو بالکل بند کردیا جس سے خزانہ سلطنت دبا چلا جاتا تھا جب رعایا نے یہ اصلاحیں نظر کیں تو اس کی امیدیں بندھ گئیں اور وہ سمجھ گئی کہ ہماری ترقی کا نیا زمانہ شروع ہوا ہے اور اب ہمیں من مانی مرادیں ملیں گی۔
مصطفےٰ کی سلطنت کا پہلا سال تو نہایت اطمینان سے گزرا۔ وزیر اعظم راغب محمد پاشا نہایت روشن دماغی اور لیاقت سے سلطنت کے کام کرتا رہا۔ یہ تھا ہی نہایت قابل شخص اور امور سیاسیہ کے سمجھنے میں اسے دخل بھی بہت تھا۔ سلطان کا اس روشن دماغ وزیر پر بھروسہ بھی بہت تھا اور اسی بھروسہ کی وجہ تھی کہ سلطان نے اپنی سگی بہن سے وزیر اعظم کی شادی کردی۔ ترک اور ان کے ہمسایے بالکل امن میں تھے اور کسی قسم کا کوئی فساد سرحد پر نہ تھا کہ اسی اثنا میں یعنی ۱۷۶۳ء میں آگسٹس ثالث شاہ پولینڈ کا انتقال ہوگیا۔ اسکی انتقال نے امن کی بنیادوں میں زلزلہ ڈالدیا۔ روس نے پول والوں کے اندرونی معاملات میں دخل دیا اور کہا کہ ہمارے انتخاب سے شاہ تجویز کیا جائے۔ باب عالی نے روسیہ کو ڈانٹا

کارروائی سے کچھ سروکار نہیں ہے اور جو ان تین چیزوں کی طرف اس نے آنکھ بھر کے بھی دیکھا تو پھر ہم سمجھ لیں گے لیکن یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ روسیہ قسطنطنیہ اور دردانیال سے اس وقت کہ بلقانی ریاستیں آزاد ہو جائیں کچھ مزاحمت نہیں کرنے کا مگر افسوس ہے یہ خیال نہیں کیا گیا کہ جب بلغاریہ آزاد ہو گیا تو وہ مستقل طور پر ایک روسی صوبہ بن جائے گا اور کسی آیندہ جنگ میں اسی صوبہ میں سے ہو کے جو بلقان کے جنوب تک ڈینوب کے ساحل راست پر پھیلا ہوا ہے ترکی پر حملہ کرکے اس کے قلب میں چلا آئے گا اور ترکی کو سخت صدمہ پہنچائے گا۔ پھر کب سمجھ میں آسکتا ہے کہ جب ترکی اس طرح اپنی محفوظ سرحدوں سے محروم کردی گئی دردانیال اور قسطنطنیہ بچ سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے خواہ ترکی فتحمند ہو یا شکست یاب اس کے قدیمی دوستوں کو سخت افسوس کرنا پڑے گا لیکن یہ افسوس بعد از وقت ہو گا۔ پھر چاروں طرف سے یہ آواز آئے گی۔

"گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر"

کہ تو پولینڈ میں دست اندازی کرنے کا حق نہیں رکھتا اور شکایت کی کہ تو نے کیوں پولینڈ کی سرحدات پر فوجیں جمع کرلی ہیں۔ روسیہ نے اس پر کچھ بھی توجہ نہ کی بلکہ اس کا جواب یہ دیا کہ ترکی کے بعض صوبوں میں مشکلات پیدا کردیں۔ چارجیا اور سانٹی نگرو میں غدر ہو گیا اور کریمیا میں بھی بغاوت کے آثار پیدا ہونے لگے۔ قسطنطنیہ میں روسیہ کے خلاف سخت جوش پیدا ہو گیا اخیر ۴ را کتوبر ۱۷۶۸ء میں وزرائے ترکی کا جلسہ ہوا جس نے متفق اللفظ یہ رائے دی کہ روسیہ کو اعلان جنگ دیدیا جائے۔

جاڑا شروع ہو گیا تھا اور اب ترک جنگ کی پوری تیاری نہ کر سکتے تھے۔ سردی کی وجہ سے ایشیا سے فوجیں نہ آسکتی تھیں اور اسی لئے دینا ستر اور ڈینوب پر جنگ شروع کرنے میں تامل کرنا پڑا۔ روسیوں نے اس تامل سے فائدہ اٹھا کے خوب جنگی تیاری کرلی اور یورپ اور ایشیا کی شمالی سرحدات کے کونے کونے پر فوجیں ڈالدیں۔ ترکی سرحدی قلعجات کی اعلان جنگ ہونے کے وقت اچھی حالت نہ تھی خیال یہ تھا کہ موسم سرما ختم ہونے پر ترک تیاری کرلیں گے

یہ کچھ تعجب کی بات نہ تھی کہ ترکی مدبر آیندہ خطروں کو اچھی طرح دیکھ رہے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر ایک طرف سے حملہ کو روکا جاتا ہے تو ڈینیوب کے جنوبی سواحل پر روسی ٹڈی دَل فوجیں برابر جمع ہوتی چلی جاتی ہیں اور ہر ہفتہ روسیہ کی فوجی قوت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دوسرے اطراف میں بھی ترکی کو پریشان ہونے کی کافی وجوہات تھیں۔ جو عارضی فتوحات ترکوں کو بانی ٹگرو اور ہرزگوینیا میں ہوئی تھیں اب وہ ختم ہو چکی تھیں اور قلعجات نیس جن کا محاصرہ کئی مہینے سے روسیوں نے کر رکھا تھا، دسمبر کو فتح ہو چکے تھے۔ اب زیادہ مزاحمت نہ ہو سکتی تھی سوائے اس کے کہ جانوں کا شدید نقصان ہوتا۔ لوگ اپنی کوششوں میں شکستہ خاطر ہو گئے تھے اور بانی ٹگرو والوں نے پہاڑوں کی تمام بلندیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

کچھ دن تک باہم معاہدوں کا سلسلہ جاری رہا اور اخیر تاریخ سے پھر گولہ باری شروع ہوئی۔ ناچار ترکوں نے شہر کی مغربی پہاڑیوں کو بالکل خالی کر دیا اور اس طرح تمام سرحدیں جن سے کافی حفاظت ہو سکتی تھی کے ہاتھ سے نکل گئیں۔ شہر والوں نے تو صاف انکار کر دیا کہ ہم جنگ

لیکن موسم بہار میں بھی اُن سے کچھ نہ ہو سکا۔

برلن اور وائنا کی دولتوں نے بیچ بچاؤ کرنا چاہا مگر کچھ کام نہ چلا۔ روسیہ نے ایک لشکر پولینڈ روانہ کر دیا کہ وہاں فساد نہ ہونے دے لیکن جب لشکر نے جا کے دیکھا تو سوائے اس کے کچھ نہیں معلوم ہوا کہ کہیں خون بہہ رہا ہے اور کہیں آگ کے شعلے اُٹھ رہے ہیں۔ تخت کے دعویداروں میں ملکی جنگ شروع ہو گئی تھی اور شہر کی حالت سخت رحم کے قابل تھی۔ جب آسٹریا اور جرمنی نے یہ نوبت دیکھی تو ان دونوں نے پولینڈ کے کئی صوبے دبا لئے۔ فرانس۔ اسپین اور انگلستان نے بہت روکا کہ ہائیں ہائیں یہ کیا کر رہے ہو کیوں اس بیچارہ کا تکا بوٹی کئے جاتے ہو مگر کون سنتا ہے وقت یہ تھی کہ پولینڈ کے جانے کے لئے یہ سلطنتیں ایک طولانی جنگ چھیڑ نہ سکتی تھیں۔ پول والوں نے ہالینڈ سے درخواست کی کہ تو ہی مدد دے مگر اس نے بھی کانوں پر ہاتھ رکھ کے کہا نا بابا مجھے اپنی تجارت ہی سے فرصت نہیں کہ میں مفت میں خونریزی پر آمادہ ہو جاؤں۔

عجب تماشا ہو رہا تھا آسٹریا۔ جرمن اور روسیہ یہ تینوں سلطنتیں مل کے پولینڈ پر حملہ آور ہوئیں۔

نہیں کرنے کے ہاں باقاعدہ فوج لڑتی رہی لیکن کچھ جوش وخروش سے نہیں لڑی اخیر اس نے بہت سے مورچوں سے قدم پیچھے ہٹا لیا جب ان مورچوں پر محاصرین کا قبضہ ہوگیا تو انہوں نے چاروں طرف ہلالی صورت میں توپیں نصب کرکے فیر کرنے شروع کئے۔ ترکی قلعہ اب تک بچا ہوا تھا لیکن جب چاروں طرف سے گولہ باری ہوئی تو ترک سخت پریشان ہوئے۔ شہزادہ میکی ٹانے افسر قلعہ کو کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمیں قلعہ سونپ دوگے تو ہم تم سے اچھا برتاؤ کریں گے ترکوں نے یہ موقع غنیمت جان کے بغیر کسی شرط کے قلعہ کو دشمن کے حوالہ کردیا۔ شہزادہ مذکور نے اجازت دیدی کہ تم ہتھیار سنڈگشکو کی طرف چلے جاؤ یہیں ترکوں نے جانا پسند ہی کیا تھا۔ یہ مقام جو ترکوں نے دشمن کے حوالہ کردیا بہت ہی نامور مقام تھا سلیمان پاشا نے اس مقام کے بچانے کی بہت ہی کوشش کی تھی لیکن ان سے کام نہ چل سکا۔ اس میں شبہہ نہیں کہ مانٹی نگرو کی فوج نے ترکوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور قلعہ فتح کرنے کے بعد انہیں زندہ سلامت نکل جانے دیا۔ مفتوح مسلمانوں سے کوئی مزاحمت نہیں اور کسی قسم کی بے امنی نہیں پھیلی۔ چھوٹی بڑی

پول والوں نے بڑی بہادری سے جنگ کی مگر بیچاروں کی ان تین دولتوں کے آگے کچھ چلی نہیں۔ اخیر استانیسلاس آگسٹس مجبوراً پولینڈ سے دست بردار ہوا۔ ترکی کا فرض تھا کہ پولینڈ کو بچاتی لیکن بیچاری کیا کرے کہ اس نے پولینڈ کی حفاظت کے لئے اس وقت تلوار اٹھائی جب وہ اس قابل نہ تھی اور نہ اس کا زمانہ موافق تھا۔

۱۷۶۸ء کے اختتام پر ملکہ کیتھرائن اور اس کے سپہ سالاروں نے جنگ کی بہت شدومد سے تیاری کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لاکھ زبردست فوج بالکل تیار ہوگئی کہ کبھی حکم سے میدان جنگ میں آسکے۔ اور موسم بہار شروع ہوتے ہی بغیر کسی پس وپیش کے جنگ چھیڑدے۔ اس فوج کو تین ڈیویژنوں میں تقسیم کیا۔ پہلا ڈیویژن شہزادہ گلٹیزن کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا جس نے بڑھتے ہی شہر خوزن کا محاصرہ کرلیا اور جب کامیابی ہوگئی تو مالڈیویا پر قبضہ کرلیا۔ اس پر قبضہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی فوجوں کی آمدورفت بالکل بند ہوگئی۔ دوسرا ڈیویژن کونٹ رومانف کی ماتحتی میں اکرانی کو بچانے کے لئے روانہ کیا گیا کہ تاتار اس پر حملہ نہ کرسکیں۔

انیس۱۹ توپیں دشمن کے ہاتھ لگیں جن میں بعض بالکل بیکار ہو گئی تھیں گوداموں میں بہت سا سامان خورونوش بھی ملا اس طولانی جنگ سے لوگ عاجز ہو ہو گئے تھے اب خاتمہ پر بہت خوش تھے کہ خدا نے آفت ٹالی۔

قلعہ خالی کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ ترکوں کے پاس گولہ باروت بالکل ہو چکی تھی اخیر میں انہوں نے یہاں تک کیا کہ پرانے کارتوسوں کو کھول کھول کے باروت کا کام لیا مگر یہ صورت کب تک چل سکتی تھی اخیر بیچاروں کو مطیع ہونا پڑا۔

مانٹی نگرو کی طرف سے تو لوگوں کی توجہ پھر گئی تھی کیونکہ وہاں کا قریب قریب خاتمہ ہی ہو چکا تھا ہاں بلغاریہ کی طرف دُنیا رجوع تھی اور یہاں نامور واقعات کا ظہور بھی ہو رہا تھا۔ بلغاریہ کے میدان جنگ میں صرف ترکی جنرلوں کی ناقابلیت سے روسیہ چیرہ دست ہوتا چلا آتا تھا سلیمان پاشا کی طرف سب کی نظریں لگی ہوئی تھیں اور تمام یورپ یہ خیال کر رہا تھا کہ اگر سلیمان نے پوری قابلیت اور اولوالعزمی سے کام لیا تو روسیہ کو سخت چشم زخم اُٹھانی پڑے گی مگر وہ بے فائدہ

اس میں ایک فوج محض کریمیا کی سرحدات کی حفاظت کے لئے علیٰحدہ مقرّر کر دی گئی۔ تیسرا ڈیویژن کوہ قاف کی سرحدات پر روانہ کیا گیا اور سپاہ سالار کو ہدایت کر دی گئی کہ جارجیا سے تربی زوند تک جو چھوٹی چھوٹی ریاستیں ترکوں کے ماتحت ہیں اُن میں غدر کرا دیا جائے۔

دوسری حکمت روسیہ نے یہ کی کہ البانیا کے مسیحی یونانیوں سے موریا اور خاص یونان میں غدر کرا دیا۔ اس کے بعد روسیہ نے اس بغاوت سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے بیس جہازوں کا ایک جنگی بیڑا مجمع الجزائر روانہ کیا۔ اور ان جہازوں میں سامان رسد اور حرب کثرت سے بار کے یونانیوں کو پہنچا دیا اور چند جہاز ان سے اُتر کے بحر اسود میں روانہ کئے تاکہ ترکی آمد و رفت کا راستہ ایشیا اور کریمیا سے بند کر دے۔

ترک تیس برس کی علی التواتر جنگوں سے بالکل تھک گئے تھے اور اب انہیں ایسے خوفناک دشمن سے جنگ کرنے میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ معلوم نہوا۔ تو بھی کچھ جہاز اور فوج روانہ کی کہ بڑھتے ہوئے دشمن کی سدِّ راہ ہو لیکن آمادگی، شوق اور اولوالعزمی کچھ بھی ظاہر نہ کی۔

شپکا پر ترکوں کو کٹواتا رہا اور اس نے کسی دوسری طرف کا مطلق خیال نہ کیا۔
وسط اگست تک تو ایسی مُردہ دلی کا سلیمان اظہار کرتا رہا کہ ہر طرف سے اس پر لعنت پڑنے لگی ہاں ستمبر میں جاکے اس نے کچھ ہاتھ پیر ہلائے تھے۔ ۱۷ ستمبر کی صبح کو ترکی لشکر روسی فوج کے بازوئے چپ کے بہت قریب پہنچ گیا تھا۔ ترکی سپاہ سالار کا تو یہ خیال تھا کہ میں اچانک روسی فوجوں پر گر کے ان کا قلع وقمع کردوں گا مگر روسیوں کو خبر لگ گئی کہ ترک بڑھے چلے آتے ہیں۔ خبر پاتے ہی کل روسی فوجیں تیّار ہوگئیں۔
روسی کپتان نے ترکوں کو آگے آنے دیا جب وہ پچاس قدم کے فاصلہ پر رہ گئے تو بندوقوں کی باڑیں ماردیں ترکوں نے قدم پیچھے ہٹا لئے اور گھنٹہ بھر کے بعد پھر حملہ آور ہوئے اور پھر پس پا ہونا پڑا۔ پھر سہ بارہ حملہ کیا اور اب کے بھی پس پا ہونا پڑا۔ دن بھر زبردست لڑائی تو ماؤنٹ نکولس پر درہ شپکا میں ہوئی تھی۔ پہلے تو ترک گولہ باری کرتے رہے اور اس کے بعد نہایت دلیری سے اپنے دشمنوں پر بڑھے روسی بہت مستعدی سے فیر کئے جاتے تھے لیکن

معلوم ہوتا تھا کہ زبردستی جنگ میں دھکیلا جا رہا ہے مگر وہ جانا نہیں چاہتے۔
اخیر وزیر اعظم امین محمد ترکی فوجوں کا سرکردہ بن کے میدان جنگ میں آیا۔ مگر افسوس یہ تھا کہ وزیر اعظم اس اعلیٰ عہدے کے قابل نہ تھا فنون جنگ میں اُسے خاک مہارت نہ تھی اور نہ کبھی تجربہ حاصل کیا تھا۔ وزیر نے سب سے پہلے مالڈیویا کو تاخت وتاراج کیا صرف اس نظر سے کہ پولینڈ میں پہنچ جانے کا بہت اچھا موقع ملے گا۔ چند معمولی لڑائیوں کے بعد خوزن کے گرد ونواح میں روسی شہزادہ کی فوج سے وزیر اعظم کا مقابلہ ہوگیا۔ خوزن پر روسی قبضہ ہوچکا تھا اور اس قبضہ سے مالڈیویا اور ولاچیا کے حصّہ کے روسی مالک بن بیٹھے تھے اور اور جس فتح کی تکمیل موسم سرما ۱۷۶۹ء میں کونٹ رومانف کرچکا تھا۔
۱۷۷۰ء کی جنگ کا آغاز جنوب کی طرف سے ہوا۔ روسی بیڑا جہازات ساحل موریا پر پہنچا۔ یونانی سخت بے چینی سے روسیوں کا انتظار کر رہے تھے اور انہوں نے روسیہ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم یہاں آجاؤ گے تو ہم تمہاری مددگار بن گے۔ امیر بحر نے یونانیوں کے بھروسہ پر

ترکوں نے کوئی پروانہ کی اور ایک مورچہ سنگینوں کی نوکوں پر فتح کر لیا۔ ترکی حملہ آور فوج کی تعداد تین ہزار تھی اس شجاعت اور بہادری سے قدم آگے بڑھایا کہ جہاں قدم ٹکا گچ کی طرح جم گئے کیا مجال ہے جنبش ہو سکے۔ روسی نہ صرف توپوں کے فیر کر رہے تھے بلکہ گولیاں بھی برسا رہے تھے مگر شاباش ہے کہ اس بوچھاڑ پر بھی ایک انچ اُن کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ جس چٹان پر ترک چڑھ رہے تھے وہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا ایک تو ایسا دشوار گزار مقام اور پھر گولے اور گولیوں کا برسنا ایک غضبناک نظارہ تھا بڑے بڑے آزمودہ کار بہادروں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے۔ اخیر سخت خونریزی کے بعد ترکوں نے اس چٹان پر قبضہ کر لیا۔ جوں ہی چٹان پر پہنچے سامنے سے گولوں اور گولیوں کا مینھ برسنے لگا۔ اب ترکوں کو سخت پریشانی ہوئی کئی گھنٹے تک وہ روسی توپوں اور بندوقوں کا جواب دیتے رہے مگر افسوس ہے کہ اُن کو مدد نہ پہنچائی گئی۔ روسیوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا اور ناچار ان بہادر ترکوں کو شب ہوتے ہی واپس آنا پڑا۔

موریا میں فوج اتار دی۔

اس شکست کے بعد روسی بیڑہ جہازات مجمع الجزائر میں روانہ ہوا اور مقام سنگو کے قریب ترکی جنگی جہازوں سے مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ جنگ ہوئی مگر ترکوں کو شکست ملی۔ جب جہازوں میں جنگ ہو رہی تھی دونوں سلطنتوں کے امیر بحروں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا دست بدست جنگ شروع ہوئی دونوں کے جہاز بالکل مل گئے تھے یہاں تک کہ روسی جہاز میں آگ لگ گئی۔ چونکہ ترکی جہاز قریب ہی تھا اس لئے وہ بھی نہ بچا اور اس میں سے بھی شعلے اٹھنے لگے۔ آگ بھڑکتے بھڑکتے یکایک روسی جہاز اُڑ گیا چھ سو بحری سپاہی معہ امیر البحر کے جلکے خاکستر ہو گئے ترکی امیر البحر بھی سخت مجروح ہوا لیکن وہ تیر کے کنارہ پر زندہ بچ آیا۔ اخیر میں ترکی جہاز بھی اُڑ گیا۔

ترکی شکستہ بیڑا بندر چشمے پر پہنچا اور وہاں توپیں نصب کیں تاکہ دشمن کے پنجے سے اس کی پوری حفاظت ہو سکے۔ اس کے بعد ترکی جہازوں سے پھر مٹھ بھیڑ ہوئی۔ جنگ شروع نہ ہوئی تھی کہ یکایک ترکی جہازوں میں آگ لگ گئی اور سب جلکے خاکستر ہو گئے۔ اس وقت تمام مجمع الجزائر پر روسی

لوٹتے ہوئے چٹانوں سے نیچے اترکے شکست یاب سپاہی اپنے ساتھیوں سے مل گئے۔ دن کی جنگ کا نتیجہ صرف اسی قدر ہوا کہ یکایک ہزار مقتول و مجروح اور غائب ہوگئے۔ یہ بلاشک ایک تعجب کی بات ہے کہ تمام لشکر میں یکایک پریشانی کے آثار نہیں معلوم ہوئے۔ رات کو بہت تیز ہوا چلتی رہی۔ درختوں میں سے ہوکے فوج کی روانگی اور ہوا سے پتوں کا کھڑ کھڑانا سلیمان پاشا کی پریشانی فوج کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔ باشی بزوقوں کی حالت بہت ہی پریشان ہوگئی تھی اور یکایک ان میں کچھ ایسی گھبراہٹ چھائی کہ وہ افسروں کے ہاتھ سے بھی نکل گئے اگر شایستہ ترکی فوج نہ آجاتی تو محض ناممکن تھا کہ وہ اپنی حالت پر قائم رہتے۔ جو فتوحات سلیمان پاشا کو پہلے ہوئی تھیں ان سے تمام یورپ میں ان کی بڑی واہ واہ ہوگئی تھی انہوں نے خود بذریعہ تار برقی قسطنطینیہ میں اطلاع بھی دی تھی کہ میں نے سینٹ نکولس فتح کرلیا۔ باب عالی نے یہ خبر اپنے کل سفیروں کو بھیج دی تھی اور سب سلیمان پر پورا بھروسہ کرنے لگے تھے مگر اس ناکامی نے تمام ترکی وزیروں کو سلیمان کی طرف سے بدگمان کردیا۔ اور یہ آواز بلند ہونے لگی "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"

قبضہ ہوگیا تمام جزیرے روسیوں نے لیلئے اور جس سے ترکی تجارت کا بالکل ستیاناس ہوگیا۔ نواح ڈینیوب میں بھی روسیوں کو ایسی ہی شاندار کامیابی ہوئی۔ ترکی فوجوں نے کیلا۔ اکرمان اور اسمعیل مقامات کو ہاتھ سے کھودیا اور کل قلعے یکے بادیگرے روسیوں کے قبضہ میں آگئے لیکن بسرابیا میں بندر برتا تاروں نے روسی فوجوں کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا اور یہاں روسیوں کو بہت ناک چنے چبانے پڑے۔ دو مہینے تک روسی محاصرہ کئے پڑے رہے اخیر ۲۷ ستمبر ۱۷۷۰ء میں روسیوں نے عام حملہ کیا اور قلعہ کی فصیلوں پر سیڑھیاں لگا کے چڑھ گئے قلعہ کو فتح کرکے شہر میں گھس گئے تاتاروں نے اب بھی دل نہ ہارا تھا ہر شاہراہ میں خوب کٹا کٹ کرکے لڑے۔ یہ لوگ کل شہری تھے اور ان میں ایک بھی سپاہی نہ تھا جب تک کہ نصف آبادی سے زیادہ قتل نہ ہوگئے شہر پر روسیوں کا قبضہ نہ ہوا۔

جب مجمع الجزائر اور ڈینیوب میں ترکوں کی بحری اور بری فوجوں کو اس طرح شکست ملی تو تمام صوبوں میں آزادی کی ہوا چل گئی اور آزاد ہونے کے لئے انہوں نے یہ موقع بہت ہی اچھا پایا۔

چند روز گزشتہ سے محمد علی کی فوجوں نے وادیٔ لم پر شہنشاہ زادہ روسیہ کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور خرگوشوں کی طرح اس کی فوجوں کو بھگائے پھرتا تھا۔ اگست کے اخیر اور ستمبر کے آغاز میں جو فتوحات عثمانیوں نے حاصل کی تھیں اُن سے تمام ملک پر جو کاراستے لم سیاہ تک پھیلا ہوا ہی ترکو نکا قبضہ ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے شہنشاہزادہ روسیہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جانترا پر بھاگ کے چلا آیا تھا لیکن اس کی فوج کا بہت بڑا حصّہ مقام بیلا اور رستا سستر کے بیچ میں پڑا ہوا تھا اور اسکی فوج کے بازو ئے چپ نے اُن راستوں کی حفاظت کر رکھی تھی جو سسٹووا سے ڈینیوب تک جاتے ہیں اور بازوئے راست کا والم اور رینا کی لم سے عثمان بازار تک پھیلا ہوا تھا۔ فواد پاشا کا ڈویژن جو سیتا نکوئی پر جنگ کر رہا تھا بتاریخ ۱۵ ستمبر روسیوں پر نمایاں فتح حاصل کر چکا تھا۔ اسی اثنا میں نجیب پاشا کا ڈویژن مقام دودترا میں مقیم تھا سنا نکوئی سے جس کا فاصلہ بارہ میل تھا اور قریب بیس میل بیلا کے جنوب مشرق میں واقع تھا۔

مہینہ کی بیسویں تاریخ دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہوئی اور ۲۱ تاریخ شہنشاہزادہ روسیہ پر

علی بے جو گورنمنٹ مصر کا خاص رکن تھا تمام مصر کو دبا بیٹھا۔ اور اس کامیابی کے بعد فوجیں لیکے شام میں داخل ہوا اور یہاں سینٹ جین ڈی اکری کے گورنر سے مل گیا۔ بہت سے خاص خاص شہر اس نے فتح کر لئے اور خود شہر حلب سے بہت کچھ تاوان جنگ لیا۔

روسیوں کی ان نمایاں فتوحات کی وجہ صرف ترکی سپاہ سالاروں کی ناتجربہ کاری اور دولت علیہ عثمانیہ کی بے انتظامی تھی اگر ترکی سپاہ سالار کچھ بھی تجربہ کار ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ روسیوں کو فتح حاصل ہوتی۔ ۱۷۷۲ء میں اخیر دونوں جنگجو قوموں نے شہنشاہ جرمنی اور شاہ پروشیا کو پنچ مقرر کیا اور اقرارنامہ ہو گیا کہ جو کچھ شہنشاہ فیصلہ کرے گا ہم دونوں فریق اُسے قبول کر لیں گے۔ ولاچیا میں ایک جلسہ ہوا لیکن وہ جلسہ ٹوٹ گیا کیونکہ روسیہ نے اس بات پر زور دیا کہ جب تک کریمیا آزاد نہ ہو جائے گا اور بحر اسود میں مجھے جہاز رانی کی پوری اجازت نہ ملے گی میں معاہدہ نہیں کرتا۔ بہت دنوں تک یہی گفتگو ہوتی رہی پھر بوخرسٹ میں فیصلہ کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوئی۔ لیکن اس کمیشن کو بھی کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس نامہ و پیغام کے زمانہ میں ترک چپکے چپکے فوجی تیاریاں

محمد علی پاشا نے حملہ کیا۔ اس وقت روسی فوجوں کی تعداد پوری پچاس ہزار تھی اور اس فوج کا لشکرگاہ مقام چرکونا پر قائم کیا گیا تھا اس لشکرگاہ کا فاصلہ جانب جنوب غرب محمد علی کی فوج سے صرف چھ میل کا تھا۔ چونکہ محمد علی نے کوئی نمایاں فتح حاصل نہیں کی تھی اس لئے سلطان المعظم محمد علی کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے اور قسطنطنیہ سے برابر تار برقیاں چلی آتی تھیں کہ کیوں نہیں زار روس کی فوجوں کو پارہ پارہ کر دیا جاتا۔ اخیر محمد علی کو بھی جوش آ گیا اگرچہ اس وقت اس کی فوج شہنشاہزادہ کی نسبت بہت ہی کم تھی لیکن اس نے کچھ پروانہ کی اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ روسیہ کی پچاس ہزار فوج پر لوٹ پڑا۔

ترکی فوجیں کارالم اور ننیکالم ایک بلند قطعہ زمین قابض تھے۔ یہ قطعہ نو میل سے بارہ میل چوڑا تھا۔ ان کے مقابل میں جو روسی فوجیں مورچہ زن تھیں اُن کی تعداد پندرہ ہزار سے زیادہ تھی اور اُن فوجوں کا کمان افسر تاشیف جیسا بہادر سپاہ سالار تھا۔ تاشیف نے خوب مورچہ بندی کر رکھی تھی اور تمام فوج کو ایسا موقع موقع سے کھڑا کیا تھا کہ جدھر سے دشمن حملہ کرے گولیوں کا مینھ برسنے لگے

کرتے رہے جب انہوں نے دیکھا کہ روسی نہیں مانتے اور جا و بیجا دباؤ ڈالے چلے جاتے ہیں تو انہوں نے نئے سرے سے پھر جنگ شروع کر دی اور جنگی جہازوں کا ایک بیڑا بحر اسود میں بھیجا اور ڈینیوب کی فوجوں کو زیادہ قوی بنا دیا۔ جنگ شروع ہوئی اور اب کے ہر جنگ میں ترکوں ہی کو کامیابی ہوئی۔ روسیوں نے نہایت جوش سے سلسٹریا پر حملہ کیا مگر ان کی فوجیں کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالی گئیں۔

ان نمایاں کامیابیوں کے بعد ترکی فوج علی بے کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئی۔ قاہرہ کے قریب علی بے کی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ خوب لڑائی رہی اخیر علی بے کو کامل شکست ملی اور تمام صوبہ پر ترکوں کا پھر قبضہ ہو گیا۔

سلطان مصطفیٰ کی صحت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی تھی ایک دن اس نے عبدالحمید احمد کے آخری بیٹے کو بلا کے تمام سلطنت اُس کے سپرد کر دی اور خود سلطنت سے استعفا دیدیا۔ اور موجودہ حالت کے کل پہلو اپنے بھائی کو سمجھا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ روسیہ سے جنگ جاری رکھنا

۱۲ر تاریخ ٹھیک گیارہ بجے دوپہر کو محمد علی کی فوجیں آگے بڑھیں پہلے ترکی توپوں سے گولہ باری شروع ہوئی یہ گویا جنگ کی ابتدا تھی۔ مسلمانوں نے نہایت جوش اور جوانمردی سے سب سے پہلے تاشیف کے سنگین مورچوں پر حملہ کیا۔ تاشیف نے حکم دیا تھا کہ ترکوں کو آگے بڑھنے دو جب تک سو قدم کے فاصلہ پر نہ آجائیں فیر نہ کئے جائیں۔ چنانچہ روسی سپاہ نے حکم کی تعمیل کی جب تک دو سو قدم پر رہ گئے روسیوں نے گولیوں کا مینھ برسادیا الحفیظ والاماں ترکوں کی صفیں تتر بتر ہو گئیں اور انہوں جھاڑیوں میں واپس آنا پڑا۔ لیکن واہ رے شجاعت پھر سمٹ کے ترکوں نے حملہ کیا اور یہ حملہ اس سے بھی زیادہ بیجگری سے کیا گیا لیکن اب کے بھی وہ بالکل ناکام رہے۔ حد ہا مقتولین اور مجروحین نے زمین کو ڈھک دیا تھا اور ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ ترکوں نے کچکچا کے پھر تیسرا حملہ کیا اور اب کے بھی ناکامی ہمعنان رہی۔ ان ناکامیوں پر بجائے شکستہ خاطر ہونے کے ترکوں میں از سر نو جوش پیدا ہو رہا تھا اور وہ اسی خونخواری سے برابر حملے کئے جا رہے تھے پانچویں حملہ میں ترکی توپوں نے حرکت کی اور ایک ہی کی گولہ اندازی نے تمام روسی توپچیوں کو اڑا دیا۔

باعزت کی صلح کرلینا۔ اپنے بھائی کو سلطنت سپرد کرنے کے بعد مصطفےٰ زیادہ دن تک زندہ نہیں رہا اور یہ بے نظیر سلطان ۱۲ر جنوری ۱۷۷۴ء میں راہی ملک بقا ہوا۔ اس کی نیک مزاجی اور رحمدلی کو ترک اب تک یاد کرتے ہیں اور اس میں شک بھی نہیں کہ ایسا خلیق مشفق اور رحمدل سلطان ترکی میں ہوا ہی نہیں۔

سلطان مرحوم نے صرف سولہ سال اور پانچ مہینے سلطنت کی رعایا اور فوج کل اپنے سلطان پر جان دیتی تھی اور سلطان کو اپنا مہربان باپ سمجھتی تھی۔

اور روسی توپخانہ پر اس شدت سے گولہ باری کی کہ کسی روسی کی مجال نہ ہوئی کہ لاشوں کو توجا کے اٹھا لائے۔ روسی توپخانہ کا تو یہ یوں ستراؤ ہو گیا اب ترکوں نے اس محفوظ روسی فوج کی طرف منہ پھیرا جو پشتہ کے پیچھے مقیم تھی۔ گولہ باری سے اس فوج کے بھی اوسان باختہ کر دیئے بایں ہمہ ابھی تک ترکوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی۔ پانچ بجے سہ پہر ترکی پیادہ فوج نے حملہ کا رخ بدل دیا اور بجائے بازوئے راست کے بازوئے چپ پر حملہ آور ہوئی۔ صرف دس منٹ میں روسی فوجیں پراگندہ کر دی گئیں اور ترک صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اور اب روسیوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ مگر اس شجاعت کی داد دی جاتی ہے کہ مورچہ مورچہ پر جان توڑ توڑ کے جنگ کر رہے تھے اور قدم قدم پر اڑ رہے تھے اس وقت ان کی جنگ میں عجیب لطف آرہا تھا۔ دو شیر بالکل جوش اور غصہ میں بھرے ہوئے ایک دوسرے سے ہمنبرد ہو رہے ہیں اور ایک غضب برپا ہو رہا ہے۔ یہاں اچھے اچھے بہادروں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے مرد میدان لوگوں کی تلواریں چھٹ پڑی ہیں۔

اٹھائیسواں باب ۲۸

عبدالحمید اول۔ ستائیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۷۷۴ء سے ۱۷۸۹ء تک

چوالیس سال نظر بند رہنے کے بعد عبدالحمید کا آغاز سلطنت۔ ایشیائی صوبہ جات میں مشکلات کا پیدا ہونا۔ معاہدہ خوانز جی پر دستخط۔ روسیہ کا کریمیا پر قبضہ ہونا۔ مصر میں پیچیدگی کا آغاز۔ روسیہ سے جنگ۔ بحر اسود میں لڑائیاں۔ آسٹریا کا روسیہ کو مدد دینا۔ ترکوں کے ہاتھ کامل بربادی۔ عبدالحمید کی وفات۔

عبدالحمید ۱۷۲۵ء میں پیدا ہوئے اور اپنے بھائی مصطفیٰ کی جگہ ۱۷۷۴ء میں تخت نشین ہوئے چوالیس سال انہیں نظر بند رہنا پڑا۔ چھ سال ہی کی عمر میں محلسرائے میں مقید کر دیئے گئے تھے

یہ خونریزی ہو رہی تھی کہ ترکوں نے روسیوں کے قلب لشکر پر ایک دہواں دہار حملہ کیا مگر افسوس ہے کہ ترکوں کو قدم پیچھے ہٹانے پڑے خدا معلوم کہ شب کو کیا ہو گیا کہ کل ترکی فوج اس نہر سے پار جو اُس کے عقب میں تھی اُسی مقام پر چلی آئی جہاں سے روانہ ہوئی تھی یہ ایسا حیرت انگیز معاملہ تھا جو آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ خونریزی اور عثمانیوں کا جوش و خروش سب بے نتیجہ ثابت ہوا اور سوائے نقصان کثیر کے اس سے کوئی فائدہ نہوا۔ نجیب پاشا کی ماتحتی میں ترکی باقاعدہ فوج نہایت شجاعت سے لڑی جس کے لڑنے کی تمام یورپ داد دیتا ہے مگر افسوس ہے کہ وقت پر اس بہادر برگیڈ کو مدد نہ پہنچ سکی حالانکہ حسن پاشا مصری کنٹنجنٹ کے ساتھ موجود تھا اگر فوج پہنچ جاتی تو قطعی روسیوں کو مار لیا تھا مگر تقدیر کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے۔

یہ بات تو صحیح ہے کہ محمد علی کو دولت علیہ عثمانیہ نے حکم دیا تھا کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ بڑے پیمانہ پر جنگ کر کے تمام باتوں کا فیصلہ کر دینا چاہئے مگر اس جنگ سے محمد علی نے اپنی حالت ایسی نازک دیکھی کہ ۲۴ر تاریخ اُسے جانب شرق اور بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ شملہ میں

اور ایک زمانہ دراز تک کے بعد یکایک اس عظیم ترکی سلطنت کے تخت پر بیٹھنے کے لئے مدعو کئے گئے غنیمت یہ تھا کہ سلطنت میں زیادہ پریشانی نہ تھی۔

جدید سلطان نے وزرا میں خفیف سی تبدیلی کی اور خاص خاص وزیروں کو اُن کی جگہ پر برقرار رکھا۔ سلطان　　کو صلح کی بہت خواہش تھی لیکن وہ سمجھتا تھا کہ تلوار ہمیشہ امن اور صلح کی ضامن ہوا کرتی ہے اس لئے اس نے حکم دیا کہ ایک بڑے پیمانہ پر جنگ کی تیاری کی جائے۔ ممالک غیر سے بہت سے جنگی جہاز خریدے گئے اور بحری قوت بڑھائی گئی ایک بیڑہ جہازات کپتان پاشا کی سرکردگی میں مجمع الجزائر میں روانہ کیا۔ اور دوسرا بیڑہ بحر اسود میں۔

اپریل کے مہینہ میں سلطان کو ضرورت پڑی کہ فوج آگے بڑھائی جائے چنانچہ حکم ہوا کہ لشکر حملہ کے لئے تیار ہو۔ ڈینیوب کے سواحل پر ترکی فوجیں جمع ہوئیں تاکہ ہرسوواسے روسیوں کو نکال دیا جائے۔ لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی اُلٹا ترکوں ہی کا نقصان ہوا آخر ۲۱ر جولائی ۱۷۷۴ء میں وزیر اعظم کی کوشش سے ایک عہدنامہ مرتب ہوا جس کی شرطیں روسیہ کے زیادہ مفید تھیں۔

اس بات کا اعلان دیا گیا چونکہ ہم پر روسی فوجوں کے دلبا دل چھا رہے ہیں اور ترکی فوجوں کے پاس سامان خورد و نوش ہو چکا ہے اس لئے واپس آنا پڑا۔ اس میں شبہہ نہیں اگر محمد علی بہت جلد واپس نہ چلا آتا تو کل فوج برباد ہو جاتی۔ عثمانی سپاہ سالار کی یہ انتہا درجہ کی دانائی تھی کہ وہ اس کثیر تعداد ترکی فوج کو بچا لایا۔ شہنشاہ زادہ روسیہ کے پاس تازہ دم فوج کی مدد آگئی تھی اور چونکہ جانتر امیں اس فوج کا بہت ہی زور ہو گیا تھا اس لئے ہر سمت پر یہاں سے حملہ ہو سکتا تھا۔ وادی کے اس پار دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں پڑی ہوئی تھیں اور یہ وادی زیادہ سے زیادہ نصف میل چوڑی تھی۔ کچھ عرصہ تک جنگ پریشان ہوتی رہی۔ پہاڑی چوٹیوں پر سوائے خالی جھونپڑوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا کوہ قافی ادھر اُدھر دیکھنے کے لئے نکل گئے تھے کہ ترک کس طرف جا رہے ہیں۔ جب محمد علی واپس پھرے ہیں تو معاملات جنگ کی یہ کیفیت تھی جو اوپر بیان ہوئی۔

نصف اکتوبر تک موسم نہایت ہی خراب تھا۔ بارش اس کثرت سے ہو رہی تھی کہ الٰہی توبہ۔ گھر

عبدالحمید نے ان پریشانیوں کے مٹانے کا موقع دیکھا۔ اس نے نہایت سختی سے سلطنت کے ایشیائی صوبوں کی بغاوت فرو کر دی اور مفسدوں کو سزائے موت دی۔

شام اور مصر ہی میں بغاوتیں نہیں ہو رہی تھیں بلکہ بغداد اور بصرہ کو ایرانیوں نے فتح کر لیا تھا اور موریا پر روسیوں نے حملہ کر کے اپنے ملک میں ملا دیا تھا۔ جب روسیہ نے ترکوں کی ایسی پژمردہ حالت دیکھی تو اُسے دوبارہ جنگ شروع کرنے کا بہت اچھا موقع ملا۔ لاطائل اور غیر منصفانہ مطالبات سے باب عالی پریشان ہوا جاتا تھا۔ دبانے کی انتہا ہو گئی تھی۔ ترکوں کے عاجز ہونے اور ملک میں بغاوت پھیلنے سے روسیہ کو قدم آگے بڑھانے کی جرأت ہو گئی تھی۔ اخیر دو لڑنے سلطنتوں میں جنگ کی پھر تیاری ہونے لگی۔ فرانس نے فریقین کے پاس درخواست بھیجی کہ اگر آپ منظور کریں تو میں آپ کا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ چنانچہ فریقین نے اُسے منظور کر لیا ۱۲ رجون ۱۸۱۲ء میں معاہدہ ہوا اس معاہدہ کی رو سے روس کا کامل قبضہ کریمیا پر ہو گیا۔ اور تمام اس کے خوبصورت بنادر اور زبردست مقامات پر اس کا صلیبی نشان اڑنے لگا اور

تاریک بادلوں نے زمین کو ڈھانک لیا تھا۔ پریشانی یہ ہو رہی تھی کہ بارش کے بعد اگر کہر اٹھنا شروع ہوا تو راستے کیونکر دکھائی دیں گے اور ان پر توپیں کیونکر جا سکیں گی۔ موسم برسات ایک بہت ہی پہلے شروع ہو گیا تھا۔ اور اس سے فوجی نقل و حرکت کو سخت نقصان پہنچ رہا تھا۔ روسیوں کا دل ٹوٹا جاتا تھا اور ناکامی ان کی آنکھوں کے آگے مجسّم کھڑی ہوئی تھی۔ آغاز جنگ سے ۱۵ اکتوبر تک صرف یہ نتیجہ ہوا تھا کہ روسیوں نے ڈینوب کو عبور کر لیا اور قلعجات نکوپولس کو فتح کر لیا۔ علاوہ اور نقصانات کے صرف پچاس ہزار شائستہ فوج مقتول ہوئی۔ لاکھ ڈیڑھ لاکھ جانیں ضائع ہونے کے بعد روسیہ نے صرف ڈینوب کو عبور کیا اور نکوپولس کے بعض قلعے فتح کر لئے۔ اور بس۔

مختلف تاریخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روسیہ کے اس سے بھی زیادہ آدمی مقتول ہوئے بعض یورپی مورخ یہ لکھتے ہیں کہ ترکوں کے پاس جدید ساخت کی بریچلوڈنگ رئفل تھیں۔ اور روسیہ کی اکثر فوجوں کے پاس پرانے قسم کے ہتھیار تھے اور ان کی گولی بھی بہ نسبت ترکوں کے

ایشیا میں جزیرہ لوتن اور مشہور قوبان اس کی فوجوں کا بازگشت بن گیا۔ ان مقامات پر قبضہ کرنے سے بھی روسیہ کو اطمینان نہیں ہوا اور اس نے بلندی ایشیا کے ترکی یا ایرانی مقامات پر بڑھنے کی تیاری کی۔

کریمیا کے تاتاروں نے جب یہ دیکھا کہ روسیہ نے بالکل ہی قبضہ کر لیا تو وہ سب فساد پر آمادہ ہو گئے۔ فوجوں کے دَل بادل اُمنڈ پڑے تاکہ اس فساد کی آگ تلوار کے پانی سے بجھا دیں۔ باب عالی ان فوجوں کی نقل و حرکت سے چوکنا ہوا اس نے سرویا کی سرحد پر فوجوں کو روانہ کیا تاکہ روسیہ کو بحر اسود میں نہ آنے دے۔

روسی فوجوں نے تاتاریوں کے بچوں اور عورتوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا۔ اخیر ۱۲ جون ۱۷۸۳ء میں قسطنطنیہ روسیوں اور ترکوں کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے کریمیا کا کامل روسیہ کو دیدیا گیا اور ساتھ ہی اس کے مقامات کا کل ملک اس کے قریب کے حوالہ کر دیا گیا۔ اس عہد نامہ سے ترکوں کو چندے آرام کی صورت نظر آئی۔

دور نہیں جاتی تھی۔ روسی فوجوں میں دو بڑی قباحتیں تھیں ایک تو سامان خورونوش کا کافی انتظام نہ تھا۔ دوسرے طبی محکمہ ایسا ناکافی تھا کہ مجروحین کا بڑا حصہ بے مرہم پٹی کے تڑپ تڑپ کے مرگیا۔ فوج میں انجینیر بھی اعلیٰ درجہ کے نہ تھے۔ محکمہ خبر رسانی جس نے ۱۸۷۰ء کی جنگ میں جرمنی کو بڑا فائدہ پہنچایا تھا۔ روسیہ کے ہاں کافی نہ تھا۔ جب سلیمان پاشا نے درۂ شپکا پر حملہ کیا ہے تو روسیوں نے جو چند ہفتے سے وہاں قابض تھے تاریکی میں اپنے حملہ آوروں سے جنگ کی۔ ان ساری غلط کاریوں اور خرابی کی وجہ ہے کہ شہنشاہ روسیہ اوسان باختہ ہو گیا تھا کیونکہ اسکی فوج کا بہت بڑا حصہ کٹ چکا تھا۔ دوسرے موسم سرما کی آمد نے اس کے حواس منتشر کر رکھے تھے۔ اس وقت سلطان ترکی اور شہنشاہ روسیہ دونوں پریشانی میں مبتلا تھے۔ سلطان تو اس مصیبت میں تھے کہ تخت پر بیٹھتے ہی ان کے آگے جنگ عظیم کا دروازہ کھل گیا۔ اور شہنشاہ روسیہ اس بات سے خائف ہو رہا تھا کہ اگر یہی کیفیت چند سے اور رہی تو میری فوج کا ایک سپاہی بھی جانبر ہو کے سینٹ پیٹرسبرگ نہیں جاسکے گا۔

۱۸۵۳ء میں ملکہ کیتھرائن جدید مفتوحہ شہر خرسن کو دیکھنے کے لئے آئی۔ کریمیا میں انتظام کے لئے بہت سی فوجیں روانہ کی گئیں ترک یہ سمجھے کہ اسی بہانہ سے بے خبری میں ہم پر حملہ کیا جائیگا انہوں نے بھی جنگ کی تیاری شروع کردی اور جنگ مدافعت لڑنے کیلئے آمادہ ہو گئے۔ ملکہ کیتھرائن کو یہ سن کے سخت غصہ آیا اس نے فوراً الغیر کسی زبردست سبب کے اگست کے مہینہ میں اعلان جنگ دیدیا سلطان نے مقدس جھنڈے کو کھولکے حکم دیا کہ کل مسلمان مذہبی جنگ کے لئے اس کے نیچے چلے آئیں۔ بحر اسود میں لڑائی شروع ہوئی۔ روسی فوجیں بسرابیا اور مالڈیویا میں بڑھیں۔ آسٹریا اور روسیہ کی خوب دانت کاٹی دوستی ہو رہی تھی اس نے اپنی فوجیں روسیہ کی مدد کے لئے روانہ کیں۔ ترکوں کا پہلا مقصد یہ تھا کہ قلعہ کنبرن کو فتح کرلیں جو عہد نامہ کے بموجب روسیہ کو دیدیا گیا تھا۔ ترکی سپاہ سالار نے دریا کے کنارے کنارے اپنی فوجوں کو جمع کرلیا اور تدبیر یہ کی کہ دریا میں سے جنگی جہاز قلعہ پر گولہ باری کریں اور خشکی سے فوج حملہ کرے۔ روسیوں کو یہ تدبیر معلوم ہوگئی تھی انہوں نے پہلے ہی سے ترکی فوجوں پر حملہ کرکے انہیں چاروں طرف سے شکست دیدی

انگریزی سلطنت کی طرف سے بلقانی ریاستوں میں غربا کو امداد دینے کا انتظام مسٹر فارکٹ انگریزی قونصل جنرل کر رہا تھا۔ مقام کارا میں ترکی مقامی مجسٹریٹ یا مدبر کو اس نے سختی کے ساتھ لکھا کہ آپ سرکیشی یا باشی بزوقوں کے مظالم کی کیوں نہیں انسداد کرتے مدبر نے جواب دیا جو کچھ آپ فرماتے ہیں صحیح ہے۔ لیکن ان لوگوں کی تعداد اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ ان کا مطیع کرنا میرے قابو سے باہر ہے۔

مسٹر فارکٹ نے جواب میں لکھا "میں ترکوں کا دوست بن کے یہاں آیا ہوں اپنے ساتھ روپیہ اور سامان خورونوش لایا ہوں کہ ان مسلمانوں کی مدد کروں جو اس بے انصافانہ جنگ سے مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ میرے ہموطنوں نے انگلستان میں کثرت سے چندہ دیا ہے اور میرے کل ہموطن آپ کی فوجوں کی شجاعت کے بہت مداح ہیں کہ انہوں نے کیسے صعب ترین دشمن کا کس دلیری سے مقابلہ کیا میں نے اپنی ذمہ داری پر آپ کی اجازت سے فاقہ کش بلغاری عورتوں بچوں کو جو آپ کی حفاظت میں ہیں خوراک تقسیم کی ہے غرض صرف یہ ہے کہ ان مظلومین کی کسی طرح

گویا پہلا پالا روسیوں کے ہاتھ رہا۔

موسم سرما کے شروع ہوتے ہی جنگ رُک گئی اور اسی اثنا میں سوئٹزن اور روسیہ میں جنگ شروع ہو گئی جس نے ترکی کو چند سے آرام ملا۔

آسٹریا نے روسی مدد کے لئے فوجیں تو روانہ کر دی تھیں مگر ابھی تک باقاعدہ اعلان جنگ نہ دیا تھا کیونکہ اس کے ہینڈر لینڈ میں مشکلات پیدا ہو گئی تھیں۔ لیکن جوں ہی یہاں کی پریشانی کم ہوئی شہنشاہ یوسف والے آسٹریا نے فوراً ترکی کو بلا وجہ اعلان جنگ دیدیا اور حملہ کرکے صرف بوسینا اور سرویا ہی کو فتح نہ کیا بلکہ مالڈیویا اور ولاچیا پر بھی قبضہ کر لیا۔

ان پے درپے کی شکستوں کے بعد ترکی فوجوں نے ڈینیوب سے اُتر کے آسٹریا کے لشکر پر حملہ کیا بڑی بھاری جنگ ہوئی ترکوں نے دشمنوں کے دھوئیں اُڑا دیئے اور شکستوں کا انتقام لیلیا لیکن آسٹریا فوجیں پھر بڑھیں اور ترکوں کو شکست دیکے ڈوبنزا واقع کورآٹیا کو فتح کر لیا۔ اور جنگ کے ختم ہونے سے پہلے آسٹریا کی فوجیں بوسینا کے جگر میں گھس گئیں اور مقام نووی کا محاصرہ کرکے

جان بچ جائے۔

۱۸ ار دسمبر کو روسی فوج کا ایک دستہ بوچرسٹ میں ہو کے گزرا اور اس کے بعد بہت سی بٹالین روانہ کی گئیں ۱۷ ار تاریخ تک تو دو لڑائیوں میں ترکوں کا پانسہ زبردست رہا ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار کی تحریر کے مطابق ترکوں نے روسی مقامات کی کنجی پر قبضہ کر رکھا تھا مگر اخیر انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ چونکہ ان بیچاروں کو مدد نہ پہنچی وہ نہایت شجاعت سے جنگ کر کے پیچھے ہٹ گئے۔ صالح پاشا بریگیڈ کی تین بٹالین رات تک روسیوں کے دھواں دھار حملوں کا جواب دیتی رہیں۔ جب روسیوں کی تعداد دوچند سہ چند بلکہ چہار چند ہو گئی تو صالح پاشا نے پس پا ہونے کا حکم دیا فوج نے صاف انکار کر دیا اور اب سب نے یکزبان ہو کے یہ کہا۔

من آنگاہ عناں باز پیچم ز راہ ٭ کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ

یہ کہہ کے ترکوں کی اس مٹھی بھر فوج نے حملہ کیا چار گھنٹے تک سخت گھمسان کی جنگ ہوتی رہی اور اس بے جگری اور بے دھڑک دلیری سے ترک لڑے کہ روسیوں کی آنکھوں میں ترمرے پھرنے لگے

ترکوں کو بے دخل کر دیا۔

ادھر عثمانی فوجیں ٹرانسلوینیا میں کامیاب ہو رہی تھیں اور سلوونیا تک پہنچی چلی جاتی تھیں یہاں تک کہ ہنگیری پر حملہ کرنے کا ارادہ ہو گیا۔

شہنشاہ آسٹریا نے جب یہ رنگ دیکھا تو ایک بڑی فوج کا سرکردہ بن کے خود ترکوں پر حملہ آور ہوا۔ وادی سلاکیا پر فوجوں کا قیام ہوا اور اسی مقام کو لشکرگاہ بنایا یہاں سے گویا ترکوں پہ حملہ کیا جائے گا۔

علاوہ اور فوجوں کے خود شہنشاہ کی کمان میں اسی ہزار شائستہ سپاہ تھی۔ ترکی فوج وزیر اعظم کی ماتحتی میں اس کے مقابل خیمہ زن تھی۔ شہنشاہ کو اپنی زبردست فوج پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اس نے چاہا حملہ کر کے ولاچیا تک آگ لگا دوں۔ اس تجویز کو اس کے کل سپاہ سالاروں نے منظور کر لیا اور خیال تھا کہ صرف تین چار ہزار سپاہیوں کی جانوں سے یہ فتح خرید لی جائیگی۔ غرض ۲۰ ستمبر کو حملہ کرنے کی پوری تیاری ہو گئی کل سپاہ سالار شہنشاہ کے خیمہ میں احکام لینے کے لئے جمع ہوئے۔

روسیوں کو یقین ہو گیا کہ یہ مٹھی بھر فوج اُن کا ستراؤ کر دے گی چنانچہ روسی سپاہ سالار نے مزید فوج کی درخواست کی۔ روسی امدادی ذرائع بہت کافی تھے فوراً میدان جنگ میں بڑی دل فوجوں کا ہجوم ہو گیا مگر ترکی مدد کے لئے ایک سپاہی بھی نہ آیا۔ اس کا نتیجہ سوائے بالکلیہ بربادی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

محمد علی پاشا کو سخت اندیشہ ہوا کہ کہیں کل فوج کی جان خطرہ میں نہ پڑ جائے اس لحاظ سے وہ کاراکومی پر ایک ناکام جنگ لڑ کے ۱۳ ستمبر کا رالم سے عبور کر آئے اور تین روز تک یہ نقل و حرکت جاری رہی۔ یہ تبدیلیاں چشم زدن میں ہو گئیں ۱۷ اکتوبر تک ترک مقامات سلونک کیستفزا پینر انکا۔ ترلاک اور آسراجی سے پیچھے ہٹ آئے تھے روسیوں نے ایک دستہ فوج روانہ کیا کہ ترکوں کو دیکھا جائے کہ وہ کس طرف گئے ہیں۔ رستہ میں ترکی کھالوں اور روسی سواروں کی مٹ بھیڑ ہو گئی۔ اب ترکوں نے پھر ارادہ کیا کہ جہاں تک ممکن ہو ایک بار اور بھی جنگ کرنی چاہیے۔ اس وقت ترکوں کے ہاتھ سے بہت سی زمین نکل چکی تھی اور روسی آگے بڑھے چلے آتے تھے۔

فوج میں جوش پھیلا ہوا تھا اور ظاہری حالت پکار پکار کے اس امر کی شہادت دے رہی تھی کہ لاکھوں بسوے تو فتح آسٹریا ہی کی ہوگی۔

یکایک شہنشاہ کو کچھ پریشانی سی ہونے لگی اس نے مارشل لیشی سے پوچھا یہ تم بتاؤ کہ فتح تو یقینی ہے نا۔ یہ سن کے لیشی چکرایا مگر پھر بھی نہایت متانت سے جواب دیا کہ جناب عالی یہ کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ فتح یقینی ہے۔ جنگ میں دونوں ہی احتمال ہوتے ہیں۔ قوی امید تو یہی ہے کہ ہماری فتح ہو گی لیکن میں اس جیت ذمہ داری نہیں لیتا۔ یہ سنتے ہی شہنشاہ کے حواس باختہ ہو گئے اور وہ ایسا شکستہ خاطر ہوا کہ حملہ کرنے کے خیال سے درگزر کے حکم دیا کہ تاسوار پر پیچھے ہٹ جاؤ۔

واپس ہونے کا انتظام ہو گیا اور عام حکم جاری ہوا کہ ٹھیک آدھی رات کو کوچ بولدیا جاتے۔ لشکر تھوڑی دور گیا ہو گا کہ مارشل لیشی کو خیال آیا کہ بکٹ جو پہرے پر تھے انہیں واپسی کا حکم نہیں دیا گیا ہے ایسا نہ ہو وہ بیچارے بے موت مارے جائیں۔ فوراً حکم بھیجا کہ تم لوگ بھی واپس چلے آؤ اور اپنی کل سپاہ کو رولدیا کہ جب تک بکٹ نہ آجائیں تم آگے نہ بڑھو۔

محمد علی پاشا نے شہنشاہ زادہ روسیہ کی فوجی لینوں کو توڑنا چاہا تھا لیکن اخیر میں وہ ناکام رہے اور جنگ کی نہایت پژمردہ حالت ہو گئی۔ ڈینیوب سے ٹرنووا تک روسی فوجیں پڑی ہوئی تھیں۔

جاڑا شروع ہو گیا تھا اور بلغاریا میں نہ صرف شب کو ہاتھ پیر ٹھٹھرے جاتے تھے بلکہ دن کو بھی یہی کیفیت تھی۔ پہاڑوں سے ٹھنڈی ہوائیں رگوں میں خون کو منجمد کئے دیتی تھیں اور ایسے موقع پر مینھ کا برسنا اور بھی غضب ڈھا رہا تھا۔ چارا گھاس بہت کم رہ گیا تھا اور ایندھن بھی بمشکل دستیاب ہو سکتا تھا اور سپاہ کے پاس گرم کپڑوں کا بالکل کال تھا۔ روسی سپاہی مکانوں کی لکڑیاں اکھیڑ اکھیڑ کے جلاتے تھے مگر یہ لکڑیاں ان کے لئے کیونکر کافی ہو سکتی تھیں۔ جس ملک پر اس وقت شہنشاہ زادہ روسیہ قابض تھا فوجوں کی آمد و رفت اور جنگ نے اس پر ایسی جھاڑ و پھیر دی تھی کہ جانوروں اور انسان کے لئے ضروری اشیاء کا ملنا محال ہو گیا تھا روسی اور رومی فوجیں جنگ کے لئے زیادہ پریشان نہ تھیں اور طرفین یہی چاہتی تھیں۔

ٹھیرنے کا حکم اس سرے سے اس سرے تک سنا دیا گیا لیکن ایک تو اندھیرا تھا اور دوسرے فوج پریشان ہو رہی تھی ایک حصہ فوج کے کانوں میں اللہ اکبر کی صدائیں آ گئیں حالانکہ ان ہی کی زبان میں ٹھیرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر خدا کی قدرت ہے انہیں اللہ اکبر کی آوازیں سنائی دیں۔ جن خچروں اور گھوڑوں پر گولہ باروت کا سامان بھرا ہوا تھا وہ ان کے ہکانے والے جان کے خوف سے بہت تیزی سے لیکے بھاگے۔ ان خچروں کے بھاگنے سے آسٹریا کی پیادہ فوج یہ سمجھی کہ ترکوں کے سوار آ گئے اس نے چاروں طرف سے فیر کرنے شروع کئے اب بہت زور شور سے بندوقیں چلنے لگیں۔ صبح تک یہی جنگ ہوتی رہی جب دن نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم خود ہی باہم لڑے اور ہم نے ہی آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر ڈالا۔ دس ہزار سے زیادہ سپاہ اس عجیب جنگ میں مقتول ہو گئی تھی۔

بمشکل کہیں جا کے امن قائم ہوا اور فوج تماسوار کی طرف پیچھے ہٹی۔ ترکوں کے ہاتھ آسٹریا والوں کا سامان خراب اور کل سامان باربرداری لگ گیا۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد جو حساب لگایا گیا

کہ اس ظالم گھر سے اور چند سے آرام مل جائے۔
علاوہ یورپ کے خود انگلستان میں افسوس کیا جارہا تھا کہ جن انگریزوں نے محض مذہبی تعصب یا عیسائیوں کی ہمدردی میں آکے روسیہ کو ابھارا وہ اب کس قدر نادم ہوں گے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ لاکھوں عیسائی قتل ہو رہے ہیں ایسی ہمدردی پر ہنسی آتی ہے لندن میں کثرت سے ایسے رحیم الطبع لوگ موجود تھے جو ترکوں کے ابتدا ہی سے ہمدرد تھے اور جانتے تھے کہ روسیہ نے ناحق حملہ کیا ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ برطن اعظم نے اس جنگ میں کسی فریق کی طرفدار بن کے کوئی حصہ نہیں لیا پھر بھی گلیڈ اسٹونی لیکچروں نے ترکوں انگلستان کی طرف سے بدظن کردیا اور ترک سمجھ گئے کہ جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کا بانی مبانی انگریز ہی ہیں۔
چنانچہ صفوی آفندی کا ایک خط ۱۲ اکتوبر ایک ترکی اخبار استمبول نامی میں چھپا جس سے ترکوں کو انتہا درجہ جوش اور غصہ پایا جاتا تھا صفوی آفندی کوئی معمولی شخص نہ تھے بلکہ قسطنطنیہ کے شہنشاہی کالج کے ڈائرکٹر تھے اور اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ انہوں نے لکھا نہ صرف اُن ہی کا

تو معلوم ہوا کہ شہنشاہ آسٹریا کی بیس ہزار شائستہ فوج سے زیادہ میدان جنگ میں برباد ہوئی اور دس ہزار فوج باہم قتل ہوکے مرگئی اور دس ہزار مختلف بیماریوں کا شکار ہوئی۔ غرض چالیس ہزار فوج سے کچھ اوپر اور شہنشاہ کھو بیٹھا۔
بحر اسود میں ابھی تک جنگ ہو رہی تھی لیکن روسیہ کو اس میں کچھ کامیابی نہیں حاصل ہوئی تھی۔ حسن پاشا کی ماتحتی میں عثمانی بحری فوج نے مختلف لڑائیوں میں روسیہ کو فاش شکستیں دی تھیں مقام اکزا کو ایک مشہور و معروف بندر کا جس کو کریمیا کی کنجی سمجھنا چاہئے آغاز اگست میں محاصرہ ہوا تھا۔ دسمبر ۱۷۸۸ء میں روسیوں نے اس بندر پر انقطاعی حملہ کرکے اس کو فتح کرلیا لیکن فتح کرتے وقت روسی فوجوں کا کھلیان بہت ہوا اور یہ فتح بڑی گراں قیمت پر خریدی گئی۔ فتح کے بعد روسیوں نے اپنی فوجیں خشکی میں اُتار دیں اور تین دن تک بلا امتیاز عورتوں اور بچوں کو لوٹتے اور قتل کرتے رہے۔ پچاس ہزار باشندوں میں صرف چند ہزار عورتیں اور بچے بچ کے نکلے تھے اور باقی کل بیگناہ روسیوں کی خونریز تلواروں کے شکار ہوگئے۔

خیال تھا بلکہ کل ترکوں کی یہی کیفیت تھی۔

اس ترکی افسر نے اپنے مضمون کو ان الفاظ سے شروع کیا "ہر قسم کی سیاسی بُرائی اور تمام جرائم کا سرچشمہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ تمام یورپ میں نہ انسانیت ہے اور نہ انصاف لیکن سب سے زیادہ تمام بُرائیوں کا پیدا کرنے والا انگلستان ہے جو ترکی کے خلاف روسیہ سے سازش رکھتا ہے۔ انگلستان نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ کسی صورت سے ترکی کو مٹا دیا جائے ترکی کے تین صوبوں کو روسیہ کے ساتھ انگلستان ہی نے بغاوت پر آمادہ کیا ہے۔ لیکن خود انگلستان کی قوت میں ابھی تنزل ہو رہا ہے اُس کی بحری اور برّی فوج میں کچھ دم نہیں رہا اس کی کوئلے اور لوہے کی کانیں خالی ہوتی چلی ہیں اور آئندہ سے یہ دونوں چیزیں خاک برآمد نہیں ہونے کیں۔ بروسل نے اُس کی تجارت کو بالکل مات کر دیا ہے اور وہ زمانہ قریب آنے والا ہے کہ دوسروں کی تجارت پر اس کا دارومدار ہو جائے گا" یہ جوشیلے خیالات تھے جو انگلستان کے خلاف ترکی کے پائے تخت میں پیدا ہو رہے تھے۔

مغربی دنیا کی آنکھیں سخت تشویش سے ان واقعات کی طرف نظریں تھیں ادہر شہنشاہ آسٹریا کی بربادی اور اُدہر روسیہ اور ترکی کی خطرناک لڑائیاں یورپ بھر میں کھلبلی پیدا کر رہی تھیں ادہر یورپ میں زلزلوں پر زلزلے آرہے تھے جن سے ہزارہا جانوں کا نقصان ہو رہا تھا کہ یکایک سلطان عبدالحمید اپنی سلطنت کو ایسی نازک حالت میں چھوڑ کے ۸ ماہ مارچ ۱۷۸۹ء میں راہی ملک بقا ہوئے۔ رعایا نے اس سلطان کا ماتم کیا۔ اس وقت تخت کا وارث سوائے شہزادہ سلیم پسر مصطفےٰ ثالث کے اور کوئی نہ تھا۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ ترکوں نے جو انگلستان پر الزام لگایا اس سے زیادہ الزام وہ اپنے فوجی افسروں پر لگاتے تھے اس سے بحث نہیں کہ انگلستان یا دوسری یورپی دولتوں نے اُن کے ساتھ کیا کیا لیکن یہ بات دیکھنے کی ہے کہ ان کے فوجی افسروں نے ایسی غدّاری۔ کم عقلی اور کوتاہ اندیشی کو کام فرمایا جس کی نظیر ملنی مشکل ہو۔

ترکی دولت کو اپنے افسروں پر مطلق بھروسہ نہ تھا محمد علی جولائی کے مہینہ میں افسران جنگی کا سرتاج سمجھا جاتا تھا اور ترکی گورنمنٹ کی بہت سی امیدیں اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھیں مگر آغاز اکتوبر میں ترکی دولت نے اس کی طرف سے ایسی آنکھیں پھیریں اور اس کا ایسا اعتماد اٹھا کہ موقوف کرنے کا ارادہ کرلیا۔ ۳ اکتوبر کو یہ اعلان دیدیا گیا یورپی ترکی افواج کا کمان افسر بجائے محمد علی کے سلیمان پاشا کو بنایا گیا۔ اور محمد علی کو عبد الکریم کی جگہ مقرر کیا گیا۔ اور رؤف پاشا کو بلقان کی فوجوں کا سپاہ سالار کیا گیا۔ جو افسر کہ علیحدہ کئے گئے وہ اس وجہ سے اچھی نظروں سے نہیں دیکھے جاتے تھے کہ وہ غیر ملک کی پیدائش تھے اور ساتھ ہی نو مسلم بھی تھے۔ عبد الکریم پر یہ الزام لگایا گیا تھا

اُنتیسواں باب[۲۹]

سلیم ثالث۔ اٹھارہواں شہنشاہ یا سلطان

۱۷۸۹ء سے ۱۸۰۷ء تک

اپنے چچا کی جگہ سلیم ثالث کا تخت نشین ہونا۔ روسی کامیابی۔ فرانسیسیوں کا مصر میں فوج اُتار دینا۔ ترکی اور فرانس سے جنگ۔ انگلستان اور روسیہ سے اتحاد۔ اکرؔی کی حفاظت۔ فرانسیسیوں کا مصر خالی کرنا۔ عام صُلح سلیم کی اصلاحیں۔ جدید بحری اور برّی فوجوں کا انتظام جدید قوانین اور طریقوں پر جاں نثاریوں کی بغاوت۔ سلیم کی معزولی۔

سلیم جب تخت نشین ہوا ہے تو اس کی عمر پوری ۲۶ سال کی تھی۔ ۷ اپریل ۱۷۸۹ء میں تخت نشین ہوا یہ شہزادہ سولہ برس کی عمر تک تو دربار میں رہا لیکن بعد ازاں محل اور شہزادوں کے حرسرائے میں

ہر وقت اس کی مصاحبت میں یورپی بنے رہتے ہیں اور بالخصوص جرمنی تو کسی وقت بھی علیحدہ نہیں ہوتے اور یہ کل راز کی باتیں اُن سے کہدیتا ہے اور وہ پوشیدہ ہی پوشیدہ کل رازدارانہ خبریں روسیہ کو پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح محمد علی پر بھی الزام لگایا گیا تھا لیکن اس کا قصور معاف کر دیا گیا مگر جو وقعت ابتدا میں اُس کی کی جاتی تہی وہ اخیر میں نہ رہی تہی۔ محمد علی آغاز جنگ میں تو شہنشاہ زادہ روسیہ پر ایسا چیرہ دست ہوا کہ تمام یورپ میں اُس کی واہ واہ ہوگئی لیکن اخیر میں اسے سخت ناکامی اُٹھانی پڑی۔ اور یہاں تک وہ بے بس ہوا کہ نہ تو عثمان پاشا کی امداد کو پلونا میں آسکا اور نہ درہ شپکا پر سلیمان پاشا کی مدد کر سکا۔ انصاف سے دیکہا جائے تو سارا قصور محمد علی ہی کا نہیں تھا۔ محمد علی کی ماتحتی میں جو فوج کام کر رہی اس کی تعداد بہت کم تہی مقابلہ میں شہنشاہ زادہ روسیہ تھا جس کے پاس چوگنی فوج تہی اور برابر امدادی فوجیں چلی آرہی تھیں اس پر طرّہ یہ ہوا کہ ۱۲ ستمبر کو دولت علیہ عثمانیہ نے اس کے پاس حکم بہیجا کہ زار وچ کی فوجوں پر گر پڑ حالانکہ اس کم تعدادی پر اُسے کسی طرح بھی حملہ کرنا نہیں چاہئے تھا۔

رہنے لگا اگرچہ اس سے برتاؤ نہایت مہربانی کا کیا جاتا تھا اور اُسے ہر قسم کی آزادی حاصل تہی جب یہ پر بیٹھا تو قوم یہ سمجہی کہ ہمارا نجات دہندہ پیدا ہو گیا کیونکہ اب تک اکثر سلاطین طولانی قید کے بعد تخت نشین ہوتے رہے اور وہ رعایا سے زیادہ مانوس نہ ہوتے تھے اس وقت تمام ملک میں سخت پریشانی چہا رہی تہی اور مخلوق ایک ایسے سلطان کو چاہتی تہی جو ان مصائب سے اُس کو نجات دے۔

رعیت جدید سلطان کو دیکہکر پھولی نہیں سماتی تہی کہ وہ اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ ہے اور بڑے بڑے علماء نے اُسے تعلیم دی ہے ہماری حالت کی اصلاح خوب کرے گا۔

نوجوان سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ نہایت قابل حکمراں ہے اور اس میں حکومت کرنے کی اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیتیں موجود ہیں۔ قوم کو یقین تھا کہ اسکی سلطنت میں تمام گزشتہ غلط کاریوں کی تلافی ہو جائے گی اور ملک تنزل سے نکل کے اپنی قدیمانہ عظمت کو برقرار کر لیگا۔

سلیم نے تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے صلح کرنی چاہی کیونکہ ابہی تک آسٹریا اور روسیہ ترکی کے

مگر اس نے حکم کی تعمیل کی اپنی مٹھی بھر فوجوں کو خوب لڑایا اور اخیر میں کامل ناکامی کے ساتھ واپس پھرا۔ ترکی وزیر جنگ نے اس شکست کے بعد ہی اُسے حملہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن امیر محمد علی نے یہ لکھ کے بھیجدیا کہ مجھے تعمیل حکم میں تو کوئی عذر نہیں ہے مگر میں اپنی ذمہ داری پر ایسی نازک حالت میں حملہ نہیں کرسکتا۔ وارنا میں ایک یورپی اخبار کے نامہ نگار سے محمد علی نے بیان کیا کہ وزرائے ترکی نے محض اس بنا پر مجھے موقوف کردیا کہ میں نے پتھر کی دیوار پر اپنا سر پھوڑنے سے انکار کیا تھا۔

سپاہ سالاروں کی ان تبدیلیوں سے صاف طور پر یہ بات پائی جاتی تھی کہ قسطنطنیہ میں بہت بے چینی پیدا ہوگئی ہو اگرچہ یہ بات ضرور تھی کہ حملہ آوروں کو ہر مقام پر کافی تنزل ہو چکی تھی اور انہیں آگے بڑھنے کا پورا مزا چکھا دیا تھا ترکی کا یہ خیال تھا کہ جبتک روسیہ کو مار کے ڈینیوب پار نہ اتار دیا جائیگا ہماری عظمت یورپ کی نظروں میں نہیں ہوسکتی اور یہی بات فی الحال مشکل تھی۔ اصل میں انگریزوں کا قصور تہا اور نہ کسی خارجی دولت کا بلکہ سارا قصور ترکی افسرونکی بے پروائی اور باہمی

مقابلہ میں شمشیر بدست موجود تھے اور ترکی فوجوں کو بارہا شکستیں مل چکی تھیں۔ آسٹریا اور روسیہ کی متحدہ فوجوں نے سپاہ سالار سردار دناعی کی ماتحتی میں ترکوں پر کامل فتح حاصل کرلی تھی ترکوں کے ہاتھ سے بندر اور اسمٰعیل کے قلعجات نکل چکے تھے۔

تمام مالڈیویا روسیوں کے قبضہ میں آگیا اور آسٹریا نے بلغراد پر اپنا تصرف کرلیا۔ ان عثمانی فوجوں نے جو بوسینا اور سرویا میں تہیں سخت نقصان اٹھایا۔ تمام ترکی پر خوف طاری ہوگیا اور متحدہ فوجوں کا رُخ قسطنطنیہ کی طرف معلوم ہوا اور یہی پریشانی پیدا ہوئی کہ آسٹریا اور روسی فوجوں سے قسطنطنیہ کیونکر بچایا جائے۔ ترکی تو کبھی ضعیف نہوتی صرف اندرونی بغاوتوں نے اس کے عضو عضو کو الگ الگ کردیا تھا اس وسیع سلطنت کے تمام جوڑ ہل گئے تھے۔ ادہر آسٹریا کے بھی کچھ انجر پنجر ڈھیلے ہورہے تھے اس لئے طرفین اس بات پر راضی ہوئے کہ صُلح کرلی جائے اخیر صُلح کے لئے مقام جاسی پر ایک جلسہ منعقد ہوا اور ۹ رجنوری ۱۷۹۲ء میں دونوں قوموں میں صُلح ہوگئی۔

اس عہدنامہ کی رو سے روسی سلطنت کو بہت وسعت ہوگئی اور اسکی حدود دینی اسٹر تک پہلی چلی

رشک وحسد کا تھا جس نے ترکوں کو یہ روز بد دکھایا اور اخیر تک ترکوں کی زبوں حالت رہی جیسے میں بارہا بیان کر چکا ہوں۔
ترکوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ جس طریقہ پر اب جنگ کی جا رہی ہے اس سے سوائے بالکلیہ بربادی کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا دوسرے ایک مصیبت بڑی یہ تھی علاوہ افسروں کی نالائقی کے ترکی کا یورپ بھر میں کوئی ہمدرد بھی نہ تھا یہ یقین دیدیا گیا تھا کہ اگر روسیہ فتحمند رہا تو وہ ترکی کا گلا دبا کے جتنا ملک چاہے گا لیلے گا۔ یورپ کی کوئی دولت آ سے مانع نہ آئے گی اور اگر ترکی کو فتح ہوئی اور روسی افواج پارہ پارہ کر دی گئیں تو ترکی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کرنے نہ پائیگا نہ ان ممالک میں سے کسی ملک پر اسے قبضہ کرنے دیں گے جو زمانہ سابق میں روسیہ اس سے لے چکا ہے۔
لطف یہ ہے کہ یورپ نے اپنے اس خیال کا اظہار کر دیا تھا۔ یہ تھا انصاف اور انسانی ہمدردی یورپ کی اور یہ تھا اثر خداوند مسیح کی نرم اور اخلاقی تعلیم کا۔
ترکوں پر ایک آفت نہیں تھی کہ وہ اسی کے دفعیہ کی تدبیریں کرتے بلکہ اُن پر تو یہ مثل صادق آ رہی تھی

گئیں اور گویا یہ دریا ترکی اور روسی سلطنت کا حد فاصل قرار پایا۔ اسی اثناء میں مالڈیویا اور ولاچیا کو بہت سے ملکی حقوق ترکی سے دلوائے گئے جو باب عالی کے سخت مضرت رساں تھے۔
غرض خدا خدا کر کے قوم کو جنگ کی آفت سے اس وقت تو نجات مل گئی اب سلطان نے ملک کا اندرونی انتظام کرنا چاہا مگر یہ کوئی معمولی بات نہ تھی صدیوں کی خرابی چند روز میں دور نہیں ہو سکتی۔ دوسرے بیچارے سلطان کو چین سے بیٹھنا ہی نصیب کب ہوا تھا سلیم انتظامی تدابیر سوچ رہا تھا کہ یکایک یہ خبریں آئیں کہ تیس ہزار فرانسیسی فوج مصر میں آ گئی ہے اور اس نے حملہ کر کے اسکندریہ کو فتح کر لیا ہے اب سلطان سوائے اس کے اس کا علاج کیا کر سکتے تھے کہ فرانس کو اعلان جنگ دیں چنانچہ اعلان جنگ دیدیا گیا۔ مصر جیسا سرسبز ملک ایک بار اور بھی چند روز کے لئے فرانس کے قبضہ میں چلا گیا۔
نپولین بوناپارٹ کا یہ ارادہ تھا کہ مصر فتح کر کے فرانس کے ساتھ شریک کر دوں اور اسی ارادہ سے وہ اپنا زبردست جنگی بیڑا اور کثیر التعداد لشکر مصر پر چڑھا لایا تھا جب انگلستان نے یہ نقشہ دیکھا تو امیر البحر نلسن کی ماتحتی میں ایک جنگی بیڑا جہازوں کا روانہ کیا جس کی مٹھ بھیڑ دریائے نیل پر نپولین کے

کہ بدقسمتی تنہا نہیں آتی یہ بات تو ضرور تھی کہ ترکوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اخیر دم تک مقابلہ کریں گے اور جب تک ہم میں سے ایک ہی متنفس باقی ہے قسطنطنیہ پر قبضہ نہ ہونے دیں گے یہہ سب کچھہ تھا مگر اخیر میں بربادی رکھی تھی۔

اس جنگ نے تجارت کو سخت نقصان پہنچایا تھا جیسا کہ ہمیشہ قاعدہ ہوتا ہے کام کے لئے آدمی ہو گیا تھا گورنمنٹ نے تنخواہوں کو دینا بالکل بند کر دیا تھا۔ خزانہ بالکل خالی ہو گیا تھا جدید ٹیکسوں کے پیدا کرنیکی ضرورت تھی اور تجویز ہو رہی تھی کہ خواہ کتنے ہی سود پر ملے روپیہ قرض لینا چاہئے۔ قرض دینے والے یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ترکی نے روسیہ پر فتح پائی تو تو ہمارا قرضہ کہیں نہیں جانیکا اور اگر روسیہ کو فتح ہوئی تو ہم اپنا روپیہ کس سے وصول کریں گے۔ اسی خیال سے مہاجن لیت و لعل کر رہے تھے اور کوئی ترکی کو قرض دینے کا اقرار نہ کرتا تھا۔ اور سب مشتبہ نظروں سے اس جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ روپے کے لحاظ سے روسیہ کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی مگر اُسے اپنی مفلسی کا غم اس لئے نہ تھا کہ تمام یورپ اس کی پشت پناہی کو موجود تھا اور سلطنت جرمنی سے برابر ہر قسم کی مدد اُسے چلی آتی تھی۔ پھر بھی

بیڑے سے ہو گئی خوب گھٹا چھنی ہوئی اخیر نیپولین کے بیڑہ جہازات کو شکست ملی اور اب نیپولین کے حواس درست ہوئے اور فتوحات ممالک شرقی کا خواب آنا بند ہو گیا۔

اسکندریہ کے فتح ہونے کے بعد انگلستان۔ ترکی اور روسیہ نے متفق ہو کے فرانس کو اعلان جنگ دیدیا ایک عثمانی فوج اور بیڑہ جہازات نورہوڈلیس میں آکے لنگر انداز ہوا اور دوسرا عثمانی لشکر اور بیڑہ جہازات شام میں آکے ٹھیرا۔ اسی اثنا میں فرانسیسی فوجوں کو اپنی کل جنگوں میں کامیابی ہو چکی تھی۔ اس وقت نیپولین مقام اکری پر بڑھ رہا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں وہ رُک سکتا تھا اور یہیں سے کل شام کے فتح کرنے کا جوش فرو ہو سکتا تھا۔

۲۰ مارچ ۱۷۹۹ء سے محاصرہ شروع ہوا۔ ترکوں نے بڑی جرأت اور شجاعت سے مقابلہ کیا۔ نیپولین جیسا زبردست سپاہ سالار جس کے مقابلہ میں کوئی نہیں ٹھیر سکتا تھا اس مقام پر ترکوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکا۔ کئی بار حملہ کیا اور کئی بار منہ کی کھائی اور اخیر نیپولین کی فوجوں کا ایسا کھلیان ہوا کہ بیچارہ پریشان ہو کے بھاگا اور بہ مشکل اپنی فوجوں کو ابوقیر پر لا کے جمع کیا۔ یہاں قریب ہی مصطفی پاشا

آغاز جنگ میں اس پر بینتیس کروڑ پچاس لاکھ پونڈ اسٹرلنگ کا قرضہ تھا لیکن موسم سرما میں اس نے تین کروڑ اٹھائیس لاکھ پونڈ کا اور قرضہ لیا کچھ اپنے ملک کے مہاجنوں سے اور کچھ بیرونی مہاجنوں سے۔ اس کے علاوہ قومی قرضہ روسیہ پر اڑتیس کروڑ اٹھتر لاکھ پونڈ تھا گویا انگلستان کے قومی قرضہ سے نصف۔ اس عظیم قرضہ سے روسیہ نے ریلیں وغیرہ بنوائی تھیں اور سامان حرب بھی جمع کیا تھا۔ ریلیں تو بن گئی تھیں لیکن اس عظیم قرضہ کے بوجھ سے ملک پسا جاتا تھا اور یہ بھی ڈر لگتا تھا کہیں کوئی دگرگوں صورت نہ پیدا ہو جائے۔ جس ملک کا خزانہ خالی ہو اس کی زندگی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔

روسی نوٹوں کی قیمت بالکل کم ہو گئی تھی اور روسی رعایا لیتے ہوئے ڈرتی تھی۔ ایک اندھیرا تھا جو چاروں طرف مچا ہوا تھا اور ایک آفت تھی جو روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

ترکی فوجی قوت کا حال مفصل لکھا جا چکا ہے کہ شائستہ فوج صرف اسی ہزار سے زیادہ نہ تھی ناچار ترکی نے ۳۰ اکتوبر ایک اعلان دیا کہ دولت علیہ عثمانیہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اپنی کل فوج محفوظ کو طلب کر لے۔

ترکی فوج لئے پڑا تھا اس نے نہایت بےجگری اور عثمانی زور شور سے نپولین پر حملہ کیا اور کل مورچے جو فرانسیسی فوج نے بنائے تھے چھین لئے اور فرانسیسیوں کو ککڑی کھیرے کی طرح کاٹ ڈالا۔ مگر فرانسیسی مدد آگئی اور اس سے نپولین کو گونا فتح ہو گئی۔ اس فتح سے چند ماہ تک فرانسیسیوں کا مصر پر قبضہ رہا۔ نپولین سپہ سالار کلیبر کو اپنی جگہ فوجوں کا سرکردہ بنا کے مصر سے روانہ ہو گیا۔ چند ہی روز کے بعد وزیر اعظم کی سرکردگی میں ایک بہت ہی بڑی ترکی فوج مصر میں اتار دی گئی لیکن اس نے فرانسیسیوں سے مقام ہیلیو پولس پر شکست کھائی۔ اس کے بعد کم و بیش قبضہ مصر پر فرانس کا رہا لیکن بعد ازاں انگریزی فوج نے آ کے فرانسیسیوں کا بالکل قلع قمع کر دیا۔ باہر تو اس مصیبت میں ترکی پھنس رہی تھی اور اندرون ملک میں یہ آفت تھی کہ علما۔ جاں نثاری اور اکثر مسلمان اپنی ناراضی کا اظہار کر رہے تھے۔ سلطان کی کچھ نہ پوچھو وہ ان مصائب کو دیکھ دیکھ کے آدھا ہوا جاتا تھا اور سخت پریشان تھا کہ کیا کروں آخر اس نے اسباب کا دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ ملکی اور جنگی محکموں میں اگر یورپی طرز کی اصلاح کی تو بہت کچھ امیدیں

یہ فوج ابھی تک طلب نہیں ہوئی تھی۔
یہ بھی بیان کیا جاتا تھا کہ اب بھی ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمی موجود ہیں جو سپاہی بن کے میدان جنگ میں آسکتے ہیں لیکن یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ لوگ ترکی کے اعلیٰ جنگجو گروہ میں سے نہ تھے۔ ان سپاہیوں میں مستحفظ بھی شریک تھے جنہیں سرحدی ملیشیا کہنا چاہئے اور ان ہی پر گویا ترکی جنگی قوت کا خاتمہ تھا یعنی ان کے علاوہ اور سپاہ نہ تھی جو ترکی میدانِ جنگ میں لا سکتی۔ کئی سال پہلے سے عیسائیوں کو بھی فوج میں داخل ہونے کا حکم ہو گیا تھا اور کچھ نصاریٰ فوج میں داخل بھی ہوئے تھے لیکن ان کا عدم وجود برابر تھا اول تو وہ میدانِ جنگ میں مثل تجربہ کار اور بہادر سپاہی کے لڑ نہ سکتے تھے دوسرے ایک مسیحی کے مقابلہ میں جس نے مشہور کیا تھا کہ میں نے نصرانیت کی لاج رکھنے کے لئے تلوار اٹھائی ہے ہرگز شمشیر بدست نہ ہو سکتے تھے۔ غرض ترکی قصبوں کے کل مرد اور نوجوان بچے میدانِ جنگ میں روسیوں کے مقابلہ میں لا کے کھڑے کر دیئے گئے۔ عورتیں اور بچے (جب ان کے مرد ہی نہ ہوں) سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

بندھ سکتی ہیں۔
جو طریقہ سلطانی فوج میں جاری کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ یورپی طریقہ کی وردیاں ہوں۔ قواعد سکھائی جائے اور سب کو باقاعدہ تنخواہیں بٹا کریں۔ افسروں کا ایک جدید گروہ ان تجاویز کو عمل میں لانے کے لئے نامزد کیا گیا۔ ایک وزیر مال مقرر کیا گیا کہ نیا ٹیکس وصول کرے۔ اور ایک جلسہ وزرا بحری قوت پر غور کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اخیر تھوڑی سی سپاہ جو یورپی طرز کی قواعد کرتی تھی اور یورپی اسلحہ سے مسلح تھی ترتیب دی گئی۔
ان جدید قواعد کے جاری کرنے سے سلیم کے خلاف شورش پیدا ہو گئی اور لوگوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں سلیم نے یہ ارادہ کر لیا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اپنی تجویزوں کو عملی صورت کا جامہ پہناؤں گا لیکن اپنی قسمت کی اسے خبر نہ تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔
جس وقت جاں نثاریوں نے یہ دیکھا کہ نئی فوج ترتیب دی گئی ہے ان کے تن بدن میں مرچیں لگ گئیں اور انہوں نے قسم کھائی کہ اس طرزِ عمل کو بھی مٹا دیں گے اور سلطان کو بھی تخت سے

ترکی شائستہ فوج کا بڑا حصہ بوسینا۔ ہرزیگوینا۔ مانٹی نگرو اور سرویا کی لڑائیوں میں کام آچکا تھا جب روس نے ڈینیوب عبور کیا ہی یورپی ترک تو جب ہی کام آچکے تھے ہاں موجودہ فوجوں میں افریقی اور ایشیائی ترکوں کی زیادہ کثرت تھی۔ ان میں بعض پلٹنیں تو اعلیٰ درجہ کی تھیں لیکن اکثر تو محض ناتجربہ کار تھے اور ترکی کی بدقسمتی کہ ان ہی ناتجربہ کاروں کا مقابلہ روسی شہنشاہی گارڈ سے آکے پڑا۔

جبکہ دونوں سلطنتوں کی فوجیں تازہ جنگ کے لئے جمع ہو رہی تھیں یورپ میں ایک بے چینی سی پیدا ہو رہی تھی۔ ۲۷ ستمبر کو وزیر اعظم ہنگیری سے جلسہ وزرا میں سوال کیا گیا کہ آئندہ ہنگیری کی گورنمنٹ کیا حکمت عملی اختیار کرنے والی ہے۔ وزیر اعظم نے جواب میں کہا کہ ہماری شخصی حکومت کو کسی کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔ ہم نے وزیر خارجہ روسیہ سے خط کتابت کر لی ہے روسیہ نے اقرار کر لیا ہے کہ سرویا کو فوجوں کی بازگشت اور مقام جنگ نہیں بنانے کے اسی کا وعدہ ترکی نے بھی کر لیا ہے۔ یہ محض غلط ہے کہ شہنشاہ آسٹریا۔ جرمنی اور روسیہ مسئلہ مشرقی کے بارے میں

اُتار دیں گے۔ کچھ عرصہ تک معمولی فساد ہوتا رہا آخیر کل جان نثاری بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور کھلم کھلا فساد پر اُتر آئے۔ جب سلطان بے قابو ہو گیا تو اس کے افسر کیا کر سکتے تھے تمام صوبوں میں بدامنی سی چھا گئی نہ انتظام تھا اور نہ امن تھا اور نہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کسی کی عملداری بھی ہے یا نہیں جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ہو رہی تھی۔ مصر میں مسلمان ترکوں سے اپنے کو آزاد سمجھتے تھے۔ شام میں فرنس آزادی کا ڈنکا بجا رہے تھے۔ مانٹی نگرو اور ہرزیگوینا کے دماغوں میں آزادی کی ہوا سما رہی تھی۔ گورنر ودین آن بالکل خودمختار بن کے ترتیب کی حدود پر بہ حیثیت ایک خودمختار حکمراں کے برابر حملے کر رہا تھا۔ یہ تو یا مقامی بغاوتوں اور فسادوں کے چند نمونے ہیں ادہر عرب میں وہابیوں کا زور بندھ رہا تھا مکہ اور مدینہ فتح کر چکے تھے اور آگے حملہ کی تیاری کر رہے تھے موجودہ حالت یہ کہتی تھی کہ کل عرب پر وہابیوں کا مستقل قبضہ ہو جائے گا جب مکہ مدینہ اس طرح سے نکل گیا تو تمام عثمانی قلمرو میں سلیم کے خلاف ایک جوش پیدا ہوا کہ اسکی عملداری میں مقامات مقدسہ سے بھی مسلمانوں کو ہاتھ دھونا پڑا بھلا ایسے سلطان کی ضرورت ہی کیا تھی۔

متفق ہوگئے۔ غرض یہ ہے کہ ایسی کارروائی کی جائے جس سے یورپ کے امن میں خلل نہ پڑے
کیچنر صاحب سے یہ سوال کیا گیا آیا ہنگری کے لوگ ترکوں کے موافق ہیں یا نہیں وزیر نے اس سے
بھی صاف انکار کیا اور پھر کچھ غور میں چلا گیا اور کہنے لگا نہیں شبہہ تو پڑتا ہے کیونکہ ابھی ایک
سازش کا بھید افشا ہوا ہے۔ یعنی ٹرانسلوینیا کے پانچ ہزار آدمیوں نے ارادہ کیا کہ رومینیا میں
داخل ہو کے روسی ریلیوں کو برباد کر کے ترکی فوجوں کے ساتھ مل جائیں تاکہ روسی محفوظ فوجیں
میدانِ جنگ میں نہ پہنچ سکیں یہ عقدہ کھل گیا فوراً ہمارے حکم سے بہت سی گرفتاریاں ہوئیں
اس طرح یہ ارادہ خاک میں مل گیا۔ اس سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ یورپ کے اس حصّہ میں
ترکی سے کس قدر ہمدردی کی جارہی تھی۔

یونانیوں کے خیالات اس سے بالکل مختلف تھے۔ تمام یونان نہایت دلچسپی سے جنگ کو دیکھ رہا
تھا لیکن یونانیوں کو ہمدردی ایک کے ساتھ نہ تھی۔ یونانیوں کو روسیوں سے تو یہ ڈر تھا کہ اگر
روسی فتحمند ہوگئے تو ہمیں وقعت کی نظر سے نہ دیکھیں گے اور ہم ان کی نگاہوں میں ذلیل ہوجائیں گے

اس نازک حالت میں اور ایسی حالت میں کہ دم لبوں پر آگیا تھا اور سلطنت میں معمولی چھوٹی سی
چھوٹی ریاست سے بھی مقابلہ کرنے کا دم نہ رہا تھا کہ روسیوں نے اعلان جنگ دیدیا۔ وزیر اعظم
ترکی با دل ناخواستہ میدان جنگ میں آیا۔ سلیم نے نئی فوج کو میدان جنگ میں لانے کا اچھا موقع
دیکھا لیکن بدقسمتی سے جاں نثاری یورپی طریقہ کی وردی دیکھ کے بھڑک اٹھے اور بجائے اس کے
کہ ظالم ان کے ساتھ ہو کے دشمن کو تو پسپا کر دیتے اور الٹا اپنی فوجوں کی بربادی پر مستعد ہوگئے
اس شائستہ فوج کے کمان افسر کو جاں نثاریوں نے قتل کر دیا اور سیدھے سلیم پر حملہ آور ہوئے
۲۷ مئی ۱۸۰۷ء میں داخل شہر ہوئے اور انہوں نے محلسرائے سلطانی کا محاصرہ کر لیا گر دروازے
بند پائے۔ جاں نثاریوں سے سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے ان افسروں کے سر مانگے
جو جدید اصلاحات میں شریک تھے۔ برابر ان کی تعداد بڑھ رہی تھی اور ان کا جوش ترقی
پر تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کل وزیر قتل کر ڈالے گئے۔

اسی اثنا میں مفتی اور شیخ الاسلام وغیرہ کا جلسہ منعقد ہوا شیخ نے فرمایا کہ سلیم زیادہ دن تک تخت پر

اور جو ترکوں نے فتح پائی تو ہم پر صدہا قسم کی مصیبت آ پڑے گی یہی وجہ تھی کہ یونانی ترکوں کو خون کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ترکوں نے جب یونانیوں کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تو بے قاعدہ فوجوں کو تھسلی میں اتار دیا جنہوں نے وہاں جاکے اودھم مچا دیا اور یونانیوں پر لوٹ مار شروع کردی۔ اس پر مسٹر ٹریکوپس یونانی وزیر خارجہ نے لندن کے وزیر خارجہ کو لکھا "آپ دیکھ رہے ہیں کہ ترکی کیا خطرناک چال چل رہی ہے اس کا منشا ہے کہ لگتے ہاتھ یونان پر ہاتھ صاف کرے حالانکہ ایسی حکمت عملی کا نتیجہ اس کے حق میں سخت خطرناک ہوگا۔ ترکی کا کسی قسم کا حملہ مشرق میں امن میں تزلزل نہیں کرسکتا گو ابھی تک ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت تو نہیں ہے کہ ترکی یونان کو جبراً مغلوب کرنا چاہتی ہے لیکن اس کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے"۔

یونانی وزیر خارجہ کی یہ ساری تحریر اس لئے تھی کہ اصل میں تھسلی کے یونانی بغاوت کرنا چاہتے تھے اور قزاق کثرت سے پیدا ہوگئے تھے ان کی سرکوبی کے لئے انہیں بھیجا تھا۔ ورنہ ترکی نادان نہ تھی کہ بلاوجہ یونان سے ایسے نازک موقع میں چھیڑ نکالتی۔ تو بھی بڑے دوراندیش یونانی مدبر اس بات کے بالکل مخالف تھے

نہیں ہٹ سکتا۔ یہاں شمار کی جملہ ... سلطانی میں چلے جا چکے تھے جب سلیم نے یہ سنا کہ شیخ الاسلام کہہ چکا ہے کہ میں قابل سلطنت نہیں ہوں سلیم فوراً تخت پر سے اتر آیا اور اپنے بھتیجے مصطفیٰ کو بلا کے کہا کہ تم وارث ہو اور میری گردن اُڑا دو۔ سلطان کی معزولی اور اس فساد کے چند مہینے بعد انگریزی جنگی بیڑا نو جہازوں کا زیر ہدایت امیر بحر ڈکورتھ کی ماتحتی میں دردانیال میں چلا آیا۔ ۱۹ر فروری ۱۸۰۷ء میں اس نے دردانیال کو عبور کیا تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ترکی کو لکھا گیا تھا کہ فرانسیسی سفیر فوراً اٹھا دیا جائے اور روسیہ اور انگلستان سے اتحاد کرلیا جائے۔ اور اگر یہ بات منظور نہ کی تو انگلستان اور روسیہ کا مشترکہ بیڑہ جہازات پایۂ تخت پر حملہ آور ہوگا۔ باب عالی نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ اس جواب پر وزرائے انگلستان نے اپنے امیر بحر کو ہدایت کردی کہ سیدھے قسطنطنیہ پر چڑھ جاؤ۔ ترکی بیڑے کو گرفتار کرلو اور سلطان سے کہو کہ قسطنطنیہ حوالہ کردے اگر وہ نہ مانے تو شہر کو اُڑا دو۔ چنانچہ انگریزی بیڑا روانہ ہوا اور دردانیال سے نکل کے بحر مارمورا پر ترکی بیڑے سے اس کی مٹھ بھیڑ ہوئی بہت جلد ترکی بیڑا برباد کردیا گیا اور باقی جہاز

کہ ترکوں کے خلاف کوئی مخالفانہ کارروائی کی جائے وہ جانتے تھے کہ ہماری اس کارروائی سے روسیہ کو مدد ملے گی اور اگر روسیہ کو بالکل کامیابی ہوگئی تو ہم برباد کردیئے جائیں گے اور پھر روسیہ کے پنجہ سے بچانیوالا کوئی نہیں ہوگا۔ اب رہا بلغاریہ جس سے روسیہ نے ہر قسم کا فائدہ اٹھایا وہ اب بھی روسیہ کے قدموں کے نیچے پائمال ہو رہا تھا۔ لندن ٹیمس کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے لکھا تھا کہ یورپی اعلیٰ تمدن کے لحاظ سے بلغاریہ کا ترکی کے قبضہ میں رہنا ایک جرم ہے لیکن اس سے زیادہ جرم روسیہ کے تصرف میں چلا جانا ہے۔

ترکی سخت مجبور تھی کرتی تو کیا کرتی صرف روسیہ ہی سے اس کا مقابلہ نہ تھا بلکہ نصف یورپ اس سے برسر پرخاش تھا۔ بلغاریہ۔ سرویا۔ مانٹی نگرو غرض بلقان کی کل ریاستیں روسیہ سے مل گئی تھیں ادہر یونان بھی برابر روسیہ کو مدد دے رہا تھا چنانچہ بازین لش نامی یونانی اخبار نے جو قسطنطنیہ سے شائع ہوتا تھا اس بات کا اعتراف کیا کہ ایتھنس سے ہزارہا مسلح آدمی تھسلی میں برابر آرہے ہیں اور انہوں نے ایک فساد مچا رکھا ہے۔ ایتھنس کے حکام کا فرض ہے کہ مفسدوں کو روکا جائے اور ایک دوست سلطنت سے ایسے موقع پر کہ وہ مصیبت میں پھنسی ہوئی ہو ہرگز یہ بدخواہی نہ کی جائے۔ برطانیہ اعظم کی یہ کوشش تھی کہ جس طرح ہو جنگ ختم ہوجائے اور اسی بنا پر مسٹر وائٹ انگریزی کونسل جنرل نے اپنی گورنمنٹ کے اشارے سے گورنمنٹ سرویا کو تنبیہہ کی کہ تو اپنے قدیم آقاؤں سے نہ بگاڑ اور ان کے خلاف کوئی بات ایسی نہ کر جس سے اس نازک وقت میں انہیں صدمہ پہنچے۔

گرفتار کرلئے گئے۔ جب یہ بیڑا قسطنطنیہ پر پہنچا ہے تو عہد و پیمان کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس عرصہ میں کہ عہد و پیمان ہو ترکوں نے خوب قلعہ بندیاں کرلیں۔ ادہر امیر بحر کی آنکھیں کھلیں وہ دو سفینے گزرنے پر واپس آنے لگا۔ ترکوں نے توپیں مار کے تمام بیڑے کا ستیاناس کردیا۔ ایسا سنگین نقصان انگریزی جہازوں کا ہوا کہ توبہ۔ یہاں کیفیت یہ ہوئی اور وہاں مصر میں بھی انگریزوں کو سخت ناکامی ہوئی جو فوج اسکندریہ اتاری گئی تھی اُسے سخت ہزیمت ملی اور بمشکل اپنی جان بچاکے واپس آئی۔ فقط

ختم شد

عام طور پر یورپ میں یہ خیال ظاہر کیا جارہا تھا کہ بیچ بچاؤ نہیں ہوسکتا اور روسیہ جبکہ اتنی شائستہ فوج اور کروڑہا پونڈ برباد کرچکا ہے کبھی صلح نہیں کرنے کا اس کے مقابلہ میں ترکی جس نے روسیہ کو اب تک بڑی بڑی شکستیں دی تھیں کبھی ایسی شرطیں نہیں کرنے کی جن سے اس کے دشمن کا اطمینان ہوجائے اسی عرصہ میں بعض جرمنی نیم سرکاری اخباروں میں صلح کے متعلق ایک تحریر شائع ہوئی جس میں یہ لکھا تھا کہ پلونا پر روسی فوجوں کے شکست کھانے کے بعد جرمنی یہ چاہتی تھی کہ جس طرح ہو اب صلح ہوجائے اور جرمنی صلح کا ہوجانا دونوں سلطنتوں کے حق میں بہتر سمجھتی ہے۔ جرمنیوں کی یہ رائے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن جرمنی گورنمنٹ کی تو اب دلی خواہش یہی ہے کہ جنگ ختم ہوجانی چاہیئے۔ بایں ہمہ جرمنی شہنشاہ اپنے بھانجہ شہنشاہ روسیہ کے ساتھ بدل متفق تھا۔ جب فرانس اور جرمنی کی جنگ ختم ہوئی ہے تو شہنشاہ ولیم نے روسیہ کو یہ تار برقی دی تھی "جو احسان آپ نے مجھپر کیا ہے اسے میں تازیست نہیں بھولوں گا۔ آپ کا ممنون احسان ولیم"۔ جب یہ کیفیت تھی تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جرمنی شہنشاہ روسیہ کی کتنی مدد کرتا ہوگا۔ جرمنی اخباروں میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر ترکی دول یورپ سے بیچ بچاؤ کی درخواست کریں گی تو اس کی درخواست کبھی مسترد نہیں ہونے کی۔ تمام دول کی یہ آرزو تھی کہ ترک ہم سے درخواست کریں کہ روسیہ میں اور ہم میں صلح کرادی جائے۔ مگر ترک یہ بات منظور نکرتے تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ اخیر دم تک تلوار ہاتھ سے نہیں علیحدہ کریں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خاص سلطان المعظم کے کیا خیالات تھے۔ اسی زمانہ میں ڈیلی ٹیلیگراف کے ایک نامہ نگار کو شرف باریابی حاصل ہوگیا تھا اور سلطان المعظم نے اسے اپنے ساتھ بٹھا کے کھانا کھلایا تھا تین گھنٹے تک یہ جلسہ منعقد رہا اثنائے گفتگو میں سلطان المعظم نے ارشاد کیا۔

"جب لارڈ سالسبری یہاں موجود تھے تو ایک دن لکھا ہوا کاغذ میرے پاس لیکے آئے اور مجھ سے کہا کہ جو کچھ ہم نے اپنے جلسہ میں فیصلہ کیا ہے اگر آپ اسے نہ مانیں گے تو ترکی پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ میں نے وہ کاغذ لیکے پڑھا اور اس پر لارڈ صاحب سے یہ کہا کہ لارڈ سالسبری تم نے اس کاغذ میں خدائے توانا و بزرگ کے نام لکھنے کی کوئی جگہ نہیں چھوڑی تم نے خیال نہیں کیا کہ خداوند تعالے میں ہر قسم کی قدرت ہے۔ آپ کا عقیدہ خواہ نہ ہو لیکن ہم مسلمان تو اسی

بڑے شہنشاہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ معاملات نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم کتنے حق پر ہیں۔ ہم دُعا مانگتے ہیں کہ خدا جنگ سے بچائے ہم خوب سمجھتے ہیں کہ جنگ سے کن کن آفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ شہنشاہ روسیہ ضرور انجیل شریف پڑھتا ہو گا کیا اس میں یہی لکھا ہے کہ ناحق خونریزی کی جائے۔ ہم جنگ کرنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں خدا ہماری مدد فرمائے گا۔ ہمارا بھروسہ تو صرف ایک اسی ذات پر ہے۔ جب میں تخت پر بیٹھا تو میں نے بیشمار مشکلات میں اپنے کو گھرا ہوا پایا۔ مجھے خود اس کا علم نہ تھا کہ ان مشکلات سے نجات کی کیا صورت ہوگی۔ ان پیچیدگیوں میں میں نے وہی کیا جو ہر ایک انسان کرسکتا ہے۔ ایسا انسان جس پر ایک پیش قبض سے کسی نے حملہ کیا ہو اب وہ مجبوراً اس پیش قبض کو دوڑ کے پکڑتا ہے گو یہ خوب جانتا ہے کہ اس کے پکڑنے سے میرا ہاتھ کٹ جائے گا مگر جان کی حفاظت پیش قبض کو پکڑ لینے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ میری بھی بعینہٖ یہی کیفیت ہوئی میں نے حفاظت جان کے لئے خون آلود تلوار ہاتھ میں لے لی ہے اب اس کا نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے اس کی مرضی پر ہم شاکر ہیں۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھ جایئے کہ خدا پر بھروسہ کرکے میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ گیا نہیں میری کوشش یہ ہے کہ جنگ نہ ہو تاکہ میں ملک کا اندرونی انتظام درست کرسکوں۔ قرضوں کی ادائیگی کی صورت نکالوں زراعت کو ترقی دوں اور فوجوں کو شائستہ بناؤں اور یہ خوب سمجھ لیجے جب تک میں کامیاب نہ ہو جاؤں گا اس کوشش سے نہیں تھکنے کا۔

دوسری جلد حیات حمیدیہ کی ختم ہوگئی

حیات حمید

حصہ سوم

یعنے

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبدالحمید خان غازی والیٔ روم کی سوانح عمری

مرتبہ میرزا حیرت دہلوی

کرزن پریس دہلی واقع شاہ گنج میں چھپی سنہ ۱۹۰۲ع

حمیدیہ حصّہ سوم

پہلا باب

مشرقی مسئلہ اور بعض
مہیب واقعات

چونکہ ترکی کی قسمت کے ساتھ تمام یورپ کی کم وبیش قسمت وابستہ تھی اس لئے ہر مدبر سلطنت اور ہر دور خواہ قوم کی توجہ جنگ کی طرف پھری ہوئی تھی اور بے انتہا شوق سے یہ لڑائی دیکھی جا رہی تھی۔ کسی کو کل نہیں تھی اور ہر سلطنت کا مدبر اپنے لئے پیشین گوئی محض ترکی کی فتح وشکست پر کر رہا تھا۔ ترکی کوئی معمولی سلطنت ترقی نہیں اگرچہ اُس وقت اُس کی وہ حالت نہیں رہی تھی،

تیسواں باب ۳۰

مصطفٰے کا سلیم کی جگہ تخت نشینی۔ جان نثاریوں کی مدد سے اسکی حکومت کا آغاز۔ جان نثاریوں کا جاہ وجلال۔ جدید اصلاحوں کی موقوفی۔ روسی حملہ۔ مصطفٰے بیرا قتر کا فوجی سپاہ سالار بننا۔ سلیم کو دوبارہ تخت نشین کرنے کی کوشش۔ حرمسرائے سلطانی پر حملہ۔ سلیم اور اسکے بھائی محمود کو مصطفٰے کا گردن مارنے کے لئے حکم دینا۔ سلیم پر حکم کی تعمیل ہونا۔ مصطفٰے کی معزولی اور قید۔

مصطفٰے رابع جسے جان نثاریوں اور اُن کے سویدوں نے سلیم کی جگہ تخت سلطنت پر بٹھایا۔ پورا تئیں ۳۰ برس کا جوان تھا۔ یہ سلطان بالکل مفتی کے تابع تھا اور اس کی کوشش تھی کہ بجائے حکومت کرنے کے فوج کی اطاعت کروں اس ڈر سے کہ وہ ناراض ہوکے مجھے تخت سے نہ اتار دے۔ اسی لئے اس

لیکن ایک زمانہ میں مدت تک دُنیا کے بڑے حصّہ پر حکومت کر چکی تھی اب بھی یورپ۔ ایشیا اور افریقیہ میں اس کے مقبوضات موجود ہیں قسطنطنیہ پر تو اسی کا قبضہ ہی ہے جس دن جنگی بیڑا درست ہو جائیگا تمام بحیرۂ متوسط پر اس کا قابو چل جائے گا اور وہ اس بحر بے پایاں پر مطلق العنان ہو کے حکومت کرے گی۔ ایشیائے کوچک اور آرمینیا کے بڑے حصّہ پر قبضہ ہونے سے دریائے فرات اور دجلہ اُسی کے قدموں کے نیچے بہہ رہے ہیں اور ان دریاؤں کی طرف کوئی آنکھ بھر کے نہیں دیکھ سکتا۔ نہر سویز پر بھی براہ راست اُس کی بادشاہت قائم ہے اور ابھی تک اُس کے حقوق وہاں سے زایل نہیں ہوئے ہیں۔

اسی وجہ سے ایک عام پریشانی چھا رہی تھی اور مدبرین سلطنت چونک پڑتے تھے کہ اگر ترکی کو شکست ہوئی تو گیا غضب نازل ہوگا اور روسیہ ان مقامات پر قبضہ کر کے کیا سوانگ دکھائیگا جو کچھ شہنشاہان یورپ اور بعض وزرائے یورپ کے خیالات تھے وہ دوسرے حصّہ میں بیان ہو چکے ہیں مگر فرانس کا ذکر نہیں آیا تھا۔ اصل میں فرانس ۱۸۷۰ء کی جنگ میں اس قدر جھوجرا

سلطان نے تمام اصلاحوں کو موقوف کر دیا اور اب اسی پُرانے طریقہ سے سلطنت ہونے لگی۔ اس نے بہت سے جدید ٹیکس بھی اُڑا دیئے اور مُلک سے وعدہ کر لیا کہ میں قدیم قوانین کو بھی مدِّنظر رکھوں گا اور سلطنت کو بھی اتنی وسعت دوں گا کہ اس کی حدود ابتدائے زمانہ کی سی وسیع ہو جائیں یعنی وہ ممالک جو ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں پھر قبضہ میں آجائیں۔

یہ وعدے وعید سنکے لوگ بہت خوش ہوئے سب نے خوشی کے نعرے مارے اور وہ بیچارے سمجھے کہ ہمارا نجات دہندہ پیدا ہو گیا۔ مگر رعایائے ترکی کی امیدیں بہت جلد مایوسی کے ساتھ بدل گئیں۔ کیونکہ سلطان خاک نہ کر سکے۔ تمام ممالک میں طوائف الملوکی پیدا ہو گئی اور ایک بے انتظامی سی اس کونہ سے اُس کونہ تک معلوم ہونے لگی۔

بڑے بڑے مدبّرین اور ہمدردانِ قوم اپنی پشتِ دست کاٹنے لگے کہ ہم نے سلیم کو معزول کر کے کچھ حاصل نہیں کیا۔ اگرچہ وہ کمزور دل و دماغ کا سلطان تھا پھر بھی اس کی غرض تو یہی تھی کہ سلطنت میں سنگی کام اور ترقی ہو اسی دُھن میں وہ اخیر تک رہا اور اس نے اپنی قدرت کے موافق کوئی دقیقہ۔ سلطنت کی

ہو گیا تھا کہ وہ عمداً ان اہم معاملات کی طرف مطلق توجہ نہ کرتا تھا نہ بولنے کی قوت نہ ہاتھ پیر ہلانے کی طاقت پھر بھی اس کی آنکھیں اس جنگ کی طرف لگی ہوئی تہیں۔

۱۳ ستمبر کو یکایک ایم تہیٹرس وزیر اعظم فرانس کا مرض سکتہ میں انتقال ہو گیا اخبارات میں اُس کے واقعات زندگی چھپنے لگے۔ لندن ٹیمس کے نامہ نگار مقیم پیرس نے لکہا کہ جب قسطنطنیہ میں یورپی دولتوں نے کانفرنس کی اس سے کچھ پہلے میں وزیر متوفی سے پیرس میں ملا تھا جو کچھ انہوں نے ترکی۔ یورپ یا مسئلہ مشرقی کے بارے میں اس وقت کہا تھا اس کا شائع کرنا میں نے مناسب خیال نہیں کیا تھا لیکن اب میں وزیر متوفی کی رائے کا اظہار کر دینا نامناسب نہیں خیال کرتا۔ اس مدبر اعلیٰ نے یہ بیان کیا تھا "آیا یورپ چاہتا ہی کہ ترکی دنیا سے نیست و نابود ہو جائے اور کیا یورپ کی یہ خواہش ہو کہ پرانی دنیا کا یہ سب سے اچھا حصّہ ایسی سلطنت کے قبضہ میں چلا جائے کہ پھر اس کی طرف کسی کو خیال کرنیکی مجال نہ ہو۔ اسے خوب سمجھ لو کہ روسیہ قوی ترین سلطنت ہی۔ اس کے پاس فوج بھی بہت ہی۔ جس وقت وہ اپنے پنجے ترکی پر دراز کرے گی یورپ چیخ مار کے بھوچکا ہو جائے گا اور بیٹھے گا کہ کیا کروں۔ اور اگر یورپ نے

ترقی دینے کا فروگزاشت نہیں کیا۔ انہیں خوف معلوم ہوا کہ اگر ہم کھلم کھلا کہتے ہیں کہ سلیم کو تخت نشین کرو تو خبر نہیں کیا آفت آئے اس خیال سے انہوں نے سلیم کا تو نام لیا نہیں مگر یہ کہنا شروع کیا کہ موجودہ طرز سلطنت میں لازمی طور پر تبدیلی ہونی چاہئیے اور جب تک حکومت میں انقلاب نہ پیدا ہو گا کوئی صورت سلطنت کے بچنے کی نہیں معلوم ہوتی۔

مصطفےٰ کی چند مہینے حکمرانی میں خاص پائے تخت میں لوگوں کے یہ خیالات ہو گئے تھے۔

جوں ہی سواحل ڈینیوب پر جدید تخت نشینی کی خبریں پہنچیں فوجوں میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی۔ جان نثاریوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان وزیروں پر ہاتھ صاف کرنا چاہئے جو سلیم سے ملے ہوئے تھے کیونکہ سلیم ہمارے حقوق غصب کرنا چاہتا تھا اور ان معاملات کا یہی وزیر مشورہ دیتے تھے۔ وہ فوجیں جو سلیم نے ترتیب دی تھیں ان سے بہی سخت ناراض تھے غرض جان نثاری اندھے بن کے جدید طرز کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے اور آپس میں ان کوتاہ اندیشوں نے خونریزی شروع کر دی روسی سپاہ سالار نے جب یہ دیکھا کہ یہ نادان آپس میں لڑ رہے ہیں تو اس نے موقع کو غنیمت جان کر

یہ سمجھ رکھا ہے کہ ترکی کا یورپی حصّہ روسیہ کو نگل لینے دو اس بات کو خوب سمجھ لیا جائے کہ ترک اپنا یورپی حصّہ آسانی سے روسیہ کے حوالہ نہیں کرنے کے خوب خونریزی ہوگی اور جب ترک ناکام ہونے لگیں گے تو یورپی قومیں وولنٹرس بن کے ان کی طرف سے جنگ کرنے نکلیں گی۔ جب یہ کیفیت ہوگی تو ہمیں ایک مہیب جنگ یا خونریزی میں پھنسنا پڑیگا اور جبتک اس کا فیصلہ نکرلیا جائیگا بیچ میں چھوڑ دینا کسی طرح جایز نہوگا۔ ہم سب آپس میں کٹ مریں گے اور یورپ میں ہرطرف سے خون کے دریا بہتے ہوئے نظر آئیں گے اور اس کے معنی یہ ہوں گے کہ یورپ بالکل زیر وزبر کردیا جائیگا اور آج یورپ جس قوم سے نفرت کر رہا ہی پھر یہ چاہے گا کہ یہی قوم حکمراں رہے اسوقت ترکی سے جو نفرت کا اظہار کیا جارہا ہے مطلق نہیں رہنے کا۔ میرے خیال میں تو ابہی سے یورپ کا یہ فرض ہی کہ ترکی کا ساتھ دی ورنہ اس کی مخالفت اس کے حق میں کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کرسکتی۔

ابتدا میں مسٹر ہیئرس کو یہ معلوم ہوا تھا کہ تین شہنشاہ بجائے خود اس اہم مسئلہ کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ بہی چاہتے ہیں کہ اگر ضرورت ہوئی تو بعد میں انگلستان اور فرانس سے بہی مشورہ لیلیا جائیگا

حملہ کردیا اور خوب کامیابی حسب مراد حاصل کی۔ اس نے ترکی فوجوں کو مجبور کردیا کہ وہ بلغاریہ کے اندرونی حصص میں چلی جائیں۔ ترکوں کا نقصان عظیم ہوا اور بکثرت جاں نثاری روسیوں کے شکار ہوئے حالانکہ باہمی نااتفاقی سے ایسی بھاری شکست مل چکی تھی پھر بھی جاں نثاریوں کے حواس درست نہیں ہوئے وہ اپنی اسی حماقت پر قائم رہے انھوں نے اپنی سلطنت سے بغاوت کی اور یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ جس طرح ممکن ہو سلیم کے وزیروں کی گردنیں اتار لی جائیں اخیر یہ کوتاہ اندیش فوج اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئی۔ وزیر اعظم جو تمام فوجوں کی کمان کررہا تھا گرفتار کرلیا گیا اور عین میدان میں اسکی گردن اتار لی گئی باقی کل وزرا کی بہی یہی خونی قسمت ہوئی۔

مصطفے تو اب شاہ شطرنج ہوگئے تھے فوج ہی نے انہیں تخت پر بٹھایا تھا اور فوج ہی اصل میں حکومت کررہی تھی اور تمام ملک میں سخت بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ نہ حکومت تھی نہ قانون ایک اندھیر مچا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں روسیوں کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا کیونکہ چالیس ہزار روسی فوجیں ترکی لشکر کو شکست دیتی ہوئیں آندھی اور مینھ کی طرح قسطنطنیہ پر بڑہی چلی آرہی تھیں مصطفے بیرق بردار

مسٹر تھیرس کا بیان ہے کہ اول الذکر بہت زبردست قوت کی سلطنت ہے اور ابھی تک یورپ اور ایشیا میں اسے کسی قسم کا صدمہ بھی نہیں پہنچا ہے۔ مگر فرانس کی یہ کیفیت نہیں ہے چونکہ وہ شکست پاچکا ہے اس لئے دل شکستہ اور مایوس ہے رہا انگلستان اس کا اگر ایک جہاز ڈوب جائے تو دوسرا اس میں موجود ہو جاتا ہے اس وقت تو انگلستان ہی دنیا کے راستہ کا مالک ہے اب خیال کرنے کی جگہ ہے کہ بعض مافوق الفطرت حادثات سے دنیا کا راستہ مخدوش ہو گیا ہے۔ رہا وہ راستہ جو مشرق کی طرف جاتا ہے انگلستان اسے ہاتھ نہ لگانے دے گا اور نہ کسی کی دست اندازی قبول کرے گا۔ خواہ اس کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے لیکن محال عقل ہے کہ وہ کسی کو اس راستہ میں اپنا سدِّ راہ نہ ہونے دے۔ اب تین شہنشاہوں نے جو کچھ مشورہ کیا ہے وہ انگلستان کے خلاف پڑتا ہے اگر یہ شہنشاہ سوچیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انگلستان سے بگاڑنے سے یورپ کا ستیاناس ہو جائے گا اور ایک آفت برپا ہو جائے گی۔ اس کے بعد مسٹر موصوف نے یہ بیان کیا کہ ترکی سے یورپ عجیب و غریب درخواست کرتا ہے

جس نے روسیہ سے شکست کھائی تھی بڑا چالاک شخص تھا اور وہ محض اپنی دلیری سے اس عہدہ تک پہنچا تھا اس کے ماں باپ بہت غریب کسان تھے اور جب یہ بڑا ہوا تو گھوڑوں کی تجارت کرنے لگا تھا۔ جب ملکی فوجوں نے بغاوت کی تھی تو اس میں اس شخص نے بڑا نام پیدا کیا تھا اس نے عین میدانِ جنگ میں باغی فوجوں کے سرغناؤں کو گرفتار کر لیا تھا اگرچہ خود بھی سخت زخمی ہوا تھا لیکن اپنی شجاعت کی بانگی سپاہ کو دکھا دی تھی۔ اسی وجہ سے فوج کو اُس پر بڑا بھروسہ ہو گیا تھا اور اس کے کہنے سے فوج نے ترسانک اوغلو رشطک کے آغا کو اس کا جانشین تسلیم کر لیا تھا۔ روسیہ سے معاہدہ ہونے کے بعد وہ قسطنطنیہ واپس آیا جب شہر چند میل رہ گیا تو راستہ میں اُس نے قیام کیا اور اپنی فوج کے کل اعلیٰ عہدہ داروں کو بلایا کئی گھنٹے تک مشورہ ہوتا رہا آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ مصطفےٰ کو تخت سے اتار دیا جائے اور سلیم کو پھر تخت نشین کیا جائے کیونکہ بغیر سلیم کے یہ بے انتظامی دور نہیں ہونے کی۔ فوج کو بیرق بردار پر کچھ ایسا بھروسہ تھا کہ سب نے اس بات کو قبول کر لیا اور ساتھ ہی فوج نے مقدس

کہ کل جنگ آوروں کے ہتھیار چھین لئے جائیں اور ٹیکس بالکل کم کر دیئے جائیں رعایا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے خواہ وہ ٹیکس ادا کرے یا نہ کرے۔ اور ترکی کے ہر معاملہ کی دول خارجہ نگرانی کرتی رہیں۔ یہ کہہ کے مسٹر نے کہا آپ سمجھ لیجئے جب روسیہ اور ترکی کی لڑائی ہوئی تو یورپ ایک زمانہ تک تماشہ دیکھے گا۔ روسیہ کو تو یورپ سے ذرا بھی خوف نہ ہوگا۔ جب تک ترک روسیوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے یورپ خاموش دیکھا کرے گا اور جب ترک پس پا ہوں گے اور روسیہ چیرہ دست نظر آئے گا تو یورپ سوچے گا آیا روسیہ کو فتحمند ہو جانے دے یا روک دے۔ یورپ کی خوش قسمتی ہوگی کہ وہ روسیہ کو پورا چیرہ دست ہونے دے اگر ایسا نہ ہوا اور روسیہ فتحمند ہوا تو سمجھ لینا کہ سارے یورپ میں آگ لگ جائیگی اور پھر یورپ کی شاہراہوں میں خون کے ندی نالے بہ جائیں گے۔

اسی قسم کی بہت سی رائیں یورپی مدبّروں کی تھیں میں کہتا ہوں کہ وہ تو وزیر اعظم تھا معمولی آدمی بھی جو ترکی تاریخ سے واقف ہوگا آغاز جنگ سے پہلے یہ حکم لگا سکتا تھا کہ ترکوں کو شکست ہوگی

جھنڈا کھول کے قدم آگے بڑھایا۔ جھنڈا لئے ہوئے فوج قسطنطنیہ کی فصیلوں کے نیچے آکے پہنچی اور وہیں اس نے اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈال دیا۔

مصطفٰے بیرق بردار نے نہایت ہوشیاری سے یہ مشہور کیا کہ میں صرف سلطان المعظم کا آداب بجالانے کے لئے آیا ہوں۔ سلطان کو اس پر پورا بھروسہ تھا اس لئے کسی قسم کا شبہہ نہ ہوا۔ فوراً اپنے کل وزرا کے ساتھ پاک جھنڈے کے استقبال کے لئے اس کے لشکر گاہ میں چلا گیا۔ یہاں سلطان کی اس کے مرتبہ کے موافق عزت کی گئی اور وہ بخوشی و خرمی اپنے محل میں واپس چلا آیا۔ چند مہینے یوں ہی گزر گئے۔ اور اس اثنا میں مصطفٰے بیرق بردار سلطنت ترکی میں انتظام قایم کرنے کی تدبیریں کرتا رہا۔

اس کے کچھ دن بعد باسفورس کے گورنر کو پوشیدہ طور پر چند آدمیوں نے قتل کر ڈالا۔ اور رفتہ رفتہ نہایت خوش اسلوبی سے بیرق بردار نے کل وزرا کا جنہوں نے سلطان کو شاہ شطرنج بنا رکھا تھا ایک ایک کرکے فیصلہ کر دیا۔ پھر آٹھ ہزار فوج لیکے شہر میں چلا آیا اور صاف طور پر

کیونکہ تین سلطانوں کا تغیر و تبدیل ہو چکی ہے۔ خزانہ خالی ہے۔ شائستہ فوج کا بہت بڑا حصّہ باغی صوبوں کی سرکوبی میں کام آچکا ہے اور سلطنت میں اس وقت کچھ بھی دم نہیں ہے۔ سلطان حال ہی میں تخت نشین ہوا ہے اور اسے مطلق تجربہ نہیں ہے ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ ترکوں کو ایسی عظیم سلطنت پر فتح ہوگی جو اس سے کئی درجہ بڑی بے انتہا فوجیں رکھنے والی اور سارا یورپ اس کی مدد کو آمادہ رہا یہ خیال کہ روسیہ قسطنطنیہ نہیں فتح کرنے پائے گا یہ بھی ایک ادنٰے سے ادنٰے شخص جسے یورپی معاملات اور قسطنطنیہ کے جغرافیہ کی معلومات ہوگی جان سکتا ہے کہ کسی قوی ترین دولت کا قبضہ قسطنطنیہ پر نہیں ہو سکتا۔ ورنہ کل یورپ میں زلزلہ آجائے۔ یہ ساری باتیں معمولی ہیں اگر ایسی پیشین گوئی کوئی مشرقی شخص کرے تو اس پر توجہ بھی نہ کی جائے گی ہاں کسی مغربی کی زبان سے نکلے پھر وہ نہ صرف اخباروں میں شائع ہوگی بلکہ مستقل کتابوں میں اُسے درج کیا جائے گا۔

دیکھنا صرف یہ ہے کہ اس کثرت سے حسب دستور روسیہ اور ترکی کی آیندہ قسمت پر رائے زنی بھی

بیان کر دیا کہ مصطفٰے تخت سے اُتارا جائے گا اور سلیم تخت نشین کیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی سلطان نے محلسرا کے دروازے بند کر دیئے۔ افسوس ہے کہ بیرق بردار کو محل کا دروازہ توڑنے اور اندر چلے جانے میں دیر ہوئی۔ سلطان نے جب یہ دیکھا کہ محض سلیم کی وجہ سے میں تخت سے اُتارا جاتا ہوں اُس نے فوراً اپنے خدّام کو حکم دیا کہ ابھی جا کے سلیم اور اس کے بھائی کو قتل کر ڈالا جائے چنانچہ بیرق بردار کے پہنچتے پہنچتے بیچارا سلیم قتل کر ڈالا گیا۔ قتل کا واقعہ یوں ہوا کہ تین محل کے اعلیٰ افسر ہتھیار بند اس کمرہ میں گئے جہاں سلیم اپنی آیندہ قسمت کی بھول بھلیوں میں چکر کھا رہا تھا سلیم یہ دیکھ کے سنّاٹے میں رہ گیا اُس نے قاتلوں کو للکارا کہ قریب نہ آنا لیکن وہ جھپٹ پڑے سلیم نے بھی اپنی حفاظت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا لیکن یہ تینوں آدمی تلواریں لیکے اس بیگناہ سلطان پر آپڑے ایک شخص کو سلیم دبا بیٹھا مگر دوسرے شخص نے زہر سے بجھا ہوا خنجر اس کے کلیجہ میں بھونک دیا۔ خنجر نے اپنا پورا کام کیا سلیم کے مُنہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا کہ وہ بیگناہ سلطان وہیں شہید ہو گیا۔ یہاں یہ آفت برپا تھی اور وہاں فوج بڑا دروازہ توڑ کے محلیں

کی جاتی تھی اور یورپ کے کسی نہ کسی گوشہ سے اس کی ہمدردی کی صدائیں بھی مسموع ہوتی تھیں مگر عملی ہمدردی جیسی روس سے کی جاتی تھی ترکی سے نہیں کی گئی۔ عام طور پر یورپ کی یہ مرضی تو نہ تھی کہ ترک بالکل مٹا دیئے جائیں لیکن یہ خواہش ضرور تھی کہ انہیں کمزور ایسا کر دیا جائے کہ پھر نہ پنپیں۔ اور ہم ناک پکڑ کے جدھر چاہیں پھیر دیا کریں۔ قسطنطنیہ تو ہزار دفعہ نکل جاتا وہاں تو اپنی جانوں کی پڑی ہوئی ہے کہ دنیا میں آگ لگ جائے گی اور یورپ کی بہت سی کمزور اور مریض سلطنتیں بقول لارڈ سالسبری ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائیں گی۔ اور پھر مشرقی سرزمین میں جو کچھ خونریزی ہوگی وہ الگ رہی کیونکہ ترک آسانی سے تو بے دخل ہونے والے نہیں ہیں۔ خون کے دریا بہا کے جیسا ہمیشہ سے چلا آتا ہے ملک دیدیں گے۔

مسٹر فاکٹ انگریزی کونسل جنرل جس کو ترکوں سے کچھ بھی لگاؤ نہ تھا۔ بلقان کے جنوبی ڈھلوان حصوں کے پناہ گزینوں کا حال مفصل ذیل بیان کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ یہ وہ بدنصیب بچے اور عورتیں تھیں جن سے نامرد اور بزدل بلغاریوں نے انتقام لیا تھا۔ یہ سب بچے اور عورتیں کیا مسلمانوں کی تھیں

آ چکی تھی جب بیرق بردار فوج لئے ہوئے اندر داخل ہوا تو سلیم کی لاش کو سفید چادر میں لپیٹ کے ایک شخص نے اس کے آگے پھیلا دیا اور یہ آواز دی "دیکھو تو وہی سلطان ہے جس کو تم تلاش کرتے ہو"۔ یہ خطرناک منظر دیکھ کے بیرق بردار کے ہوش اُڑ گئے بے انتہا محبت سے اس لاش کو لپٹ گیا اس کے رخساروں پر بوسہ دیا اور کہا اے بیگناہ فدائے ملک و ملت تجھے کس نے شہید کر ڈالا خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں تیرا پورا انتقام لوں گا"

اس وقت مارے صدمہ کے بیرق بردار کے ہوش بجا نہ تھے مگر پھر بھی اُس نے اپنے اوسان درست کئے اور سیدھا اس کمرہ میں پہنچا جہاں سلطان مصطفےٰ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ بیرق بردار کو دیکھ کے مصطفےٰ اس خیال میں تھا کہ میری اسی طرح عزت کی جائے گی مگر یہ بات نہ ہوئی بیرق بردار نے سلطان کو ہاتھ پکڑ کے تخت سے اُتار لیا اور کہا تیری سلطنت کا زمانہ ختم ہو گیا اب کوئی قابل شخص اس تخت پر بیٹھ کے حکومت کرے گا۔

اس طرح چوالیس سال کی عمر میں سلیم کا خاتمہ ہو گیا وہ سلیم جو سلاطین ترکی میں بڑا نامور گزرا ہے۔

اور یا یہودیوں کی دو مہینے تک کابل میں تحقیق حالات کرتا رہا تو ان مقامات پر جو واقعات ہوئے ان کا اصلی پتہ مجھے لگ گیا۔

کپتان برنا بائی اپنی ۳ دسمبر کی ہاؤس فنڈ والی رپورٹ میں بیان کرتے ہیں کہ اثنا تحقیقات میں مجھے کپتان فائف حضور ملکہ معظمہ کے جنگی اٹاچی متعینہ ترکی ملے۔ انہوں نے بیان کیا کہ روسی سپاہ سالار اسکی ذگرا کی طرح میں نے کوئی ظالم نہیں دیکھا۔ مردوں نے عورتوں اور بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے اور ذرا اُف تک نہیں کی۔ کپتان فائف کی ملاقات ایک پادری صاحب سے ہوئی جو ایسے قیامت خیز موقع پر اس بات کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ شاید خداوند مسیح کے نام پر کوئی بپتسمہ لینے والا نکل آئے۔ کپتان نے پادری صاحب سے پوچھا کہ روسیوں کے مظالم کی بھی کوئی بات سُنی یا اپنی آنکھ سے کوئی نئی بات دیکھی۔ پادری صاحب نے فرمایا نہیں روسیوں کو تو ظلم کرتے میں نے نہیں دیکھا نہ انہوں نے کوئی ظلم کیا ہاں بلغاریوں نے واقعی بہت زیادتی کی ہے۔ پادری صاحب جن کو بوقت شب ہمیشہ روح القدس پکارا کرتی تھی اور جو حضرت مسیح کے دائیں بازو پہ

اور وہ لوگ جو اس سے ملے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی عمر میں ایسا روشن ضمیر سلطان نہیں دیکھا۔ اس میں شک نہیں اگر سلطان زندہ رہتا اور جس روش پر اس نے اصول سلطنت کو قائم کیا تھا اس میں کامیاب ہو جاتا اور کوتاہ اندیش جاں نثاری بغاوت نہ کرتے تو ترکی میں زندگی کی پھر روح پھُک جاتی اور سلیمان کے زمانہ کا عروج پیدا ہو جاتا۔ اگرچہ سلیم دنیا سے ناکام چلا گیا لیکن غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ترقی کی بنیاد سلطنت میں ڈال دی تھی فوجوں کو یورپی طرز کی قواعد سکھانے میں اس نے سب سے پہلے پیش قدمی کی۔

تقدیر کے آگے کسی کا بس نہیں چلتا جو خدا کو منظور ہوتا ہے وُہی ہوتا ہے اس کی قدرت میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔

اسے معلوم تھا کہ سلطنت کی ترقی کا ستارہ کیوں کر غروب ہو رہا ہے اور وہ آنکھوں سے اس کی بربادی کی تصویر دیکھ رہا تھا کہ روز بروز کیسی بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ جان گیا تھا کہ ابھی تک مرض قابل علاج ہے اگر کچھ دن اور گزرے تو پھر لاعلاج ہو جائے گا۔ مگر آئندہ کی حالت کچھ اسکی

بیٹھ کے انگور کا تازہ شیرہ پیا کریں گے صداقت اور راستبازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے روسیوں کو اپنی راست بیانی کے صدقہ میں صاف بچا گئے کیوں کہ روح القدس ایسے ہی راستبازوں کی رہنما ہوتی ہے۔

وہ فنڈ جو انگریزی چندہ سے بے پناہ ترکی عورتوں اور بچّوں کی امداد کے لئے کھولا گیا تھا اس کا کمشنر ایک روشن دماغ انصاف پسند انگریز تھا اس نے روح القدس صاحب پر مطلق توجہ نہ کی۔ بطور خود تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ روسی سردار برابر حکم دیرہے تھے اور بلغاریوں کو تاکید کر رہے تھے کہ مسلمان کے نام کا ایک بچّہ اور ایک عورت بھی نہ چھوڑنا۔ صرف ان ہدایتوں ہی پر تکیہ نہیں کیا گیا بلکہ روسی کوہ قافی افسر خود چلے آئے تھے اور اپنی آنکھوں کے آگے مسلمان عورتوں اور بچّوں کو قتل کروا رہے تھے۔ انگریزی کمشنر کا بیان ہے کہ مفلس میں مجھے ڈیڑھ سو عورتوں اور بچّوں سے واسطہ پڑا۔ کہ یہ پناہ گزیں آکے ٹھیرے ہی تھے کہ بلغاری اُن پر آپڑے اور نہایت بے رحمی سے گودی کے بچّوں کو بھی مع حاملہ اور ضعیفہ عورتوں کے قتل کر ڈالا۔ اُف کیا خطرناک منظر تھا یا اللہ ایسا منظر کبھی دکھایو

آنکھوں میں تاریک نظر آتی تھی۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کرنا چاہتا تھا اور کچھ کیا بھی تھا اس نے رعایا اور سلیم میں بُعد المشرقین کر دیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر مغربی علوم رعایا میں نہ آئیں گے وہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور یہ خیال سلیم کا بہت ہی درست تھا اس نے چھاپے خانے کل سلطنت میں کھول دیئے تھے اور ہر قسم کے صنعت و حرفت کے مدارس جاری کر دیئے تھے اس کی بڑی کوشش یہ تھی کہ تعصب اور بیجاہٹ کو مسلمانوں کے دل سے ہٹا دوں اور انہیں انصاف پسند بنادوں۔ اُس کی ذات اس کی شریفانہ ضمیری صفات کا آئینہ تھی۔ وہ بہت ہی خندہ پیشانی تھا اور اس کی آنکھوں میں ایک چمک ایسی تھی جو بہت کم ترکوں میں دیکھنے میں آئی ہے۔ اس کے خال و خط شجاعانہ تھے۔ ایک بڑی گھندار سیاہ ڈاڑھی تھی اور اس کا سڈول جسم اور سانچے میں ڈھلے ہوئے ڈنڈ ہمیشہ دیکھا گیا ہے درباریوں میں اُسے ممتاز کرتے تھے جس وقت دربار میں بیٹھتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا ایک شیر بیٹھا ہوا ہے۔ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا تھا اور ہر شخص اس سے مل کے خوش ہوتا تھا۔

ظالموں نے ترکیب یہ کی کہ پہلے ان عورتوں اور بچوں کو پہاڑوں پر لے گئے۔ بعض سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا۔ اور پھر مزے لے لیکے انہیں وہیں قتل کر ڈالا۔ پھر مقتولین کے مردہ اجسام کو روند ڈالا۔ اور وہ بے حرمتی کی کہ میں نہیں لکھ سکتا۔ میرے ہموطنوں نے مجھے لکھ کے بھیجا کہ وہاں کی پوری کیفیت لکھ دو میں افسوس کرتا ہوں کہ ایسے شرمناک اور ظالمانہ حالات میں اپنے قلم سے نہیں ادا کر سکتا۔ قصبہ اسوور میں جو شمکا سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے ایک سو انتیس مرد ایک گڑھے میں مقتول پڑے ہوئے دیکھے۔ روسی کوہ قافی فوج کے سرداروں نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور اس حکم کی بجا آوری بلغاریوں نے کی تھی جس وقت یہ مظلوم مسلمان قتل ہو رہے تھے ایک بلغاری پادری موقع پر وعظ کہتا جاتا تھا کہ جو شخص کافروں کو قتل کرے گا اس سے خداوند مسیح بہت خوش ہو گا۔ جب یہ ظالمانہ کام ختم ہو گیا تو قاتلوں نے غل مچا کے کہا "خدا زار روس کی عمر دراز کرے"۔ دو آدمی بہ مشکل اس قتل عام سے بچ کے نکل آئے تھے جنہوں نے یہ ساری حقیقت بیان کی"۔

اس کے چند روز کے بعد انگریزی کمشنر جیسا کہ اوپر بیان ہوا خود اس موقع پر گیا اور سارے بیانات کی

مصطفےٰ نے جب ایسے بے نظیر سلطان کو قتل کرا چکا تو اس نے حکم دیا کہ محمود کو بھی قتل کر ڈالو۔ مصطفےٰ کا خیال یہ تھا کہ جب عثمانی نسل میں کوئی زندہ نہ بچے گا پھر مجھے تخت سے کوئی نہیں اُتارنے کا۔ مصطفےٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں ہوئی کیونکہ محمود کو ایک جاں نثار خادم نے اپنے پاس چھپا رکھا تھا اور ایسا چھپایا تھا کہ تلاش کرنے پر بھی کسی کو پتہ نہ لگا۔

غرض مصطفےٰ تخت سے اُتار گیا اور اسی کمرہ میں قید کیا گیا جہاں سلیم محبوس تھا۔ علی الصباح محلسرائے سے نوبت میں سرکی گئیں کہ مصطفےٰ رابع کی سلطنت ختم ہو گئی۔

تصدیق کی - جس طرح بلغاری مسلمانوں کے دشمن تھے اسی طرح یہودیوں کے دشمن تھے۔
اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار مقیم بوچرسٹ لکھتا ہے کہ میں نے تین سو پچاس یہودی عورتوں اور بچوں کو رومانی پائے تخت میں پناہ گزیں دیکھا۔ یہ گویا اُس یہودی خاندان کے بچے کھچے تھے جو کیرتلیک اور اسکی زگرا میں آباد تھا ان کے علاوہ سارے خاندان کے لوگ قتل کرڈالے گئے تھے۔
اسی اثنا میں یہ بات مشہور ہوئی کہ ترکوں اور روسیوں میں باہم صلح ہونے کو ہے مگر اس افواہ کی بہت جلد تردید ہوگئی کیونکہ دونوں طرف جنگی جوش و خروش دکھائے جارہے تھے۔ لوگوں کی زیادہ تر توجہ ایشیا کی طرف مبذول تھی کہ وہاں کیا گزری۔ چند مہینے تک تو ترکی کمان افسر کی حالت اچھی رہی اور سلطان المعظم نے مختار پاشا کی اعلیٰ خدمات کو دیکھ کے غازی کا خطاب عنایت کیا تھا۔ اور اسی زمانہ میں عثمان پاشا کو شیر پلونا کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ ترک یہ کہتے تھے کہ ہماری بدقسمتی کا ستارہ ذرا پستی میں آگیا ہے ہم اس سے کچھ ہراساں نہیں ہیں روسیے مقابلہ سے کبھی قدم پیچھے نہیں ہٹانے کے۔ کیا کہئے اگر ابتدا میں غلطیاں نہ ہوتیں تو ترک روسیوں کو

اکتیسواں باب ۳۱

محمود ثانی تیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۸۰۸ء سے ۱۸۳۹ء تک

محمود ثانی کا سلطان ہونا۔ مصطفیٰ بیرق بردار کا وزیر اعظم مقرر ہونا۔ معزول سلطان مصطفیٰ اور اس کے کل لوحقین کو قتل کا حکم دینا۔ جان نثاریوں کی بغاوت۔ قسطنطنیہ کی متزلزل حالت۔ وزیر اعظم کی وفات۔ جان نثاریوں کا خوش ہونا۔ یونان کی جنگ آزادی۔ محمود کا جان نثاریوں کو برباد کرنا۔ پائے تخت میں خطرناک جنگ۔ فرانس۔ انگلستان اور روسیہ کا دخل دینا۔ اور یونانیوں کی طرف سے میدان جنگ میں آنا۔ مقام ناوارینو کی جنگ۔ روسیہ سے لڑائی۔

کچا چبا چبا جاتے۔ مگر خود کردہ را علاجے نیست۔
دو ترکی افسر جن کی نیکنامی کا ستارہ ایسا چمک گیا تھا یکایک پستی میں آنا شروع ہو گیا۔ کیونکہ آرمینیا میں روسی بہ نسبت ترکوں کے زیادہ قوی ہو گئے تھے اور جو کیفیت گزشتہ مہینہ میں اُن کی تھی وہ اب نہ رہی تھی پورے دو ڈویژن آرمینیا میں پہنچ گئے تھے اور ان کے ساتھ سولہ ہزار کوہ قافی فوج علیحدہ تھی سب جنگ کے جوش میں بھرے ہوئے اور اعلیٰ درجہ کے ہتیاروں سے آراستہ۔ اور بہت ہی زبردست تھے۔ روسیوں کا یہ زور شور اس بات کی شہادت دیرہا تھا کہ ضرور کچھ گُل کھلے گا اور مختار پاشا پر بڑا دصوان دصار حملہ کیا جائے گا۔ کرنیل ٹاپی کی کھائیوں پر مختار پاشا کی بہت توجہ تھی انہوں نے انہیں گہرا بھی کرایا تھا اور ان پر مورچہ بندی بھی کرائی تھی اور مٹی کی بوریاں بھر بھر کے اپنے مورچوں کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ روسی ایک زمانہ دراز سے حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے اور اُن کا ارادہ تھا کہ یکایک ترکوں پر جا پڑیں اور انقطاعی جنگ کے بعد کامیابی حاصل کر لیں۔ اب روسی فوجی قوت ترکوں سے بدرجہا

محمد علی سے جنگ۔ محمود کی وفات۔

مصطفیٰ کی معزولی کے بعد اس کا بھائی محمود ۲۸ ؍ جولائی ۱۸۰۸ء میں سلطان نامزد ہوا۔ پائے تخت میں بڑی خوشی منائی گئی۔ اس وقت سلطان کی عمر کل ۲۳ سال کی تھی دوسرے مہینے وہ جامع مسجد میں گیا تاکہ باقاعدہ سلطان بنایا جائے۔ اس وقت مصطفیٰ بیرق بردار بھی موجود تھا۔ فوراً اُسے وزیر اعظم بنایا گیا اور سب نے اس عہدہ کو بخوشی و خرّمی منظور کر لیا۔
اب ہم ترکی کے نئے زمانہ میں داخل ہوتے ہیں۔ نوجوان سلطان زبردست دل و دماغ کا شخص تھا ابتدائے عمر میں اسے تعلیم و تعلّم کا بہت شوق تھا۔ محلسرائے میں ایرانی اور ترکی ادب کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ تخت نشینی سے ایک سال پہلے سلیم کے ساتھ یہ بھی قید کر دیا گیا تھا۔ بس شب و روز سلیم جدید اصلاحات کی عمدگی کی تعلیم دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جب تک جاں نثاری غارت نہ کر دیئے جائیں گے سلطنت میں کسی قسم کی اصلاح ہونی محال ہے۔ غرض ان باتوں میں سلیم نے محمود کو بہت پختہ کر دیا تھا۔

بڑھ گئی تھی اور اب انہیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ رہا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ترک کچھ مال نہیں اب چونکہ ہماری تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے اس لئے اُن کا مار لینا کوئی بات نہیں ہے۔
ستمبر کی ۳۰ ویں تاریخ ترکوں کو یہ خبریں پہنچیں کہ جنرل کمروف کے پاس اور مدد آگئی ہے ایک ڈویژن فوج اکالتش سے آئی ہے اور چار بٹالن کا ایک برگیڈ ایک میدانی توپخانہ اور رسالہ کی ایک رجمنٹ دوسرے مقام سے آئی ہے جس سے روسیوں کا قلب لشکر خوب زبردست ہو گیا ہے۔
حسن احمد پے جو مقام بیناک کی کمان کر رہا تھا حفظ ماتقدم کے لئے اس نے عربوں کی ایک رجمنٹ روانہ کی کہ دشمن کی نقل و حرکت کا خیال رکھیں اور امدادی فوج کی مزاحمت کریں۔
عربوں نے جاتے ہی قارص تاشی کے سواحل پر قبضہ کر لیا اور روسی برگیڈ کو وہاں سے مار کے ہٹا دیا اور اس بات کی خبرداری کرنے لگے کہ کوئی حملہ بے خبری میں نہ ہو جائے۔ مگر شب کو عربوں نے زیادہ نگرانی نہ کی روسیوں نے موقع دیکھ کے شب خون مارا اور عربوں کو سواحل پر سے ہٹا دیا اس شبخون میں چالیس پچاس عرب کام آئے۔ اس خیال سے مبادا جنگ ہو جائے

سلطان بظاہر خوش نصیب معلوم ہوتا تھا کہ اُسے مصطفےٰ بیرق بردار جیسا شخص وزیر اعظم مل گیا جب بتۂ وزارت مصطفےٰ کو مل گیا تو اس نے کچھ عرصہ تک بڑی دلیری اور ہوشیاری سے وزارت کی۔ وزیر نے اس گروہ کو جس نے سلیم کو معزول کیا تھا اور سابق سلطان کے رشتہ داروں اور دوستوں کو کیا تو قتل کر دیا یا جلاوطن کر دیا۔ جاں نثاریوں کی قوت توڑنے کے لئے اس نے تھوڑی سی فوج یورپی طرز کی ترتیب دی جو قواعد داں اور شائستہ تھی۔
اگرچہ ترکی میں شائستہ لوگ مصطفےٰ بیرق بردار کے تقرر اور کارگزاری سے بہت خوش تھے لیکن جاں نثاری وزیر کو دیکھ دیکھ کے خون کے سے گھونٹ پی رہے تھے کہ اس دشمن کو جس طرح ہو نیچا دکھایا جائے۔ اس مخالفت کا یہ اثر ہوا کہ دو گروہ بن گئے ایک وزیر کا طرفدار ہوا اور ایک جاں نثاریوں کا۔ جب وزیر نے یہ دیکھا کہ جاں نثاری اور علما برسر پرخاش ہیں اس نے مقبوضہ جات کی فوجوں کو موقوف کر دیا اور صرف چار ہزار یا پانچ ہزار یورپی فوج رہنے دی اور جب وزیر اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا تو اس نے علانیہ جاں نثاریوں پر حملہ کرنا چاہا۔ پہلے اس نے

اور رسالے روانہ کئے گئے۔ گرانڈ ڈیوک میکائیل کا یہ ارادہ تھا کہ پے در پے حملے کر کے مختار پاشا کی فوجوں کو پراگندہ کر دیا جائے اور ترکوں کو روسی حدود سے بھگا دیا جائے جب وہ اپنی حدود میں پہنچ جائیں اور جب وہ ارض روم پہنچیں تو قارص پر فوراً قبضہ ہو جانا کوئی بات نہیں ہے کیونکہ قارص اور ترکی فوجوں کے بیچ میں روسی فوجیں آجائیں گی اور اس صورت سے سلطان کا کل ایشیائی لشکر بالکل بے قابو کر دیا جائے گا۔

مختار پاشا کو روسی سپاہ سالار کے اس ارادہ کی مطلق خبر نہ تھی لیکن وہ اپنی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے شوغانلی داغ کے سواحل کو فوجوں کے جمع کرنے کے لئے منتخب کیا۔ قارص میں سامان حرب اور سامان خور و نوش جہاں تک ہو سکا جمع کیا اور شہر کے مسیحی باشندوں کو اطلاع دیدی کہ تمہارے مکانات میں سپاہی رکھے جائیں گے۔ ترکی سپاہ سالار کو یہ یقین تھا کہ روسی ابھی عرصہ تک تیاری کریں گے پھر کہیں حملہ کر سکتے ہیں۔ فی الحال حملہ کا کوئی خیال نہ تھا پھر بھی محض دور اندیشی سے مختار پاشا نے مقامات یانی کوچک اور کینر یل ٹاپی پر مورچے

افسروں کو جن کا بہت اثر تھا موقوف کر دیا اور اب اسے موقع ملا کہ جتنا جلد ممکن ہو جاں نثاریوں کو برباد کر دیا جائے۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس وزیر کا یہ خطرناک ارادہ ہو اس کی آیندہ قسمت کیا ہونی ہے کیونکہ یہ کام کچھ آسان تو تھا نہیں ایسے جری لشکر کا برباد کرنا بہت ہی کٹھن معاملہ تھا۔ بغاوت کا پیدا ہونا لازمی تھا اور خونریزی ہونی لابدی تھی۔ تو بھی بہادر وزیر اپنے ارادہ پر مضبوط تھا اور یہ بڑی بات تھی کہ اپنے آقا کی اعلیٰ درجہ کی فرمانبرداری کرتا تھا۔

محمود کی تخت نشینی کو صرف تین مہینے ہوئے تھے کہ جدید مشکلات کا دروازہ کھل گیا۔ دردانیال اور رومیلیا کے اندرونی حصص سے فوجوں پر فوجیں قسطنطنیہ میں آنی شروع ہو گئی تھیں۔

جاں نثاریوں کی قوت اس فوج سے روز بروز بڑھتی جاتی تھی جب انہوں نے اپنی جمعیت پوری دیکھ لی تو جدید شائستہ فوج پر حملہ کیا یہ فوج وہ تھی جو یورپی طرز کی مصطفےٰ بیرق بردار نے بھرتی کی تھی۔ لڑائی کا بازار گرم ہوا ہر بار جدید فوج کو شکست ہوئی۔ تمام قسطنطنیہ میں قتل و غارت کی

بناکے خوب مضبوط کردیا تھا۔ ان مورچوں پہ صرف آٹھ توپیں نصب کیں اور چھ بٹالن ان پر کھڑی کردیں اور جنرل کمان پسھر پاشا کو متعین کیا۔ اگرچہ یہ مقام روسیوں کے لئے حملہ کی جان تھا لیکن حملہ کا رُخ کسی مصلحت سے دوسری طرف پھر گیا۔ سپاہ سالار رشول کینیکف کو جو چودھویں ڈویژن کی کمان کر رہا تھا حکم ہوا کہ پانچ بٹالن اور ایک توپخانہ کے ساتھ مختار پاشا کے عقب پر حملہ آور ہو اور سپاہ سالار ہیمان کو حکم ہوا کہ تو قلب لشکر پر حملہ کر۔ مقام یانی کلاں پر حملہ کرنے کا خیال روسیوں کو نہیں رہا یا انہوں نے اس پر حملہ کرنا کچھ ضروری نہیں سمجھا۔ خیال یہ کیا گیا کہ جس طرح ہوسکے یانی کلاں کو فتح کرلیا جائے کیونکہ یہی مقام ہے جس سے قارص کی طرف راستہ جاتا ہے اگر یہ پہاڑی جگہ ہاتھ آگئی تو پھر قارص کا لیلینا کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ۱۸ اگست کو روسیوں نے ایک حملہ کیا تھا لیکن وہ مار کے بھگا دیئے گئے تھے اب چونکہ اُن کی تعداد بہت ہوگئی تھی اس لئے انہیں اپنی فتحمندی کی کامل امید تھی۔ ارادہ یہ تھا کہ جس صورت سے ہوسکے مختار پاشا سے قارص کی آمد و رفت کا راستہ قطع کردیا جائے۔ روسی

آگ لگ گئی۔ اخیر وسط نومبر سنہ ۱۸۰۸ء میں کل جاں نثاریوں نے وزیر کی محلسرائے کو گھیر لیا اور اس میں آگ لگادی۔ محلسرائے کے گرد جاں نثاریوں نے گھیرا ڈال دیا کہ اگر آگ سے کوئی متنفس بچکے نکلے تو اُسے قتل کر ڈالا جائے۔ اس پر بھی وزیر نے کمال کیا کہ صاف بچکے نکل آیا اور سلطانی حرمسرائے میں آکے پناہ لی جہاں اور بھی بہت سی ملکی افسر پناہ گزیں موجود تھے۔ باغیوں نے شہر کے دروازے بند کردیئے کہ باہر سے وزیر کی مدد کو اور فوجیں نہ آنے پائیں۔ اب اس وقت تمام قسطنطنیہ پر جاں نثاریوں کا قبضہ تھا۔ مضافات قسطنطنیہ پر ابھی تک وزیر کی جدید فوج قابض تھی اور سلطانی حرمسرائے کی پوری فوج حفاظت کر رہی تھی۔ اخیر محلسرائے سلطانی کا بھی محاصرہ ہوگیا اور سلطان سے درخواست کی گئی کہ اپنے وزرا کو ہمارے حوالہ کردیں۔ سلطان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ باغیوں نے حملہ کیا۔ سپاہی مزاحم ہوئے باہم جنگ ہونے لگی۔ ادہر چار جنگی جہازوں نے باغیوں پر گولہ باری شروع کی۔ دو دن تک یعنی ۱۵ اور ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۰۸ء برابر جنگ جاری رہی اور اس قدر خونریزی ہوئی کہ قسطنطنیہ کی شاہراہیں

خوب جانتے تھے جہاں یہ راستہ قطع ہوا پھر کل ترکی فوجوں کا ہتیار ڈال دینا کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اور بات بھی یہ سچ ہی راستہ کٹ جانے کے بعد ترکوں کا مار لینا کوئی بات ہی نہ تھا۔

جو فوج آگے بڑھنے کے لیے نامزد ہو چکی تھی اُسے حکم اکتوبر کو آٹھ بجے شب اپنے کیمپ پیچھے چھوڑنے پڑے۔ جب وہ فوج یانی کوچک کے پاس پہنچی تو اُسے مورچہ بندی وغیرہ معلوم ہوئی۔

علی الصباح دوسری اکتوبر کو دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع ترکوں کو ہو گئی تھی اور اولیا تاپی سے ایک توپ سر کی گئی تھی تاکہ تمام ترکی فوجوں میں اس بات کی اطلاع ہو جائے کہ دشمن کی فوج حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر گاہ سے روانہ ہو گئی ہے۔

روسی ٹڈی دل فوجیں جانب قارص روانہ ہوتی ہوئیں دیکھی جا رہی تھیں۔ دوسری فوجیں یانی کوچک پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہی تھیں۔ اور باقی ٹڈی دل افواج نے تمام ترکی حصّوں کو گھیر لیا تھا یہ حملہ بڑا ہی خطرناک تھا اور ایسا خطرناک تھا کہ آغاز جنگ سے ابھی تک شہ ہوا تھا

خون سے تر بتر ہو گئیں۔

وزیر اعظم اخیر فوج کا سرکردہ بن کے نکلا۔ باغیوں پر جان توڑ کے حملہ کیا اور نہایت شجاعت سے فوجوں کو اس شاہراہ سے اس شاہراہ میں لڑاتا پھرا۔ ہر خطرناک سے خطرناک موقع میں چلا جاتا اور اپنی اس بے جگری سے سپاہ کے دل کو بڑھاتا۔

بیس بیس دفعہ اس نے جاں نثاریوں کو تہ و بالا کر دیا۔ اور انہیں دور دور تک بھگا دیا اور پھر جاں نثاریوں نے اسی طرح ٹوٹ کے اس پر حملہ کیا اور خوب ہی تلواریں چلیں۔ توپ اور بندوق سے گزر کے تلواروں پر نوبت پہنچ گئی تھی اور چخا چخ آوازیں خون اور کرب و بلا کے ساتھ برابر مسموع ہو رہی تھیں۔ کبھی جاں نثاریوں کا قبضہ مشہور مقامات پر ہو جاتا تھا اور کبھی شاہی فوج کا۔ طرفین کے قبضہ میں بار ہا مقامات آئے اور نکل نکل گئے۔ قتل۔ غارت بیرحمی اور خونریزی کی انتہا ہو گئی تھی۔ قسطنطنیہ کے اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے محلات اور شاندار حویلیاں جل رہی تھیں۔ بہت سی عمارتوں میں آگ روشن تھی اور بہت سی عمارتیں جل بھُن کے خاکستر ہو گئی تھیں

روسیوں کی تعداد کہیں زیادہ تھی اور کل سپاہ شائستہ اور اعلیٰ درجہ کے ہتھیاروں سے آراستہ تھی۔ سات بجے صبح کو چونتیس بٹالین اکتیس توپیں اور رسالہ کی چھ رجمنٹیں پالان کوچک کے مقابلہ میں حملہ کرنے کی غرض سے لائی گئیں اور روسیوں میں ایک عام حملہ کی تیاری ہونے لگی۔ اخیر بڑی تیاری کے بعد روسیوں نے حملہ بولدیا کئی گھنٹے تک گٹھا چھنی کی جنگ ہوتی رہی مگر ہر حملہ میں روسی فوجیں پس پا کردی گئیں اور ان کا سارا جوش وخروش فرو ہوگیا۔ لیکن جانب چپ روسی سپاہ سالار ہیمن نے مقامات الاجاداغ اور اولیا تاپی پر حملہ کردیا۔ اور یہ حملہ پہلے سے بھی زیادہ بیجگری سے کیا گیا۔ جب حملہ آور فوجیں اپنی تعداد اور قوت کے نشہ میں چور ہوکے آگے بڑھیں تو ترکوں نے بندوقوں کا فیر کرنا شروع کیا اور اتنی گولیاں برسائیں کہ روسی بہادروں کا ستراؤ ہوگیا۔ جب روسی سپاہی آموں کی طرح سے پٹاپٹ گرنے لگے تو سر پر پاؤں رکھ کے بھاگے اور جب تک ترکی گولیوں کی زد سے نہ بچ لئے ایک لمحہ قرار نہ پکڑا۔ اب روسیوں کو معلوم ہوا کہ جس بات کو ہم منہ کا نوالہ سمجھتے تھے وہ نہیں ہے" کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا"۔ ترکوں سے

بہت دیر تک تو یہی نہیں معلوم ہوا کہ فتح کس کی طرف ہوگی اخیر ۱۶ ر نومبر کی شام باغی جاں نثاریوں کو کامل فتح حاصل ہوئی۔ ۱۷ ر تاریخ کی صبح کو معاملات کا رنگ بالکل بدل گیا۔ مصطفےٰ بیرق بردار میدان جنگ میں مقتول پایا گیا۔ جدید سلطانی لشکر ہر سمت سے ہزیمت خوردہ پس پا ہورہا تھا اور فوج شاہی کا بڑا حصّہ بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ جب جنگی بیڑے نے یہ دیکھا تو اس کے افسروں نے جاں نثاریوں سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہاری طرف ہیں۔ اب باغیوں کی بالکلیہ حکومت تھی۔ باغیوں کے قبضہ میں کل میگزین۔ اسلحہ خانہ۔ کل جنگی جہازی بیڑا اور سارا گلاٹا آگیا تھا۔

محمود نے جب یہ دیکھا کہ تمام کوششوں کا خاتمہ ہوگیا تو اس نے بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے اپنے مصاحبوں کو حکم دیا کہ میرے بھائی مصطفےٰ کو معہ اس کے شیرخوار بچہ کے قتل کرڈالو ان خونی احکام کی بجا آوری اسی وقت ہوگئی۔ محمود جانتا تھا کہ اگر ترکی شاہی نسل میں ایک شیرخوار بچہ بھی زندہ رہے گا تو جاں نثاری مجھے قتل کرڈالیں گے اور اسے تخت نشین کردیں گے اور جب ایک بچہ بھی سوائے میرے باقی نہ بچے گا تو انہیں مجبوراً مجھے سلامت چھوڑکے مجھ ہی کو بادشاہ

بازی لیجانا بہت ہی کٹھن کام ہے۔جب تک خون کے دریا نہ بہ جائیں گے اور کشتوں کے پشتے نہ لگ جائیں گے کامیابی محال ہے۔خدا کی قدرت کا نمونہ دیکھنا چاہئے کہ یہ ٹڈی دل فوجیں کیسی تتر بتر ہوگئیں۔رسالے روئی کی طرح دھنکے گئے اور ہزار ہا پیادہ فوج ادھر اُدھر لڑتی ہوئی پڑی پھری اور جس طرف سے حملہ کیا گیا نہایت ذلت اور شکستہ حالی کے ساتھ پسپا ہوا۔ کوہ قافی بہادر سپاہی جو اپنی شجاعت کی ڈینگیں مار رہے تھے دو تین ہی جھوجڑیوں سے چھپنے کے لئے بلے ٹٹولتے پھرتے ہیں اور ترکوں کی وہ ہیبت چھائی ہے کہ جنگ کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

ہر روسی سپاہی پتھروں کے پیچھے چھپ گیا تھا اور وہیں سے گولی چلا رہا تھا ان نامردی کے فیروں سے کچھ بھی نہ ہوا۔کھلے میدان میں حملہ کرنے کی طاقت نہ رہی تھی اور صرف چوری چھپے گولیاں چلائی جاتی تھیں۔پتا ہے اس سے کیونکر کام نکلتا۔

جب چاروں طرف سے ناکامی ہوئی نواب روسی سپاہ سالار اس تاک میں لگے کہ کسی کمزور

تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ ترکوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شاہی خاندان میں سے ایک متنفس کا ہونا ضروری ہے اور جب تک ایک متنفس باقی ہے سلطنت محفوظ ہے۔اور وہ ایک ایسے شخص کو جو تمام خاندان میں تنہا ہو اور خواہ اس سے کیسی ہی دشمنی کیوں نہ ہو ہرگز آسیب نہیں پہنچاتے۔یہی کیفیت محمود کے ساتھ بھی ہوئی جب جاں نثاریوں نے یہ دیکھا کہ اب کوئی بھی سلطانی خاندان میں نہیں رہا تو محمود کو چھوڑ دیا۔محمود نے جاں نثاریوں سے معاملہ کرلیا اور ان کے کل مطالبات کی تعمیل کردی۔

اس خونریز جنگ کے بعد اس نے ایک فرمان جاری کیا کہ یورپی طریقے سب چھوڑ دیئے جائیں وہی پُرانی وضع سے کام کیا جائے نہ جنگی اور نہ ملکی محکموں میں یورپی طرز یا یورپی قواعد کا نام ہو۔پُرانے قاعدے اپنی اسی بے ڈھنگی صورت میں بڑی استواری سے کئے گئے۔یہ ساری عارضی باتیں تھیں محمود اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ کوئی مناسب موقع آئے اور میں دشمنانِ قوم کی بیخ و بنیاد اُکھیڑ کے پھینکدوں۔

مقام پر جا پڑنا چاہئے کہ ان پے در پے شکستوں کی کچھ تو تلافی ہو جائے چنانچہ دوربین کے ذریعہ سے ہر طرف نظر دوڑائی گئی تو مقام پالی کلاں کو بالکل بے پناہ پایا۔ چند چھوٹی توپیں مورچوں پر نصب پائیں اور گنتی کے کچھ سپاہی دیکھے روسی سپاہ سالاروں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ پوشیدہ پوشیدہ لوکل فوجوں میں احکام جاری ہو گئے کہ پالی کلاں پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ حملہ ہوا اور بڑا سخت حملہ ہوا تیس چالیس ہزار فوج حملہ آور تھی۔ اور پالی کلاں پر کل پانسو ترک پہرے پر تھے۔ بہادر ترکوں نے اس قلیل تعداد پر بھی بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا اور اپنے سے کئی گنا دشمن کو خاک و خون میں لت پت کر دیا۔ اور جب تک قریب کل سپاہیوں کے نہ شہید ہو گئے مورچہ ہاتھ سے نہ دیا۔ ترکوں کی غفلت اور روسیوں کی ہوشیاری سے یہ مقام ایک سخت خونریزی کے بعد روسیوں کے قبضہ میں پہنچ گیا صرف تین ماتحت ترکی افسر اور ۳۷ سپاہی بچے جنہوں نے اس غمناک واقعہ کی اطلاع اپنی سپاہ میں دی۔ سوائے غفلت اور بے پروائی کے یہاں بھی ترکی سپاہیوں کا

اس خطرناک اور مہیب جنگ کے چار روز بعد حرسرائے سلطانی کے دروازے کھلے اور محمود جمعہ کی نماز پڑھنے شہر میں گیا۔ بیرق بردار کے دوست اور رشتہ دار کیا جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ اور کیا قتل کر ڈالے گئے تھے۔ اب کسی قسم کی شکایت باغیوں کو نہ رہی تھی دو ہفتے میں قسطنطنیہ کی حالت درست ہو گئی اور اس میں امن قائم ہو گیا۔

دکانیں کھل گئیں اور لوگ بآرام بازاروں میں چلنے پھرنے اور کام کرنے لگے۔ پولیس کا بھی باقاعدہ اسی طرح انتظام قائم ہو گیا۔ اور کچھ ایسا امن ہوا کہ کوئی مسافر اگر اس وقت وارد شہر ہو تو یہ نہ پہچان سکتا تھا کہ یہاں کسی قسم کی بھی بے انتظامی ہوئی یا کچھ بھی خونریزی ہوئی تھی۔ اس جنگ میں چالیس ہزار مسلمان مارے گئے تھے۔ ان کی لاشیں اس پھرتی سے دفن کی گئیں کہ یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ یہاں کوئی قتل بھی ہوا تھا یا نہیں۔ ہاں جلی ہوئی عمارتوں کے ڈھیر ضرور چغلی کھاتے تھے اور ان کی صورت حال یہ گویا تھی کہ کوئی عظیم حادثہ اس شہر میں ضرور ہوا ہے۔

کوئی قصور اور روسی سپاہ کی کسی قسم کی شجاعت نہیں ظاہر ہوئی چالیس ہزار فوج کے مقابلہ میں پانسو آدمی کیا کرسکتے تھے۔ جتنی شکستیں ترکوں نے روسیوں سے کھائیں ان سب کی نوعیت قریب قریب ایسی ہی سمجھنی چاہئے۔

روسیوں نے یانی کوچاک پر جو حملہ کیا تھا وہ ابھی کامیاب نہیں ہوا تھا۔ روسی فوجوں کے کالم پر کالم جان توڑ کے حملہ کر رہے تھے لیکن ہر بار سخت نقصان کے بعد انہیں پس پا ہونا پڑتا تھا۔ اس چھوٹی سی پہاڑی پر محمد پاشا کمان کر رہے تھے۔ ان کے پاس اول تو آدمی کم تھے دوسرے باقاعدہ فوج کا ایک سپاہی بھی نہ تھا سب ردیف یا دوسرے درجہ کی فوج مستحفظ میں سے تھے۔

روسی ساٹھ بڑی توپوں سے گولہ باری کر رہے تھے مگر محمد پاشا اپنے ارادہ کا پورا ان دھواں دھار حملوں پر بھی قدم جمائے کھڑا تھا اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر یہ پہاڑی ہاتھ سے نکلے تو اپنے سے چوگنے روسی باقاعدہ سپاہیوں کو خاک و خون میں ملا کے نکلے۔ حالانکہ اب بھی روسی ٹڈی دل فوجیں حملہ کر رہی تھیں لیکن محمد پاشا کو ان کی مطلق پروا نہ تھی وہ ہر حملہ میں

یہ وقت سلطنت کے لئے سخت خطرناک تھا اور ایک عاقل شخص کو کسی طرح بھی اس کے بچنے کی امید نہ ہوسکتی تھی مگر خدا کی مرضی تھی کہ سلطنت کو کوئی جوکھوں نہ آئے اور اس کی بنیادیں متزلزل نہ ہوں۔ جب اس معبود برحق کی یہ مرضی تھی تو اس کے آگے کون دم مار سکتا ہے۔ مگر ہاں یہ ضرور ہوا کہ کوتاہ اندیش جاں نثاریوں نے سلطنت کا کچومر کر دیا۔ ادھر تو قسطنطنیہ میں یہ خونریز بغاوت ہو چکی تھی کہ ادھر روسیہ نے موقع کو غنیمت جان کے سرحدات پر فوجیں اتار دیں۔ سلطنت میں ایک تہلکہ مچ گیا کہ اس بے سروسامانی میں روسیوں سے کیونکر مقابلہ کیا جائے گا۔ چنانچہ روسیہ نے حملہ کر دیا اور جنگ ہونی شروع ہوئی۔

شکستہ دل بے سروسامان ترکوں نے مجبوراً اپنے مہیب ترین دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اس حالت میں بھی روسیوں کو ناک چنے چبوا دیئے۔ ڈینیوب پر روسیوں کو ترکوں نے اس قدر مارا اس قدر مارا کہ بھاگتے ہی بن پڑی۔ اس وقت ترکی افواج کو کامیابی تو ہوگئی تھی لیکن اندیشہ یہ تھا اگر روسی فوجیں اور بھی امداد کو آگئیں تو ان کا مقابلہ کیونکر ہوسکے گا۔

روسی شایستہ فوج کا بہت بڑا حصہ کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالتا تھا اور روسی سپاہی روئی کی طرح دھنکے جاتے رہتے۔ مگر محمد پاشا یہ ضرور جانتے تھے کہ اگر روسی فوجیں ان کی مدد کو آگئیں تو پھر یانی کو چک کو قایم رکھنا دشوار ہوجائے گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ قارص سے مدد طلب کرلی جائے یہ سوچ کے محمد پاشا نے مختار پاشا کو خط بھیجا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو مدد بھیجنی چاہئے وہ قاصد ابھی قارص پہنچا ہی نہ تھا کہ روسی افواج کا ایک ڈیویژن پندرہ سولہ بٹالن کا آموجود ہوا۔ اب واقعی مٹھی بھر ردیف سپاہیوں سے پہاڑی کو بچانا امر محال تھا۔ اس پہاڑی پشتہ کی جنوبی سمت پر ترکوں کا کوئی مورچہ نہ تھا وجہ یہ تھی کہ محمد پاشا کے پاس آدمی تھوڑے رہے تھے وہ انہیں کہاں کہاں تقسیم کرتا۔ یانی کلاں کے مضافات بھی ترکوں نے نظرانداز کر رکھے تھے اگر وہ ان کو اچھی طرح مضبوط کرتے تو روسی قبضہ نہ پاسکتے۔ اب روسیوں کا یہ ارادہ ہوا کہ یانی کلاں کے مضافات پر جو بے پناہ پڑے ہوئے ہیں حملہ کیا جائے۔ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے جنرل ہیمن۔ جنرل ہیلیکاف اپنے

اسی اثنا میں نپولین بوناپارٹ اور روسیہ میں بمقام ٹلسٹ معاہدہ ہوگیا اور دوسرے سال ترکوں اور روسیوں میں بھی معاہدہ ہوکے جنگ موقوف ہوگئی۔ شہنشاہ روسیہ نے چند شرطیں عجیب و غریب ترکوں سے کیں جن میں بعض حسب ذیل ہیں۔ سرویا بالکل آزاد کردیا جائے اور دریائے ڈینیوب کی کل ریاستیں مجھے دیدی جائیں۔ چونکہ ترکوں میں دم نہ رہا تھا اس لئے انہوں نے مجبوراً ایسا ہی کیا اور کل ریاستیں روسیہ کے حوالے کردیں۔
دو سال تک قریب قریب جنگ موقوف رہی لیکن جب روسیہ نے مالڈیویا اور والاچیا پر دست درازی شروع کی تو ترک چونکنے ہوئے کہ روسیہ یہ کیا غضب کرنے لگا پہلے تو باہم نامہ و پیام ہوئے اور اخیر میں اعلان جنگ ہوگیا۔
اس سے پہلے باب عالی اور نپولین بوناپارٹ میں کچھ اتحاد قایم ہوگیا تھا اور ترکوں کو بہت بڑی امید تھی کہ نپولین اس موقع پر مدد دے گا مگر نپولین اس قسم کا شخص نہ تھا اس نے شہنشاہ روسیہ سے صاف کہدیا کہ کمزور سلطنتوں سے دوستی رکھنا مناسب نہیں ہے

اعلیٰ افسر سے ملنے آیا اور اس سے کہا آپ یقین ہی جانئے میں حملہ کرکے اودلیا تاپلی کو فتح کرسکتا ہوں وہاں ترک بہی کم ہیں اور یہ مقام بہت آسانی سے قابو میں آجائیگا۔ جنرل سیلیکاف نے تو تسلیم کرلیا لیکن اس کے ماتحت افسروں نے اس ارادہ سے رضامندی ظاہر نہ کی اور کہا ہماری رائے ہرگز نہیں ہے کہ اودلیا تاپلی پر حملہ کیا جائے اگر وہاں سے ہمیں ناکامی ہوئی تو سخت چشم زخم اُٹھانی پڑے گی ان ماتحت افسروں کی رائے پر توجہ نہ کی گئی اور ایک حملہ اودلیا تاپلی پر کردیا گیا۔ اُف خدا ایسا مہیب منظر نہ دکھائے جس وقت روسیوں نے حملہ کیا ہے اور ترکوں نے توپیں ماری ہیں صفیں کی صفیں بہادر سپاہیوں کی غائب ہوتی چلی جاتی تھیں اور غضب کا بھاڑ بھن رہا تھا۔ روسیوں کو یہ یقین تھا کہ اگر اودلیا تاپلی پر قبضہ ہوگیا تو بایزی کوچک اور قارص کا لیلینا پھر کوئی مشکل نہ ہوگا اس لئے وہ اور بہی جان توڑ کے حملے کر رہے تہے اور صفوں کی صفیں اُلٹ پلٹ ہو رہی تہیں لیکن بہادر روسیوں کے جوش میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی تہی۔ ترک بہی اسبات کو

میں ترکوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکہنے کا انہیں اختیار ہے کہ تم تمام ڈینیوبی ریاستوں اور ٹرکی کو ہضم کرجاؤ۔ اسپین فرانس کے رحم پر چھوڑ دیا جائے اس میں شک نہیں کہ نپولئن بوناپارٹ نے ترکوں سے وعدہ کرکے ترکوں کی مدد سے دست کشی کی تہی لیکن خدا نے اپنی سرپرستی کا ہاتھ ترکوں کے سر پر سے نہیں اٹھایا تھا اس لئے ترکوں کو اتنا غم نہ تھا پھر باہم روسیہ اور بوناپارٹ میں یہ سمجہوتہ ہوا کہ بلقان کو حد فاصل رکھنا چاہئے فرانس۔ البانیا۔ یونان اور خاندیہ لیلے بوسینا اور سرویا آسٹریا کو دیدیا جائے۔ اور اس سے یہ شرط کرلی جائے کہ وہ ڈینیوب پر روسیوں کی نگرانی کرے۔ جب آسٹریا نے یہ سُنا تو وہ سخت برہم ہوئی اور کہا جب تک میں مقدونیہ نہ لونگی ہرگز بوسینا اور سرویا پر قانع نہیں ہوں گی۔ فرانس کی گورنمنٹ نے یہ کہا کہ میں البانیا۔ یونان اور خاندیہ کے علاوہ تمام مجمع الجزائر۔ سائپرس۔ شام اور مصر پر بہی قبضہ کروں گی اور میرے آگے مجال نہیں کہ کوئی دوسری سلطنت انہیں آنکہ بھر کے بہی دیکھ لے۔ روسیہ نے یہ کہا کہ میں ولاچیا۔ مالڈیویا۔

سمجھے ہوئے تھے انہوں نے اولیا تاپی کے بچانے میں جان لڑا دی اور روسیوں کے حملہ کا ایسا کچ کچا کے جواب دیا کہ حملہ آور فوجوں کا بڑا حصہ اُن کی توپوں کے گولوں کے نذر ہوا۔ جب ایسی سخت ہزیمت روسیوں کو حاصل ہوئی تو ترکوں نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کردیا اب نئے سرے سے بازار کشت وخون گرم ہوا خدا جھوٹ نہ بلائے تو چٹان اور میدان روسیوں کی لاشوں سے پٹ گئے تھے۔ اور میدان جنگ کی ساری زمیں خون میں تربتر ہوگئی تھی۔ غرض روسی ہر طرف سے مار کے نکال دیئے گئے صرف یانی کلاں پر اُن کا قبضہ رہگیا باقی کل مقامات ترکوں نے چھین لئے۔
کسی اخبار کا ایک نامہ نگار یانی کلاں کی چوٹی سے اس خطرناک جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا اُس نے بعض واقعات کا یہ بیان کیا ہے "ایسی خطرناک اور مہیب جنگ کے دیکھنے کا بہت کم اتفاق ہوا ہے تمام گڑھے اور کھائیاں روسیوں کی لاشوں سے پٹی پڑی تھیں اور ہر مقام پر مقتولین کا ڈھیر لگا تھا کوئی سپاہی چت اور کوئی اوندھا کسی کا سر ندارد اور کوئی نصف ہی دھڑ کا کسی کی کھوپری پھٹی ہوئی کوئی دست و پا بریدہ غرض یہ خونریز سماں تھا جو دیکھا نہ جاتا تھا۔

بلغاریہ۔ تھریس۔ ایشیائی صوبجات جو باسفورس کے قریب ہیں اور خود قسطنطنیہ پر میں قبضہ کروں گا۔ نپولین نے کہا اچھا یہ بھی منظور ہے مگر دردانیال پر فرانس قابض رہے گا تاکہ شام کی آمد و رفت کا راستہ اس کے لئے کھلا رہے۔ روسیہ نے کہا میں یہ ہرگز نہیں تسلیم کرنے کا۔ یہ ساری خیالی تقسیم تھی اور اس خیالی تقسیم پر قضا و قدر ہنس رہے تھے۔
اس کا خیال ہی نہ تھا کہ عنقریب ماسکو پر فرانسیسی قبضہ ہونے والا ہے۔ اور یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ چند سال کے بعد پیرس پر روسی توپوں کے گولے برسیں گے۔ کیا خدا کی شان ہے آج یہ سلاطین یورپ بیٹھے ہوئے ترکی کے حصے بخرے کررہے ہیں اور کل ان ہی میں باہم وہ خونریزی ہوگی جسکا کچھ حساب نہیں۔ فرانسیسیوں کے ہاتھ سے ماسکو کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی اور روسیوں کے ہاتھ سے پیرس کے لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اس موجودہ مشورہ پر تقدیر ہنس رہی تھی کہ قسطنطنیہ پر تو کسی کو آنکھ اُٹھانے کی بھی فرصت نہ ہوگی اور ان ہی سلطنتوں کے پائے تخت برباد ہوجائیں گے۔
ترکی میں اس بات کا غل مچنے لگا کہ جنگ کرو بیعزتی کی زندگی دو کوڑی کی۔ عزت سے مرجانا

دن کے ختم ہونے پر روسی سپاہ سالار شیل کو نیکف نے عارضی طور پر مقام الاجا داغ پر قبضہ کر لیا یہ مقام ایسا تھا جہاں سے مختار پاشا کے عقب کو دھمکی ہوسکتی تھی لیکن مختار پاشا اس بات کو پہلے ہی سمجھے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بذات خود روسی سپاہ سالار پر حملہ کیا اور ایک بڑی خونریز جنگ کے بعد روسیوں کو مقام مذکور سے نکال باہر کیا۔ روسی سپاہ سالار نیلیکف نے اپنی تجاویز کو عمل میں لانے کے لئے ہزاروں جانوں کو بھی قربان کیا لیکن جب آفتاب غروب ہوا تو دیکھا اسی مقام پر موجود ہیں جہاں سے ترکوں پر حملہ کیا تھا۔ یعنی یانی کلاں کے سوا کوئی مقام روسیوں کے قبضہ میں نہ تھا اس بیچارے سپاہ سالار کی تدبیروں پر خاک پڑ گئی اور اس نے ناحق مختار پاشا کے خلاف اتنی جانوں کا ستراؤ کرادیا۔ روسیوں نے اخیر اسی مقبوضہ مقام کو غنیمت جان کے اس کے گرد کھائیاں کھودنی شروع کیں اور بڑے زبردست مورچے قایم کئے۔ چاروں طرف سے فوجیں امڈی چلی آتی تھیں۔ اور یانی کلاں کو ہر طرح سے خوب مضبوط کیا جارہا تھا۔ مگر مختار پاشا ایسے نہ تھے کہ خواہ مخواہ اس مضبوط مقام پر حملہ کرکے اپنے بہادر سپاہیوں کا نقصان کرتے وہ نہایت سوچ سمجھ کے کام

ہزار درجہ بہتر ہے۔ چنانچہ جنگ شروع ہوئی اور روسیوں نے تین طرف سے ڈینیوب سے عبور کیا۔ اپریل ۱۸۰۹ء میں روسیوں کے قلعہ جات تلشا اور اسمعیل پر جو دریا کے کنارے پر بنے ہوئے تھے قبضہ کرلیا مگر مقامات شملہ اور سلسٹریا پر روسیوں کو فاش شکست ملی۔ اول الذکر مقام پر ایک ہی دن کی جنگ میں آٹھ ہزار روسی قتل ہوئے۔ ترک بیچارے تو بہت ہی بہادری سے لڑے لیکن کرتے کیا جب ان کے افسر ہی ناکارہ ہوں تو کامیابی کیونکر ہوتی۔ ہر طرف سے ترکوں کو شکست ملی اور اخیر سلطان کی طرف سے پیام صلح پہنچا لیکن کامیابی نہیں ہوئی شہنشاہ روسیہ الکزینڈر ثانی یہ کہتا تھا کہ بسرابیا۔ مالڈیویا اور ولاچیا مجھے دیدیا جائے تو میں صلح کرتا ہوں اسپر سلطان محمود نے انکار کیا کہ نہیں یہ کبھی نہیں ہونے کا ہم ایسی بےعزتی کی صلح نہیں کرنا چاہتے۔ اسی اثناء میں شہنشاہ روسیہ کو خبر لگی کہ نپولین بونا پارٹ تیری سلطنت پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ ڈر گیا اس نے سلطان محمود کو لکھ کے بھیجا کہ جس صورت سے آپ چاہیں صلح کرلیں مجھے منظور ہے چنانچہ مقام بوچرسٹ میں بتاریخ ۲۸ مئی ۱۸۱۲ء ترکوں اور روسیوں میں عہدنامہ ہوا اور یہ بات

کر رہے تھے اور ان کا یہ کام کرنا بہت بڑی جنگی حکمت پر مبنی تھا۔ پاس کلاں کے ارد گرد دس میل تک پانی کے ایک قطرہ کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئی تھیں ہاں شیریں پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا جو ترکی لینوں میں بہہ رہا تھا وہاں تک روسیوں کا ہاتھ نہ پہنچ سکتا تھا۔ آدمی اور جانور پیاس کے مارے خواہیں نکلی پڑتی تھیں اور خیال تھا کہ اگر زیادہ عرصہ ہو گیا تو سب کی جانوں پر بن جائیگی تیسری اکتوبر بھی بخیر و عافیت نہیں گزری اور اطراف میں سخت خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ سہ پہر کو روسیوں کے کراجال کیمپ پر ترکوں نے حملہ کرنا شروع کیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ روسیوں کی ٹڈی دل فوجیں دوسری اطراف میں مشغول ہیں۔ حملہ آور ترکی فوج پندرہ ہزار تعداد میں تھی اور تین میل تک پھیلی ہوئی تھی دو توپخانے بھی اس فوج کے ساتھ تھے۔ اس فوج کا بازو نہایت جوش اور تیزی سے آگے بڑھا۔ روسی سپاہ سالار لزارف نے بھی دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے بڑی تیاری کر رکھی تھی۔ جب اس نے ترکوں کو آتا ہوا دیکھا تو تھوڑی سی فوج مقابلہ کے لئے روانہ کی اور باقی ماندہ کثیر تعداد فوجیں ٹیلوں کے پیچھے چھپا رکھیں۔ ترک یہ سمجھ گئے کہ ہمارے مقابلہ کے لئے

قرار پائی کہ بجائے دریائے ستر کے پرتھ آیندہ سے دونوں سلطنتوں کی حدِ فاصل رہیگا اور ڈینیوب کی جہاز رانی بالکل آزاد رہے گی اور تمام ولاچیا اور مالڈیویا کا بڑا حصّہ ترکی قبضہ اقتدار میں رہیگا مگر ترکی کو اپنی رعایا کے ساتھ رواداری کرنی پڑے گی۔ اور دو برس تک ٹیکس معاف کر دیا جائیگا اور ایشیائی حدود جوں کی توں قایم رکھی جائیں گی۔ سرویا والے اپنا اندرونی انتظام آپ خود کرینگے اور سال بسال ترکی کو خراج دیتے رہیں گے۔ سرویا کے کل قلعہ جات پر ترکوں کا قبضہ ہو جائیگا اور تمام بسرابیا پر روسی قبضہ تصوّر ہوگا تاکہ وہ اپنی حدود یورپ میں قایم کر سکے۔

ترکی کی اندرونی حالت اب بھی خطرناک تھی۔ بہت سے صوبے خود مختار ہو کے بغاوت پر اتر آئے تھے۔ اس پر بھی محمود اپنے ارادہ پر مستقل رہا اور باغی پاشاؤں سے برابر مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ سب کو پسپا کر دیا۔

ادھر شہزادہ سرویا نے علم بغاوت بلند کیا۔ محمود نے نہایت مستقل مزاجی سے اس باغی شہزادہ کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں اور ۱۸۱۵ء کے موسم گرما میں ایک سخت جنگ کے بعد باغی

صرف یہ تھوڑی سی فوج ہے اس کا چٹنی کر لینا کوئی بات ہی نہیں ہے انہیں یہ خبر مطلق نہ تھی کہ پشتوں کے پیچھے بڑی دل فوجیں، روسیوں کی چھپی پڑی ہیں۔ ترکوں نے توپوں سے گولے برسانے شروع کئے اور اسی اثنا میں کرل تاپی سے بھی میدان جنگ میں گولوں کا مینھ برسنے لگا جب ترک قریب پہنچے تو روسیوں کی چھپی ہوئی فوجوں نے بندوقیں مارنی شروع کیں اور بہت شدت سے گولیوں کی بارش ہونے لگی۔ اب ترکوں کی آنکھیں کھلیں کہ ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور کھانے کے اور۔ اور انہیں اس بات کا علم ہو گیا کہ ایک کثیر تعداد فوج سے ہمارا مقابلہ ہے بجائے اس کے کہ وہ شکستہ خاطر ہوتے اور جوش میں بھر گئے اور انہوں نے نہایت شجاعت سے ارادہ کیا کہ جہانتک ہو جان توڑ کے جنگ کرنی چاہئیے۔ ہر ترکی سپاہی کا یہ مقولہ تھا۔

من آنگاه عناں باز پیچم زراہ　　کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ

اب لڑائی ہونے لگی اور خوب کٹ کٹ کے بہادر جنگ کرنے لگے۔ روسیوں کی تعداد بدرجہا بڑھی ہوئی تھی حالانکہ قوانین جنگ کے مطابق حملہ آور فوج کی تعداد دگنی اور تگنی ہونی چاہئیے تھی مگر ترک

شہزادہ کے حواس درست ہوئے اور اس نے ترکی کی اطاعت قبول کر لی۔ ایشیا میں بھی سلطان کو بھی کامیابی ہوئی۔ محمد علی پاشائے مصر نے وہابیوں کا بالکل قلع و قمع کر دیا اور جتنے باغی صوبے تھے آخیر سب نے اطاعت قبول کی۔ محمد علی ایک روشن ضمیر حکمراں تھا اس کے خیالات ترقی یافتہ اور حوصلے بلند تھے وہ ۱۷۶۹ء؁ مقدونیہ میں پیدا ہوا تھا اور کئی میدان فرانسیسوں سے لڑ چکا تھا اُسے خوب معلوم تھا کہ جب تک ترکی فوجیں شائستہ نہ بنائی جائیں گی اور یورپی اسلحہ سے آراستہ نہ ہوں گی کبھی یورپی فوجوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتیں۔

جب محمد علی پاشائے مصر بنایا گیا ہے تو اس نے بتدریج مصری رعایا اور حکومت کو مملوکیوں کے جور و ظلم سے بالکل آزاد کر لیا تھا۔ بڑی بڑی چالبازیاں اور ترکیبیں کرنی پڑی تھیں اور ساتھ ہی فریب و دغا سے بھی کام لینا پڑا تھا پھر کہیں مملوکی زیر ہوئے تھے۔ اس نے ترکیب سے بڑے بڑے مملوکی سرداروں سے دوستی پیدا کی اور اُن کو ایک جگہ دعوت کے بہانہ سے اکٹھا کر کے اپنے البنی گارڈ کو اشارہ کر دیا۔ گارڈ نے حکم ہوتے ہی گولیاں ماردیں اور سب کا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

بہت کم تھے۔ شام تک بازار قتل و غارت گرم رہا۔ اخیر شام کو ترکوں نے نہایت ہوشیاری سے قدم پیچھے ہٹایا۔ روسی آگے بڑھے اور ترک ہٹتے چلے آئے یہاں تک کہ ایک مقام پر توپوں اور بندوقوں سے گزر کے دست بدست کی جنگ ٹھہر گئی خوب ہی کٹا چھنی کی جنگ ہوئی۔ اس پر بھی ترکوں کو رات ہو جانے کی وجہ سے قدم پیچھے ہٹانا پڑا روسی سپاہ سالار نے تعاقب کرنا چاہا مگر کثرت تعداد پر بھی اُسے جرأت نہ ہوئی اور رات بھی ایسی اندھیری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ اتنی سی کامیابی پر روسیوں نے بڑی بغلیں بجائیں۔ گرانڈ ڈیوک نے اپنے سپاہ سالار کی پیٹھ ٹھونکی۔ کہ کس شجاعت سے ترکوں کو پسپا کیا ہے۔

مگر مختار پاشا کے اب بھی وہی دم خم تھے اور مختار جیسا شخص ان ناکامیوں سے شکستہ خاطر ہونے والا نہ تھا۔ ۲ اکتوبر روسیوں نے مقام سوہاتن پر حملہ کیا۔ مختار پاشا نے فوراً بذریعہ جنگی تار برقی سوبتے پاشا کو اطلاع دی کہ تم تیار رہنا اور چند بٹالن دشمن کے مقابلہ کے لئے پہلے ہی سے روانہ کر دینا۔ سوبتے نے تعمیل تو کی لیکن جتنی فوج حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے روانہ کی تعداد میں

ایک معزز انگریز نے اپنا چشم دید واقعہ اس طور پر بیان کیا ہے "اس قتل عام کے نظارہ سے دنیا میں کوئی منظر بھی ایسا خطرناک نہ ہوگا۔ مملوکی ایوان سے روانہ ہو کے ایک تنگ راستہ سے شہر کی فصیل کے پاس پہنچے۔ کہ اتنے میں دو ہزار البینیوں نے فصیلوں سے آگ برسانی شروع کی اور ہر طرف سے مملوکیوں پر فیر ہونے لگے۔ اب مملوکی کیا کرتے نہ مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ کہیں پناہ کی جگہ ملتی ہے عجب مصیبت میں آ گئے سخت پریشان اِدھر اُدھر بھاگنے لگے مگر کہیں پناہ نہ ملی جو مملوکی گولی کھا کے نہ گرے وہ یوں ہی پریشانی میں آ کے اپنے گھوڑوں پر سے گر پڑے اور معاً گرفتار ہو کے پاشا اور اس کے بیٹے کے حضور میں حاضر کئے گئے اور سر دربار اُن کی گردنیں ماری گئیں جب یہ کیفیت ہوئی تو بوڑھے بوڑھے مملوکی اور بچہ صبا عورتیں بھاگی ہوئیں محمد علی کے پاس گئیں کہ للہ رحم کیجئے محمد علی نے کہا جب تک ایک ایک مملوکی نہ قتل کر ڈالا جائے کا محض ناممکن ہے کہ تلوار نیام میں دی جائے۔ اطمینان مجھے اس وقت ہوگا جب میں یہ سنوں گا کہ مملوکیوں میں سے ایک بچہ بھی نہیں رہا۔ غرض کل مملوکی قتل کر ڈالے گئے اور مصر میں ان کا نام و نشان مٹ گیا

اس قدر کم تھی کہ روسی فوجوں سے کچھ مناسبت نہیں ہو سکتی تھی۔ غرض مقابلہ ہوا اور جنگ ہونی شروع ہوئی۔ گولیوں کا مینہ آگیا تو بہ لندن کے کسی اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے گولیوں کی بھرمار دیکھ کے میں یہ کہہ سکتا ہوں شاید آیندہ مجھے اس پُرخوف نظارہ کے دیکھنے کا موقع نہ ملے۔ دھوئیں کی تاریک گھٹائیں پگھلے ہوئے لوہے کی تابش توپوں کے چھٹنے کی برق جہاں سوز اور دھوئیں میں سے بتی پڑنے کی چمک یہ معلوم ہوتا تھا کہ گھُپ گھٹاٹوپ گھٹائیں بجلی بہت جلد جلد اور تیزی سے تڑپ رہی ہے۔ ترکوں کے پے در پے فیر ایک اور آفت برپا کر رہے تھے۔" روسیوں نے بھی ترکوں کے ان دھواں دھار فیروں کا جواب نہایت دلیری اور استحکام سے دیا لیکن پھر بھی ترکوں کے آگے ان کی دال نہ گلی۔ شام تک اسی شدت اور غضب کی جنگ ہوتی رہی مگر آفتاب کو غروب ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ بہادر روسیوں کے پیر اکھڑ گئے بہتیری کوشش کی گئی کہ کوہ قافی شیر ذرا دم لیں تو پورا مزا چکھا دیا جائے لیکن توبہ توبہ وہاں جانوں کے بھی لالے پڑ گئے اور بڑے بڑے روسی سپاہ سالار سر پر پاؤں رکھ کے

چند روز کے بعد محمود سلطان ترکی نے بھی جاں نثاریوں کے برباد کرنے کا یہی طریقہ اختیار کیا اور ایک ایک جاں نثاری کو چن چن کے قتل کر ڈالا۔

بدقسمت ترکی سلطنت کے لئے مشکلات کا ایک نیا دروازہ کھلا یعنی یونان اپنی مربی سلطنت کے خلاف آمادہ فساد ہو گیا۔ سلطان محمود ثانی علی پاشا والی جینیا سے پہلے ہی کھٹکا ہوا تھا اور اُسے یقین تھا کہ علی پاشا کبھی نہ کبھی ضرور رنگ لائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ علی پاشا اصل میں البینی تھا اور اس کی زندگی کا ابتدائی حصہ ڈاکہ زنی میں گزر چکا تھا۔ مدت تک وحشیانہ زندگی بسر کرنے کے بعد اس کی شہرت البانیا میں بہت ہو گئی کہ یہ ایسا بہادر ہے اور ایسا اچھا سپاہ سالار ہے۔ ۱۷۸۶ء میں جو ترکی فوج آسٹریا والوں کا قلع قمع کرنے بھیجی گئی تھی اس جنگ میں اس نے کچھ کارنمایاں بھی کئے تھے۔ یہ دیکھ کے وزیر اعظم اسپر مہربان ہو گیا اور سلطان سے سفارش کر کے ترخالہ کا گورنر بنوا دیا بعد ازاں وہ خود اپیرس میں جینیا کا پاشا بن بیٹھا۔ مدت تک علی پاشا اس صوبہ کو ترقی دیتا رہا اور بتدریج ترکی حکومت سے

بھاگے۔ اپنے مقتولین اور مجروحین کے اٹھانے کا بھی ہوش نہیں رہا وہ بیچارے دشمن کے رحم پر چھوڑ دیئے گئے۔ اس وقت ترکوں اور روسیوں کا فاصلہ چھ سو گز سے سات سو گز تک تھا۔ لیکن پھر بھی ترکوں کے غضبناک فیروں نے چنوں کی طرح بھون دیا۔ ایک بھاڑ تھا کہ چاروں طرف بھن رہا تھا اور ایک تنور تھا جو بہت شدت سے روشن ہو رہا تھا۔ غرض اس طرح ترکوں کو پوری فتح حاصل ہوئی اور روسیوں کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔

جب یانی کلاں پر روسیوں کا قافیہ تنگ ہوا اور پانی کی ضرورت کی وجہ سے اس پر قبضہ نہ رکھ سکے تو ناچار اس سے فوجیں اٹھالیں کیا خدا کی شان ہے جس مقام کو صد ہا قیمتی جانوں اور لاکھوں روپے سے خریدا تھا آج وہی مقام ہے کہ روسی مجبور ہو کے چھوڑ رہے ہیں۔ روسیوں نے یانی کلاں کو چھوڑ کے اپنا لشکر گاہ کیک تاپی کو بنالیا جوں ہی غازی مختار پاشا نے یہ دیکھا کہ روسیوں نے یہ مقام خالی کر دیا ہی فوراً مع اپنے عملہ کے اس پر قبضہ کر لیا۔

آزاد ہو کے خود مختار حکمراں بن گیا۔

ترکی حکومت اپنی مصیبتوں میں آپ مبتلا تھی، اور مدت سے سوچ رہی تھی کہ علی پاشا پر حملہ کیا جائے یا نہیں۔ علی پاشا اب ضعیف بہت ہو گیا تھا اور اس کی اس کبر سنی پر یہ امید نہیں کی جاتی تھی کہ مثل جوانوں کے مقابلہ کرے گا اور مصائب جنگ برداشت کر سکے گا۔ یہ ساری باتیں دیکھ کے محمود نے اخیر اپنے نافرمان پاشا کو سخت سزا دینی چاہی۔ ۱۸۲۰ء میں علی پاشا نے ایک سخت جرم کیا یعنی اپنے دو ایجنٹ قسطنطنیہ روانہ کئے کہ وہاں جا کے اسمٰعیل پاشا بے کو جو جینیا سے فرار ہو کے قسطنطنیہ چلا گیا تھا اور یہاں محلسرائے سلطانی میں ملازمت کر لی تھی قتل کر ڈالیں۔ بس یہ بات علی پاشا کے حق میں زہر ہو گئی فوراً ایک فتویٰ لیا گیا کہ ایسی حالت میں علی پر جہاد فرض ہے چنانچہ کل پاشاؤں کے نام احکام جاری ہو گئے کہ سب مل کے علی پر حملہ کریں۔ غرض جنگ شروع ہو گئی جنگ خطرناک اور طولانی تھی۔ یونانیوں نے علی سے پہلے مخالفت کی تھی لیکن اخیر میں وہ علی کی طرف ہو گئے

جب روسی کبک تاپی پر آنے لگے تو راستہ میں مقام یانی کو چک پر محمد پاشانے مزاحمت کی اور حاجی والی پر حسن پاشانے بڑی بھاری دونوں مقامات پر جنگ ہوئی اور پانچ گھنٹے تک طرفین سے برابر گولہ باری ہوتی رہی۔ چار بجے سہ پہر کو مختار پاشا کے احکام آ گئے کہ روسیوں کا تعاقب نہ کرنا چاہئیے ان کو نکل جانے دو یہ حکم ہوتے ہی محمد پاشا اور حسن پاشا نے ڈھیلی ڈوری چھوڑ دی روسیوں نے غنیمت جانا اور بیچارے کوہ قافی دو منزلہ کا ایک منزلہ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ جب ترک یانی کلاں میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ روسیوں نے پیادہ فوج کے کھڑا ہونے کے لئے نہ صرف مورچے بنا رکھے ہیں بلکہ توپوں کے گرج بھی تعمیر ہیں اردگرد کھائیاں بھی کھدی ہوئی ہیں۔ اگرچہ جاتے وقت روسی ان مورچوں اور گرجوں کو مسمار کر گئے تھے لیکن پھر بھی وہ معمولی مرمت سے کام کے قابل ہو سکتے تھے اور ابھی تک جوں کے توں باقی تھے۔

۵ رتاریخ کی صبح کو ترکی سپاہ سالار نے ایک توپخانہ اور کچھ سوار اوجی تاپی پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کئے۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی لیکن کوئی بیّن نتیجہ طرفین کے لئے نہیں نکلا۔ یکم اکتوبر سے

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ترکوں کا ساتھ دینے میں یہ آزادی قایم نہیں رہ سکتی۔

اگرچہ یونانی علی کے طرفدار بن گئے تھے مگر اس پر بھی اس کی کم نصیبی نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور بالآخر اس کی فوج نے ترکوں سے شکست کھائی اور فروری ۱۸۲۲ء میں علی نے ترکوں کی اس شرط پر اطاعت قبول کر لی کہ اس کی جائداد اور جان کو کوئی خطرہ نہ پہنچایا جائے جس طرح علی دوسروں سے وعدہ خلافی کرتا تھا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کیا گیا یعنے کلیسیائی پاشا جو فوج محاصرین کا افسر تھا ۲۵ر فروری ۱۸۲۲ء کو سر کاٹ کے قسطنطنیہ بھیجا گیا اور محلسرائے سلطانی کے دروازہ پر لٹکایا گیا۔

یونانیوں میں اس واقعہ سے اور اشتعال پیدا ہو گیا اور انہوں نے کھلم کھلا ترکوں سے بغاوت شروع کر دی۔ پیلینز پر صدیوں سے ترک حکومت کرتے چلے آرہے تھے اس کے دل میں خودمختاری اور آزادی کا خیال عرصہ سے پیدا ہو چکا تھا۔ علی پاشا اور سلطان کے جھگڑے سے یونانیوں کے ملاپ کی آرزو پوری ہو گئی اور انکو اس لڑائی سے اپنا مطلب پورا کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

لڑائیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ اب بند ہو گیا تھا اور کسی فریق کے مفید مطلب اس کا خاتمہ نہیں ہوا کبھی اُدھر پلڑا جھک جاتا تھا اور کبھی ادھر۔ روسی مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ ان مختلف لڑائیوں میں مختار پاشا کے آٹھ ہزار سپاہی کام آئے لیکن بعد کی سرکاری تحقیق سے معلوم ہوا کہ بہت بڑا اسبالغہ کیا گیا ہے۔ روسیوں کی سرکاری رپورٹ کے بموجب روسی مقتولین کی تعداد ۳۳۰۰ تھی ۵۴ افسر مجروح ہوئے تھے۔ اور توپخانہ کا ایک کرنیل مقتول۔ ۲۰۴ عثمانی قیدی روسیوں کے پاس تھے اور چھ سو ساٹھ روسی سپاہی ترکوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اس کے بعد پھر مدد کی طلب ہونے لگی تاکہ بعض مقامات پر روانہ کی جائے۔ روسیوں کی امدادی فوجیں برابر چلی آ رہی تھیں لیکن موسم سرما نے کچھ ایسا جلد بند کر رکھا تھا کہ طرفین اپنی دلی آرزوئیں پوری نہیں نکال سکتے تھے قارص میں ترکی مریض اور مجروحین بھرے ہوئے تھے آغاز جنگ سے اس وقت تک اُن کی تعداد چار ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اور ان کی حالت اچھی نہ تھی صرف چار

باغیوں کے سرغناؤں کا یہ خیال تھا کہ اگر ہم مستقل طور سے جنگ چھیڑ دیں گے تو یہ آگ دریائے ڈینیوب کی ریاستوں میں پھیل جائے گی اور پھر کل ریاستیں ترکی سے برسر پرخاش ہو جائیں گی اور اس صورت سے ہم اپنا مطلب حاصل کر لیں گے۔

لیکن یہ خیال خام نکلا عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ روسیہ مدد دے گا مگر اخیر میں یہ پردہ بھی اُٹھ گیا اور اب اس کا یقین ہونے لگا کہ اگر ترکوں نے کافی فوج بھیجدی تو باغیوں کا آناً فاناً میں قلع قمع ہو جائے گا۔

اسی سال موسم بہار میں موریا میں بھی بغاوت کی آگ بھڑکی۔ اپریل کے آغاز میں یونانی ترکوں کے خلاف کھڑے ہوئے اور نہایت بزدلی اور بے رحمی سے بیگناہ ترکی عورتوں بچوں اور بوڑھے مردوں کو مار ڈالا۔ بجلی کی طرح یہ خبریں قسطنطنیہ پہنچیں اور عام طور سے بڑے مبالغہ کے ساتھ مشہور ہوئیں۔ ترک سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ مسلمانوں کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اب کیا تھا خونریزی شروع ہو گئی۔ قسطنطنیہ میں یونانی قتل کر دئے

ڈاکٹر مریضوں اور مجروحین کا علاج کرنے کے لئے قارص میں موجود تھے اور وہ قدرتی طور پر اتنے آدمیوں کا ٹھیک علاج نہیں کر سکتے تھے۔

کل قارص میں ۱۴۰۰ آدمیوں کے رکھنے کے لئے اسپتال کافی نہ تھا۔ ہاں تین سو مریض اچھی طرح رہ سکتے تھے۔ نصف مجروحین کے رہنے کے لئے تو جگہ تھی بھی باقی بیچارے ادھر اُدھر پریشان پڑے ہوئے تھے۔ بعض جھونپڑیوں میں تھے اور وہاں انہیں عارضہ پیچش نے ستا رکھا تھا۔

لندن ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ان کل مجروحین میں سے چوتھائی حصّہ کو ڈاکٹر بمشکل دیکھ سکتا تھا۔ اور ڈاکٹروں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدقسمت زخمی کہاں کہاں پڑے ہوئے ہیں روزمرّہ نئے مجروح اس مجمع میں شریک ہوجاتے تھے اُن کے زخموں کے واسطے بعض اوقات پٹّیاں تک میسّر نہ ہوتی تھیں۔ مقام اولتی اور بایزید میں بھی یہی کیفیت تھی اور حکام ضلع خاک انتظام نہ کر سکتے تھے۔ اگرچہ ترکی گورنمنٹ پر یہ بہت بڑا

گئے۔ سمرنا اور دوسرے مقامات پر جہاں نصاریوں نے ہاتھ صاف کیا بغاوت بہت تیزی سے پھیلی ترکی گورنمنٹ عجب پریشانی میں تھی کہ فوج کیوں کر بھیجے اور کس کی سفارش روانہ کرے۔

جزیرہ یونان میں چند روز کے بعد موریا کی طرح یکایک بغاوت پیدا ہوگئی بہت سے یونانی جزایر تھوڑے ہی عرصہ میں باغیوں کی ساتھی ہوگئے بہت بڑی تعداد جہازوں کی بہم پہنچائی اور اعلیٰ درجہ کے ملّاح اُن پر مقرر کئے اور اس طرح سے باغیوں کی فوج ترکی بنادر پر روانہ ہوئی۔ بہت دنوں تک بغاوت کے شعلے بھڑکتے رہے اور طرفین سے خونریزی ہوتی رہی۔ سلطان سے لگا کے ایک ادنےٰ سپاہی اور سپاہی سے لیکے ایک تاجر اور تاجر سے لیکے ایک کارپیشہ تک کل مسلمان یونانیوں کے خلاف بھڑک رہے تھے۔ سلطان نے حکم دیا کہ قسطنطینیہ کے دروازہ پر یونانی بطریق گری یورس پھانسی دیدیا جائے۔ چنانچہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا اس پر بھی سلطان کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا

الزام آسکتا ہے کہ اس نے مریضوں کی اچھی طرح سرپرستی نہیں کی۔ لیکن انصافاً یہ بات کہی جائے گی کہ ترک روسیوں سے جنگ کرنے کے لئے اس وقت مجبور کئے گئے ہیں کہ جب اُن کے پاس سامان خورونوش اور باربرداری اسپتال بہت کم رہ گئے تھے۔ ایک دن ایک عثمانی اعلیٰ افسر نے ایک آسٹریا کے باشندہ سے کہا کیا تم ہمارے ملک کی تاریخ جانتے ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ صدیوں تک فتح پر فتح حاصل کرتے رہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ راستہ کو صاف کرتے ہوئے اور یورپی صفوں کو چیرتے ہوئے تمہارے پائے تخت و اٰنا تک پہنچ گئے تھے ایسی حالت میں ہمارے پاس ایک ڈاکٹر بھی نہ تھا اور نہ کوئی دوائی خانہ تھا اس کا جواب آسٹریا کے جنٹلمین نے یہ دیا " میں تمہارے قدیم اور جدید سلسلہ میں تھوڑا سا فرق دیکھتا ہوں اس زمانہ میں تم اپنے سپاہیوں کو بغیر ڈاکٹر کے مار ڈالتے تھے۔ اور اب اپنی بے توجہی سے۔

آدمیوں نے باقی ماندہ پادریوں کو بھی پھانسی دلوادی۔ پادریوں کے اس قتل عام نے بغاوت کی آگ میں تیل کا کام دیا اور آخیر یہاں تک نوبت پہنچی کہ سچی یورپ عیسائیوں کی ہمدردی کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا انگلستان سے ہزارہا والینٹر یونان کی مدد کے لئے آنے شروع ہوئے۔ لارڈ کوچرین جو انگلستان کا امیر بحر تھا یونانیوں کی طرف سے لڑنے کو آمادہ ہوگیا۔ سر رچرڈ چرچ اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار انگریز سپاہ سالار یونانی فوج کا کمانڈر انچیف بنا اور جنرل کارڈن اور کپتان فرانک اسٹنگ فوجی عہدوں پر مامور ہوئے۔ اب یہ جھگڑا نہ رہا جنگ نے خطرناک خونریزی کا جامہ پہن لیا۔ اور اب باقاعدہ جنگ ہونی شروع ہوئی۔ یہ جنگ معمولی جنگ نہیں تھی بلکہ اس میں جوش مذہبی طیش اور خون ملا ہوا تھا۔ ترک اور یونانی بے انتہا خوشی سے لڑ رہے تھے۔ سمندر پر ترکی جہازوں کو یونانیوں کے مقابلہ پر ناکامی ہوئی اور ترک اس کے منتظر تھے کہ خشکی میں جنگ ہو تو یونانیوں کو پورا مزا چکھایا جائے ایک عرصہ تک یہ خوفناک

دوسرا باب ۲

مختار پاشا

مختار پاشا اس وقت تمام آفتوں کے مرجع بن رہے تھے۔ بہت سی فتوحات حاصل کر چکے تھے۔ اور کئی بار شکستیں کھا چکے تھے اب تک روسیوں کو ناک چنے چبوا دیئے تھے اور خود بھی بے سروسامانی کی وجہ سے اپنا بہت کچھ نقصان کیا تھا تو بھی عام نظریں مختار پاشا پر لگی ہوئی تھیں اور خود مختار پاشا اس بات پر آمادہ تھے کہ جہاں تک ممکن ہو میدان کو ہاتھ سے نہ دیں۔

مختار پاشا کے واقعات زندگی عجیب دلچسپ ہیں۔ وہ اصل میں سپاہی پیشہ اقوام میں سے نہ تھے بلکہ اُن کے آباؤ اجداد تجارت پیشہ تھے اُن کے دادا حاجی ابراہیم بہت بڑے ریشمی کپڑے کے سوداگر تھے اور بروسا میں جو ترکی کا قدیمی پائے تخت تھا بہت بڑے تاجر

جنگ ہوتی رہی ترکوں کو اگرچہ سمندر میں ناکامی ہوئی تھی مگر لڑے برابر جاتے تھے آخر مجبور ہو کے سلطان نے ۱۸۲۵ء میں محمد علی پاشا مصر سے درخواست کی کہ تم اپنے بیٹے ابراہیم کو باغیوں کی سرکوبی کے لئے یونان روانہ کر دو محمد علی اس حکم کا منتظر بیٹھا ہوا تھا اس نے فوراً اپنے بیٹے کی سرکردگی میں ایک زبردست فوج ۲۴؍ فروری ۱۸۲۵ء میں یونانی حدود میں اُتاری جوں ہی یہ مصری لشکر ایک بے نظیر سپاہ سالار کی ماتحتی میں پہنچا جنگ کا رنگ بالکل بدل گیا یونانی ہر طرف سے پارہ پارہ کر دیئے گئے اور اُن کا تمام جوش و خروش تلوار کی دھار سے بجھایا گیا۔ اُن کے شہر برباد کر دیئے اور جو شہر اور قلعہ یونانیوں نے ترکوں سے فتح کر لئے تھے وہ دوبارہ لے لئے گئے۔ قلعہ نیولیگی جس سے زبردست اور مضبوط قلعہ مغربی یونان میں کوئی نہیں تھا ابراہیم نے چند روز کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ اور ۲۲؍ اپریل ۱۸۲۶ء میں کل قلعہ کی فوج اور سامان مصریوں کے قبضہ میں آگیا۔ پھر دوسرے سال ماہ جون ایتھنز کے قلعہ پر عثمانی پھریرہ اُڑنے لگا

مشہور تھے مختار پاشا سنہ ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے نگران کے والد کا پیدائش سے کچھ دن پہلے انتقال ہو چکا تھا مختار پاشا کے دادا نے سنہ ۱۸۴۹ء میں اپنے پوتے کو جنگی مدرسہ میں بھیجدیا یہاں مختار پاشا نے بہت بڑی قابلیت ظاہری کی اور فوجی تعلیم کی تکمیل پانچ برس کے عرصہ میں کرلی پھر وہ قسطنطنیہ بھیجدیئے گئے اور یہاں مکتب حربیہ میں داخل ہوئے چار سال تک تعلیم پاتے رہے اور پھر لیفٹننٹ بنادیئے گئے لیکن اب بھی سلسلہ تعلیم جاری رکھا سنہ ۱۸۵۸ء میں کپتانی کے عہدہ پر ان کی ترقی ہوگئی اور پھر وہ عمر پاشا کے اسٹاف میں شریک ہوگئے عمر پاشا اسوقت مانٹی نگرو کی افواج کی کمان کر رہے تھے روز بروز مختار پاشا کی جنگی قابلیت کا اظہار ہوتا جاتا تھا ایک دن کچھ سواروں کے ساتھ مختار پاشا درۂ استرک میں پہنچے اس درہ میں دشمن قبضہ کئے ہوئے پڑا تھا۔ مختار پاشا نے دشمن پر حملہ کیا اور سخت جنگ کے بعد دشمن کو بھگادیا۔ پھر مانٹی نگرو سے صلح ہوگئی سنہ ۱۸۶۲ء میں مختار پاشا علم ہیئت جنگی فن تعمیرات اور فن قلعہ جات کے قسطنطنیہ کے کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے یہاں اس بہادر سپاہ سالار نے اپنی تعلیم کی اور بڑی

اور کل شہر مصریوں کے قدموں پر نثار ہوگیا۔

یونانی ابھی تک شکستہ دل نہیں ہوئے تھے انہیں اس بات کا قطعی یقین تھا کہ یورپ اُن کی ہمدردی کے لئے ضرور کھڑا ہوگا اور پھر تمام ملک ہمیں دلوا دے گا۔ یونان نے سب سے پہلے انگلستان کی خدمت میں اپیل کیا انگلستان کے وزیر خارجہ جارج کیننگ نے اس اپیل کا یہ جواب دیا کہ تم مطمئن رہو ہم بیچ میں پڑ کے تمہارا اور سلطان کا فیصلہ کرادیں گے۔

ماہ اگست سنہ ۱۸۲۵ء میں یونان انگریزی حفاظت میں لیلیا گیا اور سنہ ۱۸۲۶ء میں انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے باب عالی سے تحریک کی کہ ان شروط پر صلح کرلی جائے کہ یونان میں مقامی حکومت قایم ہوجائے اور یونان سلطان کو اپنا آقا تصور کرے اور سالانہ خراج ادا کرتا رہے۔ دوسرے ۶ جولائی سنہ ۱۸۲۷ء میں بمقام لنڈن ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے جس کی رو سے انگلستان۔ فرانس اور روس بیچ میں کود پڑے اور ترکوں کو مجبور کیا کہ یونان کو آزاد کردیا جائے سلطان محمود نے جب یہ دیکھا کہ سب سلطنتیں مل گئیں اور یونان کو ہر

تکمیل کرلی۔ پھر ۱۸۶۵ء میں سلطان عبدالعزیز شاہزادہ یوسف کے ساتھ یورپ کے سفر کو روانہ ہوئے۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ فرانس اور انگلینڈ کی خوب سیر کی بہت سے یورپی شہنشاہوں نے مختار پاشا کو اپنی سلطنت کے اول درجہ کے تمغے عنایت کئے۔ ۱۸۶۷ء میں قسطنطنیہ واپس چلے آئے یہاں بحیثیت کمشنر کے مانٹی نگرو کی سرحد کے انتظام کے لئے مقرر ہوئے اور اپنی اعلیٰ قابلیت سے وادی موکی۔ بروو پر قبضہ کرلیا جو مقام مدت سے متنازعہ فیہ چلا آتا تھا۔ چونکہ آپ میں قلعجات کے بنانے بہت بڑا علم تھا اور آپ اس کے سائنس سے پورے ماہر تھے اس لئے مانٹی نگرو والوں کے مقابلہ میں ان کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ پھر ۱۸۶۹ء میں مختار پاشا قسطنطنیہ میں جنگی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے اور پھر چند مہینے کے بعد روسی بریگیڈ کے جنرل مقرر ہوئے جو ردیف پاشا کی ماتحتی میں یمن بھیجا گیا تھا۔ اتفاق سے ردیف پاشا بیمار ہوگئے سارا کام مختار پاشا کو کرنا پڑا قابلیت کے اظہار کا موقعہ بہت اچھا تھا مختار پاشا نے اپنی اعلیٰ جنگی لیاقت کا پورا نمونہ دکھا دیا۔ باغیوں پر پوری فتح حاصل کی اور فساد جاتا رہا۔ ۱۸۷۱ء میں

کرنا چاہتی ہیں وہ اس بات سے چوکنا ہوا کہ اگر آج یونان کو آزادی دیدیگی تو کل سلطنتیں مل کے دوسرے صوبہ کو آزادی دلوا دیں گی چنانچہ اس نے صاف انکار کردیا کہ میں ایسی دست اندازی کبھی منظور نہیں کرنے کا سلطان نے دول یورپ کو لکھ بھیجا کہ ایک زمانہ تو یونان کو بغاوت کرتے ہوئے گزر گیا اور جب ہم نے ایک کثیر نقصان کے بعد یونان کا سر کچل دیا تو اب لوگ اس کی مدد کرنے کو آمادہ ہوئے یونان صد ہا سال سے عثمانی سلطنت کا ایک جز ہے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ٹھنڈے پیٹوں اس جز کو کاٹ کے پھینک دیا جائے سلطان نے یہ کہا کہ آج تک کبھی ایسا ظلم نہیں ہوا کہ کسی خود مختار شہنشاہ کے معاملہ میں سلطنتوں نے دخل دیا ہو یہ بالکل خلاف قانون اور بے قاعدہ ہے۔ سلطنت کے قوانین اور اصول بھی کوئی ہیں۔ بلا وجہ ان اصول سے جن پر سلطنت کا دار و مدار ہے کبھی انحراف نہ کرنا چاہیئے اگرچہ سلطان محمود کی یہ توضیحات نہایت مدلل اور صحیح ہیں۔ لیکن "کون سنتا ہے فغانِ درویش + قہرِ درویش بجانِ درویش" اس کا جواب یہ دیا گیا کہ تینوں سلطنتیں

مختار پاشا مشیر بنائے گئے جسے انگریزی میں فیلڈ مارشل کہتے ہیں اور اس کے بعد یمن کے گورنر کر دیئے گئے مگر ۱۸۷۳ء میں کریٹ بھیج دیئے گئے اسی طرح بہت سے اعلیٰ درجے عہدہ طے کرکے ترکی فوجوں کے کمان افسر بنا کے بوسینا روانہ کئے گئے اس زمانہ میں بوسینا ہرزیگوینا مانٹی نگرو ترکی کے خلاف شمشیر بدست ہوگئے تھے سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں کی کثیر تعداد فوجوں سے مختار پاشا بیس خونریز میدان ہوئے جن میں سے انیس میں فتح پائی اور ایک میں ناکامی جب ۱۸۷۷ء میں روس سے اعلان جنگ ہوا ہے تو ایشیائی فوجوں کا کمانڈر انچیف مختار پاشا سے بہتر اور کوئی نہ دکھائی دیا جنگ کا ابتدائی حصہ تو بدقسمتی سے بہت ہی تاریک ہا اس لئے کہ مختار پاشا روسیوں سے مقابلہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنی تیاری کر رہے تھے اور اس تیاری میں انہوں نے روس سے جو کچھ ناکامی اٹھائی اس سے ان پر کوئی الزام نہیں آسکتا کیوں کہ تیار ہونے کے بعد روس کو جیسے معرکہ کی شکستیں دی ہیں وہ ناظرین حیات حمیدیہ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

آمادہ پیکار ہوگئیں اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ یونانیوں کو کم وبیش آزادی دلوادی جائے۔

جنگ آزادی یونان کے بیان کرنے سے پہلے مختصر ان واقعات کا ذکر لکھا جاتا ہے جو پائے تخت قسطنطنیہ میں واقع ہوئے۔ گزشتہ صفحات میں ناظرین اس بات کو دیکھ چکے ہیں کہ محض جاں نثاریوں کی وجہ سے سلطنت ترکی کو کس قدر نقصان پہنچا اور کتنی ترقیاں ہونے سے رک گئیں اور خاص سلطنت کے جگر میں کئی کئی بار خونریزیاں ہوئیں جب کبھی ایک لمحہ ور تخت سلطنت پر بیٹھا بس کل سلطنت پر جاں نثاریوں کا قبضہ ہو جاتا تھا اور جتنا ان سے ہو سکتا تھا جور و ظلم میں کسر نہ کرتے تھے یہ ہی اسباب تھے جن سے سلطنت ترکی برابر تنزل کرتی چلی گئی۔

ادھر یونان کا یہ جھگڑا ہو رہا تھا اور بیچارہ سلطان اپنی اندرونی اصلاحوں میں کوششیں کر رہا تھا۔ ان میں ایک بات یہ تھی کہ اس نے اپنے چچا سلیم کی تقلید پر اس بات کی کوشش کی

جو فوج مختار پاشا کی ماتحتی میں تھی اس نے اس بات کا اعتراف کر لیا تھا کہ روسی اعلیٰ درجہ کے سپاہی اور بہت بڑے دلیر ہیں اور روسیوں کے ہاں اس بات کا غل مچ گیا تھا کہ ترکوں سے بہتر جنگ کرنے والا ہم نے اپنی عمر میں نہیں دیکھا۔

ایک روسی افسر نے لنڈن ٹائمس کے نامہ نگار سے عین موقع جنگ میں کہا کہ جب ہم مجروح ہو جاتے ہیں تو جنگ کرنا موقوف کر دیتے ہیں۔ مگر یہ بات ترکی سپاہیوں میں دیکھی کہ جب تک ان کے جسموں میں کچھ بھی رمق جان کی باقی رہتی ہے وہ ہرگز جنگ سے ہاتھ نہیں روکتے۔ سرکیشیا والوں اور باشی بزوق کے خلاف تمام یورپ میں ہمیشہ غل مچا رہا ہے مگر اصل پوچھو تو بات یہ ہے کہ جو الزامات ان دو اقوام مذکورہ بالا پر قایم کئے جاتے ہیں ان سے کسی سلطنت کی بے قاعدہ فوج بری نہیں ہو سکتی۔

آغاز اکتوبر میں آرمینیا میں جتنی لڑائیاں ہوئیں ان میں روسیوں ہی کو نیچا دیکھنا پڑا اگر پھر بھی وہ شکستہ خاطر نہوئے تھے ان کی فوجوں میں بڑی پھرتی سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔

اور ترقی کے آثار نظر آنے لگے مگر آیندہ ترقیاں ابھی یونانی جنگ سے رکی ہوئی تھیں جس نے سخت عجیب رنگ بدلا تھا۔

اس وقت ترکی اور مصری بیڑۂ جہازات خلیج ناوارینو میں پڑا ہوا تھا یہ بمقام موریا کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء انگلستان۔ فرانس اور روسیہ کا مشتملہ جنگی بیڑہ امیر بحر کاڈرنگٹن کی ماتحتی میں داخل خلیج ہوا۔ اس مشتملہ بیڑے میں کئی درجن جنگی جہاز تھے جو ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ تھے۔ اس اجماعی بیڑے نے پہنچتے ہی ایک الٹیمیٹم دیا کہ کیا تو یہ وعدہ کرو کہ یونان کے خلاف کوئی مخالفانہ کارروائی نہ کریں گے یا جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ ترکی امیر بحر نے انکار کر دیا۔ چنانچہ طرفین سے جنگ کی تیاری شروع ہو گئی۔ اخیر جہاز حرکت میں آئے اور توپوں پر بتی پڑی ترکوں نے ایک جہاز کو اڑا دیا اور اب جنگ خوب تل گئی چار گھنٹے کامل بڑی شدت سے جنگ جاری رہی اور اس کا اعتراف یورپی مورخ بھی کرتے ہیں کہ ترک اس شجاعت اور جگری سے لڑے اور ملاحی کے وہ اعلیٰ درجہ کے فنون کا اظہار کیا کہ یورپی تجربہ جنگجو

ادہر مختار پاشا سخت پریشان تھے کیونکہ سپاہ اُن کے پاس بہت کم رہگئی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اتنی قلیل تعداد سے دشمن سے برسر آنا محال ہے۔ مختار پاشا یہ بھی جانتے تھے کہ میدان کے آگے جس مقام پر میں نے مورچہ بندی کرلی ہے وہ زیادہ عرصہ تک میرے قبضہ میں نہیں رہ سکتا چنانچہ محض دور اندیشی سے ۹ تاریخ کی شب کو چپ چپاتے اس مضبوط اور زبردست مقام کو چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح کرنیل تاپی اوسیانی کلاں سے بھی فوجیں اُٹھالیں۔ اور الجاداغ سے نصف راستہ پر اپنے ڈنڈے ڈیرے ڈال دیئے۔ کل توپیں ایک غار میں نصب کردیں اس غار پر بڑے بڑے درخت اور ٹیلے موجود تھے اور اس مقام کی زمین بہت ہی ناہموار ہورہی تھی۔ عام طور پر تو یہ خیال تھا کہ جب ارمینیا پر روسیوں کو اتنی شکستیں دی ہیں تو اب ترک ایلکزنڈروپول روسی آرمینیا پر قبضہ کرلیں گے مگر فوج نہ ہونے کی وجہ سے یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی۔ جب ترکوں نے اپنے مصنوعی قلعوں کو بغیر جنگ کے اس طرح چھوڑ دیا تو سخت تعجب ہونے لگا کہ فتوحات کے بعد یہ پسپا ہونا کیسا۔ اصل میں یوں پیچھے ہٹ جانا تھا تو

ششدر رہگئے لیکن اخیر ترکی بیڑے کو شکست ہوئی اور اس طرح سلطانی اور مصری بیڑا برباد کردیا گیا۔

اس جنگ کے بعد جو بالکل خلاف قاعدہ جنگ تھی کہ بغیر کسی مخالفت کے اور بغیر اعلان جنگ دیئے ایک دوست سلطنت پر چڑھ دوڑے انگلستان اور روس نے اپنا پہلو بچایا ان دونوں سلطنتوں کے جہاز واپس چلے آئے لیکن فرانس نے اپنی فوجیں خشکی میں اُتار دیں اور ابراہیم کو مجبور کیا کہ تو اپنی فوجیں پیلے موریا سے ... واپس چلا جا اور تمام مفتوحہ شہر یونان کو واپس دیدے۔ ادہر ترکی فوجوں سے کہا گیا کہ تم بھی ہٹ کے اپنی حدود میں چلی جاؤ مگر ترکی افسروں نے انکار کیا۔ قسطنطنیہ میں سلطان کو لکھا گیا کہ فرانس یہ کہتا ہے سلطان محمود نے کہا ایسا کبھی نہیں ہونے کا یونان کو ٹھنڈے پیٹوں آزادی نہیں دی جاسکتی۔ قسطنطنیہ میں تینوں دولتوں کے سفیروں نے سلطان پر زور دیا کہ آپ یونان کی آزادی قبول کرلیں پہلے تو سلطان راضی تھے کہ بعض دبی ہوئی شرطوں پر راضی نامہ کرلیا جائے مگر جب اُنہیں یہ خبر لگی کہ بیڑا

بڑی حکمت پر مبنی۔ لیکن اصلی بھید سے اور کوئی واقف نہ تھا اس لیے سخت پریشانی چھا رہی تھی۔ سوائے مختار پاشا کے ترکی فوجی افسر بھی اس راز سے ناواقف تھے۔ اندھیری رات کو پہاڑوں۔ گڑھوں اور گھاٹیوں کو طے کرتی ہوئیں رجمنٹوں پر رجمنٹیں واپس چلی آ رہی تھیں اور کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ ہم یہاں سے کیوں ہٹائے گئے ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ رات ایسی تاریک تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا چاند تو کیا کوئی ستارہ بھی آسمان پر نظر نہ آتا تھا۔ تمام ماہران فنون جنگ کی یہ رائے ہے کہ اگر مختار پاشا دو ایک روز بھی وہاں رہجاتے تو سوائے بالکلیہ بربادی کے اور کچھ نہ ملتا۔ بڑی عقلمندی تھی کہ مختار پاشا اپنی فوجوں کو زندہ سلامت دشمن کے پنجہ سے نکال لائے۔ سپاہ سالار لینز رف جو تمام روسی افسروں میں ایک بڑا جوشیلا اور اچھا سپاہ سالار تھا۔ ۲۶ بٹالین ۸۰ میدانی توپوں اور رسالہ کی چھ رجمنٹوں کے ساتھ مختار پاشا کا سلسلہ آمدورفت جو قارص سے تھا کاٹنا چاہتا تھا۔ لینز رف فنون حرب سے بھی بہت واقف تھا اور تمام تدابیر نہایت عمدگی اور فنون حرب کے سائنس کی بناء پر کیا کرتا تھا

برباد ہو گیا ہے تو سلطان کو سخت غصہ آیا اور کہا کہ نہیں میں یونان کو بغیر خونریزی کے آزادی نہیں دینے کا۔ اخیر سفیروں سے خوب ضد بحث رہی جو سفیروں نے کہا اس سے سلطان نے انکار کیا اور جو سلطان نے کہا اس سے سفیروں نے کانوں پر ہاتھ رکھے نتیجہ یہ ہوا کہ تینوں دولتوں کے سفیر ۸ ردسمبر ۱۸۲۷ء قسطنطنیہ چھوڑ کے چل دیئے۔

اس بات کی کوشش کی گئی کہ یونان کی آیندہ قسمت کے لئے پھر معاہدوں کا سلسلہ کھلنا چاہئے اور اسی اثنا میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ ایلچی اپنی خدمات پر پھر واپس آجائیں اور ترکی کی طرف سے یہ درخواست دول یورپ کی خدمت میں گزرانی کہ ترکی معاہدہ کی شرطیں تھیں کہ یونانیوں کا بالکل قصور معاف کر دیا جائے گا۔ تمام ٹیکس اور محاصل اُن پر چھوڑ دیئے جائیں گے جو مال ان کا ضبطی میں آگیا ہے واپس کر دیا جائے گا ان کے حقوق قایم رکھے جائیں گے اور ان پر نہایت نرمی سے حکومت کی جائے گی روسی سفیر نے اُن کا مطلق جواب نہ دیا روسی سرحدات پر فوجی تیاریوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ روس نے تلوار کے

اس نے سب سے پہلے ایک جنگی تار برقی روسی لشکرگاہ سے اس مقام تک بنائی تھی جہاں مذکورۂ بالا فوجیں حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوئی تھیں۔ وہ مقام لشکرگاہ سے پورے چالیس میل دوری پر تھا راستہ پہاڑی اور دشوار گزار تھا قدم قدم پر پہاڑ اور ٹیلے موجود تھے جن سے فوجوں کا ناک میں دم آگیا تھا۔ ایک دوسرا کالم فوج دوسری سمت سے بڑھا ان دونوں فوجوں کا مقصود یہ تھا کہ کسی طرح سے مختار پاشا کو گھیر لیا جائے اور ایشیا کی طولانی جنگ کا اس طرح خاتمہ کردیا جائے۔
روسیوں کو اس ارادہ میں اپنی کامیابی کی اس لئے زیادہ امید تھی کہ فوجوں پر فوجیں انکی مدد کے لئے ہر طرف سے چلی آرہی تھیں اور اس وقت ضرورت سے زیادہ فوجوں کا اجتماع ہوگیا تھا ۶ر اور ۷ر اکتوبر کو روسیوں نے بڑا نیچا دیکھا روسی کوہ قافی فوجیں پارہ پارہ کردی گئیں اور ان فتوحات میں ترکوں کے ہاتھ مال غنیمت بھی بہت لگا مگر دوسری ٹڈی دل روسی فوج مقام کراجال پر بڑھ رہی تھی اس سے ترکی کمان افسر چونکا کہ پہلو بچانا چاہئے ورنہ جان ضیق میں پھنس

ذریعہ سے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہتا ہے اُسے کسی قسم کا عہدنامہ کرنا منظور نہیں۔
جب سلطان کو یہ یقین کامل ہوگیا کہ جنگ سے کسی طرح پہلو نہیں بچ سکتا اور روسی بغیر جنگ باز نہ آئیں گے تو آخر با دل ناخواستہ سلطان نے بھی تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس بات کا مصمم ارادہ کرلیا کہ حتے الامکان بڑی مستعدی اور خونخواری سے یہ جنگ کرنی چاہئے۔
عثمانی خون اس کی رگوں میں دوڑنے لگا اور اس نے نہایت دلیری سے میدان جنگ میں قدم رکھنا چاہا چنانچہ اس نے خود روسیہ کو ۲۰ر دسمبر ۱۸۵۲ء اعلان جنگ دیدیا اور یہہ لکھا کہ نصف صدی سے روسی حملہ کرکرکے ہمیں ستا رہے ہیں اور خواہ مخواہ نئی نئی باتیں نکال کے اور بہانے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ہم سے جنگ کرتے ہیں روسیوں نے یونان کو بغاوت کیلئے آمادہ کردیا ہے اس میں شک نہیں کہ ترکوں پر اس وقت مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اس لئے روسیوں نے یہ موقع غنیمت جان کے ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کی ہے۔ اس کا منشا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسلام کو برباد کردے اب اس وقت ہم نے تلوار کے قبضہ پر اس لئے ہاتھ

جائے گی۔ بس یہ وجوہات تھیں جن سے مختار پاشا نے اپنی فوجوں کو مقامات مذکورسے ہٹالیا واقعی بڑی دانائی سے کام لیا اور قبل از وقت خطرہ کو پہچان لیا۔ تمام یورپ میں اس راز سے باخبر ہونے پر مختار پاشا کی بہت واہ واہ ہوئی اور شہنشاہ روسیہ معہ افسروں کے انگشت بدنداں رہگیا۔

جب آغاز اکتوبر میں لڑائیاں شروع ہوئی ہیں تو مختار پاشا کے پاس صرف تیس ہزار فوج تھی اور ۷ رتاریخ تک اس تعداد میں بہت ہی کمی آگئی تھی اس کے مقابلہ روسیوں کی تعداد اس وقت ساٹھ ستر ہزار سے کم نہ تھی اب سمجھنے کی بات ہے کہ ۱۶ و ۱۷ ہزار فوج کیا خاک اتنی بڑی تعداد سے مقابلہ کرسکتی۔

ترکوں میں یہ اندھیر ہوگیا تھا کہ اگست ہی میں فوجی اعلیٰ افسر نے مدد دینے سے انکار کردیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ یورپ میں فوج کی مانگ بہت ہے اور وہاں حالت بہت سقیم ہوگئی ہے اس لئے ایشیا میں ایک سپاہی بھی نہیں بھیجا جاسکتا۔

ڈالا ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کریں ہم کسی صوبہ یا ملک کے لئے شمشیر بدست نہیں ہوئے ہیں اے پرجوش عثمانیوں دوڑو اور نہایت شجاعت سے اپنے باپ دادا کا نام قایم کرو۔ اور اسی عظمت کو دنیا کی نگاہوں میں اپنے سرے سے قایم کردو جو تمہارے باپ دادا چھوڑ گئے ہیں اپنی جان ومال جسم اور روح کو اس پاک جنگ کے لئے جو محض اسلام کی حفاظت کے واسطے کی جاتی ہے وقف کردو۔

تینوں سلطنتوں کے متفقہ بیڑوں نے ترکی جہازوں کو برباد کردیا تھا قسطنطنیہ میں سلطان کی چالیس ہزار فوج ایک سال پہلے قتل ہوچکی تھی خزانہ بالکل خالی تھا تمام سلطنت سخت متزلزل حالت میں تھی یہ کچھ ترکی ہی کا حوصلہ تھا کہ اس جاں کنی میں وہ روسیہ جیسی قوی اور زبردست سلطنت سے جنگ کو آمادہ ہوگئی۔

سلطان نے بڑی کوشش سے ڈینیوب کے قلعوں میں کل پچیس ہزار فوج جمع کی بیس ہزار فوج قسطنطنیہ میں تھی مگر اس بیس ہزار فوج میں شایستہ سپاہی کم تھے زیادہ تر مجاہدین جمع

۹ اکتوبر مختار پاشا نے روسیوں کی طرف باگیں اٹھائیں اس وقت روسیوں کے قبضہ میں کزل تاپی سوبطن حاجی والی۔ یانی آعظم کا مشرقی حصہ تھا ترکوں نے ان مقامات پر گولہ باری شروع کی اور روسیوں نے بھی نہایت مستعدی سے جواب دیا۔

۱۰ ویں تاریخ گرانڈ ڈیوک میکائیل نے ترکی لشکر پر گولے برسائے اور اسی اثنا میں تمام کیمپ پر حملہ کرنیکی دھمکی دی۔ دوسرے دن کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر بارہویں تاریخ روسیوں نے ترکی مورچوں پر ایسی سخت آگ برسائی کہ ترک گھبرا گئے۔ مختار پاشا سخت پریشان ہوئے کہ کیا کریں۔ بات ساری یہ تھی کہ اس حصّہ زمین سے مختار پاشا اچھی طرح آگاہ نہ تھے اب انہیں وقّت ہوئی کہ اگر الجاداغ کی طرف لشکر کو حرکت دیتے ہیں تو محال ہوتا چار انہوں نے اپنے عقب اور سامنے والے حصّہ کو کمزور کرکے دوسری طرف قدم اُٹھایا۔ سپاہ سالار لازارف اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ اپنے دشمن کی غفلت سے فائدہ اُٹھائے۔ واقعی مختار پاشا کی غلطی نے بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ مختار پاشا بالکل نہیں جانتے تھے کہ ایک یا دو دن میں کیا آفت آنے والی ہے مگر روسی سپاہ سالار اچھی طرح واقف تھا اور وہ اپنے لئے ایک اچھے موقعہ کا راستہ دیکھ رہا تھا۔

جمع ہو گئے تھے جن کے پاس نہ اچھے ہتیار تھے نہ اُن کا لباس درست تھا۔ توپخانہ تھا لیکن اسکی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی مگر روسی ایک ہی دفعہ ایک لاکھ فوج میدان جنگ میں لے آئے اور پایۂ تخت سے میدان جنگ تک برابر روسی فوج کا تانتا بندھا ہوا تھا اس کے علاوہ روسیوں کے پاس سولہ جنگی جہاز بحر روم میں اور دس بحر اسود میں تھے ان کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے جنگی جہاز تھے جو ادہر اُدہر گشت لگا رہے تھے مگر بیچاری ترکی کے پاس چند شکستہ جہازوں کا ایک بیڑا تھا جو نیو یورولو سے بچکر چلا آیا تھا۔ اس پر بھی ترک نہایت دلیری اور بے جگری سے لڑے اور ابتدا میں انہیں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں کامل چوالیس روز تک ابریلا واقعہ ڈینیوب پر قابض رہے اور حملہ آوروں کی چالیس ہزار فوج کاٹ ڈالی پھر روسی مقامات شملہ اور ورازنا کی طرف بڑھے یہاں بھی ترکوں نے نہایت ہی بے جگری سے مقابلہ کیا اور حملہ آوروں کو ناک چنے چبوا دیئے۔

مقام سلسٹریا پر ترکوں نے روسیوں کو بڑی بھاری شکست دی لیکن مقام وارنا یوسف پاشا کی بدمعاشی سے جو نائب سپاہ سالار تھا ترکوں کو شکست ہوئی یہ ذلیل اور ناپاک دغاباز ترکی افسر

دسویں تاریخ صبح کو سپاہ سالار لازارف اپنی فوج کو لیکے روانہ ہوا ایک کثیر توپخانہ اور فوجوں کی کثرت نے اس کی کمر کو مضبوط کر دیا مگر زمین کے اونچے نیچے ہونے کی وجہ سے وہ ایک قطار میں فوج نہ لیجا سکا۔ ارپاچائی کے مشرقی ساحل کی جانب جنوب مقام کوشی ران تک بڑھا چلا گیا۔ مغربی ساحل سے اس نے ویغر کے مقام سے دریا کو عبور کیا اور اس جگہ دو بٹالن چھوڑ کے جانب شمال اور یوک کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہوا جسکا فاصلہ چالیس میل تک ہے۔ اس وقت روسی فوجیں مختار پاشا کے چاروں طرف پڑی ہوئی تھیں۔ جب مختار پاشا نے دیکھا کہ میں چاروں طرف سے گھر گیا ہوں تو انہوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو پس پا کر دیں اس ارادہ کی تکمیل کے لئے بارہ بٹالن پیادہ فوج کے کچھ سوار اور اٹھارہ توپیں اپنے نسبتی بھائی رشید پاشا کی ماتحتی میں روانہ کیں رشید پاشا ایک بڑا بہادر سپاہی لیکن زیادہ تجربہ کار نہ تھا یہ نوجوان سپاہ سالار ۱۲ تاریخ کو اوریک کے پاس روسیوں پر جا پڑا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی اور اس بہادر نے روسیوں کو مار کے نکال دیا۔ اور کئی مورچے اُن کے فتح کر لئے مگر فوجوں کی کمی سے اپنے مفتوحہ مقامات پر قایم نہ رہ سکا۔ لازارف شکست کھا کے ۱۳ تاریخ تک اپنی حالت درست کرتا رہا۔ روز بروز ترکوں کی فوجی قوت میں تنزل

پانچہزار فوج کے ساتھ ترکوں سے جا کے مل گیا اگر یہ نمک حرام ایسی دغابازی نہ کرتا تو ترکوں نے مار ہی لیا تھا ۱۸۲۹ء کی دوسری جنگ روسیوں کے حق میں مفید پڑی۔ یورپ میں مارشل دیوتش نے بلقان کو عبور کرکے ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۹ء ایڈریانوپل پر قبضہ کر لیا ایشیا میں بھی روسیوں کو اسی طرح کامیابی ہوئی۔ قارص۔ آناپا اور پوطے مارشل پیس کی فوج نے فتح کر لئے۔ اگرچہ ان مقامات کے فتح کرنے میں کثیر تعداد فوج روسیوں کی ضائع ہوئی۔ اخیر روسیوں نے بخوشی انگلستان اور دوسری دول یورپ کی پنچایت منظور کر لی اور ۲۹ اگست کو صلح ہو گئی ۲۸ اگست ۱۸۲۹ء بمقام ایڈریانوپل معاہدہ پر دستخط کیئے گئے معاہدہ کی رو سے ڈینیوب کے ساحل چپ کا بہت سا حصہ روسیوں کے قبضہ میں آ گیا یونان کی خود مختاری سلطان نے منظور کر لی اور ولاچیا اور بابیریا کا انتظام علیحدہ طور پر روس کے سپرد کر دیا گیا۔ سرویا بہ حیثیت ایک ماتحت ریاست کے شمار کی گئی۔ اور دردانیال کا راستہ روسی تجارتی جہازوں کے لئے کھول دیا گیا تاوان جنگ کی دو رقمیں ترکی پر ڈالی گئیں۔ ایک تو تجارتی نقصان کی جو روسیوں کو پہنچا اس کی یہ شرط ہوئی کہ ۱۸ ماہ میں ترکی ادا کر دے اور دوسری رقم پچاس لاکھ پونڈ تاوان جنگ

آتا جاتا تھا۔ اور روسی سپاہ سالار کی قوت بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ روسی سپاہ سالار نے اُدغو پہاڑی پر ایک خفیف جنگ کے بعد قبضہ کر لیا۔

اسی روز روسیوں نے قارص پر حملہ کیا اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی شام سے کچھ دیر پہلے دو بڑی بڑی توپیں سوریہ تال پر نصب کی گئیں جن سے ترکی لشکر پر ... ، گز کے فاصلہ سے گولہ باری کی جا رہی تھی روسی افسر کا جو خیال تھا وہ بالکل ٹھیک نکلا۔ مخبروں نے ترکوں کے پوشیدہ مورچوں سے پوری اطلاع دیدی تھی۔ ترکوں میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی اور ڈاکٹر کاسن جو ترکی مجروحین کے علاج کے لئے مقرر کئے گئے تھے انہوں نے اپنے مریضوں کو ڈر کے مارے الجادا غ سے آگے لیجانا چاہا جہاں توپوں کے گولے نہ پہنچ سکتے تھے۔

۱۴ اور ۱۵ اکتوبر بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ ڈیلی نیوز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ الجادا غ کا پہاڑ جہاں لڑائی ہوئی تھی ... ۸ فٹ بلند تھا اور اس کا سلسلہ برابر مشرق سے مغرب تک چلا گیا ہے اس کی چوٹی بالکل نکیلی ہے اور اس کا مشرقی حصہ گول ہے اس کی چوٹیوں پر نہایت مضبوطی سے مورچے بنائے گئے اور آٹھ یا دس بٹالین معہ توپ خانوں کے مقرر کی گئی تھیں۔ ترکی فوجیں شمالی نشیبی حصوں میں مورچہ زن تھیں

قرار پائی اور یہ قرار پایا کہ جب تک تاوان جنگ اور یہ رقم ادا نہ ہو روسیہ بمقام سلسٹریا اور ڈینیوبی ریاستوں پر قبضہ رکھے اس صورت سے روسیہ کے قبضہ میں بحر اسود کا تمام مشرقی ساحل ہاتھ آگیا اور دردانیال میں روسی تجارتی آزادی مل گئی اور ڈینیوب کے خاص دہانوں پر پورا قابض ہو گیا۔

یونان کی جنگ آزادی کے یہ نتائج ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ اس تاریخ سے یونان خود مختار سلطنت کی صورت میں کر دیا گیا اس کے جنوب میں خلیج آرتا سے خلیج وولو تک خط کھینچا گیا اور اس صورت سے البانیہ اور تھسلی سلطان کے سرحدی صوبے قرار دیئے گئے جزیرہ ایوبیا اور شمالی اسپورڈس اور سائکلیڈس یونان کے ساتھ ملحق کر دیئے گئے اور جزایر ایونین پر انگریزوں نے اپنی سرپرستی قایم کر لی اور جزایر تھریشین اور ایشیائی سواحل ترکی کو دیدیئے گئے۔

تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود اگرچہ زبردست دل و دماغ کا شخص تھا مگر جب قومی نے اس کی وہ دلی مضبوطی قایم نہیں رکھی۔ جب ایڈریانوپل میں اس نے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں اس کی آنکھوں سے برابر آنسو بہ رہے تھے اور وہ روتا ہوا محل میں چلا آیا اور بمقام تھرےپیا ایک عرصہ تک محلوں میں تنہا پڑا رہا کیا

جن کی تعداد ۳۵ یا ۴۰ ہزار تھی۔
۱۴ تاریخ کی صبح کو کوئی نامور واقعہ نہیں ہوا اگرچہ ترکوں نے روسیوں کو ادہر اُدہر میدان کی طرف چلتے ہوئے دیکھا۔ مگر ڈہائی بجے سہ پہر کو ترکی لشکرگاہ میں الجاداغ کے جنوب سے توپوں کی آواز مسموع ہونے لگی۔ عثمانیوں نے اوغور پہاڑی سے دشمن پر گولہ باری شروع کی چند ترکی بٹالین پہاڑی کے پرے روانہ کی گئیں اور اب لڑائی بہت سختی سے ہونے لگی۔ آفتاب کے غروب ہونے تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔
ترکوں کو اس جنگ میں ناکامی ہوئی اور اُنہیں مجبورًا قارص کی پہاڑیوں کے اخیر سلسلہ تک واپس آنا پڑا جب جنگ ختم ہوچکی مختار پاشا گھوڑے پر سوار ہوکے اور اپنے اسٹاف کے افسروں کو ساتھ لیکے قارص کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے افسروں کو اس بات کی اطلاع کردی کہ ہوشیار رہیں دوسری اطراف پر کل حملہ ہونے والا ہے روسیوں نے باہم یہ مشورہ کیا کہ جس صورت سے ممکن ہوا اور خواہ کتنی ہی جانیں ضائع ہوں اولیا تاپی پر قبضہ کرلینا چاہئے۔ یاتی اعظم کو ترکوں کے چھوڑنے کے بعد روسیوں نے لیلیا۔ اور یہ مقام اس قابل تھا کہ یہاں سے اولیا تاپی پر کامیابی سے حملہ ہوسکتا تھا۔

اس کا دل ٹوٹ گیا تھا اور اس کی آنکھوں کے آگے جہان اندھیر ہوگیا تھا" سمندنازیہ ایک اور تازیانہ ہوا" جب اس نے یہ سنا کہ جس وقت روسی اڈریانوپل میں پہنچے ہیں تو ان کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج تھی۔ وہ کلیجہ پکڑکے بیٹھ گیا اور سرد آہ مارکے یہ کہا کاش کسی ذریعہ سے مجھے یہ معلوم ہوتا تو اتنی فوج تو "آناً فاناً" میں چٹنی ہوجاتی میں نے کیوں معاہدہ کیا اور دبکر صلح کی ادہر اس پندرہ ہزار فوج میں مرض کثرت سے پھیل گیا تھا۔ جب سلطان نے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں تو صرف ۱۳۰۰۰ فوج تھی جسے تندرست کہہ سکتے ہیں۔
غرض روسی اور ترکی جنگ کا یہ نتیجہ تھا۔ اگر اس کی ذراسی بھنک بھی سلطان کے کان میں پہنچتی تو اسمیں کلام نہیں کہ فوج تو فوج ترکی رعایا ہی روسیوں کا خاتمہ کردیتی۔ تمام یورپ کا نقشہ بدل جاتا پولینڈ جو مدت سے شہنشاہ روس کے خلاف بغاوت کررہا تھا آزاد کردیا جاتا۔ مصر کی بغاوت فرو ہوجاتی۔ فرانس اور انگلستان روسیوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کا کبھی نام ہی نہ لیتے۔ اگر ایک مخبر سلطان کو آکے یہ خبر دیدیتا کہ روسیوں کی فوج کی اتنی تعداد ہے یا سلطان جم کے کچھ دن اور جنگ کرتا رہتا تو ساری باتیں اس کے مفید مطلب ہوتیں۔

جنرل ہیجان اس حملہ کے لئے انتخاب کیا گیا اور اس کی ماتحتی میں کوہ قانیوں کی کثیر تعداد فوج معہ ۶۵ توپوں کے دی گئی ماسکو کی شہنشاہی فوج اس کی مدد کے لئے ایک مقام پر جمع کی گئی کہ اگر اسے پہاڑی لینے میں دقت پڑے تو اس کی مدد کی جائے چنانچہ یہ دونوں فوجیں سویہ طال کے گرد ونواح میں ۱۵ تاریخ کی صبح کو آکے مل گئیں۔ ادہر گرانڈ ڈیوک اور جنرل لوئیس ہنکف بہی فوجوں کا دل بادل لیکے جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ جنرل ہیجان کی فوجوں کا بازوئے راست اردہان کے برگیڈ سے جو جنرل کرف کی ماتحتی میں تھا مضبوط کیا گیا اور سواروں کی چند رجمنٹیں اسی مقام پر اس لئے کھڑی کی گئی تہیں کہ اگر قارص کی ترکی فوج قلعہ یا یاق کو چک کی فوج آگے بڑہی تو اسے روک دے۔

اس وقت ایک خطرناک آگ ادلیا تاپی کی طرف جاری تہی ۵۶ بڑی بڑی روسی توپیں ایک قریب ہی کے مقام پر نصب کی گئی تہیں جو بہت ہی قریب مقام تھا اور یہاں سے بڑی سختی کے ساتھ گولہ باری ہو رہی تہی گولے لگاتار ان ترکی لینوں پر پڑ رہے تھے جو چوٹی پر قایم تہیں تو بہی ترک نہایت استقلال سے ان گولوں کا جواب دے رہے تھے اور دہویش نے ادہر ادہر ایک بڑا پہاڑ بنکے کھڑا کر دیا تھا ہر

جب صلح ہو چکی تو محمود اگرچہ شکستہ خاطر ہو گیا تھا مگر پھر بہی اس نے ایک نئے لشکر کی ترتیب دینی شروع کی اور ساتھ ہی جنگی جہازوں کے مہیا کرنے کا انتظام کیا اور اپنے خزانہ کی حالت درست کرنے کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ خزانہ کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تہی اور ایک پائی نہ رہی تہی۔ یہ آفتیں سلطنت کو مجبور کرنے کے واسطے کچھ کم نہ تھیں کہ یکایک یورپی ترکی میں بغاوت کے خطرناک شعلے بھڑکنے لگے ۱۸۳۰ء میں بغاوت کی ابتدا ہوئی اور اس کے بعد دو سال تک برابر شدت کے بغاوت ہوتی رہی۔ سب سے زیادہ خطرناک بغاوت البانیا کے قبایل اور بوسینا کے عیسائیوں کی تہی۔ یہی کیفیت ایشیا میں ہو گئی تہی بغاوت کی آگ برابر بھڑک رہی تہی اور مصر میں ایک طوفان برپا تھا۔ محمد علی پاشا مصر کا خود مختار حاکم بن بیٹھا تھا اور روز بروز اس کی قوت بڑہتی جاتی تہی محمود پریشان تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔

۱۸۳۲ء میں ابراہیم پاشا جو ایک نہایت تجربہ کار اور جوشیلا سپاہ سالار تھا گورنر دمشق پر حملہ آور ہوا۔ اور اس نے چالیس ہزار فوج اور پانچ جہازوں کے ساتھ ایک خاص مقام کا محاصرہ

یکایک ترکی توپوں کی آواز بند ہو جاتی تھی لیکن جب مقتولین اور مجروحین کی جگہ اور ترک توپچی آجاتے تھے تو پھر ترکی توپوں کے گولے زور زور سے پڑنے لگتے تھے ۳ گھنٹے تک اسی طرح لڑائی ہوتی رہی اور پھر یہ جنگ ایک مقام پر ٹھیر گئی روسی فوجیں اگرچہ اُن کی تعداد زیادہ تھی آگے نہیں بڑھیں وہ پہاڑی کے شمالی جانب پڑی ہوئی تھیں اور انہیں مطلق آگے بڑھنے کا خیال نہ رہا تھا یکایک مقام سوباطن کی طرف سے روسیوں کی جانب چپ توپوں کی آواز آنے لگی اور کچھ سپاہی الجاداغ سے اُتر کے اولیا تاپلی کی طرف بڑھتے نظر آئے تاکہ اپنے دشمن سے دست بدست لڑ کے اپنی قسمت کا فیصلہ کرلیں۔ یہ ترکی سپاہی ایک بہت بڑے نالے کو عبور ہی کرنے کو تھے کہ یکایک روسی پلٹن نمودار ہوگئی اور ترکی سپاہیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور روسی فوج کے ۳ کالم اولیا تاپلی کی طرف جاتے ہوئے معلوم ہوئے ترکوں نے اوپر سے توپیں اور بندوقیں ماریں مگر پھر بھی یہ بڑھتے چلے گئے اور وہ لوگ جو انہیں پیچھے سے کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے یکایک دھوئیں کی وجہ سے ان کی نظروں سے غائب ہوگئے ادھر ترک بھی انہیں نہ دیکھ سکے۔ روسی سپاہی بے کھٹکے آگے بڑھتے چلے گئے اور

کرلیا۔ یہ مقام شام کی کنجی تھا۔ ۲۷ر دسمبر ۱۸۳۲ء کو فتح کرکے سات برس تک اس مشہور ملک کا خود مختار حکمراں بنا رہا۔

سلطان نے بھی فوجیں روانہ کیں لیکن ابراہیم پاشا کی فوج سے پے درپے شکستیں کھائیں اور اب یہ تحقیق معلوم ہونے لگا کہ تمام ایشیائے کوچک مثل شام کے محمد علی پاشا کی سلطنت میں شامل ہو جائے گا اور یہ بات عام طور سے مشہور ہوگئی کہ آیندہ موسم بہار میں محمد علی بذات خود فوج کا سرگروہ بن کے قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا۔

جب ایسی مصیبتوں کا پہاڑ سلطان پر ٹوٹ پڑا تو اب مجبوراً سلطان نے انگلستان سے مدد مانگی مگر سخت افسوس ہے کہ انگلستان نے سلطان کی درخواست پر توجہ نہ کی۔ روس نہایت شوق سے ایسے موقع کی تاک میں لگا ہوا تھا انگریزوں نے نہایت نادانی سے اس کی آرزو پوری ہونے دی اس سے بہتر موقع انگلستان کو ترکی پر عام اثر ڈالنے کا نہیں مل سکتا تھا ناچار محمود نے روسیوں سے مدد کی درخواست کی روسیوں نے نہایت خوشی سے ایک بیڑہ جہازات کا بماہ اپریل ۱۸۳۳ء

ترکی مورچوں کے بہت ہی قریب پہنچ گئے وہاں پہنچ کے روسیوں نے خوشی کے نعرے مارے پھر اور روسی فوجیں ان کی مدد کو آگئیں۔ ترکوں کی تعداد بہت کم تھی۔ پھر بھی خوب لڑے اور بے جگری سے لڑے مگر ناچار اس مقام کو چھوڑنا پڑا۔ روسی سپاہ سالار ہیمن معہ اپنے اسٹاف کے قلعہ کو دیر پہنچا اور اپنے سپاہیوں کی پریڈ کر کے حکم دیا کہ دشمن کا تعاقب کریں اب یہ مقام روسیوں کے ہاتھ آگیا اور یہ ایسا زبردست مقام تھا کہ یہاں سے مختار پاشا پر ایک خطرناک حملہ ہو سکتا تھا اور یہی مقام تھا جو ایشیا کی کنجی سمجھا جاتا تھا۔ اب یہ امید کی جاتی تھی کہ مختار پاشا بالکل کچل دیئے جائیں گے اور تمام ترکی ایشیا روسیوں کے قدموں پر نثار ہو جائے گی۔

چار ترکی بٹالین کا جن کی تعداد دو ہزار تھی اور جو ادلیا تاپی پر روسیوں سے لڑی تھیں سخت نقصان ہوا تمام یورپی مورخ یکزبان ہو کے شہادت دیتے ہیں کہ ترک اولیا تاپی پر ان سے بے جگری سے لڑے کہ جس کی نظیر نہیں ہو سکتی مگر تعداد کی قلت نے انہیں شکست یاب کر دیا کوئی کوشش ایسی نہ تھی جو ترکوں نے اس پہاڑی کے بچانے میں اٹھا رکھی ہو مگر جب دو ہزار کا مقابلہ ۱۵ ہزار سے آپڑے

دہانہ باس فورس پر بھیج دیا اور ایک زبردست فوج قسطنطنیہ کے سامنے خشکی پر اتار دی اب ابراہیم نے یہ دیکھا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنا بے فائدہ ہے ناچار اس نے ترکوں سے صلح کر لی اور بہت بڑے ملک پر جو اس نے اپنی تلوار کے زور سے حاصل کیا تھا قابض رہنا قبول کیا۔

۵ مئی ۱۸۳۳ء میں سلطان نے ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے محمد علی کو کریٹ (اقریطش) مصر طرابلس الغرب۔ حلب۔ دمشق اور بیت المقدس دیدیئے گئے۔

ایسی گراں قیمت سے سلطنت نے ایشیائے کوچک کو محمد علی کی فوجوں سے خریدا اس کے بعد روسی فوجوں کو رخصت کرنے کی باری آئی۔ جب سلطان محمود نے روسی سپاہ سالار سے کہا کہ آپ رخصت ہوں تو وہ سر ہلا کے چل گیا اور کہا کہ جب تک ایک خاص معاہدہ نہ ہو جائے گا میں یہاں سے فوجیں نہ لیجاؤں گا چنانچہ ایک مشہور و معروف معاہدہ ہوا جس کی ایک شرط تو یہ قرار پائی کہ جب سلطان کو مدد کی ضرورت ہو تو اس کو مدد دوں گا اور دوسری شرط یہ ہوئی کہ جب تک روسیہ اجازت نہ دے کسی دولت خارجہ کا جنگی جہاز دردانیال سے نہ نکلنے پائے۔

توکیونکر کامیابی ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ بات تعجب سے سنی جائے گی کہ اس پہاڑی کے فتح کرنے میں روسی فوج دو ہزار ترکوں کے مقابلہ میں ۴۰۰۰ سپاہی میدان جنگ میں کام آئے۔ ۵ ترکی بٹالین مختار پاشا نے امداد کے طور پر اولیا تاپی کی طرف روانہ کردی تھیں مگر یہ بٹالین اس وقت پہنچی ہیں جب ترکوں کو شکست مل چکی تھی۔ شکست یاب عثمانی الجادلرغ کی طرف چلے گئے اور روسی سپہ سالار تھیمن برابر اُن کو دباتا چلا جاتا تھا۔ اور اب چاروں طرف سے ترکوں پر حملہ ہونے لگا اِدھر تھیمن آندھی اور مینھ کی طرح بڑھا چلا آتا تھا اور دوسری جانب لزرف ایک فوج کثیر کے ساتھ حملہ آور تھا یہاں تک کہ روسیوں نے ترکوں کا قارص ۱۱۱ راستہ کاٹ دیا۔ ترک اِدھر اُدھر بستیوں میں پراگندہ ہوگئے اور جب دشمن نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو انہوں نے بڑی دلیری سے آخری کوشش اپنے بچانے کی کی لیکن سردست بچنا محال تھا کیونکہ روسیوں کی ٹڈی دل فوجوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا وہ بیچارے کرتے تو کیا کرتے ناچار ترکوں کی یہ مٹھی بھر فوج ایک جگہ جم گئی اور یہ ارادہ کرلیا کہ یہیں کٹ کے مرجائیں گے مگر قدم پیچھے نہ ہٹائینگے۔

نہ صرف انگلستان نے بلکہ تمام دول یورپ نے نادانی کی کہ روسیوں کو سلطان سے ایسا معاہدہ کرنے دیا۔ انگریزوں کی تو اتنی بھاری غلطی ہوئی کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں مگر اور دولتیں بھی اس کارروائی کو آنکھیں پھاڑے ہوئے دیکھتی رہیں اور کسی نے ہُوں تک نہ کی۔

جب یہ کل آفتیں سلطان کے سر سے ٹل گئیں تو اب سلطان نے نہایت استقلال سے اپنے ملک کے انتظام کی طرف توجہ کی پہلے فوج کو درست کیا پھر جنگی جہازوں کو بہم پہنچایا اس کے بعد خزانہ کی حالت کو سنبھالا پھر اس نے قوم کی تعلیم کی طرف توجہ کی تجارت کو ترقی دی اور تمام سلطنت میں رعایا کی جان و مال کی حفاظت کی اور تمام بار اور سختیاں جو عیسائی رعایا پر تھیں سب کو اٹھا دیا۔

جب سلطنت کے ہر محکمہ میں نمایاں ترقی معلوم ہونے لگی تو اب یکایک انگلستان کی توجہ ترکی کی طرف مائل ہوئی۔ اور یہ بات قرار پائی کہ اگر پھر ترکوں اور محمد علی میں جنگ ہوگئی تو انگلستان ترکوں کا ساتھ دیگا۔ محمد علی کا مستقل ارادہ تھا کہ کسی نہ کسی صورت سے میں عرب کو فتح کرلوں اور تمام مفتوحہ صوبوں کی حکومت اپنے خاندان میں تقسیم کردوں۔ اِدھر تو محمد علی اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ جب موقع ہو سلطان کے کسی نہ کسی

الجاداغ یانیا کوچک تھا جہاں ترکوں نے پھرتی سے مورچہ بندی کر لی تھی مگر کیونکر ہو سکتا۔ اپنے سے دس گنی اور پندرہ گنی فوج سے مقابلہ کرنا دشوار ہے کچھ دیر بعد ترکوں کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تو بھی وہ مستقل مزاج رہے اور انہوں نے بڑی پھرتی سے اپنا تمام سامان رسد۔ میگزین۔ توپیں اور چھکڑے صاف بچا کے قارص کی طرف رخ کیا۔ روسی رسالے نے بہتیری کوشش کی کہ ترکوں کو روکے مگر کامیاب نہ ہوا تو بھی دوسرے مقامات پر بہت سے ترک گرفتار ہوئے ۹ بجے شب کو روسی سپاہ سالار گرانڈ ڈیوک کو لکھ کے بھیجا کہ سات پاشا۔ چھتیس توپیں اور چھبیس بٹالین نے اطاعت قبول کی اور ہتھیار ڈال دیئے اس طرح میں نے مختار پاشا کے تمام لشکر تتر بتر کر دیا اور اب مختار پاشا میں لڑنے کا دم نہیں رہا وہ بھی عنقریب اطاعت قبول کرے گا۔ قیدیوں میں رشید پاشا لفٹنٹ جنرل اور پریسیڈنٹ ملٹری کاؤنسل حسین کاظم پاشا مختار پاشا کے اسٹاف کا افسر مصطفیٰ پاشا اور ۳ دوسرے سپاہ سالار تھے۔ پانچ ہزار آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور ۱۲۰۰۰ گرفتار کر لئے گئے۔ اسی روسی سپاہ سالار کی رپورٹ کے مطابق

ملک پر قبضہ کر لوں اور ادھر سلطان اس فکر میں تھے کہ اگر کوئی موقع ہو تو محمد علی کو اس کی سرکشی کی پوری سزا دوں۔

جب سلطان میں کچھ دم درود آ گیا اور سلطان نے اپنی فوجوں کو تھوڑا بہت مضبوط کر لیا تو یکایک ایک فرمان محمد علی کے نام بھیجا کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اب تک خراج ادا نہیں کیا۔ اور تجھے معلوم ہو کہ جس وقت تیرے پاس یہ فرمان پہنچے فوراً مصری گارڈ کو حضور انور رسول مقبول کے روضہ منورہ سے ہٹا کے ترکی گارڈ اس کی جگہ مقرر کر دے اور سلطنت میں ہمارے نام کا سکہ جاری کر دے۔

جب محمد علی کے پاس یہ فرمان پہنچا تو اس نے اٹھا کے پھینک دیا۔ اور کچھ پروا نہ کی جب سلطان کو خبر پہنچی اس نے فوراً فوجی تیاری کا حکم دیا۔ حکم ہوتے ہی ایک زبردست شائستہ فوج اور ۳۵ جنگی جہازوں کا بیڑا تیار ہو گیا تاکہ سلطان کے مطالبات کو پورا کرے۔

مگر افسوس ہے کہ ۲۴ جون کو بمقام نصیب سلطانی فوج کو شکست ہوئی اور اس کی وجہ یہ تھی

۴۲ توپیں . . . ۳۰ خچر ترکوں کے روسیوں کے ہاتھ لگے تو بھی یہ تعریف کی بات ہے کہ مختار پاشا نے اس قیامت خیز واقعہ میں اور ایسی بھاری شکست پر دل نہ ہارا اور مقام سوری پالی پر قدم جمائے ہوئے جنگ کرتے رہے اور روسیوں کا اس پر مطلق قبضہ نہ ہونے دیا۔

جو کیفیت ایسی بھاگڑ میں دوسری قوم کی سپاہ کی ہوتی ہے غنیمت ہے کہ وہ ترکوں کی نہ ہوئی۔ اگرچہ اتنی بھاری شکست ہو چکی تھی مگر کسی افسر یا سپاہی کی پیشانی پر پریشانی کے آثار معلوم نہ ہوتے تھے۔ ہاں بے قاعدہ فوج پر پریشانی چھا گئی تھی جس میں کثرت سے عرب تھے جو حلب و غیرہ سے والنٹر بنکے آئے تھے۔ اس شکست سے قارص کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تھی۔ متوحش باشندوں سے شہر کی شاہراہیں پر ہو گئی تھیں اور مختار پاشا نہایت خاموشی کی حالت میں ایک مکان میں مقیم تھے اور اس خوف سے باہر نہ نکلتے تھے مبادا یہ متوحش گروہ ان پر پل پڑے۔ شہر کی حالتِ صحت بھی خراب تھی بخار بہت شدت سے پھیل رہا تھا اگرچہ سامانِ رسد بہت تھا مگر کھانا پکانے کے لئے لکڑیاں نہ ملتی تھیں اب آنکھوں سے دکھائی دینے لگا تھا کہ عنقریب روسی قارص کا محاصرہ

کہ سلطانی فوج کے تمام افسروں نے محمد علی سے رشوت لے لی تھی اور ان بدنصیب ناپاک سپاہ سالاروں نے اپنے آقا سے نمک حرامی کر کے عین میدان جنگ میں دشمن کا ساتھ دیا کمبخت ترکی امیر البحر بھی دشمن سے مل گیا اور اس طرح کل جہازی جنگی بیڑا محمد علی کے قبضہ میں آگیا۔

سلطان محمود کی خوش قسمتی تھی کہ اس فاش شکست کی خبر پہنچنے سے پہلے یکم جون ۱۸۳۹ عیسوی میں انتقال ہو گیا ۱۸۰۸ء سے سلطان محمود حکومت کر رہے تھے ۳۱ برس کی سلطنت میں انکی فوجوں اور حکمت عملی کو بہت کم کامیابی نصیب ہوئی تو بھی اپنی تمام اغلاط اور بدنصیبیوں کے ساتھ سلطان محمود اپنے وقت کا ایک زبردست شہنشاہ گزرا ہے۔

سلطان محمود نے جو کچھ کیا اپنی قوم اور ملک کی بہتری کے لئے کیا اس نے ترقی اور اصلاح ملک کا ایسا مواد جمع کیا تھا جسے بدقسمتی سے وہ خود نہ دیکھ سکا اس نے آگ اور خون کے راستے طے کر کے ایک نئی ترکی کی بنیاد ڈالی اور بعد ازاں ترکی کو جو کچھ ترقی ہوئی سلطان محمود کی کوششوں کا صدقہ تھا۔

کریں گے اور پھر کیسی ہی زبردست فوج ہو روسیوں کے حملہ سے قارص کو نہیں بچا سکے گی۔
قارص میں شائستہ سپاہ کی تعداد انگلیوں پر تھی ہاں شہری کثرت سے مسلح کر دیئے گئے تھے لیکن
یہ شہری روس کی فتحیاب اور شائستہ فوج کا کیونکر مقابلہ کر سکتے تھے۔ توپ خانہ کی حالت بہت
خراب تھی مگر مرحبا ہے مختار پاشا کو کہ وہ برابر اپنی حفاظت کی تیاریاں کر رہے تھے۔ انہوں نے
مشرقی اور مغربی پہاڑیوں پر توپوں کو مرمت کرا کے نصب کر دیا تھا۔ مختار پاشا کو خیال تھا
کہ میں قارص سے کثیر تعداد باشندوں کو مہیا کر سکتا ہوں مگر جب وہ شہر میں آئے اور انہیں
جمع کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ ۱۳۰۰۰ سے زیادہ شہری روسیوں کے مقابلہ پر نہیں آسکتے جب
انہوں نے یہ دیکھا تو قارص پر روسیوں سے لڑنا مناسب نہ جانا اور مجبوراً اچھے بٹالین اور ایک
توپ خانہ کو بایزید کی طرف روانہ کیا اور خود ۲۲ بٹالن اور ۳۳ توپوں کو لے کے ارازات
کی طرف ہٹ آئے۔ اب مختار پاشا کو کوئی امید نہ رہی تھی کہ الجادراغ پر پھر اپنی فوج کا
جھگھٹا دیکھوں گا ہاں یہ بات ضرور ہوئی کہ ۱۳ ترکی بٹالین نے روس کی کثیر تعداد فوج کو

اکتیسواں باب

عبدالمجید ترکی کا اکتیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۸۳۹ء سے ۱۸۶۱ء تک

عبدالمجید کا تخت نشین ہونا۔ مسئلہ مصر کا تصفیہ۔ دردانیال میں جہاز
رانی کی بابت گفتگو۔ اصلاحوں کا جاری کرنا۔ جنگ کریمیا۔ مالڈیویا
اور ولاچیا۔ رومانیا کی بغاوت کی ساتھ بدامنی۔ ملکی لڑائی۔ ترکی
فوج کا تشدد۔ دمشق کا فساد۔ عیسائیوں کا قتل عام۔ فرانسیسی
فوج کا ساحل پر اُترنا۔ عبدالمجید کی وفات۔

جب عبدالمجید تخت نشین ہوئے ہیں تو ترکی کی اندرونی حالت بہت ہی خراب تھی۔ چونکہ عبدالمجید
کی عمر بہت کم تھی اس وجہ سے اس بات کا بہت اندیشہ تھا کہ دیکھئے اس عظیم الشان سلطنت کو

کارزنگی اپنا راستہ مختار پاشا کی طرف کر لیا تھا اور روز بروز تھوڑے تھوڑے سپاہی آ آ
کے مختار پاشا سے ملتے جاتے تھے۔ توپیں، توپخانہ۔ کمسریٹ۔ ہسپتال اور سامان کا بہت سا حصہ
روسیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ مختار پاشا کو یہ بھاری شکست روسیوں کی توپوں کی تعداد زیادہ ہونے
سے ملی اور دوسرے انہیں اس بات کا افسوس رہا کہ میرے توپچی افسروں نے غلطی سے ایک عمدہ مقام کو
چھوڑ دیا۔ اسمٰعیل پاشا نہایت ہی پریشانی اور مصائب اٹھا کے مختار پاشا سے آملے تھے۔
۲۴ اکتوبر کو زیدی خان سے روانہ ہوئے اور ان کا اس روسی فوج سے مقابلہ ہوا جو شمال
کی طرف سے آ رہی تھی۔ جب دہ درہ کوسی داغ پہنچے ہیں انہوں نے اپنی فوج کو دو حصوں میں
تقسیم کر دیا تھا مگر کوہ قافیوں کے ایک برگیڈ نے ۲۶ تاریخ جانب چپ حملہ کیا مگر ترکوں نے نہایت
جوانمردی سے ایسے شدید حملہ کو پسپا کر دیا۔ جب اسمٰعیل پاشا مشیر سے آکے ملے تو انہوں نے ذکر
کیا کہ روسیوں کے دو سپاہ سالار برابر تعاقب میں سرگرم ہیں یہ سن کے انہوں نے اپنی کل فوج
کو ادھر ادھر پریشان کر دیا اور جا بجا جہاں تک ممکن ہو سکا اس کا انتظام کیا کہ روسیوں کے

کیا روز بد دیکھنا پڑے گا۔ مثل دوسرے ترکی شاہزادوں کے عبد المجید کی بھی حرم میں ہی پرورش
ہوئی تھی۔ اور اس نوجوان سلطان کو اس قدر تعلیم دی گئی جتنا کہ محل کے خواجہ سرا۔ عورتیں۔
اور ملازمین دے سکتے ہیں۔ محمود کی دلی خواہش تو یہ تھی کہ میں اپنے بیٹے کو مغربی طرز کی تعلیم
دلواؤں مگر علمار اسلامبول کے گروہ نے سلطان کے ارادہ کی اس سختی سے مخالفت کی کہ مجبوراً
اسے اپنا خیال چھوڑنا پڑا۔
عبد المجید مثل ایک معمولی لڑکے کے تخت سلطنت پر بیٹھے۔ شاہزادہ میں اگر کچھ قابلیت تھی تو
صرف اسی قدر کہ ان میں عثمانی خون تھا ورنہ تجربہ سلطنت اور حکمرانی یہ ان کے پاس سے ہو کے بھی نہ
پھٹکا تھا۔ تخت نشینی کے وقت آپ کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ ایسی حالت میں جبکہ سلطنت میں ایک
قیامت برپا ہو اور اس کی بنیادوں میں تزلزل آ چکا ہو تمام صوبوں میں بغاوت پھیلی ہوئی ہو
خزانہ خالی ہو چکا ہو تو پھر کیونکر ایک ایسا بچہ جسے انتظام میں کچھ بھی تجربہ نہ ہو کامیابی حاصل کر سکتا
ہے۔ عبد المجید تخت پر بیٹھے ہی تھے کہ ان کو اس شکست عظیم کی خبر ملی جو ان کی فوجوں کو حمص میں

تعاقب کا راستہ کاٹ ڈالا جائے جب کل انتظامات ہوگئے تو مختار پاشا ارض روم کی طرف روانہ ہوئے اور اسمٰعیل پاشا کو حکم دیا گیا۔ کہ تم حسن کالی کی طرف فوراً چلے جاؤ ۲۸ تاریخ کو یہ نقل و حرکت شروع ہوئی جب کاپری کوئی کو خالی کر دیا تو فوراً روسیوں کی فوج ہراول اس مقام پر آگئی۔ ترک اس پر بھی ۱۳ ہزار رکث الوزن غلہ کو بھی برباد نہ کرسکے جو مقام مذکور میں موجود تھا اور جسپر انہوں نے آکے قبضہ کر لیا۔ دراصل ان کے پاس اتنا ہی وقت نہیں تھا کہ وہ نکل بھی گئے ارض روم میں پورے طور سے تیاری کی گئی اور ارادہ کر لیا تھا کہ اخیر دم تک روسیوں سے لڑینگے اور اپنی حفاظت کرینگے۔ ارض روم کی فوج کا سپہ سالار فیض پاشا تھا یہ اصل میں ہنگیریا کا رہنے والا تھا اور اس کی عمر ۷۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی مگر اب بھی خوشی و خرمی۔ اولوالعزمی اور فوجی قابلیت موجود تھی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ مختار پاشا کے اوپر کیا کیا مصیبتیں پڑی ہیں۔ جب اس نے شکست کی خبر سنی اہل شہر کو ان لوگوں میں سے جو مضبوط اور کام کرنے کے قابل تھے ہتیاروں کے ساتھ توپخانوں کی طرف روانہ کر دیا جو مقامات کی بلندیوں پر نصب کی گئی تہیں چالیس توپیں بھی اس نے روانہ کیں

ہوئی تھی۔ ۲۴ جون کو شکست ہوئی تھی اور یکم جولائی کو اس کی خبر قسطنطنیہ پہنچی اور یہ بھی اطلاع ہوئی کہ ابراہیم ایک کثیر تعداد فوج کے ساتھ قسطنطنیہ بڑہا چلا آتا ہے۔ اور وہ قسطنطنیہ کی فتح کرنیکا مصمم ارادہ کر چکا ہے اس خبر کے پہنچتے ہی قسطنطنیہ میں ایک آفت برپا ہوگئی ہر ایک ترک یہ کہتا تھا یار خدایا ہماری قسمتوں کا آخری نتیجہ کیا ہوگا اور اب ہم کیا کرینگے۔

کپتان پاشا جسوقت ۱۴ جولائی کو اسکندریہ پہنچا ہے جس کے ساتھ ترکی جنگی جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑا تھا کمبخت اپنے آقا سے باغی ہوکے محمد علی پاشا مصر سے مل چکا تھا اس صورت سے علاوہ بری (؟) کے برباد ہونیکے ترکی کے ہاتھ سے کل جہاز بھی نکل چکے تھے۔ اب نوجوان سلطان سخت پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہیے مگر غنیمت ہے کہ اس لوٹے پھوٹے زمانہ میں بہت قابل وزیر دربار میں موجود تھے جنہوں نے اپنے نوجوان سلطان کی کمر ہمت باندہی۔ اور انہوں نے یہ مستقل ارادہ کر لیا کہ نئے انتظام کی جو تجویز مرحوم سلطان کر گیا ہے ان پر نہایت مستعدی سے عمل کیا جائے۔ ۳ نومبر ۱۸۳۹ء شہنشاہی محل میں ایک خطبہ پڑھا گیا جس میں رعایا اور حکام کو ان قوانین پر عمل کرنیکے لئے مجبور کیا گیا تھا جو سلطان محمود مدون کر گئے تھے۔ اس اعلان سے سلطان نے اپنی

ہو ترک کے کارخانہ کی بنی ہوئی تھیں
مورچہ بندی بہت زور شور سے ہونے لگی۔ کھائیاں کھودی جانے لگیں اور وہ راستہ جو صرف مشرق کی طرف سے شہر میں جانے کا تھا اس میں آگ دیدی گئی۔ استعمال پا سکے۔ لیکن یہ بہتر ہوتا کہ وہ معقول طور پر ہر ایک مقام کا انتظام کرتا۔ بجائے اس کے کہ مقام حسن کالی کو فوج سے اچھی طرح مضبوط کرتا اس نے اپنے بھائیوں کو حکم دیا کہ جنوب کی طرف چلے جائیں اور میدان میں مورچہ بنائیں اور حسن کالی پر اس نے فوج کا ایک پلٹن ہی قایم نہ رکھا۔ روسی سپاہ سالار ملیکان نے جس کی ماتحتی میں کثیر التعداد فوج تھی ترکوں کا یہ راز معلوم کر لیا وہ فوراً آگے بڑھا۔ اور آدھی رات کو ۲۸ تاریخ جب نہایت ہی بے خبری کی حالت میں ترک حسن کالی کو خالی کر رہے تھے اس نے شب خون مارا ترکوں میں پریشانی چھا گئی اور وہ اپنا سارا سامان جنگ چھوڑ کے چل دیئے۔ مگر تاہم کچھ گھنٹے کے بعد ان کی یہ بے اوسانی استقلال سے بدل گئی اور انہوں نے نہایت جد و جہد سے دشمن کے تعاقب سے جان بچا کے ۲۹ تاریخ مختار پاشا سے آملے
مختار پاشا کی طرف سے کئی تاربرقیاں قسطنطنیہ روانہ کی گئیں کہ جہاں تک جلد ممکن ہو مدد دینی چاہیے

اپنی رعایا کو پورے حقوق بخشدیئے۔ اور مذہب کا ان میں کوئی لحاظ نہ رہا۔ ہر ایک کی ذات اور مال کی پوری حفاظت کی گئی اور وعدہ کیا گیا کہ باقاعدہ اور غیر طرفدارانہ طریقہ ٹیکس وصول کرنے کا باقاعدہ جاری کیا جائے گا اور عام طور پر رعایا کے استحکام کی صورت ہوگی۔ عدالتیں انصاف کریں گی کسی طرح کی مذہبی طرفداری نہ کی جائے گی۔ اور رنگروٹوں کی بھرتی کرنے کا نیا قاعدہ جاری ہوگا اور فوج میں ہر کو قواعد سیکھنے کی ایک خاص مدت مقرر کی جائے گی اور اسی قسم کی بہت سی اصلاحوں کا ذکر تھا۔
اس میں شک نہیں کہ یہ تجاویز نہایت اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ مگر جب کبھی سلطنت میں ایسی تجویزیں کی گئیں سلطان کے خلاف سازشوں کے جال بچھ گئے اور وہ بیچارہ قتل کر دیا گیا یا تخت سے اتار دیا گیا۔ مگر الحمد للہ کہ اس وقت تمام سرغنہ اور مفسدوں کے سردار مار ڈالے جا چکے تھے اور قسطنطنیہ میں ابتک بالکل امن تھا اس لئے ان تجاویز کو نہایت خاموشی سے سنا گیا اور کسی قسم کی مغائرت کا اظہار نہیں کیا گیا
عبدالمجید آخرکار تمام سلطنت میں عزیز ہو گئے۔ اور تمام رعایا اور افسر ان سے محبت کرنے لگے۔ یہ سلطان کی قابلیت اور خوش قسمتی تھی کہ انہوں نے بہت جلد ایسی ہر دلعزیزی پیدا کر لی۔

قسطنطنیہ سے یہ جواب آیا کہ پانچ بٹالن باطوم سے روانہ کردی گئی ہیں اور بارہ بٹالن دو توپخانوں کے ساتھ بہت جلد قسطنطنیہ سے روانہ ہوگئیں۔ مختار پاشا کی ہمت اور جوانمردی کو شاباش ہے کہ انہوں نے سولہ ہزار فوج سے ساٹھ توپوں کے ساتھ دیوبوین پشتہ کی پوری نگرانی کی چونکہ قدرتی طور پر مختار پاشا نہایت دلیر اور جری شخص تھا اسے از خود یہ یقین ہوگیا تھا کہ روسیوں کی ایک لاکھ فوج بھی مجھے اس پشتہ سے علیحدہ نہیں کرسکتی۔ فیض پاشا نہایت سنجیدہ اور تجربہ کار شخص تھا اُسے پہلے سے معلوم ہوگیا تھا کہ ارض روم خطرہ میں پڑ چکا ہے تو بھی جہاں تک اس سے ممکن ہوا اُس نے اُس کے مضبوط کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ اگر ان ترکی سپہ سالاروں کے پاس جو اول درجہ کے قابل تھے بہت سی فوجیں ہوتیں تو روسیہ کو پورا مزا چکھا دیتے۔

جب جنگی مشکلات بڑھ گئیں تو اب نامہ نگاروں کو سخت دقت ہونے لگی پہلے وہ بالکل آزاد تھے لیکن اب طرفین کے سپہ سالاران کے مصائب اور ارادہ کا کوئی انتظام نہ کرسکے۔ بہت سے نامہ نگار اپنے عہدہ سے برخاست ہوکے شہر بدر کردیئے سب سے پہلے روسی حکومت کی طرف سے ایک اعلان جاری ہوا

تخت پر بیٹھتے ہی سلطان نے اپنے قابل وزرا کے مشورہ سے ایک فرمان والیئے مصر کے پاس بھیجا کہ ہم نے تیرا قصور معاف کیا اور ہم اجازت دیتے ہیں کہ صوبہ مصر ہمیشہ تک تیری اولاد کے قبضہ میں رہیگا لیکن اس شرط پر کہ تو ہمارے فرمانبرداری اور اطاعت سے باہر قدم نہ رکھے۔

محمد علی شاہ مصر ضرور ایسے معافی نامہ اور انکی بخشش کو قبول کرلیتا مگر حبیب غازی۔ فریبی۔ احمد فیاض کپتان پاشا ترکی کا امیر البحر اپنے کل جنگی جہازوں سے محمد علی سے جا ملا اُسے بے انتہا جرأت ہوگئی اور اس نے ارادہ کرلیا کہ ایک صوبہ پر قناعت کرنے سے کیا فائدہ لگتے ہاتھ قسطنطنیہ کو بھی فتح کرلو۔ جب دول یورپ نے محمد علی کا یہ ڈھنگ دیکھا وہ بیچ میں کود پڑیں اور انہوں نے تصفیہ کردیا۔ نوجوان سلطان اس تصفیہ سے بہت خوش ہوئے مگر محمد علی نے معاہدہ کی شرطوں پر اعتراض کیا اخیر یہ تجویز ٹھہری کہ [illegible] معاہدہ پر دوبارہ غور کیا جائے چنانچہ ۵ ارجولائی ۱۸۴۰ء میں بمقام لندن معاہدہ پر دستخط ہوئے اور اس معاہدہ کی رو سے انگلستان۔ روسیہ۔ آسٹریا اور جرمنی نے ل کے والیئے مصر یعنی محمد علی کو الٹمیٹم دیدیا۔

محمد علی کی بیوقوفی تھی کہ جب اُسے شام اور مصر کی گورنری ہمیشہ کیلئے دیجاتی تھی تو اس نے کیوں انکار کردیا

کہ لندن اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار مسٹر فریڈرک بائل اس جرم میں رومینی سرحدات سے نکال دیا گیا کہ اس نے ۴ اگست ایک چٹھی شائع کی جس میں روسیوں کے مورچوں کا مفصل حال ہے اور اس چٹھی میں ہر مقام پر توہین آمیز الفاظ سے روسیوں کو یاد کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں لندن ٹائمس کا نامہ نگار کپتان نارمن جو آرمینیا میں کام کر رہا تھا ترکی سپاہ سالار نے اس پر یہ الزام قائم کر کے کہ وہ ترکی سپاہیوں کو بدنام کرتا ہے اور بیٹے سے جرائم ان کے سر چپکا کے انہیں لعنت ملامت کرتا ہے اپنی سرحد سے نکال دیا بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس نامہ نگار کے نکالے جانے کا حکم قسطنطنیہ سے آیا تھا جس کی مختار پاشا کو تعمیل کرنی پڑی۔

لندن ٹائمس کا دوسرا نامہ نگار ایشیا میں روسی فوجوں کے ساتھ اس نے اپنے اخبار میں یہ شکایت لکھی کہ روسی افسر بہت بداخلاقی سے اس سے پیش آتے ہیں اور آخر اس نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا۔ ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے اس بات کی شکایت کی کہ روسیوں کا حکم ہو گیا ہے کہ کوئی انگریزی نامہ نگار بلغاریہ کی سرحد میں قدم نہ رکھے ہاں عثمان پاشا نے تمام نامہ نگاروں کو پلونا کی جنگ دیکھنے کی آزادی سے حکم دیدیا تھا

الٹیمیٹم میں یہ تحریر تھا کہ اگر دس روز کے عرصہ میں ان شروط کو قبول نہ کرلے گا۔ اور برابر انکار کئے جائیگا تو دول یورپ پھر جبر سے اس سے دستخط کرالیں گی اور اسے مجبوراً عہدنامہ کی کل شرائط قبول کرنی پڑیں گی۔

فرانس پہلے دول یورپ کے ساتھ ہو گیا تھا لیکن معاہدہ ہونے کے درمیان میں اس نے قطع تعلق کیا۔ جب محمد علی نے دیکھا کہ دول یورپ کا مقابلہ آن پڑا ہے اور مجھ میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ میں دول یورپ کا مقابلہ کرسکوں اس لئے اس نے تمام سلطنتوں کو اطلاع دی کہ مجھے براہ راست ترکی سے معاہدہ کرلینے دو میں خود کل معاملات کا تصفیہ اپنے طور پر کرلوں گا چنانچہ دول یورپ نے اپنی مرضی ظاہر کی اور شاہ مصر نے اپنا خاص ایلچی قسطنطنیہ بھیجدیا۔

ترکی وزرا نے محمد علی کی تجاویز کو اطمینان سے نہیں دیکھا اور نہ سلطان کچھ رضامند ہوئے۔ مگر معاملہ بگڑتا ہوا نظر آیا اس لئے دول یورپ نے اعلان دیدیا کہ شام اور مصر کے بندروں کی ناکہ بندی کردی گئی ہے۔

تو بھی بعض مستعد نامہ نگار کچھ نہ کچھ کام دیئے جاتے تھے اور کم و بیش حالات سے اپنے اخباروں کے صفحے پورے کر رہے تھے۔

تیسرا باب

(محاصرہ پلونا)

یورپ میں روسی اور ترکی جنگ کے متعلق سوائے اس کے کوئی بھی نامور واقعہ نہیں ہوا کہ روسیوں کو بعض موقع پر فتح حاصل ہوئی اور ترکوں نے اپنے فنون جنگ کی قابلیت سے بعض موقعوں پر بڑی زبردست کامیابی حاصل کی گرانڈ ڈیوک نکولس صرف اس وجہ سے کہ وہ شہنشاہ روسیہ کا سگا بھائی تھا فوج کا کمانڈر انچیف بنایا گیا۔ اگرچہ بہت سے افسروں نے خاص مواقع پر اعلیٰ درجہ کی قابلیت فنون جنگ کا اظہار کیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس عظیم جنگ کے لئے کس قدر قابل ہیں مگر تو بھی انہیں شہنشاہ کے بھائی کے آگے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی ابھی تک جس قدر

۹ر ستمبر ۱۸۴۰ء ایک مشتمل بیڑا انگریزی۔ آسٹریا اور ترکی جہازوں کا بیروت پر حملہ آور ہوا۔ فوراً گولہ باری شروع ہوئی بیروت تباہ کر دیا گیا اور ساحل شام پر تینوں دولتوں کا قبضہ ہو گیا۔ مصری فوجوں کا نقصان بہت ہوا۔ ۲۷ر ستمبر سیدون فتح ہوا اور ۳ر نومبر مقام عکہ پر قبضہ ہو گیا۔ اسکندریہ کی بھی ناکہ بندی ہو گئی محمد علی کی عمر اس وقت ۷۰ سال کی تھی اب اس نے پیام صلح دیا۔ معاہدے ہونے شروع ہوئے اور ماہ جنوری ۱۸۴۱ء میں کل انتظامات ہو گئے۔ محمد علی نے تمام ترکی جنگی بیڑا جو نمک حرام ترکی امیر البحر کی وجہ سے ہاتھ لگ گیا تھا واپس دیدیا اور خاندیہ وغیرہ صوبے بھی چھوڑ دیئے۔ اب معاہدوں میں فرانس بھی شریک ہو گیا تھا۔ اس کے شریک ہونے سے ان طولانی جھگڑوں کا فیصلہ ہو گیا جو مدت سے چلے آتے تھے۔

سلطان ترکی نے ۱۳ر فروری ۱۸۴۱ء ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے محمد علی پاشا کے خاندان میں گورنری تسلیم کر لی اور یہ لکھ دیا گیا کہ سوائے تمہارے خاندان کے اور کوئی گورنر نہ بنایا جائیگا۔ اور یہ شرط قرار پائی کہ محاصل کا ایک چوتھائی روپیہ بطور خراج کے مصر ترکی سالانہ

خونخوار اور جوشیلے حملے ترکی مورچوں پر کئے گئے تھے اور جس دلیری سے ترکوں نے روسی فوجوں کے اس جوش کو اپنی تلوار کے پانی سے ٹھنڈا کیا تھا اور جس طرح روسیوں کو پے درپے ناکامیاں اٹھانی پڑی تھیں شہنشاہ روسیہ ان سب باتوں سے بخوبی واقف تھا۔ اور اُسے اس بات کی ضرورت پڑی تھی کہ جنگ کے متعلق نئی نئی تدبیریں سوچے اور نئے نئے جنگی شیر پیدا کرے اس لئے اس نے ایک ایسے سپاہی کو میدان جنگ میں بلایا کہ جو جنگ کریمیا میں کارنمایاں دکھا چکا تھا۔

سیباستوپول کی حفاظت اس یادگار زمانہ میں جنگ کریمیا کی آگ بھڑک رہی تھی جنرل ٹاڈلیبین نے نہایت خوش اسلوبی سے کی تھی جنرل موصوف بہت بڑا انجینیر تھا۔ اور تمام یورپ میں یہ بات مشہور رہے کہ ایک خاص جنگی فن کی مہارت اس سے بڑھ کے دنیا میں کسی کو بھی نہیں ہے۔ جب تین متفقہ فوجوں نے جنگ کریمیا میں جانب جنوب ایک بہت بڑے زبردست قلعہ پر حملہ کیا ہے تو جنرل ٹاڈلیبین نے اپنی غیر معمولی تیزی اور عجیب وغریب جرأت سے مٹی کے مورچے بنا کے ان پر توپخانے قائم کئے اور اس شدت سے ان تین قوتوں کا مقابلہ کیا کہ سال بھر تک اس مضبوط قلعہ پر فتح حاصل نہ ہوسکی۔

بسال ادا کرتا رہے اور ضرورت کے وقت بحری اور بری فوجوں سے ترکی کو مدد دے۔ ان کل باتوں کا فیصلہ ہوگیا کہ یکایک ۱۸۴۹ء میں ایک نیا جھگڑا روسیہ اور آسٹریا سے کھڑا ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چند امرا روسیہ سے بھاگ کے قسطنطنیہ میں آکے پناہ گیر ہوئے روسیہ اور آسٹریا نے ملکے تقاضا کیا کہ ہمیں ان پناہ گزینوں کو دیدو سلطان عبد المجید نے کہا میں ہرگز نہیں دینے کا کیونکہ ہمارے مذہب میں یہ نہیں ہے کہ کسی پناہ گزیں کو دشمن کے حوالہ کردیں ہم برباد ہونا بہتر سمجھتے ہیں۔ مگر ایسا وحشیانہ خلاف شریعۃ فعل ہم سے نہیں ہونے کا اس پر روسیہ اور آسٹریا نے جنگ کی دھمکی دی سلطان عبد المجید بھی قسمت آزمائی کرنے کے لئے تیار ہوگئے جب انگریزوں نے یہ دیکھا کہ بلا وجہ ترکی کو دبایا جاتا ہے فوراً سلطان کی مدد کے لئے تیار ہوگئے اور ایک جنگی بحری بیڑا روانہ کیا گیا یہ جنگی بیڑا سر ولیم پارکر کی ماتحتی میں ۱۳ نومبر خلیج بیسکا میں داخل ہوا اور دوسرے مہینہ دردانیال میں آگیا۔ اب روسیہ اور آسٹریا نے رنگ ہی دوسرا دیکھا فوراً جنگ کے خیال کو دماغ سے نکال دیا۔ اور پھر ترکی اور روسیہ و آسٹریا میں دوستانہ تعلقات پیدا ہوگئے۔

جب شہنشاہ روسیہ نے اس سپاہ سالار کی قابلیت فنون جنگ اور اعلیٰ درجہ کی مہارت جرات اور بے جگری کو ملاحظہ کیا تو اُسے آنکھوں پر بٹھالیا اور سمجھ لیا گیا کہ تمام سلطنت روسیہ میں اگر سپاہ سالار ہے تو جنرل ٹاڈلیبن ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ بجائے جنگ مدافعت لڑنیکے اسوقت اُسے حملہ کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا لیکن انصاف سے جانچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اُسے جنگ مدافعت لڑنے کی قابلیت تھی حملہ کرنے کی بھی ایسی ہی لیاقت رکھتا تھا۔ ستمبر کے اخیر دنوں میں جنرل ٹاڈلیبن بلغاریہ پہنچ گیا اور وہاں جاتے ہی جنرل زوتف کی جگہ شہزادہ چارلس رومانیا کے اسٹاف کا افسر بن گیا۔

پلونا پر جنگ کرنے کے لئے بعد ازاں اُسے خاص طور سے نامزد کیا گیا اور اس نے شہنشاہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ایک باقاعدہ محاصرہ کے ضرورت ہے۔ فوجی کمانوں میں فوری تبدیلیاں واقع ہوئیں جنرل بور کو جسے بلقان کی جنوبی طرف ترکوں نے بڑی بھاری شکست دی تھی اور اب تک وہ بالکل معلق تھا پلونا کے رسالے کی فوجوں کا افسر بنا دیا تھا۔ سولہواں ڈیویژن روسی فوج کا نوجوان

زار نے جب یہ دیکھا تو اس نے لڑائی کے لئے اور بہانے ڈھونڈھنے شروع کئے اور اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ وہ تمام منصوبے اور تدبیریں جو پیٹر اعظم نے سوچی تھیں عملی طور سے ظاہر کیجائیں اور وہ خواب جو ملکہ کیتھرائن ثانی نے دیکھے تھے ان کی پوری تعبیر ہو جائے۔

۱۸۴۴ء میں شہنشاہ نیکولس انگلستان گیا اور اس بات کی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح سے انگلستان کو اپنی تدبیروں میں شریک کر لیا جائے۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۳ء میں جب اُس کی انگریزی سفیر متعینہ سینٹ پیٹرسبرگ سے ملاقات ہوئی تو اس نے صاف صاف اپنا خیال ظاہر کر دیا اور کہدیا کہ اگر انگلستان ترکی کے مقابلہ میں روس کی مزاحمت نہ کرے گا تو مصر اور کریٹ انگلستان کو دیدیا جائے گا۔ خود مختار ریاستیں میری نگرانی میں رہیں گی۔ سرویا اور بلگیریہ کی موجودہ حالت برقرار رکھی جائے گی۔ روس نے سفیر کو اپنے ارادہ سے بالکل آگاہ کر دیا اور کہدیا کہ مجھے اگر خیال ہے تو اس بات کا ہے کہ اگر کوئی سلطنت بیچ میں کود پڑی تو میرے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور تمام فوجوں کو جو ہزار ہا جانیں ضائع ہونے کے بعد قسطنطنیہ تک پہنچائی ہیں واپس بلانا پڑے گا۔ میں چاہتا ہوں

اسکوبلوف کے حوالہ کردیا گیا۔ اور تیرہویں آرمی کور کی کمان سپاہ سالار ریندو کا کف اور گرکوف کے سپرد کی گئی۔ شاہزادہ امریٹس کو روسی فوج کے اسٹاف کا افسر مقرر کیا گیا۔ اور شاہزادہ کی جگہہ سپاہ سالار زہ تف مقرر کیا گیا۔ اکتوبر کے آغاز میں یہ تبدیلیاں واقع ہوگئیں چاروں طرف سے فوج کے دل بادل امنڈ رہے تھے شہنشاہ روس نے فوجوں کو جوش دلانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور جتنی تیاریاں اس سے ممکن تھیں اس نے نہایت عمدہ طور سے انجام دی تھیں۔ یہ تمام تیاری یہ تمام جوش و خروش اور تمام فنون جنگ کی قابلیتوں کا اظہار محض ایک تنہا ترکی سپاہ سالار کے مقابلہ میں کیا جاتا تھا۔ اور اس ترکی سپاہ سالار کا نام غازی عثمان پاشا تھا۔

اب کوشش یہ ہورہی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو عثمان پاشا کی مدد کے آنے کے راستے کاٹ دیئے جائیں۔ اس وقت میدان جنگ میں ایک عجیب کیفیت آرہی تھی۔ ایک طرف شاہزادہ رومانیا اپنی ہزارہا فوجوں کو سمیٹے ہوئے اور اپنی بڑی بڑی جگادری توپوں کو مورچوں پر نصب کئے ہوئے کھڑا تھا۔ دوسری طرف بلغاریہ سپاہ اپنے پھریرے اڑا رہی تھی ایک طرف تمام کوہ قافی فوجیں جنہیں روسیہ کو

کہ جس طرح ہوسکے انگلستان فرانس یا کسی دوسری سلطنت کو ترکی کی امداد سے باز رکھے جس سے ترکوں کی وہی ناگفتہ بہ حالت باقی رہے اور میں اپنے منصوبوں میں کامیاب ہوجاؤں اس نے صاف کہا۔ یا کہ میری خواہش یہ ہے کہ قسطنطنیہ کو اپنا پایۂ تخت بناؤں اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ کوئی طاقت ترکی کی حمایت نہ لے۔

روس کو لڑائی کے لئے کسی نہ کسی بہانہ کی ضرورت تھی۔ سو ان دنوں اس کی خوش نصیبی سے فلسطائن کے مقامات متبرکہ کا مسئلہ چھڑ گیا اور روس کو مفت میں دخل اندازی کا موقع مل گیا۔

فلسطائن کے متبرکہ مقامات عرصہ سے یونان اور لاطینیوں کی نگرانی میں چلے آتے تھے مگر فرانکس اول شہنشاہ فرانس کے عہد سے لاطینی شہنشاہ ان مقامات کی حفاظت کرنے لگے تھے۔ یونانیوں کو ان مقامات کی سرپرستی سے علیحدہ ہونے کا بہت بڑا افسوس تھا اور وہ بار بار باب عالی پر زور دیتے تھے اور اپنے ان حقوق کی جو ۱۸۵۲ء میں زائل کردیئے گئے تھے نگرانی کے خواہاں تھے چنانچہ سنہ ۱۸۵۲ء میں یونانیوں کے تقاضہ سے تنگ ہوکے باب عالی نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک مشترکہ کمیشن

تو بھی بعض متعدد نامہ نگار کچھ نہ کچھ کام دیئے جاتے تھے اور کم و بیش حالات سے اپنے اخباروں کے صفحے پورے کر رہے تھے۔

تیسرا باب

(محاصرہ پلونا)

یورپ میں روسی اور ترکی جنگ کے متعلق سوائے اس کے کوئی بھی نامور واقعہ نہیں ہوا کہ روسیوں کو بعض موقع پر فتح حاصل ہوئی اور ترکوں نے اپنے فنون جنگ کی قابلیت سے بعض موقعوں پر بڑی زبردست کامیابی حاصل کی گرانڈ ڈیوک نیکولس صرف اس وجہ سے کہ وہ شہنشاہ روسیہ کا سگا بھائی تھا فوج کا کمانڈر انچیف بنایا گیا۔ اگرچہ بہت سے افسروں نے خاص مواقع پر اپنی اعلیٰ درجہ کی قابلیت فنون جنگ کا اظہار کیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس عظیم جنگ کے لئے کس قدر قابل ہیں مگر تو بھی اُنہیں شہنشاہ کے بھائی کے آگے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی ابھی تک جس قدر

---

۹ ستمبر ۱۸۴۰ء ایک مشتملہ بیڑا انگریزی۔ آسٹریا اور ترکی جہازوں کا بیروت پر نمودار ہوا۔ فوراً گولہ باری شروع ہوئی بیروت تباہ کر دیا گیا اور ماہ اکتوبر اس پر تینوں دولتوں کا قبضہ ہو گیا۔ مصری فوجوں کا نقصان بہت ہوا۔ ۲۷ ستمبر سیڈن فتح ہوا اور ۳ نومبر مقام اکری قبضہ میں آ گیا۔ اسکندریہ کی بھی ناکہ بندی ہو گئی محمد علی کی عمر اس وقت ۷۰ سال کی تھی اب اس نے پیام صلح دیا۔ معاہدے ہونے شروع ہوئے اور ماہ جنوری ۱۸۴۱ء میں کل انتظامات ہو گئے۔ محمد علی نے تمام ترکی جنگی بیڑا جو نمک حرام ترکی امیر البحر کی وجہ سے ہاتھ لگ گیا تھا واپس دیدیا اور خاندیہ وغیرہ صوبے بھی چھوڑ دیئے۔ اب معاہدوں میں فرانس بھی شریک ہو گیا تھا۔ اس کے شریک ہونے سے اُن طولانی جھگڑوں کا فیصلہ ہو گیا جو مدت سے چلے آتے تھے۔

سلطان ترکی نے ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے محمد علی پاشا کے خاندان میں گورنری تسلیم کر لی اور یہ لکھ دیا گیا کہ سوائے تمہارے خاندان کے اور کوئی گورنر نہ بنایا جائیگا۔ اور یہ شرط قرار پائی کہ محاصل کا ایک چوتھائی روپیہ بطور خراج کے مصر ترکی سال

خونخوار اور پُرجوش حملے ترکی مورچوں پر کئے گئے تھے اور جس دلیری سے ترکوں نے روسی فوجوں کے اس جوش کو اپنی تلوار کے پانی سے ٹھنڈا کیا تھا اور جس طرح روسیوں کو پے در پے ناکامیاں اُٹھانی پڑی تھیں شہنشاہ روسیہ ان سب باتوں سے بخوبی واقف تھا۔ اور اُسے اس بات کی ضرورت پڑی تھی کہ جنگ کے متعلق نئی نئی تدبیریں سوچے اور نئے نئے جنگی شیر پیدا کرے اس لئے اس نے ایک ایسے سپاہی کو میدان جنگ میں بُلایا کہ جو جنگ کریمیا میں کارنمایاں دکھا چکا تھا۔

سیپاسٹوپول کی حفاظت اس یادگار زمانہ میں جبکہ جنگ کریمیا کی آگ بھڑک رہی تھی جنرل ٹاڈلیبن نے نہایت خوش اسلوبی سے کی تھی جنرل موصوف بہت بڑا انجینیر تھا۔ اور تمام یورپ میں یہ بات مشہور ہے کہ ایک خاص جنگی فن کی مہارت اس سے بڑھ کے دنیا میں کسی کو بھی نہیں ہے۔ جب تین متفقہ فوجوں نے جنگ کریمیا میں جانب جنوب ایک بہت بڑے زبردست قلعہ پر حملہ کیا ہے تو جنرل ٹاڈلیبن نے اپنی غیرمعمولی تیزی اور عجیب و غریب جرأت سے مٹی کے مورچے بنا کے اُن پر توپخانے قائم کئے اور اس شدت سے ان تین قوتوں کا مقابلہ کیا کہ سال بھر تک اس مضبوط قلعہ پر فتح حاصل نہ ہو سکی

بسال ادا کرتا رہے اور ضرورت کے وقت بحری اور برّی فوجوں سے ترکی کو مدد دے۔ ان کل باتوں کا فیصلہ ہو گیا کہ یکایک ۱۸۴۹ء میں ایک نیا جھگڑا روسیہ اور آسٹریا سے کھڑا ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چند امرا روسیہ سے بھاگ کے قسطنطنیہ میں آ کے پناہ گیر ہوئے روسیہ اور آسٹریہ نے ملکے تقاضا کیا کہ ہمیں ان پناہ گزینوں کو دیدو سلطان عبدالمجید نے کہا میں ہرگز نہیں دینے کا کیونکہ ہمارے مذہب میں یہ نہیں ہے کہ کسی پناہ گزین کو دشمن کے حوالہ کر دیں ہم برباد ہونا بہتر سمجھتے ہیں۔ مگر ایسا وحشیانہ خلاف شریعۃ فعل ہم سے نہیں ہونے کا اس پر روسیہ اور آسٹریا نے جنگ کی دھمکی دی سلطان عبدالمجید بھی قسمت آزمائی کرنے کے لئے تیار ہو گئے جب انگریزوں نے یہ دیکھا کہ بلا وجہ ترکی کو دبایا جاتا ہے فوراً سلطان کی مدد کے لئے تیار ہو گئے اور ایک جنگی بحری بیڑا روانہ کیا گیا یہ جنگی بیڑا سر ولیم پارکر کی ماتحتی میں ۱۳ ر نمبر خلیج بیسیکا میں داخل ہوا اور دوسرے مہینہ دردانیال میں آ گیا۔ اب روسیہ اور آسٹریا نے رنگ بے ڈھنگ دیکھا فوراً جنگ کے خیال کو دماغ سے نکال دیا۔ اور پھر ترکی اور روسیہ و آسٹریا میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔

جب شہنشاہ روسیہ نے اس سپاہ سالار کی قابلیت فنون جنگ اور اعلیٰ درجہ کی مہارت جرأت اور بے جگری کو ملاحظہ کیا تو اُسے آنکھوں پر بٹھالیا اور سمجھ لیا گیا کہ تمام سلطنت روسیہ میں اگر سپاہ سالار رہے تو جنرل ٹاٹولیبن ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ بجائے جنگ مدافعت لڑنیکے اسوقت اسے حملہ کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا لیکن انصاف سے جانچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اُسے جنگ مدافعت لڑنے کی قابلیت تھی حملہ کرنے کی بھی ایسی ہی لیاقت رکھتا تھا۔ ستمبر کے اخیر دنوں میں جنرل ٹاٹولیبن بلغاریہ پہنچ گیا اور وہاں جاتے ہی جنرل زوتقف کی جگہ شہزادہ چارلس رومانیا کے اسٹاف کا افسر بن گیا۔

پلونا پر جنگ کرنے کے لئے بعد ازاں اُسے خاص طور سے نامزد کیا گیا اور اس نے شہنشاہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ایک باقاعدہ محاصرہ کی ضرورت ہے۔ فوجی کمانوں میں فوری تبدیلیاں واقع ہوئیں جنرل لوز کو جسے بلقان کی جنوبی طرف ترکوں نے بڑی بھاری شکست دی تھی اور اب تک وہ بالکل معطل تھا پلونا کے رسالے کی فوجوں کا افسر بنایا گیا تھا۔ سولہواں ڈیویژن روسی فوج کا نوجوان

زار نے جب یہ دیکھا تو اس نے لڑائی کے لئے اور بہانے ڈھونڈھنے شروع کئے اور اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ وہ تمام منصوبے اور تدبیریں جو پیٹر اعظم نے سوچی تھیں عملی طور سے ظاہر کیجائیں اور وہ خواب جو ملکہ کیتھرائن ثانی نے دیکھے تھے ان کی پوری تعبیر ہو جائے۔

سنہ ۱۸۴۴ء میں شہنشاہ نیکولس انگلستان گیا اور اس بات کی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح سے انگلستان کو اپنی تدبیروں میں شریک کرلیا جائے۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۸۵۳ء میں جب اُس کی انگریزی سفیر متعینہ سینٹ پیٹرسبرگ سے ملاقات ہوئی تو اس نے صاف صاف اپنا خیال ظاہر کردیا اور کہدیا کہ اگر انگلستان ترکی کے مقابلہ میں روس کی مزاحمت نہ کرے گا تو مصر اور کریٹ انگلستان کو دیدیا جائے گا۔ خود مختار ریاستیں میری نگرانی میں رہیں گی۔ سرویا اور بلگیریہ کی موجودہ حالت برقرار رکھی جائے گی۔ روس نے سفیر کو اپنے ارادہ سے بالکل آگاہ کردیا اور کہدیا کہ مجھے اگر خیال ہے تو اس بات کا ہے کہ اگر کوئی سلطنت بیچ میں کود پڑی تو میرے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور تمام فوجوں کو جو ہزارہا جانیں ضائع ہونے کے بعد قسطنطنیہ تک پہنچائی ہیں واپس بلانا پڑے گا۔ میں چاہتا ہوں

اسکوبلوف کے حوالہ کردیا گیا۔ اور تیرہویں آرمی کور کی کمان سپاہ سالار ریندوکا کٹ اورکرگوکف
کے سپرد کی گئی۔ شاہزادہ امرنیس کو روسی فوج کے اسٹاف کا افسر مقرر کیا گیا۔ اور شاہزادہ کی جگہہ
سپاہ سالار زہ لقف مقرر کیا گیا۔ اکتوبر کے آغاز میں یہ تبدیلیاں واقع ہوگئیں چارونطرف سے فوج
کے دل بادل اسنڈ رہے تھے شہنشاہ روس نے فوجوں کو جوش دلانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا
تھا اور جتنی تیاریاں اس سے ممکن تھیں اس نے نہایت عمدہ طور سے انجام دی تھیں۔ یہ تمام تیاری
یہ تمام جوش وخروش اور تمام فنون جنگ کی قابلیتوں کا اظہار محض ایک تنہا ترکی سپاہ سالار کے
مقابلہ میں کیا جاتا تھا۔ اور اس ترکی سپاہ سالار کا نام غازی عثمان پاشا تھا۔
اب کوشش یہ ہورہی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو عثمان پاشا کی مدد کے آنے کے راستے کاٹ دیئے
جائیں۔ اس وقت میدان جنگ میں ایک عجیب کیفیت آرہی تھی۔ ایک طرف شاہزادہ روما نیا اپنی
ہزارہا فوجوں کو سمیٹے ہوئے اور اپنی بڑی بڑی جگا دری توپوں کو مورچوں پر نصب کئے ہوئے کھڑا تھا۔
دوسری طرف بلغاریہ سپاہ اپنے پھریرے اُڑا رہی تھی ایک طرف تمام کوہ قافی فوجیں جنیہ روسیہ کو

کہ جس طرح ہوسکے انگلستان فرانس یا کسی دوسری سلطنت کو ترکی کی امداد سے باز رکھے جس سے
ترکوں کی وہی ناگفتہ بہ حالت باقی رہے اور میں اپنے منصوبوں میں کامیاب ہوجاؤں اس نے
صاف کہدیا کہ میری خواہش یہ ہے کہ قسطنطنیہ کو اپنا پایۂ تخت بناؤں اور یہ اسی وقت ممکن ہوکہ
کوئی طاقت ترکی کی حمایت نہ لے۔
روس کو لڑائی کے لئے کسی نہ کسی بہانہ کی ضرورت تھی۔ سو ان دنوں اس کی خوش نصیبی سے فلسطائن
کے مقامات متبرکہ کا مسئلہ چھڑ گیا اور روس کو مفت میں دخل اندازی کا موقع مل گیا۔
فلسطائن کے متبرکہ مقامات عرصہ سے یونان اور لاطینیوں کی نگرانی میں چلے آتے تھے مگر فرانکس
اول شہنشاہِ فرانس کے عہد سے لاطینی شہنشاہ ان مقامات کی حفاظت کرنے لگے تھے۔ یونانیوں
کو ان مقامات کی سرپرستی سے علیحدہ ہونے کا بہت بڑا افسوس تھا اور وہ بار بار باب عالی پر زور
دیتے تھے اور اپنے اُن حقوق کی جو ۱۷۵۰ء میں زائل کردیئے گئے تھے نگرانی کے خواہاں تھے۔ چنانچہ
۱۸۵۰ء میں یونانیوں کے تقاضہ سے تنگ ہوکے باب عالی نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک مشترکہ کمیشن

ہمیشہ فخر رہا ہے لہرا جاتے ہوئے جھنڈے بھی تھیں۔ قلب فوج میں شہنشاہ کا باڈی گارڈ جسکو شہنشاہی فوج کے نام سے نامزد کرتے ہیں ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ غازی عثمان پاشا جنگ کے تماشا گاہ کو نہایت شوق کی نظروں سے دیکھ رہے تھے انہوں نے اپنے مورچوں کے بیچ میں ایک بلند ٹیلا بنایا تھا جس پر چڑھ کے وہ دوربین کے ذریعہ سے دور دور کی فوجوں کو دیکھ سکتے تھے روسیوں کی نقل و حرکت انہیں اچھی طرح معلوم ہو رہی تھی۔ افسروں کی تبدیلی کی خبریں دم بدم آ رہی تھیں مگر اس پر بھی وہ دلیر اور بہادر شیر مطلق ہراساں نہ ہوا تھا بلکہ الٹا اس کا جوش بڑھ رہا تھا اور وہ اس بات کے انتظار میں تھا کہ کسی صورت سے میں عثمانی خون کا نمونہ دکھا دوں اور ان افسروں کو کہ جن کا ثانی یورپ میں نہیں ہے جنگ کا ایک ایسا اچھا سبق پڑھاؤں کہ اگر میری شکست بھی ہو جائے تو یہ سبق آنکھوں پہ بٹھا لیں اور یہ سمجھ جائیں کہ عثمانیوں سے بہتر جنگی فوج دنیا کے پردہ پر نہیں ہے یہ وقت سخت آزمائش کا تھا اور بالخصوص ایسے سپاہ سالار کی آزمائش کا جس سے بدرجہا زیادہ تجربہ کار دشمن کے سپاہ سالار موجود تھے یہ وقت تھا عثمانی تلوار کی تیزی دکھانے کا اور یہ وقت تھا اس بات کے اظہار کا کہ ترک اپنی شکستہ حالت میں بھی

قائم کی جائے اور اس کمیشن کے ذریعہ سے مقامات متبرکہ کی سرپرستی کے مسئلہ کا فیصلہ کر دیا جائے۔ زار جو ایسے موقع کی تاک میں تھا فوراً یونانیوں کا طرفدار ہو گیا اور اس نے یقین کر لیا کہ یہی مسئلہ لڑائی کے لئے پیش ہو گا جب روس یونانیوں کا طرفدار ہو گیا تو فرانس نے سنہ ۱۸۱۲ء کی حکمت عملی کو ملحوظ رکھ کے جس میں دولت فرانس نے ایک ہنگامہ کے موقع پر شمالی مقامات متبرکہ کی حفاظت کا دعویٰ کیا تھا روس کے مقابلہ پر لاطینیوں کی حمایت اختیار کر لی اب یہ دونوں سلطنتیں اس بات کی کوشش کرنے لگیں کہ سلطان ہمارے موافق فیصلہ کر دیں۔ ۹ مارچ سنہ ۱۸۵۲ء کو سلطان نے ایک فرمان جاری کیا جس میں یونانیوں کے وہ حقوق جو ان کو پہلے حاصل تھے قائم رکھے گئے۔ فرمان میں تحریر کر دیا گیا کہ لاطینیوں کو سوائے ان مقامات متبرکہ کے جس پر وہ قابض ہیں دوسرے خاص مقامات کی سرپرستی پر اصرار کرنا بے بنیاد ہے۔ یہ ایک نہایت مسرت انگیز فیصلہ تھا۔ مگر روس یہ کچھ اور سوچ رہا تھا اور جب اس کے مطالبات پورے نہ ہوئے تو وہ پہلے سے زیادہ کبیدہ خاطر ہو گیا۔ سلطان نے یونانیوں کے خلاف بیت المقدس اور دیگر مقامات کی کنجیاں لاطینیوں کے حوالے کر دیں اور ان کو حکم دے دیا کہ

اپنے دشمن کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ وقت تھا اس بات کے اظہار کا کہ اگر ترکی افسر ایمانداری سے جنگ کریں تو ان سے بہتر لڑنے والا یورپ میں مشکل سے نکلے یہ وقت تھا اس بات کے دکھانے کا کہ ترکوں میں فنون جنگ کی قابلیت کہاں تک ہے اور ان کے فوجی افسر ایسے موقع پر جبکہ دشمن کی تعداد آٹھ گنی اور دس گنی تک پہنچ جائے کیا کارنمایاں کر سکتے ہیں۔

وہ سامان رسد اور بار برداری جو عثمان پاشا کی امداد کے لئے فوج بدرقہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا بڑی ترکیب سے روسیوں کی زد سے بچکے نکل گیا اس کے بچ جانے کا روسیوں کو بڑا خیال ہو رہا تھا۔ کرہی تف اس وقت فوجوں کی کمان کر رہا تھا۔ یہ افسر ہمیشہ پیادہ فوج کی کمان کرتا رہا تھا اس سبب سے اُسے رسالہ کی افسری کی قابلیت نہ تھی۔ راستے کی نگرانی کے لئے روسیوں نے اس افسر کو مقرر کیا تھا اور پھر بھی اس سے سامان باربرداری اور رسد نہ رُک سکا مگر رومینیا والوں نے روسیوں کی نسبت زیادہ پھرتی اور شجاعت سے کام کیا کیونکہ ۲۱ ستمبر کو اس ریاست کی فوج نے ترکوں کے اسّی چھکڑے گرفتار کر لئے اور اسی وقت نہایت ہی جوش اور جرأت سے

جس طرح پہلے ان کی سرپرستی میں مقامات متبرکہ کا انتظام تھا اب بھی رکھا جاتا ہے۔

عبدالحمید کی کوشش دونوں گروہ کے خوش کرنے کے لئے اگرچہ اعلیٰ درجہ کی باثر اور عمدہ تھی لیکن کامیاب نہ ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ صرف لاطینی گروہ مطمئن کر دیا گیا اور اس سے اس قدر جوش پھیلا اور شہنشاہ روسیہ اس قدر غصہ ہوا کہ اس نے فوراً دو بڑی بڑی فوجیں جنوبی ریاستوں کی طرف روانہ کر دیں تاکہ ترکوں پر پورا زور پڑے اور وہ دھمکی میں آ جائیں اور اسی اثنا میں شاہزادہ منشی کف کو خاص سفیر بنا کے قسطنطنیہ روانہ کیا اور اسے ہدایت کر دی کہ ہر ایک معاملہ کا انقطاعی فیصلہ کرے اس سفیر نے آتے ہی مقامات مقدسہ کے قبضہ کی بابت جھگڑا چھیڑ دیا اور ترکوں کو اب یقین ہو گیا کہ شہنشاہ روسیہ کی سوائے اس کے اور کوئی آرزو نہیں کہ مقامات مقدسہ پر اپنا قابو کر لے سلطان نے ایسی کسی درخواست کو منظور نہیں کیا پھر کیا تھا روسیوں میں ترکوں کے خلاف ایک جوش پھیل گیا اور یہ جوش حد سے زیادہ جوش تھا جسے کوئی ٹھنڈا نہیں کر سکتا تھا۔

اس روسی سفیر نے باب عالی کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا کہ جب تک تمام ترکی مسیحی رعایا کی

گریویکا پشتہ کی طرف رومانی فوج بڑھی چلی گئی - ۱۹ اکتوبر کو بڑا بھاری حملہ ہوا اور ۱۰ منٹ میں اس پشتے کو فتح کر لیا مگر ترکوں نے پھر سمٹ کے حملہ کیا اور رومانیوں کو ایک نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیا۔

روسیہ اور ریاستہائے بلقان کی فوجیں عثمان پاشا کے نام سے کانپی جاتی تھیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جو کچھ قابلیت عثمان پاشا نے مختلف جنگوں میں ظاہر کی اسکی تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں - عثمان پاشا کا صبر اور استقلال ایسی حالتوں میں دیکھا گیا ہے جو انتہا درجہ خوفناک اور پریشان کُن تھیں غازی موصوف نے نہ کبھی پریشان گفتگو کی اور نہ کبھی پریشان لفظ کہا نہ کسی کام میں جلدی کی حالانکہ روسی فوجوں کے دل بادل چاروں طرف سے اُمنڈ رہے تھے مگر عثمان پاشا اپنے اسی استقلال پر قائم تھے اور جب کبھی اس خطرناک حالت میں کسی انگریزی اخبار کے نامہ نگار سے ان کی گفتگو ہوتی ہے وہ ہر ایک بات کا ہنسکے جواب دیتے رہے - اور یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ لوگ ان کے معمولی حکم کی تعمیل اس جوش و خروش اور بہادری سے کرتے تھے

سرپرستی روسی شہنشاہ کے سپرد نہ کی جائے گی یہ معاملہ کسی طرح بھی طے نہیں ہو سکتا -

اخیر سلطانی وزراء باب عالی میں جمع ہوئے اس وقت فرانسیسی اور انگریزی سفیر بھی موجود تھے ترکی وزرا نے صاف طور پر انکار کر دیا کہ ہم ایسی درخواست کو نہیں مانتے - فرانس اور انگلستان کے سفیروں نے ان کی تائید کی اخیر ۲۱ تاریخ شاہزادہ منشی کف مایوس ہو کے قسطنطنیہ سے روانہ ہو گیا -

جب اس انقطاعی انکار کی خبر شہنشاہ روسیہ کو پہنچی اس نے بتاریخ ۲ جولائی اپنی فوجوں کو پیرس سے عبور کرنے کا حکم دیا - یہ پیرس ایک سرحدی دریا تھا جس کو ترکی اور روسی سرحدات کا حدِّ فاصل سمجھنا چاہئے -

شہنشاہ روسیہ نے اپنی فوجوں کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ڈینیوب کی کل ریاستوں پر قبضہ کر لیا جائے دوسرے دن شہنشاہ نے ایک اعلان جاری کیا کہ فوجوں کی نقل و حرکت سے میرا منشاء جنگ کا نہیں ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ روسیوں کے حقوق کی حفاظت ہو اور ان میں کسی قسم کا زوال نہو -

کہ مخالفوں کو بھی مزا آجاتا تھا۔ عثمان پاشا کی نسبت مختلف افواہیں اُڑ رہی تھیں بعض یہ کہتے تھے کہ یہ مارشل بنیر اُٹن ہیں جس نے مقام مَس کو فتح کیا تھا بعض یہ کہتے تھے کہ یہ امریکہ کا مشہور و معروف سپاہ سالار ہے جس کا ثانی اس وقت یورپ میں نہیں مل سکتا مگر یہ ساری افواہیں محض بے بنیاد اور لغو تھیں۔ غازی عثمان پاشا ۱۸۳۲ء ایشیائے کوچک میں پیدا ہوئے اور انہوں نے قسطنطنیہ کے مدرسہ حربیہ میں تعلیم پائی غازی موصوف کبھی یورپ نہیں گئے مگر یورپین ترکی کا اکثر دورہ کرتے رہے آپ کچھ کچھ فرانسیسی بولتے تھے اُن کا قد لمبا اور بدن چھریرہ تھا اور اسوقت موقعہ جنگ پر ان کی صحت بھی اچھی نہیں تھی مگر اس خراب صحت پر بھی آپ نے اپنے جنگی فرائض کی عمدگی سے تکمیل کی کہ تمام یورپ کو ششدر کر دیا جس مقام پر آپ جنگ مدافعت لڑ رہے تھے ڈیلی ٹیلیگراف کی رائے کے موافق ایسا مقام تمام دنیا میں نہیں ہے نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس مقام کے اردگرد ایک کھائی تھی جو دلدل سے بھری ہوئی تھی اور یہ دلدل دریائے وڈ کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی اس میں ایک مسجد تھی ایک بڑا گرجا ایک قید خانہ اور ایک سرائے۔ یہ مقام

تمام سال ۱۸۵۳ء طرفین کے معاملات نہایت سستی سے انجام پاتے رہے تو بھی یہ بات عام طور پر سمجھ لی گئی کہ جنگ نہیں ٹلتی۔

جب شہنشاہ روسیہ نے دیکھا کہ اتنی زبردست دھمکی سے بھی ترک نہیں مانتے اور حسب دلخواہ فیصلہ نہیں ہوتا تو اس نے والاشیا کی ریاست کو یہ لکھ کے بھیجا کہ ترکی کے ساتھ تمہارے تعلقات قطع ہو گئے ہیں اور جو سالانہ خراج ترکی بھیجتی تھے وہ روسی گورنمنٹ کے حوالہ کرو اور یہ سمجھ لو کہ جب تک متنازعہ فیہ معاملات کا فیصلہ نہ ہو جائے ترکوں کی افسری تم پر قائم نہیں ہے۔

ترکوں نے روسیہ کے اس اشتہار کو اعلان جنگ سمجھا تمام ترک جوش میں آ گئے اور غل مچا کے کہنے لگے "جنگ جنگ جنگ" ترکوں کا جوش روکنا سب سے زیادہ مشکل تھا ہر ایک ترکی بچہ بچہ جنگ جنگ پکار رہا تھا لیکن مغربی دولتیں اس بات کی کوشش کر رہی تھیں کہ جہاں تک ممکن ہو یہ جنگ ٹل جائے اور معاملات کا تصفیہ ہو جائے اخیر فرانس۔ انگلستان۔ آسٹریا اور جرمنی کے وکلاء وائنا میں جمع ہوئے اور اس بات کا مشورہ کیا کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو

کچھہ زیادہ مشہور نہیں تھا آدمیوں کی بہی اس میں بہت کم آبادی تہی اب عثمان پاشا کی وجہ سے اس مقام کا اتنا بڑا نام ہوگیا کہ تمام دنیا کی نظریں اس پر پڑرہی تہیں اور عام طور سے خیال تہا کہ ایک ہی حملہ میں روسی اسے فتح کرلیں گے اس وقت یہ غیر مشہور مقام روسیوں اور ترکوں کا رزمگاہ بنا ہوا تہا فی الحال کوئی صورت اس مقام کے بچاؤ کی نہ تہی اور تمام سپاہ سالاروں نے متفق اللفظ یہ کہدیا تھا کہ یہ مقام ایسا مضبوط نہیں ہو کہ چند روز بہی ترک یہاں قدم جما کے لڑسکیں گے مگر عثمان پاشا نے اس مقام کو ایسا مضبوط کیا کہ تمام یورپ کے سپاہ سالاروں کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ گئیں قلعہ پر قلعہ تعمیر کئے گئے مورچے بنائے گئے ان پر توپیں نصب کی گئیں اور یہ سارے مورچے اور قلعے مٹی کے تہے۔ جب عثمان پاشا کی قابلیت فنون جنگ اور جرأت نے یہ رنگ پیدا کردیا تو اب اس بات کا خیال ہونے لگا کہ اس مقام کا فتح کرلینا ہنسی کا نوالہ نہیں ہے۔

سنہ ۱۸۷۰ء و ۱۸۷۱ء میں پیرس کا جو جرمنیوں نے محاصرہ کیا ہے تو یہاں علاوہ مسلح باشندوں کے کثیر تعداد فرانسیسوں کی فوج کی موجود تہی اس سبب سے جرمنی کامیاب نہ ہوئے اس لوہے کے دائرہ کو جو محصورین نے

جس سے جنگ نہ ہوا انہوں نے ایک مسوّدہ کی ترتیب دی جس میں سلطان پر زور ڈالا کہ وہ اپنے مسیحی رعایا کے حقوق بحال رکھیں اور جس طرح سے رومانی پادریوں کی تشفی کردی ہے اس صورت روسی مطالبات کو پورا کردیں۔

۱۰ اگست کو یہ مسودہ شہنشاہ روسیہ کے پاس پہنچا اس نے اسکی ساری باتیں قبول کرلیں لیکن اسی مہینے کی ۱۹ تاریخ سلطان المعظم نے یورپی دول کو یہ لکھا کہ جب تک کامل طور پر شرطیں نہ معلوم ہوجائیں گی کہ روس کے مطالبات کس صورت سے پورے کئے جائیں گے میں اس مسودہ کو نہیں مانتا۔ سلطان کا یہ فرمان دیکھہ کے ۷ ستمبر شہنشاہ روس نے یہ لکھدیا کہ جو مطالبات میرے خاص سفیر نے پیش کئے ہیں وہ ماننے پڑینگے۔ اور اپنے سفیر متعینہ قسطنطینیہ کو یہ لکھ کے بہیجا کہ تو اس بات کے لئے سلطان کو زور دے کہ وانا کے مسودہ کی جس قدر شرطیں ہیں سب تسلیم کرلیں۔ دقت ساری یہ تہی کہ اگر خود سلطان عبد المجید ان کل شرطوں کو قبول بہی کرلیتے جب بہی ان کے جنگی افسر اور رعایا ہرگز تسلیم نہ کرتی۔ کیونکہ سب اس بات پر زور دے رہے تہے کہ روسیہ سے جنگ کرنی چاہئے۔

قائم کیا تھا توڑ نہ سکے مگر یہاں بات دوسری تھی عثمان پاشا کے پاس فوج بہت کم اور سامان رسد بھی بہت ہی قلیل تھا اس پر بھی اس کثیر تعداد فوج کو کامیابی نہ ہوئی۔
پلونا پر حملہ کرنے کے لئے شہنشاہ روسیہ نے ۲۴؍ اگست مقام گورگی اسٹڈن کو اپنا لشکر گاہ بنایا یہ مقام بلغاریہ کی سرحد تھا۔ لندن ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ روسیوں کے اس لشکر گاہ میں ایک گرجا بنا ہوا تھا اور اس مقام کی صورت نصف دائرہ کی سی واقع ہوئی تھی اس کی شمالی ڈھلوان زمین پر ترکی مکانات بنے ہوئے تھے مگر اس وقت سب ویران تھے کیونکہ روسیوں کے آتے ہی ترک مکان خالی کر کے چلدیئے تھے۔ اس کے وسط میں ایک وسیع عمارت تھی جس کو روسی فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور یہ مکان بلغاریہ کے ایک سوداگر کا تھا جو صرف ترکوں کا دوست ہی نہ تھا بلکہ وہ پوشیدہ مسلمان بھی ہو گیا تھا جب ترکی لوگ بھاگے ہیں تو یہ بلغاری سوداگر بھی ان کے ساتھ چلا گیا تھا اور اب اس وقت شہنشاہ روسیہ اس مکان میں قیام پذیر ہوا تھا اس مکان کے گرد کچھ خیمے نصب کر دیئے گئے تھے جہاں

اب ترکی میں فوج کی تیاری ہونے لگی اور بہت بھرتی سے بمقام وارنا فوجیں روانہ کی گئیں روسیوں کی بھی امدادی فوجیں برابر چلی آ رہی تھیں یہاں تک کہ ۱۴؍ ستمبر کو دو انگریزی اور دو فرانسیسی جہاز دردانیال میں داخل ہوئے۔
۵؍ اکتوبر کو باب عالی کی طرف سے ایک اعلان جاری ہوا کہ اگر پندرہ دن کے عرصہ میں روسیہ نے بلقانی ریاستوں کو خالی نہ کر دیا تو اسے زبردستی نکال دیا جائے گا۔ روس نے اس اعلان کو نامنظور کیا اور کہہ دیا کہ ہم ہرگز خالی نہیں کرنے کے چنانچہ یکم نومبر کو باقاعدہ اعلان جنگ ہو گیا۔ بتاریخ ۲؍ نومبر انگریزی اور فرانسیسی جنگی جہازوں کے بیڑے باسفورس میں داخل ہوئے اور فوراً روسیوں اور ترکوں میں جنگ شروع ہو گئی۔
بمقام الٹینسزا روسیوں کو بڑی بھاری شکست ہوئی لیکن ایشیا میں ترکوں نے روسیوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں کی۔ اسی مہینہ کی بیسویں تاریخ ترکی جنگی بیڑہ کو ایک سخت حادثہ پیش آیا جو بحر اسود میں بندرگاہ سینوب پر پڑا ہوا تھا اس پر ایک روسی جنگی بیڑہ نے حملہ کیا تو ترکی

روسیہ کے فوجی افسروں نے قیام کیا تھا جن لوگوں نے ڈیروں میں رہنا پسند نہیں کیا وہ ترکوں کے خالی گہروں میں آکے آباد ہوگئے۔ کچہہ دور جانب غرب ایک بڑی ڈہلوان زمین پر ایک فوج قایم کی گئی تہی اور یہ فوج شہنشاہی فوج کے ساتھ نامزد تہی اور اس میں نصف کمپنی لائف گارڈ کی تہی اس کے مقابلہ میں فوج کا لشکر گاہ تھا۔ سپاہ سالار کا خیمہ وسط میں نصب کیا گیا تھا جو بہت دور سے بآسانی پہچانا جاتا تھا۔ دن کو بہی اچہی طرح تمیز کیا جاسکتا تھا کیونکہ ایک بہت بڑا جھنڈا اُڑ رہا تھا اور شب کو دو بڑی بڑی قندیلیں اس بات کی شہادت دیتی تہیں کہ یہ سپاہ سالار کا خیمہ ہے۔

دروازہ پر ایک گاڑی میدان جنگ کی تاربرقی کی کھڑی ہوئی تہی جس میں تمام تارگھر کا سامان بھرا ہوا تھا خود شہنشاہ روسیہ نہایت چابکدستی سے کام کر رہا تھا۔ علی الصباح اُٹھتا اور کل معاملات صُبح صُبح طے کر دیتا۔ دوپہر کو کم سے کم پچاس افسر اس کے خیمہ میں جمع ہوتے اور ان سے مشورہ کیا جاتا جب یہ تمام اعلیٰ افسر جمع ہوجاتے تہے تو شہنشاہ اپنے ڈیرہ میں آتا اور سب کو سلام کرکے بیٹھ جاتا

جنگی بیڑہ میں صرف تین چہوٹے چہوٹے جہاز اور دو کشتیاں تھیں مگر روسی بیڑہ میں چھ بڑے بڑے جہاز اور بہت سے چہوٹے چہوٹے جہازات تہے جنگ ہوئی اور ترکی بیڑہ بالکل برباد کر دیا گیا۔ صرف ایک جہاز بچا تھا جس نے قسطنطنیہ جاکے اس جانکاہ حادثہ کی خبر دی اس حادثہ کی خبر سُن کے تمام قسطنطنیہ میں ہلچل مچ گئی اور یہ واقعی ایک بہت بڑا جھٹکا ترکوں کو جہازوں کی بربادی سے پہنچا۔ باب عالی نے دول یورپ کے متفقہ جنگی بیڑہ سے التجا کی کہ میری مدد کریں چنانچہ ۴ر جنوری ۱۸۵۴ء میں دول یورپ کا مشتملہ بیڑہ بحر اسود میں داخل ہوا اگر ۱۲ر مارچ تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی اخیر برٹن اعظم فرانس اور ترکی میں ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے اور جب معاہدہ کی پوری ترتیب ہوگئی فوراً فرانس اور برٹن اعظم کی طرف سے روس کو اعلان جنگ دیدیا گیا۔ اعلان جنگ دیتے ہی ۲۷ر ۲۸ر مارچ کو ان دونوں یورپی دولتوں کی متعدد فوجیں گیلی پولی کی طرف روانہ ہوئیں اس اعلان جنگ سے کچہہ روز پہلے روسی ڈینیوب کو عبور کرکے ڈوبرگشا میں آگئے تہے اور یہاں سے ترکوں نے انہیں پے درپے شکست دیکے بالکل مار کے نکال دیا تھا۔ روسی ترکوں سے شکست

اس وقت میز پر مختصر سا کھانا ہی چنا جاتا تھا جو شہنشاہ اپنے افسروں کے ساتھ کھاتا تھا کھانا کھانے کے بعد کل معاملات پر گفتگو ہوتی اور جب سارے معاملات طے پا چکتے تو شہنشاہ خواہ اپنے افسروں کو رخصت کر دیتا یا خود نکل کے چلا جاتا تھا۔ پھر چھ بجے شام کو میز پر کھانا چنا جاتا تھا اور ایک گھنٹہ کامل کھانا کھانے میں صرف ہوتا تھا۔ ۹ بجے پھر چار پیتا اور دس بجے یا ساڑھے دس بجے سونے کو چلا جاتا۔

نووی ورمیہ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ شہنشاہ کتنے کتنے بڑے کام انجام دیتا تھا تمام تاربرقیوں کا جواب خود دیتا تھا کل تاربرقیاں جو شب کو جمع ہوتی تھیں وہ صبح کو اُس کے سامنے پیش کی جاتی تھیں اور وہ بطور خود سب کے جواب لکھتا دیتا تھا۔ نووی ورمیہ وہ اخبار ہے جو خاص سینٹ پیٹرسبرگ میں شائع ہوتا ہے اور جسے نیم سرکاری اخبار سے پکارتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ دن اور رات میں صرف چند گھنٹے شہنشاہ سوتا تھا اور باقی اس کا کل وقت انتظام جنگی میں صرف ہوتا تھا۔ فرصت کے وقت شہنشاہ تن تنہا مریضوں اور مجروحین کی عیادت کو ہسپتال میں جاتا تھا

کھا کے موسم خزاں سے پہلے پہلے اپنے مقام پر واپس چلے آئے تھے۔

ترک اپنا پورا کام تمام کر چکے تھے یعنی روسیوں کو ڈینیوبی ریاستوں سے بالکل مار کے نکال دیا تھا اور اب کچھ جھگڑہ کی بات نہ رہی تھی مگر انگلستان خوں آلود نظروں سے روسیہ کی اُس حوصلہ کی طرف دیکھ رہا تھا جو وہ ابتدا میں ظاہر کر چکا تھا اور وہ ارادہ یہ تھا کہ نکولس قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اسی طرح فرانس کو غصہ آ رہا تھا کہ روسیہ کے یہ ارادے کس قدر خطرناک ہیں دونوں دولتوں میں اس بات کا فیصلہ ہو گیا تھا کہ اگر یورپی جنگ چھڑ جائے تو ہم دونوں مل کے روسیہ سے جنگ کریں گے۔

ان یورپی دولتوں نے اس میں شبہہ نہیں کہ امن قایم کرنے کی بہتیری کوشش کی تھی لیکن جب روسیہ نہ مانا تو مجبوراً انہوں نے اس بات کا باہم فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو ترکی سلطنت کی حفاظت کی جائے اور روسیہ کے مقابل میں ترکوں کو مدد دینی چاہئے اسی نظر سے بماہ مارچ ۱۸۵۴ء میں ان دونوں دولتوں نے روسیوں کو اعلان جنگ دیدیا۔

اسی اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ بعض وقت مجروحین کو دیکھ کے شہنشاہ رونے لگتا تھا اور ہرچند اس بات کی کوشش کرتا تھا کہ اس کے آنسو نہ نکلیں لیکن تو بھی آنسوؤں کی قطار اُس کی آنکھوں سے جاری ہو جاتی تھی شہنشاہ روسیہ نے کبھی ایسی شفقت اور مہربانی نہ کی جیسی وہ اسوقت کر رہا تھا۔ شہنشاہ کے اخلاق کا اثر تھا کہ تمام سپاہ اس پر جان قربان کرنے کو مستعد ہو گئی تھی اور جتنک سلطنت روسیہ اور اس کے آدمی قائم ہیں سکندر ثانی یعنی شہنشاہ روسیہ کے اخلاق کی یاد اُن کے دلوں سے نہیں مٹ سکتی وہ اکثر اوقات اپنے ہاتھ سے مجروحین کو کھانا کھلاتا تھا اور کچھ تحفے تحایف دیکے ان کا دل خوش کر دیتا تھا اور ان سے بڑی انسانیت اور لجاجت سے پوچھتا تھا کہ آپ میں سے کوئی سگرٹ یا چرٹ پیتا ہے تو وہ میں حاضر کروں اور اگر پڑھنے کی قوت رکھتا ہے تو اخبارات حاضر کروں اور تحفہ دیتے وقت یہ الفاظ زبان پر لایا کرتا تھا کہ شہنشاہ بیگم نے آپ کو یہ تحفے بھیجے ہیں اور آپ کی خیریت مزاج دریافت کی ہے اور امید ہے کہ آپ تحفے قبول کر لیں گے۔ سپاہی تحفہ لیتے وقت شہنشاہ کا ہاتھ چومتے تھے شہنشاہ اُن کے

انگلستان کو برسوں سے کسی لڑائی کا سامنا نہیں ہوا تھا اور وہ بالکل امن کی زندگی بسر کر رہا تھا اس وقت اس کے پاس نہ بحری سامان تھا نہ بری سامان ایسی بڑی جنگ کے واسطے کفایت کر سکتا تھا مگر پھر بھی جب روسیوں کو اعلان جنگ دیدیا گیا تو فرانس اور انگلستان نے اپنی فوج کی نقل و حرکت شروع کی اور ہر دو سلطنتوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ جنگی بیڑہ بالٹک اور بحر اسود کی طرف روانہ کر دیئے جائیں اور دونوں سلطنتیں اپنی اپنی فوجیں ترکی سلطنت کی امداد کے واسطے بھیج دیں۔

۱۸۵۴ء کے آغاز میں فوجی نقل و حرکت شروع ہوگئی۔ انگلستان کے پاس علاوہ اُن فوجوں کے جو جنگی چوکیوں کی حفاظت کے واسطے متعین تھیں۔ ایک سو رجمنٹیں پیادہ فوج برگیڈ کی ۵ لوکل کور ۲۳ رجمنٹیں رسالہ کی ڈریگون گارڈ کی ۷ رجمنٹیں ہوا توپخانے۔ ڈریگون کی ۲۳ رجمنٹیں۔ ہارلینرز میں ہارکا روس دو رجمنٹ الف گارڈ کی کل ۱۰۵۰۰ جنگجو آدمیوں کی جمعیت تھی۔

دو رجمنٹیں میدان جنگ میں شریک ہوئیں ان میں سے گرینیڈیرس گولا اسٹریم گارڈ فیوز ملیرس

سر پر اس طرح ہاتھ پھیرتا تھا جس طرح مہربان باپ اپنے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے غرض شہنشاہ کی ان غیر معمولی مہربانیوں نے روسی فوجوں میں ایک عجیب غریب جوش پیدا کر دیا تھا۔

معاملات جنگ کی حالت جوں جوں نازک ہوتی گئی روسی خیالات انگریزوں سے برگشتہ ہونے گئے ایک روسی اعلیٰ افسر نے سینٹ پیٹرسبرگ میں لندن ٹائمس کے نامہ نگار سے کہا کہ ہم جس طرح ترکی سے لڑ رہے ہیں اسی طرح انگلستان سے جنگ کر رہے ہیں۔ انگلستان ترکی کو روپیہ ہتھیار اور افسروں سے مدد دے رہا ہے اور یقینی طور پر ایک خاص سپاہ سالار ہے جو سلطانوں کے لباس میں روسیوں سے لڑ رہا ہے اور وہ قوم کا انگریز ہے۔ اگرچہ یہ خیالات محض لغو اور مہمل تھے کیونکہ کوئی انگریزی سپاہ سالار ترکوں کی طرف سے لڑنے نہیں آیا تھا مگر ان خیالات کے پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ روسی ترکوں کو بالکل کمزور اور ایک ذلیل قوم سمجھتے تھے مگر جب دو دو ہاتھ کرنے کا موقع ہوا تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ سمجھ گئے کہ ضرور کوئی دوسری سلطنت انہیں مدد دے رہی ہے اسی قسم کے خیالات روسی اخباروں میں بھی ظاہر کئے گئے کیونکہ جب

اور رائفلس کی ایک لاکھ پچاس ہزار (پیادوں) کی تعداد تھی۔

۱۸۵۳ء میں ایک لاکھ آدمیوں کی جمعیت کا اندازہ کر لیا گیا تھا مگر لڑائی شروع ہونے سے پہلے دس پندرہ ہزار سپاہی اور چار ہزار چھ سو کمیشنڈ افسر ایک لاکھ ۲۳ ہزار نان کمیشنڈ افسر سپاہیوں کی تعداد اور بڑھ گئی۔ یہ تمام فوجیں لارڈ رگلن کی ماتحتی میں روانہ کی گئیں اور بڑے بڑے نامور سپاہ سالار اور افسر منتخب کر کے لڑائی کے لئے بھیجے گئے۔

مختلف رجمنٹوں کی روانگی سے انگلستان میں ایک عجیب ہل چل مچ رہی تھی نئی نسلیں جنہوں نے کبھی لڑائی کا نام بھی نہ سنا تھا ایسی جنگی تیاریوں اور فوجی نقل و حرکت سے سخت پریشان تھیں۔ دو مہینے تک رسالوں کی روانگی ملتوی رہی کیونکہ ابھی یہ بات طے نہ ہوئی تھی کہ رسالے فرانس میں ہو کے جائیں یا جبرالٹر کی طرف سے روانہ ہوں گے۔

سب سے پہلے فیوزیلیرس روانہ کی گئی۔ سپاہیوں کو اس بات کی مطلق خبر نہ تھی کہ لڑائی کے واسطے ہم کہاں بھیجے جا رہے ہیں اور یہ لڑائی کیوں ہوتی ہے۔ اس لئے وہ نہایت تعجب سے لندن کی سڑکوں پر

شہنشاہ روس کی خاص سپاہ کو مقام زنوبن پر شکست ملی اور مختار پاشا نے مار کے ٹکڑے اڑا دیے تو ماسکو گزٹ نے لکھا تھا کہ یہ انگریزی سپاہ تھی جو ترکوں کا لباس پہنے ہوئے تھی حالانکہ یہ محض غلط اور بالکل غلط ہے روسیوں نے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ بہت سے انگریزی امیر بحر ترکی جہازوں پر کام کر رہے ہیں اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ کستن جی کی بندرگاہ پر انگریزوں کا جنگی بیڑہ پڑا ہوا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو ترکوں کی مدد کرے۔ طولنس میں یہ بھی مشہور کیا گیا تھا کہ ساری کارروائی مسٹر ریچرڈ ووڈ کی ہے جو انگلستان کے وکیل ہیں اور وہ لوگوں کو آمادہ کر رہے ہیں کہ سونا گھوڑا۔ خچر اور غلہ قسطنطنیہ بھیجا جائے۔ ان کہانیوں نے خواہ وہ سچی ہوں یا جھوٹی تمام روسیہ میں انگلستان کے خلاف ایک جوش پھیلا دیا تھا اس سرے سے اس سرے تک روسیہ میں ایک آگ لگ گئی تمام روسی خون آلودہ نظروں سے انگلستان کی طرف دیکھنے لگے۔
اس وقت بلقانی ریاستوں میں روسی انتظام درست نہیں تھا رومانیا اور بلغاریہ کے رستے اس قدر خراب ہو گئے تھے کہ چلنا دشوار تھا اور روسیہ نے کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ ہر مقام

گزر رہے تھے۔ انگریزی باجہ کی وہ صدائیں جو پلونا میں گونج رہی تھیں سپاہیوں کے انتشار میں کوئی کمی نہ کر سکی تھیں۔ سپاہیوں کو لڑائی کی اصلیت سے بالکل خبر نہ تھی صرف وہ یہ جانتے تھے کہ روس کی اس لئے مزاحمت کی جا رہی ہو کہ وہ سلطان ترکی سے برابر تاؤ کر رہا ہے۔
جب تمام پہلو پر غور کر لیا گیا تو اب ایک دم سے فوجوں کی روانگی شروع ہو گئی۔ افسروں نے سپاہیوں میں اس قدر جوش پھیلا دیا کہ وہ بالکل اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جہاں اور جس سے ان کا مقابلہ ہو گا وہ جی توڑ کے لڑیں گے اور اپنے ملک اور قوم کے نام کو ہمیشہ کیواسطے زندہ رکھیں گے۔
ساؤتھ ہمٹن کی طرف سے فوجوں کی روانگی شروع ہوئی کیونکہ انگلینڈ کا یہ بندرگاہ فوجی روانگی کے واسطے نہایت مناسب سمجھا گیا تھا۔ ساؤتھ ہمٹن۔ کارک۔ لورپول۔ پلی ماؤتھ اور پورٹس ماؤتھ بندرگاہوں سے فوجوں پر فوجیں بھیجی جا رہی تھیں پنیسلر اینڈ ارنٹل کمپنی اور دوسری کمپنیوں سے گورنمنٹ نے کشتیاں کرایہ پر لے لی تھیں اور نہایت سرگرمی سے فوجی روانگی عمل میں آ رہی تھی۔

سیم پنیز اکی بھی یہی کیفیت تھی شاہراہیں ٹوٹ گئی تھیں ان میں گڑھے پڑ گئے تھے یہاں تک کہ سواری تو سواری پیدل آدمی بھی نہ چل سکتے تھے۔ چونکہ بارش کثرت سے ہوئی تھی اس وجہ سے سڑکوں اور شاہراہوں کے گڑھے مثل تالاب کے ہوگئے تھے۔ وہ سڑک جو سنٹ ہو اسے بلونا کینطر جاتی تھی مینھ کی وجہ سے بہت خراب ہوگئی تھی مگر جب سپاہ سالار مارشل سینٹ ارنو لیبین پہنچا ہے تو ان راستوں کی کسی قدر مرمت کی گئی باقاعدہ سڑکیں بنائی گئیں اور ڈینیوب پر پیپوں کے پل تیار کئے گئے لیکن بلغاری اطراف کے راستے دلدل سے ناقابل گزر تھے انہیں خراب راستوں پر لاکھوں من سامان لادے ہوئے خچر اور بیل نہایت تیزی سے چلے جا رہے تھے۔ چھکڑوں کی قطاریں اور گاڑیوں کا تسلسل جنگل میں منگل بنا رہا تھا۔ بعض اوقات گڑھوں میں خچر اور چھکڑے پھنس جاتے تھے جو بڑی کوشش کے بعد بھی نہ نکل سکتے تھے۔ اخیر روسیوں نے راستوں کی مرمت کی ضرورت کو محسوس کیا مگر بے انتہا روپیہ اور کثیر وقت خرچ ہونے کے بعد پھر کسی قدر راستوں کی صورت نظر آئی۔

انگلستان کے مقابلہ میں فرانس کے پاس زیادہ فوج تھی اور اس بات کا اندازہ کرلیا گیا تھا کہ وہ تین لاکھ فوج اور ساٹھ ہزار سوار میدان جنگ میں لاسکتا ہے علاوہ اس کے امدادی فوج اگر ضرورت ہو بھیجی جاسکتی ہے۔

فرانس کی فوج کی سپاہ سالاری مارشل سینٹ ارناؤ کو دی گئی جو ایک بڑا نامور سپاہ سالار تھا اور جس نے بیسیوں لڑائیاں دیکھیں اور الجیریا میں برسوں جنگی خدمات انجام دیتا رہا تھا۔

۱۸۵۴ء کے موسم بہار میں ٹالن اور مارسیلز کے مقامات فرانسیسی فوج کا منظر گاہ بن رہے تھے فرانس کو فوجی انتظام میں انگلستان کی طرح کبھی وقت اٹھانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور اس نے نہایت پھرتی سے مارچ کے اخیر میں فوجوں کی روانگی شروع کردی۔ ۳۰ ہزار فوج مع کثیر تعداد گھوڑوں کے اور پچیس تیس فوجی جہاز۔ پے در پے یکے بعد دیگرے مختلف تواریخ میں روانہ کردیئے گئے۔ فرانس کی فوجوں نے مالٹا میں چند روز تک آرام لیکے پھر سفر شروع کیا۔ یہانتک کہ اپریل کے شروع میں انگریزی اور فرانسیسی فوج دردانیال کے سمندروں میں نظر آنے لگی۔

سڑکوں کے خراب ہونے سے روسیوں کی آمد و رفت کا راستہ بھی خطرناک حالت میں ہو گیا تھا وہ پل جو روسیوں نے سینووا اور نکوپولس پر بنایا تھا ۵ رتاریخ کے طوفان سے پارہ پارہ ہو گیا اسی طرح ۱۲ رتاریخ کے ایک طوفان نے روسیوں کے دوسرے پل کو توڑ ڈالا۔ اس حادثہ کے واقع ہونے سے پہلے روسیوں کی خوش قسمتی سے کثیر تعداد فوج ان برباد شدہ پلوں سے عبور کرائے تھے اس امدادی فوج میں پیادوں کی تعداد دس ہزار اور سواروں کی پانچ ہزار تھی اور یہ اول درجہ کی تازہ دم اور خوفناک فوج تھی جو پلونا میں عثمان پاشا کے مقابلہ پر پہنچے گی جب فوجوں کے دل بادل اس طرح چاروں طرف سے اُمنڈ آئے تو اب عثمان پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی اس لئے کہ جن مٹی کے قلعوں کی وہ تعمیر کر رہے تھے وہ ابھی تعمیر نہ ہوئے تھے اور اس بات کا خوف تھا کہ قلعوں کی تعمیر سے پہلے روسی فوج حملہ نہ کر سکے۔ یہ بڑی بات ہوئی تھی کہ شفقت پاشا ۱۱ اکتوبر کو عثمان پاشا سے مل گئے تھے یہ تو نہیں معلوم تھا کہ شفقت پاشا کے ساتھ کتنی فوج تھی مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس سامان رسد اس قدر تھا کہ کئی مہینے تک

گیلی پولی کا جزیرہ نما ان فوجوں کے اتارنے کے واسطے تجویز کیا گیا کیونکہ یہ مقام فوجی نقل و حرکت کے لحاظ سے نہایت مناسب سمجھا گیا تھا۔ اس مقام کے مغرب کی جانب خلیج سورا اور مشرق کی طرف دروانیال واقع ہے۔ اس جگہ سے فوج بہت اچھی طرح ایجین اور مامورا کی حفاظت کر سکتی ہے اور بہت آسانی سے شمال کی جانب بلقان کی طرف یا ایشیا اور قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو سکتی ہے۔

ابھی اپریل کا نصف مہینہ ختم ہونے نہ پایا تھا کہ ۲۲ ہزار فرانسیسی اور ۵ ہزار انگریزی سپاہی اس جزیرہ نما میں جمع ہو گئے۔

مقام گیلی پولی میں انگریزی اور فرانسیسی فوجیں برابر جمع ہو رہی تھیں اور اب ان کی تعداد یہاں تک بڑھ گئی کہ اس مقام میں ان کے واسطے کافی انتظام رسد رسانی کا نہ ہو سکتا تھا انگریزی افسروں اور سپاہیوں نے جب یہ ڈھنگ دیکھا اور سمجھ لیا کہ اس مقام میں آئندہ رسد رسانی کا انتظام اور بھی مشکل ہو جائے گا تو انہوں نے چند ہفتوں کے بعد پانچ ہزار آدمیوں کو

ترکی سپاہی اس فارغ البالی سے کام میں لائے۔ عثمان پاشا کے پاس لڑائی سے سامان رسد ہو چکا تھا اگر محمد پاشا غلہ وغیرہ کا سامان نہ بھیجتے تو واقعی عثمان پاشا پر بڑی بنتی۔
محمد پاشا نے کمال کیا جب وہ پلونا کے پاس مقام تلیک میں خیمہ زن تھے تو انہوں نے ۲۳ اکتوبر کو دیکھا کہ روسیوں کے ہزارہا چھکڑے غلہ اور سامان رسد کے بھرے چلے آتے ہیں۔
محمد پاشا نے ایک لمحہ کا بھی توقف نہ کیا اور اس سامان رسد پر حملہ کر دیا اس حملہ کی خبر روسیوں کو پہنچی اور وہاں سے کثیر تعداد فوج آندھی اور بگولہ کی طرح مدد کو دوڑیں مگر محمد پاشا کی پھرتی اور چابکدستی قابل تعریف ہے کہ روسیوں کی امدادی فوج کے آتے آتے روسیوں کے تمام سامان رسد پر قبضہ کر لیا علاوہ اور سامان رسد کے تیس ہزار بھیڑیں ۵۰۰ راس مویشی ۱۰۰ گھوڑے تھے جو فوراً پلونا کی فوج قلعہ میں بھیج دی گئی اس سامان کی پلونا کے سپاہیوں کو بہت ہی ضرورت تھی۔ کیونکہ مریض اور مجروح سپاہیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ صرف عثمان پاشا نے تنہا اس موقع پر بھی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر اور ترکی افسر سخت بددل ہو رہے تھے

گیلی پولی میں چھوڑا اور باقی فوج سکوتری کی طرف روانہ کر دی جہاز پر ترکی گورنمنٹ نے ان کے رستہ کے واسطے معقول انتظام کر دیا۔
مدت تک فرانسیسی اور انگریزی بیڑے جہازات بلا کسی مزید نقل و حرکت کے سکوتری اور گیلی پولی میں پڑے رہے مگر آخر کار اس متفقہ فوج کی روانگی شروع ہوئی اور یہ ساری فوج مقام وارنا میں جا اتری وارنا بحر اسود کے مغربی کنارہ پر ترکوں کا بندرگاہ ہے جو قسطنطنیہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ فوجیں جس وقت وارنا میں پہنچیں تو اب باقاعدہ کارروائی شروع کی گئی اور چونکہ فوجیں سلسٹریا کی طرف روانہ ہو چکی تھیں اس لئے سب سے پہلے تمام سلسٹریا کا محاصرہ کر لیا گیا۔
سلسٹریا کے محاصرہ میں فوجیں لگی تھیں وہ وارنا میں جمع ہوتی رہیں اور جون کے اخیر تک ۰۰۰۰ ہزار انگریزی اور فرانسیسی فوج اکٹھی ہو گئی اس فوج کے علاوہ ۲۰۰ کشتیاں عظیم کے وارنا میں دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار تھیں۔ وارنا میں جدھر نظر جاتی تھی سوائے فوجوں کے دل بادل کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔
مقام وارنا میں جنگجو سپاہی دشمن کے مقابلہ کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرانس اور انگلستان میں ہر ایک

بیس ہزار چھکڑے روسیوں نے پھر اپنی فوج کے لئے روانہ کئے - اس میں سامان حرب اور سامان رسد دونوں بھرے ہوئے تھے - اسی اثنا میں ڈینیوب میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں روس او ترکوں کی ہوتی رہیں کبھی ترکوں نے فتح حاصل کی کبھی روسیوں نے -

پلونا پہنچنے کے بعد کچھ وقت تک شفقت پاشا اس قابل تھے کہ آمد و رفت کا راستہ قائم رکھیں اور اس صورت سے اُس فوج کی بخوبی نگرانی کریں جو اُنکی مدد کو آرہی تھی لیکن روسی سپاہ سالار ٹاٹلیبن اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو ترکوں کی آمد و رفت کا راستہ کاٹ دیا جائے - اور اپنی اس تجویز کے پورا کرنے کے لئے اس نے پورا ارادہ کر لیا کہ پلونا کا محاصرہ کر لیا جائے روسیوں کی امدادی فوجیں برابر چلی آرہی تھیں ان کی فوج کا بازو دستہ چپ ٹوسچا کی سڑک تک پھیلا ہوا تھا اور یہاں سولہواں ڈیویژن روسی فوج کا مقیم تھا جس کی کمان نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف کر رہا تھا دوسری طرف صوفیہ اور تلاچی کی سڑک تک برابر فوجیں حکم کی منتظر کھڑی تھیں سپاہ سالار گور کو کا یہ فرض قرار دیدیا گیا تھا کہ وہ بازوئے چپ کی نگرانی کرے - اور صرف اس نگرانی کے لئے اس کے پاس ۳۵ ہزار پیدل اور سوار تھے - مقامات

دشمن سے مقابلہ کرنے میں اپنی ناموری کا جویاں تھا کہ یکایک یہ خبر پہنچی کہ سلسٹریا کا محاصرہ اٹھا لیا گیا اس خبر کے پہنچتے ہی فوجی افسروں کے تمام منصوبوں پر پانی پھر گیا اور اب ان کو اس بات کا خیال ہو گیا کہ اگر سلسٹریا کا محاصرہ اٹھا لیا گیا تو اب باقاعدہ جنگ شروع کر دینی چاہئیے - مگر افسوس ہو کہ فوج کی یہ دلی آرزو اور جوشیلی امیدیں ہیضہ کے یکایک شروع ہو جانے کی وجہ سے ویگیں ہیضہ سب سے پہلے فرانسیسی فوج میں مارسیلی کے دریائی سفر کے وقت شروع ہوا تھا جو رفتہ رفتہ تمام کیمپ میں پھیل گیا اور جولائی کے اخیر تک انگریزی فوج میں بھی یہ خطرناک بیماری شروع ہو گئی - دس ہزار آدمی فرانسیسی فوج کے اور پانسو اور چھ سو آدمی انگریزی فوج کے ہیضہ سے مر گئے - ہیضہ کی بیماری سپاہیوں اور فوجی کیمپ تک ہی محدود نہ تھی بلکہ جہازی بیڑوں میں بھی یہ بیماری شروع ہو گئی اور متفقہ بیڑہ جہاز کو جو موقع پر بغرض کمک محفوظ رکھا گیا تھا سخت نقصان پہنچا -

سترہ ہفتہ تک ہیضہ سے فرانسیسی اور انگریزی فوجوں میں برابر نقصان ہوتا رہا اور اسی وجہ سے دونوں دشمنیں اپنی فوجی نقل و حرکت کو دشمن کی سرحد کی طرف شروع نہ کر سکیں مگر جب ہیضہ سے بالکل نجات •

گورنگی - ڈینگ اور تلاچی کے بیچ میں بڑی زبردست مورچہ بندی کر رکھی تھی اور یہ بات عام طور سے مشہور ہے کہ ترکوں کے پاس اس سے زیادہ قوی جگہ کوئی نہیں تھی - اسی مقام پر بتاریخ ۲۲ر۲۳ر۲۴ر ستمبر شفقت پاشا نے روسیوں کا سامان رسد اور باربرداری لوٹا تھا - اور اسی اثنا میں ترکوں نے صوفیہ کی سڑک کی طرف چھوٹے چھوٹے قلعے بنا لئے تھے - سپاہ سالار گورکو نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اگر ان قلعہ جات کو فتح کر لیا جائے تو ترکوں میں پلونا کے بچانے کا دم نہیں رہنے کا اپنے اسی ارادہ کے پورا کرنیکے لئے روسی سپاہ سالار نے دریائے وِد کو بتاریخ ۲۷ر اکتوبر عبور کیا اور ۲۴ر تاریخ ترکوں کی زبردست مورچہ پر حملہ کر دیا اس وقت روسی سپاہ سالار کے پاس بڑی زبردست فوج اور توپخانوں کی قوت ترکوں سے بڑھی ہوئی تھی - حملہ آور فوج میں ۴۲ بٹالین ۴۶ توپیں اور رسالہ کی ایک رجمنٹ تھی - مگر ترکوں کی تعداد پانچ اور چھ ہزار کے درمیان تھی اور سب کے پاس برجلوڈر بندوقیں تھیں لڑائی ہوئی اور سخت ہوئی - روسیوں کے ڈھائی ہزار آدمی کام آئے مگر آخر کار یہ مقام ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا -

---

حل گئی اور مریضوں کو آرام ہوگیا - متفقہ فوج نے وارنا سے کریمیا کی طرف بڑھنا شروع کیا - حالانکہ مقام وارنا سے خلیج بالکش قریب ۱۵ میل کے بجانب شمال واقع تھی جہاں سے فوجوں کی بذریعہ جہازوں کے کریمیا کی طرف روانگی تجویز کی گئی تھی مگر اتنے تھوڑے سفر کو بھی متفقہ فوج آسانی سے طے نہ کر سکی ہیضہ نے ان میں بالکل دم باقی نہ رکھا تھا ہوا کی سمیت ان پر اپنا اثر کر چکی تھی - فوج نے آہستہ آہستہ منزل مقصود طے کی مگر اس پر بھی سپاہیوں سے لیکے جانوروں تک کے دم پھول گئے اور بمشکل منزل تک پہنچے -

کچھ تو آدمیوں کی نقاہت نے نقل و حرکت میں دیر کر دی اور کچھ جب یہ فوج جہازوں پر چڑھنے کو تھی باد مخالف چلنے لگی اور جہازوں کی روانگی موقوف ہوگئی - جولائی کے مہینہ میں روانگی کا انتظام کر لیا گیا تھا مگر ۷ر اگست کو فوج جہازوں پر سوار ہو سکی - تیس تیس کشتیوں کا علیحدہ علیحدہ بیڑہ بنایا گیا اور ان تمام بیڑوں کو ایڈمنڈ لائنس کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا -

اس بیڑہ کا راستہ بحر اسود میں ہو کے نکلتا تھا اور وارنا سے یوپیٹوریا تک ۳۰۰ میل کا فاصلہ تھا

بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں کے دو ہزار سپاہی اور ستر افسر معہ حفظی پاشا کمان افسر کے مجروح اور مقتول اور گرفتار ہوئے روسیوں نے یہ کامیابی بڑی دقت سے خریدی کیونکہ یہ جنگ صبح کے چھ بجے شروع ہو کے شام کے چھ بجے ختم ہوئی تھی۔ کل پانچ بٹالین ترکوں کی بچ کے پلونا چلی گئیں اور باقی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس لڑائی میں بڑا کام روسی شہنشاہی گارڈ نے کیا اور اس گارڈ میں اکثر مسلمان تھے۔ لڑائی میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ فتح کس کی طرف رہیگی ترک اس شدت اور سرگرمی سے توپیں مار رہے تھے کہ ہر دفعہ یہ خیال ہوتا تھا کہ روسی بھاگ جائیں گے مگر تعداد کی بے انتہا کمی نے انہیں ناکام رکھا اس مقام پر قبضہ ہونے سے روسیوں کے محاصرہ پلونا کی تکمیل ہوگئی۔ تمام تار برقیاں چاروں طرف پھیلا دی گئیں۔ فوجیں ہر مقام پر مستعد کر دی گئیں اور ایسا انتظام کر دیا گیا کہ ایک لمحہ کے حکم سے روسی فوجیں میدان جنگ میں آسکیں۔

قدرتی طور سے روسی ایسی زمین پر قابض ہو گئے تھے جہاں سے پلونا کا کونہ کونہ اور ترکوں کی ایک ایک چیز اچھی طرح نظر آتی تھی ہر قسم کی نقل و حرکت ہر قسم کی تیاری یہاں تک کہ

---

۹ ستمبر کو یہ بیڑہ بخیر و عافیت کنارہ پر پہنچ گیا۔ جب یہ متفقہ فوج کا بیڑہ جہازات کنارہ پر پہنچا تو دونوں دولتوں کے افسروں نے اپنی اپنی فوج کو اتارنے کے لئے مناسب مقامات کی تجویز شروع کی۔ انگریزوں کی طرف سے جنرل رابرٹ اور لارڈ الگن اس کام کے منتظم ہوئے۔

وہ مقام جو انگریزی فوجوں کے پڑاؤ کے واسطے تجویز ہوا تھا سمندر کے کنارہ پر ایک قطعہ زمین تھا۔ جس کو پانی کی موجوں نے سمندر اور آب شور کی جھیل کے درمیان مثل ایک کھرنجہ کے بنا دیا تھا یہ مقام دو سو گز پڑا تھا جہاں سے دور تک ننشٹ ناحی پہاڑ کے دامن میں راستہ کا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔ اس مقام پر ۱۴ تاریخ کو انگریزی فوج اتار دی گئی۔ فرانسیسی اور ترکی سپاہ انگریزی سپاہ سے قریب دو میل فاصلہ پر ایک قطعہ زمین پر سمندر کے کنارہ پڑی ہوئی تھی۔ انہیں ایام میں جبکہ فوجی نقل و حرکت اور کشتیوں کی روانگی بڑی سرگرمی سے ہو رہی تھی۔ اس متفقہ فوج کو یہ خبر ملی کہ روسیوں کی فوج آگئی اور یہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر پڑی ہوئی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی فوراً یہ حکم جاری کیا گیا کہ شمسن۔ فری اور ولیوس کی ماتحتی میں فرانسیسی دخانی کشتیاں روانہ کی جائیں

کہانا پینا اٹھنا بیٹھنا صاف طور سے نظر آرہا تھا۔ عثمان پاشا دن کو کوئی کام نہ کرسکتے تھے ہاں اگر وہ کچھ کرنا چاہتے تھے تو شب کو چھپکے چھپکے اندہیرے میں کرتے تھے اب عام طور پر یہ سرگوشیاں ہونی شروع ہوگئی تہیں کہ آیا ترکی سپاہ سالار روسی لینوں کو توڑ کے نکل جائیگا یا مجبوراً فاقہ کشی کرکے اطاعت قبول کرلیگا مگر یہ خیال کہ عثمان پاشا باہر نکل کے لڑیں گے اور روسی لینوں کو توڑتے ہوئے نکل جائیں گے محال عقل تھا کیونکہ ہر طرف روسیوں کی کثیر تعداد فوجیں بڑی بڑی توپوں کے ساتھ پٹی پڑی تہیں اور مورچوں پر مورچے اس کثرت سے بنائے گئے تھے کہ ان سے گزرنا دشوار تہا یہ بات اچھی طرح سمجھ لی گئی تہی کہ اگر ترک ایک مورچہ کو توڑ ڈالیں گے تو دوسرے میں اور اگر دوسرے سے بہی گزر جائیں تو تیسرے میں ضرور پھنس جائیں گے۔ غرض ہر صورت سے نکلنا محال ہے۔

سپاہ سالار ٹاڈلیبن نے اپنی سپاہ کو چہوٹے چہوٹے حصّوں میں تقسیم کرکے بہت دور دور بہیجدیا تھا اور صرف چار سو توپیں پلونا کے مقابل میں لاکے نصب کردی تھیں اور کمال یہ کیا تہا

اور وہ بہت جلد اس مقام پر جہاں روسی پڑے ہوئے ہیں پہنچ کے روسیوں کو اس مقام سے ہٹادیں۔ اس حکم کی نہایت جوش کے ساتھ تعمیل کی گئی اور جب اس مقام پر جہاں کا مخبروں نے پتہ دیا تھا پہنچے تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت روسیوں کے ۶۰۰۰ آدمی پڑے ہوئے ہیں۔ متفقہ فوج کے بیڑہ جہازات نے روسیوں کے کمپ پر فوراً گولہ باری شروع کردی اور خفیف جنگ کے بعد روسیوں کو اس مقام سے ہٹادیا۔

متفقہ فوج کا دشمن سے مقابلہ ہورہا تھا اور وہ بڑے جوش سے دشمن کو پسپا کرتے جاتے تہے۔ مگر ابہی تک فوجوں کی آمد کا سلسلہ بند نہ ہوا تھا۔ سمندر کی طغیانی اور ہوا کی ناموافقت نے فوجوں کی نقل وحرکت میں کچھ تہوڑی رکاوٹ پیدا کردی تہی مگر اس پر بہی ۱۸ تاریخ تک تمام فوجیں جہاز سے اتارلی گئیں اور اب روسیوں پر بڑے زور وشور سے حملہ کرنے کی تجویزیں ہونے لگیں انگریزی فوج میں ۲۶۰۰۰ پیدل ساٹھ توپیں قریب ۱۰۰۰ کے سوار تہے۔ فرانسیسوں کی پیادہ فوج کی تعداد ۲۸۰۰۰ کے قریب تہی ترکوں کے پاس صرف ۷۰۰۰ پیدل اور ۶۰ توپیں تہیں مگر کوئی رسالہ انکے پاس نہ تہا

کہ جس مقام پر گولہ باری کی غرض ہوتی تھی چار سو توپوں کے منہ اسی طرف کر دیئے جاتے تھے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ علی التواتر جب چار سو توپوں سے گولے برسیں گے تو اس وقت کیا کیفیت ہو گی کبھی گولوں کی بارش پشتوں پر کی جاتی تھی کبھی شہر کی عمارتوں پر اور کبھی ترکی فوجوں پر غرض ان گولوں نے شہر پلونا کا چھترا اُڑ کر دیا۔

اسی روز جب سپاہ سالار گورکو نے ترکی مورچہ گورنی ڈیلک پر حملہ کیا ہے تو شاہی گارڈ کا ایک ڈیویژن تلاچی کی طرف روانہ کیا گیا جو مورچہ مذکور کے مغرب کی طرف واقع تھا مگر ترکوں نے اس ڈیویژن کا مار کے چھترا اُڑا کر دیا۔ تو بھی یہ مقام ۲۸ اکتوبر کو فتح کر لیا گیا اور ترکوں کی پانچ بٹالین نے ہتیار ڈال دیئے۔ شفقت پاشا نے ۳۱ اکتوبر تلاچی کو دوبارہ فتح کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیابی ہوئی اور اب عام طور پر ترکوں کی کمزوری عیاں ہونے لگی۔ چونسٹھ توپوں اور ڈیڑھ ڈیویژن کے ساتھ دوسرا روسی سپاہ سالار مقام ڈولنی ڈبنیک پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا اس وقت یہاں پانچہزار ترک مورچہ زن تھے ایک سخت لڑائی کے بعد

پہلی ہی رات کو جبکہ یہ تمام فوجیں سمندر سے اُتر چکی تھیں ساحل پر سخت بے چینی کا سامنا کرنا پڑا۔ آسمان سیاہ ہو گیا بڑے زور و شور سے آندھی چلنے لگی اور موسلادھار مینہ برسنا شروع ہو گیا۔ اس آندھی اور مینہ کے طوفان سے انگریزی فوج کو بہت تکلیف ہوئی سپاہیوں کی وردیاں اور کمبل بھیگ گئے اور تمام کپڑوں کے شور بور ہو جانے سے سپاہیوں کو بڑی زحمت اُٹھانی پڑی۔ دوسرے دن بھی سمندر کی موجوں کی وہی حالت رہی اور ان موجوں کا بیڑہ جہازات پر بھی بہت بڑا اثر پڑا۔ خدا خدا کر کے تیسرے روز یہ آندھی مینہ کا طوفان کچھ کم ہوا تب ضروری ذخیرہ خشکی پر اُتارا گیا۔ جہازوں پر سے سامان خوراک ابھی پورے طور سے اترنے نہ پایا تھا مگر متفقہ فوج کی خوش قسمتی سے ۴۰ چھکڑے آٹے سے لدے ہوئے جو سباستوپول کو جا رہے تھے۔ متفقہ فوج نے پکڑ لیا اور اس طرح کافی خوراک اُن کے پاس ہو گئی۔ ۱۸ تاریخ کو لارڈ راگلن نے یہ حکم دیا کہ ۱۹ کی صبح کو تمام فوج اپنے خیمہ وغیرہ اُکھیڑ کے کوچ کے لئے تیار رہے۔ اسی قسم کا حکم فرانسیسی فوج میں بھی جاری کیا گیا۔ علی الصباح حکم کے بموجب افسروں اور سپاہیوں نے کچھ کھا پی کے چلنے کا سامان کر دیا اور ضروری سامان

ترکوں نے یہ مقام چھوڑ دیا اور رسید سے پلونا چلے گئے ابھی تک پلونا کے راستے ان کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ مگر بعدازاں یہ راستے روسیوں نے بند کر دیئے۔ جنوب کی طرف کئی میل تک سارا ملک روسی رسالہ کے رحم پر تھا کیونکہ روسیوں نے کئی بار اس سامان رسد کو گرفتار کر لیا جو عثمان پاشا کے لئے بھیجا گیا تھا۔ غازی عثمان پاشا نے ہر چند چاہا کہ کوئی صورت یہاں سے نکلنے کی ملے مگر افسوس ہے کہ وہ اپنی کوشش میں ناکام رہے کیونکہ اب میدان جنگ کی حالت بالکل بدل گئی تھی پہلے روسیوں کی حالت ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ اگر مشل عثمان پاشا کے اور ترکی افسر جرأت اور اولوالعزمی سے کام لیتے تو روسی فوجوں کا ایک ایک سپاہی قتل کر دیا جاتا یا قید ہو جاتا۔ مگر اب نیا رنگ ہو گیا روسیوں کی قوت بے انتہا بڑھ گئی تھی اور ترکوں کی قوت پر تنزل ہو رہی تھی روسی امدادی فوجیں سب شائستہ اور تازہ دم آگئی تھیں۔ سامان رسد اور ہتھیاروں کی ان کے پاس کمی نہ تھی فوجی افسر بھی اعلیٰ درجہ کے قابل جمع ہو گئے تھے ایسی حالت میں کیونکر ہو سکتا تھا کہ ترک کامیاب ہوتے۔

خوراک وغیرہ سفر کے لئے ساتھ رکھ لیا۔ کوچ کا حکم ہوتے ہی فوج کی روانگی شروع ہو گئی اور ایک عجیب منظر نظر آنے لگا۔ فوج قطار در قطار دور تک لمبی اور چوڑی نظر آتی تھی مشرق سے مغرب کی طرف ایک شاندار نمونہ دکھائی دیتا تھا ۱۰ — ۲۶ آدمیوں کے کالموں کا کبھی اکٹھے ہو کے اور کبھی پراگندہ ہو کے چلنا عجیب سماں دکھا رہا تھا ۔۔۔ کے ساحل کے قریب ترکی فوج جا رہی تھی اس کے پیچھے فرانسیسی فوج اور بعد میں انگریزی فوجیں کوچ کر رہی تھیں رسالوں۔ رائفلوں اور سنگینوں کی چمک دمک علیحدہ ہی اپنا رنگ دے رہی تھی۔ فوجی سوار پیدل اور توپخانوں کے پیچھے گھوڑوں اور خچروں اور باربرداری کے جانوروں کی قطاریں تھیں جن پر سامان رسد اور سامان حرب خریطے اور بوریوں سے لدے ہوئے جانور اور بیمار آدمی کمسریٹ کے ساتھ تھے۔ غرضکہ تمام جنگل میلوں تک ان تین متفقہ دولتوں کی فوجوں سے بارونق ہو رہا تھا اور جس طرف آنکھ پڑتی تھی سوائے فوج کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ خشکی ہی پر یہ فوجی منظر نہ تھا بلکہ سمندر میں بھی جہازوں کے بیڑے اسی طرف چل رہے تھے جس طرف کو یہ فوج جا رہی تھی۔

آغاز ستمبر میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ روسیوں کو کامیاب ہونا محال ہے اور اب ترکوں نے انہیں مار لیا مگر اکتوبر کے اخیر میں یہ سارے خیالات بدل گئے اور اب صاف طور پر نظر آنے لگا تھا کہ ترکوں کی بربادی یقینی ہے اور اب ترک روسیوں سے جان نہیں بچا سکتے۔

اس عرصہ میں روسی سپاہیوں نے اپنے لئے مختصر سے جھونپڑے بنائے تاکہ انہیں جب تک پلونا کا محاصرہ لوٹے آرام ملے جس کے مغربی حصے میں جو ڈینیوب اور بلقانی ریاستوں کے بیچ میں واقع ہوا ہے روسیوں نے سامان رسد اس کثرت سے جمع کر لیا تھا جو برسوں کے لئے کافی ہوتا۔ اسوقت روسیوں کے جوش و خروش بہ نسبت گزشتہ ہفتوں کے بہت بڑھ گئے تھے کیونکہ یہ یقین ہو چکا تھا کہ ترکوں کا پلیتھص نکل چکا ہے اور عنقریب عثمان پاشا عاجز ہو کے ہتیار ڈالدینگے۔ ٹاولیبن گورکو اور اسکوبلوف کو سپاہ سالار بنایا گیا۔ حالانکہ وہ اب تک اسٹاف کمانڈری کا ہی کام کرتے تھے۔ روز بروز ترکوں کی حالت بدتر ہوتی جاتی تھی اور روسی قوی بنتے جاتے تھے۔ نومبر کے آغاز میں کل بٹالین پلونا کے آگے لاکے کھڑی کر دی گئی تہیں صرف ایک طرف روسی قبضہ نہ کر سکے

فوجی نقل و حرکت سے یہ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ۱۹ تاریخ کی دوپہر کو روسیوں پر حملہ کر دیا جائیگا مگر ابھی یہ فوج مقام بلبلنگ میں پہنچنے ہی نہ پائی تھی کہ شمال و مشرق کی جانب سے روسیونکے گولوں کی آوازیں مسموع ہونے لگیں اور فوج کو یہ معلوم ہو گیا کہ کوہ قافی "تاتاریوں پر گولہ باری کر رہے ہیں اور ان بیچاروں کو پریشان کرکے تنگھرا بنا دیا ہے اور ایک روسی رسالہ سامنے کی پہاڑی پر بائیں جانب سے حملہ آور ہونے کی غرض سے بالکل تیار ہے۔ یہ دیکھکے آٹھویں اور گیارہویں حسارس رسالے کے پانسو آدمی اور ۱۳ ویں لائٹ ڈریگون ارل آف کارڈیگن کی ماتحتی میں روسیوں کو اُن کے مقام سے ہٹانے کے لئے بھیجے گئے۔ جب یہ تھوڑی سی فوج روسیوں کے قریب پہنچی تو ارل آف کارڈیگن کو معلوم ہوا کہ دشمنوں کی تعداد دگنی ہے۔ دشمن کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ ارل آف کارڈیگن نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا۔ جونہی یہ چھوٹا سا دستہ فوج اپنے دشمن کے مقابلہ سے لوٹنے کو تھا کہ روسی کوہ قافی فوج چاروں طرف سے میدان جنگ میں نمودار ہو گئی اور توپوں کے فیر کرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ یہ تھوڑی سی فوج کوہ قافیوں کی گولہ باری سے

آغاز ستمبر میں جب پلونا پر انقطاعی جنگ ہوئی ہے تو نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف لوسچا کے راستہ کو چھوڑ کے بمقام لستی ناکا چلا گیا تھا اور ایک بہت بڑا نالہ اپنے اور ترکوں میں حایل کر دیا تھا اس نے چاہا تھا کہ دوبارہ ان مقامات کو فتح کر لوں لیکن ترکوں نے چند گرگج اور مورچے اس مضبوطی سے قایم کئے تھے کہ اسے حملہ کرنے کی ہمت نہ پڑی تو بھی اسی مقام پر لسٹو دک پر جو راستے کے بائیں جانب واقع تھا قبضہ کر لیا اور وہاں کچھ مورچے بنائے اور گھاٹیاں کھودیں۔

اسی اثنا میں اسکوبلوف نے چاہا کہ راستہ کی جانب راست والی پہاڑی پر قبضہ کر لوں اگر یہ مقام قبضہ میں آگیا تو پلونا پر بہت آسانی سے حملہ ہو سکے گا۔ غرض ۹ر نومبر اس مقام پر حملہ کرنیکے لئے مقرر کی گئی اور روسیوں میں یہ مشورہ ہو گیا کہ ۵ بجے شام کو حملہ کر دیا جائے۔

دن بہت ہی تاریک تھا کہر اس قدر پڑ رہی تھی کہ اب تک ختم نہ ہوئی تھی۔ تاریکی سے آدھی رات کا شبہہ ہوتا تھا وقت مقررہ سے کسی قدر پہلے اسکوبلوف نے اپنے لشکر کا معائنہ کیا۔ پھر فوج میں ہو کے گزرا اور افسروں اور سپاہیوں کو خاص خاص ہدایتیں کیں۔ اور اب اس کا ارادہ ہو گیا

تباہ ہو جائے کہ ایک رسالہ ان کی کمک کو آگیا اور اس نے بڑے جوش کے ساتھ روسیوں پر حملہ کیا اور ان کو مقام الما کی طرف مار کے بھگا دیا۔

جب یہ تمام متفقہ فوج بلیگنک میں پہنچ گئی تو باقاعدہ رات کی حفاظت کے لئے دستہ فوج کو مقرر کر دیا گیا۔ سپاہی کچھ تو سفر کی تکان سے اور کچھ مقام وارنا میں ہیضہ کے ستائے ہوئے تھے رات کو ایسے بے خبر سوئے کہ ان کو کچھ خبر نہ رہی اور نیند کے غلبہ سے انہوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی کہ صبح کو کیا ہو گا۔ آخر کار ۲۰ر ستمبر کی صبح جس کو جنگ الما کا دن کہنا مناسب ہو گا نمودار ہوئی۔ اور نو دس بجے کے وقت دشمن کی فوجی نقل و حرکت معلوم ہونے لگی۔ متفقہ فوج میں سب یہی خیال کر رہے تھے کہ صبح کو سب سے پہلے ہم کو ہی دشمن سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور لڑائی پہلے ہم سے ہی شروع ہو گی مگر ترکوں کے سوا متفقہ فوج میں سے کسی کو دشمن سے مقابلہ کرنے کی نوبت نہیں آئی اور ترکوں نے پہلے پہل ڈینیوب کے ساحل پہ دشمن کو بڑی بہادری سے پسپا کر دیا۔

بلیگنک سے مقام الما چار یا پانچ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور یہ بات مان لی گئی تھی کہ روسی ایک

یہ میں تن تنہا اس کام کو کروں۔ جب بالکل اندھیرا چھا گیا تو ۵۰ توپوں کی تہرناک آوازیں شروع ہوئیں اور اس غلیظ اور تاریک کہر میں آگ کے شعلے اٹھنے لگے ادہر توپوں کی آوازوں کی گڑگڑاہٹ اُدہر بندوقوں کی آوازوں نے آسمان سیر اٹھا لیا تھا تمام فوج میں نقل و حرکت شروع ہوگئی تھی۔ توپیں اور بندوقیں برابر چل رہی تھیں۔ مگر ترکوں کی طرف حملہ کی سیدھ میں نہ توپ چلائی گئی تھی نہ بندوق۔ اس لئے کراسکوبلوف نے یہ سوچ لیا تھا کہ کہر کی تاریکی میں اگر بندوق چلی تو ترکوں کو روشنی معلوم ہو جائے گی اور اب آسانی سے غفلت میں ان پر قابو ہو سکتا ہے۔
ڈیلی نیوز اور لندن ٹائمس کے نامہ نگار لکھتے ہیں کہ نوجوان روسی سپاہ سالار انہیں اتردہا بیکر توپوں کو ساتھ لیکے اسی تاریکی اور کہر میں ترکوں پر جا پڑا سخت لڑائی ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ غلبہ کس کا ہے ہمیں کچھ بھی نظر آتا تھا کہ ان گولے اور گولیوں کا طرفین پر کیا اثر پڑ رہا ہے اخیر کہر بالکل کم ہوگئی۔ ٹھر کی زیادتی ہونے لگی مگر جنگ اسی زور شور سے تلی رہی کبھی یکایک توپوں کی آوازیں بند ہو جاتی تھیں اور کبھی پھر تندو مد سے چلنے لگتی تھیں۔ غرض سانس لے لے کے دونوں

زبردست مقام پر قابض ہیں۔ تمام فوج نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جوں ہی الما کے قریب پہنچ جائیں ایک دم سے حملہ کر دیا جائے۔
فرانسیسی دستہ جورات کو حفاظت کی غرض سے مقرر کیا گیا تھا بالکل سمندر کے متصل تھا اس کے بعد ترکوں کی فوج اور سب سے پیچھے انگریزی فوج خشکی پر نگراں تھی اور اس طرح سے تمام متفقہ فوج زاویہ قائمہ کی صورت میں تین میل تک دریا کے کنارہ پھیلی ہوئی تھی۔ اسی صورت سے اس متفقہ فوج نے الما کے جنوب کی طرف بڑھنا شروع کیا۔
اس موقع پر ان تمام چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا مفصل بیان کرنا جو روسیوں کے پورے طور سے مغلوب ہونے سے قبل ہوئیں۔ طول کلام ہے۔ صرف ناظرین کو اتنا ہی بتا دینا کافی ہوگا کہ ان تمام لڑائیوں کا جو ۲۰ سے ۲۴ ستمبر تک روسیوں سے ہوئیں یہ نتیجہ ہوا کہ روسی مقام سوستپول کی طرف بھگا دیئے گئے منشکاف جب متفقہ فوج سے مغلوب ہو گیا تو اس نے دو تدبیریں سوچیں اور اپنے خیال میں ان کو نہایت ضروری سمجھا۔ پہلی تدبیر تو یہ تھی کہ میدان جنگ سے روسیہ تک آمد و رفت کے ذرائع اور

پہلوان لڑ رہے تھے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس جنگ عظیم کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے۔ یہ اخیر بڑی رات گئے روسیوں کا تر کی مقام پر قبضہ ہو گیا۔ سوا دس بجے ہوں گے کہ یکایک پھر جنگ شروع ہو گئی فی الحقیقت ترکوں کو خبر نہ ہوئی اور روسی نوجوان سیاہ سالار غفلت میں ان پر جا پڑا جب ان کے مورچوں سے روسی صرف سو گز رہ گئے اس وقت ترکوں کو خبر ہوئی۔ ترکوں نے بہت جلد ہوشیار ہو کے اپنی بندوقیں اٹھائیں صرف دو ہی فیر کرنے پائے تھے کہ دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ چونکہ روسی بے خبری میں جا کے گرے تھے اس لئے ترک نہ سنبھل سکے اور مجبوراً انہیں مقام چھوڑنا پڑا۔ دوسری پہاڑی سے ترک برابر گولہ باری کر رہے تھے مگر اس سے چنداں نقصان نہیں پہنچا دس بجے رات کو اسکوبلوف مقام پرٹسٹوڈک میں چلا آیا (ہی) وہ کانٹے چھری کو سنبھال کے کھانے ہی کو بیٹھا تھا کہ یکایک جانب راست سے توپوں کی آوازیں پھر گوشگزار ہونے لگیں کھانا چھوڑ کے فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی تاریکی میں جہاں ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا بھاگا ہوا گیا اور پھر صبح تک واپس نہ آیا۔

راستے کھلے رکھیں۔ دوسری تدبیر یہ تھی کہ بندرگاہ کو ایسا مضبوط کرے کہ دشمن کا بیڑہ جہاز کو کوئی آسیب نہ پہنچا سکے۔

منشکاف کو بدقسمتی سے اپنی ان تدبیروں میں اپنے صلاح کاروں کی رائے کے خلاف کرنے سے پریشانی اٹھانی پڑی اور سخت نقصان کا سامنا ہوا یعنی قلعہ سوسٹپول کے قریب سات جنگی جہاز ڈوب گئے۔

جب منشکاف کو اپنے جہازوں کے تباہی کا حال معلوم ہوا تو اس کو سخت پریشانی ہوئی اور اپنی تدبیروں کو ناتمام چھوڑ کے اپنی فوج کا بڑا حصہ مقام سوسٹپول میں چھوڑا اور آپ ایک چھوٹی سی فوج کے ہمراہ الکرمان کے پل کی طرف چلا گیا اور وہاں سے مقام بخشی سرائے کی طرف جو سوسٹپول کی جانب شمال و مشرق واقع ہے اس غرض سے بڑھنا شروع کر دیا کہ کریمیا کی طرف سے امدادی فوج کا انتظار کیا جائے۔ اور سمفرپول کی جو روسی سامان رسد کے آنے کا ایک بڑا راستہ تھا نگرانی رکھی جائے۔

ترک اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ اس مقام کو دوبارہ فتح کر لیں اور روسیوں کی فوجیں کہر کی وجہ سے راستہ بھول گئی تھیں تاریکی کی یہ کیفیت تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ روسی فوجیں اپنے آدمیوں پر فیر کر رہی تھیں ترکوں نے حملہ کیا لیکن وہ پس پا کر دیئے گئے اور اسی طرح ان کو بعد کے دو حملوں میں بھی کامیابی نہیں ہوئی تین شب پے در پے حملے کئے گئے اور جنگ جاری رہی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا سپاہ سالار اسکوبلوف برابر مورچہ میں بیٹھا رہا اور اپنی فوج کو آگے بڑھاتا رہا یہاں تک کہ ترکوں سے سو گز کے فاصلہ پر جا نکلا روسی گارڈ دوسری طرف سے کرشنی پشتہ پر پہنچ گیا اور کل رومانی فوجیں دریائے وڈ کے پل پر آدھمکیں ان کامیابیوں نے محاصرین کی ہمت میں جان ڈالدی اور ترکوں کو جدید مشکلات کا سامنا پڑ گیا۔ چونکہ ۱۰ ار نومبر کو مقامات ڈرا اڈ نر ا۔ ڈرا کا کو سپاہ سالار گورکو نے فتح کر لیا تھا اس لئے محصور ترکوں کے لئے ایک اور مشکل کا دروازہ کھل گیا۔ مقامات مذکور پلونا کی جانب غرب واقع تھے اور یہاں سے روسیوں کو بہت سا سامان رسد اور حرب ہاتھ لگا تھا ان مقامات سے روسیوں نے اپنی بیوی بچوں کو پلونا میں بلا لیا تھا

۲۰ر تاریخ کی خوفناک جنگ کے بعد فوجوں میں مزید نقل و حرکت کا دم باقی نہ رہا تھا اس لئے ۲۲ر تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ۲۳ر تاریخ کو فوج کا پھر کوچ ہوا اور اگلے روز یہ تمام فوج مقام بالبک میں پہنچ گئی۔ یہاں فوج نے مقام کیا کیونکہ اب مقام سوستپول اتنا قریب رہ گیا تھا کہ تمام بروج و قلعہ یہاں سے بہت اچھی طرح نظر آتے تھے۔

دوسرے دن فوج نے پھر کوچ کیا اور حالانکہ بالبک سے بالک کو صرف ۱۴ میل تھا مگر فوج کو جھاڑیوں اور گھنے جنگلوں میں سفر کرنے سے سخت پریشانی ہوئی اور بالک کو پہنچنے تک بالکل تھک گئی۔ متفقہ فوج کی خوش نصیبی تھی کہ روسیہ کو اس حال کی خبر نہ ہوئی ورنہ بڑی مشکل کا سامنا ہوتا کیونکہ جنگلوں اور پہاڑوں کے دشوار گزار راستوں کی وجہ سے جس قدر رجمنٹیں تھیں وہ پراگندہ ہو رہی تھیں اور ہر ایک پیادہ حد پر اور جس راستہ سے اس کا جی چاہتا تھا کمپ میں چلا آرہا تھا۔ یہاں تک کہ اکثر رجمنٹیں دن کے دو بجے تک کمپ میں داخل ہوئیں۔

اس موقع پر جبکہ متفقہ فوج جنگل اور پہاڑی کا راستہ طے کر رہی تھی ایک عجیب حادثہ پیش آیا۔ لارڈ

صرف اتنی کامیابی ترکوں کو ضرور ہوئی تھی کہ ایک طرف سے اونہوں نے بلغاریوں کو مار کے نکال دیا تھا۔ فاقہ کشی کی نوبت ترکی لشکر میں آگئی تھی اور چاروں طرف سے ان کا سامان رسد روک دیا گیا تھا۔ جس وقت ترکی عورتیں اور بچے پلونا میں پہنچے ہیں نہ ان کے بدن پر کپڑا تھا نہ کھانے کو روٹی۔ روسیوں نے ایک ترکی عورت کو مقام رشنرا کی شاہراہوں میں اس جرم میں گولی مار دی تھی کہ اس نے ایک روسی سرجن کو چلتے چلتے قتل کر ڈالا تھا۔ بہت سے بچے اور عورتیں روسیوں کے تیغ کی نذر ہوئیں اور بہت کم اپنی جانیں بچا کے پلونا پہنچ سکیں۔

چوتھا باب

قسطنطنیہ میں پریشانیاں اور بعض نامور واقعات

اس ناکامی پر ترکوں میں پریشانی پیدا ہو گئی اور چاروں طرف ایک ہل چل مچ گئی اور اب ہر ترک آنکھوں سے یہ دیکھ رہا تھا کہ روسیوں کا برابر غلبہ ہو رہا ہے اور یہ خوف محسوس کرنے لگا تھا کہ

سے گلن انگریزی فوج کی کمان کر رہے تھے اور فرانسیسی اور ترکی افسر اپنی اپنی فوج کی نگرانی کرتے ہوئے انگریزی فوج سے کچھ فاصلہ پر چلی آ رہی تھی۔ جوں ہی لارڈ رگلن جنگل سے باہر معہ اپنی تھوڑی سی فوج کے میدان میں آیا کہ اس نے دور سے ایک روسی دستہ فوج کو آتے ہوئے دیکھا جو اتفاق سے اسی راستہ سے گزرنے والی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کی فوج نے بھی اُس وقت کوچ کیا ہو اور منشکاف کو اپنی فوج کی روانگی کا حکم دیئے ہوئے چند ہی گھنٹے گزرے ہیں۔ متفقہ فوج کا رُخ بالبک کے شمال و مشرق کی طرف سے بجانب بالک تھا اور روسی فوج جنوب و مشرق کی طرف سوسٹیبول سے سمفر لیپو کی جانب آ رہی تھی اور دونوں فوجوں کی نقل و حرکت ایک دوسرے کو دکھائی دے رہی تھی۔

ان دونوں فوجوں میں سے کسی کو ایک دوسرے کی روانگی کی اطلاع نہیں تھی اور وہ بلا خوف و خطر اپنے اپنے ارادہ کے موافق سفر کر رہی تھیں جس طرح سے کہ روسیوں کو متفقہ فوج کے یکایک نمودار ہو جانے سے خوف ہوا اسی طرح متفقہ فوج پر بھی روسیہ افواج کے دیکھنے سے خوف طاری ہو گیا تھا لیکن روسی فوج کو زیادہ خوف تھا اور اس پر خوف کے غلبہ کا ہو جانا زیادہ تر اس وجہ سے تھا کہ

اسلامی سلطنت کی روسیوں کے ہاتھ سے خیر معلوم نہیں ہوتی پُرانے خیال کے ترک علانیہ یہ کہہ رہے تھے کہ جو کچھ مصیبتیں ہم پر آکے پڑی ہیں وہ صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہمنے عیسائیوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا اور انھیں مذہبی ازادی دی گئی یہ خیالات محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کے بھی تھے اور بیان کیا جاتا ہے کہ روسیوں نے ہی یہ خیالات تمام ترکوں میں پھیلائے مگر تعلیم یافتہ اور روشن خیال ترک یہ بخوبی سمجھتے تھے کہ ناکامیوں کا سبب کیا ہے اور صحیح وجوہات کونسی ہیں جن سے روسیوں نے غلبہ پا لیا۔

نومبر کے آغاز میں گمنام اشتہارات قسطنطنیہ کی شاہراہوں پر چسپاں کئے گئے تھے جس میں یہ لکھا تھا کہ کل محب قوم اُٹھ کھڑے ہوں اور روسیوں سے جنگ کریں اور وہ نمک حرام افسر جو روسیوں سے ملگئے ہیں انکا قلع قمع کر دیا جائے اور اُس اشتہار میں یہ بھی درج کیا گیا تھا کہ اگر سلطان یا اُنکے وزیروں نے بیغرتی کی صلح کر لی تو ہم اسے ہرگز قبول نہ کریں گے۔ آخری فقرہ اس اشتہار میں یہ تھا کہ سب سے پہلے نمک حرام داماد پاشا کو قتل کر دیا جائے اس کے بعد ہم روسیوں کے مقابلہ پر جان دیدیں۔

اسکو مقام الما پر شکست ہو چکی تھی اور ساتھ ہی متفقہ فوج کی مبالغہ آمیز تعداد کا خیال اُن کے دلوں پر طاری تھا لارڈ رگلن کے پاس اس وقت تھوڑے سے سوار تھے مگر اس پر بھی روسیوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس فوج کی تعداد کتنی ہے اور جوں ہی یہ تھوڑی سی فوج روسیوں کو نظر آئی اُن کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے انگریزی فوج نے دشمن کو دیکھ کے چند توپوں اور تھوڑے سے سواروں اور بندوقوں سے روسیوں پر حملہ کر دیا روسی اور انگریزی فوج میں تھوڑی دیر تک خوب لڑائی ہوتی رہی مگر آخرکار روسیوں کو شکست ہوئی اور وہ سمفرپول کی طرف بھاگ گئے اور بھاگے بھی اس بدحواسی سے کہ سامان رسد۔ چھکڑے۔ گولہ بارود اور فوجی سامان جو ان کے ساتھ میلوں تک پھیلا ہوا تھا نہ لیجا سکے جب انگریزی فوج کو دشمن پر غلبہ ہو گیا تو اس نے میکنزی کے میدان میں اپنے ڈیرے ڈالدیئے اور خوب اچھی طرح سے آرام کرنے کے بعد فوج کی روانگی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ تمام متفقہ فوج سوسٹپول کے مشرقی جانب اُتری جہاں سے یہ فوج سوسٹپول کے باشندوں کو اچھی طرح سے نظر آرہی تھی مگر انھوں نے

پولیس نے نہایت پھرتی سے کام کیا کہ آناً فاناً میں اُن اشتہاروں کو اُٹھوا کے پھینکدیا مگر چونکہ یہ اشتہار کثرت سے چسپاں کئے گئے تھے عام طور سے ان اشتہاروں کا اثر پھیل گیا تھا۔

بتاریخ ، ر نومبر تمام شہر نے سلطان المعظم کی خدمت میں اپیل کی کہ ہرگز ذلت کی صلح نہ کی جائے اور اخیر تک جان توڑ کے لڑا جائے ساتھ ہی یہ بات بھی مشہور ہو گئی تھی کہ محمود داماد پاشا کو زہر دیکے مار ڈالا گیا مگر اس افواہ کی محمود کے طبیبوں نے تردید کر دی اور یہ بیان کیا کہ محمود پر صرف فالج گرا ہے اور وہ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ کئی روز سے محمود داماد پاشا بیمار تھا اور ایک شب ایسی سخت بے چینی تھی کہ تمام اطبّا اس کے پاس رہے۔ اطبّا کی غور و پرداخت اور توجہ سے محمود داماد پاشا بالکل اچھا ہو گیا مگر یہ ضرور ہوا کہ دربار میں وہ مشتبہ نظروں سے دیکھا جانے لگا۔ یہ بھی عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ چند بدمعاش اس کے مشیر بن گئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ عبد الحمید کو معزول کرکے مراد کو تخت نشین کر دیا جائے۔ مراد محل چراغاں میں رہتے تھے جب یہ افواہ گرم ہوئی تو گورنمنٹ نے ایک

اس فوج کے روکنے کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا جو خبریں اس متفقہ فوج کو ملیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مقام سوسٹپول میں بہت تھوڑی سی فوج مقیم ہے اور یہاں کے تمام باشندے فوجی نقل و حرکت سے سخت پریشان ہو رہے ہیں۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو ۲۵ ر کی رات کو ۲۶ ر کی صبح ہوتے ہی یہ متفقہ فوج بندر پر قبضہ کرکے سوسٹپول میں داخل ہو گئی۔ مگر مشکاف کی نقل و حرکت کی خبر سُنکے اس فوج کو نہایت گھبراہٹ پیدا ہو گئی اس لئے کہ بیڑۂ جہازات سے خط و کتابت کرنے کے واسطے متفقہ فوج کے لئے راستے کھُلے ہوئے نہ تھے اور تمام کوششیں بے سود دکھائی دیتی تھیں۔

اب بجائے سوسٹپول کے بالکلوا ایک ایسا مقام تھا جس کی طرف تمام نظریں بڑے شوق کے ساتھ پڑ رہی تھیں۔ دن کا تھوڑا حصّہ باقی رہ گیا تھا کہ فوجیں مقام ٹرنیا پر پہنچ گئیں اور دریا کے کنارے رات بھر فوج نے آرام کیا دوسرے دن ۲۶ ر ستمبر کو انگریزی فوج ٹرنیا کے پُل سے بالکلوا کی طرف روانہ ہوئی۔ ان دونوں مقامات کا درمیانی سفر قریب قریب جنوب و

ایک فوجی گارد سے اُن کے محل کو گھیر لیا چند روز میں پچاس چالیس آدمی جو معزول سلطان کے پاس رہتے تھے گرفتار کر لئے گئے۔ کہتے ہیں کہ اُن آدمیوں کو قتل کر ڈالا تھا مگر ترکی اخباروں کی یہ روایت ہے کہ یہ سب جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔

اصل بات یہ ہی کہ اس راز کی کسی کو خبر نہیں ہوئی کہ آیا وہ جلاوطن کر دیئے گئے یا قتل۔ اب مراد سے مثل قیدیوں کے برتاؤ ہونے لگا تھا اور اسی اثناء میں مدحت پاشا کے ساتھیوں میں سے بہی بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے تھے۔ یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ محمود داماد پاشا کو انہیں کے طبیبوں نے زہر دینا چاہا تھا مگر وہ بال بال بچ گئے۔ اسی اثناء میں یہ افواہ اُڑی کہ حضور انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے خواب میں تشریف لائے ہیں اور ہدایت فرمائی ہے کہ فوراً اصلاح کرنی چاہیئے تاکہ مسلمانوں کا دین اور سلطنت قائم رہے۔

شیخ الاسلام نے خود مسجد میں بطور وعظ کے اس افواہ کی نسبت بیان کیا اور عام طور پر یہ سمجھا گیا کہ اس قسم کی افواہیں موجودہ حالت کے لئے بہت مفید ہیں ادہر سلطان کے ہاں یہ پریشانی اور بے اطمینانی

مغرب کی طرف چڑھائی کی صورت میں واقع تہا اور سوسٹپول سے اس مقام کا فاصلہ تقریباً ۲۰ یا ۲۲ میل کا ہوگا۔ چونکہ فرانسیسی فوج ایک ایسے راستے سے سفر کر رہی تہی جو چکردار راستہ تھا اس وجہ سے مقام سوسٹپول میں اگلے روز تک نہ پہنچ سکی اور رات کو مقام سیکنزی میں اُسے ٹھہرنا پڑا۔ فرانسیسی سپاہ سالار سینٹ ارناڈ کی صحت بہت خراب ہو رہی تہی جس کی اطلاع اکثر فوج کو ملتی رہی تہی۔

۲۹ ستمبر کو جب امدادی فوج یہ خیال کر رہی تہی کہ سوسٹپول کا باقاعدہ محاصرہ نہایت ضروری ہے یہ اطلاع ملی کہ سینٹ ارناڈ فرانسیسی سپاہ سالار سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ کرنل رابرٹ نے اس خبر کے سنتے ہی فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔

جب لارڈ ایلگن مقام بالک لوپر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس مقام پر دشمن ضرور مزاحمت کرے گا۔ بہ نظر احتیاط لارڈ موصوف نے بہت سے آدمیوں کو جن کے پاس رائفلیں تھیں بطور فوج ہراول آگے روانہ کیا اور ان کے پیچھے اور فوجی بٹالین بطور امداد کے روانہ کر دیں۔ علاوہ ازیں لارڈ ایلگن نے ایڈمیرل ڈنڈاس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرکے امدادی فوج طلب کی جس نے

پھیلی ہوئی تھی اور ہر روسی باوجود فتح پر فتح حاصل ہونے کے اس بات کا خواہاں تھا کہ کسی طرح صلح ہو جائے۔
اب بھی دولت عثمانیہ کو اس بات کا بہت خیال تھا کہ مبادا موجودہ حالت میں کوئی تبدیلی واقع ہو
اور پھر سارا انتظام درہم برہم ہو جائے اس لئے سختی کے ساتھ احکام جاری کر دیئے کہ کوئی اخبار بجائے
خود ایسی تحریر شائع نہ کرے جس سے کسی قسم کے فساد کا اندیشہ ہو اور جب تک کسی تحریر یا مضمون پر
کمشنر کے دستخط نہ ہو جائیں شائع نہ کیا جائے۔ اس موقع پر فساد کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہ تھی تو بھی
سلطان اپنی عالی ہمتی اور استقلال سے اس بات پر آمادہ ہوئے کہ جہاں تک ممکن ہو فساد نہ ہونے
دوں آپ نے اپنے غیر معمولی اخلاق اور مہربانی سے لندن کے دو پارلیمینٹ کے ممبروں کو جنکا نام ہنری
اور گولڈ ہی تھا اپنا گرویدہ بنا لیا کیونکہ یہ دونوں ممبر ماہ اکتوبر قسطنطنیہ میں سیر کرنے گئے تھے یہ دونوں
ممبر ۲ تاریخ سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کئے گئے اور بہت دیر تک ان سے دلچسپ گفتگو رہی
لندن ٹائمس کی رپورٹ کے بموجب سلطان المعظم نے ان ممبروں سے کہا کہ تم ہم [illegible] اصلاح
ملک کے لئے جو احکام میں نے جاری کئے تھے اس پر عمل کرنے کے لئے میں اب بھی موجود ہوں سلطان المعظم نے

فوراً ہی ایک حصہ فوج معہ بھاری بھاری توپوں کے زیر ماتحتی الگنان روانہ کر دیا۔ اور اس طرح سے یہ جملہ فوج بلا کسی مزاحمت کے بالک لو سے شام کے وقت گزر گئی۔

مقام بالک لو میں فوج کو کام سے بالکل فرصت نہیں ملی سب سے پہلے فوجوں کے خیمے اتار دیئے گئے اور اس کے بعد توپخانہ۔ بالک لو کی اونچائی سے بڑی بڑی توپوں کو نیچے اتارنے میں بہت دقت پیش آئی جس کے لئے جگہ جگہ راستے بنانے پڑے اور ۳ تاریخ کو بمشکل تمام ۶۰ قلعہ شکن توپیں نیچے اتاری گئیں۔ ان تمام کاموں سے فراغت پانے کے بعد وہ وقت قریب آگیا جس میں فوج کی روانگی شروع ہو جائے اور ہیڈکوارٹر وغیرہ وغیرہ کے واسطے مناسب مناسب مقام تجویز کر لئے جائیں۔

۲ر اکتوبر کو فوج کی روانگی شروع ہو گئی ۲ دستے فوج مقام مجوزہ کے محصور کرنیکے لئے بطور امداد کے آگے بھیجے گئے جب بالک لو سے سپاہیوں کی نقل و حرکت شروع ہوئی ایک ہزار بحری سپاہی اور اسی طرح مساوی تعداد کے نیلی جاکٹ والے جنگی بیڑہ سے خشکی پر اتار دی گئی۔

وہ مقام جو فوج کے ہیڈکوارٹر کے واسطے تجویز کیا گیا تھا قریب نصف راستے کے سبستوپول اور بالک لو کے

یہ بھی فرمایا کہ مجھے تخت پر بیٹھ کے اکثر ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے کہ انتہا درجہ کے متعصب ہیں اور نئی ترقیات اور خیالات کی ہوا بھی اُن کے دماغ تک نہیں پہنچی ہے کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی یکایک ایسے اشخاص کی رائے پر غلبہ حاصل کرسکے ہاں میں امید کرتا ہوں کہ بتدریج مجھے ان لوگوں پر کامیابی حاصل ہوگی۔

میں نے مستقل ارادہ کرلیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہوگا ملکی اصلاحات کے ایسے اصول قائم کروں گا جو غیر تبدیل ہوں گے اور مجھے اس بات کا بہت فکر ہے کہ میں خاص طور سے ایسے قوانین بنادوں جس سے میری رعایا میں مساوات پیدا ہوجائے موجودہ ترکی پارلیمنٹ البتہ اپنی وسعت اور کامیابی کے لئے وقت چاہتی ہے اور اس کے قانون کو عملی پیرایہ میں لانے کے لئے ایک زمانہ درکار ہے تو بھی جو اسپیچیں اور تجویزیں کہ ترکی پارلیمنٹ کے ممبر دیتے ہیں اور وہ تمام رعایا میں شائع کی جاتی ہیں اس سے کم سے کم اتنا تو ضرور ہورہا ہے کہ رعایا کے خیالات میں آزادی اور حُبّ قومی پیدا ہوگئی ہے اور کسی قدر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہم بھی سلطنت کے ایک جزو ہیں مگر دقت یہ ہے کہ جیسا یورپ کے لوگوں کا

درمیان واقع تھا جہاں سے دونوں مقام میں تین تین چار چار میل کا فاصلہ تھا اور بہت سیدھا راستہ تھا لیکن وہ مقام بہاں سے فوج نقل و حرکت کرسکتی تھی دشمن کے بہت ہی قریب واقع تھا یہاں تک کہ محصور شہر سے بڑی بڑی توپوں کے گولے قلب لشکر میں آسکتے تھے۔

اسی عرصہ میں فرانسیسیوں نے جزیرہ نما کے دوسرے حصّہ میں اپنے محاصرہ کا سامان حرب اور اپنا سامان رسد اور بار برداری بجائے جنوبی سوسٹپول کے جزیرہ نما کے جانب غرب دوسرے حصّہ میں اُتار دیا اور اس بات کا فیصلہ ہوگیا کہ ترکی فوج فرانسیسیوں کے لئے بطور فوج محفوظ کے رہے اِدھر متفقہ فوج کی نقل و حرکت جاری تھی اُدھر ٹٹکاف بھی غافل نہ تھا۔ ٹاڈلیبن کی امداد سے جو ایک نوجوان جفاکش آدمی تھا اور جس نے اپنی محنت اور جفاکشی اور قابلیت فنون جنگ کی وجہ سے معزز عہدہ پایا تھا۔ ٹٹکاف نے قلعہ۔ مورچہ۔ بروج۔ پشتہ اور تمام ضروری سامان فوج متفقہ کے مقابلے اور سوسٹپول بچانے کے لئے مہیا کر رکھا تھا۔

روسیوں نے اس مقام کے بچانے میں اپنے کو بڑا مستعد ظاہر کیا نہ صرف شبانہ روز فوجوں اور قلعوں کے

خیال ہے میں یکایک شاہی اور وزارت کے اختیارات کو سلب نہیں کرسکتا کیونکہ یہ ملک ابھی اس کا
عادی نہیں ہے ہاں اگر وہ موقع ہوا اور اُس میں یہ قابلیت پیدا ہوگئی کہ جمہوری طریقہ پر ان پر حکومت
کی جائے تو اس سے زیادہ خوشی مجھے کاہے میں ہوسکتی ہی کہ ترکی میں بجائے شخصی حکومت کے پارلیمنٹ
حکومت کرے۔ انگریزی اخباروں میں پارلیمنٹ کے جو حالات چھپے ہیں اور ان سے جو فوائد رعایا عامّہ خلایق
کو حاصل ہوتے ہیں میں دل سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے ملک میں بھی ایسی باتیں جاری ہوں اور رعایا عامّہ خلایق
اپنے حقوق اور آزادی کو سمجھنے لگے مگر ان سب باتوں کے لئے ابھی وقت اور ایک زمانہ درکار ہے
مگر تو بھی میں اقرار کرتا ہوں کہ جو وعدے اصلاحات کے متعلق میں نے کئے ہیں انہیں میں نہایت سرگرمی
اور مستعدی سے انجام دوں گا اور ان وعدوں کی تکمیل کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھوں گا۔ میرا ایک یورپین
دوست اس وقت قسطنطنیہ میں آیا تھا جب جنگ کریمیا چھڑ رہی تھی اور وہی دوست میرے زمانہ
میں قسطنطنیہ آیا اور جو غیر معمولی تبدیلیاں اس نے دیکھیں اُن سے وہ دنگ ہوگیا۔ اس کے اس متحیّر
ہونے سے میں بہت خوش ہوا میرے دوست نے مجھ سے یہی بیان کیا کہ میں نے اس طریقہ آزادی۔

مضبوط کرنے میں لگے رہے بلکہ انہوں نے گولے اور توپیں غنیم کے ہر ایک آدمی کے مقابل میں سلسلہ وار
قائم کردیں۔ اور جس طرح توپ اور گولے محاصرین کے لئے ضرورت سے زیادہ مہیّا کرتے تھے۔ روز بروز
نئے نئے کام محاصرین کے مزاحمت کے لئے بناتے رہے اور کل ممکن الوقوع تدبیروں سے سوستپول کو مضبوط
کردیا متفقہ فوج کا سامان رسد و باربرداری مقام بالک لوا در ملیتن میں موجود تھا۔ بلندی پر بڑی بڑی توپوں
کو نصب کرنے خندقوں اور پشتوں کے بنانے۔ پشتوں پر بڑے بڑے توپخانوں کا معہ توپوں کے چڑھانا۔
انگریزی۔ فرانسیسی اور ترکی فوج کے ٹھیرنے کا انتظام۔ توپخانوں اور پیدل افواج کی نگرانی یہ ساری
باتیں ایسی تھیں جن سے متفقہ فوجوں کے سپاہ سالار کو نہایت محنت سے شبانہ روز کام کرنا پڑتا تھا۔
اس وقت محاصرین کی حالت سے کسی قسم کی پیشقدمی نہیں کی گئی تھی اور سرداران فوج نے اس بات
کا فیصلہ کرلیا تھا کہ جب تک ہر قسم کا انتظام پورے طور سے نہ کرلیا جائے اس وقت تک کوئی
کارروائی نہ کی جائے اس لئے بجائے اس کے کہ محاصرین حملہ کرتے ماہ اکتوبر کے نصف میں محصورین
نے اُن پر حملہ کردیا۔ ناچار ۱۷ اکتوبر کی صبح کو سوستپول پر گولہ باری کرنے کی متفقہ فوج بھی

مذاہب اور تعلیم کے بارہ میں جو آپ نے جاری کئے ہیں مجھے بے انتہا خوشی ہوئی ہے اور میرے دوست نے مجھے رائے دی ہے کہ ایک اصلاحی قانون ایسا مدوّن کیا جائے کہ جو ولیسی مجسٹریٹوں اور ججوں کا رہنما ہو اور بجائے اس کے کہ کاونسل کی عدالتیں ان پر حکمرانی کریں وہ اپنے فیصلے اسی قانون کے بموجب آزادانہ کیا کریں۔

میرے دوست کی یہ رائے اس میں شک نہیں کہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے مگر موجودہ حالت میں اس پر عمل کرنے سے سخت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور ساتھ ہی جو اختیارات دوَل یورپ کے سفیروں کو دیئے گئے ہیں اور ان کے قومی مقدمات میں جس صورت سے وہ کام کرتے ہیں اس میں ایک تغیر عظیم پیدا ہو جائے گا اور پھر اس کو صاف کرنے اور ایک معقول حد تک قایم کرنے میں زیادہ وقت کی ضرورت ہوگی۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ اس قسم کے اختیارات جو دوَل یورپ کے سفراء کو دیئے گئے ہیں ان سے ترکی کی اصلی آزادی میں بہت بڑی دست اندازی کی گئی ہے اور اسی وجہ سے ماہ جون ۱۸۶۹ء سلطان عبدالعزیز مرحوم نے ایک یادداشت

پوری تیاریاں کرلیں۔

اس وقت تک محاصرین نے کوئی حملہ نہیں کیا تھا کیونکہ فوجی افسروں میں بالاتفاق یہ بات طے ہو گئی تھی کہ جب تک جملہ ضروری سامان کا انتظام نہ ہو جائے کسی قسم کی پیشقدمی نہ ہونی چاہیئے مگر محاصرین کے اس توقف نے دشمن کو چیرہ دست بنا دیا اور بجائے اس کے کہ محاصرین خود محصورین پر حملہ کرتے ان پر حملہ ہو گیا۔ جس پر محاصرین نے مجبوراً ۱۷ اکتوبر کو علی الصباح سوستپول پر گولہ باری کرنے کے لئے بڑے پیمانہ پر تیاریاں کر دیں۔ چنانچہ چھ بجے صبح کو اس فوج نے جو خشکی پر تھی گولہ باری شروع کی۔ اور لارڈ ریگلن کی رائے کے بموجب یہ بات قرار پائی کہ جنگی بیڑہ جہاز خشکی کی فوج کی دریائی توپخانہ سے امداد کرتا رہے اور جہازی فوج اس طریقہ سے خشکی کی فوج کو مدد دے کہ وہ شمال و مشرق کی جانب سے قلعہ پر حملہ کرے اور بندرگاہ پر ایک دائرہ کی صورت میں پڑا رہے اس تجویز کے مطابق جنگی بیڑے قلعہ اور توپوں کے مقابل مقام پر تعینات کئے گئے۔ پہلے خشکی کی فوج نے حملہ کیا اور اس کے بعد جنگی بیڑہ سے لڑائی شروع ہوگی۔

دُوَل یورپ کے پاس بھیجی تھی جس میں یہ لکھا تھا کہ ہمیں اُن حقوق میں جو دُوَل خارجہ کی کانسلوں کو دیئے گئے ہیں کلام ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کے اختیارات محدود کر دیئے جائیں تاکہ خفیف سا شبہہ بھی اس بات میں نہ رہے کہ دُوَل یورپ ہماری خودمختارانہ حالت میں دست اندازی کرنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق بہت کچھ گفت و شنید ہوئی اور بماہ اپریل ۱۸۸۰ء میں خاص اس قاعدہ میں بہت کچھ اصلاح کی گئی۔

غرض جب ترکوں کو بلغاریہ اور آرمینیا میں شکست ہوئی تو ۹ ر نومبر کو ایک بڑی دعوت کے جلسہ میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے یہ بیان کیا کہ اس وقت ہمیں بہت سے اہم اور مہتم بالشان مسئلہ کا تصفیہ کرنا چاہئے جس نے تمام یورپ کو بےچین کر رکھا ہے۔

ہز لارڈ شپ نے بیان کیا کہ بڑی دقت یہ ہے کہ اس وقت دُوَل یورپ کی قوت کا پیمانہ فرانس کے کمزور ہونے جرمن کے چیرہ دست اور روس کے فتحمند ہونے سے درہم برہم ہو رہا ہے۔ لارڈ موصوف نے فرمایا "کیا یہ ممکن ہے کہ قسطنطنیہ۔ باسفورس۔ ایشیائے کوچک اعلیٰ درجہ کے صوبہ شہنشاہ روسیہ کے

لڑائی بڑی سخت اور خطرناک ہوئی اور تمام رات اور دوسرے دن تک اسی سرگرمی سے جاری رہی۔ ہرچند کہ روسی فوج کا اس لڑائی میں سخت نقصان ہوا اُن کے اکثر محفوظ مقامات توڑ ڈالے گئے ۸۰ پونڈ وزنی گولوں سے مشکاف کا برج منہدم کر دیا گیا۔ اور اگرچہ اسکی توپوں کا سلسلہ ...۲ گز تک چلا گیا تھا مگر اس پر بھی بہت سی توپیں نکمی کر دی گئیں۔ تریڈن کے آخری درجہ کا میگزین ایک گولے سے بالکل جلا دیا گیا۔ جنگی بیڑہ کی گولہ باری سے قلعہ کو سخت نقصان پہنچا اور اکثر برجوں کو اس گولہ باری نے بالکل برباد کر دیا۔ تو بھی آخر اکتوبر تک اس لڑائی کا طرفین کے لئے کوئی مفید مطلب نتیجہ نہیں نکلا۔

متفقہ فوجوں کے جرنیلوں کو کسی طرح سے یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ ان کے محاصرہ میں مشغول رہنے سے فائدہ اٹھا کے شاہزادہ منشکاف ضرور اس راستہ سے جو سوستیبول سے چرنایا کی طرف جاتا ہے عقب سے حملہ آور ہوگا۔ متفقہ فوج میں یہ خیال روز بروز ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ ۱۵ اکتوبر کو جنرل لپرنڈی نے روسیوں کی ...۳ فوج کو میدان میں پہاڑ کی ایک گھاٹی سے نکلتے ہوئے

حوالے کردیئے جائیں اور کیا ہم اس بات کی اجازت دیدیں کہ سلطنت ترکی مثل پولینڈ کے روس۔ جرمن اور آسٹریلیا باہم تقسیم کرلیں اور اگر ایسا ہوگا تو انگلستان کے مقاصد کو کہانتک صدمہ پہنچے گا۔ اوراس کے مشرقی مقبوضات کی کہاں تک گت بنے گی۔ دنیا کی کل سلطنتوں سے انگلستان لڑنے کے لئے آمادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اس عالمگیر جنگ میں اس کی لاکھوں قیمتی جانیں اور پدموں روپیہ برباد ہوجائے گا۔

لارڈ میور کی اس اسپیچ میں جس نے جنگ۔ خون۔ بربادی کربلا کی صدائیں بھری ہوئی تہیں تمام انگلستان میں ہل چل پیدا کردی مگر یہ عجیب بات ہے کہ عام طور سے یہ اسپیچ پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھی گئی۔

سب سے عجیب وغریب اسپیچ ترکی سفیر متعینہ لندن مسٹر روس کی تہی جو مذہباً عیسائی اور قوماً یونانی تہا اس نے بڑے فخر سے بیان کیا کہ میں عثمانی سلطنت کا جاں نثار خادم ہوں۔ ترکی فوجی اصلاح کی تاریخ سلطان عبدالمجید سے شروع ہوئی ہے۔ اور اس زمانہ سے عیسائیوں کو آزادی۔ حقوق اور

دیکہا جو کھلے میدان میں لڑنے کے واسطے بالکل آمادہ اور تیار تہی۔

ایک زبردست رسالہ سے مقابلہ۔ برٹش رسالہ سے ایک بڑی بھاری روسی رسالہ کا شکست پانا۔

برٹش لائٹ کیولری کا روسی فوج پیادہ اور رسالہ کے مقابلہ میں ایک بڑی کامیابی حاصل کرنا۔

چیسرڈی فریک کا ایک سخت مقابلہ۔ میدان جنگ کی ان پانچ بڑے بڑے واقعات سے یہ لڑائی جنگ بالکلو کے نام سے نامزد ہوئی اوراکتوبر کے مہینہ کا یہ دن لڑائی کے لئے ایک نتیجہ خیز دن ثابت ہوا جس میں متفقہ فوج کو کامیابی ہوئی اور یہ دن متفقہ فوج کی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

کریمیا میں ایسے خطرناک واقعات کا روزبروز کامیابی کے ساتھ انجام ہوتا تہا اور متفقہ فوج کو ۲۵ر تاریخ بالکلو کی لڑائی میں فتح حاصل کرنے کے بعد بہی اپنی تلواروں کو میان میں رکہنے کی نوبت نہ پہنچی اور سوسپتول کی بلندی پر انہیں روسیوں کے ایک زبردست دستہ فوج کے مقابلہ کرنے کی ضرورت پڑی۔

وہ واقعہ جو جنگ الکرمان کے چند روز بعد ظہور میں آیا ایک نہایت خطرناک واقعہ تہا اس روز

ہر قسم کی عزت بخشی گئی تھی۔ یہ اصول وقتاً فوقتاً نشوونما پاتے رہے ہیں اور اب وہ زمانہ ہے کہ ہر عیسائی کے حقوق مثل مسلمان کے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ میں اگرچہ عیسائی ہوں مگر اس بات کا فخر کرتا ہوں کہ عثمانی پارلیمنٹ کے جلسۂ وزراء کا ایک ممبر ہوں مجھے اس میں کچھ بھی شک نہیں ہے کہ عثمانی اصول سلطنت ہر انگلستانی کو ایک طمانیت اور خوشی بخشنے کا مگر ہاں الگ میرا قول کرتا ہوں کہ موجودہ جنگ سے بعض سیاسی معاملات کی وجہ سے ان اصول میں بہت بڑی تبدیلی واقع ہوگئی ہے مگر یہ تبدیلی کچھ قابل لحاظ نہیں ہے۔ دنیا کی تاریخ پتہ دیتی ہے کہ ہر سلطنت میں جب کبھی جنگ کی آگ بھڑکی ہے ضرور بعض سیاسی حالات سے اس کے اصول جہانداری میں تبدیلی واقع ہوگئی ہے تو ایسی تبدیلیوں پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

سب سے زیادہ معرکہ کی اسپیچ گلڈ ہال میں لارڈ ہیلکنس فیلڈ نے دی انہوں نے فرمایا کہ اس رست و خیز کے زمانہ میں عامہ خلائق کی نظریں اس بات کے لئے اٹھ رہی ہیں کہ کسی طرح سے دولت انگلستان کی حکمت عملی اس جنگ کے بارہ میں معلوم ہو جائے۔ حاضرین کو اس بات کا بہت بڑا

---

۲۴ نومبر کی تمام رات بڑے زور شور سے بارش ہوتی رہی اور بارش نے اتنی مہلت نہ لینے دی کہ حملہ کے اس سلسلہ کو جس کو ۲۴ گھنٹے گزر چکے تھے شروع کیا جا سکتا۔ صبح ہوتے ہی الکرداغ کی چوٹی پر کہر اس کثرت سے پڑنی شروع ہوگئی کہ دو گز کے فاصلہ سے بھی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس کہر اور بارش سے روسیوں نے بہت بڑا فائدہ اٹھایا اور روسیوں کی معقول تعداد فوج کی الکرداغ کی گھاٹی کے ناہموار راستوں کو رات کے وقت طے کر کے متفقہ فوج کے دوسرے ڈیویژن دستہ فوج پر آپڑی۔

متفقہ فوج کو اس بات کا بالکل ہی خیال نہیں تھا کہ روسی جو ہر طرف سے شکست پا رہی ہیں یکایک ان پر آپڑیں گی۔ اور صبح ہوتے ہی ان پر یہ بلا نازل ہوگی۔ تمام رات کی تھکی ماندی فوج آندھی اور مینہ کے ستائے ہوئے سپاہیوں نے صبح کو اپنی نہاری کا سامان کیا ہی تھا اور وہ پورے طور سے آگ بھی نہ جلانے پائے تھے کہ یکایک غل مچگیا کہ روسی آگئے۔ فوج فوراً ہی اپنے اپنے ہتھیار سنبھال کے پہاڑی پر دشمن کی تعداد کو اندازہ کرنے کے لئے چڑھ گئی اور باقی فوج دشمن کے

شوق معلوم ہوتا ہی کہ وہ وزیر انگلستان کی زبان سے خود انگلستان کی حکمت عملی کو بش گزار کریں۔
میں اس لئے بیان کرتا ہوں کہ انگلستان کی خاموشی اُسی وقت تک ہے جب تک اس کے مقاصد میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا۔ لارڈ موصوف نے بیان کیا جنہیں ہر ملک سے محبت ہے اور وہ خاص طور سے کسی قوم سے رشتۂ اتحاد نہیں رکھتے ہماری اس حکمت عملی کو خود غرضانہ حکمت عملی کہیں گے۔ ان کی اس نکتہ چینی کو میں قبول کرتا ہوں کہ بیشک یہ خود غرضی ضرور ہے مگر اس میں حبّ وطن اور حبّ قوم کی بھی بو آتی ہے اور یہی ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی حکمت عملی ہے۔
سالہا سال سے عام طور پر یہ بات لوگوں کے دماغ میں بیٹھ گئی ہے کہ اس وقت دنیا میں ترکی کا وجود مثل ایک سایہ کے ہے اور حکومت ترکی محض برائے نام ہے اور اس کا صرف دھندلا سا رہ گیا ہے اور اس کی رعایا بھی مثل فرضی رعایا کے ہے۔ یہ الفاظ اس وزیر اعظم کی زبان کے ہیں کہ جو یورپ میں صلح قائم کرنے کے لئے سلطنتوں کا وزن برابر رکھنا چاہتا ہے مگر اس حال کے تجربہ نے یہ ساری باتیں غلط ثابت کر دیں۔ ترکی نے اپنی جرأت۔ حبّ الوطنی اور

مقابلہ کے لئے میدان میں جمی رہی۔
متفقہ فوج ابھی دشمن کی دیکھ بھال ہی میں تھی کہ اس پر گولہ باری شروع ہو گئی۔ رات کیوقت دشمن کی گولیاں کبھی پہاڑ کی چوٹیوں پر ٹکر کھا کھا کے رہ جاتی تھیں کبھی ان کے پاس آجاتی تھیں۔ کیمپ میں ایک عجیب ہل چل مچ رہی تھی مگر متفقہ فوج کے افسروں کو یہ بات بہت جلد معلوم ہو گئی کہ دشمن کی تعداد اس قدر کم تھی کہ ایک دستہ فوج جس میں صرف ۲۲۰۰ سپاہی ہوں دشمن کو پسپا کر سکتا ہے۔ یہ بات معلوم ہوتے ہی ۰۰۰ے انگریزی اور ۴۵۰۰ فرانسیسی فوج نے ان کے دشمن کا اس وقت تک مقابلہ کیا جب تک لڑائی ختم نہ ہو گئی۔
جب سے زمین پر جنگ و جدال کی بنیاد پڑی ہے یہ لڑائی۔ خونریزی۔ بربادی۔ قتل۔ غارت میں آپ ہی اپنا نمونہ ہے۔ دونوں فوجوں میں لڑائی بڑے زور شور اور جوش کے ساتھ ہوئی مردِ میدان دست بدست کے مقابلہ میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ بزدل اِدھر اُدھر چھپنے کے لئے جگہ کی تلاش میں تھے کبھی کسی کو ناامیدی کا سامنا ہو جاتا تھا اور وہ ایسی ناامیدی کی

فوجی قوت سے یہ ثابت کردیا کہ وہ اس بات کا حق رکھتی ہے کہ یورپ کی دولتوں میں اُسے بھی ایک دولت قرار دیا جائے۔ لارڈ موصوف نے بیان کیا کہ ایک سال ہوا جب ترکی کی آزادی پر مضحکہ اڑایا جاتا تھا اور یہ بیان کیا جاتا تھا کہ ترکی کی آزادی قایم رہنا ایک مضحکہ خیز سوال ہے مگر جنگ اس آزادی کا خواہ کچھ ہی فیصلہ کیوں نہ کرے مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ جنگ کی حالت میں مثل چاند کے تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ پانچ لاکھ آدمیوں کے قتل ہونے نے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ ترکی میں کتنی جان باقی ہے اور اس کے سپاہی بغیر کسی تنخواہ یا صلہ کے کس شوق سے ملک کے لئے جان دیتے ہیں۔ صلح کی نسبت لارڈ موصوف نے یہ فرمایا کہ میں مثل ان لوگوں کے جو بغیر سوچے سمجھے کہدیتے ہیں اپنی رائے ظاہر نہیں کرتا مجھے یاد ہے۔ شہنشاہ روس نے جنگ کے شروع ہونے سے پہلے یہ کہا تھا کہ اس جنگ سے میرا ارادہ یہ ہے کہ عیسائیوں کی آزادی اور ان کے حقوق بحال رکھے جائیں اور شہنشاہ نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مجھے ملک لینے کی ضرورت نہیں ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سلطان المعظم نے اس کے

حالت میں جی توڑ کے حملہ کرنا تھا کبھی غالب مغلوب اور مغلوب کو غلبہ نصیب ہوتا تھا۔ روسی اور انگریزی فوج تازہ دم ہو ہو کے لڑ رہی تھی۔ روسیوں نے اپنی شجاعت کے دکھانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ لڑائی اور حملوں کے ساتھ جوش بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ روسی بٹالین انگریزوں اور فرانسیسیوں کے خطرناک حملوں کے سامنے نہ جم سکی۔ اور اسے پس پا ہونا پڑا اگر پھر بھی کوئی شخص اس خوفناک منظر کو دیکھ کے کسی قسم کی پیشین گوئی نہ کر سکتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں فوجوں میں کون فتحمند ہوگا۔ کہر اور توپ گولوں کے دھوئیں اور گرد و غبار سے یہ نوبت ہوگئی تھی کہ کسی کو یہ نہ معلوم ہوسکتا تھا کہ اس کے تین چار گز کے فاصلہ پر کیا ہو رہا ہے دونوں فوجیں اس تاریکی اور کہر میں اندھا دھند لڑ رہی تھیں۔ قدرتی طور پر زمین کی ناہمواری اور الکرمان کی جانب جہاں یہ خطرناک لڑائی ہو رہی تھی پہاڑیوں کے سلسلہ نے دونوں فوجوں کے لئے رکاوٹیں پیدا کر رکھی تھیں۔ جو لوگ پہاڑ کی بلندی پر تھے انکو نیچے کا حال نہ معلوم ہوتا تھا اور نیچے والے اوپر کے آدمیوں کی حالت دریافت نہ کر سکتے تھے۔

جواب میں عام طور سے اعلان دیا کہ میں عیسائیوں کو کل حقوق جو مجھ سے طلب کئے جاتے ہیں دینے کو موجود ہوں۔ شہنشاہ روسیہ جس قسم کے حقوق میں اصلاح چاہتا ہے مجھے کسی میں بھی عذر نہیں ہے۔ اب خیال کیجے کہ جب دو شہنشاہ اس اعلیٰ قرینہ کے یہ الفاظ اپنی زبان سے نکال رہے ہیں تو کون اس کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ ان میں کسی کا قول غلط ہے۔ ان تمام باتوں پر خیال کرکے میں اس بات کا حکم لگا سکتا ہوں کہ صلح کا ہوجانا ناممکن نہیں ہے مگر ایک مشکل امر یہ دیکھنے کے قابل ہے کہ دونوں ملکوں کا جنگی گروہ صلح ہونا پسند نہیں کرتا۔ کہتے ہیں کہ جنگی افسر شہنشاہ روسیہ پر زور ڈال رہے ہیں کہ جنگ کو جاری رکھا جائے اسی طرح ترکی جنگی تو میں جنگ پر آمادہ ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ فتح کا ہونا شجاعت اور کثرت پر نہیں ہے۔ فتح کا انحصار محض اتفاق اور خوش قسمتی پر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ روسی سپاہیوں نے جو کچھ اپنی دلیری اور جرأت کا نمونہ دکھایا ہے وہ بہت ہی تعریف کے قابل ہے۔ حالانکہ وہ پلونا پر پارہ پارہ کردیئے گئے عثمان پاشا نے مار کے اُن کا بھُرکس نکال دیا مگر پھر بھی ان کے دل نہیں

لڑائی اسی مستعدی اور جوش سے ہوتی رہی اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ روسی فوج نے انگریزوں کی صفوں کو میدان اور جہازی توپوں کی آتش فشانی سے سخت نقصان پہنچا دیا تھا۔ لڑائی جو رات بھر اسی سرگرمی سے جاری رہی تھی اب کچھ کچھ کم ہوچلی تھی۔ اور دوپہر کے وقت جب آفتاب کی کرنوں نے کہر اور تاریکی کو دور کیا تو پہار کی چوٹیوں۔ گڑھوں اور میدان جنگ میں ہزارہا آدمیوں کا ڈھیر پڑا ہوا نظر آنے لگا۔ مقتولین اور مجروحین کی تعداد پانچ چھ ہزار کے ہوگی۔ فریقین کا سخت نقصان ہوا۔ یہ تعداد پانچ چھ ہزار کی ایسی تھی جو ابھی تک میدان جنگ ہی میں پڑی ہوئی تھی جنہیں فریقین نے رات ہی کو میدان جنگ سے اٹھا لیا۔ ان کی کچھ گنتی نہیں مگر متفقہ فوج پر اس لڑائی سے کسی قسم کا ہراس نہ ہوا تھا۔ اور وہ بدستور اپنی فطری جرأت اور استقلال پر قائم تھی۔ مگر تو بھی متفقہ فوج کا نقصان کچھ کم نہیں ہوا۔ انگریزوں کی ۲۴۰۰ آدمی زخمی اور قتل ہوئے سات جرنیل بھی اسی تعداد میں شامل ہیں جن میں تین جرنیل کام آئے اور چار زخمی ہوئے۔ فرانسیسی فوج ۱۷۲۶ آدمی کام آئے اور زخمی ہوئے جنہیں ۱۳۲ افسر تھے۔

نہیں لوٹتے اور وہ برابر اس آمادگی سے حملہ اور جنگ کرتے رہے۔ ایسے ہی استقلال اور شجاعت کا نمونہ ترکی سپاہیوں نے بھی دکھایا جو واقعی داد دینے کے قابل ہے۔ ایسی حالت میں اگر صلح ہو جائے تو طرفین سے کسی کے لئے بھی بے عزّتی کی بات نہیں ہے۔

ہاں گزشتہ ہفتوں سے جنگ کا رنگ کچھ کا کچھ ہو گیا۔ یورپ اور ایشیا میں ایک ہی حالت ہے اور اب شبہہ کیا جاتا ہے کہ آیا ترک بغیر کسی مدد کے اپنے کو بچا سکیں گے یا نہیں۔

لارڈ موصوف کی اس اسپیچ سے سلطان المعظم اور ان کے وزراء کو طمانیت ہو گئی اور ان کا یہ خیال کہ انگریز ہمیں مدد نہیں دیتے بہت کچھ جاتا رہا اور انہیں اس بات کی امید ہو گئی کہ اگر موقع ہوا تو ضرور انگلستان ہماری مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا۔ ۱۸۷۶ء سے جو مخالفت انگلستان میں ترکی کی ہو رہی تھی اور جس کا بانی مبانی سب سے زیادہ گلیڈاسٹون متوفی تھا اس جوش میں ایک قسم کا سکون اور آرام پیدا ہو گیا اور اب انگلستان کی توجہ اس طرف ہو گئی کہ اگر کوئی موقع ہوا تو ترکی کو بچانا چاہئے۔

اس لڑائی کا جو جنگ الکرمان کے نام سے مشہور ہے اس خوفناک نتیجہ۔ خونریزی۔ ہلاکت۔ قتل اور بربادی سے خاتمہ ہوا۔ لیکن پھر بھی وہ غرض جس کے لئے یہ لڑائی ہوئی تھی پوری نہیں ہوئی۔

لڑائی کے شروع میں برٹش ڈیویژن کو روسیوں نے جو شکست دی در حقیقت اگر روسی اس بلندی پر قائم رہتے اور فوج متفقہ کو وہاں سے ہٹا دیتے تو بڑے خطرناک ثابت ہوتے اور اس سے بڑا خوفناک نتیجہ نکلتا۔ اور متفقہ فوج کی وہ بہادری جو دن نکلتے ہی الکرمان کے آدمیوں پر ظاہر ہوئی کسی کو معلوم نہ ہوتی۔

ابھی اس خوفناک جنگ کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ ان فوجوں کو جو بحر اسود کے کنارے اور جہازوں پر موجود تھیں ایک اور قسم کے دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا۔ یعنی جاڑوں میں بحر اسود کی سختی۔ تاریکی۔ سردی کی شدت۔ ہوا کا زور شور۔ اور لہروں کے جوش سے بالکل اس طوفان کا مقابلہ کر رہا تھا جو ۱۴ نومبر ۱۸۵۴ء کو بحر اسود میں آیا تھا۔ اس فوج کو سخت تکلیف ہوئی ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ بہت مال ضائع ہوا سینکڑوں کا تجارتی مال برباد ہو گیا۔

لارڈ سیلیفیلڈ کی اس اسپیچ سے مسٹر گلیڈ اسٹون کے مرچیں لگ گئیں اس نے فوراً ایک جلسہ منعقد کیا اور لارڈ موصوف کی بڑے زور شور سے تردید کی۔ متوفی گلیڈ اسٹون نے کہا "یورپ کے امن کا دار و مدار صرف اسی پر ہے کہ ترکی کو بالکل پیس ڈالا جائے اور اس کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ بارہ مہینے ہوئے آسٹریا اس بات پر رضامند ہوگئی تھی کہ جنگی جہازی بیڑوں سے قسطنطنیہ پر حملہ کیا جائے اور چاروں طرف سے اسے گھیر کے پیس ڈالا جائے ترکی اپنے ایشیائی سپاہیوں سے یورپ میں جنگ کر رہے تھے پندرہ مہینے ہوئے میں نے یہ رائے دی تھی کہ یورپ کے جہازی بیڑے ترکی ایشیا اور ترکی یورپ میں جا کے حائل ہو جائیں اس وقت ترکی اپنا ہاتھ اونچا نہ کر سکے گی اور وہ ایک ہفتہ بھی جنگ جاری نہ کر سکے گی۔ اطالیہ نے یہ کہدیا تھا کہ ہم جرمنی کے ساتھ ہوں۔ رہا فرانس وہ بھی اس کے خلاف نہ تھا مگر انگلستان کچھ تذبذب سا ہو کے رہ گیا۔ میری تو یہ رائے ہے کہ ترکی کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے جائیں اور اسے وہی سزا دی جائے جو ایک قاتل کو دی جاتی ہے مگر افسوس ہے کہ یہ بدقسمت بوڑھا اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا"

صدہا جہاز اور کشتیاں ڈوب گئیں ان لوگوں کو جو لڑائی کی ضرورتوں کے لئے کمپ میں پڑی ہوئی تھی سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ پہلے تھوڑی تھوڑی ہوا چلی اور مینہ برسنا شروع ہوا مگر رفتہ رفتہ اس مینہ اور آندھی نے طوفان کو مات کر دیا اور تمام کمپ میں کھلبلی مچگئی۔ ان کے پاس جس قدر ضروری سامان موجود تھا وہ سب خراب ہوگیا۔

وہ لوگ جو اپنی ڈیوٹی سے کمپ میں واپس آئے انہوں نے اپنے خیموں اور سامانوں کو اصلی حالت میں نہ دیکھا۔ تھکے ماندے سپاہیوں کو آرام کے لئے کہیں جگہ نہ ملی۔ شفاخانوں کے خیمے اکھڑ کے جا پڑے۔ بیمار اور زخمی اس طوفان میں بے پناہ پڑے رہے۔ کثیر تعداد غلہ اور سامان کی جو کمپ میں موجود تھے ضائع ہوگئی۔ عام رسل و رسائل مقام بالک لو سے بند ہوگئی۔ چھکڑے گاڑی اور گھوڑوں کو سیدھی سڑک پر چلنا دشوار ہوگیا خشکی میں فوج پر جو جو مصیبت اور تکلیف ہوئی اس سے زیادہ سمندر میں فوج کو نقصان اٹھانا پڑا۔ طوفان سے ۳۰ کشتیاں بالکل ٹکڑے ٹکڑے اور درجنوں ناقابل استعمال ہوگئیں۔ فوجی سامان جو ان کشتیوں میں تھا بالکل تلف ہوگیا

وہ بہت کچھہ اپنی قوم اور گورنمنٹ کو جوش دینا چاہتا تھا۔ مگر عاقل وزرائے انگلستان اپنی سیاسی پیچیدگیوں کی وجہ سے اس بوڑہے جوشیلے وزیر کی باتوں پر بہت کم توجہ کرتے تھے۔
ساتویں نومبر گلاسگو میں مارکیو اس ہارٹنگٹن نے ترکی اور روس کے متعلق ایک بڑے معرکہ کی اسپیچ دی لارڈ موصوف کی اسپیچ بہ نسبت گلیڈ اسٹون کے نہایت معتدل اور نرم تہی انہوں نے بیان کیا کہ دولت انگلستان نے اگرچہ اب تک غیر طرفدارانہ حکمت عملی پر عمل کر رکہا ہی لیکن یہ امر مشتبہ ہے کہ ہمیشہ اس کی یہی حکمت عملی رہے گی یا نہیں مجھے امید ہی کہ جب صلح ہو جائیگی تو انگلستان دول یورپ کے ساتھ ہو کے کچھہ ایسا باقاعدہ انتظام کر دیگا کہ آیندہ کسی قسم کی ایسی بات نہ ہونے پائے گی جس سے بربادی۔ جنگ اور کرب و بلا نمونے دکہائے جائیں۔

پانچواں باب

پلونا کی حالت اور مختار پاشا کی ایشیا میں لڑائیاں

اور متفقہ فوج کے جنگی بیڑہ کو اس طوفان نے بہت نقصان پہنچایا۔
متفقہ فوج ایک جہاز ایچ۔ ایم۔ ایس ٹمس نامی ایک دوسری کشتی کو جس میں سامان رسد بار تہا پہنچانے کے لئے جا رہی تہی۔ اسی کشتی سے ٹکر کہا کے ٹوٹ گئی۔ ایک دوسرا جہاز ایچ ایم۔ ایس میئرسل نامی کے بہی بادبان ٹوٹ گئے تہے اور عنقریب تہا کہ کنارہ سے ٹکرا کے پارہ پارہ ہو جائے مگر اس میں اسٹیم اس قدر موجود تہا کہ اس نے اس کو کنارہ سے نہ لگنے دیا اور بچ گیا۔ مصری جنگی جہازوں کی ایک پوری لائن اس طوفان سے برباد ہو گئی۔ وہ جہاز اور کشتیاں جو سمندر میں جانب جنوب لنگر انداز تہیں بالکل برباد ہو گئیں۔
یہ طوفان متفقہ فوج کے لئے طرح طرح کی مصیبتوں کا پیش خیمہ بن گیا کیونکہ جب طوفان کچھہ کم ہوا تو برف باری شروع ہو گئی جس نے کیمپ میں سپاہیوں کے بیٹھنے تک کو جگہ نہ چہوڑی وہ ریتیلے میدان کہ جو اس طوفان سے پہلے بالکل خشک نظر آرہے تہے اُن کو برف کے پانی نے دلدل بنا دیا۔ اور بجائے اس کے کہ زخمی۔ بیمار اور تھکے ماندے سپاہی اس خوفناک طوفان کے

اس وقت پلونا چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تھا تو بھی عثمان پاشا ابھی شکستہ دل نہ ہوئے تھے اور وہ اسی خوشی اور اعلیٰ تدبیری سے اپنے مقام کی حفاظت کئے چلے جاتے تھے۔ جب رومانی نوجوں نے گری ویلکا کے پشتہ کو اڑانے کی ناکامیاب کوشش کی تو انہیں ۱۹ اکتوبر کو تین مسلسل مورچے یکے بادیگرے معلوم ہوئے۔ جن مورچوں سے ایک منٹ میں ۲۰ ہزار فیر بندوقوں کے ہوتے تھے یہ ایک عجیب بات تھی کہ اس صورت میں بھی وہ قلعہ ترکوں سے لے لیا گیا مگر یہ محض ناممکن تھا کہ ایک بڑی سے بڑی قوت بھی اس پر قبضہ رکھ سکتی۔

روسیوں کو اس بات کا اطمینان تھا کہ ہمارے دشمن کو قحط سب سے زیادہ ستا رہا ہے اور آسانی سے قحط کی مدد سے اس پر قابو پالیں گے۔ عثمان پاشا کو اس خطرہ سے پہلے ہی اطلاع ہو گئی تھی اور انہوں نے محض دوراندیشی سے قلعوں کا ایسا سلسلہ ڈال دیا تھا جس سے صوفیہ سے باسانی آمدورفت ہو سکے۔ روسی اس سلسلہ کو اچھی طرح دیکھ رہے تھے۔ مگر ماہ اکتوبر کی کامیابیوں نے انہیں مختلف مقامات پر قبضہ دیدیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ختم ہونے پر آرام سے بیٹھنا انہیں اسی دل دل میں اپنا وقت گزارنا پڑا۔

متفقہ فوج اس بربادی سے روسیوں نے بڑا فائدہ اٹھایا اور وہ ۶۰۰۰ پیدل اور ۱۲ توپیں لیکے یوپی ٹوریا کی طرف بڑھ آئے۔ روسیوں کی اس پیش قدمی کا بڑے جوش سے مقابلہ کیا گیا۔ جنگی بیڑہ جہاز نے جو لفٹنٹ موڈ کی ماتحتی میں تھا روسیوں کے حوصلے پست کردیئے اور متواتر گولہ باری سے ان کو سنبھلنے کی نوبت نہ آنے دی۔ اور بالآخر روسیوں کو سخت نقصان کے بعد پیچھے ہٹنا پڑا۔ روسیوں کی فوج میں سے ایک سو آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔

۱۸۵۴ء کے شروع میں جب برٹش فوج انگلینڈ سے روانہ ہونے لگی ہے تو بعضوں کا یہ خیال تھا کہ انہیں صرف کریمیا کی سردی برداشت کرنی پڑے گی اور کسی کو اس بات کا سن گمان بھی نہ تھا کہ ایسے خشک موسم میں ان پر طوفان کی بلا نازل ہو جائے گی۔ اس پر بھی جس بہادری سے انہوں نے اپنے دشمن کے مقابلہ میں گزشتہ فتوحات کے اثر کو قایم رکھا اور جس خندہ پیشانی سے وہ تمام تکالیف جو ان پر سردی کے موسم میں پڑیں برداشت کیں قابل تعریف ہیں۔

ترک پلونا میں روز بروز کمزور ہوتے جاتے تھے اور روسی چیرہ دست - تو بھی یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ عثمان پاشا کو اس قسم کے محاصرہ کی مطلق پرواہ نہ تھی وہ اپنے ساتھ ایسی زبردست ترکوں کی فوج رکھتے تھے کہ جو آخر دم تک لڑنے کے لئے آمادہ تھی -

یہ عام خیال تھا کہ اگر عثمان پاشا نے پلونا کو آئندہ موسم بہار تک قابو میں رکھا تو جنگ کی حالت دگرگوں ہو جائے گی مگر فی الحال یہ بات محال معلوم ہوتی تھی - کیونکہ عثمان پاشا کے ماتحت جتنے ترکی افسر تھے ان سب کا دل ٹوٹ گیا تھا - اور سب اطاعت کرنے کے لئے آمادہ تھے - روسی اپنے کام سے غافل نہ تھے وہ برابر اپنے کو اور قوی بناتے جاتے تھے - انہوں نے بکثرت مورچے تیار کر لئے تھے اور وقت کے منتظر تھے - نومبر کے آغاز میں روسی فوجوں کی حالت بہت اعلیٰ درجہ کی ہو گئی تھی - محاصرہ کی قطاریں ۳۰ میل تک برابر پھیلی ہوئی تھیں - یہ فوجیں جو پلونا کا محاصرہ کئے ہوئے پڑی تھیں ان کی تعداد ایک لاکھ ۲۰ ہزار سے کم نہ تھی - اس کے علاوہ اور فوج علیحدہ تھی جو اس فوج کو مدد دینے کے لئے پڑی ہوئی تھی مگر عثمان پاشا کا

اس بیچاری - طوفان اور آفتوں میں بھی شفقت فوج اپنی کوششوں میں سست نہ ہوئی اور ۱۸۷۷ء کے آغاز میں بھی کچھ تھوڑے سے تغیر و تبدل کے بعد محاصروں کی تعداد بڑھنی شروع ہو گئی -

اسی زمانہ میں روسیوں نے یوپی تورباپر حملہ کر دیا - مگر روسیوں کے اس مقام کو فتح کرنے سے قبل ترکی فوج نے جس کی کمان عمر پاشا کر رہے تھے اس مقام پر قبضہ کر لیا - ۱۸ فروری کی صبح کو روسیوں سے اس مقام پر لڑائی ہوئی - لڑائی بڑی سخت اور خطرناک ہوئی - فروری کے مہینہ میں صبح کے وقت روسی سپاہی کالی کالی وردیاں پہنے ہوئے بڑی تعداد میں ہر جگہ نظر آرہے تھے مگر ترکی سپاہیوں کے مقابلہ میں اپنی جان نہ بچا سکے - روسیوں کو ترکوں کے گولوں اور متواتر حملوں نے کہیں پناہ نہ لینے دی اور آخر کار وہ پسپا کر دیئے گئے -

ترکوں کو کیلافت - شیپکل - الٹی نیئرا اور سلسٹریا کے واقعات ابھی تک بھولے نہیں تھے اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ بڑے بڑے قابل اور لاثانی جرنیل ہماری افسری کر رہے ہیں اس لئے پورے

دم خم بھاکہ انہیں اس کثیر فوج کی مطلق پروانہ تھی اور وہ برابر اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ بڑی مصیبت ترکوں کے لئے یہ تھی کہ سامان خورونوش اور سامان حرب کی آمدنی کے ذرائع بند ہوگئے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ تمام سلطنت میں شایستہ فوجوں کا کال تھا کیونکہ آخر اکتوبر قسطنطنیہ میں جتنی فوجیں آئیں وہ یک لخت محکمہ جنگ کے پاس روانہ کردی گئیں تاکہ انہیں قواعد سکھائی جائے اور وردیاں دیدی جائیں۔

ان رنگروٹوں میں زیادہ تر ادھیڑ عمر کے لوگ تھے اس سے معلوم ہوتا تھاکہ ترکی آبادی کا نوجوان حصّہ اب تک بہت کچھ کام آچکا تھا۔ پلونامیں جو مجروح سپاہی تھے ان کی حالت بہت ہی خطرناک تھی مریض اور مجروح نہایت ہی ناپاک اور غلیظ جھونپڑیوں میں رکھے گئے تھے۔ ڈاکٹر اس قدر کافی نہ تھے کہ سب کی تیمارداری آسانی سے کرسکتے۔ ایک بیچارہ ڈاکٹر رائٹن آئرش سرجن تھا جو ترکی فوج میں ملازم تھا مگر تنہا آدمی کیا کرسکتا۔ اس کی مدد دینے کے لئے اور کوئی شخص نہ تھا نہ اس کے پاس زخموں پر پٹیاں باندھنے کا سامان تھا نہ کلوروفارم نہ اور قسم کی ادویات تھیں۔ صرف ایک اسپتال تھا جو

بھروسے اور استقلال کے ساتھ دشمن پر حملہ کرتے تھے اور ہر حملہ میں ان کو پس پا کرنیکی پوری کوشش کررہے تھے۔ توپخانہ نے ہر جانب سے روسیوں پر آگ برسا رکھی تھی۔ عمر پاشا اسی گرم بازاری میں دشمن کی تعداد کی جانچ کے لئے بار بار میدان میں نکل آتے تھے۔ روسی ابتدائی حملہ میں تین مورچوں پر جو مقام یوپی لوڑیا کے پہلو میں واقع تھے قبضہ کرچکے تھے مگر ترکی رسالے نے بڑے زبردست حملے کرکے ان میں سے ایک مقام کو فتح کرلیا اور اسی طرح پیدل سپاہ کا دوسرے مقام پر قبضہ ہوگیا۔ جن ترکوں کے پاس رائفلیں موجود تھیں وہ ہلال کی صورت میں پرا جمائے ہوئے تھے جس سے حلقہ اور انکی قطاریں دو چھوٹی چھوٹی جھیلوں تک جو یوپی لوڑیا کے شمال و جنوب میں واقع تھیں پھیل گئی تھیں اسی طرح آٹھ یا دس توپخانے فوج کے سامنے نصب کردیئے گئے تھے۔

فوج سلح کو اس صورت سے نہایت قوی اور مضبوط کردیا گیا تھا۔ پہلے پہل روسیوں نے ترکوں کے قلب لشکر پر گولہ باری شروع کی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے قلب لشکر کو چھوڑکے جانب چپ جہاں ترکی فوج یونانی مقبرہ کے قریب جو یوپی لوڑیا کے باہر واقع تھا جمع تھے لڑائی شروع کردی۔

بہت چھوٹا سا تھا اور جس کی روزانہ اموات کی اوسط ۳۰ ہتی۔ سات ہزار پانسو مجروحین پلوناسے انگریزی مقام ارکھینا میں پہنچے۔ یہاں ان بیچاروں کی مرہم پٹی ہوئی اور کسی قدر آرام ملا بہت سے مجروحین ہفتوں سے بے مرہم پٹی پڑے ہوئے تھے۔ جب انگریزی ڈاکٹروں نے یہ دیکھا تو وہ ارکھینا سے پلونا میں آئے اور چاہا کہ پلونا کے مجروحین کی مرہم پٹی کریں مگر عثمان پاشا نے ان کی مدد سے انکار کردیا اور انہیں پلونا میں داخل نہ ہونے دیا۔

دوسرے روز چند انگریزی سرجن پلونا میں پہنچے ان میں سے ایک کا نام ڈاکٹر لونڈ فورا اور اسکا سکریٹری کپتان فوری سٹ تھا وہ لشکرگاہ میں ٹھیر گئے اور عثمان پاشا کو ملاقات کے لئے پیغام بھیجا آخر انہیں عثمان پاشا نے بلایا اور یہ کہا کہ آپ واپس جائیے مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر فور نے بیان کیا کہ میں تمام شفاخانوں کو دیکھ آیا ہوں اور تمام مریضوں کی کیفیت لکھ لایا ہوں آپ سے ملاحظہ فرمائیے۔ مریضوں اور مجروحین کی بہت بری حالت ہے۔ عثمان پاشا نے کہا مجھے یہ ساری کیفیت معلوم ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ کل مجروحین کو میں صوفیہ بھیجدوں۔ ڈاکٹر فور نے کہا کہ یہاں سے

یہ دیکھ کے ڈیلو میں۔ کورا کو اجنگی جہازوں اور ویسیرکون بوٹ کو معہ چند اور چھوٹے چھوٹے ترکی جہازوں کے ترکی فوج کے شمال وجنوب میں امداد کے لئے بھیجدیا گیا جنھوں نے اپنی گولہ باری سے جو ترکی فوج کے اوپر سے ہو ہوگئی روسیوں کے لشکر میں جارہی تہی تہلکہ مچادیا۔ دو گھنٹے تک لڑائی بڑے زور شور سے ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا روسیوں نے یہ دیکھ کے ترکوں کی فوج جانب راست لیوپی لوٹریا کے جنوب میں تعینات تہی فوج پیادہ سے حملہ کردیا۔ ترکوں نے اس حملہ کی کچھ پروانہ کی اور روسیوں کی فوج کو آگے بڑھ آنے دیا اور جب ۷۰ یا ۸۰ گز کے فاصلہ پہ فوج آگئی اس وقت وہ حملہ آور ہوئے اور اب دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔

اگرچہ ترکوں کے پے درپے حملہ کرنے سے روسیوں کے پیر اکھڑ چکے تھے مگر روسی سپاہ سالاروں نے نہایت پہرتی سے اور تازہ دم فوج مدد کو بھیجدی اور مقابلہ میں ترکوں نے جی ہارنا شروع کردیا تھا اور ترک بہت پیچھے ہٹ آئے تھے مگر عثمانی خون یکایک جوش میں آگیا اور ترکوں نے نہایت جرأت کے ساتھ گولیوں کا مینھ برسا کے انہیں پیچھے ہٹا دیا۔

صوفیہ کا راستہ چھ دن کا ہے مجھے امید نہیں ہے کہ اتنی بڑی مسافت میں مجروحین یا مریض بچ سکیں گے۔ عثمان پاشا اس سے رنجیدہ خاطر ہوئے اور کہا کہ میں آپ کی رائے پر نہیں چلنا چاہتا مجھے پلونا میں انگریزی ڈاکٹروں کی خدمات کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ ایسی ہی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو صوفیہ چلے جائیں۔ ڈاکٹر فورڈ نے جواب دیا کہ اگر آپ نے اس صورت سے ان مجروحین کو چھ دن کے فاصلہ پر بھجوا دیا تو تمام یورپ میں تہلکہ مچ جائے گا کہ اس سے زیادہ وحشت کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کے ڈاکٹر فورڈ چلے آئے۔ اگرچہ عثمان پاشا کے صاف جواب دینے سے وہ بالکل مایوس ہو گئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے ترکی افواج کے کمانڈر انچیف سے اپیل کی اور جو کچھ عثمان پاشا سے گفتگو ہوئی تھی وہ ساری اس میں درج کر دی۔

ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ جس وقت عثمان پاشا نے مریضوں کو صوفیہ روانہ کیا ہے میں موجود تھا سب سے پہلے ایک ہزار مجروحین روانہ ہوئے۔ ستم رسیدہ سپاہی رحم اور مدد کے لئے اپنے ہاتھ پھیلاتے تھے اور چاروں طرف سے نالہ و بکا کی صدائیں بلند تھیں۔ یہ سب کچھ تھا مگر عثمان پاشا انہوں ہی

اسمٰعیل بے نے یہ حالت دیکھی تو رومالیا کی ساتویں رجمنٹ اور رسالے کے چند سپاہیوں کو جو سکندر زکی کے ساتھ تھی لیکے ترکوں کی مدد کو آپہنچے اور دشمن کی راہ بند کر دی۔ روسیوں کو اس جنگ میں کسی قسم کی مدد نہ پہنچ سکتی تھی تمام راستے بند تھے مگر تو بھی روسی فوج خوب جی کھول کے لڑی اور آخر کار انہیں ہزاروں کا نقصان اٹھا کے میدان چھوڑنا پڑا۔

یہ شکست ایک انقطاعی شکست تھی جس کے بعد روسیوں نے نہ اپنے حملہ کو از سر نو قائم کیا اور نہ کسی پیادہ فوج سے حملہ آور ہوئی۔ روسی توپخانوں نے البتہ ترکوں کے قلب لشکر پر گولہ باری کی مگر اس سے کوئی فائدہ انہیں نہیں پہنچا۔ ہر چند کہ روسیوں کو اس گولہ باری سے کوئی فائدہ ہوا تھا مگر ترکوں کو اس سے سخت نقصان پہنچ رہا تھا اور اس لئے روسیوں کے ایسے بڑے توپخانے کے مقابلہ پر فوج کے ساتھ انگریزی - فرانسیسی اور ترکی توپوں اور جنگی بیڑے کی بھی ضرورت ہوئی اور متفقہ بیڑۂ جہازات نے روسی توپخانوں پر جنگی کمان جنرل کیسر ملی کے ہاتھ میں تھی گولہ باری کر کے انہیں پس پا کر دیا۔ اور بالآخر روسی سپہ سالار نے اپنی فوج کو واپس ہٹا لیا

خیال پر اصرار کر رہے تھے۔
ڈاکٹر فور کے چلے آنے کے بعد ڈاکٹر اسٹوک معہ اپنی ادویات کی گاڑیوں اور سفری شفاخانہ کے پلونا پہنچا عثمان پاشا نے انہیں اطلاع دی کہ پلونا میں آپ کی کچھ ضرورت نہیں ہو اگر آپ لیجا سکیں تو مریضوں کو اپنی گاڑیوں میں بٹھا کے صوفیہ پہنچا دیجے۔ اور مقامات پر انگریزی ڈاکٹروں کا ترکوں نے بڑا خیر مقدم کیا اور بہت ہی ممنونی سے اُن کی خدمات کو قبول کیا۔
عثمان پاشا کے خیال میں یہ بات تھی کہ ہر سپاہی لڑنے کی ایک کل ہوتا ہے اور جب وہ بیکار ہو گیا تو اس کی جگہ فوراً دوسرے کو لے آنا چاہیے مگر یہ خیالات غالباً ولایت کے اخباروں کی نامہ نگاروں کے ہیں۔ عثمان پاشا ایک نہایت روشن ضمیر سپاہ سالار تھے ممکن ہے کہ خاص وجوہات ایسی ہوں جن سے انھوں نے انگریزی ڈاکٹروں کی مدد سے انکار کر دیا ہو۔
لندن ٹائمس کا دوسرا نامہ نگار لکھتا ہے کہ عثمان پاشا کی توجہ زیادہ تر اسی بات پر مبذول تھی کہ جہاں تک ہو سکے اپنی جنگی حالت کی نگرانی کریں کیونکہ سامان خورد و نوش اس قدر نہ رہا تھا کہ

اور اس وقت سے تمام لڑائی میں یورپی توڑ پا پر حملہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔
اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک سخت جانکاہ حادثہ پیش آیا جس نے تمام یورپ کو متحیر کر دیا اور وہ شہنشاہ نکولس کی وفات تھی جو ۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو واقع ہوئی۔
شہنشاہ نکولس کی وفات کے بعد الکزنڈر ثانی جو باعتبار جنگی قابلیتوں کے با اثر آدمی تھا تخت نشین ہوا۔ الکزنڈر کی تخت نشینی کے اعلان نے لڑائی کے موقع پر اپنا پورا اثر کیا۔ اور لڑائی میں ایک نئی روح پھونکدی۔ اسی زمانہ میں سوستپول کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے شروع ہو گیا۔ اور متفقہ فوج اس محاصرہ میں اپنی جنگی قابلیتوں کو دکھانے لگی۔ سرہیدیان کنٹمنٹ کو مدد کے لئے بلایا گیا فرانسیسی کمانڈر انچیف کو بدل دیا گیا۔ مستعفی جنرل رابرٹ کی جگہ مارشل پلیسیر مقرر کئے گئے جنکی جنگی قابلیتیں اس قدر مشہور تھیں کہ ان کی تقرری سے عام خیال ہو گیا تھا کہ سوستپول بہت جلد متفقہ فوج کا قبضہ ہو جائیگا۔ ان ہی تیاریوں میں مئی کا مہینہ شروع ہو گیا اور اسی مہینہ کی ۲۲ اور ۲۳ تاریخ کی شب میں فرانسیسی فوج نے روسیوں کی کمین گاہ پر جو قلعہ وسطی کے مقابل میں

رجمنٹوں کو دیا جاتا اس لئے عثمان پاشا نے حکم دیا کہ انہیں پلونا سے باہر لیجاؤ اور انکے ساتھ ڈاکٹر بھی روانہ کئے۔ اپنے خیال میں عثمان پاشا یہی سمجھتے تھے کہ کوئی کام ایسا نہ ہو جس سے عثمانی قوم کو نقصان پہنچے اور جہاں تک ممکن ہو خواہ کتنے ہی آدمی ضائع ہو جائیں عثمانی عظمت کو برقرار رکھا جائے۔ اگر مجروحین پلونا میں رکھے جاتے تو اس میں شک نہیں کہ تندرست فوج کو نقصان پہنچتا۔ عثمان پاشا کی جرأت اور دلیری کی تمام دنیا نے تعریف کی جب انہوں نے یہ بیان کیا کہ اگر روسیوں نے ترکی مجروحین کو پلونا سے باہر نہ نکلنے دیا تو میں ایک زخمی ترک کو بھی زندہ نہ رہنے دونگا۔ بظاہر یہ حکم توفی الواقع ایک وحشت کا حکم معلوم ہوتا ہے مگر یہاں حکمت کا وہ مقولہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر جسم کا ایک عضو بیکار ہو جس سے جسم کا اور حصہ خراب ہونے کا خیال ہو تو اس عضو کو کاٹ ڈالنا چاہیے اس میں شبہ نہیں کہ اگر کل مجروحین پلونا میں رکھے جاتے تو عثمان پاشا چند روز بھی نہیں لڑ سکتے تھے ان کی تندرست فوج مریض ہو جاتی اور پھر انہیں بغیر ایک عظیم خونریزی کے جو انہوں نے بعد ازاں کی۔ پہلے ہی سے ہتیار ڈالنے پڑتے۔

سب سے آخر واقع ہی حملہ کر دیا۔ روسیوں نے اس حملہ کا نہایت دلیری سے جواب دیا۔ لڑائی بڑی خطرناک ہوئی۔ جس میں کئی مرتبہ فرانسیسی غالب ہوئے اور کئی مرتبہ روسی۔ صبح ہوتے ہی متفقہ فوج ملاکان موروچوں پر حملہ آور ہوئے اور ایک بڑی لڑائی اور نقصان کثیر کے بعد روسیوں کو مغلوب کر دیا گیا۔ فرانسیسوں کے چھ سو آدمی کام آئے اور ۲۰۰۰ زخمی ہوئے اسی طرح روسی فوج میں ۱۵۰۰ آدمی قتل ہوئے اور ۶۰۰۰ زخمی ہوئے۔ اس فتحمندی کے دو روز بعد متفقہ فوج نے تکرسیتا کی بلندی پر قبضہ کر لیا جہاں ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی گئی۔

متفقہ فوج کو آزوسمندر کے کنارے اس سے بھی زیادہ کامیابی ہوئی۔ ۲۲ مئی کو انگریزی اور فرانسیسی جنگی بیڑہ جہازات ادمیرل سرائے لائن وادمیرل بروٹ کے ہمراہ معہ ۱۵۰۰۰ فوج اور توپخانہ کے پانچ بیڑوں کے جنگی کمان جنرل سر جارج براون کر رہے تھے۔ سوسیتپول سے مقام کرچ کو روانہ کر دیئے گئے۔ جہاں یہ تمام فوج ۲۴ تاریخ کی صبح کو پہنچ گئی۔

بیڑہ جہاز بڑی پھرتی سے مقام کیش تک پہنچ گیا جہاں دشمن معہ اپنی بڑی بڑی توپوں کے پڑا ہوا تھا

جب انگریزی ڈاکٹر پلونا میں آئے ہیں تو عثمان پاشا نہایت ہی مہربانی سے پیش آئے اور انکنے یہ کہا کہ میں آپ سے مل کے بہت خوش ہوا اور اگر آپ محض انسانیت اور رحم کا خیال کرکے میرے مجروحین سپاہیوں کا علاج کرنے آئے ہیں تو صوفیہ میں آپ کو علاج کرنے سے کوئی بات مانع نہیں اسکتی۔ میں نے صوفیہ میں مجروحین اور مریضوں کا قیام مقرر کیا ہے مہربانی کرکے آپ وہیں تشریف لیجائیے اور ان کا مستقل علاج کیجے اور جو مجروحین میں نے پلونا میں رکھہ لئے ہیں ان کے علاج کے لئے میرے پاس ڈاکٹر کافی ہیں۔ کچھہ عثمان پاشا پر منحصر نہیں ہے بلکہ دنیا کے بڑے بڑے سپاہ سالاروں کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک جنگ عظیم کے بعد جتنے مجروحین ان کے پاس ہوتے ہیں انہیں وہ باہر بہیجدیتے ہیں۔ جن مجروحین کو عثمان پاشا نے صوفیہ بہیجا تھا اس میں بہت سے مرگئے اور اکثر اچھے ہوگئے۔
اس وقت پلونا کے قلعہ میں عثمانی فوجوں نے جاڑے کی وجہ سے جہونپڑے ڈال لئے تہے مگر حالانکہ ان پر بے انتہا مصیبتیں اور سختیاں پڑچکی تہیں سامان رسد بند ہوگیا روسیوں کی فوج نے چاروں طرف سے گھیر رکہا تھا مگر پہر بہی ان کے جوش۔ اولوالعزمی اور غمخواری کی وہی کیفیت تہی

اس مقام پر کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی اور متفقہ فوج کا جنگی بیڑہ بلندیوں پر چڑہ گیا اور وہاں سے کرچ اور ینیکل مقامات کی طرح روانہ ہوگیا۔
روسیوں کی فوج جن کے پاس قریب پچاس توپوں کے موجود تہیں متفقہ فوج کی اس پہرتی سے بالکل حواس باختہ ہوگئی۔ اور ان کو سوائے اپنے قلعوں کو چہوڑنے اور بہاگ جانے کے کچہہ نہ بن پڑا۔ متفقہ فوج نے روسیوں کے تین اسٹیمر اور چند چہوٹے چہوٹے جہاز بالکل برباد کردیئے اور بہت سا سامان رسد اور سامان جنگ لوٹ لیا۔ اس طرح آزو سمندر کے درمیانی حصہ پر متفقہ فوج پر پورا قبضہ ہوگیا۔
پہر متفقہ فوج کرچ اور ینیکل پر قبضہ کرنے کے بعد گینیچی کی طرف بڑہی۔ اس مقام پر بہت سے ملاح اور بحری سپاہی اتار دیئے گئے جنہوں نے روسی فوجوں کو نکال دیا۔ اور سامان رسد کی بہری ہوئی کشتیاں اور ان کے ڈپو اور جہازات جو غلہ اور سامان رسد سے بہرے ہوئے تہے برباد کردیئے۔

بارش نے انہیں بہت کچھ تکلیف دی تھی راستے خراب ہو گئے تھے سپاہیوں کی جھونپڑیاں ٹپکتی تھیں سردی علیحدہ پریشان کئے دیتی تھی مگر پھر بھی یہ ارادہ کے پورے جنگ اور انقطاعی جنگ کرنے کے لئے آمادہ تھے۔

اس مصیبت اور پریشانی میں روسیوں کی توپوں کے گولے پڑ رہے تھے اور کچھ نہ کچھ نقصان روزمرہ پلونا کی فوج میں ہوتا رہتا تھا۔ بعض اوقات لاشیں اس قدر اکٹھی ہو جاتی تھیں کہ انہیں دفن کرنے کی نوبت نہ آتی تھی اس لئے پلونا کا کرہ باد بدبو سے بھرا ہوا تھا۔ روسی سپاہیوں کے مردہ اجسام ہر طرف بالکل برہنہ پڑے ہوئے تھے اور انہیں سپاہیوں کی وجہ سے مرض کے پھیلنے کا سخت اندیشہ تھا روسیوں نے عثمانیوں سے درخواست کی کہ ہمارے مُردوں کو دفن کردیں۔ عثمان پاشا نے لکھ کے بھیج دیا کہ ہم تمہارے مُردوں کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ غرض ایک عجیب قیامت خیز واقعہ تھا کہ جس کے پڑھنے اور لکھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

یورپ میں عثمان پاشا کی یہ حالت تھی مگر ایشیا میں مختار پاشا بہ نسبت عثمان پاشا کے کسی قدر بہتر

---

۲۶ تاریخ کو یہ فوج بڑدیایک کی طرف بڑھی اور یہاں بھی روسیوں کے چار جہازوں کو بالکل برباد کر دیا اور بہت سے گودام منہدم کر دیئے گئے۔ دوسرے دن متفقہ فوج خلیج ارآبیٹ پر پہنچی مگر یہاں اس کو دشمن کا کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ مگر پھر بھی متفقہ فوج نے روسیوں کے قلعوں پر گولہ باری شروع کر دی اور ایک گولہ سے قلعہ کے تمام میگزین کو اڑا دیا۔ ان چار روزوں میں روسیوں کے چار جنگی جہاز اور کثیر تعداد غلہ سامان خورد و نوش اور ۲۴۰ کشتیاں جن میں عساکر فوج کریمیا کے لئے سامان رسد بھرا ہوا تھا غارت ہو گئیں۔

۶ جون کو دوپہر کے بعد پھر سوسٹپول پر گولہ باری شروع کی گئی ۱۴۰ انگریزی توپوں اور تین سو فرانسیسی بیٹریوں نے ایک دم سے آگ برسانی شروع کر دی۔ جن کی خوفناک آوازیں کان کے پردے پھاڑے ڈالتی تھیں۔ پہلے تین گھنٹوں میں متفقہ فوج کی گولہ باری کا روسی برابر جواب دیا کئے۔ مگر اس وقت روسی فوجوں میں زیادہ جوش سے کام نہ لیا جا رہا تھا بلکہ وہ بطور جنگ مدافعت کے متفقہ فوج کی توپوں کا جواب دے رہے تھے۔

حالت میں تھے۔ مختار پاشا کی حالت میں اگرچہ روز بروز تنزل ہوتا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ
ارادہ کا پورا یہ سمجھے ہوئے بیٹھا تھا کہ جن بلندیوں پر ابھی اُس قابض ہوں یہاں روسیوں
کو کبھی دخل نہ لینے دوں گا۔ اور خواہ کیسا ہی زبردست حملہ کیوں نہ ہو میں
روسیوں کو پسپا کردوں گا۔

روسیوں نے ۴۔ نومبر کو ترکوں پر حملہ کرنے کے لئے بہت بڑی تیاری کی۔ اس وقت روسیوں کی
تمام کوہ قافی فوجیں ایک جگہ جمع ہوگئی تھیں۔ مختار پاشا کے پاس میدانی توپیں بہت کم تھیں
صرف ساٹھ توپیں تھیں جن میں سے ۱۸ درہ پر لگا دی گئی تھیں مگر وہ کچھ بڑی توپیں نہیں
تھیں۔ روسیوں کے پاس ۱۲۰ توپیں تھیں جو مختلف مقامات پر نصب تھیں اور ۸ میل
تک ان کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ چونکہ روسیوں کے پاس فوج اور توپیں زیادہ تھیں اس لئے
ان کے سپاہ سالار ہیمان کو یقین تھا کہ میں آسانی سے ترکوں کا تیا پانچا کردوں گا اور درہ
میں گھس کے ان کے تمام مورچہ خاک سیاہ کردوں گا اُسنے تیسری نومبر کی شب کو ایک زبردست

سورج کے غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد روسیوں نے گولہ باری بند کردی مگر متفقہ فوج اس
خیال سے کہ دشمن اپنے شکستہ مقامات کی مرمت نہ کرلیں تمام رات لوگوں کا مینھ برساتی
رہی دوسرے روز دونوں طرف سے گولہ باری بند ہوگئی۔

دوسرے روز دوپہر کے بعد متفقہ فوج میں یہ تجویز ہوئی کہ شام ہونے سے پیشتر فوجی نقل وحرکت
شروع کردینی چاہئے۔ چنانچہ فرانسیسی فوج ملاخوف کے قلعوں پر جو میمن پہاڑی پر واقع تھی اور
ان قلعوں کے مقابل جو خلیج کرینگ کے شمال جنوب میں واقع تھے حملہ کرنے کے لئے تعینات کی
گئی انگریزوں نے زنداں کے سامنے روسیوں کے سنگستان اور فرنجین پہاڑی کی خندقوں کے
مقابل اپنی توپیں نصب کردیں۔ یہ تمام تیاریاں نہایت سرگرمی اور جوش کے ساتھ عمل میں
آئیں اور اس بات کا یقین کرلیا گیا تھا کہ لڑائی ہمارے موافق طے ہوگی۔

جب تمام تیاریاں ہوچکیں تو ۲ بجے حملہ کا اعلان دیدیا گیا اور فوجیں صف بصف بڑھنی
شروع ہوگئیں۔ روسیوں کی خندقیں جو میمن کی جانب تھیں یکے بعد دیگرے فتح ہونے لگیں اور

کالم فوج کو پہاڑ کی سڑک پر مقام پاتتاک کی طرف روانہ کیا - اور دوسرا کالم فوج نیو ہی لیونی کی طرف - اور انہیں یہ ہدایت کردی کہ تم نالوں میں چھپ کے ہو بیٹھنا اور جب تک کوئی خاص موقع نہ ہو ہرگز جنبش نہ کھانا - یہ فوج راتوں رات روانہ ہوئی اور چور قدموں سے صبح ہوتے ہوتے ادھر ادھر راستوں میں چھپ کے بیٹھ گئے - ان کے قدموں کی آہٹ کسی قدر ترکی سنتریوں کو معلوم ہوئی مگر انہوں نے اپنی فوجوں کو کسی قسم کا الارم نہیں دیا - غرض حملہ آور نہایت مناسب مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے چٹانوں کے پیچھے اپنے مورچے بنا لئے -

چوتھی تاریخ ترکی فوج کی جانب چپ روسی فوجیں آتی ہوئی معلوم ہوئیں - پہلے تو یہ معلوم ہوا کہ اس طرف فوج کی روانگی بالکل لاحاصل ہے لیکن آخر اس حملہ کی خطرناک صورت پیدا ہو گئی -

کپتان محمد پاشا ترکی فوج کی جانب چپ کی کمان کر رہا تھا اور یہ پہاڑی جس پر محمد پاشا نے اپنے مورچہ بنائے تھے تمام مقام کی کنجی سمجھی جاتی تھی - روسیوں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے اس مقام کو جس طرح ہو فتح کر لینا چاہئے - غرض آٹھ بجے دن کو بڑی دھوم دھام سے حملہ ہوا پہلے حملہ میں

کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی - متفقہ فوج نے روسیوں کی خندقیں فتح کرنے کے بعد پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا - فرانسیسیوں نے اپنی فوج کے تین حصے کر لئے تھے ایک حصہ فوج مغرب کی طرف سے پہاڑ پر چڑھا دوسرے حصے کو مشرق کی جانب سے روانہ ہونے کا حکم دیا گیا اسی طرح تیسرا حصہ فوج عین وکٹوریہ نامی قلعہ کے مقابل میں پہاڑ پر چڑھا دیا گیا - اور اس طرح آناً فاناً میں تمام پہاڑ حملہ آوروں کی تعداد سے بھر گیا - روسی متفقہ فوج پر ایک مرتبہ توپوں کے فیر کر کے قلعہ کی فصیلوں کی آڑ میں ہو گئے اور وہاں سے توپوں کا مینہ برسانا شروع کر دیا مگر حملہ آوروں کی تعداد اور متواتر گولہ باری نے انہیں مجبور کر دیا اور آخر کار ان کو پسپا ہونا پڑا -

اس موقع پر روسیوں کے پاس بہت تھوڑی فوج تھی اور انہیں اس بات کا یقین نہ تھا کہ ایسے سویرے حملہ ہو جائے گا - روسیوں کی اس گھبراہٹ اور پریشانی سے متفقہ فوج کو خوب موقع مل گیا اور فرانسیسی فوج آسانی سے پہاڑ پر چڑھ گئی جہاں سے قلعہ کی فصیلوں پر گولہ باری کرنیکا اچھا موقع تھا -

روسی فوجیں کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالی گئیں۔ دوسری دفعہ روسیوں نے بھی حملہ کیا اور عثمانیوں نے پھر ان کا ستھراؤ کر دیا۔ پھر سہ بارہ حملہ ہوا اور روسی پھر پسپا کر دیئے گئے۔ پھر چوتھی مرتبہ حملہ ہوا اور اس مرتبہ بڑی گھمسان کی لڑائی کے بعد روسی پارہ پارہ کر دیئے گئے۔ ترکوں کا بھی ان حملوں میں بہت کچھ نقصان ہوا اور محمد پاشا نے کمانڈر انچیف کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے فوراً امداد بھیجنی چاہیئے۔ مختار پاشا نے فوراً خط پہنچتے ہی تین بٹالین اور دو توپ خانے محمد پاشا کی مدد کے لئے روانہ کئے۔ مختار پاشا نے اس فوج کو ایسے اچھے موقع پر نصب کیا کہ روسیوں کے حواس باختہ ہو گئے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ اب ترکی فوجوں سے ہمیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ توپوں کی لڑائی شروع ہوئی اور خوب زور سے شروع ہوئی طرفین سے اس بلا کی گولہ باری ہو رہی تھی کہ العظمت للہ۔ پھر روسیوں نے ترکی فوج کے بازوئے راست پر حملہ کیا اور دونوں طرف لڑائی کا بازار گرم ہو گیا دو ترکی پاشا عین اپنی جگہ پر مقتول ہوئے تو بھی عثمانیوں نے دل نہ ہارے اور وہ برابر اپنی جگہ پر قدم جمائے ہوئے روسیوں کی دھواں دھار توپوں کا

روسی فوجیں فرانسیسی فوج کو ایسے زبردست مقام پر قبضہ کئے ہوئے دیکھ کے یہاں تک حواس باختہ ہو گئیں کہ اولاً تیلیکاف بیٹری نے روسیوں کی مزاحمت کی اور نہ ریڈن کی جانب حملہ آور [illegible] کہ رکا گیا مگر غالباً اس وجہ سے کہ انگریزی توپخانے روسیوں کے بائیں اور داہنی جانب گولہ باری کر رہے تھے یا اس وجہ سے کہ اب انہیں حملہ کی شدت سے مایوسی ہو چکی تھی اور وہ بالکل پریشان ہو چکے تھے جب فرانسیسی اتحادی دستہ فوج پہاڑ پر پہنچنے لگا تو انہوں نے نہایت شدت سے گولہ باری کی مگر اب کیا ہو سکتا تھا فرانسیسی پہلے ہی خندقوں پر قبضہ کر چکے تھے اور قلعہ پر چڑھنا شروع کر دیا تھا۔ روسیوں نے [illegible] ایک [illegible] جو قلعہ میں پہاڑی کی طرف جاتا تھا تکانا شروع کر دیا۔ روسیوں نے اس مقام کی سب سے زیادہ حفاظت کر رکھی تھی اس کے چاروں طرف میلاکاف کے برج واقع تھے اور ریڈن بیٹریاں [illegible] کہ ایسے انتظامات نہیں۔ اس موقع پر اگر [illegible] کچھ غلطی ہوئی تو یہ ہے کہ اس [illegible] مقام کی نگہداشت نہیں کی [illegible] روسی اس قلعہ سے پیچھے نہ ہٹ سکتے تھے۔

جواب دیتے رہے اور عام طور سے یقین ہو گیا کہ تمام دن کی لڑائی کا فیصلہ ہلال کے حق میں ہوگا
ترکوں کی امدادی بٹالین برابر پہنچ رہی تھیں اور مختار پاشا نے اس دھواں دھار خطرناک
اور عجیب جنگ میں یہ ارادہ کر لیا تھا کہ "یا سر دہیم یا ستانیم کلاہ"۔
مختار پاشا نے روسیوں کے قلب لشکر پر خود حملہ کرنا چاہا مگر راستہ کی مشکلات کی وجہ سے ہمت نہ پڑی
اور فی الواقع اگر حملہ کیا جاتا تو بالکل بے سود ہوتا۔ روسی سپہ سالار پہان حملہ کی پوشیدہ ہی پوشیدہ
تیاریاں کر رہا تھا اور اس کوشش میں تھا کہ جس طرح ہو سکے اپنے اسکواڈرن کے کل رسالے ترکوں کے
مقابلہ میں میدان میں لا کھڑا کر دے۔ دامن کوہ میں ترک روسیوں کے اس منصوبے کو دیکھ رہے تھے
اور انہیں یقین تھا کہ روسی سپہ سالار اس دشوار گزار راستہ سے سوار تو ہرگز نہیں لا سکتا چنانچہ
یہی ہوا اور پہان اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا مگر اس نے رات ترکوں کی بے خبری سے فائدہ
اٹھا کے صدہا پیادہ پلٹنیں پہاڑیوں کی چاروں طرف نشیب میں چھپا دیں اور علی الصباح پہان
سواروں کو ساتھ لیے آگے بڑھا۔ ترک خاموشی سے اس کی آمد کے منتظر رہے اور چاہا کہ وہ بہت قریب

اس وقت جس قسم کا انتظام بھی کیا جا رہا تھا وہ صرف ہلٹن پہاڑ کے مورچوں کو فتح کرنے اور مفتوحہ
مقامات کو مضبوط بنانے کا تھا۔ فوجیں اور افسر اپنے خیال میں ایسے مست تھے اور اپنی فتح پر ایسے
نازاں ہو رہے تھے کہ نہ انہوں نے روسیوں کے تعاقب کی پروا کی اور نہ میلیکاف پر حملہ کرنے کی
کوشش۔ اس غفلت کا متحدہ فوج کو یہ خمیازہ اٹھانا پڑا کہ فرانسیسی فوج میلیکاف کی سرحد پر پہنچ
روسیوں کی فوج میں گھر گئی اور اس پر چاروں طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ روسیوں کی توپوں
کے دھواں دھار حملوں فصیلوں پر سے گولیوں کی بوچھار نے فرانسیسی فوج کو بدحواس بنا دیا اور
میدان جنگ میں چاروں طرف سوائے دھوئیں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ روسی اپنی فوج کو برابر
تازہ دم سپاہیوں سے امداد دے رہے تھے اور اپنی فوجی قوت کو [illegible] بڑھا رہے
تھے۔ اور آخر کار انہوں نے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھ فرانسیسیوں کو ہلٹن پہاڑ کی طرف ہٹا دیا۔
فرانسیسی فوج کا منشا تھا کہ روسیوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہلٹن کی پہاڑی پر بھی فرانسیسی فوج
کو جو پہلے ہی اکھڑ چکے تھے اپنے جوشیلے حملوں سے پسپا کر کے ایک خطرناک جنگ اور خونریزی کا

آجائیں چنانچہ جب وہ گولی کی زد پر آ گئے تو مختار پاشا نے حکم دیا کہ اپنے مورچوں سے باہر نکل کے روسی سواروں پر حملہ کیا جائے یہ حکم سنتے ہی ترک بڑے جوش سے حملہ آور ہوئے۔ روسی سوار پیچھے ہٹے ترکی اور آگے بڑھے اور روسی برابر پیچھے ہٹتے چلے گئے بظاہر تو ہر طرح ترک اس وقت فتحمند معلوم ہوتے تھے لیکن ایک ہی لمحہ میں میدان جنگ کا رنگ بدل گیا اور جب ترک اپنے مورچوں سے بہت دور نکل گئے تو یکایک دس ہزار روسی پیدل جو چاروں طرف چھپے ہوئے تھے نمودار ہو گئے اور ترکوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ترک یہ صورت دیکھ کے سخت پریشان ہوئے اور پھر اپنے مورچوں میں واپس آنا چاہا لیکن کل راستے رک چکے تھے اب قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور ترکوں میں قدرتی طور پر سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ آخر روسیوں نے ترکوں کے کل مورچوں کو یکے بعد دیگرے لینا شروع کر دیا۔ جب مختار پاشا نے یہ کیفیت دیکھی تو بجائے پریشانی کے انہوں نے روسیوں کے پنجہ سے نکلنے کی تدبیر سوچی صرف دو بٹالین کو لیکے بذات خود روسیوں کے ٹڈی دل لشکر پر حملہ آور ہوئے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک طرف فیضی پاشا نے یہ تدبیر کی کہ جس طرح ہو سکے پہاڑیوں پر چڑھ جانا چاہئے مگر انہیں بھی ۔۔۔

بعد انہیں پہاڑ کے نیچے بھگا دیا۔ جنگ کے اس نتیجہ سے روسیوں کی کامیابی کی پیشین گوئی کی جا سکتی تھی مگر ابھی روسی اپنی اس کامیابی سے اچھی طرح خوش بھی نہ ہونے پائے تھے کہ فرانسیسی فوج نے پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور اپنی اژدہا پیکر توپوں سے روسی فوج کا جو مورچوں کے قریب ٹڈی دل جمع ہو رہی تھی منہ پھیر دیا۔ روسیوں نے بہی جی توڑ کے کوشش کی اور بہت چاہا کہ فرانسیسی فوج کا قدم آگے نہ بڑھنے دیں مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ فرانسیسی فوج کے اوپر چڑھتے ہی روسیوں میں بدحواسی چھا گئی اور جوں ہی وہ مورچوں تک پہنچے روسیوں کو میدان چھوڑنا پڑا اور وہ پھر سمٹ کے سیبکاف کی جانب بھاگ آئے۔ اور فرانسیسی فوج کا تلاخن پہاڑی پر دوبارہ قبضہ ہو گیا۔

فرانسیسیوں کی فتحمندی سے انگریزی فوج کو روسیوں کی خندقوں پر حملہ کرنے کی جرأت پیدا ہو گئی اور انہوں نے حملہ آور فوج کو بڑھنے کا حکم دیدیا۔ لائٹ اور سیکنڈ ڈیویژن کی فوج حملہ کے لئے منتخب کی گئی جس میں ۷۰۰ جوانوں کی تعداد شامل تھی۔ علاوہ اس فوج کے ۱۰۰ آدمی بطور امدادی

حسب مراد پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی فوجیں ارض روم کی طرف ہولیں مختار پاشا بھی گولوں اور گولیوں کی بارش میں باگیں اٹھائے ہوئے ارض روم کی طرف چلے۔ ساری دقت یہ بھی تھی کہ مختار پاشا کی ماتحتی میں جو سپاہ کام کر رہی تھی اس میں شائستہ سپاہیوں کا بہت کم جزو تھا اور مقابلہ میں روسی حملہ آور فوج میں ایک سپاہی بھی غیر شائستہ نہ تھا۔ باینہمہ یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ فیضی اور محمد پاشا نے جو جانب راست اور چپ کی کمان کر رہے تھے روسیوں کا اس اولوالعزمی اور استقلال سے مقابلہ کیا کہ جب وہ پیچھے ہٹے ہیں تو روسیوں میں اتنا یارا نہ تھا کہ اُن کا تعاقب کرتے۔

باشی بزوق۔ کرد اور سرکیشین سخت گھبراہٹ میں بھاگوں بھاگ ارض روم میں پہنچے۔ لیکن جب گورنر ارض روم نے یہ سنا کہ یہ شکست کھا کے آئے ہیں تو اس نے دروازے بند کر لئے محض اس خیال سے کہ یہ پریشان فوج شہر میں داخل ہو کے شہر والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ بولائے ہوئے سپاہی شہر کا دروازہ بند دیکھ کے بہت سٹپٹائے اور اندھیری رات میں ان پر ایسی

فوج کے تیار تھی اور چھٹی رجمنٹ خاص موقع کے لئے محفوظ رکھی گئی تھی۔ ان تمام فوجوں کی کمان کرنل شرپی کے سپرد کی گئی تھی۔ فوج کو خندقوں پر قبضہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی بلکہ بہت تھوڑی مزاحمت کے بعد انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا۔ خندقوں پر فتح حاصل کرنے سے انگریزی فوج کی ہمت اور بھی بڑھ گئی اور انہوں نے ریدان کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اور اگر انہیں مزید امداد پہنچ جاتی تو ضرور تھا کہ وہ روسیوں کو پسپا کر کے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیتے مگر روسیوں کی کثیر تعداد فوج کے مقابلہ پر جب انگریزی فوج کو مدد نہ پہنچ سکی تو مجبوراً ان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اگر روسیوں کو پے در پے مدد نہ پہنچتی رہتی تو بھی ممکن تھا کہ انگریزی فوج پسپا نہ ہوتی مگر روسی اپنی فوج کو برابر امداد دیتے رہے اور آخر کار انگریزی فوج کو اپنے مورچوں کی طرف ناکامیابی کے ساتھ لوٹنا پڑا۔

انگریزی فوج نے اس مقام پر قبضہ کرنے کی پھر کوشش کی اور اسے ایک جنگ عظیم کے بعد روسیوں سے چھین لیا۔ انگریزی قبضہ کے بعد روسیوں نے تیسری مرتبہ شام کو پھر حملہ کیا مگر اس دفعہ بھی انگریزی

وحشت طاری ہوئی کہ وہ باہم جنگ کرنے لگے آخر خدا خدا کرکے یہ پریشانی دور ہوئی اور گورنر نے جب دروازوں پر زبردست فوج متعین کردی تو اب ان ہزیمت خوردہ سپاہیوں کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔

اس مصیبتناک دن کے ختم ہونے کے بعد مختار پاشا نے ایک جنگی مجلس کا انعقاد کیا جس میں کل جنگی افسر اور شہر کے معزز باشندے شامل تھے اُن سے رائے طلب کی کہ کیا کرنا چاہئے سب نے متفق اللفظ یہ رائے دی کہ شہر کو دشمن کے حوالہ کردینا چاہئے اس لئے کہ اس وقت ہمارے پاس شائستہ فوج نہیں ہے اور جو ہے بھی تو وہ شکستہ اور درماندہ ہے۔ شہری لوگ خواہ مسلح ہی کیوں نہ ہوں روسی شائستہ فوج کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ روسیوں نے اتنی بڑی فتح حاصل کرکے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ہم مناسب نہیں جانتے کہ خواہ مخواہ مسلمانوں کو کٹوا دیا جائے۔ مختار پاشا نے اس رائے کی نہایت سختی سے مخالفت کی اور کہا کہ جب تک جان میں جان باقی ہے میں ہرگز روسیوں کی اطاعت نہیں قبول کرنے کا ارض روم کی حالت خواہ کیسی ہی خراب ہو لیکن پھر بھی مُنہ کا نوالہ

فوج نے روسیوں کو پس پا کردیا اور حالانکہ انگریزی فوج کا سخت نقصان ہوا مگر مقبوضہ مقام روسیوں کو نہ لینے دیا۔ رات کے وقت روسیوں نے خندقوں پر قبضہ کرنے کے لئے پھر حملہ کیا مگر اس موقع پر بھی انگریزوں نے بڑی بہادری سے دشمن کے حملوں کا جواب دیا اور ایک خطرناک جنگ اور نقصان عظیم کے بعد کامیابی حاصل کی اور روسیوں کو پس پا ہونا پڑا۔

۸ رجون کو میلیکاف اور ریڈ پر متفقہ فوج نے حملہ کیا مگر اس حملہ میں متفقہ فوج کو ناکامیابی ہوئی اور روسیوں نے ان کو ایک بڑے نقصان کے بعد پیچھے ہٹا دیا۔

متفقہ فوج کو اگر اس حملہ میں ناکامیابی ہوچکی تھی مگر اس پر بھی انہوں نے روسیوں کے مقابلہ سے مُنہ نہیں پھیرا اور ان مقامات کے لینے کے لئے جو اُن سے چھین لئے گئے تھے برابر کوشش کرتی رہی لارڈ ایلگن جو اس زمانہ میں بیمار تھے جب ان کو یہ خبر پہنچی کہ فوج پس پا کردی گئی اور بہت بڑا نقصان ہوا تو ان کو اس حال کے معلوم ہونے کے بعد سخت صدمہ ہوا ایک تو بیماری اور کچھ اس وحشتناک خبر نے اُن کو بالکل پریشان کردیا۔ لارڈ ایلگن کو فوج کی اس ناکامیابی پر یہاں تک

نہیں ہے اور جب تک ہزار ہا روسی خاک و خون میں نہ لوٹیں گے ارض روم فتح نہیں ہو سکتا یہ سنکے تمام جنگی ترکی افسر بادل ناخواستہ خاموش ہو رہے اور اب مختار پاشا نے نہایت اولوالعزمی اور متانت سے جنگی تیاری شروع کی۔ اہل شہر نے جب یہ دیکھا کہ مختار پاشا جنگ پر آمادہ ہیں تو وہ شہر چھوڑ کے بھاگنے لگے۔ شہر میں جتنے تندرست اور موٹے تازے آدمی تھے چودہ۱۴ برس کے بچہ سے لیکر پچاس ساٹھ برس کے بڈھے تک کل مختار پاشا نے پکڑ لئے اور انہیں روسیوں کے مقابلہ میں لا جما یا موقع موقع سے توپیں نصب کیں اور چار چار گز کے فاصلہ پر ایک ایک سپاہی کو کھڑا کیا۔ کل اس بے قاعدہ فوج کی تعداد بیس ہزار تھی روسیوں نے ارض روم پر حملہ کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور مختلف مقامات پر کرپ گن کی قطاریں نصب کر دیں۔

۷ رویں نومبر کی صبح کو روسیوں نے مشرقی سمت پر بڑا بھاری حملہ کیا مگر پسپا ہوئے۔ آٹھویں تاریخ کو دوبارہ حملہ ہوا پھر بھی انہیں کامیابی نہیں ہوئی آخر نویں تاریخ کو روسیوں کی شائستہ فوج نے ایک طرف جمع ہو کے اس مقام پر حملہ کیا مگر ترکوں نے باوجودیکہ وہ بالکل بے قاعدہ تھے روسی

رنج ہوا کہ وہ جانبر نہ ہو سکے اور ۲۶ر تاریخ کو ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کی خبر ایک دم سے تمام فوج میں پھیل گئی اور ایک عظیم کہرام مچگیا۔

جنرل سمپسن جو پہلے سے لارڈ ایلگن کی جگہ کام کر رہے تھے انہوں نے اب مستقل طور سے فوج کا چارج اپنے ہاتھ میں لیلیا۔

جولائی اور اگست کے مہینہ میں خندقوں پر جو لڑائیاں ہوئیں وہ بڑی خطرناک تھیں اور اسمیں متفقہ فوج کو برابر کامیابی ہوتی رہی۔

۲۶ر تاریخ کو چرنیا پر ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں متفقہ فوج نے بڑی کامیابی کے ساتھ روسی فوج کو پسپا کر دیا اور اس کامیابی سے فرانسیسی اور سارڈسانین فوج کی ایک دھاک بندھگئی اس فوج کی کمان جنرل ڈیلا مارمورا کے ہاتھ میں تھی جس نے اپنی قوم اور یورپ کی بہادری دکھلانے میں کوئی کسر نہیں رکھی جس طرح الکرمان میں رسالوں کی خدمات کا موقع نہیں تھا اسی طرح اس لڑائی میں بھی رسالہ سے کوئی کام نہیں لیا گیا۔ یہ لڑائی حالانکہ ایک چھوٹی سی لڑائی تھی مگر تو بھی

شایستہ فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ناچار دسویں تاریخ کی صبح کو جنرل ہیمان نے بھی ایک فوجی کونسل کا انعقاد کیا اور باہم یہ مشورہ ہوا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایسی زبردست شایستہ فوج اور مسلح اہل شہر کو زیر نہیں کر سکتی۔ آخر بڑی قیل و قال کے بعد یہ مشورہ طے پایا کہ سب سے پہلے عزیزی مورچہ پر حملہ کیا جائے اور اسے فتح کرکے کریمی ٹیلی کے پشتہ کی جانب بڑھا جائے۔ آدھی رات کو روسیوں نے اپنی فوجوں کی پریڈ کی اور صبح ہوتے ہوتے عزیزی قلعہ پر روسی پہنچ گئے فوج حالانکہ بہت قریب آگئی تھی مگر ترکوں کو ابھی کچھ خبر نہ تھی۔ ترکوں نے روسیوں کے دیکھتے ہی بجائے پریشان ہونے کے نہایت استقلال سے فیر کرنے شروع کئے۔ روسی برابر بڑھے چلے جا رہے تھے بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ اس وقت کی کمان محمد پاشا کر رہا تھا وہ نصف بٹالین لیکے قلعہ کے باہر نکل آیا اور یک لخت فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اب ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اہل شہر اور فوج کی لڑائی کسی طرح سے بھی ممکن نہیں مگر مرحبا ہے ان بچے اور بوڑھے ترکوں پر کہ جنہوں نے اپنی قوم اور نسل کی لاج رکھ لی اور روسیوں کو برابر کلّہ بکلّہ جواب دیتے رہے یہاں تک کہ توپوں سے

فریقین میں سے دونوں کا بڑا بھاری نقصان ہوا اور روسیوں کا اس لڑائی میں مغلوب ہو جانے سے بالکل جی چھوٹ گیا۔ مختلف مقامات کی لڑائی میں روسیوں کا قریب اسی ہزار آدمیوں کے نقصان ہو چکا تھا اور اب روسی سرداروں کو یہ فکر ہو گیا تھا کہ کسی طرح لڑائی کا جلد خاتمہ ہو جائے ۔

۱۷ اگست روسیوں کو ایک اور شکست نصیب ہوئی اور فرانسیسی فوج میلیکاف اور ریڈن کے یہاں تک قریب پہنچ گئی کہ وہاں سے اس مقام پر گولہ باری کرنی بہت آسان ہو گئی ۔ ۷ ستمبر کو جنگی نے ایک جلسہ قائم کرکے یہ مشورہ کیا کہ اب فوراً اس مقام پر حملہ کر دینا چاہئے چنانچہ اس روز فرانسیسی فوج نے اس مقام پر بڑے زور شور سے حملہ کر دیا۔ روسیوں نے بھی اس حملہ کا جواب بڑی بہادری سے دیا۔ مگر پھر بھی روسیوں کو بار بار کی شکستوں نے ایسا پریشان کر رکھا تھا کہ ان کو مجبوراً فرانسیسی فوج سے پس پا ہونا پڑا۔ لڑائی پانچ یا چار گھنٹہ تک برابر بڑے زور شور سے ہوتی رہی مگر اس پر بھی روسی پارہ پارہ کر دیئے گئے۔ اور بالآخر روسی جرنیلوں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیویں ۔

گزر کے بندوقوں کی نوبت آگئی اور بندوقوں سے سنگینوں کے دوڈھائی گھنٹے تک کامل لڑائی رہی بڑی خطرناکی سے یہ دست بدست جنگ ہوئی۔ ترک روسیوں کی ٹڈی دل فوج میں گھسے چلے جاتے تھے آخر یہ ہوا کہ قریب چار بجے روسیوں کی سخت شکست ہوئی ہزار ہا روسی میدان جنگ کی نذر ہوگئے اور ترکوں کو یہ ایسی فتح ہوئی کہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں اس لئے کہ ایک فوجی آدمی سو شہریوں کے لئے بلائے بے درمان کا حکم رکھتا ہے۔ مگر مرحبا ہے مختار پاشا کی سپاہ سالاری اور فنون جنگ کی قابلیت پر کہ انہوں نے ان شہریوں سے شایستہ فوج کو پارہ پارہ کرادیا کہ روسی ایسے بے حواس ہو کے بھاگے کہ"! سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی جنگل شہر سے راہ جنگل کی لی"! ہر ایک طرف روسیوں پر یہی آفت برپا ہوئی جدہر حملہ کیا وہیں سے ناکام پھرے۔ اس عظیم جنگ میں ترکوں کے ۷۰۰ سو مقتول ۵۰۰ سو مجروح اور ۵۰۰ سو گرفتار ہوئے۔ اور روسیوں کے ۱۱۰۰ مقتول ۴۲۰۰ مجروح اور ۱۳۰۰ گرفتار کر لئے گئے۔

روسیوں کی سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس بھاری شکست کو اپنی غلطی پر

اس خون خرابے کے بعد متفقہ فوج کے لئے صرف یہ نتیجہ تو ضرور نکلا کہ روسی سپاہ سالاروں کے دل ہار گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ شہر سلاست نہیں رہ سکتا۔ اس انقطاعی جنگ میں فرانسیسی سپاہ سالاروں کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے۔

کیونکہ انہوں نے نہ صرف ایک ہی روسی لین کو پرے نہیں ہٹا دیا بلکہ دوسری کو بھی پراگندہ کر دیا اور پشت پر ایسی گولہ باری کی روسیوں کے چھکّے چھوڑوا چھوڑوا دیئے۔

سورج غروب ہونے پر اس مقام پر قبضہ قایم رکھنے کی نہایت غور و پرداخت کی گئی۔ روسی توپوں کی آوازیں جو کار سیلینیا کی طرف سے آرہی تھیں بالکل موقوف ہوگئیں اور اسوقت محصورین کی یہہ حالت تھی کہ انہوں نے اپنے کو بالکل محاصرین مفتوعین کے رحم پر چھوڑ رکھا تھا۔ شہر پر چاروں طرف سے مایوسی برس رہی تھی اور ایک عجیب تاریکی کا سماں تھا۔

روسیوں نے اس شکست سے خوب اچھا سبق حاصل کیا اور اب انہوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ مفتوحہ سیوسٹپول کو اس قابل ہی نہ رہنے دیا جائے جس سے متفقہ فوج کچھہ فائدہ اُٹھاسکے۔ انہوں نے

محمول کیا روسی سپاہ سالار آہمیت لکھتا ہے کہ شب کی تاریکی کی وجہ سے میری فوجیں راستہ بھول گئیں اس پر بھی اگر عزیزی قلعہ پر محمد پاشا کمان نہ کرتا ہوتا تو میں اُسے فتح کر لیتا لیکن میں محمد پاشا کی شجاعت کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی مٹھی بھر فوج سے میری شایستہ فوج کو پارہ پارہ کر دیا۔

قارص کا محاصرہ

۱۵ اکتوبر کو جو شکست مختار پاشا نے کھائی اس سے روسیوں نے فائدہ اٹھا کے قارص کے راستہ کو چاروں طرف سے بند کر دیا کچھ ترک اور آرمینی قارص سے بچ کے نکلنا چاہتے تھے ارمینیوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس وقت قارص میں ترکی کمان افسر حسین حامی پاشا تھا جس کے پاس ردیف اور نظام فوج کے دس ہزار آدمی تھے اور ساتھ ہی کچھ مسلح شہری بھی تھے۔

شفاخانوں میں ۳۵۰۰ مریض اور مجروح تھے جن کی موجودگی سے فوج میں سخت پریشانی چھا رہی تھی۔ سامان خورد و نوش چھ مہینے کے لئے کافی تھا اور اسی طرح گولہ بارود کی بھی کمی نہیں تھی

پیدا ہو کر کے اس میگزین میں جو دربار کے قریب واقع تھا آگ لگا دی جس کے شعلوں نے مقام سوستبول کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تمام شہر پر آگ کے شعلے بلائے بے درماں کی طرح پھیل گئے اور ہر طرف آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔ روسیوں کی اس وحشیانہ حرکت سے شہر کا شہر برباد ہو گیا۔ صدہا مکان خاک سیاہ ہو گئے اور لاکھوں جانیں اُن کی اس سفاکی کی نذر ہو گئیں۔ سوائے [illegible] کے اور مسجدوں کے جن کو بڑی کوشش سے محفوظ رکھا گیا شہر کا کوئی حصہ ایسا باقی نہ تھا جس پر آگ نے اثر نہ کیا ہو۔

روسیوں نے شہر کو آگ نہیں لگائی بلکہ ترکی فوج کے بیڑہ جہازات کو بھی سخت صدمہ پہنچایا۔ اور ان کا نام لینڈ برج کی طرف کوچ کرنے سے قبل رندیم پر قبضہ ہو گیا۔ ہزاروں والنٹرایس مقام پر آمادہ بیٹھے گئے۔ اور رنیٹیوں کی رجمنٹیں اس مقام پر تیار کر دی گئیں۔ اور اس انتظام پر بھی روسیوں نے اپنی فوج کا برابر بڑھانا بازر رکھا تھا جو سوربینا پہاڑ کی چوٹی پر جگہ جگہ نظر آ رہی تھی۔

میگزین میں آگ لگانے سے نہ رکے بلکہ پانی پر بھی اس قدر جوش پیدا ہو گیا کہ بیسیوں جہاز ڈوبنے

روسیوں کے مخبر شہر کی اندرونی حالت کی برابر خبر دیتے رہتے تھے۔ اور روسیوں نے عزم بالجزم کر لیا تھا کہ جس طرح ہو سکے ایک ہی حملہ میں قارص کو لے لینا چاہئے مگر پہلے روسیوں نے ۲۵ اکتوبر کو حسین حامی پاشا کے پاس اس مضمون کا اطلاع نامہ بھیجا کہ آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ آپ ہتھیار ڈال دیں ورنہ بڑی شدت سے حملہ کیا جائے گا۔ حامی پاشا نے اپنے تمام ماتحتوں کو اکٹھا کیا اور اُن سے رائے لی کہ روسیوں کے اس اطلاع نامہ کا کیا جواب دیا جائے سب نے یکزبان ہو کے کہا یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ روسیوں سے بر سر نہیں آنے کے اور روسیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ہماری آمد و رفت کے راستے بند کر دیئے ہیں اور مختار پاشا کو شکست مل چکی ہے مگر پھر بھی عثمانی خون کے بالکل خلاف ہے کہ بلا جنگ ہتھیار ڈال دیں۔ ہم آخر تک لڑیں گے اور جب تک لبوں پر دم نہ آجائے گا کبھی ہتھیار نہ ڈالیں گے۔ جب یہ مشورہ ہو گیا تو روسیوں کے اطلاع نامہ کا یہ جواب دیا گیا کہ ہم ہتھیار نہیں ڈالنے کے اور تم سے آخر تک لڑیں گے۔ یہ خبر پہنچتے ہی سپاہ لعالا رسلیکاف نے قارص ہاشی کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا یہ پہاڑی قارص کی پشت پر واقع تھی اور ترکوں نے

ڈوبے کہ اُن کا نشان سوائے پیرتے ہوئے تختوں کے ٹکڑوں کے کہیں نہیں ملا۔ آدھی رات سے دوسرے دن کی شام تک اس آگ کا طوفان قائم رہا۔ اور شام کے وقت فورٹ پال کی طرف سے دھواں اور گرد و غبار ہٹنے سے شہریوں کو مکانات نظر آئے۔

اس جانکاہ حادثہ سے فرانسیسیوں کے ۷۵۶۹ افسر اور سپاہی ضائع ہوئے۔ اور انگریزوں کا ۲۳۰۰ آدمیوں اور افسروں کا نقصان ہوا۔ روسی بھی نقصان سے نہ بچے اور ان کا بھی اس روز ۱۲۰۰ افسر اور سپاہیوں کا نقصان ہوا۔

اس طرح سے ۹ ستمبر ۱۸۵۵ء کو سیواستوپول کے محاصرہ کا جو ایک سال سے جاری تھا اور جس میں طرفین کے ہزاروں آدمی ہلاک ہو چکے تھے خاتمہ ہو گیا اور محاصرین یعنی متفقہ فوج کو اپنی سال بھر کی کوشش کے نتیجہ میں ایسی خطرناک صورت دیکھنی پڑی۔ مگر اس نے فوراً اس بات کا ارادہ کر لیا کہ لڑائی کا کرنا پہلو اختیار کرنا چاہئے۔۔ روسیوں کی فوجیں قریباً آتی جاتی نہیں اور الکربان کی پہاڑی پر زنعی ہی روسی دکھائی دیتے تھے اور ہر چند کہ لڑائی کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو چکا تھا مگر پھر بھی

اس کو بے پناہ چھوڑ رکھا تھا۔ روسیوں نے اس پہاڑی سے شہر پر گولہ باری شروع کر دی۔ گرانڈ ڈیوک میکائیل ٹڈی دل فوج کے ساتھ اس پہاڑی پر پہنچا اور کارا چال سے زیرا کالی تک مورچہ بندی کر لی۔ شاہزادہ ابھی اپنے مورچوں کی تیاریاں کر رہا تھا کہ حسین حامی پاشا آندھی اور بگولہ کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا اور شاہزادہ کو ایک ایسا اچھا سبق دیا کہ وہ تا زیست نہیں بھول سکتا۔ اس کی شائستہ ٹڈی دل فوجیں پریشان ہو کے بھاگیں اور ترکوں نے اس پھرتی اور شدت سے اُن کا تعاقب کیا کہ انہیں قریب ہی جا لیا اور اب تلوار کی لڑائی شروع ہوئی۔ روسی بہت کثرت سے مارے گئے اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جن مقامات پر ان کا قبضہ تھا اُن سے بالکلیہ خارج کر دیئے گئے۔

گرانڈ ڈیوک کی ہمت کو شاباش ہے کہ اس نے اس ذلیل شکست کے بعد بھی دوسرے روز حسین حامی پاشا کے پاس لکھ کے بھیجا کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم ہتھیار ڈال دو۔ قاصد کی صورت دیکھتے ہی حامی پاشا کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اس نے غصہ سے قاصد سے یہ کہا کہ تو شاہزادہ سے

دشمن نے مزید نقصان دینے کا پورا ارادہ ظاہر کر رکھا تھا۔

روسیوں کی اس چیرہ دستی پر بھی متفقہ فوج کے بیڑہ جہازات نے بحر اسود اور بالٹک کی جانب پوری کامیابی حاصل کر رکھی تھی۔ بیڑۂ جہازات کی نقل و حرکت اوڈیسہ۔ کرچ۔ ینیکل اور کن برن کی جانب نہایت مفید ثابت ہوئی۔ قلعہ بوماسنڈ فتح کر لیا گیا اور اس طرح سے روسیوں کے کئی راستے کریمیا کی جانب بالکل کاٹ دیئے گئے۔

ایشیا کی طرف ترکی جرنیلوں کی عدم توجہی اور غفلت سے روسیوں کو برابر فتح پر فتح ہوتی جا رہی تھی۔ مگر قارص کا شہر اب تک صرف شہریوں اور فوج قلعہ کی مستعدی سے جو انگریزی جرنیلوں کی ماتحتی میں کام کر رہی تھی بچا ہوا تھا۔ ۲۹ ستمبر محصورین نے روسیوں پر بماتحتی جنرل مورا ویف ایک نمایاں فتح حاصل کی مگر محاصرہ نہ توڑ سکے۔ آخر کار ۲۵ نومبر کو فوج قلعہ نے نہایت جوانمردی سے روسیوں کا مقابلہ کیا اور کامیابی حاصل کی اور اسی طرح قارص کی فوج کو جو چھ ماہ سے محاصرہ میں تھی پوری نجات مل گئی۔

کہدیناکہ اگر آیندہ کسی کے ہاتھ تونے ایسا بیہودہ پیغام بھیجا تو اُسے فوراً گولی مار دوں گا۔
قارص کا محاصرہ مئی سے ہو رہا تھا اور روسیوں نے اگرچہ اپنی پوری قوت سے کام لیا تھا مگر پھر بھی سوائے ذلیل شکستوں کے انہیں ابھی تک کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔

جب مہینہ کے پندرہ روز گزر گئے تو اب گولہ باری میں زیادہ پھرتی سے کام لیا گیا۔ حامی پاشا نے مختار پاشا کو جو ارض روم میں مقیم تھے یہ تاربرقی دی کہ میری فوج ایسی دل شکستہ ہو گئی ہے کہ میں خیال کرتا ہوں ایک ہی حملہ میں اس کے قدم اُکھڑ جائیں گے۔ یہی خیال روسی سپاہ سالار لورس میلیکف کا تھا اور اس بنا پر وہ عظیم تیاریاں کر رہا تھا۔ آخر ۱۳/ نومبر کی رات کو روسی حملہ آور فوج ترکی سنتریوں کی نظر بچا کے روانہ ہوئی۔ معمولی حملے کے بعد ترکوں نے جی ہار دیا۔
۱۴/ کو حافظ پاشا کے مورچوں کی توپوں میں خاموشی پیدا ہو گئی۔ ۱۷/ نومبر گرانڈ ڈیوک میکائیل نے جنگی کونسل کا انعقاد کر کے اس مسئلہ پر بحث کی۔ بحث کے بعد یہ طے پایا کہ بڑی استواری سے جنگ کیجائے۔ نتیجہ ہمارے حسبِ دلخواہ نکل آئیگا۔ قارص کی فوج قلعہ اتنی کم تھی کہ اپنے اپنے مورچوں کی

۱۸۵۵ء کے اختتام پر موسم کی سختی کی وجہ سے لڑائی میں امید سے زیادہ طرفین سے سستی دکھائی جانے لگی تھی۔ متفقہ فوج کے جس قدر سپاہی تھے ان کے پاس سامان خورد و نوش اور وردیاں کافی تھیں اور وہ ایسے ہی تندرست تھے جیسے وہ اپنے اسٹیشنوں میں ہوتے۔ فوج کی تعداد روز بروز زیادہ ہو رہی تھی اور اس وقت قریب ... ہم کے انفنٹری اور کیولری میدان جنگ میں جمع تھی علاوہ اس کے ... ہ فوج سے زیادہ جرمنی اور ترکی فوج تھی جنہیں انگریزوں سے تنخواہ ملتی تھی۔
حالانکہ طرفین کی فوجیں میدان جنگ میں ابھی تک موجود تھیں مگر در اصل لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ آسٹریا جو لڑائی کے دوران میں اپنے فائدہ کی تلاش میں تھا اس نے اس موقع پر اپنی کوششوں کو اور وسیع کر دیا۔
دسمبر کے مہینہ میں ایک صلحنامہ دول مغربیہ کے پاس بھیجا گیا جن کی شرطوں کو کچھ تھوڑی قیل و قال کے بعد متفقہ فوج نے منظور کر لیا۔

بھی پوری نگرانی نہ کر سکتی تھی۔ شہر میں بخار پھیل رہا تھا۔ ترکی سپاہ سالاروں کے اختلاف کی خبریں روسیوں کو برابر پہنچ رہی تھیں۔ غرض سب کی آرائے ہوئی کہ جس طرح سے ہو قارص پر فوراً قبضہ کر لیا جائے۔

شب کو حملہ کیا گیا۔ موسم اچھا نہیں تھا۔ روسیہ نے تیس ہزار فوج سے قارص پر حملہ کیا تھا۔ ترکی فوجوں کی کچھ نہ پوچھو ایک میل کے فاصلے میں صرف چار سو مسلح شہری کھڑے کر دیئے گئے تھے باقی غیر مسلح تھی اس پر بھی ترک خوب لڑے لیکن کہاں تک آخراً نہیں پسپا ہونا پڑا۔ چاروں طرف سے روسیوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ جن ترکوں نے چاہا کہ روسیوں کی فوجی لین کاٹ کے نکل جائیں وہ گرفتار کر لیئے گئے لیکن اس پر بھی حافظ پاشا نے کمال کیا کہ اسی فوج میں سے صاف نکل کے چلدیئے اور کسی روسی فوج کو ان کے تعاقب کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

روسی کہا بیان کرتے ہیں کہ قارص فتح کرنے میں بہار۔ پچیس سو سپاہی اور افسر مجروح و مقتول ہوئے اور ترکوں کی تعداد جو قتل و مجروح ہوئے۔ پانچہزار بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ عثمان کی

یہ تمام خط و کتابت اور صلحنامہ جنوری ۱۸۵۶ء میں زار کے پاس بغرض منظوری بھیج دیا گیا جس نے جواب میں تمام شرطوں کو بلا کسی حجت کے منظور کر لیا۔

مقام پیرس میں ایک کانفرنس مقرر کی گئی جس میں یہ قرار پایا کہ دونوں طاقتیں اپنی اپنی طرف سے وکیل مقرر کریں جن کا فیصلہ انہیں منظور کرنا ہوگا۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق ۲۵ فروری ۱۸۵۶ء کو اس کانفرنس کا اجلاس ہوا اور ۳۰ مارچ کو صلحنامہ پر دونوں طاقتوں کے وکلا کے دستخط ہو گئے۔

روسیا کو بھی کانفرنس میں بلایا گیا تو اب اس جلسہ میں برطن اعظم۔ فرانس۔ آسٹریا۔ پروشیا ترکی اور سارڈینیا کے وکلا شامل ہوئے۔ ۱۳ مارچ تک کہیں جا کے معاہدہ کی قرارداد ہوئی پہلی شرط یہ ہوئی کہ قارص ترکوں کو واپس کر دیا جائے اور سواس ٹوپول و دیگر مقامات کے جو روسیہ سے فتح کئے گئے ہیں روسیہ ہی کے حوالہ کر دیئے جائیں۔ باب عالی کو کل وہ حقوق حاصل ہیں جو قوانین بین الاقوام نے اور دول یورپ کو دیئے ہیں۔ اور یہ بھی شرط ہوئی کہ سلطان کے

سازش سے جس کی ماں فرانسیسی تھی قارص ہاتھ سے جاتا رہا اگر یہ ترکی افسر نمک حرامی نہ کرتا تو کبھی قلعہ ہاتھ سے نہ جاتا۔

جب قارص فتح ہوا ہے اور روسیوں کی ان فوجوں کو اطلاع ہوئی ہے جو پلونا کا محاصرہ کئے ہوئی تھی انہوں نے خوشی میں توپیں چھوڑنی شروع کیں۔ اور جب قارص کے مفتوح ہونیکی خبر قسطنطنیہ پہنچی تو وزرا نے جہاں تک ممکن ہوا اس خبر کو پوشیدہ رکھا۔ یہ خبر سن کے وزرا اور اہل دربار ایسے مایوس ہو گئے کہ انہوں نے سلطان المعظم کو رائے دی کہ آپ فوراً مقدس جھنڈا نکالیں اس پر سلطان نے یہ کہا کہ ابھی جھنڈے نکلنے کا وقت نہیں آیا ہے قارص کیا اگر ایڈریانوپل بھی لیلیا جائے جب بھی میں جھنڈا نہیں نکالنے کا کیونکہ مجھے تمہاری طرح کوئی مایوسی نہیں ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ قارص کے فتح ہونے نے ترکی سلطنت میں ایک زلزلہ ڈالدیا۔ ارض روم پر ابھی تک ترکوں کا قبضہ تھا۔ اور مختار پاشا قارص چھن جانے کے بعد بھی ویسے ہی تازہ دم تھے مگر عام طور پر ترکی رعایا اور فوجوں میں پریشانی پیدا ہو گئی تھی اور لوگ سمجھے بیٹھے تھے کہ ارض روم کی بھی عنقریب

کسی حصہ ملک میں کوئی یورپی سلطنت دست اندازی نہیں کر سکتی۔

سلطان المعظم نے ایک فرمان نافذ کیا کہ عیسائی رعایا کی آئندہ سے پوری حفاظت کی جائے گی اور ان کو وہی حقوق دیئے جائیں گے جو رعایا کے اور حصوں کو حاصل ہیں۔ بحر اسود عام طور پر کل دول کے لئے کشادہ کر دیا گیا۔ اور یہ طے پا گیا کہ ہر سلطنت معمولی طور پر اپنے جنگی جہاز اور پولس بحر اسود میں رکھ سکتی ہے۔ نہ سلطان اور نہ روسیہ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ کوئی نیا فوجی قلعہ بحر اسود پر بنائیں۔ ڈینیوب کی جہازرانی سب کے لئے کشادہ کی گئی ہے۔ بسرابیا پر روسی قبضہ منظور کیا گیا۔ ولاچیا اور مالڈیوا سلطان کی افسری میں رہیں گے۔ سربیا کی جو حالت ہے وہ قایم رہے گی۔ دردانیال اور باسفورس کے لئے بھی معاہدہ میں شرطیں قرار پائیں ان شروط سے سلطان المعظم کے وہی قدیم حقوق دردانیال پر رہے کہ وہ کسی دولت کے جنگی جہاز کو یہاں سے نہ گزرنے دیں۔ آخر ۳۰ مارچ معاہدہ پر دستخط ہوئے۔

سنہ ۱۸۶۰ء میں شام میں بے چینی پیدا ہو گئی اور لبنان میں فتنہ و فساد کی آگ اتنی بھڑک اٹھی کہ آخر

یہی قسمت ہونے والی ہے۔

عثمان پاشا نے قارص کے مفتوح ہونے کی خبر کو نہایت خاموشی سے سنا اور اس شیر دل پر اس وحشتناک خبر نے مطلق اثر نہیں کیا وہ آہنی اولوالعزمی اور سپاہ سالاری کی شان سے جنگ کرتے رہے اور ایسے کٹ کٹ کے لڑے کہ شہنشاہ روسیہ کو مزا آ گیا لیکن جب امداد کے راستے چاروں طرف سے بند ہو گئے تھے اور نہ فوج کے آنے کا راستہ رہا اور نہ سامان رسد کا۔ تو بیچارے عثمان پاشا کئی لاکھ تازہ دم فوج کے سامنے کیا کر سکتے تھے۔

آخر جب تین دن کا فاقہ فوج پر گزر گیا تو آپ نے روسیوں کی فوجوں میں سے نکلنا چاہا مگر کامیابی نہیں ہوئی آپ کی ران میں بڑا کاری زخم لگا آخر ترکی فوجوں میں سفید جھنڈے لہلہانے لگے اور ترکی فوج نے عثمان پاشا کے حکم سے ہتھیار ڈال دیئے۔ بتاریخ ۱۰ دسمبر دوپہر کے وقت طرفین کی توپیں خاموش ہو گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد توفیق بے صلح کا جھنڈا لیکے روسی فوجوں کی طرف بڑھے اور جا کے کہا کہ ہم ہتھیار ڈالنے پر رضا مند ہیں۔ سپاہ سالار اسکوبلوف معہ اپنے عملے کے پلونا میں داخل ہوا۔

آخر فرانس اور انگلستان کو دست اندازی کی ضرورت پڑی۔ اس کی ابتدا یہ ہوئی کہ ماہ مئی ایک راہب کی لاش دیکھی گئی اور شبہ یہ ہوا کہ دروزیوں نے اس راہب کو قتل کر ڈالا ہے اور اسی اثنا میں [illegible] جلا دیئے گئے۔ ترکی فوجی افسروں نے مورانیوں کو جن کے گاؤں [illegible] ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے ترکی حکام نے بجائے حفاظت کرنے کے انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دیا۔ جب دروزیوں نے انہیں بے ہتھیار دیکھا تو وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور قتل عام شروع کر کے ان کے بال بچوں کے قتل کر ڈالا۔ ترکی فوج نے [illegible] ان کی حفاظت نہیں کی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے دروزیوں کو بعض موقعوں پر اُلٹی مدد دی۔

۹ جولائی تمام دمشق میں مذہبی جوش پیدا ہو گیا ایک ترکی گروہ نے مسیحی آبادی پر حملہ کیا اور شہر کا بہت بڑا حصہ جلا دیا۔ فرانس - روسیہ - آسٹریا - ہالینڈ - بلجیم اور یونان کے قونصل خانے برباد کر دیئے گئے اور ایک ہی دن میں قریب دو ہزار عیسائیوں کے قتل کر ڈالے گئے

اطاعت کی شرطیں بہت آسانی سے طے پا گئیں اور غازی عثمان پاشا نے فوراً اس بہادر فوج کو جس نے روسیوں کے چھکے چھڑا دیئے تھے اور ہزار ہا شائستہ فوج کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ کے رکھ دیا تھا حوالہ کر دیا۔ مگر عجیب بات یہ تھی کہ بجائے خوشی کے نعرے بلند کرنے کے روسی افسر ادنےٰ سے اعلیٰ تک عثمان پاشا کی تعریف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جس نے عثمان پاشا سے جنگ کی ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملنے کی اور ہم ہمیشہ فخر کریں گے کہ ہم نے عثمان پاشا جیسے بہادر اور ہنرمند سپہ سالار سے جنگ کی۔ اس تمام زمانہ جنگ میں روسیوں نے درۂ شپکا کے قبضہ کو نہیں چھوڑا تھا۔ افسوس ہے کہ یہاں بھی ترکوں کو سلیمان پاشا کی ماتحتی میں شکست ہوئی اور بیس ہزار ترکی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے۔ جب شپکا کے مفتوح ہونے کی خبر قسطنطنیہ پہنچی تو جنگی افسروں نے اس خیال سے اپنی ڈھارس بندھوائی کہ سلیمان پاشا سیدھا ایڈریانوپل چلا آئے گا اور یہاں مضبوطی سے مورچے بنا کے روسیہ کو روکے گا۔ اِدھر اُدھر سے شکست یاب فوجوں کے ٹکڑے ایڈریانوپل جمع ہونے لگے۔ اس وقت مقام مذکور میں محمد علی پاشا کمان کر رہے تھے کل فوج جو ان کے زیرکمان تھی چھ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔

دمشق کے گورنر نے اگرچہ اس کے پاس ایک زبردست فوج موجود تھی مگر اس قتل عام میں دست اندازی نہیں کی اس پر مفسد یہ سمجھے کہ حکام بھی ہمارے ساتھ ہیں اس لئے انہوں نے اور بھی نڈر ہو کے عیسائیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔

قتل عام کی ان وحشتناک خبروں سے انگلستان میں سخت جوش پیدا ہو گیا۔ اول تو یہ حال نہیں کھلا کہ اس فساد کا اصلی سبب کیا ہے عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا مذہبی فساد ہو گا مورانی عیسائی تھے اور دروس مسلمان خیال کئے گئے۔ آخر فرانس اور انگلستان نے مل کے چاہا کہ اس فساد میں دست اندازی کر کے لبنان میں امن قائم کیا جائے۔ فوراً ایک معاہدہ ہوا اس پر کل دول یورپ کے دستخط کرائے گئے اور بعد ازاں سلطان عبد المجید کو بھی مجبوراً دستخط کرنے پڑے۔ جس کی رو سے آتش فساد فرو کرنے کا اختیار انگلستان اور فرانس کو دیا گیا۔ فرانس نے فوراً اپنی فوجیں وہاں اتار دیں اور یہ قرار پایا کہ اگر مزید فوجوں کی ضرورت ہوئی تو اور سلطنتیں مدد دیں۔ دول نے باہم یہ بھی سمجھوتہ کر لیا تھا کہ سلطان کے کسی ملک پر قبضہ کرنے کا خیال تو مطلق نہیں کیا جائے بلکہ جب تک

لیکن یہ فوج اتنی کم تھی کہ ایسے بڑے مقام کی پوری حفاظت نہ ہو سکتی تھی ہاں جنوب سے پچیس ہزار فوج اس کی مدد کو آرہی تھی اور یہ بات قرین عقل تھی کہ اگر یہ فوج آگئی تو کافی طور پر حفاظت ممکن ہے۔ آخر انہیں یہ خبر پہنچی کہ روسیہ شپکا سے گزر کے آگے بڑھ رہا ہے اور سلیمان پاشا جو ایڈریانوپل کی طرف پسپا ہو رہے تھے ان کی فوجوں میں زلزلہ پڑ گیا۔

محمد علی پاشا نے ایک عجیب و غریب کارروائی کی کہ انہوں نے روسیوں کی تھوڑی سی فوج دیکھتے ہی ایڈریانوپل کو چھوڑ دیا اگرچہ اپنی چھ ہزار فوج سے وہ کامیابی کے ساتھ روسیوں کے مختصر رسالہ کا مقابلہ کر سکتے تھے ساتھ ہی انہیں اس سے بھی واقفیت ہو چکی تھی کہ پچیس ہزار فوج میری مدد کو آرہی ہے اور اب یہ فوج اتنی قریب آگئی تھی کہ صرف دو دن کی راہ پر رہ گئی تھی۔ جب اس فوج نے یہ سنا کہ محمد علی پاشا نے ایڈریانوپل کو چھوڑ دیا تو بجائے ایڈریانوپل آنے اور اس پر قبضہ کرنے کے وہ راستہ ہی میں سے واپس پھر گئی۔ یہ مہلک غلطی محمد علی نے اگر عمداً کی تو ہمارے خیال میں اس نے نمک حرامی سے بھی ایک اور درجہ طے کر لیا اور اگر یہ غلطی اتفاقیہ ہوئی تو اس سے زیادہ بیوقوفی آج تک کسی نے بھی نہ کی ہوگی۔

ممکن ہو امن قایم کر کے ایسی کارروائی کر دی جائے کہ پھر کوئی مفسدہ نہ ہو۔ انگلستان نے اپنی طرف سے لارڈ ڈفرن کو کمشنر بنا کے بھیجا تاکہ وہ کل سیاسی معاملات پر نظر کر کے کام کریں ادھر ترکی گورنمنٹ میں بھی جوش پیدا ہوا اور وہ مجرموں کو سزا دینے کے لئے آمادہ ہو گئی۔ سلطان نے اپنے وزیر خارجہ فواد پاشا کو لبنان روانہ کیا۔ فواد پاشا نے مطلق کسی کی رعایت نہیں کی سب سے پہلے گورنر دمشق اور فوجی کمان افسر دمشق کو اس جرم میں پھانسی دی کہ انہوں نے کیوں نہیں انتظام کیا۔ قریب ساٹھ آدمیوں کے عام طور پر پھانسی دیئے گئے جن میں پولیس کے زیادہ آدمی تھے۔ لارڈ ڈفرن نے انگلستان یہ لکھ کے بھیجا کہ قتل و غارت کے لئے جس قدر غل غپاڑہ مچایا گیا تھا وہ بالکل بے بنیاد تھا۔ ہر ایک خبر مبالغہ کے رنگ کے ساتھ لندن پہنچی تھی تو بھی بہت سے مکانات میں نے جلے ہوئے پائے اور بعض مقامات پر تو اس قدر لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ گزرنا محال تھا۔

دونوں دولتوں کی دست اندازی سے خدا خدا کر کے شام میں امن ہوا اور یہ بات فیصلہ پائی کہ آیندہ سے عیسائی گورنر لبنان میں رکھا جائے اور سلطان ہمیشہ عیسائی گورنر کے انتخاب میں کوئی

چند روز کے بعد روسی لشکر ایڈریانوپل میں داخل ہوا اور اب قسطنطنیہ تک دبانے کے لئے روسیوں نے قدم اُٹھائے۔

بایوک تیغا پہنچی یہی جہاں محمد علی نے دم لیا تھا روسیوں کے سپرد کر دیا اس خیال سے جب ایڈریانوپل ہاتھ سے نکل گیا تو اس مقام پر قبضہ کرکے کیا کریں۔

آرمینیا میں جہاں پہلے روسیوں کو نا کامیابی ہوئی تھی اب وہ کامیاب ہو چکے تھے۔ قارص ترکوں کے ہاتھ سے جا ہی چکا تھا اور اب روسی ارض روم پر بڑھ رہے تھے یہاں انہوں نے کئی کئی بار حملہ کیا لیکن ہر حملہ میں سخت ناکامی اُٹھائی اور عجیب بات یہ ہے کہ خاتمہ جنگ تک وہ اس مقام کو فتح نہ کر سکے۔

روسیہ کے بڑھنے سے قسطنطنیہ میں ایسی پریشانی چھائی کہ سلطان اعظم نے سرور پاشا کو روسی فوجوں کے پاس روانہ کیا کہ خواہ جن شرط پر ممکن ہو روسیہ سے فیصلہ کر لیا جائے اور وہ آگے نہ بڑھے۔ سرور پاشا پہنچے اس کا جواب روسیہ کی طرف سے یہ دیا گیا کہ ہم جنگ کبھی نہیں روکیں گے جبتک سلطان اُن مطالبات کو پورا کر دیں جو ہم چاہتے ہیں۔

چون وچرا نہ کریں۔

فرانسیسی فوج نے شام کو خالی کر دیا اور بماہ جون ۱۸۶۱ء میں اُن کی عملی خدمات کی کوئی ضرورت نہیں پڑی۔ غرض یہ کہ سلطان عبد المجید ایک نہایت نیک دل لیکن کسی قدر کمزور دماغ کے حکمران تھے پہلے سے اس امر کی خبریں برابر آرہی تھیں کہ اُن کی صحت خراب ہوتی جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ ۳۸ برس کی عمر میں بتاریخ ۲۶ رجون ۱۸۶۱ء آپ کا انتقال ہو گیا آپ نے صرف ۲۲ سال سلطنت کی اور آپ کے جانشین آپ کے بھائی سلطان عبد العزیز ہوئے۔

تینتیسواں باب ۳۳

عبد العزیز ترکی کا اکتیسواں سلطان یا شہنشاہ ۱۸۶۱ء سے ۱۸۷۶ء تک

عبد العزیز کی تخت نشینی۔ آپ کی فضول خرچی۔ قومی قرضہ۔ مدحت پاشا کا وزیر اعظم مقرر ہونا۔ جزیرہ کریٹ میں یونانیوں کے اغوا سے بغاوت

آخر، جنوری ۱۸۷۸ء میں ایک معاہدہ کی بنیاد پڑی اور کچھ قیل و قال شروع ہوئی۔ گرانڈ ڈیوک نے سلطان کو لکھ کے بھیجا کہ اگر آپ جنگ بند کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست مجھ سے معاہدہ کریں اور کوئی دوسرا شخص اس میں دخل نہ دے اور یہ بھی سمجھ لیجے کہ جب تک معاہدہ کی شرطیں نہ ہو جائیں گی جنگ موقوف نہ ہوگی۔

۱۳ر فروری تک طرفین میں یہی قول و قرار ہوتا رہا اور کسی قسم کا فیصلہ نہیں ہوا یہاں تک کہ تمام یورپ ان چپ چاپ معاہدوں سے چونک پڑا۔ اور معلوم ہوا کہ جو شرطیں روسیہ نے پیش کی ہیں وہ ترکوں کے حق میں بہت سخت ہیں۔ اور اگر یہی شرطیں ہو گئیں تو ترکی بجائے ایک خود مختار سلطنت کے روسیہ کی باجگزار بن جائے گی۔ جب یہ خبر لندن پہنچی کہ ترک بہت ہی پریشان ہو گئے ہیں اور عنقریب وہ ایسے معاہدہ پر مجبوراً دستخط کرنے والے ہیں جس سے ان کی آزادی بالکل جاتی رہے گی اور باوجود معاہدہ کی کارروائی ہونے کے بھی روسی فوجیں قسطنطنیہ پر بڑھی چلی جاتی ہیں اور ان کا منشا ہو چکا ہے کہ پائے تخت پر قبضہ کر کے شرطیں پیش کریں تو ایک تہلکۂ عظیم تمام انگلستان میں پیدا ہو گیا۔ مگر اس کے

ترکی لشکر کا کریٹ بھیجا جانا۔ سرویا کی خود مختاری۔ سلطان کا یورپ روانہ ہونا۔ پیرس اور لندن میں آپ کی آؤ بھگت۔ ملکہ معظمہ کا سلطان کو تمغہ گارٹر پہنانا۔ بحری جہازوں کی قواعد۔ واپسی۔ جنگ فرانس و جرمنی۔ روسیہ کے مطالبات۔ پایۂ تخت میں شورش۔ یورپی ریاستوں کی بغاوت۔ سلطان کی معزولی۔

اپنے بھائی سلطان عبدالمجید کی وفات پر ۲۵ جون ۱۸۶۱ء عبدالعزیز تخت نشین ہوئے۔ تخت پر بیٹھنے سے چونکہ آپ کا بہت سا وقت حرم سرائے میں گزرا تھا اس لئے آپ اتنی بڑی سلطنت کے انتظام کرنے کے لئے بالکل ناتجربہ کار تھے۔ خوش قسمتی سے سلطنت کی باگ علی اور فواد پاشا کے ہاتھوں میں تھی ان دونوں قابل اشخاص نے محض اپنی روشن ضمیری سے سلطان پر ایسا قابو پایا کہ سلطان بالکلیہ ان ہی کی رائے پر چلنے لگے لیکن تو بھی یہ قابل وزرا آپ کی فضول خرچی پر قابو نہ پا سکے۔ فضول خرچی سے سلطنت روز بروز مشکلات میں پڑتی چلی جاتی تھی۔

بعد ہی یہ خبریں پہنچیں کہ روسیہ کے آگے بڑھنے کی افواہیں بالکل بے بنیاد ہیں تو کسی قدر تسکین ہوئی اسی زمانہ تحیر میں سلطان المعظم نے ایک خط اپنے ہاتھ سے ملکہ معظمہ کے پاس بھیجا کہ آپ اپنے جہاز دردانیال میں روانہ کیجیے گا۔ اور دوسرا خط شہنشاہ روسیہ کو روانہ کیا جس میں یہ لکھا کہ آپ جنگ کے بند ہونے کا حکم دیدیں۔ اور معاہدہ کی شرطیں تجویز کرنے کے لئے قسطنطنیہ میں ایک جلسہ کا انعقاد کریں۔ ملکہ معظمہ نے سلطان المعظم کے خط کو اپنے وزرا کے حوالہ کر دیا۔ اور ۹ تاریخ سے ۱۲ تک بذریعہ تار برقی گورنمنٹ سلطان اور گورنمنٹ ملکہ معظمہ میں نامہ و پیام ہوتا رہا انگریز تو یہ کہتے تھے کہ ہمیں دردانیال میں آنے کی اجازت دی جائے ترک یہ کہتے تھے کہ ہم اجازت نہ دیں گے آخر لارڈ بیکنسفیلڈ کی گورنمنٹ نے اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ جس صورت ہو ہمارا بیڑہ جہازات دردانیال میں چلا جائے۔ اس فیصلہ کے ہوتے ہی امیر بحر جی پی ہارن بی کو حکم ہوا کہ بحر روم کا بیڑہ جہازات لیکے فوراً دردانیال میں چلے جائیں۔ چنانچہ ۱۳ تاریخ ایک خطرناک طوفان میں اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب یہ بیڑا دردانیال پہنچا تو ترکی حکام نے مطلق مزاحمت نہیں کی

جنگ کریمیا سے پہلے ترکی پر کچھ بھی قومی قرضہ نہ تھا مگر سلطان کی بے احتیاطی سے سلطنت چودہ [۱۴] کروڑ پونڈ کے قرضہ میں دب گئی تھی۔ تو بھی سلطان کو اس کی پروا نہ ہوئی۔ باسفورس کے سواحل پر سلطان نے محل ہی محل اور کوشک بنوا ڈالے مگر ہاں اس سے بھی انکار کیا جاسکتا کہ سلطان نے بحری قوت بڑھانے کے لئے بھی بہت سے جہازات اور سامان یورپ سے خرید کیا۔ مگر تو بھی وہ رقم جو ان کے تعیش میں خرچ ہوتی تھی اس کی مقدار اس روپیہ سے جو سامان حرب خریدنے میں خرچ کیا گیا تھا بہت بڑھی ہوئی تھی۔ آپ کے ذاتی ملازموں کی تعداد چھ ہزار سے کم نہ تھی اور حرم سرائے میں خانموں اور لونڈیوں کی صرف تنخواہوں کا اوسط ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ سے بھی زیادہ بڑھا ہوا تھا۔

سلطان کو تصاویر۔ ظروف چینی اور جواہرات کا خاص شوق تھا چنانچہ ان چیزوں کی خریداری میں سالانہ ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ خرچ ہوا کرتے تھے۔ سنہ جلوس سے ہر سال کم سے کم ۲ ملین پونڈ کا قرضہ محض صرف خاص کی وجہ سے بڑھایا کرتا تھا۔

اور آٹھ جہاز یہاں سے نکل کے قسطنطنیہ کے آگے لنگر انداز ہو گئے۔

روسیہ نے انگلستان کی اس نقل و حرکت کو بڑی ناخوشی سے دیکھا کیونکہ جنرل اسکوبلوف قسطنطنیہ فتح کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اور اس نے اِدھر اُدھر اضلاع میں فوجیں نصب کر رکھی تھیں۔ اصل میں نہ تو انگلستان روسیہ سے جنگ کرنا چاہتا تھا اور نہ روسیہ ایسی شکستہ حالت میں انگلستان سے بھڑنا چاہتا تھا غرض ایک دوسرے کے دباؤ سے یہ ضرور ہوا کہ ایک معمولی معاہدہ ہو گیا جس سے قسطنطنیہ فتح کرنے کا خیال روسیوں کے دل سے جاتا رہا۔ پہلے انگریزی بیڑا جزائر عروسیہ میں ٹھیرا تھا لیکن یہ جگہ جب موقع کی نہیں دیکھی تو خلیج مورادنیا میں آ گیا لیکن یہ مقام بھی نامناسب دیکھ کے توزلا کے مقام پر لنگر انداز ہوا۔ جو خلیج اسمدر کے قریب قسطنطنیہ سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں یہ بیڑہ جہازات کئی مہینے تک لنگر انداز رہا اور آخر خدا خدا کر کے مزید جنگ کا خوف جاتا رہا۔

جب انگریزی بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے سترہ میل کے فاصلہ پر رہ گیا تو روسیوں نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ ترکی پایۂ تخت پر سمٹ چلے جائیں۔ ۱۲ فروری کو تمام روسی افسر اور شہنشاہ روس کا بھائی

باوجودیکہ وزرائے سلطنت ان کو مانع آتے تھے لیکن سلطان المعظم روپیہ خرچ کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اگرچہ سول لسٹ یعنی اخراجات ملکیہ کی فہرست بارہ لاکھ اسی ہزار پونڈ کے معقول پیمانہ پہنچتی لیکن کئی سال تک سالانہ خرچ برابر بیس لاکھ پونڈ سے زائد ہوتا رہا۔ ان فضول خرچیوں کے سبب سے انہوں نے ملک کو یقینی دیوالیہ بنا دیا۔ جس سے چھٹکارا پانے کی ذرا بھی امید باقی نہیں رہی۔

سلطنت کی حالت روز بروز زیادہ خوفناک اور وحشت انگیز ہوتی جاتی تھی۔ آبادی کا بہت بڑا حصہ کھلم کھلا یا در پردہ نارضامند ہوا چلا جاتا تھا۔ کثیر التعداد موجودہ شکایتوں کے متعلق مدت دراز سے جو وعدے اصلاحات کے ہوتے چلے آتے تھے ان کو بار بار اس طرح معرض التوا میں ڈال دیا گیا تھا کہ بغاوت کا اب سر سے ٹلنا مشکل تھا۔ آخر کار وزرا نے دیکھا کہ کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے اور جو کچھ ہو وہ فی الفور ہو۔ چنانچہ ملک کی پست کنندہ حالت حضور سلطانی میں عرض کر دی گئی اور حضور نے آخر الامر ایک فرمان جاری کر کے کچھ عواطف خسروانہ مبذول فرمائے۔ منجملہ دیگر امور کے

ایڈریانوپل سے قسطنطنیہ روانہ ہوئے اور انہوں نے سان اسٹیفنو پر اپنا لشکر قایم کرلیا اور روسی سپاہ سالار میگناٹف نے باب عالی کو لکھہ کے بھیجا کہ اب ہم آپ سے عہد و پیمان کرنے کو مستعد ہیں۔

روسیوں کی طرف سے سپاہ سالار میگناٹف اور میلی موٹن وکیل مقرر ہوئے اور ترکوں کی طرف سے صفوت پاشا اور سعد اللہ بیگ مقرر ہوئے۔ روسیوں کو اس بات کی بہت جلدی تھی کہ جس طرح ہوسکے عہد و پیمان میں جلدی کریں۔ اور وہ زور دے رہے تھے کہ جو کچھہ شرطیں ہم نے پیش کی تھیں اس کو منظور کرو آخر ۳ر مارچ کو عہد نامے پر دستخط ہوئے اور ۲۳ شرطیں ان میں قرار پائیں۔ بحر مامورا پر باوجود عہد نامہ ہونے کے بھی فوجیں برابر بڑہی چلی آئیں جہاں سے سینٹ صوفیہ (یا آیا صوفیہ) کے طلائی مینارے دکھائی دیرہے تھے جوں ہی اس عہد نامہ کی خبر یورپ میں پہنچی تو ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا کیونکہ یہ عہد نامہ ایسا خطرناک تھا کہ جس سے ترکوں کی آزادی میں ایک بڑا فرق آجاتا۔ سب سے زیادہ انگلستان میں لوگ بھڑک اُٹھے اور انہوں نے

یہ بات بھی تھی کہ عیسائی اور محمدی رعایا کے درمیان مساوات قایم کی جائے۔ انتظامات عدالت کی ترتیب بالکل از سر نو کی جائے۔ محصولات میں تخفیف ہو۔ اجازت عام ہے کہ جس شخص کا جو مذہبی عقیدہ ہو اس کو برملا ظاہر کرے اور عیسائی رعایا کو سارے ملک میں اجازت ہے کہ جائداد از قسم اراضی پیدا کرے۔ یہ اور اسی قسم کی چند دیگر اصلاحات بجائے خود خیال میں لایق تحسین تھیں لیکن مثل تمام عنایات موعودہ کے ان کی نسبت بھی اندیشہ تھا کہ باعتبار عملدرآمد کے وہ بھی کبھی پوری ہونے والی نہیں۔

سلطان عبد العزیز ایسے وقت میں مسند آرائے خلافت ہوئے جب ملک کی نسبت وہ نہایت درجہ اندیشہ مند تھے۔ عہد نامۂ پیرس کو دستخط ہوئے صرف پانچ سال گزرے تھے۔ مگر اس عہد نامہ نے ترکی کو ایک خاص حد تک گویا اچھوتا چھوڑ دیا تھا لیکن اس عہد نامہ کی رو سے اگرچہ ترکی سے کوئی حصہ قلمرو نہیں لیلیا گیا تھا تاہم جو صوبے اس کے چھین لئے گئے تھے وہ بھی اسکو واپس نہیں دلائے گئے۔ دول عظیمہ نے بجائے اس کے کہ اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھائیں اور روسیہ کو اپنی حدود قایم میں

ارادہ کرلیا کہ یہ معاہدہ کبھی سرسبز نہ ہونے دیں گے۔ روسیوں کی جان لڑی ہوئی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ عہدنامہ قایم ہو جائے اور ہماری دیرینہ آرزوئیں بر آئیں۔ انگریزوں نے روسیوں کو لکھا کہ ذرا ہوشیار ہو جانا ہمارا بیڑہ جہازات قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ جب روسی افسر مجبور ہوئے آخر انہیں دول یورپ کی رائے پر کاربند ہونا پڑا اور دول یورپ کی مرضی سے بماہ جون ۱۸۷۸ء برلن میں کل سلطنتوں کے وکیل جمع ہوئے اور ۱۳ جون ۱۸۷۸ء سے فوراً عہدنامہ اور اس کی شرطوں پر غور کرنے لگے چنانچہ وہ عہدنامہ بالکل بدل دیا گیا اور نئے عہدنامہ کی ترتیب ہوئی جس کی شرطوں کو ہم آخر کتاب میں درج کردیں گے۔ روزمرہ ان وکلا کا جلسہ ہوتا رہا آخر ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء اس عہدنامہ پر دستخط ہوئے۔ اگرچہ سلطان کی یورپی سلطنت کا بہت بڑا حصہ نکل چکا تھا۔

اب ان شرائط کے بعد جن کو تسلیم کرنے کے سوائے ترکی کو کوئی چارہ نہ تھا۔ ترکی کا قبضہ پھر بھی ملک کے بہت بڑے حصہ پر باقی رہا لیکن سلطنت کچھ ایسی پیچیدگیوں میں پڑ گئی جن سے وہ تباہ ہو کے

واپس ہٹا دیں۔ اور اس طرح جو امر کہ فی الواقع ظہور میں آیا تھا اس کو روک دیں ایک ایسے عہدنامہ پر دستخط کردیئے جس کی رو سے ترکی کو بجز اس کے کہ اس کے سرحدی علاقہ میں خفیف سی اصلاح ہو گئی کچھ بہت ہی کم ہاتھ لگا۔ اور نیز یہ اور بہت کچھ زاید جلد تر ہاتھ سے نکل گیا۔ اور وہ وقت اب کچھ دور نہیں معلوم ہوتا تھا جب کہ سلطنت کا پارہ پارہ ہو جانا لابد ہو جائے گا۔

نظر آتا تھا کہ ایمانداری کے ساتھ ایک چلتی ہوئی اصلاح اگر کردی جائے تو شاید سلطنت محفوظ رہے ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہیں ہے لیکن انصرام امور کے لئے کوئی ایسا شخص زبردست نہیں دکھائی دیتا تھا کہ ان تغیرات کا نفاذ کرسکے جو بقائے سلطنت کے واسطے سخت ضروری تھیں۔

علی پاشا اور فواد پاشا دونوں مر چکے تھے اور محمود ندیم جس کو اس بات کا بڑا خیال رہتا تھا کہ سلطان کی خلاف مرضی کوئی امر نہ ہونے پائے وہ وزیراعظم تھا۔ یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ سلطان عبدالعزیز اس امر کے سخت مخالف ہیں کہ انتظام سلطنت میں کسی قسم کا [illegible] تغیر و تبدل کیا جائے۔

بہ حیثیت ایک یورپی طاقت کے آخر کو بالکل نیست و نابود ہو جائے۔ بلقان کے شمال میں بلغاریہ کو ایک مستقل ریاست بنا کے کھڑا کر دیا گیا۔ گو وہ خراج دیتا رہا لیکن حقیقۃً وہ ترکی قبضہ اقتدار سے اور طرح بالکل آزاد تھا۔ اس سلسلۂ کوہ کے جنوب میں مشرقی رومیلیا کا صوبہ قائم ہو گیا جو پولیٹکل اعتبار سے برائے نام سلطان کے تحت حکومت تھا لیکن حقیقت میں اس پر ایک عیسائی گورنر جنرل نو برس کے واسطے تقرر ہوتا تھا اور اس کے انتظام حکومت کے متعلق جو خود مختاری اس صوبہ کو عطا کی گئی تھی۔ در حقیقت یہ گورنر اس کا محافظ و نگراں تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو ترکی کی طرف سے اس میں دست اندازی کی جائے۔ مانٹی نگرو والے جس آزادی کو بزور اسلحہ چار سو برس تک سنبھالے رہے وہ اب تسلیم کر لی گئی بلکہ کسی قدر زاید علاقہ ان کو اور دیدیا گیا۔ رومانیا اور سرویا کو مطلق العنان قرار دیا گیا۔ بوسنیا اور ہرزی گودینا آسٹریا کے حوالے کر دیئے گئے۔ روس نے بسرابیا کے قطعۂ زمین پر جو ۱۸۵۶ء میں اس سے لیلیا گیا تھا از سر نو قبضہ حاصل کر لیا اور ما سوا اس کے وہ اپنے ایشیائی مفتوحات یعنی باطوم۔ قارص اور اردہن پر بدستور سابق قابض رہا۔ انگلستان نے دوستانہ خدمتوں کے

ہاں مدحت پاشا اس وقت میں ایک ایسا شخص تھا جس کے اندر ضروری لیاقتیں جمع تھیں اور جو سلطنت بھر کے نہایت لیاقتمند لوگوں میں شاید ایک شخص تھا۔ اپنی صداقت شعاری اور ملک کے ساتھ جو شفقت و ہمدردی اس کو تھی اس کی وجہ سے اس نے صوبجات کو عروج دینے اور رعایا کے واسطے عمدہ انتظام سلطنت پیدا کرنے میں بہت کچھ سعی کی تھی۔ وہ دار الخلافہ میں ابھی بغداد سے پہنچا تھا۔ جہاں وہ بہ حیثیت گورنر جنرل کے کام کرتا رہا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی اس نے زور لگایا کہ ملازمت سلطانی حاصل کرے اور جب اس کو یہ موقع ملا تو اس نے حضور سلطانی میں ملک کی جو اندیشہ ناک حالت تھی اس کو بے دھڑک عرض کر دیا اور التماس کیا انتظام سلطنت کی درستی کے لئے خاص خاص اصلاحات کا فوراً نفاذ پذیر ہونا واجبات سے ہے۔ اس نے نہایت زور سے باصرار تمام اس امر کو جتایا کہ محمود (وزیر اعظم) جس کو رفاہ عام کی ذرا بھی پروا نہیں ہے اسکی رشوت ستانی و بدانتظامی کا صرف یہی اثر نہیں ہے کہ سلطنت تباہی کے کنارہ پہنچ رہی ہے بلکہ حضور معلّی کے جملہ طبقات رعایا میں نہایت خطرناک قسم کا جوش نارضامندی اس وجہ سے پیدا ہوا چلا جا رہا ہے۔ سلطان المعظم یہ

معاوضہ میں جزیرہ قبرص لیلیا اور یہ معاہدہ کیا کہ جب تک اس جزیرہ پر ہمارا قبضہ ہے ہم سلطان کو سالانہ خراج دیتے رہیں گے۔

جنگ کا جب آغاز ہوا تو سلطان کے زیر حکومت علاوہ الیین اہل یورپ کی آبادی تھی اور اگر باجگزار ریاستوں کو شامل کیا جائے تو تیرہ ملین سے اوپر اہل یورپ سلطان کی رعایا تھے۔ جنگ کا جب خاتمہ ہوا تو باجگزار ریاستیں انجام کار سلطنت سے علیحدہ کردی گئیں۔

بلغاریہ۔ بوسینا۔ ہرزیگوینا اور قبرص سلطان کی حکومت سے نکل گئے۔ اور بظاہر کوئی توقع نہ تھی کہ یہ دونوں سلطنتیں جو پچھلے دنوں لڑتی رہی ہیں ان کی طرف سے کوشش ہو کہ ان ممالک میں معمولی امن وامان کی صورت دوبارہ پیدا ہو جائے۔ وارنا۔ باطوم اور دیگر شہر جو ... کو دیئے جانے والے تھے ان کے حوالہ کردینے میں سلطان کو چنداں شتاب زدگی نہ تھی۔ اور نہ سرحد پر انتظامات جدید کے کرنے کی جلدی تھی جو کشمکش حال کی وجہ سے ہونی چاہئے تھی۔ برخلاف اسکے ... اسبابت پر تلا ہوا تھا کہ جہاں تک اس کو موقع ملے حیلہ بہانہ کرکے وہ قسطنطنیہ کے قریب ...

ان کلمات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ خایف ہو گئے اور انہوں نے دوسرے ہی روز محمود کو برطرف کر کے مدحت پاشا کو اس کی جگہ وزیر اعظم مقرر کردیا۔ مگر یہ بات شروع ہی سے خلاف قیاس معلوم ہوتی تھی کہ مدحت پاشا کا دورہ زیادہ عرصہ تک رہے گا۔ اس کے مزاج میں وہ بات ہی نہ تھی جو اہل دربار میں ہوا کرتی ہے۔ اور چونکہ وہ عزم مصمم کرچکا تھا کہ شعبہ ہائے انتظام میں سے کسی میں بھی کسی قسم کی بدنظمی و ابتری نہیں رہنے دوں گا اس کو جلد تر یہ بات معلوم ہو گئی کہ میرا سابقہ ایک ایسے زبردست آقا سے پڑا ہے جو مدت مدید تک مطلق العنان رہتے رہتے اب اس قدر خودسر اور خودپسند ہو گیا ہے کہ اس وقت کسی امر میں اگر اس سے اختلاف رائے کیا جائے تو وہ ذرا بھی نہیں برداشت کرسکے گا اس پر منکشف ہو گیا کہ میں فی الحقیقت بے اختیار ہوں۔ چند ماہ کے عرصہ میں وہ برطرف کردیا گیا اور محمود کو دوبارہ وزیر اعظم بنادیا گیا گویا کہ اس سے زیادہ آرام دینے والا کوئی وزیر سلطان المعظم کو میسر نہیں آسکتا تھا۔

ملک کے اندرونی معاملات اور بھی زیادہ ابتر ہو گئے۔ رشوت ستانی اس درجہ کو پہنچ گئی کہ پہلے کبھی

ڈالے رہے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کا منشا یہ ہے کہ جب تک ترک بعض شرائط صلح کو پورا نہ کریں وہ اپنی سپاہ کو جگہ سے نہ سرکائے۔ چنانچہ اوائل اگست میں جب تک ورنا کو خالی نہیں کر دیا گیا حملہ آوروں نے اس وقت تک اپنی افواج کو جنبش نہیں دی۔ اب ۲۴ تاریخ کو جوق جوق سپاہیوں کے سین سٹیفانو میں فراہم ہوئے اور یہ کل چلاؤ کی کارروائی کرایہ کی باربرداری میں دنوں تک قایم رہی یہاں تک کہ اسی ہزار جوان کا یہ بڑا لشکر آبنائے باسفورس سے عبور کر کے روسیہ کو واپس روانہ ہو گیا اور برطانی جہازوں کا بیڑا بھی تیرہ مہینے کے قیام کے بعد ۲۰ مارچ ۱۸۷۹ء سے پہلے ابنائے ڈارڈنلز سے علیحدہ نہ ہوا۔

روانہ ہونے سے پہلے سلطان نے امیر البحر کپتان اور جہازی افسروں کی یلدز کوشک میں دعوت کی اور شکریہ ادا کیا کہ ایسے نازک موقع میں تم نے خوب مدد دی۔

جب جنگ ہو رہی تھی تو قسطنطنیہ کی حالت دیکھنے کے قابل تھی ترکی پارلیمنٹ کا افتتاح ہو چکا تھا مگر کامیابی نہ ہوئی تھی پلونا ہاتھ سے جاتا ہی رہا تھا۔ سلیمان پاشا شپکا پر مایوسی کیساتھ شکست

اس درجہ کو پہنچی تھی۔ تمام قسم کی مناصب و تقررات کیا ادنے کیا اعلی حرم شاہی میں خرید و فروخت کئے جاتے تھے۔ گورنر جنرل لوگ ہر چند مہینہ یا ہفتہ کے بعد ان معمولی تحفہ تحائف کی وجہ سے جو تقررات پر ان لوگوں کی طرف سے دیئے جایا کرتے تھے معزول یا بحال ہوا کرتے تھے۔ مگر جو لوگ ایماندار تھے وہ کوشش تو بہتیری کرتے تھے کہ کسی طرح حالت قایم ہو مگر صوبے اور شہر برباد ہوئے جاتے تھے بیچارے کرتے تو کیا کرتے۔ جو اخراجات عبد العزیز نے قرض لیکے کئے تھے ان کا بار خزانہ شاہی پر پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملازمین کو تنخواہ دینے کے لئے خزانہ میں کوڑی نرہی۔ عام طور پر ناراضی پھیل گئی اور اب سب کے یہ خیالات ہو گئے کہ جب تک حکومت کی تبدیلی نہو گی یہ عالمگیر مصیبت رفع نہیں ہو سکتی ترکی صوبے یکے بادیگرے آزادی حاصل کرتے جاتے تھے۔ بالڈیویا اور ولاچیا کو پیرس کے معاہدہ نے آزاد کرا دیا تھا۔ اور اب یہاں یورپی طرز کی خود مختار حکومت قایم ہو گئی تھی۔

کریٹ میں یونان نے فساد کرا دیا۔ قسطنطنیہ سے فساد فرو کرنے کے لئے فوجیں بھیجی گئیں جن سے بڑی بھاری لڑائیاں ہوئیں اس پر باب عالی نے یونان کو للکارا کہ تیری وجہ سے فساد ہوا ہے تو ہوش میں آ کے

ملا چکے تھے ایشیا میں فارس نکل چکا تھا اور ارض روم کی خیر نہ معلوم ہوتی تھی اور بھی بہت سے شہر ہاتھ سے جا چکے تھے۔ مگر سلطان کے دل و گردہ کو شاباش ہے کہ ایسے خوف میں بھی ہراساں نہ ہوا خود پارلیمنٹ کا انعقاد کیا۔ اور مختلف اقوام کے وکلا سے مشورہ لیا کہ کیا کرنا چاہئے پہلا اجلاس بماہ مارچ ہوا دوسرا اجلاس سلطان کی موجودگی میں ہوا اگران جلسوں کا نتیجہ کچھ نہ ہو لیکن جس جس آزادی سے بحثیں ہوئیں اور انتظامی امور پر ردّ و قدح ہوئی اس سے اتنی بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ ترکوں میں جمہوری سلطنت کے قایم کرنے کا مادّہ موجود ہے اور جب کبھی پارلیمنٹ ہوگی کامیابی سے ہوگی۔

وزیروں کی تبدیلیاں بدقسمتی سے جلدی جلدی ہونے لگیں۔ جنوری میں کل وزیر بدل دیئے گئے پھر فروری میں وزیروں کی تبدیلیاں ہوگئیں اور وزیر اعظم کا عہدہ منسوخ ہوگے صدر اعظم کا عہدہ نکالا گیا اور احمد وا قف پاشا کو جس کی کل وزرا سے کھٹکی ہوئی تھی صدر اعظم بنایا گیا۔ اب سوال پیدا ہوا کہ جنگ کو کس طرح جاری رکھنا چاہئے اور جن شروط پر صلح ہوئی ہیں

کام کرے۔ یہ جھگڑا یہاں تک بڑھا کہ سیاسی تعلقات قطع ہوگئے اور خیال ہونے لگا کہ عنقریب اعلان جنگ ہو جائے گا۔ یونان نے دیکھا کہ دول یورپ کچھ سہارا دیتی ہوئی نہیں معلوم ہوتیں اس نے باغیوں کو مدد دینی موقوف کردی اور پھر وہاں امن قایم ہوگیا۔ لیکن جزیرہ بالکل برباد ہوگیا اور لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ یونان نے معافی مانگ لی اور تعلقات بحال ہوگئے۔

سرویا تیس سال سے آزادی کی ہوا میں تھی ترکی کی صرف برائے نام افسری قایم رہگئی تھی مگر اسی اثناء میں قسطنطینہ شکایتیں پہنچیں کہ سرویا بلغراد وغیرہ چند قلعے اور مانگتا ہے اور اس کا مقولہ ہے کہ جب تک یہ قلعے نہ آجائیں گے آزادی کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ آخر سنہ ۱۸۶۶ء میں سرویا نے باقاعدہ مطالبہ کردیا انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اس مطالبہ کی تائید کی۔ ترکوں نے دیکھا کہ عظیم جنگ کا دروازہ کھلتا ہے قلعوں کو خالی کردیا اور سنہ ۱۸۶۷ء میں سرویا نے ان پر قبضہ کرلیا۔ اور یہ قرار پایا کہ بیس ہزار پونڈ سالانہ خراج سرویا ترکی کو دیا کرے۔

ان کی نقل ڈپوٹیوں کے پاس بھیجی چاہیئے وزیروں نے ان مطالبات کا کچھ جواب نہ دیا آخر وزیروں اور ڈپوٹیوں میں کھلم کھلا جھگڑا ہونے لگا۔ ۱۱ فروری کو ایک طوفان خیز جلسہ میں احمد واقف پاشا نے صاف کہدیا کہ میں کچھ نہیں کرسکتا اور نالایق ممبروں کے ساتھ مجھ سے کام نہیں ہوسکتا۔

۱۴ فروری ۱۸۷۸ء سلطانی حکم سے پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور وہ ابھی تک ملتوی چلا جاتا ہی تجربہ تو خوب ہوگیا کہ جنگ اور ملکی بغاوتوں کے درمیان پارلیمنٹ کے کئی جلسے منعقد ہوگئے اور خیال ہے کہ اگر آیندہ ترکوں نے اپنے ہاں جمہوری سلطنت قایم کرنی چاہی تو کامیابی کی خاطر خواہ امید ہوسکتی ہے۔ جب پارلیمنٹ بند ہوگئی تو پھر وہی شخصی حکومت کا دور دورہ ہوا اور سلطان المعظم نے براہ راست سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لیلی۔

جب سلطان المعظم اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ معاہدہ برلن کی شروط پر عملدرآمد کریں کہ ایک نیا اندیشہ سلطنت کو پیدا ہوگیا اگرچہ یہ خوف کچھ زیادہ پیمانہ پر نہ تھا لیکن تو بھی تمام

۱۸۶۷ء کے موسم گرما میں جب کریٹ فساد کی آگ بھڑک رہی تھی سلطان عبد العزیز نے لندن اور پیرس کی سیر کرنی چاہی۔

یہ واقعی تمام اسلامی تاریخ میں پہلا واقعہ تھا کہ خلیفۃ المسلمین اس طرح صلح امن کے ساتھ یورپ جاتا ہو اور اس نے مذہبی تعصبات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ کوئی سلطان سوائے تاخت وتاراج کرنے کی غرض کبھی اپنے پایۂ تخت سے روانہ نہیں ہوا۔ چنانچہ روانہ ہوکر سلطان شہید پیرس پہنچے، شہنشاہ نپولین ثالث کے ہاں مہمان رہے اور پھر لندن پہنچے اُن کا بہت اعزاز کیا گیا اور کوشش کی گئی کہ آپ کے اعزاز میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے گا۔ محل بکنگھم میں آپ فروکش ہوئے اور ملکہ آنجہانی نے کانٹر برکیسل میں ملکی استقبال کیا اور پھر لارڈ میئر اور لندنیوں نے خوب آؤ بھگت کی۔

۱۷ جولائی کو جہازوں کی مصنوعی جنگ دکھائی گئی۔ پچاس جہاز تھے۔ سلطان کو گارٹر کا تمغہ پہنایا گیا جہاں سلطان گئے اُن کی خوب آؤ بھگت ہوئی۔ یورپ کے سفر سے سلطان نے اپنی رعایا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ جب آپ اپنی سلطنت میں آگئے معاملات ملکی کی اور بھی بدتر حالت ہوگئی۔ اصل میں سلطان کو

سلطنت میں ایک زلزلہ محسوس ہوگیا۔ سلطان المعظم کے یونانی صوبوں میں بے چینی پیدا ہوگئی اور یونان نے موقع غنیمت جان کر اپنے بھائیوں کی حمایت کے لئے بازو پھڑپھڑا لئے۔ یونانی علیہ وزراء نے بغیر کسی اعلان جنگ کے اپنی فوج کو حکم دیدیا کہ وہ ترکی حدود کو عبور کر جائے۔ اور اپنا مدعا یہ ظاہر کیا کہ ہم نے فوجیں اس لئے روانہ کی ہیں کہ تھسلی میں ترکی لشکر قتل عام نہ کر سکے۔ یہ سنکے ترکی گورنمنٹ کو بہت غصہ آیا اور اس نے فوراً آہن پوش جہاز یونانی سواحل پر روانہ کردیئے۔ روڈوس میں ترکی فوج اتار دی گئی تاکہ تھسلی کی بغاوت کو روکے۔ اور کچھ جنگی جہاز کریٹ روانہ کئے گئے کیونکہ وہاں بھی فساد کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔

یونان نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک دول عظام اس بات کا ذمہ نہ لیں گی کہ آئندہ سلطان کے یونانی صوبوں میں امن رہے گا فوجی نقل و حرکت میں کوئی فرق نہیں آسکتا اور ہماری فوج ترکی حدود میں برابر بڑھی چلی جائے گی۔ اصل بات یہ تھی کہ برلن کی مجلس نے اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ جنش اس صلہ میں کہ یونان ترکی اور روسیہ کی جنگ میں خاموش رہا اسے کچھ دینا چاہئے اور وہ مسلہ

انتظام کے متعلق کچھ مذاق ہی نہ تھا۔ کل وزراء سے ناراض تھے کیونکہ وہ اُن کی رائے کے خلاف کیا کرتے تھے صرف محمود سے خوش تھے کہ وہ اپنے آقا کی خواہشوں کی پیروی کرتا تھا۔

سلطان کو تخت نشین ہوئے تین سال گزر گئے کہ یکایک فرانس اور جرمن کا اعلان جنگ ہوگیا ترکی نے اس جنگ میں متعلق حصہ نہیں لیا لیکن فرانس کی بالکلیہ بربادی سے ترکوں کو بہت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ جب فرانس قوی تھا اور انگلستان کے ساتھ ملکے روسیہ کو عہدنامہ پیرس پر قایم رکھے ہوئے تھا اور جب فرانس کمزور ہوگیا تو روسیہ نے فوراً ترکی کو لکھا کہ عہدنامہ پیرس کی شرو طا میں گیارہ ... تک تبدیلی ہونی چاہئے۔ اور ان شرو طا کا مضمون یہ تھا کہ بحر اسود پر کسی کا خاص قبضہ نہ رہے گا کل ملکوں کے جہازات آزادی سے آجا سکینگے۔ روسیہ نے لکھا کہ میں ان شرو طا کا زیادہ مدت تک اتنا پابند رہنا نہیں چاہتا ... میں بحر اسود پر قلعے بنا سکتا ہوں اور ... بیڑے بھیج سکتا ہوں۔ آخر ماہ جنوری ۱۸۷۱ء کو لندن میں ایک مجلس کا انعقاد ہوا اس مجلس ... شریک تھے ... کی اور پھر بحر اسود ... کردیا گیا

ابھی تک یونان کو نہیں دیا گیا تھا۔ اگرچہ ترکی یاد دہانی کی برابر کی جا رہی تھی لیکن ترکی برابر ٹالتی چلی آتی تھی اور یونان کو نذرانہ دینے کا نام نہ لیتی تھی۔ اب یونان نے کھلم کھلا کہا کہ ایک تو مجھے اپیرس اور تھسلی دیدیا جائے اور دوسرے جزیرہ کریٹ میرے حوالہ کر دیا جائے۔

آغاز مئی ۱۸۸۰ء میں انگلستان اور دول یورپ کو ساتھ لیکے ترکی اور یونان میں بیچ بچاؤ کرنے کے لئے کود پڑا اور یہ فیصلہ کیا کہ ترک تھسلی اور اپیرس دونوں صوبوں میں سے ایک بڑا حصہ یونان کو دیدیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ۔ لیکن یونان نے یہ قبول نہ کیا اور کہا کہ قلعجات جینی نا، مت زو وا اور لریسا بھی مجھے ملنے چاہئیں۔ یہ تینوں قلعے گویا البینیا کی کنجی اور یورپین ترکی کی جان تھے۔

سلطان تو بالکل راضی تھے کہ کسی طرح سے فیصلہ ہو جانا چاہئے مگر ترکی جنگی گروہ سخت برہم تھا کہ ایک ذلیل ریاست کو ہم کیونکر اپنے ایسے قیمتی اور زرخیز صوبے دیدیں۔ ترکوں نے بیان کیا کہ اگر اسوقت یونان کو یہ صوبے دیئے بھی گئے پھر بھی وہ مطمئن ہونے والا نہیں ہے وہ انگلی پکڑ کے پہنچا پکڑنے لگے گا

ترکی کی مالی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تھی۔ اسوقت گورنمنٹ ۱۴ کروڑ پونڈ کی مقروض تھی اور ابھی تک روپیہ کی ضرورت کم نہ ہوئی تھی۔ اسکے اور صوبوں کی بغاوت کے متعلق ہم اپنے حصہ اول حمیدیہ میں تفصیل لکھہ آئے ہیں اس لئے یہاں اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ غرض جب پانی سر سے گزر گیا جیسا کہ ہم پہلے حصہ میں لکھہ چکے ہیں تو سلطان عبدالعزیز معزول کر دیئے گئے اور انکی جگہ انکے بھتیجے مراد تخت نشین ہوئے۔ مراد کی بھی مختصر کیفیت حصہ اول میں گزر چکی ہے اس لئے میں انکا بھی مزید ذکر نہیں کرنا چاہتا اور حاشیہ کو جو مدت سے متن کا ساتھ دے رہا ہے۔ یہیں ختم کر دیتا ہوں۔ مجھے جہانتک ممکن ہوا اپنے بیان علاوہ تواریخ روسیہ کے سلاطین آل عثمان کی ایسی جامع اور مختصر تاریخ لکھدی ہے کہ ناظر اچھی طرح اطمینان کر سکتا ہے میں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ جہاں تک ہو جامعیت اور اختصار کو ہاتھ سے نہ دیا جائے اگر میں طول دیتا تو ایک ایک ترکی سلطان کے واقعات زندگی اتنے ہوتے کہ لکھتا کہ پچاس جلدیں بھی کافی نہ ہوتے۔ میں طول کو ہمیشہ ناپسند کرتا رہا ہوں۔ مجھ سے جو کچھ ہو سکا اس حواشی کے عمدہ بنانے میں کوشش کی ہے میں اس کتاب کو بے مثال بتاتا ہوں اور نہ لاجواب میری غرض تو صرف یہ ہے کہ ناظرین

مستعد ہو جائے گا اور اس کا دعویٰ پھر قسطنطنیہ کے لئے ہوگا کیونکہ وہ اس شہر پر اپنا موروثی حق سمجھتا ہے۔

یونانی مطالبات میں سب سے نازک جنینا کا مطالبہ تھا جس کو ترک اپنے ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس کے نکل جانے سے ایڈریاٹک کے دروازے بے پناہ ہو جائیں گے۔ غرض کئی مہینے اسی گفت و شنید میں گزر گئے اور کچھ فیصلہ نہ ہوا۔

آخر دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء کے آخر میں سلطان نے اس نازک مسئلہ کے فیصلہ کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی لیکن یہ کمیشن بھی حسب دلخواہ کچھ فیصلہ نہ کر سکی۔ کئی بار مختلف جلسوں میں فیصلے ہوئے اور وہ فیصلے منظوری کے لئے باب عالی میں بھیجے گئے لیکن وہاں سے منظوری ایک فیصلہ پر بھی نہیں ہوئی۔ دقت صرف یہ تھی کہ یونان دس ہزار مربع میل زمین سلطان سے مانگتا تھا اور اس لئے اس کے دینے میں سلطان اور ان کے وزراء پس و پیش کرتے تھے۔ زیادہ دیر ہونے سے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں ان ناواجب مطالبات پر ترکی یونان کو اعلان جنگ نہ دیدے۔

دیکھیں ممکن ہے کہ انہیں مذاق حاصل ہو اور کچھ واقفیت وہ ایک اسلامی سلطنت سے پیدا کرلیں۔ اگر اس کے دیکھنے سے یہ بات لوگوں کو حاصل ہوئی تو میں اپنے کام کی کامیابی خیال کروں گا۔ اور اگر حاصل نہ ہوئی تو میری یہ تصنیف ان کثیر تصانیف کی فہرست میں شریک ہو جانے دیجئے جو گمنامی کے پردہ میں چھپی ہوئی ہیں۔

میں اس نئی طرز میں کامیاب ہوا کہ متن میں زمانہ حال کے واقعات کا سلسلہ اور حاشیہ میں زمانہ گزشتہ کے حالات لکھے تاکہ ناظرین کو تطبیق کرنے کا بھی پورا موقع ملتا جائے اور بھی بہت سی یا چند ترکی سلطنت کی تاریخیں لکھی گئی ہوں لیکن مجھے اس سے بحث ہی نہیں ہے کہ کامل اور عمدہ تاریخ کونسی ہے اس کا فیصلہ ناظرین خود کرلیں گے۔ یہ خدا کا شکر ہے کہ جو ارادہ کیا تھا وہ پورا ہوگیا یعنی سلطان عبدالعزیز تک کل سلاطین آل عثمان کے واقعات زندگی قلم بند کر دیئے۔

سلطان عبدالعزیز شہید کے ترفہ - خرچ - سفر یورپ اور ابتری کی کیفیت چونکہ پہلے حصہ میں بوضاحت درج ہو چکی ہے اس لئے عمداً یہاں قلم انداز کر دی گئی۔ رہی سلطان مراد کی سلطنت اصل تو وہ صرف

طول کھینچتے کھینچتے کہیں ۱۸۸۱ء میں جاکے یہ بات قرار پائی کہ اگر تھسلی یونان کو دیدیا جائے گا تو کچھ خطرہ کی بات نہ ہوگی کیونکہ اگرچہ وہ صوبہ زرخیز ہے تو بھی اس کے جانے سے سلطنت کا کوئی دوسرا بازو ضعیف نہیں ہوسکتا۔ اس بنا پر سلطان نے یہ رضامندی ظاہر کی کہ تھسلی اور ایپرس کا بہت بڑا حصہ یونان کو دیدیا جائے۔ پہلے تو یونان نے کچھ حیل حجت کی لیکن آخر کار رضامند ہوگیا اور باہم دونوں سلطنتوں میں سمجھوتہ ہوکے یہ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ سلطان جانتے تھے کہ اس وقت یونان سے جنگ کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اگرچہ یہ بات یقینی ہے کہ فتح ترکوں ہی کی ہوگی لیکن یورپ اس فتح سے سلطان کو کوئی فائدہ نہ اٹھانے دے گا پھر کیا فائدہ کہ اپنی پریشان حالت میں نئی مصیبت مول لی جائے۔

ان مشکلات کے زمانہ میں جو اندر اور باہر پیدا ہوگئی تھیں ایک عجیب و غریب شخص ترکی میں واپس آیا۔ یہی شخص تھا جس کے ہاتھ میں آغاز جنگ میں حکومت کی باگ تھی اس کا نام مدحت پاشا تھا مگر ۵ فروری ۱۸۷۷ء یہ شخص جلاوطن کر دیا گیا تھا ۱۸ مہینے سے یورپ میں رہتے ہوئے ہوگئے تھے

چند مہینے ہوئی دوسرے اس کا بھی مختصر تذکرہ حصہ اول حمیدیہ میں آچکا ہے۔ اب میں حاشیہ کو یہیں ختم کرتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ سے وہی واقعات درج ہوں گے جو سلطان حال کے زمانہ حکومت میں واقع ہوئے۔ پہلے خیال تھا کہ اور بھی تفصیل کے ساتھ ترکی کے حالات بیان کئے جاتے لیکن عبارت طویل اور کتاب ضخیم ہو جاتی اور لوگ پڑھتے پڑھتے گھبرا جاتے اس لئے اختصار ہی پر قناعت کی۔ میرا خیال ہے کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۲ء میں حمیدیہ حصہ سوم بالکل ختم کر دوں گا تو اس صورت سے تینوں جلدیں حمیدیہ کی پوری ۴۸ جزو یا ۷۶۸ صفحے کی [illegible] ضخامت بھی کچھ کم نہ ہوئی اور ایک تاریخ کے لئے بہت کافی ہے۔ بہرحال جو کچھ ہے اسے ناظرین کے آگے پیش کر دیا ہے باقی وہ جانیں اور ان کا کام۔

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

حاشیہ ختم ہوا

آج کل وہ پیرس میں تھا کہ ترکی ایلچی نے اُسے ماہ ستمبر ۱۸۷۸ء سلطان المعظم کا ایک خط دیا جس میں یہ لکھا تھا کہ تم واپس آؤ اور اپنی سابق کی جگہ پر کریٹ چلے جاؤ۔
یہ شقہ سلطانی دیکھتے ہی مدحت پاشا پیرس سے روانہ ہوکے کریٹ پہنچا اور یہاں اپنے بال بچوں سے آکے ملا۔ جو اس کی جلاوطنی کے زمانہ میں کریٹ میں مقیم تھے۔

اگرچہ سلطان المعظم کو اس پاشا پر کچھ زیادہ بھروسہ نہ تھا لیکن پھر بھی اُسے گورنر سمرنا کردیا۔ گورنر ہوکے مدحت پاشا نے اس کامیابی سے حکومت کی اور ایسا اچھا انتظام کیا کہ رعیت خوشحال ہوگئی۔ دو سال کامل گزرے تھے کہ یکایک ترکی اور آسٹریا میں پیچیدگی واقع ہوگئی۔ بات یہ تھی کہ آسٹریا نے بوسینا اور ہرزیگوینا پر حملہ کیا اور بغیر خون کی بوند گرائے ان صوبوں پر قبضہ کرلیا سلطان المعظم نے سوچا کہ اگر جنگ کی جاتی ہے تو سوائے مسلمانوں کی بربادی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا دوسرے برلن کی کانفرنس فیصلہ کرچکی ہے کہ یہ صوبے آسٹریا کو دیدیئے جائیں اس لئے خاموشی بہتر ہے سلطان نے ایک سپاہی بھی آسٹریا کو خارج کرنے کے لئے روانہ نہ کیا اور دوستانہ تعلقات میں کسی قسم کی پیچیدگی نہ ڈالی۔ جب آسٹریا نے یہ دیکھا کہ سلطان آشتی کی طرف مائل ہیں اس نے اپنی فوجیں واپس ہٹالیں اور جو جھگڑا عیسائیوں اور مسلمانوں میں ہوا تھا اس کا تصفیہ بھی ہوگیا۔

ملک میں یکایک ایک جدید پریشانی کا دروازہ کھل گیا۔ ابھی مدحت پاشا کو صرف دو ہی سال گورنری کرتے ہوئے تھے کہ قسطنطنیہ میں یہ افواہیں گرم ہونے لگیں کہ سلطان عبدالعزیز کے قاتلوں کا پتہ لگ گیا ہے۔ اس افواہ سے چند بڑے بڑے ترکی حکام کانپ اٹھے۔ چنانچہ ان افواہوں کی تصدیق ہوئی اور بیان کیا گیا کہ سب سے پہلا قاتل مدحت پاشا ہے۔ چنانچہ سمرنا میں وہ فوراً گرفتار ہوکے قسطنطنیہ لایا گیا اور اس کے ساتھ اور بھی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کثرت سے شہادتیں بہم پہنچائی گئیں مگر چونکہ پانچ سال کا زمانہ عبدالعزیز کو ہوچکا تھا اس لئے مشتبہ تھا کہ آیا مجرموں پر اثبات جرم ہوسکیگا یا نہیں۔ غرض مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی اور ۲۷ جون ۱۸۸۱ء میں اس کا آغاز ہوا۔ یہ بات دیکھنے کی ہے کہ اس مقدمہ کی تحقیق کھلی عدالت میں ہوئی تھی اور کل کارروائی قانونی اصول پر کی جاتی تھی اور ہر شخص کو اجازت تھی کہ وہ مقدمہ کی سیر دیکھ سکے۔ ترکی تاریخ میں اس طرح علانیہ مقدمہ کی تحقیق ہونا یہ بالکل نئی بات تھی۔ [illegible] اخبارات کے نامہ نگار بھی موجود رہتے تھے۔

تین دن تک مقدمہ کی کارروائی جاری رہی اور ملزموں پر فرد قرارداد جرم لگ گئی۔ مختلف لوگوں پر مختلف جرائم قایم کئے گئے مگر سزائے موت سب کو یکساں دی گئی۔ جب اس عدالت کا فیصلہ سلطان کے آگے پڑھا گیا تو آپ نے سزائے موت کو جلاوطنی سے بدل دیا کیونکہ سلطان رقیق القلب بہت ہیں اور کسی کو سزائے موت دینی نہیں چاہتے۔ ابھی اس جھگڑے کا فیصلہ نہوا تھا کہ مصر کا مسئلہ چھڑ گیا۔ عربی پاشا جو مصری فوج کا ایک افسر تھا اپنی گورنمنٹ سے بگڑ گیا۔ اور بات یہ تھی کہ وزیر کی موقوفی فوج اور اس کے افسر چاہتے تھے۔ عربی پاشا کی وجہ سے فوج میں بھی بغاوت کی روح پھونک گئی۔ اب عربی پاشا کے پاس بارہ ہزار سے اٹھارہ ہزار فوج جمع ہوگئی۔ بہت کچھ عربی پاشا سے گفت و شنید ہوئی اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں چاہتا صرف میری یہ خواہش ہے کہ ریاض پاشا وزیر اعظم موقوف کر دیا جائے۔

سلطان المعظم کی گورنمنٹ اس وقت مصر میں کچھ دست اندازی کرنی نہیں چاہتی تھی صرف اس نے اخلاقی طور پر دو کمشنر علی نظام پاشا اور علی فواد پاشا کو مصر بھیجا تاکہ سمجھا بجھا کے باہم فیصلہ کر دیں۔ یہ کمشنر صرف بارہ روز مصر میں رہے۔ خدیو نے ان کے ساتھ بہت سرد مہری کا برتاؤ کیا اور فرانس و انگلستان اُن کے آنے سے اس قدر ناخوش ہوئے کہ دونوں سلطنتوں نے ایک ایک آہن پوش جہاز اپنا اسکندریہ بھیجا کہ جب تک کمشنر مصر سے چلے نہ جائیں یہ جہاز اسکندریہ پر لنگر انداز رہیں۔ آغاز جنوری میں فرانس اور انگلستان نے خدیو کو لکھ کے بھیجا ہم تمہاری مدد کے لئے موجود ہیں کچھ پروا کی بات نہیں ہے۔ اس تحریر نے لوگوں کو پریشان کر دیا اور لوگ خیال کرنے لگے کہ مصر کا حال بھی ٹونس کا سا ہو جائے گا۔ ادہر سلطان المعظم نے اپنے ایلچیوں کو لکھا کہ تم اس بات پر زور دو کہ مصر کے اندرونی معاملات میں دست اندازی سخت ناانصافی ہے۔

مشکلات روز بروز ترقی پذیر تھیں۔ عربی پاشا جو فوج میں معمولی عہدہ دار تھا اب وزیر جنگ بن گیا تھا ادہر قوم کا میلان اس کی طرف بہت پایا جاتا تھا اور وہ رفتہ رفتہ خوفناک دشمن بنتا جاتا تھا۔ فرانس اور انگلستان نے ادہر تو سلطان کے اصرار کا جواب دیا اور اُدہر ایک یورپین مجلس کر کے اس کے متعلق گفتگو کی کہ کیا کرنا چاہئے۔

چنانچہ بمقام قسطنطنیہ ۲۳ رجون معاملات مصر پر غور کرنے کے لئے دول یورپ کے وکلا جمع ہوئے۔

اس جلسہ کا نتیجہ کچھ بھی نہوا سلطان کا تو یہ خیال تھا کہ جہاں تک ہوسکے ایسی ہر کارروائی کو بگاڑ دینا چاہئیے جس سے میرے شاہی حقوق میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہو۔

قاہرہ کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ اپریل ۱۸۸۲ء سے کوئی مستقل گورنمنٹ کی صورت نہ رہی تھی۔ تین لاکھ پونڈ جنگی تیاری کے لئے صرف کر دیئے گئے تھے۔ اسی طرح اندھا دھند خرچ کیا جاتا تھا۔ وزیر جنگ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی اور اس کا راز کھل گیا پچاس سے زیادہ لوگوں کا کورٹ مارشل ہوا اور وہ سب سوڈان میں جلاوطن کر دیئے گئے۔ عربی پاشا کی ہردلعزیزی میں روز بروز زوال آتا گیا اور جس طرح سلطان پاشا یک بینی و دو گوش کے ساتھ رہ گیا اس طرح عربی پاشا نے بھی منہ کی کھائی۔ عجب معاملات کی حالت یہاں تک بڑھی تو فرانس اور انگلستان سے جنگی جہازوں کے مشتملہ بیڑے اسکندریہ پر روانہ کئے۔

۲۰ رمئی کو دونوں دولتوں کے جنگی بیڑے اسکندریہ پہنچے انگریزی اور فرانسیسی کاونسل جنرل نے خدیو سے ان جہازوں کے آنے کا منشاء بیان کیا۔ پھر عربی پاشا نے ذرا پلٹا کھایا اور اعلان دیا کہ ہم اپنے بندروں میں یورپی جہازات نہیں آنے دیں گے اور اس لئے ہم فوجیں روانہ کرتے ہیں تاکہ جہازوں کو آنے سے روک دیں۔ ادھر عربی پاشا نے یہ اڑانا شروع کیا کہ انگریزی اور فرانسیسی جہازوں کا اس طرح آنا سلطانی حقوق کو غصب کرنا ہے اور میں سلطانی حقوق کی نگرانی کرتا ہوں۔ آخر یہ بھی عربی پاشا نے بیان کیا کہ جب تک مشتملہ جنگی بیڑا نہ ہٹ جائے گا میں کوئی عہد و پیمان نہیں کرنے کا۔ جب بحث زیادہ بڑھی تو ۲۵ رمئی انگریزی اور فرانسیسی ایجنٹوں نے مصری وزیراعظم کو الٹیمیٹم دیا کہ عربی پاشا کو اور اس کے ساتھ عبدالعال اور علی فہمی کو فوراً جلاوطن کر دیا جائے اور جلسہ وزرا استعفاء داخل کر دے۔ محمود سمیع نے صاف انکار کیا کہ یہ نہیں ہوسکتا مگر وزراء کے خلاف خدیو نے الٹیمیٹم کو قبول کر لیا۔ یہ دیکھ کے جلسہ وزراء نے فوراً استعفاء داخل کر دیا۔ خدیو نے غیر معمولی سرگرمی سے سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ شریف پاشا کو طلب کر کے حکم دیا کہ فوراً ایک جدید جلسہ وزراء قائم کر۔ پھر توفیق پاشا خدیو مصر نے جلسہ علما جمع کیا۔ اور انہیں سمجھایا کہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی تجویز محض دوستانہ ہے آئندہ سے میں براہ راست اپنے ہاتھ میں لشکر کی باگ لیتا ہوں۔

اس جلسے نے جس میں علما اور اعلیٰ حکام شریک تھے خدیو سے اتفاق رائے نہیں کیا اور بیان کیا کہ ہم غیروں کو اپنے گھروں میں دخل دینا نہیں چاہتے - اسی اثنا میں اسکندریہ کے فوجی افسروں نے خدیو کو تار دیا کہ ہم سوائے عربی کے اپنا جنگی افسر دوسرے کو بنانا نہیں چاہتے اس سوچنے کے لئے تمہیں صرف بارہ گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے ادہر قاہرہ میں سلطان پاشا کے محل میں ایک بڑا طوفانی جلسہ ہوا اور جس میں یہ طے پایا کہ عربی پاشا فوج کا افسر بنایا جائے - اس تجویز کو خدیو کے پاس بھیجا خدیو نے فوراً انکار کر دیا کہ میں عربی پاشا کو سپاہ سالاری دینا نہیں چاہتا - خدیو کے اس انکار سے تمام مصر میں غصہ کی آگ بھڑک گئی - اب جو یورپی قاہرہ اور اسکندریہ میں رہتے تھے انہیں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے - اور وہ ادہر ادہر بھاگنے لگے - انگریزی جہازوں کی قوت روز بروز بڑہتی جاتی تھی اور اب ایک معقول بیڑا مستعد جہازوں کا ہو گیا تھا -

مستعد بیڑا اسکندریہ کے بندر پر لنگر انداز تھا - اس کے بحری افسر دیکھ رہے تھے کہ سامنے خوب سرگرمی سے قلعہ بندی ہو رہی ہے اور مصری فوجیں جنگ کی تیاری کر رہی ہیں - امیر بحر سیمور نے لکھ کے بھیجا کہ مورچہ بندی کا کام فوراً بند کر دیا جائے - چوبیس گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے ورنہ گولہ باری شروع ہو جائیگی -

۱۵ اس نوٹس کا مصریوں پر کچھ اثر نہ ہوا -

۱۱ر جولائی ۱۸۸۲ء کو انگریزی آٹھ جنگی جہازوں سے گولہ باری شروع ہوئی مگر فرانسیسی جنگی بیڑے نے گولہ باری سے انکار کر دیا اور وہ وہاں سے ہٹ کے بندر سعید پر چلا آیا - مگر انگریزی بیڑہ نے شہر پر گولہ باری شروع کی مصریوں نے اس کا جواب دیا - عربوں کے تمام مورچے منہدم ہو گئے اس سے مصریوں کا دل چھوٹ گیا اگرچہ مصریوں نے نہایت دلیری سے جنگ کی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا - صبح تک شہر پر برابر گولہ باری ہوتی رہی جبکہ امن طلبی کا ایک جھنڈا لہرانے لگا اس وقت آگ بند ہوئی - انگریزی بحری افسر چاہتا تھا کہ معزز شرطوں پر فیصلہ ہو جائے اور سامنے سے ایک کشتی بھی آتی ہوئی نظر آتی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ مصری صلح کرنا نہیں چاہتے یہ ترکیب انہوں نے کچھ مہلت حاصل کرنے کے لئے کی تھی - اسی اثنا میں مصری پیچھے ہٹ گئے اور جو لوگ انگریزی بیڑے کی طرف سے عہد و پیمان کرنے گئے تھے وہ واپس چلے آئے کہ مورچوں میں تو کوئی آدمی ہی نہیں ہے ہم عہد و پیمان کس سے کریں - نہ سپاہی ہے نہ حکام - جانے سے پہلے عربی پاشا نے جیل خانہ کو توڑ دیا تھا اور شہر میں سخت بے انتظامی پیدا

ہوگئی تھی۔ ان لوگوں نے شہر کے یورپی حصّہ میں آگ لگا دی جو جل کے خاکستر ہوگیا۔ اسکندریہ کی یہ حالت دو روز تک بہت خراب رہی اس عرصہ میں دو ہزار یورپین بالکل برباد کر دیئے اور مار ڈالے گئے۔ گولہ باری کے وقت بیچارہ خدیو اپنی جان بچانے محل راس التین میں چھپا رہا پانسو بحری سپاہی محل کے دروازہ پر پہرہ دیتے رہے تھے۔ اب خدیو نے یہ اعلان دیدیا کہ عربی پاشا باغی ہوگیا ہے۔

لارڈ چارلس بر اسفورڈ بحری فوج کا ایک دستہ لیکے شہر میں اُترے اور امن امان قایم کیا۔ اس کے بعد بیس ہزار انگریزی فوج جنرل سر گارنٹ وولسلے کی ماتحتی میں اتار دی گئی چونکہ ترکوں اور فرانسیسیوں نے جنگ میں شامل ہونے سے انکار کردیا تھا اس لئے اب صرف انگریزوں ہی کو باغی مصری فوج سے مقابلہ کرنا پڑا۔

۱۵ اگست کو انگریزی اور مصری فوجوں میں جنگ شروع ہوئی جس میں انگریز غالب رہے دشمن بھاگ گیا پانچ توپیں اور بہت سامان رسد ہاتھ لگا۔ ۹ ستمبر عربی پاشا اپنے لشکر گاہ سے ہٹ کے تل الکبیر کی طرف پیچھے ہٹ گیا اس وقت اس کے پاس آٹھ ہزار آدمی تھے سپاہیوں نے شکست کھائی اور وہ اپنی مورچہ بند مقامات پر چلا گیا اب سر گارنٹ وولسلے نے بھی اپنا لشکر گاہ تبدیل کردیا اور عربی پاشا کے قریب لا جمایا۔

دشمن کی تعداد اس وقت انگریزی سپہ سالار کو پوری پوری معلوم ہوئی کہ اس کے پاس گیارہ ہزار پیدل دو ہزار سوار اور ساٹھ توپیں ہیں۔ اس نے اس فوج پر حملہ کرنا چاہا۔ آدھی رات کو شب خون مارنے کے لئے انگریزی فوج روانہ ہوئی اور جب الکبیر کے مقام پر پہنچی تو مصریوں کو معلوم ہوگیا مصری تیار ہوتے ہیں کہ انگریزی فوجیں سر پر جا پہنچیں اور سنگین بازی ہونے لگی۔ شکست کھا کے مصری قاہرہ کی طرف بھاگے۔ ہندوستانی فوج نے بھی دو ایک مقامات پر قبضہ کیا آخر عربی پاشا گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۵ اگست کو انگریزی سپہ سالار نے قاہرہ کو اپنا لشکر گاہ بنایا۔ فساد جاتا رہا اس لئے کہ عربی پاشا کی بغاوت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

انگریزوں کا نقصان یہ ہوا گیارہ افسر اور تیس سپاہی مقتول بائیس افسر اور تین سو سپاہی مجروح۔ فساد و رنج دور ہونے کے بعد خدیو قاہرہ واپس آ گئے۔ شہر میں امن قایم رکھنے کے لئے لارڈ وولسلے نے دس ہزار سپاہ اور ہزار فوج چھوڑی۔ اور باقی کی فوج انگلستان اور ہندوستان روانہ ہوگئی۔

لارڈ ڈفرن حکم پاکے قسطنطنیہ سے سیدھے قاہرہ آکے پہنچے اور عربی پاشا کا مقدمہ پیش ہوا عربی پاشا مجرم قرار دیا گیا اور خدیو کے حکم سے اس کو جلاوطن کر دیا گیا۔

یہ ہو ہی رہا تھا کہ یکایک یورپ ان خبروں سے چونک پڑا کہ مشرقی رومیلیا میں فساد ہو گیا وجہ یہ تھی کہ ادھر بلغاریہ کا اس پر دانت تھا ادھر سرویا اور یونان اس پر قبضہ کرنا چاہتے تھے کہ باب عالی نے دول یورپ کو دعوت دی کہ یہ ریاستیں باہم جوتی پیزار کر رہی ہیں ان کا فیصلہ ہونا چاہئے ادھر ترکوں نے جنگی تیاری شروع کر دی وہاں یہ گل کھلا کہ سرویا نے بغیر کسی جنگ کے بلغاریہ پر حملہ کر دیا۔ سرویا کی فوجوں کا سپہ سالار شاہ میلان تھا اور بلغاریہ کی کمان خود شہزادہ فرڈی ننڈ کر رہا تھا۔ پہلی لڑائی میں تو سرویا والوں کو فتح ہو گئی لیکن آخر بتاریخ ۱۷ نومبر بلغاریوں نے انہیں بھگا دیا۔ ایک مہینہ کے بعد دونوں میں نامہ و پیام ہو کے صلح ہو گئی اور مارچ میں دونوں سلطنتوں کے دستخط ہو گئے۔

ادھر ابھی جنگ نہ ہوئی تھی کہ یونان نے دول یورپ کو لکھ دیا کہ اگر مشرقی رومیلیا بلغاریہ کو دے دیا تو ہزاروں آدمیوں کا خون بہایا جائے گا اور میں اپنی جان تک کھو دوں گا۔ یہ لکھ کے یونان نے [illegible] تیاری شروع کر دی۔ [illegible] نے تجویز کی یونان بلغاریہ اور سرویا تینوں ریاستوں سے ہتھیار لیے جائیں اس پر سرویا اور یونان نے صاف انکار کر دیا مگر بلغاریہ نے یہ جواب دیا کہ یہی شرطیں کر کے ہتھیار رکھ دیا [illegible] انگلستان نے پھر یہ تجویز کی ہم کوئی بحری حملہ ترکی پر نہ کرنے دیں گے ۲۴ جنوری کو [illegible] یورپ کی طرف سے یونان کو نوٹ پیش کیا گیا۔ یونان نے ایک نہ سنی اور ایک بیڑہ جہازات روانہ [illegible] انگریزوں نے جنگی جہاز بھیجے کہ یونانی جہازوں کو حملہ نہ کرنے دیں۔ ترک سخت پریشان تھے کہ کیا ہوگا [illegible] کسی کا فیصلہ ہی نہیں ہوتا۔

بلغاریہ میں بتاریخ ۲۱ اگست ایک عجیب واقعہ ہوا۔ چند مسلح افسر محل ایلکزینڈر میں چلے گئے اور زبردستی اس دستاویز پر جس میں لکھا تھا کہ میں نے تخت چھوڑا دستخط کرا لئے۔ جب یہ کامیابی ہو گئی تو روسیہ کی بن آئی فوراً اس کے افسر موجود ہوئے اور صوبے کی طرف سے حکومت قائم ہو گئی۔ جب بیچارہ ایلکزینڈر کو وہاں نکالا تو فوج نے اپنے بادشاہ کو طلب کیا۔ اور ان افسروں کو قید کر لیا جنہوں نے زبردستی دستخط کرائے تھے اس کے بعد ایلکزینڈر صوفیہ واپس چلا آیا۔ روسیہ اس شاہ کے مخالف ہو گیا جب اس نے یہ دیکھا [illegible]

اس کے علیحدہ ہوتے ہی فوراً صوبہ کی گورنمنٹ قایم ہوگئی۔ ڈنمارک کا شہزادہ کونسل کا میر مجلس تجویز کیا گیا لیکن اس کے باپ نے انکار کردیا کہ میں بلغاریہ کی بادشاہت سے اپنے بیٹے کے لئے باز آیا۔ پھر سیکریٹری کوبرگ کے شہزادہ سے درخواست کی گئی اس نے قبول کرلی۔ آسٹریلنے تو اس انتخاب کو پسند کیا لیکن روسیہ انکار کرتا ہی رہا تو بھی تنہا روسیہ کی کچھ نہ چلی اور شہزادہ فردنی ننیڈ تخت پر بٹھا دیئے گئے۔

۱۸۹۴ء میں یہ خبر بہا گرم ہوئی کہ ترکوں نے عیسائیوں کو قتل کر ڈالا۔ مبالغہ سے بہت کچھ کام لیا گیا حالانکہ اس آرمینیا کے فساد کی اصل کچھ بھی نہ تھی۔ ماہ اکتوبر یورپ میں جو خبر پہنچی تھی وہ یہ تھی کہ ترکوں نے چھ ہزار عیسائی قتل کر ڈالے اور بہت سے گاؤں جلا دیئے۔ سب سے پہلے آرمینیوں نے بارہ کردوں کو قتل کر ڈالا اور ایک تار برقی اس واقعہ کے متعلق قسطنطنیہ روانہ کی وہاں سے یہ جواب آیا کہ چاروں طرف فوجیں بھیج کے بہت جلد انتظام کرو۔ عیسائیوں کا بیان ہے کہ فوج نے بجائے امن قایم کرنے کے خونریزی کی اور عیسائیوں کو بالکل برباد کردیا۔

غرض برطن اعظم۔ فرانس اور روسیہ کے قایم مقاموں نے ایک جلسہ کیا اور سب کا یہ مشورہ ہوا کہ ترکوں سے پوچھ ڈالا جائے کہ آپ عہد نامہ برلن کے مطابق کیوں نہیں عیسائی رعایا میں امن قایم کرتے۔ اور ان کے ملکی حقوق کے دینے میں کیوں کوتاہی کر رکھی ہے۔

بہت کچھ ساسون کے قتل عام میں دول یورپ کے وکلا نے تحقیقات کی مگر نتیجہ ان کے حسب منشاء نہیں نکلا۔ ریوٹر نے یہ بات اڑائی کہ ترکی حکام نے تحقیق میں سخت سخت مزاحمتیں ڈال دی تھیں اس لئے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ نہ ہوسکا۔ کمیشن نے جو کچھ تحقیق کی وہ سلطان المعظم کی خدمت میں بھیج دی گئی اور آپ نے جلسہ وزرا کے سپرد کردی۔

پھر ۱۵ ارمئی ۱۸۹۵ء میں فرانسیسی۔ انگریزی اور روسی سفیروں نے کچھ تجاویز باب عالی میں پیش کیں اور ان تجاویز کو۔ جرمنی۔ آسٹریا اور اٹالیہ نے پسند کرلیا۔ ان تجاویز میں آرمینیا کی اصلاح مدنظر رکھی گئی تھی۔

خیال یہ کیا گیا تھا کہ دول یورپ نے جو تجویزیں اصلاح کے متعلق پیش کی ہیں انہیں سلطان المعظم محض اپنی رحم دلی۔ رعایا پروری اور روشن ضمیری کی بنا پر ضرور مان لیں گے اور ان کا عملدرآمد فوراً جاری

ہو جائے گا مگر ترکوں نے بہت سی باتوں میں تامل کیا اور اصلاحوں کو عملی صورت میں لانے کے لئے چونکہ زیادہ عرصہ درکار تھا اس لئے دیر بہت لگ گئی۔ ادھر دُوَل یورپ یہ خیال کر رہی تھیں کہ جب تک آرمینیا کا کل ملک یورپ کی نگرانی میں نہ آجائے گا آرمینیوں کی اصلاح ممکن نہیں۔

ابھی ترک اس مسئلہ پر غور کر رہے تھے کہ یورپ کا یورپ آغاز اکتوبر میں قسطنطنیہ کی بغاوت سے چونک اُٹھا۔ کردستان سے فساد کی چنگاریں اُڑیں اور آناً فاناً میں قسطنطنیہ میں اس سرے سے اس سرے تک آگ لگا دی اور قتل و غارت کا بازار خود یلدز کوشک کی آنکھوں کے سامنے گرم ہوا۔ ماہ ستمبر بکثرت ارمنی لبطریق کے مکان پر جمع ہوئے اور اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم اپنے ہاتھ سے سلطان المعظم کو عرضی دیں گے کہ جن رعایتوں اور حقوق کا آپ نے ہمارے لئے وعدہ کیا تھا وہ ابھی تک ہمیں نہیں ملے اور نہ ہمارے ملک میں اصلاحیں جاری ہوئیں۔ لبطریق نے بہتیرا سمجھایا کہ ایسا مت کرو مگر انہوں نے نہ مانا اور آخر یہ مسلح جم غفیر وزیر اعظم سعید پاشا کے مکان کی طرف روانہ ہوا ابھی وزیر کے مکان کے پاس نہ پہنچا تھا کہ راستہ میں شروت بے سے ملاقی ہوا جو ۱۵ جنگی پولس کے ساتھ آ رہا تھا۔ اس پولس افسر نے کہا کہ تم تتر بتر ہو کے ادھر اودھر چلے جاؤ اور اگر تمہیں حضور سلطانی میں کوئی عرضداشت گزرانی ہے تو تم قاعدے کے مطابق اپنے افسروں کے ذریعہ سے بھیج سکتے ہو۔

یہ سنتے ہی ارمنیوں کے گروہ میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور انہوں نے ترکی افسروں پر فیر کر دیئے گولی سب سے پہلے میجر شروت بے کو لگی اور پھر بہت سے پولس مین مجروح ہوئے۔ جہاں تک تحقیق کیا گیا پولس کی طرف سے کوئی حملہ نہیں کیا گیا لیکن جب آرمینیوں کی طرف سے پہل ہوئی تو پھر پولس نے بھی اپنی حفاظت کے لئے تلوار کا استعمال کیا جو آرمینیوں کے لئے بہت ہی خطرناک ثابت ہوا۔ طرفین کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد تھوڑے سے وقت میں صدہا تک پہنچ گئی۔

دوسرے روز اس شورش میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ ترکی طلبہ کے گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے اور آرمینیوں سے انتقام لینا چاہتا ہزار ہا پُرجوش مسلمان مسلح چلے آتے تھے۔ اور اس بات کا خوف ہو رہا تھا کہ قسطنطنیہ کی کل ارمنی آبادی قتل کر ڈالی جائے گی۔ ترکی فوجیں تو فوراً ہی مدد کو پہنچیں کہ ان جوشیلے مسلمانوں کو روکیں اور ... قتل عام ... یہ فوجیں ابھی پہنچی بھی ... باغی ... کہ

صدہا ارمنی قتل کرڈالے گئے تھے۔

اس فساد کے تیسرے دن چھ دُوَل عظام کے ایلچیوں نے وزارت پر زور دیا کہ ان فسادات کو روکنا چاہئے اور شہر میں امن قایم کرنے کی تدابیر کرنی چاہئیں۔ اس وقت قسطنطنیہ پولیس کی نگرانی میں آچکے تھے اور قریب تین ہزار ارمنی عورتیں اور بچے اپنے بطریق کے گرجے میں پناہ گزیں ہو گئے تھے اور جب تک بالکل امن امان نہ ہوئی وہ گرجے سے باہر نہیں نکلے۔

سلطان المعظم ان فسادات سے سخت خوفزدہ ہو رہے تھے انہوں نے عین زمانہ فساد میں پولیس کے اعلیٰ افسر کو بلا کے یہ حکم دیا کہ بہت جلد اس کا انتظام کرو ورنہ تمہاری جگہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ آپ نے فوراً ایک کونسل وزرا کو طلب کیا۔ آپ اس کے میر مجلس بنے۔ اور فوراً احکام جاری ہوئے کہ عمارات عامہ کی نگرانی بڑی مستعدی سے کی جائے۔ مفسد پراگندہ کر دیئے جائیں اور انتظام فوراً ہو جائے۔

فساد کے رفع ہوتے ہی گرفتاریاں شروع ہو گئیں اور بہت جلد جیل خانے مجرموں سے بھر گئے ابھی پائے تخت میں فساد رفع ہی ہوا تھا کہ سلطنت کے دوسرے علاقوں سے مفسدہ کی خبریں گوش گزار ہونے لگیں۔ یورپ ہر چند چاہتا تھا کہ ترکوں کے خلاف آرمنیوں کو مدد دے لیکن جب آرمنیوں نے یہ غلطی کی کہ ترکی افسر کو گولی مار دی تو سخت افسوس کیا کہ ایسا کیوں کیا۔

غرض کچھ ہو فساد جاتا رہا اور قسطنطنیہ میں امن ہو گیا۔ سلطان المعظم نے امن ہوتے ہی سعید پاشا کو عہدۂ وزارت سے علیحدہ کر کے کامل پاشا کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔ جن سے آیندہ ملک میں اصلاحوں کے پھیلنے کی بہت کچھ امیدیں کی گئیں۔ ۲۰ اکتوبر کو باب عالی نے ایک فرمان جاری کیا کہ جن اصلاحوں کا وعدہ آرمنیوں سے کیا گیا ہے اُن کے پورا کرنے کا حکم دیدیا گیا اور آیندہ سے عیسائیوں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہ سمجھا جائے گا۔

سب سے غمناک واقعہ آپ کی سلطنت کا معاملہ کریٹ ہے جو فی الواقع یورپ نے زبردستی چھین لیا اور سلطان کی عقلمندی تھی کہ آپ نے جنگ نہیں کی۔ پھر بجائے ایک جہاز کے سفیر وہاں کے وعدہ وعید پر ہوتا اور بڑے الکھانیوں کا جھگڑا غرض یہ ایسی باتیں ہیں کہ ترکی جیسی سلطنت میں روز پیش آنی چاہئیں۔ اس میں کوئی بھی کلام نہیں کر سکتا کہ سلطان نے جب تخت پر

قدم رکھا ہے تو آپ کے آگے ایک مُردہ سلطنت پیش کی گئی تھی اور کوئی عاقل مدبّر یہ اُمید نہیں کر سکتا تھا کہ سلطان اس کے زندہ کرنے میں کامیاب ہوں گے مگر خداوند تعالےٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ بہت جلد کامیاب ہوئے اور سلطنت کے مُردہ جسم میں فی الواقع روح پھونک دی۔ سلطنت اب مُردہ نہیں ہے بلکہ زندہ ہے اور اس کے زبردست قویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی دیرپا ہے۔

سلطان اعظم پر سب سے زیادہ یہ الزام ہے کہ تمام ترکی سلاطین میں ایک ہی سلطان ہیں جنہوں نے یورپی بنکوں میں اپنا روپیہ جمع کیا ہے اور ہمیشہ جو کچھ جیب خرچ سے بچتا ہے جمع کرتے رہتے ہیں۔ صحیح تعداد تو اس رقم کی نہیں معلوم لیکن ہے کروروں ہی۔ داماد پاشا جب اپنے بچوں کو لیکے پیرس بھاگا ہے تو اس نے بھی یہی اعتراض کیا تھا کہ سلطان کو چونکہ اپنی رعایا پر بھروسہ نہیں ہے اور سلطان اپنے کو غیر سمجھتا ہے اس لئے یورپ میں روپیہ جمع کر رہا ہے کہ اگر سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی تو زندگی بھر آرام سے بیٹھ کے کھاؤں دوسرا خیال یہ ہے کہ میرے بعد بچوں سے بدسلوکی کی جائے تو انہیں اوروں کی پروا نہ رہے غرض اسی قسم کے فرضی الزام ہیں جو سلطان کی ذات پر چسپاں کئے جاتے ہیں مگر ہمارے خیال میں یہ بات نہیں ہے کیونکہ سلطان ایک بیدار مغز شخص ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس میں انسانی کمزوریاں بھی بہت سی ہوں لیکن پھر بھی خداوند تعالےٰ نے اس کا عجیب دل و دماغ بنایا ہے۔ بیشک اس کا روپیہ یورپ کے مختلف بنکوں میں ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس کی وہ اغراض بھی ہوں جو مخالفوں نے بیان کی ہیں اور جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں مگر بڑی غرض یہ ہے کہ اپنی ساکھ بندھی رہے اور ضرورت کے وقت مہاجن سلطنت کو روپیہ دینے میں نہ جھجکیں کیونکہ سلطان شہید کے وقت سے ترکی ساکھ بالکل جاتی رہی تھی اور مہاجن ترکی کو قرض دینے سے کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔ لیکن اب وہ بات نہیں ہے۔ مہاجن خود درخواست کرتے ہیں کہ ہم سے روپیہ لیلو اور اس ساکھ سے یہ بہت بڑا فائدہ ہوا کہ سلطان اعظم نے کمی سود پر روپیہ قرض لیکے پچھلے قرضخواہوں کو چکا دیا اور اس طرح لاکھوں پونڈ سالانہ کا فائدہ ترکی کو ہو گیا۔

جس شخص نے سلطان عبدالعزیز شہید کے زمانہ میں قسطنطنیہ دیکھا ہے اور وہ اب جا کے دیکھے تو اسے

بہت فرق نظر آئے گا۔ بیسیوں بازار اور پبلک عمارتیں نئی بنی ہوئی پائے گا۔ عدالتوں اور تھانوں کا
کا انتظام مثل یورپ کے اعلیٰ درجہ کا ملاحظہ کرے گا۔ صنعت و حرفت کے کارخانے جابجا اس کی
نظر پڑیں گے۔ شفاخانے، مدارس اور تار گھر جگہ جگہ پائے گا۔ اخبارات روزانہ کی کثرت اور
ترکوں کا شوق سے اخباروں کو راستہ میں پڑھتے ہوئے جانا اور تمام علوم سے واقفیت کا
ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بے شک سلطان المعظم نے اپنی سلطنت میں جان ڈال دی ہے۔
جب میں حیدرآباد میں تھا تو مجھے ایک عیسائی نے اپنے کسی پادری کی ایک رپورٹ دکھائی تھی جو
بغداد سے اس نے بھیجی تھی اس نے اپنے سفر ایران و ترکی کا حال لکھا تھا جس کا مختصر خلاصہ میں
درج ذیل کرتا ہوں "اس نے لکھا کہ جب تک میں نے ایرانی عملداری میں سفر کیا مجھے یہی نہیں
معلوم ہوا کہ یہاں کسی کی حکومت بھی ہے یا نہیں۔ قانون اور انصاف کا نام و نشان نہ پایا
سوائے سعتانی۔ پریشانی اور ظلم کے کچھ نہیں دیکھا مگر جب میں ترکی عملداری میں آیا
تو مجھے ایک زبردست عملداری محسوس ہونے لگی یعنی جب میں ایک گاؤں کی سرائے میں
اُترا تو فوراً ایک ترکی سوار میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے افسر نے مجھے حکم دیا ہے
کہ جب تک آپ یہاں رہیں میں آپ کی خدمت میں حاضر رہوں اور نگرانی کروں کیونکہ
آپ پردیسی ہیں اور یہ مسلمانوں کا گاؤں ہے مبادا آپ کو کچھ تکلیف پہنچے۔ یہ دیکھ کر میں
بہت خوش ہوا اور میں نے اس کا آنا غنیمت جانا۔ جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا یہ ایک چھوٹا سا
گاؤں تھا اور ڈھائی تین ہزار سے زیادہ بستی نہ تھی۔ علی الصباح میں اٹھا اور کچھ عربی کی انجیلیں
وعظوں اور پند و نصائح کی ایک گٹھڑی اپنے آدمی کے سر پر رکھی اور بستی میں جا کے ایک ایک
کتاب تقسیم کر دی ترکی سوار اس عرصہ تک میرے ساتھ رہا مگر اس نے نہ زبان سے اور نہ اشارہ
کنایہ سے میری تقسیم کتب میں مداخلت کی اور نہ لینے والوں کو روکا غرض میں بائبل بانٹ کے
واپس چلا آیا اور چونکہ میں اپنا کام کر چکا تھا اس لئے وہاں سے روانہ ہو کے دوسری بستی کی طرف
روانہ ہوا۔ ترکی سوار اپنی سرحد تک میرے ساتھ آیا جب اس کا علاقہ ختم ہو گیا تو مجھ سے اجازت
طلب کر کے چلا گیا اور دوسرے علاقہ کا دوسرا ترکی سوار اسی طرح آ موجود ہوا [illegible]
دوسری بستی کی کارواں سرائے میں قیام کیا صبح کو میرے آدمی نے مجھے اطلاع دی کہ ایک شخص

کسی چیز کی ایک گٹھری رکھ گیا ہے اور یہ کہہ گیا ہو کہ پادری صاحب کو دیدینا میں نے جو اپنے کمرہ میں اس گٹھری کو منگا کے دیکھا تو سخت تعجب کیا کہ یہ کیا چیز ہے کھلوا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی انجلیں وغیرہ ہیں جو میں دوسرے گاؤں میں تقسیم کرآیا تھا۔ کوئی انجیل کم نہ تھی اور نہ کسی کتاب کا کوئی ورق میلا ہوا تھا مجھے حیرت ہوئی کہ کس عمدہ انتظام سے یہ انجلیں ان لوگوں سے واپس لی گئیں خیر میں خفیف ہو کے خاموش ہو کے چپکا ہو رہا۔ مگر اپنی کوشش میں بند نہیں ہوا یہاں بھی میں نے انجلیں تقسیم کیں مگر پھر بھی کیفیت تیسرے گاؤں میں پہنچ کر ہوئی غرض ہر گاؤں میں عطائے تو بہ لقائے تو کا مضمون ہوتا رہا۔

(پادری صاحب کی رپورٹ کا خلاصہ ختم ہوگیا)

پہلی بے انتظامیوں کو دیکھئے کہ جب راستے لٹتے تھے اور اس انتظام کو ملاحظہ کیجئے کہ کیا اچھا انتظام ہے اور قانون کی زنجیروں میں رعایا کو کیا کس دیا ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ترکی میں رشوت ستانی اور غداری کا مادّہ نہیں ہے بیشک رشوت خوار افسر موجود ہیں لیکن بہت کم۔ غدار ہیں لیکن ان کی مثال بالکل آٹے میں نمک کی سی ہے اور اگر سلطان عبد الحمید خاں خدا اُن کی عمر دراز کرے اگر بیس سال بھی اور زندہ رہے اور کوئی عظیم جنگ نہوئی تو آپ ملاحظہ فرمالیں گے کہ ایسے افسر انکا سلطنت ۵
میں سے بیج مارا دیا جائے گا اور سلطنت ایسی قوی ہو جائے گی کہ مثل قدیم زمانہ کے ہر یورپی سلطنت ترکوں کی دوستی کی خواہاں رہے گی۔

جو عظیم الشان ترقی ترکی نے موجودہ صدی میں کی ہے اُس کا اندازہ موجودہ اور گزشتہ عام حالت تعلیمی سے کیا جاسکتا ہے۔ اس صدی کے شروع تک سلسلہ تعلیم بہت ناقص اور غیر منضبط تھا۔ صرف دو قسم کے مدارس تھے اول ابتدائی جسکو محلہ کہتے تھے جہاں صرف قرآن شریف اور اصول دین کی تعلیم ہوتی تھی اور دوسرے مدرسے یعنی تعلیم گاہ جہاں عربی۔ تفسیر۔ حدیث۔ شرع۔ فقہ۔ ادب۔ طبیعات اور فلسفہ کی تعلیم ہوتی تھی۔ ان مدارس میں بالخصوص ان علماء کی تعلیم ہوتی ہے جو ملک کے مختلف دیوانی اور مذہبی اور دیگر عہدوں پر مامور ہوتے تھے۔ بہت سے دیوانی عہدہ دار اپنے سلسلہ مدارج میں تعلیمی ڈگریاں حاصل کرتے تھے۔ اس سلسلہ تعلیم میں کلام آمد سائنس کے سیکھنے کا بہت کم موقع ملتا تھا اور تعلیم عملی کا تو کہیں پتہ نشان نہ تھا خانگی تعلیم سے بیشک اس قسم کی ضرورتیں ایک حد تک رفع ہوتی تھیں مگر عوام الناس عموماً تعلیم سے بے بہرہ رہتے تھے۔ گو ترکی علم ادب اعلیٰ طبقہ میں ترقی پر تھا مگر باقاعدہ علوم کی اشاعت

بہت کم کی گئی تھی

سلطان سلیم ثالث - اور محمد ثانی کے زمانہ میں جو اصلاحات قومی ہوئیں ان سے فوجی اور طبی علوم وفنون کی تعلیم کی ضرورت داعی ہوئی - اور اعلیٰ درجہ کا ملیٹری کالج بنام "مکتب حربیہ" اور طبی مدارس متعلقہ توپخانہ اور فوج قایم ہوئے علاوہ بریں ان جدید مدارس کے قابل بنانے کے لئے خاص قسطنطنیہ اور دیگر سات فوجی صدر مقاموں میں ابتدائی مدارس "اعدادیہ" قایم کئے گئے - محمد ثانی کے عہد سلطنت میں بنول (ہجری) کالج قایم ہوا جہاں ابتک علاوہ ترکی زبان کے انگریزی زبان بھی سکھائی جاتی ہے - یہ چار قسم کے مدارس ابتک قائم ہیں اور مدرسہ حربیہ میں ایک شاخ اسٹاف کے افسروں کی اعلےٰ تعلیم وتربیت کی اضافہ کی گئی ہے - ان مدارس میں دس ہزار طالب علم زیر تعلیم ہیں - ملیٹری مڈیکل اسکول (فوجی طبی مدرسہ) میں ایک شاخ وٹرنیری سرجن کی تعلیم کے لئے ہے - حضرت سلطان عبد المجید والد مرحوم سلطان حال کے زمانہ سلطنت میں مدارس باقاعدہ وسلسلہ تعلیم کے لئے تمام سلطنت میں نہایت تاکیدی احکام نافذ ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دار الخلافۃ اور صوبہ جات میں ہزاروں مدرسے جاری ہیں - جن میں عربی - فارسی اور ترکی اور ضروری ابتدائی علوم وفنون کی تعلیم ہوتی ہے -

سلطان عبد المجید اور سلطان عبد العزیز کے زمانہ سلطنت میں مصر - کریٹ - جبل اسود - شام - جنگ کریمیا وغیرہ بہت سے ایسے خلل انداز امن وامان واقعات صعوبت انگیز ہوئے جس سے ترکی کو علوم اور فنون کی ترقی میں بہت روک رہی تاہم سلطان عبد العزیز کے عہد سلطنت میں ایک اور قسم کا جنگی مدرسہ (رشیدیہ) فوجی نگرانی میں قایم کیا گیا - اس قسم کے مدارس سلطنت عثمانیہ کے کل حصّوں میں پھیل گئے اور اعلیٰ حضرت سلطان عبد الحمید خاں کی حسن توجہ سے اس میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے نو ہزار سے زائد طلبہ اسکی عمدہ تعلیم سے فیضیاب ہو رہے ہیں -

اس زمانہ سلطنت میں ایک اور کالج بمقام پیرا شہ نمونہ فرانسیسی "لی سیم" قایم ہوا - اس کالج میں جسکو سلطانیہ کہتے ہیں فرانسیسی زبان رائج ہے اور فرانسیسی مدرس اپنی ہی زبان میں باقاعدہ علمی تعلیم دیتے ہیں - علاوہ فرانسیسی زبان اور علوم کے ترکی علم ادب اور عربی وفارسی پڑھائی جاتی ہے اور پیرو فیسران علوم زبان انگریزی - یونانی - جرمنی - [illegible] کا [illegible] اس مدرسے میں آٹھ سو طالب علم زیر تعلیم ہیں -

"مکتب صفی" نامے ایک مدرسہ خاص قسطنطنیہ میں عملی اور تجارتی تعلیم کے لئے قایم کیا گیا جس میں چار سو طالب علم مفید تجارت سیکھ رہے ہیں۔ بہت سے صدر مقام صوبجات میں اس قسم کے مدارس قایم ہو گئے ہیں۔ اسی وقت ایک اور کالج علما کی تعلیم کے لئے قایم ہوا۔ جس کے تعلیم یافتہ مناصب شرعیہ پر مامور ہوتے ہیں یہ کالج جس کو "مکتب نواب" کہتے ہیں نہایت ضروری خدمت انجام دے رہا ہے۔ یہاں نہایت نامی گرامی علمائے فن شریعۃ اسلامیہ سکہاتے ہیں۔

موجودہ سلطان عبد الحمید خلد اللہ ملکہ شروع زمانے سے اشاعت تعلیم کے بڑے حامی و مددگار رہے ہیں اور باوجود نہایت اہم مشکلات ملکی و تمدنی کے اس معاملہ میں و نیز کل معاملات متعلقہ بہبود ملک و رعایا میں ان کا عہد سلطنت سلاطین ماضیہ سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس اولوالعزم شہنشاہ نے اپنی بلند حوصلگی سے کسی جنگ کے نتایج بد سے اپنے مجوزہ سلسلہ تعلیم کو موثر نہیں ہونے دیا جیکو انہوں نے نہایت عقلمندی سے سمجھ رکھا تھا کہ ترکی کی از سر نو زندگی محض عام اعلیٰ تعلیم پر منحصر ہے تعلیم کی پالسی جو اعلیٰ حضرت سلطان اعظم نے قایم کی ہے نہایت نازک اور اہم وقت میں شروع ہوئی یعنی جنگ کے مصیبت انگیز زمانہ میں جبکہ روسی ایڈریانوپل کی جانب بڑھ رہے تھے اعلیٰ حضرت ممدوح الشان نے "ملکیہ" مدرسے کی بنا فرمانے کا ارادہ کیا جو سول سروس کے واسطے ابتدائی مدرسہ قرار دیا گیا۔ حضرت کی دوراندیشی جو اس مدرسے کے قیام میں ثابت ہوئی جبکہ ملک کی کل طاقت ۱۸۷۷-۷۸ء کی جنگ عظیمہ کے نذر ہو چکی تھی اسی نظر سے دیکھی گئی جس نظر سے جنگ "جینا" کے بعد پروشین سلطنت کی پالسی سمجھی گئی تھی جس سے نپولین کے ظلم و ستم سے ملک جرمنی مامون و مصئون رہا پہلے پہل ملکیہ مدرسے میں پانچ درجے تھے۔ تین ادنے اور دو اعلیٰ جس میں زبانہائے ترکی اور فرانس علم ریاضی۔ طبیعات۔ جغرافیہ۔ تاریخ عام و تاریخ عثمانیہ۔ پولیٹکل اکانمی۔ قانون اقوام یورپ قانون دیوانی و انتظامی اور فنانشل کے علاوہ اور علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تھی۔ یہاں کے تعلیم یافتہ ملکی جلیل القدر عہدوں پر مثل سب گورنری۔ وائس کانسلی۔ معتمدی سفارت و کانسلی۔ محاسبی کونسل آف اسٹیٹ وغیرہ پر مامور ہوتے ہیں۔ اس وقت مدرسے کے دس فارغ التحصیل طالب علموں سے زیادہ سرکاری عہدوں پر سرفراز ہیں اور بعض ان میں سے بہت اعلیٰ عہدوں پر معزز ہیں یہاں تک کہ دربار کے بہت سے عہدہ داروں کی معزز خدمات اسی مدرسے کی تعلیمی فیضان کا

نتیجہ ہے جن پر سلطان خاص توجہ فرماتے ہیں کیونکہ یہ مدرسہ ابتدائی زمانہ سے اعلیٰ حضرت ممدوح کی نگرانی میں ہے۔ بعد چندے اس میں چند ضروری اصلاحیں کی گئیں جو مدرسہ اور اہل مدرسہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوئیں یعنی زبانہائے عربی فارسی داخل ہوئیں اور تحصیل زبان یونانی۔ ارمنی لازمی ٹھیرائی گئی اور قرار دیا گیا کہ ہر درجہ میں کم سے کم پانچ طالب علم ہوں یہ مفید طریقہ خاص ایجاد کردہ حضرت سلطان المعظم ہے اس کے سوا اور دوسری ضروریات نے اس مدرسے میں اور دو درجے قایم کئے۔ ایک اعلیٰ۔ اور دوسرا ادنیٰ۔ اس مدرسہ میں تمام رعایائے عثمانیہ بلا امتیاز رنگ و مذہب تعلیم پانے کی مجاز ہے۔

اعلیٰ حضرت نے خاص قسطنطنیہ میں ایک قانونی مدرسہ قائم کرکے اس پیشہ کی ضروری تعلیم کا سامان مہیا کر دیا۔ اس مدرسہ میں چار درجے ہیں اور جو طلبہ بعد امتحان کے پاس ہوتے ہیں وہ بعد کسی قدر عدالتی تجربے کے ابتدائی محکمہ میں ماتحت جج۔ ڈپٹی پروکیوریٹر۔ جنرل۔ جج تعلیمات اور صدر الصدور عدالتہائے صوبجات مقرر ہوتے ہیں۔ اس کے سوا ان کو وکالت کرنے کا بھی اختیار رہتا ہے۔

یہ مدرسہ قانونی نہایت ضروری مدرسہ ہے کیونکہ اخلاقی حالت اور پیشہ وکالت اور خدمات فوجداری کی قابلیت اس کی باقاعدہ تعلیم اور منضبط کارروائی سے ترقی پر ہے۔

ایک اور ابتدائی مدرسہ "ملکیہ" کے طریق پر قایم کیا گیا ہے۔ گونگے بہروں کی ایک خاص تعلیم گاہ جدا ہے۔ دستکاری کے لئے ایک علیحدہ مدرسہ معدنیات و جنگلات بطور خاص بنایا گیا ہے۔ سول انجینئروں کی تعلیم کے لئے آرٹلری کالج میں ایک خاص شاخ ہے علیٰ ہذا نیولی (بحری) اسکول سے ملحق تجارتی جہازوں کے کپتانوں کی تعلیم گاہ ہے۔ زراعتی مدارس قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل۔ اونینا اور بروسا میں معہ موڈل فارم کے قایم و جاری ہیں قسطنطنیہ میں دو مدرسے تجارتی غریب لڑکیوں کیلئے ہیں اور اسیطرح بہت سی تعلیم گاہیں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی بیدار مغزی اور خواہش بہبودی رعایا و ترقی۔ توسیع اسباب مادی و اخلاقی کی شاہد ہیں۔

چونکہ اس آرٹیکل میں مختلف ابواب پر بحث کی گئی ہے لہٰذا بخوف طوالت ان ضروری اور دلچسپ تعلیم گاہوں کی مفصل کیفیت بیان نہیں کیگئی۔ آیندہ آرٹیکل موسومہ (ترقیات ترکی) میں مفصل بیان کیا جائیگا۔ مگر سر دست تمام ملک عثمانیہ میں [illegible] اشاعت تعلیم کیواسطے جو مضبوط بنیاد اعلیٰ حضرت نے رکھی ہے اس کا بیان دلچسپی سے خالی نہوگا۔ سب سے پہلے اصول ہم کام کیواسطے تمدن کی ضرورت [illegible] لازمی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت نے اپنے ابواب تمدن ملاحظہ فرمائے جو رعایا فرزندوں خود بخود ترقی کر رہے [illegible]